لہوولعب

کھیل،تماشہ،میلہ،مزاح،ناچ،گانا،قوالی،مزامیر،راگ،سماع،موسیقی وغیرہ سےمتعلق

مسئلہ۱: ازفیروزپورہ ربیع الاول۱۳۱۰ھ

کیافرماتے ہیں علمائےدین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ،چوسر،شطرنج کھیلناکیساہےاوران میں کچھ فرق ہے یاسب ایک سے ہیں ،اورگناہ صغیرہ ہیں یاکبیرہ؟ یاعبث؟ اورفعل عبث کاکیا حکم ہے؟بینواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب

یہ سب کھیل ممنوع اورناجائزہیں اوران میں چوسراورگنجفہ بدترہیں ،گنجفہ میں تصاویر ہیں اورانھیں عظمت کے ساتھ رکھتے اوروقعت وعزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ امر اس کے سخت گناہ کاموجب ہے۔اورچوسرکی نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:من لعب بالنردشیرفکانماصبغ یدہ فی لحم خنزیرودمہ ۱؎۔رواہ مسلم۔جس نے چوسر کھیلی اس نے گویااپناہاتھ سورکے گوشت خون میں رنگا۔(اسے مسلم نے روایت کیا۔ت)

(۱؎صحیح مسلم کتاب الشعر باب تحریم اللعب بالنردشیر قدیمی کتب خانہ کراچی۲/ ۲۴۰)

دوسری حدیث صحیح فرمایا:من لعب بالنردفقدعصی اللّٰہ ورسولہ اخرجہ احمد ۱؎وابوداؤد وابن ماجہ والحاکم عن ابی موسی الاشعری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ۔جس نے چوسرکھیلی اس نے خدااوررسول کی نافرمانی کی(احمد،ابوداؤد،ابن ماجہ اورحاکم نے اسے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےعنہ سے روایت کیا۔ت)

(۱؎مسند امام احمدبن حنبل عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۹۴)

چوسر بالاجماع حرام وموجبِ فسق وردِشہادت ہے فی ردالمحتارعن القہستانی النرد حرام مسقط للعدالۃ بالاجماع۲؎(فتاوٰی شامی میں قہستانی سے نقل کیاگیاہےکہ چوسرکھیلناحرام ہےاس سے بالاجماع عدالت ساقط ہوجاتی ہے۔ت)

(۲؎ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳)

یہی حال گنجفہ کاسمجھناچاہئے لماذکرنا(اس وجہ سے جس کو ہم نے ذکرکیاہے۔ت)
اورشطرنج کواگرچہ بعض علمانے بعض روایات میں چند شرطوں کےساتھ جائزبتایاہے:
(۱) بدکر نہ ہو۔
(۲) نادراًکبھی کبھی ہوعادت نہ ڈالیں۔
(۳) اُس کے سبب نماز باجماعت خواہ کسی واجب شرعی میں خلل نہ آئے۔
(۴) اُس پرقسمیں نہ کھایا کریں۔
(۵) فحش نہ بکیں۔
مگر تحقیق یہ کہ مطلقاًمنع ہے اورحق یہ ہے کہ ان شرطوں کانباہ ہرگزنہیں ہوتاخصوصاًشرط دوم وسوم کہ جب اس کاچسکاپڑجاتا ہے ضرورمداومت کرتے ہیں اورلااقل وقت نمازمیں تنگی یاجماعت میں غیرحاضری بیشک ہوتی ہے جیسا کہ تجربہ اس پرشاہد،اوربالفرض ہزارمیں ایک آدھ آدمی ایسانکلے کہ ان شرائط کاپورالحاظ رکھے تونادر پرحکم نہیں ہوتا۔

وانماتبتنی الاحکام الفقھیۃعلی الغالب فلاینظرالی النادرولایحکم الابالمنع کماافادہ المحقق فی الفتح فی مسئلۃ مجاورۃ الحرم وفی الدرفی مسئلۃالحمام۔

فقہی احکام غالب حالات پر مبنی ہوتے ہیں لہٰذانادرالوقوع پر نگاہ نہیں کی جاتی اس لئے ممانعت کافیصلہ ہی کیاجائے گاجیساکہ محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں ہمسائیگی حرم کے مسئلہ میں افادہ بخشا۔اوردرمختارمیں مسئلہ حمام میں یہی فرمایاہے۔(ت)

توٹھیک یہی ہے کہ اس سے مطلقاًممانعت کی جائے۔

درمختارمیں ہے:کرہ تحریمااللعب بالنرد والشطرنج بکسراولہ ویھمل ولا یفتح الانادراواباحہ الشافعی وابویوسف فی روایۃ وہذااذالم یقامر ولم یخل بواجب والافحرام۔؎۱

چوسر کھیلنامکروہ تحریمی ہے اورشطرنج بھی۔اورایک روایت میں امام شافعی اورقاضی ابویوسف نے شطرنج کومباح قراردیاہے،اوریہ اس وقت ہوگا جبکہ جوانہ ہواورکسی واجب کی ادائیگی میں خلل بھی واقع نہ ہوورنہ حرام ہوگا(ت)

(۱؎درمختارکتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۴۸ ۔ ۲۴۷)

ردالمحتارمیں ہے :ھوحرام وکبیرةعندناوفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین کمافی الکافی قہستانی قولہ فی روایۃالخ وکذااذالم یکثرالخلف علیہ وبدون ھذہ المعانی لاتسقط عدالتہ للاختلاف فی حرمتہ عبدالبرعن ادب القاضی۔۲؎

ہمارے نزدیک شطرنج کھیلناحرام اورگناہ کبیرہ ہے اوراس کومباح قراردینے میں اسلام اورمسلمانوں کے خلاف شیطان کوامدادفراہم کرناہے جیساکہ کافی میں ہے،قہستانی۔قولہ فی روایۃ الخ اوراسی طرح جبکہ دورانِ کھیل زیادہ قسمیں نہ کھائی جائیں،اوربغیران چیزوں کے آدمی کی عدالت ساقط نہیں ہوتی کیونکہ اس کی حرمت میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف پایاجاتاہے،عبدالبربحوالہ ادب القاضی۔(ت)

(۲؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳)

عالمگیری میں ہے:یکرہ اللعب بالشطرنج والنردوثلثۃعشرواربعۃ عشروکل لھوماسوی الشطرنج حرام بالاجماع واماالشطرنج فاللعب بہ حرام عندناوالذی یلعب ان قامر سقطت عدالتہ لم تقبل شہادتہ اھ۱؎ملخصاً

شطرنج اورچوسراورتیرہ اورچودہ کاکھیل مکروہ ہے اورشطرنج کے علاوہ ہرکھیل بالاتفاق حرام ہے اورشطرنج کھیلنابھی ہمارے نزدیک حرام ہے۔اوروہ شخص جوکھیلے اگرجوئے کی بازی لگائے تواس کی عدالت ساقط ہوجائے گی لہذااس کی گواہی قبول نہ ہوگی اھ ملخصاً(ت)

(۱؎فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۲)

ہاں اتناہے کہ اگر بدکرنہ ہوتوایک آدھ بارکھیل لینا گناہِ صغیرہ ہے اوربدکرہویاعادت کی جائے یااس کے سبب نمازکھوئیں یاجماعتیں فوت کریں توآپ ہی گناہِ کبیرہ ہوجائے گی۔اسی طرح ہر کہیل اورعبث فعل جس میں نہ کوئی غرضِ دین نہ کوئی منفعتِ جائزہ دنیوی ہوسب مکروہ وبیجاہیں کوئی کم کوئی زیادہ۔
درمختارمیں ہے: وکرہ کل لھولقولہ علیہ الصلٰوۃوالسلام کل لھو المسلم حرام الاثلثۃملاعبتہ باھلہ وتادیبہ للفرسہ ومناضلتہ بقوسہ۔۲؎ہر کھیل مکروہ ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلٰوۃوالسلام نے ارشادفرمایامسلمان کاہرکھیل حرام ہے سوائے تین کے،خاوندکااپنی اہلیہ سے کھیلنا ،اپنے گھوڑے کوشائستگی سکھاتے ہوئے اس سے کھیلنا،اپنی کمان کے ساتھ تیر اندازی کرنا۔(ت)

(۲؂درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی۲/ ۲۴۸)

ردالمحتارمیں ہے:کل لھو ای کل لعب وعبث فالثلثۃبمعنی واحدکمافی شرح التاویلات۳؂ الخ،واللہ تعالیٰ اعلم۔ہرلھویعنی کھیل اوربے فائدہ کام۔پس تینوں ہم معنٰی ہیں،جیساکہ شرح تاویلات میں ہے الخ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

(۳؂درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳)

مسئلہ ۲: از جالندھر محلہ راستہ پھگواڑہ دروازہ مرسلہ شیخ محمد شمس الدین صاحب ۲۲ رجب ۱۳۱۰ھ
راگ یامزامیر کرانا یاسننا گناہ کبیرہ ہے یاصغیرہ ؟ اس فعل کامرتکب فاسق ہے یا نہیں ؟

الجوا ب : مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بروجہ لہو ولعب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء وعلماء دونوں فریق مقتداکے کلمات عالیہ میں مصرح ، ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے ، اور حضرات علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلہ عالیہ چشت رضی اللہ تعالی عنھم وعنا بھم کی طرف اس کی نسبت محض باطل وافترا ہے ، حضرت سیدی فخرالدین زراوی قدس سرہ کہ حضور سیدنا محبوب الہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدنیا والدین محمد احمد رضی اللہ تعالٰی عنھما کے اجلہ خلفاء سے ہیں جنھوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور ممدوح میں بلکہ خود بحکم حضور والا مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع " تالیف فرمایا ،اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں : سمع بعض المغلوبین السماع مع المزامیر فی غلبات الشوق واما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالی عنھم فبرئ عن ھذہ التھمۃ المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالی ۱؂۔
یعنی بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبہ حال وشوق میں سماع مع مزامیر سنا اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ تعالی عنھم کا سننا اس تہمت سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں انتہی ۔(ت)

(۱؂کشف القناع عن اصول السماع)

بلکہ خود حضور ممدوح رضی اللہ تعالی نے اپنے ملفوظات شریفہ فوائد الفواد وغیرہا میں جابجا حرمت مزامیر کی تصریح فرمائی ، بلکہ حضور والا صرف تالی

کو بھی منع فرماتے کہ مشابہ لہو ہے ، بلکہ ایسے افعال میں عذر غلبہ حال کو بھی پسند نہ فرماتے کہ مدعیان باطل کو راہ نہ ملے ، واللہ یعلم المفسد من المصلح فرضی اللہ عن الائمۃ ما انصحھم للامۃ ۔اللہ تعالی مفسد اور مصلح یعنی فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے دونوں کو جانتاہے ،پس اللہ تعالی ائمہ کرام سے راضی ہو کہ انھوں نے امت کے لیے کتنی خیر خواہی فرمائی ۔(ت)
یہ سب امور ملفوظات اقدس میں مذکور وماثور فوائد الفواد شریف میں صاف تصریح فرمائی ہے کہ مزامیر حرام است۲؎ (مزامیر یعنی گانے کے آلات کا استعمال حرام ہے ۔ت)کمانقل عنہ رضی اللہ تعالی عنہ سیدی الشیخ المحقق مولانا عبدالحق المحدث الدھلوی رحمۃ اللہ تعالی علیھم وعلینا بھم ۔آمین ۔جیسا کہ ان سے نقل کیا ہے اللہ تعالی ان سے راضی ہو میرے آقا شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نےاور ان کی وجہ سے ہم پربھی اس کی رحمتیں ہوں ،اے اللہ ! اس دعا کو شرف قبولیت سے نواز دے ۔(ت)(۲؎فوائد الفواد)
حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لیے سند کافی ،اوران اہل ہوا وہوس مدعیان چشتیت پر حجت کافی ۔ہاں جہاد کا طبل ،سحری کانقارہ ، حمام کا بوق ،اعلان نکاح کا بے جلاجل دف جائز ہیں کہ یہ آلات لہو ولعب نہیں ،یوہیں یہ بھی ممکن کہ بعض بندگان خدا جو ظلمات نفس وکدورات شہوت سے یک لخت بری ومنزہ ہو کر فانی فی اللہ وباقی باللہ ہو گئے کہ : لایقولون الااللہ و لایسمعون الااللہ بل لایعلمون الا اللہ بل لیس ھناک الااللہ ۔وہ اللہ تعالی کے سوا کچھ نہیں کہتے ،اللہ تعالی کے سواکچھ نہیں سنتے ، بلکہ اللہ تعالی کے بغیر کچھ نہیں جانتے بلکہ وہاں صرف اللہ تعالی ہی جلوہ گر ہوتاہے ۔(ت)
ان میں کسی نے بحالت غلبہ حال خواہ عین الشریعۃ الکبری تک پہنچ کر ازانجا کہ ان کی حرمت بعینھا نہیں ،

وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی ۱؎۔اعمال کا دارومدار ارادوں پرہوتا ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ،(ت)

(۱؎ صحیح البخاری   باب کیف کان بدء الوحی الخ   قدیمی کتب خانہ کراچی   ۱/ ۲)

بعد وثوق تام واطمینان کامل کہ حالاًومالاً فتنہ منعدم احیاناً اس پر اقدام فرمایا ہو ،ولہذافاضل محقق آفندی شامی قدس اللہ تعالی سرہ السامی ردالمحتار میں زیر قول درمختار : ومن ذلک (ای من الملاھی) ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلاباس بہ کما اذا ضرب فی ثلثۃ اوقات لتذکیر ثلث نفخات الصور۲؎۔الخ

اسی سے یعنی آلات لہو میں سے فخریہ طور پر نو بت بجانا بھی ہے ،لیکن اگر ہوشیار کرنے کے لیے بجائی جائے تو کوئی حرج نہیں ۔جیساکہ تین اوقات میں یا تین دفعہ نوبت بجائی جائے تاکہ صور اسرافیل کے تین دفعہ پھونکنے کی یاد تازہ ہو الخ (ت)

(۲ـــہ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۸)

فرماتے ہیں :ھذا یفید ان اٰلۃ اللھو لیست محرمۃ لعینھابل لقصد اللھو منھا اما من سامعھا اومن المشتغل بھا وبہ تشعر الاضافۃ الاتری ان ضرب تلک الالۃ بعینھا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ بسماعھا والامور بمقاصدھا وفیہ دلیل لساداتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعھا اموراً ھم اعلم بھا فلایبادر المعترض بالانکار کی لایحرم برکتھم فانھم السادۃ الاخیار امدنا للّٰہ تعالی بامدادتھم واعاد علینا من صالح دعواتھم وبرکاتھم ۱ ؎ـہ۔

یہ بات فائدہ دیتی ہے کہ آلہ لہو بعینہ (بالذات) حرام نہیں بلکہ ارادہ وعمل لہو کی وجہ سے حرام ہے خواہ یہ سامع کی طرف سے ہو یا اس سے مشغول ہونے والے کی طرف سے ہو ،"اضافت "سے یہی معلوم ہوتا ہے،کیا تم دیکھتے نہیں کہ کبھی اس آلہ لہو کو بعینہ بجانا اور استعمال کرنا حلال ہو تا ہے اور کبھی حرام ، اور اس کی وجہ اختلاف نیت ہے ، پس کاموں کے جائز اور ناجائز ہونے کا دارومدار ان کے مقاصد پر مبنی ہوتا ہے ،اس میں ہمارے سادات صوفیہ کی دلیل موجو د ہےکہ وہ سماع سے ایسے رموز کا ارادہ رکھتے ہیں کہ جن کو وہ خود بھی اچھی طرح جانتے ہیں لہذا اعتراض کرنے والا انکار کرنے میں جلدی نہ کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی برکت سے محروم ہو جائے ، کیونکہ وہ پسندیدہ سادات ہیں پس ان کی امداد سے اللہ تعالی ہماری مدد فرمائے ،اور ان کی نیک دعاؤں اور برکات کا ہم پر اعادہ فرمائے یعنی انھیں ہم پر لوٹادے ۔(ت)

(۱ـــہ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳)

اقول:(میں کہتاہوں ۔ت) بلکہ یہاں ایک درجہ اور وجہ ادق واعمق ہے صحیح بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں رب العزت تبارک وتعالی فرماتاہے: لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا۱ ؎ـہ۔ یعنی میرا بندہ بذریعہ نوافل

میری نزدیکی چاہتا رہتاہے یہاں تک کہ میرا محبوب ہوجاتاہے پھر جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں خود اس کاوہ کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہوجاتاہوں جس سے دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے کوئی چیز پکڑتا ہے اور اس کا وہ پاؤں جس سے وہ چلتاہے انتہی ۔

(۱ـہ صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۶۳)

اب کہئے کون کہتا اور کون سنتا ہے ،آواز تو شجرہ طور سے آتی ہے مگر لاواللہ پیڑ نےنہ کہا انی انا اللہ رب العالمین ۲ ؎(یقیناً میں ہی تمام جہانوں کا پروردگار اللہ تعالٰی ہوں ۔ت) 0

(۲ ؎القرآن الکریم ۲۸/ ۳۰)

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(اس کاارشاد درحقیقت اللہ تعالٰی کاارشاد ہے اگرچہ بظاہر اللہ تعالٰی کے بندے کے منہ سے نکلے ۔ت)

یہی حال سننے کا ہے وللہ الحجۃ البالغۃ (اور خدا ہی کے لیے کامل دلیل ہےـت)
مگر اللہ اللہ یہ عباد اللہ کبریت احمروکوہ یاقوت ہیں اور نادر احکام شرعیہ کی بنانہیں تو ان کا حال مفید جواز یاحکم تحریم میں قید نہیں ہو سکتا ،

کماافادہ المولی المحقق حیث اطلق سیدی کمال الدین محمدبن الہمام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فی اٰخر الحج من فتح القدیر فی مسئلۃ الجواز ۔

جیساکہ مولی المحقق نے اس کا افادہ بیان کیا چنانچہ میرے آقا ورہنما کمال الدین محمد بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر بحث حج کے آخر پر مسئلہ جواز میں اس کو مطلق بیان فرمایا (ت)
نہ یہ مدعیان خامکار ان کے مثل ہیں نہ بے بلوغ مرتبہ محفوظیت نفس پر اعتماد جائز ،
فانھاالکذب مایکون اذا حلفت فکیف اذا وعدت ۔جب تو قسم کھائے تو جھوٹ ہوتاہے تو تیرے وعدے کاکیا حال ہوگا ۔(ت)

رجماً بالغیب کسی کو ایسا ٹھہرالینا صحیح ،ہاں یہ احتمال صرف اتنا کام دے گا کہ جہاں اسکا انتفا معلوم نہ ہو تحسین ظن کو ہاتھ سے نہ دیجئے اور بے ضرورت شرعی ذات فاعل سے بحث نہ کیجئے ،

ھذا ھوالانصاف فی امثال الباب واللہ الھادی بالصواب ۔

امثال باب میں یہی انصاف ہے،واللہ الہادی بالصواب ۔(ت)

سماع مجرد بے مزامیر، اس کی چند صورتیں ہیں:
اول رنڈیوں ،ڈومنیوں ،محل فتنہ امردوں کاگانا۔
دوم جو چیز گائی جائے معصیت پرمشتمل ہو ،مثلافحش یاکذب یا کسی مسلمان یا ذمی کی ہجو یا شراب وزنا وغیرہ فسقیات کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ امردکی بالیقین تعریف حسن یا کسی معین عورت کا اگرچہ مردہ ہو ایسا ذکر جس سے اس کے اقارب احبا کو حیا وعار آئے ۔
سوم بطور لہوولعب سنا جائے اگرچہ اس میں کوئی ذکر مذموم نہ ہو ۔تینوں صورتیں ممنوع ہیں الاخیرتان ذاتا والاولی ذریعۃ حقیقۃ (آخری دو بلحاظ ذات اور پہلی درحقیقت ذریعہ ہے۔ت) ایسا ہی گانالہو الحدیث ہے اس کی تحریم میں اور کچھ نہ ہو تو صرف حدیث کل لعب ابن ادم حرام الا ثلثۃ ۱؎ (ابن آدم کا ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کھیلوں کے ۔ت) کافی ہے ،

(۱؎ جامع الترمذی ابواب الجہاد باب ماجاء فی فضل الرمی فی سبیل اللہ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۹۷)
(سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب فی الرمی فی سبیل اللہ ص ۲۰۷)

ان کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مزامیر ہوں نہ گانے والے محل فتنہ ،نہ لہو ولعب مقصود نہ کوئی ناجائز کلام بلکہ سادے عاشقانہ گیت ،غزلیں ،ذکر باغ وبہار وخط وخال ورخ وزلف وحسن وعشق وہجر ووصل و وفائے عشاق وجفائے معشوق وغیرہا امور عشق وتغزل پرمشتمل سنے جائیں تو فساق وفجار واہل شہوات دنیہ کو اس سے بھی روکا جائے گا، وذلک من باب الاحتیاط القاطع ونصح الناصح وسد الذرائع المخصوص بہ ھذا الشرع البارع والدین الفارغ ۔یہ رکاوٹ یقینی احتیاط کے باب سے ہے اس میں خیر خواہ کی خیرخواہی اور ذرائع کی روک تھام موجود ہے جو اس یکتا وفائق شریعت اورخوبصورت دین سے مخصوص ہے۔(ت)

اسی طرح حدیث :الغناء ینبت النفاق فی القلب کماینبت الماء البقل ،ناظر ۔رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الملاھی عن ابن مسعود والبیھقی فی شعب الایمان۲؎ عن جابر رضی اللہ تعالی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۔

گانا بجانا دل میں اس طرح نفاق اگاتا ہے جس طرح پانی ساگ پات اگاتا ہے،ناظر ہے محدث ابن ابی الدنیا نے اس کو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی سند سے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی سند سے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کی ۔ت)

(۲؎ شعب الایمان حدیث ۵۱۰۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴/ ۲۷۹)
(کنز العمال بحوالہ ابن ابی الدنیا حدیث ۴۰۶۵۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۱۸)

اور اہل اللہ کے حق میں یقیناً جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں ،گانا کوئی نئی چیز پیدانہیں کرتا بلکہ دبی بات کو ابھارتا ہے جب دل میں بری خواہش بیہودہ آلائشیں ہوں تو انھیں کو ترقی دے گا اور جوپاک مبارک ستھر ے دل شہوات سے خالی اور محبت خدا ورسول سے مملو ہیں ان کے اس شوق محمود وعشق مسعود کو افزائش دے گا وحکم المقدمۃ حکم ماھی مقدمۃ لہ انصافا (مقدمہ کا حکم وہی ہے جو اس چیز کا حکم کہ جس کے لیے مقدمہ وضع کیا گیا ۔ت) ان بندگان خداکے حق میں اسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ بے جانہیں ۔

فتاوی خیریہ میں ہے :لیس فی القدر المذکو ر من السماع مایحرم بنص ولا اجماع وانما الخلاف فی غیر ماعین والنزاع فی سوی مابین وقد قال بجواز السماع من الصحابۃ جم غفیر (الی ان قال) اماسماع السادۃ الصوفیۃ رضی اللہ تعالی عنھم فبمعزل عن ھذا الخلاف بل ومرتفع عن درجۃ الاباحۃ الی رتبۃ المستحب کما صرح بہ غیر واحد من المحققین ۔۱؎

سماع کے متعلق قدر مذکو ر میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کو نص اور اجماع سے حرام ٹھہرائے ہاں البتہ اختلاف اس کے بغیر ہے کہ جس کو معین کیا گیا اور نزاع اس کے علاوہ ہے کہ جس کو بیان کیا گیا اور صحابہ کرام اور تابعین عظام سے اہل علم کے جم غفیر نے سماع کے جواز کا قول نقل کیاہے (یہاں تک فرمایا) رہاسادات صوفیائے کرام کا سماع تووہ اس اختلاف سے دور ہے بلکہ وہ درجہ اباحت سے رتبہ استحباب تک پہنچا ہو اہے جیساکہ بہت سے اہل تحقیق نے تصریح فرمائی ہے ۔(ت)

(۱ـہ فتاوٰی خیریہ کتاب الکراہۃ والاستحسان دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۱۸۳۔۸۴)

یہ اس چیز کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر اشعار حمد و نعت ومنقبت ووعظ وپند وذکر آخرت بوڑھے یا جوان مرد خوش الحانی سے پڑھیں اوربہ نیت نیک سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع پر شرع سے اصلا دلیل نہیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حسا ن بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اوران کا اس پر کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وصحابہ کرام کا استماع فرمانا خود حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح اور عرب کے رسم حدی زمانہ صحابہ وتابعین بلکہ عہد اقدس رسالت میں رائج رہنا خوش الحانی رجال کے جواز پر دلیل لائح ،انجشہ رضی اللہ تعالی عنہ کے حدی پر حضور والا صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ نے انکار فرمایا بلکہ بلحاظ عورات یا انجشہ روید الاتکسر القواریر ارشاد ہواکہ ان کی آواز دلکش ودل نواز تھی عورتیں نرم ونازک شیشیاں ہیں جنہیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے ،غرض مدارکار تحقق وتوقع فتنہ ہے ،جہاں فتنہ ثابت وہاں حکم حرمت ،جہاں توقع واندیشہ وہاں بنظر سد ذریعہ حکم ممانعت ،جہاں نہ یہ نہ وہ ،نہ یہ نہ وہ بلکہ بہ نیت محمود استحباب موجود ۔ بحمداللہ تعالی یہ چند سطروں میں تحقیق نفیس ہے کہ ان شاء اللہ العزیز حق اس سے متجاوز نہیں،نسأل اللہ سوی الصراط من دون تفریط والافراط ،واللہ اعلم بالصواب ۔ہم اللہ تعالی سے سیدھی راہ کاسوال کرتے ہیں جوافراط وتفریط سے محفوظ ہو ،اللہ تعالی راہ صواب کو خوب جاننے والا ہے ۔(ت)

(۱ـہ صحیح مسلم کتاب القدر باب رحمتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۵۵)

مسئلہ ۳: ازملک بنگالہ شہر نصیر آباد قصبہ لاما پڑا مرسلہ محمد علیم الدین صاحب ۵ جمادی الاولی ۱۳۱۴ھ

کارخیر مثل وعظ وغیرہ کے واسطے دُھل سے خبر کرنا جائز ہے یانہ ؟ یعنی ایسا مقام ہوکہ وہاں عوام الناس بہت ہی دین کے مسئلہ سے ناواقف اور وہاں کوئی علیم جاکر ڈھنڈورہ پٹوائے کہ فلاں روز میں وعظ کروں گا بقصد فائدہ عام اس صورت میں جائز ہو گا یا نہیں ؟ بینواتوجروا (بیان فرمائیے اجرپائیے ،ت)

الجواب

ظاہرجواز ہے اور بذریعہ اشتہار اعلان انسب ،

درمختار میں ہے :من ضرب النوبۃ للتفاخر للتنبیہ فلاباس بہ٢؎۔اسی لہو میں سے یہ بھی ہے کہ باری پر دف بجانا آپس میں فخر جتانے کے لیے ،اور اگر آگاہ اور ہوشیار کرنے کے لیے ہو تو کوئی حرج نہیں ۔(ت)

(درمختار کتاب الحظروالاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ٢/ ٢٣٨)

درمنتقی میں ہے :ینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کضرب النوبۃ ١؎۔مناسب ہے کہ حمام میں حمام کابگل بجایا جائے کیونکہ یہ جائز باری کے دف کی طرح (ت)

(١؎ الدر المنتقی فی شرحالملتقی علی ہامش مجمع الانہر کتاب الکراہیۃ باب فی المتفرقات بیروت ٢/ ٥٥٣)

ردالمحتار میں ہے :وینبغی ان یکون طبل السحر فی رمضان لایقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام تامل ٢؎۔واللہ تعالی اعلم۔

یہ بھی مناسب ہے کہ سحری کرنے والوں کے لیے سحری کے وقت طبل بجانا ،سونے والوں کو جگانے کے لیے ،حمام کے بگل بجانے کی طرح جائز ہے غور کیجئے ۔واللہ تعالی اعلم (ت)

(٢؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ٥/ ٢٢٣)

مسئلہ ۴ تا ١٢: از الفی ملک مدراس مرسلہ حاجی عبدالرحمن خلف حاجی محمد ہاشم ١۶ ربیع الاخر ١٣١۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ گزشتہ ٣ ماہ شوال ١٣١٥ھ کو یہاں ایک مسجد میں مولود شریف ہوا ،اکثر خاص اور عام اہل اسلام بقصد سماعت مولود شریف حاضر ہوئے ، جب میلاد خوانی سے فراغت ہوئی تھوڑے لوگ ان حاضرین سے اٹھ کھڑے ہوئے اور باہم دیگر ہاتھوں کو پکڑ کے حلقہ باندھ گئے اوراس حلقہ کے بیچ میں ایک شخص آکھڑا ہوا اور حلقہ والے لوگ رقص اور تمایل کے ساتھ ہَا ہُو مچا کے بڑے زور سے الااللہ کے طور سے ذکر کرنے کو شروع کئے یہاں رقص اورتمایل کا زور اوروہاں تصفیق کاشور یعنی بیچ میں جو شخص کہ کھڑا تھا اس نے حلقے والوں کے رقص اور تمایل کے وزن پر تصفیق نہایت موزونیت کے ساتھ کرتا تھا جب یہ غل شروع ہوا تو اکثر لوگ اس مجلس کے نکل کر چلے گئے بناءً علیہ اس حلقہ میں ایک شخص :

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی ۳؎

الخ جس کسی نے میرے ذکر سے منہ پھیرا اس کےلیے تنگ گزران ہے اور ہم قیامت کے روز اسے اندھا ہونے کی صورت میں اٹھائیں گے الخ (ت)0

(۳ـــ القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۴)

اس آیت کو پڑھ کے معنی بیان کیا کہ جو شخص ایسے ذکر کے مجلس سے اٹھ جاتا ہے اس کے حق میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اس کو قیامت کے روز اندھا کرکے اٹھاؤں گا ۔اس مضمون کو بڑے زور شور سے بیان کیا ،دوسرے روز بعض اصحاب علم نے اس شخص سے کہا کہ تو نے جو ذکر سے ہیئت کذائی مذکورہ مراد لیا سوسراسر غلط اور خلاف اصحاب تفسیر ہے دیکھ تفسیر جلالین یہ سنتے ہی اس شخص نے کہا کہ تفسیر جلالین ظاہری تفسیر ہے اہل باطن کے لیے قاعدہ دوسرا ہے ،انجام اس نے تفسیر جلالین کو حقارت کا الزام دیا ، بنابر اس کے دریافت کیا جاتاہے :

(۱) جو مسلمان اس محفل سے نکل گئے وہ قیامت کے روزاندھے ہوکے اُٹھیں گے۔ یہ بات صحیح ہے یانہیں؟

(۲) مذکورہ شخص ذکر سے یہ ہیئت کذائی مراد لیاسو درست ہے یانہیں؟ **(۳)** ومن اعرض عن ذکری ۱؎سے یہاں کیامراد اور شان نزول اس آیت کاکیاہے؟

(۱ـــ القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۴)

(۴) تفسیرجلالین کی جو حقارت کرے اس کے لئے شرع شریف میں کیاسزاہے؟
(۵) جومسلمان اس مجلس سے نکل گئے وہ قیامت کے روز اندھے ہوکر اٹھیں گے، یہ بات صحیح نہیں تو ایسے الفاظ سے مسلمانوں پرتہمت ڈالنے والاشخص ازروئے اسلام کون ہے؟
(۶) تفسیرجلالین کی حقارت کرنے والے پرکفرثابت ہوتاہے یانہیں؟
(۷) ایسے شخص کے پیچھے نمازدرست ہے یانہیں؟
(۸) تجدیداسلام یاتوبہ لازم ہوتاہے یانہیں؟
(۹) ان حلقے والوں کاذکر جس کی ہیئت اوپر ذکرکی گئی ہے ایساذکراور رقص اور تصفیق (تالی بجانا) شرع شریف میں درست ہے یانہیں؟ اور جوشرع کو ایساویسا سمجھے اور معرفت کادعوٰی کرے لوگوں کو بموجب شرع شریف

کیاکہناچاہئے؟ بیّنوا اجزاکم اللہ فی الدارین (بیان فرماؤ کہ اللہ تعالٰی دنیاوآخرت میں تمہیں بہترین عطافرمائے۔ت)

الجواب: حلقہ ذکرجبکہ نہ بروجہ ریاوسمعہ بلکہ خالصاً لوجہ اللہ ہو فی نفسہٖ امرمحبوب ومندوب ہے اور اس میں حضور شرعاً ماموروومطلوب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذامررتم بریاض الجنۃ فارتعوا ۔جب تم جنت کی کیاریوں پرگزرو تو ان کے پھل پھول سے تمتع کرو قالوا ومارياض الجنّۃ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! وہ جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا، ذکرکے حلقے۔

رواہ احمد۱؎ والترمذی والبیھقی فی شعب الایمان عن انس رضی االلہ تعالٰی عنہ بسند جید۔

مسند امام احمد، امام ترمذی اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بہترین سند سے اس کو روایت کیا۔(ت)

(۱؎ مسندامام احمدبن حنبل مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ دارالفکر 0بیروت ۳/ ۱۵۰)

اور یہ رقص اگرمعاذااللہ بروجہ تصنّع ورياء ہے حرام قطعی وجریمہ فاحشہ ہے اور بطورلہوولعب بھی ناجائزومسقط عدالت، اور تمایل کے ساتھ مثل رقص فواحش اشد حرام، نصاب الاحتساب باب سادس پھرتاتارخانیہ پھرفتاوٰی خیریہ میں ہے:مسئلۃ ھل یجوز الرقص فی السماع الجواب لایجوزوذکرفی الذخیرۃ انہ کبیرۃ ومن اباحہ من المشائخ فذٰلک الذی صارت حرکاتہ کحرکات المرتعش۲؎ الخ

مسئلہ کیاسماع (قوالی) میں ناچ جائزہے؟ جواب جائز نہیں، اور ذخیرہ میں ذکرکیاگیا کہ ناچنا کبیرہ گناہ ہے اورمشائخ میں سے جس نے اسے مباح قراردیا وہ اس کے حق میں ہے جس کی حرکات مثل رعشہ والے کے بے اختیارہوں الخ(ت)

(۲؎ فتاوٰی خیریہ کتاب الکراہۃ مطلب فی الرقص فی السماع دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۱۷۹)

درمختارمیں ہے:لاتقبل ممن یلعب بلھو شنیع بین الناس کالطنابیر والمزامیر وان لم یکن شفیعا نحوالحداء فلا الا اذا فحش بان یرقصوا بہ، خانیۃ لدخولہ فی حد الکبائر ۳؎ بحر اھ ملتقطا۔

جو شخص لوگوں میں براکھیل تماشاکرے جیسے طنبور (ستار) کااستعمال اور مزامیر(بانسری) وغیرہ، آلاتِ راگ وغیرہ کا استعمال تو وہ مردودالشہادۃ ہوگا یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی اگر راگ بے حد بُرانہ ہو جیسے عربی گیت مثلاً حدی خوانی تو وہ ممنوع نہیں لیکن اگر اس میں فحش کلام اور ناچ وغیرہ شامل ہوں تو ممنوع ہے، خانیہ، اس لئے کہ وہ کبیرہ گناہوں میں داخل ہوگیا، بحراھ ملتقطا۔(ت)

(۳؎ درمختار کتاب الشہادات باب القبول مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۹۵)

علامہ برکوی طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:یدخل فیھما مایفعلہ بعض الصوفیۃ بل ھو اشد لانھم یفعلونہ علی اعتقاد العبادۃ قال الامام ابوالوفاء بن عقیل رحمہ االلہ قد نص القراٰن علی النھی عن الرقص فقال و لاتمش فی الارض مرحا وذم المختال بقولہ ان االلہ لایحب کل مختال فخور، والرقص اشد من المرح والبطر وقال ابوبکر الطرطوسی رحمہ االلہ تعالٰی فاول من احدثہ اصحاب السامری لما اتخذ عجلا جسدالہ خوار قاموا یرقصون علیہ ویتواجدون وقال البزازی فی فتاواہ قال القرطبی ھذا الرقص حرام بالاجماع وسید الطائفۃ احمد السنوی صرح بحرمتہ ورأیت فتوٰی شیخ الاسلام جلال الدین الکیلانی ان مستحل ھذا الرقص کافر وللزمخشری فی کشافہ کلمات فیھم تقوم بھا علیھم الطامات وللامام المحبوبی اشد من ذلک انتھٰی قلت من لہ انصاف اذا راٰی رقص صوفیۃ زماننا فی المساجد والدعوات مختلطا بھم المرد واھل الاھواء والقری من جھال العوام والمبتدعۃ الطغام لایعرفون الطھارۃ والقراٰن والحلال والحرام بل لایعرفون الایمان والاسلام لھم زعیق وزئیرمثل ھائی وھویئ وھییئ وھیا یقول لامحالۃ ھٰؤلاء اتخذوا دینھم لھواولعبا ۱؎ اھ ملخصا۔

جوکچھ صوفیہ کرتے ہیں وہ اس میں داخل ہے بلکہ زیادہ سخت جرم ہے کیونکہ یہ کام اعتقاد عبادت کی بناپرکرتے ہیں، چنانچہ امام ابوالوفا ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ناچنے سے منع کرنے پر قرآن مجید کی تصریح موجود ہے۔ اللہ تعالٰی کاارشاد ہے زمین پراتراکرنہ چلو۔ اللہ تعالٰی نے اپنے اس ارشاد سے اترانے والے کی مذمت فرمائی بے شک اللہ تعالٰی کسی اترانے والے، فخرکرنے والے کوپسندنہیں کرتا او رناچنا، اترانا، فخرکرنا ایک جیسے اعمال ہیں بلکہ ناچنا اترانے اور فخرکرنے سے بھی بڑاجرم ہے۔ ابوبکرطرطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سب سے پہلے جس نے اس بدعت کوایجادکیا وہ اصحاب سامری ہیں جب انہوں نے بچھڑے کاایک ڈھانچہ تیارکیاجو گائے جیسی آواز نکالتاتھا یاجس سے گائے کی

آواز کی طرح آواز نکلتی تھی تو وہ کھڑے ہوکر اس کے سامنے ناچنے لگے اور وجدکرنے لگے یعنی جھومنے لگے۔ امام بزازی نے اپنے فتاوٰی بزازیہ میں فرمایا ناچ بالاجماع حرام ہے۔ سیدالطائفہ احمدسنوی نے اس کی حرمت کی صراحت فرمائی ہے، میں نے شیخ الاسلام جلال الدین گیلانی کافتوٰی دیکھا جس میں کہاگیا کہ ناچ کو حلال کرنے والا یعنی جائزقراردینے والا کافرہے۔ علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں ان کے متعلق ایسے کلمات لکھے ہیں کہ جن سے ان پر بڑے مصائب قائم ہوسکتے ہیں اور امام محبوبی کے کلمات ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اھ، میں کہتاہوں کہ جس کی طبیعت میں انصاف ہو وہ ذرا ہمارے زمانے کے صوفیا کامساجد میں ناچنا کودنا شورمچانادیکھے کہ بےریش لونڈے خواہشات نفسانی کے متوالے، جاہل دیہاتی اور بیوقوف بدعتی ان میں ملے جلے ہوتے ہیں جوطہارت سے ناآشنا، قرآن مجید کے ادب سے ناواقف اور حلال وحرام کی پہچان سے بے بہرہ ہوتے ہیں جوسوائے چیخنے چلّانے کے اور کچھ نہیں جانتے ایمان اوراسلام کی معرفت سے لاعلم ہوتے ہیں، فرمایا ان لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشابنارکھا ہے اھ ملخصا۔(ت)

(۱ـــہ طریقہ محمدیہ الصنف التاسع فی آفات بدن الخ مکتبہ حنفیہ کانسی روڈ کوئٹہ ۲/ ۲۶۴۔۶۷)

ردالمحتار میں مختار سے ہے:عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القراٰن والجنازۃ والزحف والتذکیر فماظنک عندالغناء الذی یسمونہ وجدا ومحبۃ فانہ مکروہ لااصل لہ فی الدین۲ــــہ۔

حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے تلاوت قرآن، نمازجنازہ، جنگ اوروعظ کے دوران بلندآواز کوناپسند فرمایا۔ پھرتمہارا کیاخیال ہے اس چیخ وپکار کے بارے میں جو اس راگ کے وقت ہو جس کو یہ لوگ وجد اور محبت کانام دیتے ہیں۔ بلاشبہہ یہ مکروہ ہے، دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔(ت)

(۲ـــہ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۵)

یوہیں تالیاں بجانا بھی وجوہ مذکور پرناجائزوممنوع ہے۔ شامی میں زیرقول شارح:کرہ کل لھو بقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا ثلٰثۃ ۱ـــہ۔

ہرکھیل مکروہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ مسلمان کاہرکھیل سوائے تین کے حرام ہے۔(ت)

(۱ــہ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۸)

علامہ قہستانی سے ہے:الاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق فانھا کلہا مکروھۃ لانہا زی الکفار۲ــــہ اھ مختصراً

اطلاق (یعنی بلاقیدذکرکرنا) نفس فعل اور اس کی سماعت کو شامل ہے جیسے ناچنا، مذاق کرنا اور تالیاں بجانا۔ اس لئے کہ یہ سب مکروہ ہیں کیونکہ یہ عادات کفارہیں۔اھ مختصراً(ت)

(۲ــہ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳)

اقول: تصدیق اس کی کہ تالی بجانا افعال کفارسے ہے، خود قرآن عظیم میں موجود اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وماکان صلاتھم عندالبیت الامکاء وتصدیۃ۳ـــہ۔

نہ تھی ان کی نمازکعبے کے پاس مگرسیٹی اور تالی۔

(۳ــہ القرآن الکریم ۸/ ۳۵)

معالم میں ہے:قال ابن عباس والحسن، المکاء الصفیر والتصدیۃ التصفیق قال ابن عباس کانت قریش تطوف بالبیت وھم عراۃ یصفرون ویصفقون۔۴ـــہ

عبداللہ ابن عباس اور حسن بصری نے فرمایا قرآن مجید میں جولفظ "المکاء" آیاہے اس کے معنی سیٹی بجانا ہے اور تصدیہ کے معنی ہیں تالی بجانا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ قریش کعبہ شریف کاننگے ہوکرطواف کرتے اور سیٹیاں اورتالیاں بجایاکرتے تھے(ت)

(۴؎ معالم التنزیل علی ہامش الخازن　تحت وماکان صلاتہم　مصطفی البابی حلبی مصر ۳/ ۳۰)

اور جو فعل حرام ہے اس میں شریک ہونا اس کاتماشادیکھنابھی حرام ہے۔

کماافادہ فی غیرما مسئلۃ وقدسمعت الاٰن ان الاستماع کالفعل۔

جیسا کہ بہت سے مسائل میں اس کاافادہ کیا اور ابھی آپ نے سنا(پڑھا) کہ سننا فعل کی طرح ہے۔(ت)

جوہرہ نیرہ پھردرمنتقی پھرردالمحتار میں ہے:مایفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لایجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلھم لم یفعل کذٰلک۱؎

ہمارے زمانے کے نمائشی صوفی جوکچھ کرتے ہیں وہ حرام ہے لہٰذا اس کا ارادہ کرنا اور ایسی مجلس میں بیٹھناجائزنہیں اور ان سے پہلے کبھی ایسانہ کیاگیا۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار　کتاب الحظروالاباحۃ　داراحیاء التراث العربی بیروت　۵/ ۲۲۲)

ہاں اگرمغلوبین صادقین بے تصنع وبے اختیار یادِ محبوب پروجد میں آئیں اور ان ماسوی اللہ حتی کہ اپنی جان سے بے خبروں کو جام عشق کی پرجوش مستیاں والہ سرگشتہ بنائیں تو یہ دولت عظمٰی ونعمت کبرٰی ہے جسے بخشیں جسے عطافرمائیں، یہ حالت نہ زیرقلم نہ قسم عمل نہ اس پرانکار کا اصلاً محل اگرچہ اصحاب تمکین وجبال شامخین ہداۃ مرشدین وقدوہ فی الدین کہ پہاڑ ٹل جائیں اور جنبش میں نہ آئیں ارفع واعلٰی ہیں خاص وارثان حضرات عالیہ انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء ہیں ۔

قلت ودون ھٰؤلاء مرتبۃ الاوساط الصادقین السالکین مسلک الاقتداء بالعاشقین مع الاخلاص المبین کالفجر المبین یریدون القدوۃ لوجدان الطریقۃ لان التعود ربما جر الی الحقیقۃ کما اشار الیہ الامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم علی ان من تشبہ بقوم فھو منھم۲؎ وھذا وعر وبرزخ صعب لایقدر علیہ الامن تخلی عن الھوی وقدرعلی نفسہ ان یمسک عنانھا عن الطغوی لیس بینہ وبین التصنع المذموم الاکما بین سواد العین وبیاضہ اوشفۃ المرء وفیہ من رتع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ ۱؎، نسأل اﷲ العفووالعافیۃ۔

میں کہتاہوں کہ مرتبۃ الاوساط یعنی اوسط درجہ کے لوگوں کا درجہ جو سچے ہیں ان سے کم ہے ظاہراخلاص کے ساتھ، جیسے فجرکا اجالا۔ وہ عشاق کی اقتداء کرتے ہیں ان کے مسلک پرچلتے ہیں حصول طریقہ کے لئے وہ پیشوائی کاارادہ رکھتے ہیں کیونکہ بعض اوقات عادت حقیقت کی طرف کھینچ لے جاتی ہے جیسا کہ حجۃ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے علاوہ ازیں جو کسی کی مشابہت اختیارکرے وہ انہی میں سے ہے، یہ مسلک مشکل اوربرزخ یعنی متوسط درجہ دشوار ہے اس کی قدرت وہی شخص رکھ سکتاہے جونفسانی خواہش سے مبراہو۔ اور اپنے نفس کے گھوڑے کولگام دے کر آگے بڑھنے سے روکنے اور بازرکھنے پرقادر ہو۔ پس اس کے اور تصنع مذموم کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کے درمیان ہے یاجتنی آدمی کے ہونٹ اور زبان کے درمیان ہے، اور جو کوئی چراگاہ کے چاروں اطراف کے ساتھ چرے تو اس چراگاہ میں چلے جانے کا قوی امکان ہے۔ ہم اللہ تعالٰی سے درگزر اور عافیت کاسوال کرتے ہیں۔(ت)

(۲ــہ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳)
(۱ــہ صحیح البخاری کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۵)

نصاب الاحتساب وتاتارخانیہ وفتاوٰی خیریہ وردالمحتار وغیرہا میں ہے: لہ شرائط ان لایقوموا الامغلوبین ولایظہروا وجدا الاصادقین۲ــــہ۔

اس کے لئے شرائط ہیں، ایک یہ کہ وہ نہ اٹھیں مگرمغلوب ہوکر اور وجد کااظہار نہ کریں سوائے سچاہونے کی حیثیت کے۔(ت)

(۲ــہ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲)

منتقی شرح ملتقی پھرشامیہ میں ہے:شرط الواجد فی غیبتہ ان یبلغ الی حدلوضرب وجہہ بالسیف لایشعر فیہ بوجع۳ــــہ۔

وجدکرنے والے کی وجدانی کیفیت گم سم ہوجانے کی حالت کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ اس حد تک حاوی ہو کہ اگروجد والے کے چہرے پرتلوار کی ضرب(چوٹ) لگائی جائے تو تب بھی اسے درد کا احساس اور شعور نہ ہونے پائے۔(ت)

(۳ـــه ردالمحتار شرح تنویرالابصار کتاب الحظروالاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲)

خیریہ میں ہے:فی التتارخانیۃ مایدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش وبھذا افتی البلقینی و برھان الدین الابناسی وبمثلہ احباب بعض ائمۃ الحنفیۃ والمالکیۃ وکل ذٰلک اذا خلصت النیۃ وکانوا صادقین فی الوجد مغلوبین فی القیام والحرکۃ عند شدۃ الھیام ۱ـــہ۔

فتاوٰی تتارخانیہ میں ہے کہ مغلوب الحال کے وجد کے جواز پر جوچیزدلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی حرکات رعشہ والے کی حرکات کی مانند ہوں۔(یعنی بے ساختہ اور بے اختیار ہوں) علامہ بلقینی اور علامہ برہان الدین ابناسی نے اس پرفتوٰی دیاہے اور بعض ائمہ حنفیہ اورمالکیہ نے بھی اسی کے مطابق جواب دیاہے۔ اور یہ سب کچھ اس وقت ہے جبکہ نیت خالص ہو اور وجدوالے وجد میں سچے ہوں اور اٹھنے بیٹھنے اور حرکت میں جنون عشق کی شدت سے مغلوب ہوں۔(ت)

(۱ـــه فتاوٰی خیریہ کتاب الکراہۃ والاستحسان دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۱۸۲)

مجمع الانہر میں زیرقول مذکورملتقی الابحر ہے: فی التسھیل فی الوجد مراتب وبعضہ یسلب الاختیار فلاوجہ للانکار بلاتفصیل ۲ـــہ۔

تسہیل میں ہے کہ "وجد" کے کچھ مراتب ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جن میں اختیار سلب ہوجاتا ہے یعنی اختیار بالکل نہیں رہتا۔ پھربغیر تفصیل جاننے کے بیمار کی صحت یابی کی صورت پیداہونامشکل ہے۔(ت)

(۲ـــه مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الکراہیۃ فصل فی المتفرقات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۵۲)

شفاء العلیل علامہ شامی میں ہے:لاکلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفیۃ المبرئین عن کل خصلۃ ردیۃ فقد سئل امام الطائفتین سیدنا الجنید ان اقواما یتواجدون ویتمایلون فقال دعوھم مع اﷲ تعالٰی یفرحون ولوذقت مذاقھم عذرتھم فی صیاحھم وشق ثیابھم اھ، ولاکلام لنا ایضا مع من اقتدی بھم وذاق من مشربھم ووجدمن نفسہ الشوق والھیام فی ذات الملک العلام، بل کلامنا مع ھٰؤلاء العوام الفسقۃ اللئام الذین

اتخذوامجلس الذکرشبکۃ لصیدالدنیا الدنیۃ وقضاء لشھواتھم الشنیعۃ الردیۃ ولسنا نقصدمنھم تعیین احدفااللّٰہ مطلع علی احوالھم ۱؎ اھ مختصراً۔

ہمارا کلام سچائی پرمبنی ہے، ہمارے سادات صوفیاگھٹیا عادات سے پاک ہیں پس وہ نمائشی صوفیا سے نہیں، چنانچہ دوگروہوں کے امام سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ وجد کرتے اور لڑکھڑاتے ہیں (یعنی ادھرادھر جھومتے ہیں) اس بارے میں آپ کیافرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ان کو چھوڑدو یہ اللہ تعالٰی سے خوشی پاتے ہیں اگرتجھے بھی ان جیسا ذوق حاصل ہوتاتو ان کو اس چلانے اورگریبان پھاڑنے میں معذورجانتااھ اور ہماراکلام ان سے بھی نہیں کہ جنہوں نے (مذکورہ بزرگوں کی) اقتداء کی اور ان کے مشرب کا ذائقہ چکھا اور اپنے اندر شوق اور جنون عشق، ملک علام(یعنی اللہ تعالٰی کی ذات ستودہ صفات) میں پایا، بلکہ ہماری گفتگو ان عام لوگوں کے ساتھ ہے جوفاسق اور کمینے ہیں جنہوں نے محفل ذکرکاجال حقیراورمعمولی دنیا کے شکار کے لئے لگارکھاہے اور اپنے بدترین سفلی جذبات کی تسکین کے لئے محفل ذکر کو آڑبنایا اور ہم اس میں کسی ایک کے تعین کاارادہ نہیں رکھتے کیونکہ اللہ تعالٰی ہی ان کے حالات سے پوری طرح آگاہ اور واقف ہے اھ مختصراً(ت)

(۱؎ شفاء العلیل رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۱۷۲۔۷۳)

اسی کی منہیہ میں نورالعین فی اصلاح جامع الفصولین سے ہے۔ علامہ ابن کمال باشا نے اس سوال کے جواب میں فرمایا: ؎

مافی التواجد اِن حققت من حرج ولافی التمایل ان اخلصت من باس
فقمت تسعی علٰی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس

الرخصۃ فیما ذکر من الاوضاع عندالذکر والسماع للعارفین الصارفین اوقاتھم الٰی احسن الاعمال السالکین المالکین لضبط انفسھم من قبائح الاحوال فھم لایستمعون الا من الالہ ولایشتاقون الالہ ان ذکروہ ناحوا وان وجدوہ صاحوا، اذا غلب علیھم الوجد فمنھم من طرقتہ طوارق الہیبۃ فخروذاب ومنھم من برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب ھذا ماعن لی فی الجواب۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۱؎۔

جو وجدحقیقت پرمبنی ہو اگرجھومنا اخلاص سے ہو تواس میں کوئی مضائقہ نہیں،پھرتوکھڑے ہوکرایک پاؤں پردوڑنے لگا جسے اس کا مولابلائے اس پرواجب ہے کہ سرکے بل دوڑپڑے۔ ذکراورسماع کے وقت اوضاع مذکورہ کی اجازت ہے

ان عارفین کے لئے ہے جو اپنے اوقات بہترین اعمال بجالانے میں صرف کرتے ہیں اللہ تعالٰی کی راہ اختیار کرتے ہیں، اپنے نفس کو قبیح اعمال سے روکنے پرقادرہوتے ہیں پھر وہ صرف اللہ تعالٰی ہی سے سنتے اور اسی کے مشتاق رہتے ہیں، اگر اس کی یاد میں مصروف ہوں تو نوحہ کرنے لگتے ہیں اگر اسے پالیں تو چیخنے چلانے لگتے ہیں بشرطیکہ وہ وجد سے مغلوب ہوں، پھر ان میں کوئی وہ ہیں جنہیں مصائب الٰہی نے جھنجھوڑا توگرپڑے اورپگھل گئے اور ان میں کوئی وہ ہیں جن پرلطف وکرم کانزول ہوا تو خوش ہوکرمتحرک ہوگئے۔ میرے لئے یہی جواب ظاہرہوا۔ اور اللہ تعالٰی راہ صواب کو خوب جاننے والاہے۔(ت)

(۱ـــه منہیۃ علی ہذہ العبارت (شفاء العلیل) سہیل اکیڈمی لاہور ص۱۷۲)

سیدی عارف باﷲ علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں زیرکلام مذکورمتن فرماتے ہیں:

اعلم ان ھذا الذی سبق ذکرہ فی المتن من عبارات الفقہاء جمیعہ فی حق من ذکرناھم من طائفۃ متصوفۃ اﷲ اعلم بعیانھم، والافالوجدوالتواجد الذی تعلمہ الفقراء الصادقون فی ھذا الزمان وبعدہ کما کانوا یعلمونہ من قبل فی الزمان الماضی نور وھدایۃ واثرتوفیق من اﷲ تعالٰی وعنایۃ قال المناوی فی طبقات الاولیاء قیل للجنید قدس سرہ ان قوما یتواجدون قال دعوھم مع اﷲ یفرحون وقال النجم الغزی فی حسن التنبہ عند ذکرہ حال المولھین فی اﷲ فی باب تشبہ العاقل بالمجنون والیہ الاشارۃ بقولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اکثرواذکراﷲ حتی یقولوا مجنون رواہ الامام احمد وابویعلی وابن حبان والحاکم وصححاہ عن ابی سعید الخدری رضی اﷲ تعالٰی عنہ، وربما غلب الولہ علی اھل اﷲ تعالٰی والوجد حتی یغیبوا من وجودھم فتبدوا منھم احوال وافعال لوصدرت عن مشاھد الفعل لحکموا علیہ انہ خرج عن حدالعقل کالرقص والدوران وتخریق الاثواب وھی حالۃ شریفۃ علامۃ صحتھا ان تحفظ علٰی صاحبھا اوقات الصلٰوت وسائرالفرائض فترد علیھم فیھا عقولھم وھذا حال جماعۃ من اولیاء اﷲ تعالٰی منھم الشبلی وابوالحسن النوری وسمنون المحب وسعدون المجنون وامثالھم،

متن میں تمام فقہاء کرام کی جن عبارات کا پہلے ذکرہوا یہ ان صوفیا کے حق میں ہے جو مذکور ہوئے اللہ تعالٰی ان کی ذوات سے بخوبی واقف ہے، ورنہ وجداورتواجد جسے اس زمانے میں سچے فقراء ہی جانتے ہیں اور گزشتہ دور کے فقراء جانتے تھے وہ توایک نورہدایت اور اللہ تعالٰی کی توفیق وعنایت کا ایک اثر

ہے۔ علامہ مناوی نے طبقات الاولیاء میں فرمایا: حضرت جنید بغدادی قدس سرہ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ وجد کرتے ہیں توفرمایا انہیں اللہ تعالٰی کے ساتھ چھوڑدو کہ خوش رہیں۔ فرمایا نجم الغزی نے حسن التنبہ میں اللہ تعالٰی کے معاملہ میں لوگوں کاحال ذکرکرتے ہوئے "تشبہ عاقل بالمجنون" کے باب میں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد سے اسی طرف اشارہ فرمایا کثرت سے اللہ تعالٰی کا ذکرکیا کرو یہاں تک کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔ امام احمد، ابویعلٰی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور آخری دونے اس کو صحیح قراردیا۔ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت کیاگیا۔ اور بعض اوقات "اہل اللہ" پرحیرت اوروجد کی کیفیت غالب ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے وجود سے غائب ہوجاتے ہیں یااپنا وجود کھوبیٹھتے ہیں تو ان سے ایسے حالات ظاہرہوتے ہیں اگرشاہد فعل سے صادرہوتے تو اس پرحکم لگاتے کہ یہ حدعقل سے خارج ہے جیسے ناچنا، گھومنا اور کپڑے پھاڑ ڈالنا۔ اور یہ ایک شریف حالت ہے اور اس کی صحت کی علامت یہ ہے کہ صاحب حالت پراوقات نمازاوردیگر فرائض محفوظ ہوتے ہیں پھر اس حالت میں ان کی عقلیں لوٹادی جاتی ہیں اور یہ حال اولیاء اللہ کی ایک جماعت کاہے ان میں سے خواجہ شبلی، ابوالحسن نوری، سمنون محب، سعدون مجنون اور ان جیسے دیگراکابرین امت ہیں،

روی ابونعیم فی الحلیۃ عن یحیی بن معاذ الرازی انہ سئل عن الرقص فانشد یقول ؎

دققنا الارض بالرقص　　　علی لطف معانیکا
ولاعیب علی الرقص　　　لعبد ھائم فیکا
وھذا دقنا الارض　　　اذا کنا بنادیکا

وامامن اظہر ھذہ الاحوال تعمدا للتوصل الی الدنیا اولیعتقدہ الناس ویتبرکوابہ فھذا من اقبح الذنوب المھلکات انتھی، چنانچہ محدث ابونعیم نے الحلیہ میں یحیٰی بن معاذ رازی سے روایت کی ہے کہ ان سے ناچ کے بارے میں پوچھاگیاتو وہ یہ کہنے لگے: ہم نے ناچ سے زمین کو روندا اورپامال کیا(یہ سب کچھ) تیرے معانی سے لطف اندوزہونے کے لئے کیا۔ناچ کرنے میں کوئی عیب نہیں اس بندہ کے لئے جو تیری ذات میں سرگشتہ اور گم ہوا اور محوہوا، اور یہ ہمارا زمین کوناچ کے ذریعے روندنا اورپامال کرنا اس لئے ہے کہ ہم تیراارادہ اور قصدکرنے والے ہیں، لیکن جس نے ان حالات کو دانستہ طورپردنیا تک رسائی کے لئے ظاہرکیا یا اس لئے کہ لوگ اس کے عقیدت مند ہوجائیں اور اس سے تبرک حاصل کریں تو یہ کارروائی مہلک اور تباہ کن گناہوں سے بھی زیادہ قبیح ہے اھ

وقال الغزالی فی الاحیاء ان اباالحسن النوری رحمہ االلّٰہ تعالٰی کان مع جماعۃ فی دعوۃ فجرت بینھم مسألۃ فی العلم و ابوالحسن ساکت ثم رفع راسہ وانشدھم یقول ؎

ربَ ورقاء ھتوف فی الضحٰی ذات شجوھتفت فی فنن
ذکرت الفاوحزنا صالحا فبکیت حزنا فھاجت حزنی
فبکائی ربما ارقھا وبکاھا ربما ارقنی
ولقدتشکوفماافھمھا ولقداشکوفمایفھمنی
غیرانی بالجوی اعرفھا وھی ایضا بالجوی تعرفنی

قال فما بقی احد من القوم الاقام وتواجد ولم یحصل لھم ھذا الوجد من العلم الذی خاضوافیہ وان کان العلم حقا انتھی ولاشک ان التواجد فیہ تشبّہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعاً قال رسول اللّٰہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ بن الیمان رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ، ھذا اذاکان قصدہ بذلک مجرد التشبہ بھم والتبرک بسیرتھم محبۃ لھم ورغبۃ فی زیادۃ المیل الیھم واما اذاکان مقصدہ ان یعتقدہ الناس ویتبرکون بہ فھوالابس ثوبی زورفھو مذموم ممقوت عنداللّٰہ تعالٰی والناس یحملونہ علی المحامل الحسنۃ واما التواجد علی الوجہ الصحیح فقداشار الیہ الشیخ القشیری فی رسالتہ حیث قال قوم قالواالتواجد غیرمسلم لصاحبہ لمایتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق وقوم قالوا انہ مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوا لوجدان ھذہ المعانی واصلھم خبرالرسول صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ابکوافان لم تبکوا فتباکواانتھٰی وفی شرعۃ الاسلام من السنۃ ان یقرأ القراٰن بحزن و وجدفان القراٰن نزل بحزن فان لم یکن لہ حزن فلیتحازن انتھٰی والحاصل ان تکلف الکمال من جملۃ الکمال والتشبہ بالاولیاء لمن لم یکن منھم امرمطلوب مرغوب فیہ علی کل حال ۱؎ اھ ملتقطا۔

چنانچہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کسی دعوت میں ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرماتھے کہ اچانک ان کے درمیان ایک علمی بحث چھڑگئی اور حالت یہ تھی کہ ابوالحسن نوری بالکل خاموش بیٹھے تھے پھراچانک سراٹھایا اور یہ اشعار پڑھنے لگے،

بہت سی کبوتریاں چاشت کے وقت لمبی لمبی آوازیں نکال کر درختوں کی شاخوں پربولنے لگیں۔ میں نے محبت اور قابل قدرغم کویادکیا پھر میں غم کی وجہ سے روپڑا اور میرے غم میں ابال اور جوش آگیا۔ بسااوقات میری گریہ وزاری نے انہیں نرم کردیا اور بسااوقات ان کی آہ وبکا نے مجھے نرم کرڈالا۔ بیشک وہ شکوہ

وشکایت کرتی ہیں مگرمیں تو انہیں نہیں سمجھاتا۔ اور میں شکایت کرتا ہوں تو وہ مجھے نہیں سمجھاتی مگرمیں اپنے اندرونی سوزعشق کی وجہ سے اسے پہچانتاہوں اور وہ بھی اپنے اندر موجزن سوزعشق کی وجہ سے مجھے پہچانتی ہے۔ پھربقول راوی سب کے سب وجد کرنے لگے اور یہ وجد اس علم کی وجہ سے نہ تھا جس میں وہ الجھے ہوئے تھے اگرچہ علم حق ہے انتہی، بلاشبہ اس تواجد میں حقیقی وجدکرنے والوں سے مشابہت ہے اور یہ جائزہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیارکرے وہ انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے "الاوسط" میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے، یہ تب ہے کہ جب اس سے اس کاارادہ محض ان سے تشبہ اور ان کی عادات سے برکت حاصل کرنا ہو، ان سے محبت رکھتے ہوئے او ان کی طرف زیادہ راغب ومائل ہوتے ہوئے۔ لیکن اگر اس کامقصد یہ ہو کہ لوگ اس (طریقہ) سے اس کے معتقد ہوجائیں اور اس سے برکت حاصل کریں توپھر وہ جھوٹالباس پہننے والا ہے جو اللہ تعالٰی کے نزدیک مذموم ومغضوب ہے (اس کے باوجود) لوگ اچھے محمل پرمحمول اورقیاس کرتے ہیں لیکن صحیح طورپر وجدکرنا تو شیخ قشیری نے اپنے رسالہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا، فرمایا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ باہم وجدکرنا صاحب وجد کے لئے ٹھیک نہیں اس لئے کہ وہ تکلف پر مبنی اورتحقیق سے بعید ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مجرد فقراء کے لئے ٹھیک ہے جو ان کے معانی کے پانے کے منتظر رہتے ہیں اور اس کی اصل اور بنیاد آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث ہے (چنانچہ آپ نے فرمایا) لوگو! رویاکرو اور اگر رونہ سکو تورونی صورت بنایا کرو انتہی۔ شرعۃ الاسلام میں ہے سنت یہ ہے کہ غم کے ساتھ جھوم کر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے کیونکہ قرآن مجید غم کے ساتھ نازل ہوا ہے اور اگرکسی میں غم کاتاثر نہ ہو توغمگین صورت بنالیاکرے انتہی۔ خلاصہ یہ کہ کسی کمال میں تکلف (بناوٹ) کمال میں شامل ہوتاہے اور جوشخص اولیاء اللہ میں سے نہیں مگران کی مشابہت اختیارکرتاہے یہ بھی امرمطلوب اور ہرحال مستحسن ہے اھ ملتقطاً۔(ت)

(۱؎ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۳ تا ۵۲۷)

مگرظاہر کہ عامہ ناس کا اس میں کچھ نہیں تو صورت مسئولہ میں اس حالت کے شروع ہونے پر لوگوں کاچلانا اصلاً کسی طرح محل طعن نہ تھا بلکہ انہیں یہی چاہئے تھا دوحال سے خالی نہیں یہ رقص وتمایل و تصفیق والے محق تھے یامبطل، اگرمحق تھے تو عوام جو ان مناصب عالیہ تک بالغ نہیں ان میں شریک ہونامحض بے معنی تھا، اور مبطل تھے تو ان کی حرکات ذمیمہ کا تماشا دیکھنا خود حرام

وناروواتھا، اور جوامر حرام ولغو میں دائر ہو اس سے احتراز ہی طریق صواب ہے
آیہ کریمہ ومن اعرض عن ذکری۲ـــہ کا اس پر ورود کیونکر ممکن، جہاں خودبحکم
شرع ہی چلاجانا مطلوب ہو، آیہ کریمہ میں اعراض عن الذکر سے ایمان نہ لانا
مقصود، خود آیت قرآنیہ اس ارادے پرشاہد عدل موجود، قال اللہ تعالٰی: فامّا یاتینکم
منّی ھدًی فمن اتبع ھدای فلایضل ولایشقی۳ـــہo ومن اعرض عن ذکری۴ـــہ الآیۃ بعد
واقعہ ابلیس لعین وتناول شجرہ حضرت آدم وحوا اور ان کے دشمن کوجنت سے
اتارتے وقت ارشاد ہوا کہ اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے توجومیری
ہدایت کی پیروی کرے گا وہ گمراہ نہ ہو نہ سختی جھیلے اور جو میرے ارشاد سے
منہ پھیرے اس کے لئے تنگ زندگانی اور اسے ہم روزقیامت اندھا اٹھائیں گے۔

(۲ـــہ القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۴) (۳ـــہ القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۳) (۴ـــہ القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۴)

اس مضمون کو سورہ بقر میں یوں ادافرمایا ہے:فاما یاتینکم منی ھدی فمن
تبع ھدای فلاخوف علیھم ولاھم یحزنونo والذین
کفرواکذبوابأیتنا اولٰئک اصحٰب النّار ھم فیہا خٰلدون o ۱ـــہ

اگرتمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جومیری ہدایت کی پیروی کریں
انہیں کچھ خوف نہیں نہ وہ غمگین ہوں اور جوکفرکریں اور میری آیتیں جھٹلائیں وہ
دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے۔

(۱ـــہ القرآن الکریم ۲/ ۳۸ و ۳۹)

ایک ہی قصہ ہے ایک ہی ارشاد ہے تو خود قرآن عظیم نے شرح فرمادی ہے کہ
اعراض عن الذکر سے کفرمراد ہے، اب نقل اقوال مفسرین کی حاجت نہ رہی،
حدیث میں ہے کچھ لوگوں نے چلاچلا کر مسجد میں ذکرکرنا شروع کیا سیدنا
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں نکلوادیا اب خواہ یہ نکلوانا اس
بناپر ہو کہ ان کے نزدیک ذکرجہرممنوع تھا خواہ اس لئے کہ ان کے چلانے سے
نمازیوں پرتشویش تھی خواہ کسی وجہ سے ہوبہرحال جب ایسی حالتوں میں خود
ذاکرین کونکلوادینا معیوب نہ ہوا توآپ اُٹھ کرچلاجانا کیونکر محل طعن ہوسکتاہے،
غرض آیت سے نہ یہ ارادہ صحیح نہ ان مسلمانوں پر یہ حکم لگانا درست، حلقے
میں کا وہ شخص جو اس کاقائل ہوا اگرجاہل ہے تو دو سخت کبیرہ گناہوں کامرتکب
ہوا:

اولاً بے علم قرآن عظیم کی تفسیرکرنا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من قال فی القراٰن بغیرعلم فلیتبوا مقعدہ من النار۔ رواہ الترمذی ۲؎ عن ابن عباس رضی االلہ تعالٰی عنھما وقال صحیح۔

جو بے علم قرآن میں کچھ بولے وہ اپناٹھکانا دوزخ میں بنالے(امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے اسے روایت کیااور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ت)

(۲؎ جامع الترمذی ابواب التفسیر باب ماجاء فی الذی یفسرالقرآن برأیہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۱۹)

ثانیاً بے علم فتوی دینا حکم لگانا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:افتوابغیر علم فضلوا واضلوا۔ رواہ الائمۃ احمد۱؎ والبخاری ومسلم والترمذی وابن ماجۃ عن عبدااللہ بن عمرو رضی االلہ تعالٰی عنہما۔

بے علم فتوی دیا تو آپ گمراہ ہوئے اوروں کوگمراہ کیا(ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کوروایت کیا۔ت)

(۱؎ جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی ذھاب العلم امین کمپنی ۲/ ۹۰)
(صحیح مسلم کتاب العلم ۲/ ۳۴۰ و صحیح البخاری کتاب العلم ۱/ ۲۰)
(سنن ابن ماجہ باب اجتناب الرای والقیاس ص۶ ومسندامام احمدبن حنبل ۲/ ۱۶۲)

اوراگرذی علم ہے اوردانستہ تفسیرغلط کی غلط حکم لگایا تواشد واعظم کبائر کاارتکاب کیا کہ اللہ عزوجل پربہتان اٹھایا شریعت مطہرہ پرافترابانده‌ا، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ومن اظلم ممن افتری علی االلہ کذبا۲؎۔اس سے بڑھ کر ظالم کون جوااللہ عزوجل پرجھوٹ افتراکرے۔

(۲؎ القرآن الکریم ۶/ ۲۱)

اس شخص پرتوبہ تو ہرصورت میں فرض ہے، جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نمازسخت مکروہ ہے اور اسے امام بنانا گناہ،

لانہ فاسق وفی الغنیۃ شرح المنیۃ محتجا بفتاوی الحجۃ انھم لوقدموا فاسقا یاثمون۳؎۔

اس لئے کہ وہ فاسق ہے (یعنی حدودشرعیہ سے تجاوزکرنے والا ہے) اور غنیہ شرح منیہ میں فتاوٰی حجہ سے دلیل لاتے ہوئے فرمایا اگرلوگ فاسق کوامامت کے لئے آگے کریں تو گنہگار ہوں گے۔(ت)

(۳؎ غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص۵۱۳)

اوربرتقدیر علم کہ دانستہ اس کامرتکب ہوا تجدید اسلام ونکاح کابھی حکم ہے کہ جان بوجھ کر رب العزۃ عزجلالہ پرافترا کرنے کو اکثر علماء نے کفرٹھہرایا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون بأیت اللہ۱؎۔

جھوٹ وہ گھڑتے ہیں جوآیات الٰہی پر ایمان نہیں رکھتے۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵)

موضوعاتِ کبیر میں ہے:ای الکذب علی اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فان الکذب علی غیرھما لایخرجہ عن الایمان باجماع اھل السنۃ والجماعۃ۔۲؎

اللہ تعالٰی اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے متعلق جھوٹ کہنا آدمی کو ایمان سے خارج نہیں کرتا، اہلسنت کااس پر اتفاق ہے۔(ت)

(۲؎ الاسرار الموضوعۃ تحت حدیث ۹۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ص۲۹)

شرح فقہ اکبر میں ہے:فی الفتاوی الصغری من قال یعلم اللہ انی فعلت ھذا وکان لم یفعل کفر ای لانہ کذب علی اللہ تعالٰی۳؎۔

فتاوٰی صغرٰی میں ہے کہ جوشخص یہ کہے کہ اللہ تعالٰی جانتاہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اس نے وہ کام نہ کیا ہو تو وہ کافرہوجاتا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالٰی پرجھوٹ باندھا۔(ت)

(۳ـــہ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۹۱)

درمختارمیں ہے:ھل یکفر بقولہ اﷲ یعلم اویعلم اﷲ انہ فعل کذا کاذبا قال الزاھدی الاکثر نعم، وقال الشمنی الاصح لا۴ـــہ۔

کیا اپنے اس کہنے سے آدمی کافرہوجائے گا؟ اللہ تعالٰی جانتا ہے یاجانتا ہے اللہ تعالٰی۔جھوٹا ہونے کی حالت میں کہے کہ اس نے فلاں کام کیا ہے، زاہدی نے کہا اکثر اہل علم نے فرمایا کہ ہاں کافرہوجائے گا۔ علامہ شمنی نے کہا یہی زیادہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا۔(ت)

(۴ـــہ درمختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۹۲)

ردالمحتار میں ہے:ونقل فی نورالعین عن الفتاوٰی تصحیح الاول۱ـــہ۔ نورالعین میں فتاوٰی سے پہلے قول کی تصحیح نقل کی گئی۔(ت)

(۱ـــہ ردالمحتار کتاب الایمان داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۵۶)

اور شرع مطہر کو ایسا ویسا یعنی حقیر جاننے والا توقطعاً اجماعاً کافرمرتد زندیق ملحدہے ایسا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۲ـــہ

جو اس کے کافرومستحق نار ہونے میں شک کرے وہ خود کافرہے،

(۲ـــہ درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶)

اسی طرح جوتفسیرجلالین شریف خواہ کسی کتاب دینی کی فی نفسہٖ نہ کسی امرخارج عارض کے باعث بلاشبہ و تاویل تحقیر کرے کافرہے مگرکلام مذکورفی السوال نہ تنقیص شرع مطہر میں صریح ہے نہ تحقیر۔ جلالین شریف میں نص کریمہ مذکورہ کے وہ معنی کہ اس قائل نے بتائے معانی مذکورہ تفاسیر کے منافی نہیں کہ ان کی تصحیح کو ان کاابطال ضرورہے بلکہ ایک معنی جداگانہ ہیں تو اس کے قول کایہی محمل نہیں کہ معانی ظاہرہ معاذاللہ باطل ہیں حق وہ ہے جو اہل

باطن ان کے خلاف جانتے ہیں بلکہ اس کا مطلب بننے کو اس قدرکافی کہ جو کچھ ان تفاسیر میں ہے یہ معانی ظاہرہ ہیں اور افادات قرآن عظیم انہیں میں محصور نہیں بلکہ ان کے سوا اور نکات انیقہ ولطائف دقیقہ بھی ہیں جنہیں اہل باطن جانتے ہیں اس میں نہ کوئی توہین ہوئی نہ تحقیربلکہ یہ حق ہے اگرچہ اس محل پر آیہ کریمہ کاایراد اور یہ ادعائے مرادباطل ہے تویہاں معاذاللہ ثبوت کفرکاکوئی محل نہیں، `

شرح عقائد میں ہے:النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا الباطنیۃ لادعائھم ان النصوص لیست علی ظواھرھا بل لھامعان باطنیۃ لایعرفھا الا المعلّم وقصد ھم بذاک نفی الشریعۃ بالکلیۃ الحاد لکونہ تکذیب للنبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فیما علم مجیئہ بہ بالضرورۃ واما ماذھب الیہ بعض المحققین من ان النصوص علی ظواھرھا ومع ذٰلک فیھا اشارات خفیۃ الٰی دقائق تنکشف علی ارباب السلوک یمکن التطبیق بینھا وبین الظواہر المرادۃ فھو من کمال الایمان ومحض العرفان ۱ــہاھ باختصار۔

نصوص اپنے ظاہری معانی پرمحمول ہواکرتے ہیں لیکن ظاہری معانی سے انہیں ایسے معانی کی طرف پھیردینا کہ جن کافرقہ باطنیہ والے دعوی کرتے ہیں اس لئے کہ ان کا دعوٰی یہ ہے کہ نصوص اپنے ظواہر پرنہیں محمول ہوتے بلکہ ان کے لئے باطنی اور پوشیدہ معانی ہوتے ہیں اور انہیں صرف معلم جانتاہے اس سے ان کاپوری شریعت کی نفی کاارادہ کرنا کھلاالحاد (بے دینی) ہے اس لئے کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ان احکام میں تکذیب ہے جن کا لانا آپ سے بالبداہت معلوم ہوگیا ہے۔ رہی یہ بات کہ جس کی طرف بعض محققین گئے ہیں یعنی انہوں نے اسے اختیار کیاہے کہ نصوص اپنے ظاہرمعانی رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں باریک اور مخفی اشارات بھی پائے جاتے ہیں جو اربابِ سلوک پر منکشف ہوتے ہیں کہ ان میں اورظاہری مراد میں تطبیق ہوسکتی ہے تو یہ کمال ایمان اور خالص عرفان ہے اھ باختصار (ت)

(۱ــہ شرح عقائد للنسفی مطبع شوکت اسلام قندھار افغانستان ص۱۱۹ و ۱۲۰)

اس بیان سے تمام مراتب سوال کاجواب ہوگیا۔ باقی رہایہ امر کہ فلاں شخص یا اشخاص خاص کا وجد حق ہے یاباطل، ہیہات اس کے ارادہ کی طرف راہ سخت دشوار والہ سرشار ومتصنع ریاکار میں حالت قلب کا تفاوت ہے اور اوساط صادقین متشبہین بالعاشقین وارازل فاسقین مرائین میں فرق اس سے بھی سخت باریک ودقیق

ترکہ یہاں صرف نیت کاتغایر ہے اور نیت وقلب دونوں غیب ہیں اور مسلمان پربدگمانی حرام،

قال االلہ تعالٰی ولاتقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کلّ اولٰئک کان عنہ مسئولا۲؂o

(اللہ تعالٰی نے فرمایا) اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کاتجھے علم نہیں بیشک کان آنکھ دل سب سے سوال ہوتاہے۔

(۲؂ القرآن الکریم ۱۷/ ۳۶)

اورفرماتاہے:یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ۳؂۔

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

(۳؂القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث، رواہ الائمۃ مالک۱؂ والشیخان وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ۔

گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے (ائمہ کرام مثلاً امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیاہےت)

(۱؂ مسندامام احمدبن حنبل مسندابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ دارالفکر بیروت ۲/ ۵۰۴)
(صحیح البخاری کتاب الفرائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۹۵)
(صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۶)
(سنن ابی داؤد کتاب الادب ۲/ ۳۱۷ وجامع الترمذی ابواب البر ۲/ ۲۰)

امام علامہ عارف باالله ناصح فی اللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس بحث میں بالتعیین کسی شخص کی نسبت حکم تصنّع وریاء لگادینے پر ایک

طویل وجلیل کلام میں اقامت قیامت فرمائی جس میں سے چندحرف کاخلاصہ یہ کہ سب صوفیہ یکساں نہیں، جیسے سب علماء وفقہاء ومدرسین ایک سے نہیں، جیسے سب قضاۃ واُمراء ووزراء وسلاطین برابرنہیں بلکہ ان میں صالح اصلح فاسد افسد سب طرح کے ہیں، ناقص قاصرجاہل، مسلمانوں کی عیب جوئی کرتے اور کاملوں کوکمال ہی نظرآتا اور عیب پوشی وتاویل فرماتے ہیں؛

پھرفرمایا:ھذا کلہ فی طائفۃ من المتصوفۃ اوصافھم کذلک واحوالھم اخبث من ذلک وان لم یجز تعیین طائفۃ منھم باعیانھم ولاشخص واحد بعینہ مالم ینکشف فیھم جلیلۃ الامر بالمشاھدۃ والعیان الذی لایحتمل التاویل فی البیان و لایجوز تقلید الناس بعضھم بعضا فی الاخبار عن ذلک مالم یثبت بالبینۃ العادلۃ عندالحاکم الشرعی علی ان الحاکم ایضا یحکم بالظاھر، وبواطن الامور معلومۃ عنداﷲ تعالٰی فلاقطع الاظاھرا وااﷲ اعلم بالسرائر،

یہ سب کچھ صوفیاء کے اس گروہ سے متعلق ہے جن کے اوصاف اس طرح یا اس سے بھی خبیث تر ہیں اگرچہ ان میں سے کسی گروہ کی بلحاظ اشخاص تعیین جائزنہیں اور نہ کسی شخص معین کی، جب تک مشاہدے سے امرواضح نہ ہو اور عیاں بھی ایسا ہوکہ جس کے بیان میں کسی شک اور تاویل کی گنجائش نہ ہو۔ اور خبرمیں لوگوں کا ایک دوسرے کی تقلید کرناجائزنہیں جب تک حاکم شرع کے روبرو کسی عادل گواہ کے ذریعے کوئی امرثابت نہ ہو۔ علاوہ ازیں حاکم بھی ظاہر پر حکم لگاتاہے اور پوشیدہ ومخفی امورتواﷲ تعالٰی ہی کومعلوم ہیں لہٰذا ظاہری محل یقین ہوسکتاہے اورپوشیدہ بھیدوں کو تو اﷲ تعالٰی ہی خوب جانتاہے۔

واماخبر التواتر من الناس لبعضھم بعضا بذٰلک فھو ممنوع، لاستناد الکل فیہ الی الظن والتخمین واستفادۃ الخبر من بعضھم لبعض بحیث لوسألت کل واحد منھم من رؤیتہ ذٰلک لقال لم اعاینہ انما سمعت ومن قال عاینتہ تستکشف من حالہ فتراہ مستندا الی ظنون وامارات وھمیۃ وربما اذا تاملت وجدت خبر ذلک التواتر مستندا فی الاصل الٰی خبرواحداواثنین والواحد ایضا قولہ مبنی علی الظن والتھمۃ فلایجوز لاحد ان یقول ثبت عندی بالتواتر معصیۃ فلان لان الناس اخبرونی بذٰلک وھم کثیرون، وانما ذٰلک لغلبۃ الکذب فی الناس خصوصا فی زماننا، وکثرۃ الحسد و العداوۃ وربما یفتری احدھم علی رجل بمالاعلم لہ بہ ویخبرالناس بذلک ویخبرالناس ینقلونہ فیصل الخبر الٰی بعض المغرورین بعلمھم المطرودین عن ابواب فضل اﷲ تعالٰی فیقول وصلنی ھذا عن فلان بالتواتر ولایعلم المسکین ان الذی ینقلون الیہ الکذب ینقلون عنہ ایضا الکذب لغیرہ وبعد ھذا کلہ اذا ثبت فعل المعصیۃ من احد

بطریق التواتر اوالروایۃ لم یفد شیئا لان ذکرہ بمعصیۃ بین الناس علی وجہ الذم حرام لان الغیبۃ صدق محرم اماقصد ان یحذرالناس والخبر شائع فی الناس فغیر معتبر نعم قالوا ذٰلک فیما اذا لم یکن للناس علم بہ وھذا انما استفاد العلم بہ من خبر الناس المتواتر عندہ وعلی کل حال فالسترلعورات المسلمین ھوالمتعین علی صاحب الاستقامۃ فی الدین، ذکر النجم الغزی رحمہ االلّٰہ تعالٰی فی حسن التنبہ فی التشبہ، ان من اخلاق الیھود والنصاری الاتھام والوقوع فی عرض من لم یثبت عنہ وھذا من الخوض فیمالایعنیہ روی الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسول االلّٰہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ،

رہایہ کہ اس باب میں لوگوں کاایک دوسرے سے خبرتواتر کاوصول، تووہ ممنوع ہے کیونکہ اس میں سب کا استناد گمان اور اندازہ ہے۔ لوگوں کا ایک دوسرے سے استفادہ خبر، اس طریقے سے ہرایک نے دوسرے سے اس کی رؤیت (مشاہدے) کا سوال کیا تو اس نے کہا میں نے نہیں دیکھا میں نے صرف سناہے اور جو یہ کہے میں نے دیکھاہے اگرتم اس کے حال کاانکشاف کرو یعنی چھان بین کرو تو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ اس کی سند بھی گمان اور چند وہمی علامات پر ہے خصوصاً جب آپ غوروفکر کریں گے تو اس خبرمتواتر کو ایک یا دو کی طرف منسوب پائیں گے، اور ایک کا قول بھی ظن اور الزام وتہمت پرمبنی ہوگا لہٰذا کسی شخص کے لئے یہ کہناجائز نہیں کہ میرے نزدیک فلاں آدمی کاگناہ تواتر سے ثابت ہے اس لئے کہ زیادہ ترلوگوں نے مجھے یہی بتایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں زیادہ ترجھوٹ ہوتاہے خصوصاً ہمارے دورمیں زیادہ حسد اور دشمنی پائی جاتی ہے۔ بسااوقات کوئی شخص کسی پرایساافترااباندھتاہے جس کا اسے خود بھی علم نہیں ہوتا اور وہ لوگوں کو اطلاع دیتاہے پھر لوگ وہ بات اس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں پھر یہ خبربعض ایسے لوگوں تک پہنچ جاتی ہے جو اپنے علم پرمغرور اور فریب خوردہ ہوتے ہیں اور فضل خداوندی سے دھتکارے ہوئے ہوتے ہیں۔ پھروہ کہتاہے کہ مجھے فلاں شخص کی طرف سے بتواتر یہ بات پہنچی ہے حالانکہ اس بیچارے کو معلوم نہیں ہوتا کہ جو اس کی طرف جھوٹ نقل کرتے ہیں وہ اس سے بھی دوسروں تک جھوٹ نقل کرسکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے بعد جب کسی شخص سے بطریق تواتریامشاہدہ گناہ ثابت ہوجائے توپھربھی اس کاتذکرہ بند کردے کیونکہ لوگوں میں بطورغیبت کسی کے گناہ کاتذکرہ حرام ہے اس لئے کہ غیبت سچی بھی حرام ہے لیکن اگر اس نے لوگوں کو ڈرانے اور چوکنا کرنے کے لئے ایسے کیا جبکہ خبرلوگوں میں پھیلی ہوئی اور مشہورہے تو اس کی بات غیرمعتبر ہے، ہاں اگروہ ایسی بات کہیں جس کالوگوں کوکوئی علم نہیں ہوتا یہ الگ

بات ہے، یہ اس وقت ہے جب یہ خبر سے علم کا فائدہ حاصل کرے جب کہ لوگوں کی خبر اس کے نزدیک متواترہو، بہرحال مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی ان لوگوں پرلازمی ہے جو دین میں استقامت رکھتے ہیں، چنانچہ امام نجم غزی رحمۃ اللہ علیہ تعالٰی علیہ نے "حسن التنبہ فی التشبہ" میں ذکرکیا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے اخلاق میں سے یہ ہے کہ دوسروں کو الزام لگائے جائیں اور ان کی عزت میں ہاتھ ڈالاجائے اور لایعنی وبے مقصد باتوں میں غوطہ زنی کی جائے۔ چنانچہ امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کاارشاد ہے کہ آدمی کی اسلامی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لایعنی اور بے مقصد کاموں کو ترک کردے۔

وروی الطبرانی بسند صحیح عن ابن مسعود رضی االلہ تعالٰی عنہ قال اعظم الناس خطایا یوم القٰیمۃ اکثرھم خوضا فی الباطل ورواہ ابن ابی الدنیا فی الصمت باسناد رجالہ ثقات عن النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم مرسلا قال فی الاحیاء والیہ الاشارۃ بقولہ تعالٰی وکنّا نخوض مع الخائضینo وروی البیھقی فی الشعب عن عائشۃ رضی االلہ تعالٰی عنھا قالت قال رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لایزول المسروق منہ فی تھمۃ حتی یکون اعظم جرما من السارق وروی الامام احمد والشیخان والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم قال راٰی عیسٰی ابن مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام رجلا یسرق فقال اسرقت قال کلا وااللہ الذی لاالٰہ الاھو فقال عیسٰی اٰمنت باالله وکذبت عینی،وھذا الخلق عزیز جدا انتھی فایاک ان تقع فی حق احد ولوبکلمۃ واحذر ان تخوض مع الخائضین خصوصا فی حق فقراء الصوفیۃ ١ـــہ اھ بالالتقاط تحصیلا للبرکۃ بکلمات الھداۃ الناصحین وعدۃ لنفسی وللمسلمین، واالله سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

امام طبرانی نے بسند صحیح حضرت عبدااللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے بڑا گنہگار وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ باطل میں گھستا رہتاہے۔ ابن ابی الدنیا نے خاموشی کے باب میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس کومرسل (یعنی بغیرسند) روایت کیا۔ ایسی اسناد سے کہ رواۃ مستند اور معتبر ہیں۔ اور اللہ تعالٰی کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے کہ ہم گھسے رہنے والوں کے ساتھ گھسے رہے ہیں۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت فرمائی کہ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ مسروق عنہ (وہ شخص جس کامال چوری ہوا) تہمت میں

رہے گا یہاں تک کہ وہ چور سے بڑا مجرم بن جائے گا۔ امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بواسطہ ابوہریرہ روایت فرمائی ہے کہ حضرت عیسٰی ابن مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا توفرمایا کیاتونے چوری کی؟ اس نے جھٹ کہا ہرگز ایسانہیں، اس خداتعالٰی کی قسم جس کے سوا کوئی سچامعبود نہیں۔ حضرت عیسٰی نے فرمایا میں اللہ تعالٰی پرایمان لایا اور میں نے اپنی آنکھوں کو جھٹلایا یہ لوگ یقینا پیارے ہیں اھ کسی کے حق میں شبہہ کرنے سے بچو اگرچہ کسی ایک ہی کلمہ سے ہو۔ اور اس بات سے ہوشیار رہو کہ باطل میں شروع ہونے والوں کے ساتھ شروع ہونے لگو خصوصاً فقراء صوفیہ کے حق میں، اھ بالالتقاط ہدایت یافتہ خیرخواہ ہوں کے کلمات سے حصول برکت کرتے ہوئے اور گنتی کے چندکلمات میرے نفس اور مسلمانوں کے لئے ایک گونہ وعدہ ہیں۔ اللہ تعالٰی پاک اور برتر سب سے بڑا عالم ہے۔(ت)

(۱ـــه الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۱ تا ۵۲۳)

مسئلہ ۱۳: مسئولہ مولوی نوشہ علی صاحب ربیع الاول ۱۳۱۷ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثرلوگ جب فصل آم آتی ہے توباغوں کوجاکر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گٹھلیاں مارتے ہیں اور لہوولعب میں مشغول ہوتے ہیں، آیا یہ فعل ان کاکیسا ہے، جائزیاناجائز؟ اور برتقدیر عدم جواز کے حرام ہے یابدعت ہے یامکروہ؟ اور برتقدیر بدعت کے بدعت حسنہ ہے یاسیئہ؟بیّنواالجواب بحوالۃ الکتب وتوجروایوم الحساب (بحوالہ کتب جواب بیان فرمایئے اور روزحساب اجرپائیے۔ت)

الجواب: گٹھلیاں مارنا ناجائزوممنوع ہے مسنداما م احمدوصحیح بخاری و مسلم وسنن ابی داؤدوسنن نسائی وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی:قال نہی رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم عن الخذف وقال انہ لایقتل الصید ولاینکاء العدو وانہ یفقأ العین ویکسرالسن۱ـــه۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غلایاگٹھلی کنکری پھینک کرمارنے سے منع کیا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پروارہو سکے نہ جانور کاشکار، اس کانتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑدے یادانت توڑدے۔

(۱ـــه صحیح البخاری کتاب الادب باب الخذف قدیمی کتب خانہ ۲/ ۹۱۹)
(صحیح مسلم کتاب الصید باب الخذف قدیمی کتب خانہ ۲/ ۱۵۲)

(سنن ابی داؤد   کتاب الادب   باب الخذف آفتاب عالم پریس لاہور   ۲/ ۳۵۸)

فی التیسیر الخذف بمعجمتین وفاءٍ الرمی بحصاۃ اونواۃ لانہ یفقأ العین و لایقتل الصید۲؎۔

تیسیر میں ہے "الخذف" میں دوحروف "خ" اور "ذ" دونوں نقطے والے ہیں اور آخر میں حرف "ف" ہے اس پربھی نقطہ ہے اس کے معنی ہیں گٹھلی وغیرہ پھینکنا۔

(۲؎ التیسیرشرح الجامع الصغیر   تحت حدیث   نہی عن الخذف   مکتبۃ الامام الشافعی ریاض   ۲/ ۴۶۶)

اور صرف چھلکوں سے ہم عمرہم مرتبہ لوگ نادراً محض تطبیب قلب کی طورپرباہم مزاحِ دوستانہ کریں جس میں اصلاً کسی حرمت یاحشمت دینی کا ضرر حالاً یامالاً نہ ہو تو مباح ہے۔

عالمگیری میں ہے:قال القاضی الامام ملک الملوک، اللعب الذی یلعب الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضھم بعضا مباح غیرمستنکر کذا فی جواھر الفتاوی فی الباب السادس۳؎۔

قاضی امام ملک الملوک نے فرمایا وہ کھیل جو موسم گرما میں نوجوان خربوزوں کے ساتھ کھیلتے ہیں ایک دوسرے کوخربوزے مارتے ہیں یہ کھیل مباح ہے گناہ نہیں۔ جواہر الفتاوٰی کے چھٹے باب میں اسی طرح مذکور ہے۔(ت)

(۳؎ فتاوٰی ہندیہ   کتاب الکراہیۃ   الباب السابع عشر   نورانی کتب خانہ پشاور   ۵/ ۳۵۲)

عوارف المعارف شریف میں ہے:روی بکربن عبداللہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتبادحون بالبطیخ فاذا کانت الحقائق کانواھم الرجال یقال بدح یبدح اذا رمی ای یترامون بالبطیخ ۱؎اھ ذکرہ قدس سرہ فی الباب الثلثین۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

بکربن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابہ (بطور تفریح وکھیل کود) ایک دوسرے پرخربوزے پھینکاکرتے تھے جب حقائق یہ ہیں تو پھردرحقیقت وہی کامل مرد ہیں۔ جب کوئی چیزپھینکی جائے تو کہاجاتاہے بَدَحَ یَبْدَحُ یعنی صحابہ کرام ایک دوسرے پرخربوزے پھینکاکرتے

تھے اھ اس کو صاحب عوارف المعارف نے تیسویں باب میں ذکر فرمایا۔ اللہ تعالٰی پاک، بلندوبالا اور سب سے بڑا عالم ہے۔(ت)

(۱؎ عوارف المعارف الباب الثلاثون مکتبۃ المشہد الحسینی القاہرہ ص۱۴۲)

مسئلہ ۱۴ : ازپیلی بھیت بازار ڈرمنڈ گنج دکان خلیل الرحمن عطرفروش مرسلہ محمدمظہرالاسلام صاحب ۲۴رجب ۱۳۱۸ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں: بزرگان دین کے عرس میں شب کو آتشبازی جلانا اور روشنی بکثرت کرنا بلاحاجت اور جوکھانا بغرض ایصال ثواب پکایاگیا ہو اس کو لٹانا کہ جو لوٹنے والوں کے پَیروں میں کئی من خراب ہوکر مٹی میں مل گیاہو اس فعل کوبانیان عرس موجب فخراورباعث برکت قیاس کرتے ہیں، شریعت عالی میں اس کا کیاحکم ہے؟بیّنواتوجروا۔

الجواب : آتشبازی اسراف ہے اور اسراف حرام، کھانے کاایسالٹانابے ادبی ہے اور بے ادبی محرومی ہے، تضیعِ مال ہے، اور تضیع حرام، روشنی اگرمصالح شرعیہ سے خالی ہو تو وہ بھی اسراف ہے، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۵: ازبنگالہ ضلع کمرلہ موضع حریمنگل مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۲ربیع الاول شریف
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش وشطرنج کھیلنا جائزہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا عنداللہ(بیان فرماؤ اللہ کے ہاں سے اجروثواب پاؤ۔ت)

الجواب : دونوں (تاش وشطرنج) ناجائزہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں،ومسألۃ الشطرنج مبسوطۃ فی الدر۱؎ وغیرہا من الحظر والشہادات، والصواب اطلاق المنع کما اوضحہ فی ردالمحتار۲؎ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

شطرنج کامسئلہ بڑی تفصیل کے ساتھ درمختار وغیرہ میں موجود ہے اور صواب (درست اور حقیقت) یہ ہے کہ اس کی مطلقاً ممانعت ہے جیسا کہ فتاوٰی شامی میں اس کی وضاحت فرمائی گئی۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے اور اس کا علم نہایت درجہ تام اور پختہ ہے۔(ت)

(۱؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۷)
(۲؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳)

مسئلہ ۱۶: ۲۸ربیع الآخرشریف ۱۳۲۰ھ مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میرادوست آیا اور اس نے مجھ سے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے، میں چلاگیا وہاں جاکردیکھا کہ بہت اشخاص ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہورہی ہے کہ ایک ڈھول او دوسارنگی بج رہی ہے اور چندقوال پیرانِ پیردستگیر کی شان میں شعرپڑھ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گارہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں، یہ باجے مذکورہ توشریعت میں حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے اور یہ اشخاص مذکورہ حاضرین جلسہ گنہگارہوئے یانہیں؟ اور ایسی قوالی جائزہے یانہیں؟ او راگرجائزہے توکس طرح پر؟
بینواتوجروا فقط۔

الجواب : ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گنہگار ہیں، اور ان سب کاگناہ ایساکرنے والوں اور قوالوں پرہے اور قوالوں کابھی گناہ اس عرس کرنےو الے پربغیراس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کاگناہ جانے سے قوالوں پرسے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے قوالوں کے ذمہ حاضرین کاوبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہرایک پراپناپوراگناہ اور قوالوں پراپناگناہ الگ اور سب حاضرین کے برابرجدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ وجہ یہ کہ حاضرین کوعرس کرنے والے نے بلایا اُن کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے توحاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پرہوا پھرقوالوں کے اس گناہ کاباعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کابھی گناہ اس بلانے والے پرہوا،

کما قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ سوی ان الاٰخذ والمعطی اٰثما ۱؎ لانھم لولم یعطوالمافعلوا فکان العطاء ھوالباعث لھم علی الاستر سال فی التکدی والسوال وھذا کلہ ظاھر علی من عرف القواعد الکریمۃ الشرعیۃ وباﷲ التوفیق۔

جیسا کہ طاقتور، توانا اور صحت مندسائل کے بارے میں کہتے ہیں کہ لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں اس لئے کہ اگردینے والے نہ دیتے تو مانگنے والے گداگری کوپیشہ نہ بناتے لہٰذا یہ عطاء بخشش ہی ان کے ترک مشقت کا اور مانگنے کاباعث ہوئی اور یہ سب کچھ اس شخص پرظاہر اور واضح ہے جوقواعد شرعیہ کریمہ کاعارف ہے۔ اور اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے ہی توفیق ملتی ہے۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لاینقص ذٰلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اٰثام من تبعہ لاینقص ذٰلک من اٰثامھم شیئا رواہ الائمۃ احم۲؎ ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔

جو کسی امرہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امرضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پرگناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو۔ (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، مسلم اور دیگر چارائمہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) نے حضرات ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۲؎ صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ ۲/ ۳۴۱ و مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ بیروت ۲/ ۳۹۷)
(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۲۷۹ و سنن ابن ماجہ مقدمۃ الکتاب ص۱۸)

مسئلہ نص شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیاجائے گا یافقہ امام مجتہد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اگرنص شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم درکارہے تومزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں ازانجملہ اجل واعلٰی حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لیکونن من امتی اقوام لیستحلون الحروالحریر والخمروالمعازف۔۱؎

ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اورباجوں کو۔

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الاشربہ باب ماجاء فیمن یستحل الخمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۳/ ۸۳۷)

حدیث صحیح جلیل متصل،

وقد اخرجہ ایضا احمد۲؎ وابوداؤد وابن ماجۃ والاسمعیلی وابونعیم باسانید صحیحۃ لامطعن فیھا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قال بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع۳؎۔

نیزامام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، محدث اسمٰعیل اور ابونعیم نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ کہ جن میں کوئی طعن نہیں اس کی تخریج فرمائی، اور ائمہ کی ایک دوسری جماعت نے اس کو صحیح قراردیا جیسا کہ بعض حفّاظ نے کہاہے، چنانچہ امام ابن حجرنے "کف الرعاع" میں فرمایا ہے(ت)

(۲؎ مسندامام احمدبن حنبل عن ابی امامہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۵۷ و ۲۶۸)
(۳؎ کف الرعاع القسم الثالث عشر تنبیہ ثانی دارالکتب العلمیہ بیروت ص۱۳۲ و ۱۳۳)

احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یامحتمل واقعے یامتشابہ پیش نہیں ہوسکتے ہرعاقل جانتاہے کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے، پھرکہاں قول کہاں حکایت فعل، پھرکجا محرم کجامبیح، ہرطرح یہی واجب العمل، اسی کوترجیح، اور اگرفقہ مطلوب ہے تو خودامام مذہب امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کاارشاد اور ہدایہ جیسی اعلٰی درجہ معتمد کتاب کا ارشاد کافی ووافی:دلت المسألۃ علی ان الملاھی کلھا حرام حتی التغنی لضرب القضیب وکذا قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ابتلیت لان الابتلاء بالمحرم یکون۱؎۔

مسئلہ اس پردلالت کرتاہے کہ کھیل کود کے تمام سامان حرام ہیں حتی کہ (کسی چیزپر) کانّے کی ضرب لگاکر گانا(یہ بھی زمرہ حرمت میں داخل ہے)اور اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کایہ ارشاد کہ میں اس میں مبتلا کیاگیا اس لئے کہ ابتلا حرام میں ہواکرتی ہے۔(ت)

(۱؎ الہدایۃ کتاب الکراہیۃ فصل فی الاکل والشرب مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۳)

غرض حدیث وفقہ کاحکم تویہ ہے ہاں اگرکسی کو قصداً ہوس پرستی منظورہو تو اس کاعلاج کس کے پاس ہے کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے اقرار لائے اصرار سے باز آئے لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے اپنے حرام کوحلال بنالے۔ پھر اسی پربس نہیں بلکہ معاذاللہ اس کی تہمت

محبوبان خدا برسلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سردھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضورمحبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدّین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم وعنابہم فوائد شریف میں فرماتے ہیں:مزامیر حرام ست ۲؎

(گانے بجانے کے آلات کااستعمال کرنا حرام ہے۔ت)

(۲؎ فوائد الفواد)

مولانا فخرالدین زراوی خلیفہ حضورسیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریرفرمایا اس میں صاف ارشاد ہے کہ:اماسماع مشائخنا رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم فبریئ عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللّٰہ تعالٰی۔۳؎

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کاسماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبردیتے ہیں۔

(۳؎ کشف القناع عن اصول السماع)

اللہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یاآج کل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیادظاہرۃ الفساد ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العظیم (جس کا فساد واضح ہے۔ گناہوں سے بچنے اور بھلائی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالٰی بلندمرتبہ بزرگ قدر کی توفیق عطاکرنے سے۔ت)

سیدی مولانا محمدبن مبارک بن محمد علوی کرمانی مریدحضور پرنور شیخ العالم فریدالحق والدین گنج شکر وخلیفہ حضورسیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہم کتاب مستطاب سیرالاولیاء میں فرماتے ہیں:حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیزمے باید تاسماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع وآلہ سماع مسمع یعنی گوینده مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشدومستمع آنکہ می شنودازیادحق خالی نباشد ومسموع آنچہ بگویند فحش ومسخرگی نباشد

وآلہ سماع مزامیرست چوں چنگ ورباب ومثل آں مے باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست١ ــہ۔

سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا چنداشیاء ہوں تو سماع جائزاور مباح ہوں(١) مُسمع (سنانے والا)، (٢) مستمع(سننے والا)، (٣) مسموع(جوکچھ سناجائے)، (۴) آلات سماع۔تفصیل: مسمع یعنی سنانے اورکہنے والا بالغ مرد ہو بچہ اور عورت نہ ہو۔مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سنے یادحق سے خالی نہ ہو، مسموع، جوکچھ سنیں اور کہیں اس میں فحش گوئی اورمسخرہ پن نہ ہو، اور آلات سماع مزامیر ہیں جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ۔ چاہئے یہ کہ وہ درمیان میں نہ ہوں۔ پس اس طرح کی قوالی(سماع) جائزاور حلال ہے۔(ت)

(١ــہ سیرالاولیاء باب نہم دربیان سماع ووجد مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص٢٠١۔۵٠١)

مسلمانو! یہ فتوٰی ہے سرور وسردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔

نیز سیرالاولیاء شریف میں ہے:یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرضداشت کہ دریں روزبابعضے ازدرویشاں آستانہ دار درمجمعے کہ چنگ ورباب ومزامیر بودرقص کردند فرمودنیکونہ کردہ اندانچہ نامشروع است ناپسندیدہ است بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند باایشاں گفتند کہ شماچہ گردید دراں جمع مزامیربودسماع چگونہ شنید ورقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ماچناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ ایں جامزامیرست یانہ، حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن درہمہ معصیتہابیاید١ ــہ۔

ایک خادم نے سلطان المشائخ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ان دنوں آستانے کے بعض درویشوں نے اس مجلس اورمحفل میں ناچ کیا ہے جہاں آلات سماع چنگ ورباب اور سارنگی ومزامیر وغیرہ تھے تو ارشاد فرمایا انہوں نے اچھانہیں کیا کیونکہ جوکام ناجائز ہے وہ پسندیدہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد ایک کہنے لگا کہ جب یہ لوگ اس حالت سے فارغ ہوئے تولوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ تم نے کیاکیاہے، اس محفل میں تومزامیر بھی تھے پھرتم نے قوالی بھی سنی او رناچتے بھی رہے۔ انہوں نے جواباً بتایا کہ ہم سماع میں اس قدرمستغرق (ڈوبے ہوئے) تھے

کہ ہمیں پتہ ہی نہیں چلاکہ مزامیر بھی ہیں یانہیں۔ اس پرسلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ کوئی معقول جواب نہیں اس لئے کہ یہ بہانہ توتمام گناہوں میں ملوث ہونے والے کرسکتے ہیں۔(ت)

(۱ـــہ سیرالاولیاء باب نہم دربیان سماع ووجد مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص۳۱۔۵۳۰)

مسلمانو! کیساصاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائزہے اور اس عذر کاکہ "ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبرنہ ہوئی" کیامسکت جواب عطافرمایا کہ ایساحیلہ ہرگناہ میں چل سکتاہے۔ شراب پئے اور کہہ دے شدّت استغراق کے باعث ہمیں خبرنہ ہوئی کہ شراب ہے یاپانی۔ زناکرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب تمیزنہ ہوئی کہ جرو ا ہے یابیگانی۔

اُسی میں ہے:حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر ومحرمات درمیان نباشد ودریں باب بسیارغلوکردتابحدیکہ گفت اگر امام راسہو افتدمرد بتسبیح اعلام دہدوزن سبحان اﷲ نگوید زیرا کہ نشاید آوازآں شنودن پس چکندپشت دست برکف دست زندوکف دست برکف دست نزند کہ آں بلہو میماندتا ایں غایت ازبلاہی و امثال آں پرہیزآمدہ است پس درسماع طریق اولٰی کہ ازیں بابت نباشد یعنی درمنع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس درسماع مزامیر بطریق اولٰی منع است۲ـــہ اھ باختصار

حضرت سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر حرمت درمیان میں نہ ہوں اور اس سلسلے میں اس قدرتعدّی (شدت) فرمائی کہ ارشاد فرمایا امام اگرنماز میں بھول جائے تو مردسبحان اﷲ کہہ کر آگاہ کرسکتاہے مگرعورت کو اس طرح کہناجائز نہیں کیونکہ اس کی آواز نہیں سنی جانی چاہئے اس کے لئے یہ ہدایت اور حکم ہے کہ وہ اپنے ایک ہاتھ کی پشت پردوسرے ہاتھ کی ہتھیلی مارے لیکن ہتھیلی کوہتھیلی پرنہ مارے کیونکہ یہ عمل لہو میں شمارہوتاہے یعنی تالی بجانا، پس اندازہ کرلیاجائے کہ کس حد تک کھیل کوداور لغو کلام سے پرہیزکی ہدایت وارد ہوئی ہے پس سماع میں بطریق اولٰی منع ہے یعنی تالی بجانے سے بھی ممانعت ہے لہٰذا مزامیر کے ساتھ قوالی کرنا اس سے زیادہ اشداورممنوع ہے اھ باختصار(ت)

(۲ـــہسیرالاولیاء باب نہم دربیان سماع ووجد مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۳۲)

مسلمانو! جوائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کوممنوع بتائیں وہ اور معاذاللہ مزامیر کی تہمت اللہ انصاف کیسا ضبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالٰی اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کاسچا اتباع عطافرمائے اٰمین الٰہ الحق اٰمین بجاھھم عندک اٰمین والحمد اللہ رب العالمین (آمین، اے سچے معبود! تیری بارگاہ میں جو ان کامقام ومرتبہ ہے اس کے طفیل دعا قبول فرما۔ اور سب تعریف اس خداکے لئے ہے جو تمام جہانوں کاپروردگار ہے۔ت) کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدرکافی، واللہ الہادی، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۷ : ملک بنگالہ ضلع کجھار ڈاک خانہ لکھی پور بمقام سنگرین مرسلہ جلال الدین

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شادی میں بندوقیں بغرض اعلان چھوڑنا جائزہے یانہیں؟ اور جس شخص نے حرام ثابت کیا بلکہ اس کے یہاں کاکھانا تک حرام قطعی ثابت کیا اس کے حق میں شرع سے کیاحکم ہے؟

الجواب: فی الواقع نکاح میں بغرض اعلان بندوقیں چھوڑنے کی ممانعت شرع میں کہیں ثابت نہیں۔ ہلال رمضان اور ہلال عید میں صدہا سال سے توپوں کے فائر کئے جاتے ہیں اس سے بھی اعلان ہی مقصود ہوتاہے اس اعلان پرشرعاً عمل کاجزئیہ ردالمحتار میں مذکورہے۔ نیت ریاوتفاخر نہ فقط شادی کی بندوقوں بلکہ نماز کوحرام کردیتی ہے، رسم کااعتبار جب تک کسی فساد عقیدہ پرمشتمل نہ ہو اصل رسم کے حکم میں رہتاہے اگررسم محمودہے محمود ہے، مذموم ہے مذموم ہے، مباح ہے مباح ہے، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۸ : ازآرہ ضلع شاہ آباد محلہ ترئی مدرسہ حنفیہ مرسلہ مولوی ظفرالدین صاحب مدرس ۱۷جمادی الاولٰی ۱۳۳۰ھ

بشرف ملاحظہ آقائے نعمت دریائے رحمت حضور پرنورمتع اللہ المسلمین بقائکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بدعائے والامع الخیررہ کرخواہان عافیت سرکار مع جملہ خدام ہوں رسالہ مبارک الکشف شافیا میں جوبعد تفصیل اجمال فرمایاگیاہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں ممنوعات، معظمات، مباحات۔ قسم اول کاحکم ارشاد فرمایا کہ بعینہ اصل جیسا ہے۔ فونوگراف سے سننا گویانہیں بلکہ بعینہ اس مغنیہ کاگانا سننا ہے اس لئے کہ پلیٹ اور گلاس کی آواز نہیں ہوتی اگرچہ اس آواز کا بعینہ وہی آواز ہونامتبادرعبدالعقل نہیں مگر اس تمام تفصیل کے بعد جوابتدائے رسالہ شریفہ میں درج ہے کسی کو مجال انکار نہیں، اور بیشک وہ آواز جوفونوگراف سے نکلتی ہے بعینہ وہ ہی آواز ہے جو اس عورت کے گانے کی ہے مگرعلمائے کرام وصوفیائے عظام نے جب بالمواجہہ کسی کاگانا سننے اور پس پردہ میں فرق فرمایا ہے تویہاں بدرجہ اولٰی ہوناچاہئے۔ حضرت امام غزالی قدس سرہ

حضورپرنوروالابرکت سیدی شاہ محمدکالپوری قدسنا اللہ باسرارہ الشریف نے کسی جگہ تحریرفرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مغنیہ کی آوازمنہ پرکپڑاڈال کرسنے کہ اس کی صورت نہ دیکھ سکے تو اس میں مضائقہ نہیں، اگرچہ یہ مضمون میں نے خود ان دونوں حضرات قدسنااللہ باسرارہم کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا مگرامام غزالی رحمہ اللہ کی نسبت مولوی حکیم عبدالوہاب نے کہاتھا اور حضرت کالپوری قدس سرہ العزیز کی نسبت رجب ۱۳۲۷ھ میں مولوی محمدفاخر صاحب نے مارہرہ شریف میں، اگرچہ اسی وقت سے بارہاخیال اس کے دریافت کاہوامگراتفاق نہ پڑا، خیرپس اگریہ دونوں مضمون ان حضرات کرام یا اور کسی صاحب نے نہیں تحریرفرمایا جب توکوئی بات ہی نہیں، اور اگرتحریرفرمایا ہے توغالباً اس کی وجہ قلت مظنہ فتنہ ہے تو یہاں تو اور اقل قلیل ہے خصوصاً اس صورت میں کہ جس کاریکارڈ بھراہوا ہو وہ مرچکی ہو پھردونوں کاحکم ایک کس طرح ہوسکتاہے۔ بینواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : یہ مضمون کہ منہ پرکپڑاڈال کررنڈیوں ڈومنیوں کاگانا سنناجائزہے دونوں حضرات ممدوح قدسنااللہ باسرارہما میں کسی سے ثابت نہیں، نہ ہرگز شرع مطہر میں اس کا پتا، نہ اصول شرع اس کی مساعد، نہ ایسی نقول مذہب پرقاضی ہوسکیں۔

(۱) شریعت محمدرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس طرح فتنہ کوحرام فرمایا دواعی فتنہ کو بھی حرام فرمادیا۔

قال اللہ تعالٰی تلک حدوداللہ فلاتقربوھا ۱؎ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ من رتع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ۲؎۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا یہ اللہ تعالٰی کی حدیں ہیں لہٰذا ان کے پاس نہ جاؤ۔ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی کسی چراگاہ کے آس پاس جانورچرائے تو قریب ہے کہ چراگاہ میں گھس جائے۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۲/ ۱۸۷)
(۲؎ صحیح البخاری کتاب البیوع ۱/ ۲۷۵ و صحیح مسلم کتاب المساقات ۲/ ۲۸)

اجنبیہ سے خلوت، نظر، مس، معانقہ، تقبیل اس لئے حرام ہوئے کہ دواعی ہیں۔

(۲) دواعی کے لئے مستلزم ہوناضرورنہیں ہزارہاخلوت ونظر بلکہ بوس وکنار واقع ہوتے ہیں اور مدعو الیہ یعنی زنا واقع نہیں ہوتا۔

قال صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم والفرج یصدق ذٰلک اویکذب بہ رواہ الشیخان۱؎ وابوداود والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا شرمگاہ اس کی تصدیق یاتکذیب کرتی ہے۔ اس کو بخاری، مسلم، نسائی اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ کی روایت سے بیان فرمایا۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب القدر باب قول اللہ وحرام علی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۷۸)
(صحیح مسلم کتاب القدر باب قدرعلی ابن آدم حظہ من الزنا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۶)

(۳) نہ حرمت دواعی وقت افضا پرمقصود ورنہ اجنبیہ سے جملہ امور مذکورہ حلال ہوں جبکہ زنا سے اجتناب کریں،
ولایقول بہ احد من المسلمین وانما حرمت الدواعی لکونہا دواعی والدعاء لایستلزم الافضاء۔
اور کوئی مسلمان اس کاقائل نہیں۔ دواعی اس لئے حرام کیاگیا کہ وہ مطلوب کے لئے اسباب دعوت ہیں یعنی اس کام تک پہنچانے کے ذرائع اور وسائل ہیں، اور داعی کے لئے اس تک رسائی لازم نہیں۔(ت)
(۴) شرع مطہر مظنہ پرحکم دائرفرماتی ہے اس کے بعد وجودمنشاء حکم پرنظرنہیں رکھتی کما عرف فی رخص السفر وغیرھا (جیسا کہ سفروغیرہ کی رخصتوں سے معلوم ہوا۔ت)
(۵) احکام فقہیہ میں غالب کالحاظ ہوتاہے نادر کے لئے کوئی حکم جدانہیں کیاجاتا،

صرحوا بہ فی مواضع کثیرۃ وقدنقلنا النصوص علیہ فی الکشف شافیا عن فتح القدیر وعن الدرالمختار وعن الدرالمنتقی وھو دوارفی الکتب لامطمع فیہ ان یستقصی۔

ائمہ کرام نے متعدد اوربکثرت مقامات پراس کی صراحت فرمائی ہے، اور ہم نے "الکشف شافیا" میں اس پرنصوص ذکرکئے ہیں جوفتح القدیر، درمختار اور الدرالمنتقی وغیرہ کی عبارات پرمشتمل ہیں، اور وہ کتب متعددہ میں دائرہیں پس ان کے لئے یہ توقع نہیں کہ اس کا استقصا کیاجاسکے(ت)
ان فوائد کو ملحوظ رکھ کر مغنیہ اجنبیہ کاگانا سننے کی حرمت میں شبہہ نہیں ہوسکتا بیشک وہ داعی ہے او ر داعی حرام حرام اگرچہ مستلزم بلکہ اس وقت

مفضی بھی نہ ہو اگرچہ خصوص محل میں داعی بھی نہ ہو اور بعض نفوس مطمئنہ کہ شہوات سے یکسرخالی ہوگئے ان کے لحاظ سے حکم میں تفصیل ناممکن بلکہ وہی حکم عام جاری رہے گا ورنہ خلوت ومس وتقبیل وامثالہا میں بھی حکم مطلق نہ رکھیں تفصیل لازم ہوکہ قلب شہوانی کے لئے حرام ہیں اور نفوس مطمئنہ کے لئے جائز حالانکہ یہ قطعاً اجماعاً باطل ہے۔
(۶) جبکہ منشاء تحریم داعی ہونا ہے اور اس میں ہرداعی مستقل توایک کی تحریم دوسرے کے وجود پرموقوف نہیں ہوسکتی۔

والالم یکن شیئ منہا داعیا بل المجموع اولم یکن داعیا الاشرط وجودہ وکان الآخر لغواساقطا من البین۔

ورنہ ان میں سے کوئی چیزداعی نہ ہو بلکہ مجموعہ یاداعی نہ ہو مگر اس کے پائے جانے کی شرط سے۔ اور دوسرابے فائدہ درمیان سے ساقط ہو۔(ت)

شرع مطہر نے یہاں نفس صوت فتنہ پرحکم فرمایا ہے:قال اﷲ تعالٰی واستفزز من استطعت منھم بصوتک ۱؎ وعن انس وعن عائشۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم صوتان ملعونان فی الدنیا والاٰخرۃ مزمار عندنعمۃ ورنۃ عندمصیبۃ۲؎۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا توپھسلادے ان میں سے جس کو تو اپنی آواز سے پھسلاسکتاہے (یہ شیطان سے خطاب فرمایا) اور حدیث میں حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہما حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں دو آوازدنیا اورآخرت میں ملعون ہیں (۱)آسائش کے وقت گانابجانا(۲) مصیبت کے وقت بین کرنا(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۱۷/ ۶۴)
(۲؎ کنزالعمال بحوالہ البزاروالضیاء عن انس حدیث ۴۰۶۶۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۱۹)

تیسری حدیث میں ہے:عن انس ان رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال من قعد الی قینۃ لیستمع منہا صب اﷲ فی اذنیہ الآنک یوم القیٰمۃ ۱؎۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
جوکوئی گانے والی گویّا کے پاس بیٹھ کر اس کاگانا سنے تو اللہ تعالٰی قیامت کے
دن اس کے دونوں کانوں میں پگھلاہواسیسہ ڈال دے گا۔(ت)

(۱ــہ کنزالعمال بحوالہ ابن صغری فی امالیہ حدیث ۴۰۶۶۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت
۱۵/ ۲۲۰،۲۲۱)

چوتھی اور پانچویں حدیث میں ہے:عن جابر وعبدالرحمٰن بن عوف رضی اﷲ
تعالٰی عنہما عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال نہیت عن صوتین احمقین
فاجرین۲ــہ وقداستقصینا علٰی تخاریجھا فی اکثر من خمسین حدیثا، اوردناھا فی
رسالتنا اتم المعارف فی حق المعازف وباﷲ التوفیق۔

حضرت جابر اور حضرت عبدالرحمن ابن عوف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
روایت کرتے ہیں (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) کہ آپ نے ارشادفرمایا کہ
"مجھے دونادان بدکارآوازوں سے روک دیاگیا۔ پچاس سے زائد حدیثوں کی تخریج
کرنے میں ہم نے انتہائی کوشش کی جنہیں ہم اپنے رسالہ "اتم المعارف فی حق
المعازف" (معرفت کی باتوں کاپورا ہونا آلاتِ ساز کے مٹانے میں) لائے ہیں، اور
اللہ تعالٰی ہی بہترکارسازہے۔(ت)

(۲ــہ جامع الترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی الرخصۃ فی البکاء علی ا لمیت امین
کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۰)

تونظر کی روک، کان کے حرام کوکیونکر حلا ل کردے گی، اس کی نظیر یہی
ہوسکتی ہے کہ کہاجائے اجنبیہ کوگلے لگانا حلال ہے جبکہ بوسہ نہ لے یامحل
بوسہ کو رومال سے چھپالے یا اس کابوسہ لیناجائز ہے جبکہ گلے نہ لگائے۔ صوت
فتنہ کی تحریم فتنہ نظر پرموقوف ہوتومزامیر کاسننا مطلقاً فی نفسہٖ حلال ہوجائے
کہ ان کی طرف نظرکسی کے نزدیک منع نہیں بلکہ انصافاً منع نظٖر کے ساتھ
سماع، افساد حال وتشویش خیال میں ابلغ ہوگافان الانسان حریص علی مامنع(انسان
کو جن کاموں سے روکاجائے ان کے کرنے کی وہ حرص رکھتاہے۔ت) نفس شیئ
مبذول کی طرف اتنا نہیں کھینچتا جتناممنوع کی جانب، ولہٰذا بندگان نفس کو
نظراجنبیہ میں نظرحلیلہ سے زیادہ لذت آتی ہے اگرچہ حلیلہ احسن واجمل ہو ولہٰذا
زنان فواحش باآنکہ خوداماِلہ وجذب میں سعی کرتی ہیں بعد انجذاب تمنع وخودداری

کا تصنع دکھاتی ہیں کہ منع اجلب للشوق ہے۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں: ؎

دیدارمی نمائی وپرہیز مے کنی   بازارخویش وآتش ماتیز می کنی ۱؎

(تودیدار دکھاتا ہے لیکن پرہیز بھی کرتاہے، لہٰذا اپنے بازار اور ہماری آگ کوتیز کرتاہے۔ت)

(۱؎ گلستان سعدی   باب دوم   مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور   ص۱۱۵)

شرع مطہر نے امورمحمودہ میں بھی اس حکمت پرلحاظ فرمایا ہے ولہٰذا دن میں تین وقت نمازحرام فرمائی کہ شوق مشتاقان تازہ ہوتارہے ولہٰذا تجلی کو دوام نہیں ہوتا ولہٰذا ابتداء میں ایک مدت تک وحی روک لی گئی جس پرکفار نے ودع وقلی کیا اور سورہ کریمہ والضحٰی نے نزول فرماکر ان کامنہ سیاہ کیا تو کپڑا ڈال کرسننا وہی رنگ لائے گا جو حضرت عارف جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: ؎

چویابدبُوئے گل خواہد کہ بیند   چوبیند روئے گل خواہد کہ چنید۱؎

(جب کوئی پھول کی خوشبوپائے توچاہتاہے کہ اس کو دیکھے اور جب پھول کو دیکھ پائے تو چاہتاہے کہ اسے چنے۔ت)

(۲؎ یوسف زلیخا   باب گرفتن زلیخا یوسف را الخ   مطبع تاجران کتب خانہ لاہور   ص۱۸۹)

غرض عارف مصالح شریعت احمدیہ وحکم جلیلہ احکام محمدیہ علٰی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ یقین کرے گا کہ اس کی اباحت سخت بدخواہی امت اور ابلیس لعین کو ان پربڑی اعانت ہے۔
(۷) اصوات فتنہ کی حرمت اس لئے نہیں کہ وہ خاص مصوت کے ساتھ فجور کی طرف داعی ہیں جس سے مغنیہ مردہ کا بھراہوا گانا حلال ہوجائے ورنہ سماع مزامیر مطلقاً حلال ہوتاکہ وہاں مصوت فجور نامتصور، بلکہ اس لئے کہ وہ مفسد قلب ومحرک شہوت ومنبت نفاق ومثبت غفلت ہیںکما افادہ الائمۃ الاعلام وذکرنا طرفامنہ فی الکشف شافیا

مسئلہ ۱۹: ازمرادآباد محلہ مغلپورہ حصہ دوم متصل مکان جناب حکیم سیدامیرحسن صاحب
مسئولہ سیدحامدحسین صاحب ۱۱ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ
علماء متین ومفتیان شرع مبین کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اس مسئلہ میں آپ حضرات کا کیاارشاد ہے کہ سماع کلام حسن منظوم خواہ منثور بالحان بہ لہجہ عربی ہو یامصری یاہندی خواہ سوا ان کے ہو باستثناء قرآن مجید وفرقان حمید برعایت قواعدوقوانین موسیقی بلامزامیر مردصالح معمریاغیرمعمربلکہ امرد سے جبکہ خوف فتنہ وفساد نہ ہوجائز ہے یانہیں، چنانچہ علماء وغیرہم مثنوی مولاناروم ونعت وحمدوغیرہم پڑھتے ہیں اگرناجائزہے تو کیا علم قوانین موسیقی ناجائزہے یابعد حصول علم موسیقی رعایت اس کی معیوب ومقبوح ہے حالانکہ علم کسی امر کاقبیح نہیں کیونکہ حضورپرنورسیدیوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کوجمیع امور کاعلم بالتفصیل بعطاء الٰہی حاصل تھا اور ہے۔ پھراگررعایت اس کی ناجائزہے توجمیع علماء کو اپنے کلام (منظوم یامنثور) کوجوبوقت وعظ وغیرہ پڑھتے ہیں اور اس میں موسیقی پائی جاتی ہے امتیازحاصل کرنے کے لئے موسیقی سے غیرموسیقی کوفن موسیقی معلوم کرنا ضرورہے تاکہ حق کو باطل سے جداکرلیں، کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے یعرف الاشیاء باضدادھا (اشیاء اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ت) تو جب تک کہ غیرموسیقی کی ضد کو یعنی موسیقی حاصل نہ ہو اس وقت تک امتیاز بایں ہمہ غیرمتصور، ورنہ اختلاط باوجود قدرت جائزنہ ہوگا والابرعایت موسیقی ہرکلام خواہ نظم ہو یانثر باستثناء قرآن شریف جائزقرارپائے گا۔ بیّنواتوجروا (بیان فرمائیے اجروثواب پائیے۔ت)

الجواب: جب سامع ومسموع ومُسمَع ومِسمع ومَسمع وسماع واسماع سب مفاسد سے پاک ہوں توسننا سناناسب جائزہے اگرچہ بالقصد برعایت قوانین موسیقی ہو، خواہ فارسی یااردو یاہندی جوکچھ بھی ہو باستثناء قرآن عظیم موسیقی کی نسبت آواز کی طرف وہ ہے جو عروض کی نسبت کلام کی طرف، کلام جب حسن ہو اوزان عروضیہ پرمنظوم کردینے سے قبیح نہ ہوجائے گا۔ یوہیں الحان کہ مباح ہوقوانین موسیقی کی رعایت سے ناجائزنہ ہوجائے گا۔ حدیث میں فرمایا: الشعر کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح [۱]۔ شعرایک کلام ہے، جو اچھاہے وہ اچھاہے، اور جوبراہے وہ براہے۔(ت)

[۱] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الحج باب لایضیق علی واحد منہما الخ دارالفکر بیروت ۵/ ۶۸

سامع تو وہ چاہئے جس کے قلب پرشہوات ردیہ کا استیلانہ ہو کہ سماع کوئی نئی بات پیدا نہیں کرتا بلکہ اسی کو اُبھارتاہے جودل میں دبی ہو، مسموع میں ضرور

ہے کہ نہ فحش ہو نہ کوئی کلمہ خلاف شرع مطہر، نہ کسی زندہ امرد کا ذکر ہو نہ کسی زندہ عورت کی تعریف، نہ ایسی قریب مردہ کانام ہو جس کے اعزّہ زندہ ہوں او رانہیں اس سے عارلاحق ہو، امثال لیلے سلمے سعاد میں حرج نہیں۔ مُسمع بالضم یعنی پڑھنے یاگانے والامرد بوڑھا یاجوان ہو، امرد یاعورت نہ ہو۔ مِسمع بالکسر یعنی آلہ سماع مزامیر نہ ہوں اگر ہوتوصرف دف بے جلاجل جوہیئات تطرب پرنہ بجایاجائے۔ مَسمع بالفتح جائے سماع مجلس فساق نہ ہو اور اگرحمدونعت ومنقبت کے سوا عاشقانہ غزل، گیت، ٹھمری وغیرہ ہوتو مسجد میں مناسب نہیں۔ سماع یعنی سننا ایسے وقت نہ ہو کہ اس سے نمازباجماعت وغیرہ کسی فرض یاواجب یاامراہم شرعی میں خلل آئے۔ اِسماع یعنی پڑھنا یاگانا ایسی آواز سے نہ ہو جس سے کسی نمازی کی نماز یاسوتے کی نیند یامریض کے آرام میں خلل آئے۔ اور حُسن وعشق ووصل وہجر وشراب وکباب کاذکر ہوتو عورات تک آواز نہ پہنچے بلکہ اگرگانے والے کی آوازدلکش ہے تو عورات تک پہنچنے کی مطلقاً احتیاط مناسب ہے۔

یاانجشۃ رویدک بالقَواریر ۱؎۔

اے انجشہ! کانچ کی شیشیوں کالحاظ کرکے اپنی آواز آہستہ کیجئے۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الادب باب مایجوزمن الشعر الخ قومی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۸)

ع حسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے۔

رہا علم موسیقی، اس کے تعلم میں وقت ضائع کرنا صالحین کاکام نہیں بلکہ کم ازکم عبث ہے اور ہرعبث میں تضییع وقت ممنوع۔

قال صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ۲؎۔

حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے حسن اسلام میں سے یہ ہے کہ جو بے فائدہ اوربے سودکام ہو اسے چھوڑدے(ت)

(۲؎ جامع الترمذی کتاب الزہد امین کمپنی دہلی ۲/ ۵۵)

اور علم اقدس حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پرقیاس صحیح نہیں کہ وہ بلاتعلم وبے صرف وقت وبے قصد خاص بفن معین تھا حرج اس میں ہے نفس علم میں کوئی حرج نہیں کہ وہ کمال ہے، ولہٰذا حضرت عزت جلالہ جس کے لئے

ہرکمال واجب اور ہرنقصان بلکہ ہروہ شَے جو کمال ونقصان دونوں سے خالی ہو محال بکل شیئ علیم ہے ازلاً ابداً وجوباً اور کسی شَے کے علم کی اس سے نفی کفرہے توثابت ہوا کہ ہرشَے کاعلم مطلقاً کیسی ہی ہو عین کمال ہے، یوہیں بعد تعلم اس کے قوانین کی اپنے الحان میں رعایت اہل شرف وصلاح کے لئے عیب ہے کہ وہ ذلیلوں رذیلوں کافن ہے او ربالخصوص فاسقین وفاسقات کے ساتھ مشہورہے، ایسی تخصیص شرعاً شَے کو ممنوع کردیتی ہے اگرچہ فی نفسہٖ اس میں کوئی حرج نہ ہو جیسے جوان یابوڑھے مرد کو ٹوپی انگرکھے یاپاجامے میں چارانگل یا اس سے کم لچکا گوٹا پٹھا لگانا بلاشبہہ بدوضعی ومعیوب ہے کہ فاسقوں اور فحشوں کی وضع ہے اگرچہ فی نفسہ چارانگل تک کی اجازت ہے اور منع رعایت موسیقی پرسائل کاوہ شبہہ کہ اس تقدیر پرتعلم موسیقی سب پرواجب ہوگا محض بے اصل وبے معنی ہے آخر اتنا تو مسلّم ہے کہ قرآن عظیم میں اس کی رعایت حرام ہے تو بے تعلم موسیقی اگر اس سے بچنا ناممکن تھا توخواہی نخواہی اس کاسیکھنا ہرمسلمان پرفرض عین ہوتا تو یہ وہ فرض ہے کہ صحابہ وتابعین وائمہ وعلماء سب اس سے محروم رہے، بات یہ نہیں بلکہ اس کا عکس ہے ممنوع ومعیوب رعایت ہے اوررعایت فعل اختیاری ہے اور فعل اختیاری کوقصد لازم اور قصد بے علم ناممکن تورعایت جبھی کرسکے گاکہ جانتاہو نہ جاننے والا کہ نہ اس سے آگاہ نہ اس کا قصد کرتا ہے اگراتفاقاً اس کاپڑھنا کسی شعبہ موسیقی سے موافق ہوجائے تونہ اس پرالزام نہ یہ شرعاً ممنوع حتی کہ خود قرآن عظیم میں کما نص علیہ فی الفتاوی الخیریۃ وغیرہا (جیسا کہ فتاوٰی خیریہ وغیرہ میں اس کی تصریح کردی گئی ہے۔ت) بلکہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من لم یتغن بالقراٰن فلیس منّا ۱؎۔

جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔

(۱؎ سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ الخ باب فی حسن الصوت بالقرآن ص۹۶)

اور خوش الحانی میں کسی شعبہ سے اتفاقیہ موافقت نادرنہیں بلکہ غالب بلکہ اس فن والوں کے نزدیک لازم ہے الحان میں اگرچہ تان گٹکری نہ ہو مگرتال سم سے خالی نہیں ہوسکتا توناواقف اپنی سادگی کے ساتھ قصد مفسدہ سے بچاہوا نکل جائے گا اور واقف احتیاط کرے گا توقصداً بگاڑے گا اور بنانا چاہے گا تورعایت کی طرف جائے گا لہٰذا اور بھی ضرور ہواکہ اس فن سے ناواقف رہیں، وبااللہ التوفیق، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۰ : مرسلہ اراکین بعض انجمن غزہ رجب ۱۳۳۲ھ

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جبکہ سماع میں یہ بات مقررہے کہ اہل کے لئے جائزنااہل کے لئے ناجائز، چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ـــہنگویم سماع ای برادر کہ چیست   مگرمستمع رابدانم کہ کیست ٢ـــہ

(اے بھائی! میں نہیں کہتا کہ سماع کیساہے، جب تک یہ نہ جان لوں کہ سننے والا کون ہے۔ت)

(٢ــہ بوستان سعدی   باب سوم   دانش سعدی تہران ایران   ص١٨۴)

تو آج کل جو مشائخ مزامیر سنتے ہیں ان کے لئے کیوں ناجائز ہواکیونکر وہ اس کے اہل ہیں نااہل سنے تو اس پراعتراض چاہئے یہ تو اُسے غذائے روح سمجھتے اور اپنے لئے عبادت جانتے ہیں۔بیّنواتوجروا (بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : اللھم ھدایۃ الحق والصواب (اے اللہ! حق اور ٹھیک راستہ دکھادے۔ت) اہل نااہل کاتفرقہ سماع مجرد میں ہے۔ شعر حضرت شیخ سعدی قدس سرہ میں اسی کاذکرہے۔ مزامیر میں اہل کی اہلیت نہیں، نہ ان کاکوئی اہل نہ وہ کسی کے لئے جائز، مگرمجاذیب اورخودرفتہ کہ عقل تکلیفی نہ رکھتے ہوں اُن پرایک مزامیر کیاکسی بات کامواخذہ نہیں کہ ع

سلطان نگیرد خراج از خراب

(کیونکہ بنجر اور ویران زمین سے کوئی بادشاہ (لوگوں سے) ٹیکس وصول نہیں کرتا۔ت)

ایسی جگہ اہل عقل میں اہل ونااہل کافرق کرنا ہرکس وناکس کوگناہ پرجری کرنا اور امت مرحومہ پرمکرشیطان لعین کادروازہ کھولنا ہے، ہرفاسق اسی کامدعی ہوگا کہ ہم اہل ہیں ہم کو حلال ہے علانیہ ارتکاب معصیت کرے گا اور حرام خدا کوحلال بتائے گا اور اپنے امثال عوام جہال کو گمراہ بنائے گا، کیاشریعت محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایساحکم لاتی ہے، حاش للہ۔ شریعت مطہرہ فتنہ کا دروازہ بندفرماتی ہے اور یہ حکم فتنہ کے روزن کوعظیم پھاٹک کرتا ہے، تو کس قدرمبائن شریعت غرا ہے،اب دیکھ نہ لیجئے کہ آج کل کتنے نامشخص، کتنے بے تمیز، کتنے کندہ ناتراشیدہ، جن کو استنجا کرنے کی تمیز نہیں یہ بھی نہیں جانتے کہ استنجا کرنے میں کیا فرض، واجب، سنت، مکروہ، حرام ہیں۔ وہ گیرواکپڑے رنگ کریاعورتوں کے سے کاکل بڑھاکر رات دن اسی آواز شیطانی میں منہمک ہیں۔

نمازیں قضاہوں بلاسے، مگرڈھولک ٹھنکنا ناغہ نہ ہو، اور پھر وہ پیرومرشد ہیں ان کے پاؤں پرسجدے ہوتے ہیں۔ اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہم کو رواہے، ہماری روح کی پاکیزہ غذاہے۔ یہ ناپاک نتیجہ اسی اہل وناہل کے فرق پُرجہل کا ہے۔ اور ان کا کذب صریح یوں آشکار کہ سماع بے مزامیر جس میں اہل وناہل کافرق ہے اس کے جوازمیں اس کے اہل نے یہ شرط رکھی ہے کہ جلسہ سماع میں کوئی نااہل نہ ہو، یہاں تک کہ قوال بھی اہل باطن ہو، جیسے بارگاہ حضورسیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدّین محمدرضی اللہ تعالٰی عنہ میں حضرت سیدنا امیرخسرو حضرت سیدی میرحسن علی سجزی قدس سرہما۔ بفرض باطل اگرمزامیر میں بھی اہل وناہل کافرق ہوتا تو اہل وہ تھا کہ کسی نااہل کے سامنے نہ سنتا، یہ جہل کے اہل عام مجمع کرتے ہیں جس میں فسّاق فجّار شرابی زناکار سب کاشیطانی بازارلگتاہے اور مزامیر کھڑکتے ہیں، یہ اہلیت کی شکل ہے، ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم (گناہوں سے بچنے اور بھلائی کرنے کی قوت بجزاللہ تعالٰی بلندمرتبہ اور بزرگ قدر کے توفیق دینے کے کسی فرد میں نہیں۔ت) ان سب کی گمراہی اور عوام کی بربادی تباہی کاوبال انہیں مولویوں کے سرہے جواہل وناہل کافرق بتاتے اور حرامِ خدا کوحلال کرنے کی کوشش کرتے اور امت کی بھیڑوں کوابلیس بھیڑئیے کے پنجے میں دیتے ہیں پھرمزامیر کی حالت بالکل شراب کی مثل ہے قلیلھا یدعوالی کثیرھا تھوڑی سے بہت کی خواہش پیداہوتی ہے الذنب یجری الی الذنب گناہ گناہ کی طرف کھینچتاہے ع

تخم فاسد بار فاسد آورد

(ناقص اور ناکارہ بیج بیکار پھل لاتاہے۔ت)

شدہ شدہ رنڈی کے مجرے تک نوبت پہنچتی ہے پھرحیا یکسرکنارہ کرتی ہے،بھری مجلس میں فاحشہ ناچ رہی ہے اور پیرجی صاحب شیخ المشائخ وپیرمغاں وقطب دوراں بنے ہوئے بیٹھے ہیں اور مریدین ھُوحق مچارہے ہیں، تف بریں اہلیت، یہ سب نتائج ملعونہ اسی مداہنت وتحلیل حرام کے فرق اہل وناہل کے ہیں، والعیاذباللہ رب العالمین۔ دربارہ شطرنج تو خود روایات وجوہ عدیدہ پر ہیں مگر ناصحان امت نے نظربعصریہی فرمایا کہ اس کی اباحت میں امت مرحومہ اور خود دین اسلام پر شیطان کو مدددینا ہے لہٰذا مطلقاً حرام وگناہ کبیرہ ہے تومزامیر کہ نفس امارہ کوشیطان لعین کی ان کی طرف رغبت بہ نسبت شطرنج ہزارہا درجہ زائد ہے کیونکر مطلقاً حرام وسخت کبیرہ نہ ہوں گے۔ سَو میں پچانوے وہ ہوں گے جنہیں شطرنج کی طرف التفات بھی نہیں اور سَومیں پانچ بھی نہ نکلیں گے جن کے نفس

امارہ کو مزامیر کی شیطانی آوازخوش نہ آتی ہو، اہل تقوٰی بھی اپنے نفس کو بالجبر اس سے بازرکھتے ہیں ع

حُسن بلائے چشم ہے نغمہ وبالِ گوش ہے

کافی شرح وافی للامام حافظ الدین النسفی پھرجامع الرموز پھرردالمحتار میں ہے:ھوحرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام و المسلمین ١؎۔

ہمارے نزدیک وہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اسے مباح قراردینے میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف شیطان لعین کی مدد کرناہے۔(ت)

(١؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳)
(جامع الرموز کتاب الکراہیۃ مکتبہ اسلامیہ گنبدقاموس ایران ۳/ ۳۱۹)

مسلمانو! زبان اختیارمیں ہے شعریات باطلہ میں العسل مرۃ والخمریاقوتیۃ (شہد کڑواہے اور شراب یاقوتی ہے، یعنی یوں کہنا حقیقت ثابتہ کے سراسرخلاف ہے۔ت) کہہ دینے کاہرشخص کواختیارہے شرابی شراب کو بھی غذائے روح وجانفزا وجان پرورکہاکرتے ہیں کہنے سے کیاہوتاہے محمدرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جو فرق بتایا ہے ذراانصاف وایمان کے ساتھ اُسے سنئے توخود کھل جائے گا ع

کہ باکہ باختہ عشق درشب دیجور

(اندھیری رات میں تُو نے کس کے ساتھ عشق لڑایا۔ت)

ہاں سنئے اور گوش ایمان سے سنئے کہ ارشاد اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کیا ثابت ہے، غذائے روح وہ ہے جس کی طرف شریعت محمدیہ علٰی صاحبہا وآلہ افضل الصلٰوۃ والتحیۃبلاتی ہے اور جس کی طرف شریعت مطہرہ بلاتی ہے اس پروعدہ جنت ہے اور جنت اُن چیزوں پرموعود ہے جو نفس کومکروہ ہیں، اور غذائے نفس وہ ہے جس سے شریعت محمدیہ صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہٖ منع فرماتی ہے اور جس سے شریعت کریمہ منع فرماتی ہے اس پر وعیدنارہے اور نار کی وعید ان چیزوں پرہے جو نفس کو مرغوب ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشھوات۔ رواہ البخاری١؎ فی کتاب الرقاق بلفظ حجبت وتقدیم الجملۃ الاخیرۃ ومسلم باللفظ عن

ابی ھریرۃ واحمد۲ــــہ ومسلم والترمذی عن انس رضی االلّٰہ تعالٰی عنہما فی صحیحہ۔

جنت ان چیزوں سے گھیردی گئی ہے جو نفس کو ناگوارہیں اور دوزخ ان چیزوں سے ڈھانپ دی ہے جو نفس کو پسند ہیں(امام بخاری نے کتاب الرقاق میں ساتھ لفظ حجبت کے اس کو روایت کیاہے اور آخری جملہ کی تقدیم سے اس کو ذکرفرمایا اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ کے الفاظ سے۔ اور احمد، مسلم اور جامع ترمذی نے حضرت انس سے (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) اپنی صحیح میں ذکرفرمایا۔ت)

(۱ـــہ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب حجبت النار بالشہوات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۹۶۰)
(صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۷۸)
(۲ـــہ صحیح مسلم کتاب الجنۃ ۲/ ۳۷۸ و جامع الترمذی ابواب صفۃ الجنۃ ۲ /۸۰)
(مسند احمدبن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۱۵۳، ۲۵۴، ۲۸۴)

یہ حدیث توصحیحین کی تھی اور اس کی تفصیل اس حدیث جلیل میں ہے کہ ابوداؤد ونسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:لما خلق االلّٰہ تعالٰی الجنۃ قال لجبرئیل اذھب فانظر الیھا فذھب فنظرالیھا والی مااعدااللّٰہ لاھلہا فیھا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لایسمع بھا احدالا دخلھا ثم حفھا بالمکارہ ثم قال یاجبرئیل اذھب فانظرالیہا فذھب فنظر الیھا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لقد خشیت ان لایدخلھا احد قال فلما خلق االلّٰہ النار قال یاجبرئیل اذھب فانظرالیھا قال فذھب فنظرالیھا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لایسمع بھا احد فیدخلہا فحفھا بالشہوات ثم قال یاجبرئیل اذھب فانظر الیھا قال فذھب فنظر الیھا فقال ای رب وعزتک لقد خشیت ان لایبقی احد الادخلھا۱ـــہ۔

جب اللہ عزوجل نے جنت بنائی جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کوحکم فرمایا کہ اسے جاکر دیکھ، جبریل نے اسے اور جوکچھ مولٰی تعالٰی نے اس میں اہل جنت کے لئے تیار فرمایاہے دیکھا، پھرحاضر ہوکر عرض کی اے میرے رب! تیری عزت کی قسم اسے توجوکوئی سنے گا بے اس میں جائے نہ رہے گا۔ پھر رب عزوجل نے اسے ان باتوں سے گھیردیا جونفس کوناگوارہیں۔ پھرجبرئیل کو حکم فرمایا کہ اب جاکر دیکھ جبرئیل نے دیکھا، پھر حاضرہوکر عرض کی اے میرے رب! تیری عزت کی قسم مجھے ڈرہے کہ اب توشاید اس میں کوئی بھی نہ جاسکے۔ پھر جب

مولٰی تبارک وتعالٰی نے دوزخ پیدا کی جبرئیل سے فرمایا اسے جاکر دیکھ، جبرئیل نے دیکھا پھرآکر عرض کی اے میرے رب! تیری عزت کی قسم اس کاحال سن کرکوئی بھی اس میں نہ جائے گا۔ مولٰی تعالٰی نے اسے نفس کی خواہشوں سے ڈھانپ دیا، پھرجبرئیل کو اس کے دیکھنے کاحکم فرمایا، جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے دیکھ کر عرض کی اے میرے رب! تیری عزت کی قسم مجھے ڈرہے کہ اب توشاید ہی کوئی اس میں جانے سے بچے۔

(۱؎ جامع الترمذی ابواب الجنۃ باب ماجاء حفت النار بالشہوات امین کمپنی دہلی ۲ /۸۰)
(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی خلق الجنۃ والنار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۶)
(سنن نسائی کتاب الایمان والنذور باب الحلف لعزۃ اللہ تعالٰی نورمحمدکارخانہ کراچی ۲ /۱۴۱۔۴۲)

یہ ہے وہ فرق کہ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بتایا اور خود رب العزۃ جل جلالہ قرآن عظیم میں نماز کو فرماتاہے:وانھا لکبیرۃ الاعلی الخشعین الذین یظنون انھم ملٰقوا ربھم وانھم الیہ راجعون۱؎o

بیشک نمازگراں ہے مگر ان خشوع والوں پر جن کو یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملیں گے اور انہیں اس کی طرف پھرکرجاناہے۔

(۱؎ القرآن الکریم ۲ /۴۵)

غذائے روح کی یہ پہچان ہے، اب مزامیر کو دیکھئے کفّار، فسّاق، فجّار رات دن ان میں منہمک ہیں توواضح ہواکہ وہ شہواتِ نفس ہیں جب توبندگان نفس امارہ ان پرمٹے ہوئے ہیں غذائے روح ہوتے تو وہ ان کا نام نہ لیتے کہ بندگان نفس غذائے روح کانام لئے تھراتے ہیں، ہاں وہ عبادت ضرور ہیں مگرکہاں مندروں اور گرجاؤں میں کہ ان کی عبادت مزامیرہی کے ساتھ ہوتی ہے مگرحاشا وہ مسجدوالوں کی عبادت نہیں، مسجد کا رب اس سے پاک ہے کہ شیطانی لذتوں سے جن میں کافروں کاحصہ غالب ہو اس کی عبادت کی جائے۔ یہ عجب عبادت ہے کہ مندروں گرجاؤں میں ہوتی ہے اور مسجدیں اس سے محروم، ہندؤں نصرانیوں میں دھڑلے سے رائج، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ وائمہ اس سے محفوظ۔(گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالٰی بلنداورعظیم الشان کی توفیق دینے سے۔ت) یہ اگرعبادت ہے تو ڈوم ڈومنیاں، رنڈیاں پیرجی سے بڑھ کر عابد ہیں کہ یہ گھنٹہ بھر اس عبادت سے مشرف ہوں تو وہ

چوبیس گھنٹے اسی میں ہیں ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم جاہلوں کی شکایت نہیں اگرچہ وہ مشائخ بن بیٹھیں اگرچہ اولیاء کرام کا ارشاد ہے کہ:

صوفی بے علم مسخرہ شیطان ست

بے علم صوفی شیطان کامسخرہ ہے۔(ت)

مااتخذاللہ جاھلا ولیا قط

اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپناولی نہ کیا ع

بے علم نتواں خدارا شناخت

(بغیرعلم کے خداتعالٰی کی شناخت نہیں ہوسکتی۔ت)

غضب تو ان مولوی کہلانے والے مشائخ نے ڈھایاہے کہ اپنے ساتھ عوام کو بھی شریعت پرجری وبیباک کردیا اہل نااہل کاجھوٹا تفرقہ زبانی کہیں اور جلسے میں دنیا بھر کے نااہل بھریں،
ائمہ دین فرماتے ہیں اے گروہ علماء! اگرتم مستحبات چھوڑ کر مباحات کی طرف جھکو گے عوام مکروہات پرگریں گے، اگرتم مکروہ کروگے عوام حرام میں پڑیں گے، اگرتم حرام کے مرتکب ہوگے عوام کفرمیں مبتلا ہوں گے۔
بھائیو! اللہِاپنے اوپررحم کرو، اپنے اوپررحم نہ کرو اُمت مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پررحم کرو۔ چرواہے کہلاتے ہو بھیڑئیے نہ بنو۔ اللہ تعالٰی ہدایت دے، آمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا محمدوآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین، آمین۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۱ : ازشہر بریلی روزسہ شنبہ تاریخ ۲۵شعبان ۱۳۳۴ھ
اگرکوئی مجلس خلاف شرع ہو یعنی ناچ یاباجا وغیرہ ہوتو اس میں کھانا وغیرہ کھاناچاہئے اور اس میں شرکت کرنا چاہئے یانہیں؟ اور اگر اس میں کھانا کھاناچاہئے تو وہ کون سی شکل ہے جو شرع کے موافق جائزہوجائے؟ فقط

الجواب : کسی خلافِ شرع مجلس میں شرکت جائزنہیں اور کھانابھی اسی جگہ جہاں وہ خلاف شرع کام ہورہے ہیں تو اس کھانے میں بھی شرکت جائزنہیں، اور اگروہ کھانا دوسرے مکان میں ہے وہاں کوئی امرخلاف شرع نہیں توعام لوگوں

کوجانےاورکھانے میں حرج نہیں مگر عالم یا مقتداوہاں بھی نہ جائے مگر اس صورت میں کہ اس کے جانے سے وہ امور خلاف شرع بند ہوجائیں گے تو ضرور جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۲ : امام بخش فریدی ازجام پور ضلع ڈیرہ غازی خان دوشنبہ ۳محرم ۱۳۳۵ھ
سماع فی نفسہ کا قطع نظر اس سے کہ سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں نہیں سننے کاکیاحکم ہے۔ بینواتوجروا۔

الجواب : سماع کہ بے مزامیر ہو اور مسمع نہ عورت ہونہ امرد، اورمسموع نہ فحش نہ باطل، اور سامع نہ فاسق ہونہ شہوت پر، تو اس کے جواز میں شبہہ نہیں۔ قادریہ وچشتیہ سب کے نزدیک جائزہے، ورنہ سب کے نزدیک ناجائز، والتفصیل فی رسالتنا اجل التحبیر فی حکم السماع والمزامیر (اس کی تفصیل ہمارے رسالے "اجل التحبیر فی حکم السماع والمزامیر" میں ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۳ : مرسلہ محمدمنظور عالم ۲صفر المظفر ۱۳۳۵ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں، اس ملک کے مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ ہارمونیم بجانا اور سننا اور گراموفون بجانا یاسننا قطعی حرام ہے، اگردرحقیقت حرام ہے تو اکثر بلادمیں بہت سے علماء ہند نے اس کوجائز رکھاہے او دیدہ دانستہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی کیاوجہ، کیاوہ لوگ علم دین سے واقف نہیں ہیں یعنی اجمیرشریف، پھلواری شریف، بغدادشریف وغیرہ میں زمانہ عرس میں قوالی سنتے ہیں اس کے سامنے ہارمونیم وستارضروررہوتاہے اس کی کیاوجہ ہے، ازراہ مہربانی اس کے بارہ میں جیساحکم ہو کس کس طریقہ والے کے نزدیک جائزہے اور کس کس کے نزدیک ناجائزہے؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔فقط

الجواب : ہارمونیم ضرورحرام ہے، بغدادشریف میں تو اس کانشان بھی نہیں، نہ اجمیرشریف میں دیکھنے میں آیا، نہ فاسقوں کافعل حجت ہوسکتا ہے، نہ کسی عالم نے اسے حلال کہا، اگرکسی نے حلال کہا ہو تو وہ عالم نہ ہوگا ظالم ہوگا۔
گراموفون سے قرآن مجید کاسننا ممنوع ہے کہ اسے لہوولعب میں لانابے ادبی ہے، اور ناچ یاباجے یاناجائز گانے کی آواز بھی سننا ممنوع ہے، اور اگرجائزآواز ہوکہ نہ اس میں کوئی منکر شرعی نہ وہ کچھ محل ادب، تو اس کے سننے میں فی نفسہٖ حرج نہیں، ہاں لہو کاجلسہ ہوتو اس میں شرکت کی ممانعت ہے، اور تفصیل کامل ہمارے رسالہ الکشف شافیا میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۴ : ازفیض آباد مسجد مغل پورہ مرسلہ شیخ اکبرعلی مؤذن ومولوی عبدالعلی ۱۹ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
گاناقوالی مع ساز اورنااہل لوگوں کاجمع ہونا جوصوم صلوٰۃ کے پابند نہ ہوں خصوصاً مستورات کاجمع ہونا جائزہے یاناجائز؟

الجواب : گانا مع مزامیر مطلقاً ناجائزہے نہ کہ ان منکرات کے ساتھ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۵ تا ۲۷ : ازکمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدابخش زردوز مالک فلورمل اسلامیہ ۲۰ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں:
(۱) جس کی بارات میں کثرت سے باجے، روشنی، گھوڑے ہوں اور جابجا بارات کی گشتی کی گئی ہو۔ ان کانکاح شرعاً ہوتاہے یانہیں؟ اور ایسی بارات میں شریک ہونے سے گناہ ہوگایانہیں؟ اور شریک ہونے والوں کی دوقسم ہے دونوں کاحکم علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں۔
(۲) بعض توشرکت میں کوئی حرج یاگناہ نہیں سمجھتے۔
(۳) بعض گناہ توسمجھتے ہیں مگر اپنے خاص محلہ یاقرابت دار کی بارات میں اس مجبوری سے شریک ہوتے ہیں کہ نہ شریک ہوں گے توباعث رنج وملال ہوگا اور آپس میں بے لطفی ہوگی، کیایہ مجبوری حائل ہوتی ہے؟

الجواب : روشنی اور گھوڑے ممنوع نہیں، ہاں باجے جیسے رائج ہیں ضرور ممنوع ہیں۔ شرکت دوطرح ایک بارات کے ساتھ جانا اور دوسرے اس مکان میں جانا جہاں بارات ہے اول کسی عالم یا مقتداء کومطلقاً نہ چاہئے جبکہ اس کے ساتھ باجے یا اور کوئی ممنوع شے ہو،لان المقتدٰی لاینبغی لہ الاختلاط مع اھل الباطل کما فی العٰلمگیریۃ ۱؎ وغیرھا ولان ذٰلک یسقط حرمتہ من الاعین وحرمۃ تلک المحرمات من القلوب۔

اس لئے کہ کسی قوم کے دینی پیشوا کو اہل باطل کے ساتھ میل ملاپ نہیں رکھناچاہئے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری وغیرہ میں مذکورہے اور اس لئے بھی کہ (عام لوگوں سے اگرمیل جول رکھاجائے) تویہ رویہ عام لوگوں کی نگاہوں سے عزت وحرمت کوختم کردیتا ہےاور ان حرام کاموں کی حرمت کو دلوں سے محو کردیتا ہے۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۶)

اور جو اُن ممنوعات کے استحسان کے ساتھ شریک تومطلقاً حرام ہے اگرچہ جاہل محض ہواور عوام میں سے کوئی شخص ہے اوروہ ان ممنوعات کی طرف توجہ نہ کرے اورصلہ رحم یامراعات دوستی یامحکومی کے سبب اُن ممنوعات سے بچاہوا برات کے ساتھ ہوتوحرج نہیں،

واﷲ یعلم المفسد من المصلح کما نصوا علیہ فی اتباع جنازۃ معھا نائحات بل زیارۃ قبور عندھا منکرات کما فی ردالمحتار وغیرہ۔

اﷲ تعالٰی فسادکرنے والے کو اصلاح کرنے والے سے خوب جانتا ہے جیسا کہ ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی کہ اگرجنازہ (میت) کے ساتھ رونے پیٹنے والی عورتیں ہوں تو یہ جنازہ کے ساتھ ضرورجائے بلکہ اہل قبور کی زیارت نہ چھوڑے باوجودیکہ وہاں گناہ اور غیرشرعی کام ہورہے ہوں ۔جیسا کہ فتاوٰی شامی وغیرہ میں ہے(ت)
اور دوسری صورت یعنی برات کے مکان میں جانا، اگرباجے وغیرہ منکرات دوسرے مکان میں ہوں توحرج نہیں، اور مقتدا کے لئے تین صورتیں ہیں، اگرجانے کہ میرے جانے سے منکرات بندہوجائیں گے میرے سامنے نہ کرسکیں گے توجاناضرور ہے لانہ ازالۃ المنکر (کیونکہ اس طرح کرنے سے گناہ کا ازالہ ہے۔ت) اوراگرجانے کہ میں جانے سے انکارکروں گا تومیری خاطر ان لوگوں کواتنی عزیز ہے کہ مجھے لے جانے کے لئے منکرات سے بازرہیں گے توانکار ضرورہے، پھر اگر وہ اس کے انکار پرباز رہیں توجاناضرور ہے اگرنہ جائے گا تووہ مخلی بالطبع ہوکر پھر انہیں ا فعال کوکریں گے اور اگرنہ مانیں تو نہ جانا ضرورہے، اور اگر اسی مکان میں ہوں توہرگز نہ جائے اور اگرجانے کے بعد شروع ہوں تو فوراً اٹھ آئے، اور عالم کووہاں جانا اور بھی سخت ترناجائزہے مگراس صورت میں کہ جانے کہ میراجانا منکرات کوبند کردے گا۔ جن صورتوں میں ہم نے جوازکاحکم دیا اُن میں آپس کی رنجش اور بے لطفی کالحاظ ضرورچاہئے اور جن صورتوں میں شرکت شرعاً ناجائزہے ان میں کسی کی رنجش کالحاظ بھی جائزنہیں۔

لایخافون لومۃ لائم۱؎، لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اﷲ تعالٰی۲؎۔

(اچھے لوگ) کارِخیر کرنے میں کسی ملامت گرکی ملامت سے خائف نہیں ہوتے۔اللہ تعالٰی کی نافرمانی کرنے میں کسی کی اطاعت نہیں۔(ت)

(۱ــہ القرآن الکریم ۵ /۵۴)
(۲ــہ کنزالعمال برمز ق۔د۔ن عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۱۴۸۷۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۶۷)
(مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۶۶ و ۶۷)

باقی ان معاصی کی وجہ سے نکاح میں کوئی خلل نہیں آتا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۲۸ : ازکمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدابخش زردوز مالک فلورمل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
اگربارات میں ڈھول تاشہ انگریزی باجانہ ہوصرف دو ایک جوڑدف بلابانسری کاہوتو یہ جائزہے یانہیں؟ یہ واضح رہے کہ دف بجانے والے کاریگری سے بجاتے ہیں جس میں آواز کانشیب وفراز سروتال ہوتا ہے۔بیّنواتوجروا۔

الجواب: اوقات سرور میں دف جائزہے بشرطیکہ اس میں جلاجل یعنی جھانج نہ ہوں، نہ وہ موسیقی کے تال سُرپر بجایاجائے ورنہ وہ بھی ممنوع۔کما فی ردالمحتار وغیرہ(جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۹ :ازکمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدابخش زردوز مالک فلورمل اسلامیہ ۲۰ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
کیاقوم کے سردار او رعلماء فرض ہے کہ ان مراسم کے مٹانے میں کوشش کریں۔ اگرلوگ نہ مانیں توبرادری ترک کردیں ترک برادری میں جو خرابیاں ہیں وہ بھی ملحوظ رہیں:
(۱) برادرانہ پابندی میں مظلوم کی دادرسی اور ظلم کاتدارک ہوتاہے۔
(۲) حق ناحق کافیصلہ آسانی کے ساتھ ہوجاتاہے۔
(۳) محلہ میں اگر کوئی شخص عورت سے ناجائز تعلق رکھتاہے توپنچ اُسے برادری سے خارج کردیتے ہیں اور اس کی شادی غمی میں شریک نہیں ہوتے، پنچوں اور سرداروں کی عبرت سے۔ بالآخر وہ تائب اورنادم ہوتا ہے اورلوگ اس کوبرادری میں شامل کرلیتے ہیں، ترک برادری سے یہ فوائد جاتے رہیں گے، ہرشخص آزادومختار ہوجائے گا، ہاں یہ واضح رہے اگر کوئی شخص تاڑی شراب پیئے، بازاری عورتوں سے زناکرے، جواکھیلے، اپنے یہاں ناچ کرائے،

مگربرادرانہ طرف سے اس کی بازپرس نہیں ہوتی اور نہ سردار یاپنچ اس کو برادرانہ طریق سے بندکرتے ہیں، آیا ایسی برادری کرناچاہئے؟

الجواب : علماء اورسرداران پرہدایت ونصیحت فرض ہے اور اہل معاصی کے ساتھ قطع تعلق میں سلف صالحین کے مسلک مختلف رہے ہیں اور مصالح دینیہ کی رعایت سے دونوں صورتیں جائزہیں جس میں مصلحت دیکھیں اور ایسی برادری کہ شراب وزنا سے منع نہ کرے اوراپنے ساختہ قانون کی ذراخلاف ورزی پرسزادے بہت بیہودہ برادری ہے وہ اگر روک سکتے ہیں تو معاصی پرروکنا فرض ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۰ : ازکمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدابخش زردوزمالک فلورمل اسلامیہ ۲۰ربیع الآخر۱۳۳۶ھ
جس جگہ تقریب شادی میں خلاف شرع مراسم کاعام رواج ہوگیا ہو حتی کہ لکھے پڑھے لوگ اس میں مبتلاہوں باوجودیکہ لوگ علماء سے اس کی مذمت وخرابی وعظ میں سن چکے ہوں ایسی جگہ اگرکوئی عامی مسلمان محض بجوش اسلام وحمایت دین یہ التزام کرے کہ جہاں شادی وغیرہ میں خلاف شرع مراسم ہوں گے وہاں نہ شریک ہوگا گو اپناعزیز قریب کیوں نہ ہوکیاایساشخص شرعاً قابل مدح ہے؟

الجواب: جوایسے جلوسوں میں نہ جانے کاالتزام کرے شرعاً محمود ہے۔واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۱ :ازکلکتہ ۷۱ آئس فیکٹری لین ڈاکخانہ انٹالی خانقاہ چشتیہ مرسلہ سیدشاہ المبین احمد چشتی نظامی بہاری ۲۱ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
سماع مزامیر یعنی مروجہ قوالی کاجواز بتحقیق اس امرکے کہ صاحب شرع علیہ التحیات والتسلیمات سے کس قدرصادر ہواتھا بعد اس کے پچھلے قرنوں کے لوگوں نے کس قدربڑھایا اب سماع وقوالی کرنے والے کوکون ساطریقہ اختیارکرناچاہئے؟

الجواب : مزامیرحرام ہیں، صحیح بخاری شریف کی حدیث صحیح میں حضوراقدس صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک قوم کاذکرفرمایا:-یستحلون الحر والحریر والمعازف۱؎زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔ اور فرمایا: وہ بندراور سورہوجائیں گے۔

(۱؎صحیح البخاری کتاب الاشربہ باب ماجاء فی من یستحل الخمر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۳۷)

ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی نظام الحق والدّین رضی اللہ تعالٰی عنہ فوائد الفوادشریف میں فرماتے ہیں:مزامیر حرام ست ۲؎ (گانے بجانے کے آلات حرام ہیں۔ت)(۲؎ فوائدالفواد)

حضرت شرف الدین یحٰیی منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں مزامیر کو زنا کے ساتھ شمارفرمایا۔ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے صرف روزعید دف کاسننامنقول ہے وہ بھی نہ بالقصد متوجہ ہوکر، اور اوقات سرور میں بے جلاجل کادف کہ ہیأت تطرب پرنہ بجایاجائے شرعاً جائزہے قوالی والوں پرلازم ہے کہ مزامیر قطعاً ترک کریں اور بوڑھے یاجوان مردوں سے صاف وپاک غزلیں سنیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۲ : ازضلع سیتاپور محلہ قضیارہ مرسلہ الیاس حسین ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

جب فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی لوگوں سے اٹھتی جاتی ہو تو ایسی حالت میں مزامیر کے ساتھ سماع جائزہے کہ نہیں؟ بینواتوجروا۔

الجواب: مزامیر حرام ہیں اور حرام ہرحال میں حرام رہے گا، لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اس کے سبب گناہ جائزہوجائے توشریعت کامنسوخ کردینا فاسقوں کے ہاتھ میں رہ جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۳ :ازلسبی کوٹلہ ڈاک خانہ خاص ضلع بجنور محلہ سٹھاشہید مرسلہ محمدعبداللہ خاں ۲۰رمضان المبارک ۱۳۳۷ھماقولکم رحمکم اللّٰہ تعالٰی(اللہ تعالٰی آپ پررحم فرمائے آپ کاکیاارشاد ہے) اس مسئلہ میں کہ دیکھنا تماشا ٹھیڑ وناٹک وغیرہ کاکہ جن میں امارد گاتے ہیں اور عورتوں کالباس پہن کر سوال وجواب عاشقانہ کرتے ہیں اور اس میں تماشا دیکھنے والی عورتیں بھی ہوتی ہیں اور انہیں کے سامنے الفاظ عاشقانہ مستعمل ہوتے ہیں اور اجرت لیتے وقت باجا بجایاجاتاہے اور ہارمونیم جو ایک باجے کی قسم ہے ہاتھوں سے بجایاجاتاہے وہ بھی بجتاہے اور طبلہ بھی بجتاہے، آیا اس تماشے کادیکھنا جائزہے یاناجائز؟ اور اگرناجائز ہے تو اس تماشے کادیکھنے والا کس درجہ کاگناہگار ہے؟ اور اس تماشے کادیکھنے والا مرید بھی کرتاہے اس سے مریدہونا جائزہے یانہیں؟

الجواب: حرام حرام حرام بوجوہ حرام،کمالایخفی علی العوام من اھل الاسلام فضلا عن العلماء بل یعرف حرمتہ فی الاسلام من لہ مخالطۃ بالمسلمین من الکفرۃ البعدأ۔

جیسا کہ عوام اہل اسلام پرپوشیدہ نہیں چہ جائیکہ علمائے کرام سے مخفی ہو، بلکہ اسلام میں اس کی حرمت اتنی واضح ہے کہ اس کو وہ دور کے کفار بھی جانتے ہیں جومسلمانوں سے میل جول رکھتے ہیں۔(ت)

اس تماشے کادیکھنے والا فاسق معلن ہے اور اسے پیربنانا حرام۔ تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق للامام الزیلعی وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے: فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا۱؎ واللہ تعالٰی اعلم۔

اس کے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعی طورپر لوگوں کے لئے اس کی توہین وتذلیل واجب ہے۔واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ المطبعۃ الکبرٰی مصر ۱ /۱۳۴)

مسئلہ ۳۴ :ازجے پوربمعرفت حاجی عبدالجبار صاحب ۱۹ربیع الاول ۱۳۳۸ھ
کیاحکم ہے شریعت مطہر ہ کامسئلہ ذیل میں کہ زیدکہتا ہے کہ قوالی مع آلات مزامیر کے جائزہے اور بکثرت مشائخ کرام نے اسی طرح سنا ہے اور کہتاہے کہ مزامیر ان باجوں کو کہتے ہیں جو منہ سے بجائے جاتے ہیں، ڈھلک، ستار، طبلہ، مجیرے، ہارمونیم، سارنگی مزامیر میں داخل نہیں بلکہ اُن کا اوردف کاایک حکم ہے۔ اگرزمانہ اقدس میں یہ چیزیں موجودہوتیں تو مثل دف کے اس کا بھی حکم فرماتے۔ اور کہتا ہے کہ تم لوگ نااہل ہو رموز مشائخ طریقت سے ناواقف ہو اگرحرام ہوتوتمہارے لئے مگر ہمارے لئے جائزہے۔ اور کہتاہے کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اس کو صاف جائزبتایاہے۔

پس سوال یہ ہے کہ باجے مذکورالصدر کے ساتھ قوالی سننا کیاجائزہے یاحرام؟ اگرحرام ہے تو زیدکے لئے کہ وہ حرام کو بالاعلان حلال کہتا ہے بلکہ خود اہتمام والتزام کے ساتھ سننا اور بالعموم ایسی مجالس میں شرکت کرتاہے کیاحکم ہے اور اس کے پیچھے نمازفریضہ کیسی ہوگی؟ اور مزامیر کی تعریف کیاہے؟ اور باجے مذکور مزامیر ہیں یانہیں؟ جوحکم خدا ورسول جل وعلاوصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہو وضاحت سے ارشاد ہو،جزاکم اللّٰہ فی الدارین خیرالجزاء(اللہ تعالٰی تمہیں دنیاوآخرت میں سب سے بہتربدلہ عطافرمائے۔ت)

الجواب: زیدکاقول باطل ومردودہے، حدیث صحیح بخاری شریف میں مزامیر کالفظ نہیں بلکہ معازف کہ سب باجوں کوشامل ہے یستحلون الحروالحریر والمعازف۲؎ زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کوحلال سمجھیں گے۔ت)

(۲؎ صحیح البخاری کتاب الاشربہ باب ماجاء من یستحل الخمر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۳۷)

امام غزالی پربھی افتراء ہے کہ انہوں نے ان مذکورات خبیثہ کو صاف ناجائزبتایاہے طرفہ یہ کہ انہوں نے نَے کے جواز کی طرف میل کیا جومزامیر سے ہے مشائخ کرام پرافترا ہے، حضرت سیّدی فخرالدین زراوی خلیفہ حضرت سیدنامحبوب الٰہی رضی اللہ عنہما نے "کشف القناع عن اصول السماع" میں کہ بحکم حضورلکھا اس کی تصریح فرمائی کہ باجوں کے ساتھ قوالی سننا ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم پر افترا ہے، اس کاکہنا کہ زمانہ اقدس میں طبلہ سارنگی خاک بلاہوتے توحضوران کابھی حکم فرماتے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پرسخت شدیدجرأت ہے ایساشخص سخت نااہل ہے اوروں کونا اہل کہتاہے وہ امام بنانے کے قابل نہیں اس کے پیچھے فرض نفل کچھ نہ پڑھاجائے مگریہاں حکم کفر کی گنجائش نہیں۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۵ : ازبنارس مسئولہ جناب مولوی ابراہیم صاحب ۲۷شعبان۱۳۳۸ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بارات کے ساتھ چنددف بجاتے ہوئے لے چلنا جیسا آج کل مروّج ہے یہ جائزہے یانہیں؟

الجواب: شادی میں دف کی اجازت ہے مگرتین شرط سے:
(۱) ہیئات تطرب پرنہ بجایاجائے یعنی رعایت قواعد موسیقی نہ ہو ایک یہی شرط اس مروج کے منع کو بس ہے کہ ضرورتال سم پربجاتے ہیں۔
(۲) بجانے والے مرد نہ ہوں کہ ان کو مطلقاً مکروہ ہے۔
(۳) عزت داربیبیاں نہ ہوں، نص علٰی کل ذٰلک فی ردالمحتار (ردالمحتار میں اس سارے مسئلہ کی تصریح کردی گئی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۶ : ازالہ آباد مدرسہ سبحانیہ مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷رمضان ۱۳۳۸ھ
شادی میں ڈھول وغیرہ بجانا اور محرم میں تعزیہ داری کرنا سینہ پیٹنا کیساہے؟

الجواب: ڈھول بجاناممنوع ہے اور تعزیہ داری وسینہ کوبی حرام، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۷ : مولوی عبداللہ صاحب بہاری مدرس مدرسہ منظرالاسلام محلہ سوداگران بریلی ۹صفر۱۳۳۹ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ، شطرنج، تاش، بھگورکھیلنے والے کے واسطے کیاحکم ہے؟

بیّنواتوجروا۔

الجواب: گنجفہ تاش حرام مطلق ہیں کہ ان میں علاوہ لہوولعب کے تصویروں کی تعظیم ہے اور بگھوریاچیون کمینوں کاکھیل ہے اور منع اور صحیح یہ ہے کہ شطرنج بھی جائزنہیں مگرچھ شرطوں سے:
اوّلاً بدکرنہ ہوـثانیاً اس پرقسم نہ کھائی جائےـثالثاً فحش نہ بکاجائےـ رابعاً اس کے سبب نمازیا جماعت میں تاخیر نہ کی جائےـ خامساً سرراہ نہ ہو گوشے میں ہوـ سادساً نادراً کبھی کبھی ہوـ
پہلی تین شرطیں توآسان ہیں مگر پچھلی تین پرعمل نادرہے بلکہ ششم پرعمل سخت دشوارہے شوق کے بعد نادراً ہونا کوئی معنی ہی نہیں لہٰذا راہ سلامت یہ ہے کہ مطلقاً منع ہےـ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۸ : ازموضع رہپورہ تحصیل وضلع بریلی ڈاک خانہ ایزٹ نگر مسئولہ عبدالحمیدخاں صاحب ۱۲صفر ۱۳۳۹ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خادم کے موضع سے ایک میل کے فاصلہ پر رام لیلا کامیلہ ہوتا ہے جس میں راون وغیرہ کے بڑے بڑے بت بنائے جاتے ہیں، موضع کے بہت سے آدمی اس ہندؤوں کے میلہ میں اس کودیکھنے کی غرض سے جاتے ہیں حضور کے یہاں کے ایک طالب علم مسمی مولاناعبداللہ کی زبانی میں نے سنا تھا کہ حضور کایہ فتوٰی ہے کہ جوکوئی ہندؤوں کے میلہ میں شوقیہ زیبائش اور دیکھنے کی غرض سے جاتاہے اس کانکاح ٹوٹ جاتا ہے لیکن کبھی حضور سے روبرونہیں سناایک شخص نے جواکثر جماعت کی نمازپڑھاتاہے یہ کہا کہ میلے میں جانے سے کچھ حرج نہیں وہاں ہم آریہ وغیرہ کے لکچر سننے جاتے ہیں اور جوناچ ہوتے ہیں ان میں ناچنے والیاں مسلمان ہیں لہٰذا صرف گناہ ہوتا ہے اور کوئی حرج نہیں ہے نکاح وکاح کچھ نہیں جاتا، ہم تو ایک آدھ پیسہ کی چیزبھی تو خریدلیتے ہیں لہٰذا خریدوفروخت کابھی بہانا ہوجاتاہے اس لئے وہ گناہ بھی نہیں ہوتا اور یہ بھی کہتاہے کہ اگرمقتدیوں کو یہ یقین ہے کہ اس کے پیچھے ہماری نماز ہوجائے گی تووہ امام چاہے جیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے پیچھے نمازہوجائے گی یہ شخص شوقیہ ہمیشہ تعزیہ وغیرہ بھی دیکھنے جاتاہے موضع کے تمام لوگ اس کے تابعدار ہیں اور جیسا حضورحکم فرمائیں گے ویساکریں گے لہٰذا انہوں نے فقیر سے کہا کہ اپنے مرشد قطب العالم امام زمان سے اس میلے اور مذکورہ بالاامام کی بابت دریافت کروـ فقیر میں یہ جرأت کہاں کہ حضور کے سامنے اتنامفصّل قصّہ زبانی بیان کرسکے لہٰذا جواب باصواب ارقام فرمایاجائےـ

الجواب: ہنود کے میلے میں جانا حرام ہے مگرنکاح نہیں ٹوٹتا جب تک اسے اچھانہ جانے، اچھا جانے گا تو بیشک کافرہوجائے گا اور نکاح ٹوٹ جائے گا ناچ دیکھنا حرام ہے اگرچہ ناچنے والی مسلمان ہو بلکہ اگرمسلمان ہوتو اورسخت ترحرام ہے

دو وجہ سے، اول اجنبیہ عورت مسلمان کی بے پردگی کافرہ کی بے پردگی سے ہزاردرجے سخت ترہے۔ دوم مسلمان عورت کی بے حیائی کافرہ کی بے حیائی سے اورتماشا دیکھنے کے لئے خریدوفروخت کاحیلہ محض جھوٹا ہے خریدوفروخت بازار میں نہیں ہوسکتی اور تعزیہ دیکھنابھی جائزنہیں اور امام جبکہ فاسق معلن ہو اس کے پیچھے نمازمکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب مقتدیوں کا اس میں حرج نہ سمجھنا حکم شرعی کونہ بدل دے گا۔ آریہ کالکچر سننے جانا اور بھی سخت ترحرام ہے وہ کفربکتے ہیں اور یہ کفرسننے جاتے ہیں ایسے جلسے میں شریک ہونے کو قرآن عظیم نے فرمایاہے:انکم اذا مثلھم١؎

جب تو تم بھی انہیں جیسے ہو،

اورفرمایا:ان اﷲ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جہنم جمیعا٢؎۔ واﷲ تعالٰی اعلم

بیشک اللہ تعالٰی اُن کافروں اور ان نام کے مسلمانوں ان کے جلسے میں شریک ہونے والوں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(١؎ و ٢؎ القرآن الکریم ۴ /١۴٠)

مسئلہ ٣٩ تا ۴١ : ازقصبہ خداگنج شاہجہانپوری مرسلہ جناب عبدالرزاق صاحب منتظم عشرہ محرم مورخہ ١٣٣٩ھ

(١) کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اس امر کی کوشش کرتاہے کہ امیروغریب سب سے چندہ جبراً وصول کرکے بریلی سے چہلم میں باجا منگوایاجائے جس کا صرفہ سواسوروپیہ کے قریب ہوگا خواہ فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ ہو یانہ ہو اور اسی نمود اور شیخی کو ثواب جانتاہے باوجودیکہ یہاں باجاانگریزی وغیرہ کاموجود ہے۔

(٢) بکراسی امر کی کوشش کرتا ہے کہ اہل ہنود کو اشتعال دینا نامناسب ہے اس واسطے کہ عشرہ محرم میں منجانب انتظام گورنمنٹ مصالحت ہوچکی ہے علاوہ اس کے ایک مینار عیدگاہ ناتمام پڑاہوا ہے اور ایک چہاردیواری مسجدقطعی نہیں ہے کتّے وغیرہ گھستے ہیں پس اگرچندہ فراہم کیاجائے تو اوّل سبیل شربت بنام امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ ہو اور اس میں سے یہاں کے باجے والوں کو دیاجائے جو بچے مینار اورمسجددرست کرادیاجائے۔

(۳) زیداجہل اورزبردست ہے اعلان کردیاہے کہ بکرکاحقہ پانی بندکردیاجائے اس لئے کہ ہمارے خلاف کرتاہے پس دونوں کاموں میں سے کون ساکام ضروری اور جائزہے اور زید کے ذمہ شریعت کا کیاالزام عائدہوسکتاہے اور قاضی شرع کو کس طرف شامل ہوناچاہئے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب: باجا انگریزی ہو خواہ ہندوستانی، باجے والے وہاں کے ہوں یا یہاں کے سب حرام اورکارشیطان ہیں، ان کے لئے چندہ لینا اور دیناحرام، تخت تعزیہ خود ناجائز ہیں اور ان میں باجے حرام درحرام، جوچندہ دیاجائے فاتحہ ونیازشہدائے کرام میں صرف کیاجائے جبکہ چندہ دہندوں کی اجازت ہو کہ یہ ضروری چیز ہے، عیدگاہ کا مناربھی کوئی اہم چیزنہیں، اوراگرچندہ دہندوں کی اجازت نہ ہو تو جو بچے ان کو واپس کیاجائے۔ یہ حکم شرع کاہے اس کے خلاف جوچاہے گا شریعت کا مخالف اور عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا وہی حقہ میں بندکرنے کے لائق ہیں بکر کی اس وجہ سے بندش اس پرظلم ہے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: الظلم ظلمات یوم القیامۃ۱؎ ظلم کرنے والا قیامت کے دن اندھیروں میں ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۱؎ صحیح البخاری کتاب المظالم باب الظلم ظلمات یوم القیٰمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۳۱)

رسالہ
مسائل سماع (۱۳۲۰ھ)
(قوالی کے مسئلے)

مسئلہ ۴۲ تا ۴۶ : ازریاست ککینہ ضلع رنگ پور ملک بنگالہ مرسلہ مولوی عبداللطیف ہزاری ۳رمضان ۱۳۲۰ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلہ ذیل میں:

(۱) متصوفہ زمانہ جو مجلس سماع وسرود مرتب کرتے ہیں جس میں راگ و رقص ومزامیر ومعازف ہرقسم کے موجود رہتے ہیں اور جھاڑوفانوس وشامیانہ وفرش ودیگر تکلفات چشتیہ واسرافات بے جا کے علاوہ اہل وناہل وصالح وفاسق وعالم وجاہل وہندو اور مسلمان وغیرہ کا کچھ تقید نہیں ہوتا سب کو اذن عام رہتاہے اور اطراف واکناف سے بذریعہ خطوط واشتہارات لوگوں کو بلایاجاتاہے آیا اس کاروائی کی قرآن وحدیث یافقہ وتصوف سے کوئی اصل اور حضرت شارع یاصحابہ یامجتہدین وائمہ شریعت وطریقت سے کوئی نقل قولی خواہ فعلی ثابت ہے یانہ،

وبرتقدیرثانی اگر کوئی شخص اس کو مباح بلکہ مستحب اورمسنون وموجب تقرب الی اللہ سمجھ کر ہمیشہ خود بھی مرتکب رہے اور دوسروں کو بھی راغب کرے حتی کہ اس کی تحریک سے بعض مقامات میں اس فعل کا چرچا شروع ہوجائے اور ہوتاجائے تو ایسا شخص ضال ومضل ٹھہرے گایانہیں؟

(۲) اس فعل کا منسوب کرنا طرف آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور جمیع اکابرصحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین و مشائخ طریقت کے نہایت درجہ کی گستاخی اور کذب علی الرسول وعلی الصحابہ العدول وعلی من بعدہم من الاکابرالفحول میں داخل ہے یانہ؟

(۳) جس ملک کے لوگ محض نو مسلم اوراحکام وارکان اسلام سے نہایت بے خبرہوں گویاابھی تک شریعت میں اُن کی بسم اللہ بھی درست نہیں ہوئی اور بسبب قرب زمانہ جاہلیت وحدیث العہدبالاسلام ہونے اور مجاورت اقوام ہنود کے اکثرحق وباطل کی تمیزنہ رکھتے ہوں اور اعتقاداً وعملاً انواع شرک و بدعت میں گرفتار ہوں تو ایسوں کو اوّلاً عقائداسلامیہ واحکامات شرعیہ کی تلقین ضرورتر ہے یاسب سے پیشتر فن موسیقی اور حقائق ودقائق تصوّف ومسئلہ وحدۃ الوجود کی تعلیم مناسب ہے؟

(۴) ہرگاہ کہ ہرمسلمان پربقدراستطاعت امرمعروف ونہی منکرعموماً اورپیروپیشوائے قوم پرخصوصاً فرض ہے تو جس پیر کے اکثرمریدنامقید، عیاش طبع، نشہ خوار، مونچھیں دراز، ریش ندارد، اور صوم وصلاۃ وغسل وطہارت کے مقدمے میں غایت درجہ کے سست، ہاں ناچ رنگ وسماع وسرود کی خدمت میں چست ہوں اور وہ کسی کی کن مکن سے غرض نہ رکھے سب کو راضی رکھے اورسب سے راضی رہے، پس ایسا پیرتارکِ فرض او رعاصی ہے یانہ؟ اور وہ پیرکس قسم کاپیرکہلائے گا ہدایت وارشاد کا یا ضلالت والحاد کا؟

(۵) یہ کہنا کہ ویدہنود میں شرک نہیں ہنود کوبالقطع مشرک کہناصحیح نہیں، بتوں کوسجدہ کرنا ان کاباعث کفرنہیں ہوسکتا کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے جیسے فرشتوں نے آدم کو کیاتھا اور بُتوں سے شفاعت کاامیدوار رہنا ایساہے جیسے اہل اسلام کا انبیاء سے امیدوارِشفاعت رہنا اورمشائخ نے اکثراذکاروافکارومراقبات جوگیان ہنود سے لئے ہیں، اس قسم کے ہفوات ہدایت وارشاد کے باب سے ہیں یادرپردہ بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں؟

الجواب: جواب سوال اوّل

جھاڑ، فانوس، شامیانہ، فروش وغیرہا مباحات فی انفسہا محظورنہیں جب تک نیۃً یاعملاً منکرشرعی سے منضم نہ ہوں بلکہ ممکن کہ نیت محمودہ سے محل محمود میں محمودہوجائیں،

فان ذٰلک شان المباح یتبع النیۃ حسنا وقبحا وتمحضا للاباحۃ کما نص علیہ فی البحر وغیرہ وقدبیناہ غیرمرۃ فی فتاوٰنا وراجع ماذکر الامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم من حکایۃ ایقاد بعض الصالحین الف سرج فی مجلس الذکر فانکرہ بعضھم فقال تعال واطفیئ ماکان منھا لغیراﷲ تعالٰی فلم یستطع اطفاء شیئ منہا۔۱؎

اس لئے کہ وہ مباح کی صفت ہے کہ وہ اچھی بری نیت میں اس کے تابع ہوتا ہے اور اس لئے تاکہ اباحت خالص ہوجائے جیسا کہ بحرالرائق وغیرہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور ہم نے متعددبار اسے اپنے فتاوٰی میں بیان کیاہے اور اس واقع کی طرف رجوع کیاجائے جوحجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے احیاء العلوم میں ذکرفرمایا کہ ایک بزرگ نے مجلس ذکر میں ایک ہزارچراغ جلائے اس پربعض لوگوں نے اعتراض کیا(یعنی معترض ہوئے کہ یہ اسراف کیاگیاہے) انہوں نے معترضین سے فرمایا کہ آؤ اور جو چراغ ان میں سے غیرخدا کے لئے ہے اسے بجھادو، چنانچہ وہ ان میں سے کوئی ایک چراغ بھی نہ بجھاسکے۔(ت)

(۱؎ احیاء العلوم کتاب آداب الاکل فصل یجمع آدابا الخ مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ ۲/ ۲۰)

زینت مباحہ بہ نیت مباحہ مطلقاً اسراف نہیں، اسراف حرام ہے۔ قال تعالٰی:ولاتسرفوا انہ لایحبّ المسرفین۲؎۔

بے جا خرچ نہ کیاکرو کیونکہ اللہ تعالٰی فضول خرچی سے کام لینے والوں کو پسندنہیں کرتا۔(ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۷/ ۳۱)

اور زینت جب تک بروجہ قبیح یابہ نیت قبیحہ نہ ہوحلال ہے، قال تعالٰی: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ۳؎۔

فرمادیجئے اس زیب وزینت کو کس نے حرام کیاہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔(ت)

(۳؎القرآن الکریم ۷/ ۳۲)

اور حلال وحرام ایک نہیں ہوسکتے ہمیں شق قلوب وتطلع غیوب واساء ت ظنون کاحکم نہیںبل نحسن الظن مہما امکن واﷲ سبحٰنہ یعلم الضمائر ویتولی السرائر (بلکہ ہم اچھاگمان کرتے ہیں جب تک ممکن ہو، او ر اﷲ تعالٰی پاک ہے، دلوں کی پوشیدہ باتیں جانتاہے اور اچھے رازوں سے آشناہے۔ت) کوئی مجلس اگرفی نفسہ منکرات شرعیہ پرمشتمل نہ ہو نہ اس میں وہ باتیں ہوں جو اختلاف مقاصد یا تنوع احوال سے حسن وقبح میں مختلف ہوجائیں جیسے سماع مجرد کہ اہل کو مفیداورنا اہل کو مضر، نہ بوجہ دقت وغموض افہام قاصرہ پرموجب فتنہ ہوں جیسے حقائق ودقائق وحدۃ الوجود ومراتب جمع وفرق وظہوروبطون وبروزومکون وغیرہا مشکلات تصوف، نہ تعمیم اذن بوجہ تعظیم فجاروتکریم کفاروغیرذٰلک افعال واحوال ناہنجار منجریہ انکارہو، بالجملہ حالاً ومآلاً جملہ منکرات وفتن سے خالی ہو تو عموم اذن وشمول دعوت میں حرج نہیں بلکہ مجلس وعظ وپندبلحاظ پابندی حدودشرعیہ جس قدرعام ہو نفع تام ہو مگرمحفل رقص وسرود اگربفرض باطل فی نفسہ منکر نہ بھی ہوتی تو یہ تعمیم اسے منکرونارواکردیتی سماع مجرد کو ائمہ محققین علمائے عاملین واولیائے کاملین نے صرف اہل پر محدود اور نااہل پرقطعاً مسدودفرمایا ہے، نہ کہ مزامیر محرمہ کہ خودمنکروحرام ہیں، سیدمولانا محمدبن مبارک بن محمدعلوی کرمانی مریدحضورپرنورشیخ العالم فریدالحق والدّین گنج شکر وخلیفہ حضورسیّدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اﷲ تعالٰی عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیرالاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اﷲ سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیزمی باید تا سماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع وآلہ سماع، مسمع یعنی گویندہ مردتمام باشد کودک نباشدوعورت نباشدومستمع آنکہ می شنودوازیادحق خالی نباشدومسموع انچہ گویند فحش ومسخرگی نباشد، وآلہ سماع مزامیرست چوں چنگ ورباب ومثل آں می بایدکہ درمیان نباشداینچنیں سماع حلال ست۱؎۔

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے ہیں چندچیزیں ہوں توسماع مباح ہوگا(۱) مسمع یعنی سنانے والابالغ مرد ہو بچہ اورعورت نہ ہو(۲) مستمع یعنی سننے والاجوکچھ سنے وہ یادحق پرمبنی ہو(۳) مسموع (جوکچھ سناگیا) جوکچھ وہ کہیں وہ بیہودگی اور مذاق ولغوسے پاک ہو(۴) اسباب سماع: گانے بجانے کے آلات سارنگی، رباب وغیرہ، چاہئے کہ وہ مجلس کے درمیان نہ ہوں۔ اگر یہ تمام شرائط پائی جائیں تو سماع (یعنی قوالی) حلال اورجائزہے۔(ت)

(۱؎ سیرالاولیاء باب نہم درسماع ووجدورقص مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص۵۰۱۔۵۰۲)

اُسی میں ہے:یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ رضی االلہ تعالٰی عنہ عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے ازدرویشاں آستانہ دار در مجمع کہ چنگ ورباب ومزامیربودرقص کردند فرمودنیکونکردہ اندانچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است۲؎۔

کسی شخص نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں یہ شکایت پیش کی کہ آستانہ کے بعض درویشوں نے اس محفل میں رقص کیا ہے جس میں چنگ ورباب اور مزامیراستعمال ہوئے آپ نے فرمایا انہوں نے اچھانہیں کیاکیونکہ جو کام ناجائزہے اسے پسندیدہ قرارنہیں دیاجاسکتا۔(ت)

(۲؎ سیرالاولیاء باب نہم درسماع ووجدورقص مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۳۰)

اسی میں ہے:حضرت سلطان المشائخ فرمودمن منع کردہ ام کہ مزامیر ومحرمات درمیان نباشد۱؎۔

حضرت سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا میں نے منع کیاہے کہ مزامیراورحرام آلات درمیان میں نہ ہوں۔(ت)

(۱؎ سیرالاولیاء باب نہم درسماع ووجدورقص مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص۵۳۲)

خود حضورپرنورسلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ملفوظات طیبات فوائدالفوادشریف میں ہے:مزامیر حرام ست۲؎(مزامیرحرام ہیں۔ت)(۲؎ فوائد الفواد)

احادیث اس بارے میں حدتواتر پرہیں، اور کچھ نہ ہو تو حدیث جلیل جمیل رجیح صحیح بخاری شریف کافی ووافی ہے کہ حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف۳؎۔

ضرور میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔(ت)

(۳ــه صحیح البخاری کتاب الاشربہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۷)

حدیث صحیح جلیل متصل لامطعن فیہ سندا ولامتنا الاعند من ھوی فی ھوۃ الہوی کابن حزم ومن مثلہ غوٰی وقد اخرجہ ایضا الائمۃ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ واسمٰعیل وابونعیم باسانید صحاح لاغبار علیہا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کماقالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر المکی فی کف الرعاع۴ــه۔

حدیث صحیح، جلیل القدر اور متصل سندوالی ہے اس کی سند اور متن پرکوئی معترض نہیں سوائے اس کے جو خواہش نفس کے گہرے گھڑے میں گرگیاہواور بے راہ ہوگیاہو جیسے ابن حزم اور اس جیسے دیگرلوگ، نیزا سے ائمہ کرام مثلاً امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، اسمٰعیل اور ابونعیم نے ایسی صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیاہے جو شکوک وشبہات سے مبرّا ہیں۔ ان کے علاوہ بعض دیگرائمہ اورحفّاظ نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیاہے، چنانچہ امام ابن حجرمکی نے کف الرعاع میں ارشاد فرمایا۔(ت)

(۴ــه کفّ الرعاع عن محرمات اللہوو السماع مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص۲۷۰)

فقیرغفرلہ المولی القدیر نے اپنے فتاوٰی میں ثابت کیاہے کہ ان پیروان ہوائے نفس کا حضرات اکابر چشت قدست اسرارہم کی طرف سماع مزامیرنسبت کرنا محض دروغ بیفروغ ہے ان کے اعاظم اجلّہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ پرافتراہے، نیز ان کے تمام تمسکات واہیہ کاایک اجمالی جواب موضع صواب ان لفظوں میں گزارش کردیاہے کہ بعض جہال بدمست یانیم ملّاہوس پرست یاجھوٹے صوفی بادبدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصّے یامحتمل واقعے یامتشابہ کلمے پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یاقصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھرکہاں حکایت فعل پھرکجا محرم کجامبیح، ہرطرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے، کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرارلاتے، یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں، اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں میں نے یہ بھی واضح کردیاہے کہ ایسی محافل میں جتنے لوگ کثرت سے جمع کئے جائیں گے اسی قدر گناہ ووبال صاحب محفل وداعی پر بڑھے گا۔ حضار سب گنہگار اور اُن سب کاگناہ گانے بجانے والوں پر اور اُن کا ان کا سب کا بلانے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ اُن میں کسی کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہومثلاً دس ہزار حضار کامجمع ہے تو ان میں ہرایک پرایک ایک گناہ، اور فرض کیجئے تین

اقوال تو اُن میں ہر ایک پر اپنا گناہ اور دس دس ہزارگناہ حاضرین کے، یہ مجموعہ چالیس ہزارچار اور ایک اپنا، کل چالیس ہزارپانچ گناہ داعی وبانی پر۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من دعا الٰی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لاینقص ذٰلک من اٰثامھم شیئا۔ رواہ الائمۃ احمدوالستۃ الاالبخاری عن ابی ھریرۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ۔

جو کسی امرضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پرچلیں ان سب کے برابر اس پرگناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ (امام بخاری کے علاوہ امام احمد اور دیگرپانچ ائمہ کرام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند کے ساتھ اس کو روایت کیاہے۔ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۲۷۹، جامع الترمذی ابواب العلم ۲/ ۹۲، سنن ابن ماجہ باب من سن سنۃ حسنۃ ص۱۹)
(صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ حسنۃ اوسیئہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱)
(مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۹۷)

ایسے محرمات کومعاذاللہ موجب قربت جاننا جہل وضلال اور ان پر اصرار کبیرہ شدیدالوبال اور دوسروں کو ترغیب اشاعت فاحشہ واضلال، والعیاذ بااللہ من سوء الحال (اللہ تعالٰی کی پناہ بُرے حال سے۔ت) رہا رقص اگر اس سے یہ متعارف ناچ مراد ہو تو مطلقاً ناجائزہے زنان فواحش کاناچ ہے اور متصوفہ زمانہ سے بھی بعید نہیں بلکہ معہود ومعلوم ومشہورہے، جب تو بنصوص قطعیہ قرآنیہ حرام ہے وقد تلوناھا فی فتاوٰنا (اسے ہم نے اپنے فتاوٰی میں ذکرکیاہے۔ت) اب اُسے مستحب وقربت جاننا درکنار مباح ہی سمجھنے پرصراحۃً کفرکاالزام ہے اور اگر کتھکوں کاناچ تثنی وتکسُّر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ ہے جب بھی حرام وموجب لعن ہے کما نطقت بہ الاحادیث وصرح بہ شراح الحدیث (جیسا کہ احادیث اس پرناطق ہیں اور شارحین حدیث نے اس کی صراحت فرمائی ہے) اور اگر ایسا نہیں بلکہ صرف حرکات مضطربہ ہیں کہ نہ خود موزوں، نہ منکرات پرمشتمل، نہ حالاً یامآلاً فتنے کی طرف منجر، نہ اس کے فاعلین اہل ہیأت ووقار بلکہ بازاری خفیف الحرکات بے وقر، توباینہمہ قیود بھی اس کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ ایک قسم لہوولغو ہے اورہرلہوولغو ردوباطل اورہرباطل کا ادنٰی درجہ مکروہ وناجائز۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے:الرقص وھو الحرکۃ الموزونۃ علی میزان نغمۃ مخصوصۃ (والاضطراب وھوالحرکۃ غیرالموزونۃ فکل) واحد منھما (من) جملۃ (لعب غیرمستثنٰی) کل لعب ابن اٰدم حرام الاثلٰثۃ ملاعبۃ الرجل اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناصلۃ لقوسہ اخرجہ الحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ وقال صحیح علٰی شرط مسلم۱؎۔

رقص، وہ نغمہ مخصوصہ کے ترازو پرایک موزوں حرکت کانام ہے۔ اضطراب، غیرموزوں حرکت کوکہاجاتاہے۔ پھر ان میں سے ہرایک ان کھیلوں میں سے ہے جن کو شریعت نے مستثنٰی قرارنہیں دیا، چنانچہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاارشاد وفرمان ہے کہ سوائے تین کھیلوں کے آدمی کاہرکھیل حرام ہے، مشروع تین کھیل یہ ہیں: (۱) شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے کے ساتھ اس کی سکھلائی کرتے اور تیاری کرتے ہوئے کھیلنا (۳) اپنی کمان کے ساتھ تیراندازی کرنا۔ چنانچہ امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اس کی تخریج فرمائی اور فرمایا یہ حدیث شرط مسلم کے مطابق صحیح ہے۔(ت)

(۱؎ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۱۸)

اور اگر وجد مراد ہو تو اگر بے اختیار ہے زیرحکم نہیں کہ ع

سلطان نگیرد خراج از خراب

(کیونکہ بادشاہ بنجر اور غیرآباد زمین سے ٹیکس وصول نہیں کرتے۔ت)

بلکہ اگر شوقاً الٰی حضرۃ العزیز الودودجل وعلا ہے تو نعمت کبرٰی ودولت اعلٰی ہے تابکہ بخشند وکرا ارزانی دارند (تاکہ دیکھاجائے کہ وہ کس پر بخشش فرماتے ہیں اور کس کو ارزاں (سستا) دیتے ہیں۔ت) اور اگر باختیاروتصنّع ہو تو مدارنیت پرہے اگرمجمع یامرأی العین میں اظہارمشیخت وجلب قلوب کے لئے ہے قطعاً ریا وسمعہ و نفاق وحرام کبیروشرک صغیرہے، اب اس کی حرمت بھی ضرور اجماعیہ ہے فقہا نے اس پر قیامت کبرٰی قائم کی اور عبادت سمجھنے والے کو کافرلکھا،

طریقہ وحدیقہ میں ہے:ویدخل فیھما ای فی الرقص و الاضطراب (مایفعلہ بعض الصوفیۃ) الذین ینسبون انفسھم الی مذھب التصوف وھم مصرون علی انواع

الفسوق والفجور بل هو اشد لانهم یفعلونہ علی اعتقاد العبادة فیخاف علیهم امر عظیم) وهو الكفر باستحلال الحرام (قال العلامۃ ا بوبكر الطرطوسی رحمہ االلہ تعالٰی اما الرقص والتواجد) الذی یوجب اللهو عن ذكرااللّٰہ تعالٰی (فاول مااحدثہ اصحاب السامری لما اتخذ لهم عجلا جسدالہ خوارقاموا یرقصون علیہ و یتواجدون) ای یظهرون الوجد بالفعل المحرم و هو عبادة غیرااللّٰہ كما یفعل هٰؤلاء یاكلون الحشیش و یرقصون من نشاط نفوسهم بالمحرم القطعی والكبرِ والاعجاب ویتواجدون بالوجد الشیطانی والشهوات النفسانیۃ بین الفسقۃ المختلطین بالمردان الحسان الوجوه علٰی سماع الطنابیر والزمور فهودین الكفار وفی التاتارخانیۃ الرقص فی السماع) للآلات المذكورة بالحالۃ المزبورة (لایجوز) فعلہ و لاحضوره (وفی الذخیرة انہ كبیرة وقال البزازی قال القرطبی حرام بالاجماع ورأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الملۃ والدّین الكیلانی ان مستحل هذا الرقص) الموصوف بما ذكرنا من المحرمات القطعیۃ (كافر لما علم ان حرمتہ بالاجماع١ـــہ اھ ملخصین وتمام الكلام فیهما۔

اور اس رقص واضطراب میں وہ کام بھی داخل اور شامل ہے جو بعض صوفیاء کیاکرتے ہیں جو اپنے آپ کو طریقہ تصوّف کے ساتھ منسلک گردانتے ہیں حالانکہ وہ کئی قسم کے فسق وفجور اور زیادہ سخت قسم کے جرائم پراصرارکرتے ہیں اس لئے کہ وہ یہ کام عبادت کے اعتقاد کے ساتھ کرتے ہیں لہٰذا (اس عقیدہ کے باعث) ان پرامرعظیم کا خطرہ اور خوف ہے اور حرام کو حلال کہنے کی وجہ سے یہ کفرہے۔ چنانچہ علامہ ابوبکر طرطوسی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ رقص اور اظہار وجد جویادالٰہی سے بے خبر اور غافل کر ڈالے اسے سب سے پہلے ایجاد کرنے والے سامری کے احباب تھے۔ جب سامری نے ان کے لئے بچھڑا تیارکیا یعنی بچھڑے کا ڈھانچہ تیارکیا تو اس میں سے بچھڑے کی آواز آنے لگی، وہ آواز سن کر سامری کے ساتھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے آگے ناچنے اور جھومنے لگے اور وجد کا اظہارکرنے لگے یعنی حرام فعل سے اظہار وجد کرتے رہے جو کہ غیرخدا کی عبادت ہے اور قطعی حرام، تکبّر وخودپسندی کا طریقہ ہے جیسے یہ لوگ کرتے ہیں، بھنگ پیتے ہیں اور اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لئے ناچتے ہیں، ستار وغیرہ سے راگ سنتے ہیں، فاسقوں کے درمیان شیطانی اور شہوانی جذبات کے ساتھ اظہارِ وجد کرتے ہیں، بے ریش خوبصورت لونڈوں سے اختلاط اور میل جول رکھتے ہیں۔ بس یہ کفار کا طریقہ کار ہے۔ چنانچہ تتارخانیہ میں ہے کہ بیان کردہ حالات کے مطابق آلات راگ کی وجہ سے سماع کے موقع پر ناچ کرنا جائزنہیں اور نہ وہاں حاضر ہونا درست ہے، اور ذخیرہ میں ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ بزازی نے قرطبی کے حوالے سے ذکرکیا کہ یہ قطعی اور بالاتفاق حرام

ہے، چنانچہ شیخ الاسلام جلال الملۃ والدّین کیلانی کا میں نے فتوٰی دیکھا وہ فرماتے ہیں اس رقص کو حلال کہنے والاکافرہے اس لئے کہ یہ ہمارے ذکرکردہ محرمات سے موصوف (اور ان پرمشتمل ہے) کیونکہ یہ معلوم شدہ ہے کہ اس کی حرمت بالاجماع ہے (خلاصہ کرنے والوں کی عبارت پوری ہوگئی) اور پوراکلام اس میں ہے(ت)

(۱ـــ الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۱۹۔۵۱۸)

اور اگرخلوت وتنہائی محض میں جہاں کوئی دوسرا نہ ہو بہ نیت محمودہ مثل تشبُّہ بہ عشّاق والہین یاجلب حالات صالحین ہو تو ائمہ شان میں مختلف فیہ بعض ناپسند فرماتے ہیں کہ صدق وحقیقت سے بعیدہے اور ارجح یہ ہے کہ ان نیّتوں کے ساتھ جائز بلکہ حسن ہے کہ من تشبہ بقوم فہو منہم۲ـــہ(جب کوئی شخص کسی قوم سے مشابہت اختیارکرے تو وہ اسی میں شمارہوتاہے۔ت)

(۲ـــہ مسندامام احمد بن حنبل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۰)
ـــہ

ان لم تکونوا مثلھم فتشبھوا ان التشبہ بالکرام فلاح۳ـــہ

(اگرتم ان جیسے نہیں ہو پھر ان جیسی صورت بناؤ یعنی ان سے مشابہت اختیارکرو کیونکہ شرفأ سے مشابہت اختیارکرنا ذریعہ کامیابی ہے۔ت)

(۳ـــہ الحدیقۃ الندیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۶)

اور سچی نیت سے نیکوں کی حالت بناتے بناتے خدا چاہے تو واقعیت بھی مل جاتی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ان ھذا القراٰن نزل بحزن وکابۃ فاذا قرأ تموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا۔ رواہ ابن ماجۃ۱ـــہ ومحمد بن نصر فی الصّلٰوۃ والبیھقی فی الشعب۔

بیشک قرآن غم وکرب کے ساتھ اُتراہے تو جب اسے پڑھو تو رؤو اور اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بناؤ (ابن ماجہ اور محمد بن نصر نے کتاب الصّلٰوۃ ار امام بیہقی نے شعب الایمان میں اسے روایت کیاہے۔ت)

(۱ــہ سنن ابن ماجہ   ابواب اقامۃ الصلوٰۃ   باب فی احسن الصوت بالقرآن   ایچ ایم سعید کمپنی کراچی   ص۹۶)
(شعب الایمان   حدیث ۲۱۴۷   دارالکتب العلمیہ بیروت   ۲/ ۳۸۸)

حدیقہ ندیہ میں بعد عبارتِ مذکورہ بیاناتِ نفیسہ ناصحہ مقبولہ ہے:فان طریق الواجد والتواجد الذی تعلمہ الفقراء الصادقون فی ھذا الزمان و بعدہ کما کانوا یعلمونہ من قبل فی الزمان الماضی نوروھدایۃ واثر توفیق من االلہ تعالٰی وعنایۃ الی ان نقل عن حسن التنبہ للعلامۃ النجم الغزی انہ قال بعد ذکر الوجد والتواجد عن اکابر الائمۃ واما من اظھر ھذہ الاحوال تعمدااللتوصل الی الدنیا اولتعتقدہ الناس ویتبرکوا بہ فھذا من اقبح الذنوب المھلکات والمعاصی الموبقات ۲ــــاھ ثم قال فی الحدیقۃ ولاشک ان التواجد وھو تکلف الوجد واظھارہ من غیران اہل وجدیکون لہ وجد حقیقۃ فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھوجائز بل مطلوب شرعا قال رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منھم رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ بن الیمان رضی االلہ تعالٰی عنھما وانما کان المتشبہ بالقوم منھم لان تشبھہ بھم یدل علی حبہ ایاھم ورضاہ باحوالھم وافعالھم وقد قال رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ان الرجل اذا رضی ھدی الرجل وعملہ فھو مثل عملہ رواہ الطبرانی من حدیث عقبۃ بن عامر رضی االلہ تعالٰی عنہ (الی ان قال بعد ما اطال واطاب کما ھو دابہ قدس سرہ) اما تکلف الوجد علی الوجہ الصحیح لاجل التشبھہ بالصالحین ولغیر ذٰلک من المقاصد الحسنۃ فقد اشار الیہ العلامۃ الشیخ القشیری فی اوائل رسالتہ المشھورۃ حیث قال التواجد استدعاء الوجد بضرب اختیار ولیس لصاحبہ کمال الوجد اذ لو کان لکان واجد اوباب التفاعل اکثرہ علی اظہار الصفۃ ولیست کذلک، فقوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبہ لما یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق وقوم قالوا انہ مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوالوجد ان ھذہ المعانی واصلھم خبرالرسول صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ابکوافان لم تبکوافتباکوااھ وفی شرعۃ الاسلام قال ومن السنۃ ان یقراء القراٰن بحزن ووجد فان القراٰن نزل بحزن فان لم یکن لہ حزن فلیتحازن اھ والحاصل ان تکلف الکمال من جملۃ الکمال والتشبہ بالاولیاء لمن لم یکن منھم امرمطلوب مرغوب فیہ علی کل حال ۱ــــہ اھ بالاختصار۔

اس لئے کہ وجد اور تواجد کا طریقہ جسے اس زمانہ کے سچے فقراء ہی جانتے ہیں جیسا کہ پہلے زمانہ کے لوگ جانتے تھے ایک نورہدایت اور اﷲ تعالٰی کی

توفیق اور اس کی عنایت کا اثرہوتاہے یہاں تک کہ حسن التنبہ میں علامہ النجم الغزی سے نقل فرمایا کہ علامہ موصوف نے اکابر ائمہ سے وجد او رتواجد کا ذکرکرنے کے بعد ارشاد فرمایا لیکن جس نے ان حالات کو دانستہ دنیا تک رسائی حاصل کرنے اور دنیا طلبی کے لئے ظاہر کیا کہ لوگ اس کے معتقد ہوجائیں اور اس سے برکت حاصل کریں تو یہ رویہ انتہائی قبیح اور مہلک ہے اور تباہ کن جرائم اور گناہوں میں شامل ہے اھ، پھر حدیقہ ندیہ میں فرمایا: بلاشبہ تواجد بناوٹی اور نمائشی وجد ہے بغیر حقیقی وجدکے۔ اور اس میں حقیقی کے ساتھ تشبہ یعنی مشابہت ہے او ریہ جائز بلکہ شرعاً مطلوب ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جوکوئی کسی قوم سے مشابہت اختیارکرے وہ انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اسے روایت فرمایا: کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنے والا کیوں اسی قوم میں شمارکیاجاتاہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کا کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنا اس بات پر دلالت کرتاہے کہ اس شخص کی ان لوگوں سے دلی محبت ہے اور یہ ان کے حالات وافعال (اور روش) پر راضی ہے اور حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مرد کسی شخص کی سیرت اور اس کے عمل سے خوش اور راضی ہو تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے بھی وہی عمل کیا۔ امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کے حوالے سے اسے روایت کیاہے یہاں تک کہ اپنی طویل پاکیزہ گفتگو کے بعد جیسا کہ علامہ موصوف کی عادت ہے ارشاد فرمایا رہا یہ کہ وجہ صحیح کے مطابق نمائشی وجد برائے مشابہت صلحاء وبرائے دیگرمقاصد نیک تو یہ ٹھیک اور درست ہے جیسا کہ علامہ شیخ قشیری نے اپنے رسالہ مشہورہ کی ابتداء میں اس کی طرف اشارہ فرمایاہے چنانچہ ارشاد فرمایا "تواجد" کسی نوع کے اختیار سے اپنے آپ پر حالت وجد طاری کرنے کا نام ہے جبکہ صاحب وجد میں کمال وجد نہ ہو(یعنی کماحقہ وجد نہ ہو) اس لئے کہ اگر اس میں حقیقی وجد ہوتا تو وہ واجد(وجد کرنے والا) کہلاتا کیونکہ تواجد باب تفاعل ہے اور یہ زیادہ تر حقیقت کی بنا پرنہیں، بلکہ بناوٹی ونمائشی اظہارصفت کے لئے آتا ہے اسی لئے بعض علم والے کہتے ہیں کہ "تواجد" صاحب تواجد کی طرف سے مسلّم یعنی تسلیم شدہ اور ٹھیک نہیں، کیوں؟ اس لئے کہ یہ تکلف پر مبنی ہوتاہے اور حقیقت سے بعید ہوتاہے جبکہ کچھ لوگوں نے فرمایا کہ ان فقراء کے لئے درست ہے جو مجرّد ہوں اور ان معانی کے پالینے کے منتظر اور خواہاں ہوں جو مطلوب ومقصود ہیں اور ان کی دلیل حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگو! کم ہنسو اور زیادہ رویاکرو اور اگر رونا نہ آئے تو کم ازکم رونی صورت ہی بنالیاکرو۔ شرعۃ الاسلام میں فرمایا سنّت یہ ہے کہ قرآن مجید غم کے ساتھ وجد سے پڑھے اس لئے کہ قرآن مجید غم کے ساتھ نازل ہواہے اور اگر غم کی کیفیت طاری نہ ہو تو غمگین صورت ہی بنالی جائےاھ مختصر یہ کہ تکلفِ کمال بھی منجملہ کمال ہے یعنی کسی کمال

میں بناوٹ اور نمائش اختیارکرنا بھی کمال میں شامل ہے اور جو شخص اولیاء اللہ میں سے نہ ہو اس کا اولیاء اللہ سے مشابہت اختیارکرنا ایساامرمطلوب ہے جو بہرحال لائق توجہ ہے، اختصار سے عبارت مکمل ہوگئی ہے۔(ت)

(۲ـــہ الحدیقۃ الندیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۳ تا ۵۲۵)
(۱ـــہ الحدیقۃ الندیۃ الصنف التاسع مکتبۃ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۵ تا ۵۲۷)

بالجملہ وجد صوفیہ کرام طالبین صادق اصلا محل طعن نہیں اور دربارہ امر قلب ونیت باطن صادق وکاذب میں تمیز مشکل اور اساءت ظن حرام وباطلواﷲ یعلم المفسد من المصلح۲ـــہ

(اللہ تعالٰی فسادی اور مخلص دونوں کو جانتاہےـت)

(۲ـــہ القرآن الکریم ۲/ ۲۲۰)

ردالمحتار میں نورالعین فی اصلاح جامع الفصولین اور اسی میں علامہ تحریرابن کمال باشاوزیرسے ہے ــہ

ما فی التواجد اِن حققت من حرج ولاالتمایل ان اخلصت من باس
فقمت تسعی علٰی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس ۱ـــہ الخ

(اگرتواجد سچا اور حقیقی ہوتو کوئی حرج نہیں اور اضطراب (لڑکھڑانے) میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو پھر توپاؤں پر کھڑا رہ کر دوڑلگاتارہ، اور اس کے لئے حق ہے جس کو اس کا مولابلائے تو وہ اپنے سر کے بل دوڑتا ہواجائے الخـت) واﷲ سبحٰنہ، وتعالٰی اعلم۔

(۱ـــہ ردالمحتار باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۰۸)

جواب سوال دوم
اُن محرمات اباطیل کو معاذاﷲ حضورپرنورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت ضرورحضور میں سوئے ادب اور سیّدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء وکذب ہے،

وکفی بہ اثما مبینا۲؎، انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون۳؎۔

یہی کھلاگناہ ہے اور جھوٹ وہی گھڑتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔(ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۴ /۵۰) (۳؎ القرآن الکریم ۱۶ /۱۰۵)

پھر جمیع صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کانام لے دینا کیاجائے ادب۔ مشائخ طریقت رضی اللہ تعالٰی عنہم میں زیادہ مہربانی حضرات چشت پرہے، ان کے ارشادات اوپرگزرے، اور حضرت مولانافخرالدین زراوی خلیفہ حضورسیدنامحبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے زمانہ حضورمیں خود حکم حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا جس میں ارشاد فرماتے ہیں:اما سماع مشائخنا رضی اﷲ تعالٰی عنہم فبریئ عن ھٰذہ التہمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اﷲ تعالٰی۴؎۔

یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سماع اس تہمت مزامیر سے مبراہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ کہ کمال صنع خداوندی جل وعلا پر آگاہ کریں۔(ت)

(۴؎ کشف القناع عن اصول السماع)

بالجملہ ائمہ عارفین وارثان انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین ضرور ان بہتانوں سے منزّہ ہیں، حکایت بے سروپا رطب ویابس بے سند معتمد قابل قبول نہیں نہ خلاف بعض مذہب جمہور خصوصاً تحریحات جلیلہ کتب مذہب پر کچھ اثر ڈالے ہاں خواہش نفسانی کی پیروی کو اخذوتلفیق بے تحقیق کا ہرشخص کو اختیارہے مغلوبین حال کے افعال، احوال، اقوال، اعمال نہ قابل استناد ہیں نہ لائق تقلید۔
حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں: ؎درحق

اوشہد ودرحق تو سم　　　درحق اومدح ودرحق توذم
درحق او ورد ودرحق توخار　　　درحق اونور ودرحق تونار۱؎

(اس کے حق میں شہد ہے جبکہ تیرے لئے زہرہے، اس کے حق میں تعریف ہے جبکہ تیرے حق میں برائی ہے، اس کے لئے تو پھول اور تیرے لئے کانٹاہے، اس کے حق میں نورہے جبکہ تیرے حق میں نار (آگ) ہے۔ت)

(۱ـــہ مثنوی شریف وحی آمد از حق تعالٰی بعتاب موسٰی الخ دفتر دوم نورانی کتب خانہ پشاور ص۴۴)

بالفرض اگرزید بھی اپنے مغلوب الحال ہونے کا دعوی کرے اور مان بھی لیاجائے تو ایک زید وارفتہ وبیخود سہی یہ جو سیکڑوں ہزاروں عوام کا ہجوم وازدحام کرایاجاتا ہے کیایہ بھی سب خدا رسیدہ مغلوب الحال ہوکر آئے ہیں یا دنیابھر سے چھانٹ چھانٹ کر پاگل بوہرے بلائے ہیں جن پر شرع کا قلم تکلیف نہیں، اور جب یہ کچھ نہیں تو اس مجمع کی تحریم اور بانی کی تاثیم میں اصلاً شک نہیں فانما علیک اثم الا ریسیسین(لہٰذا کاشتکاروں کا گناہ تمہارے سرہےـت) واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم

بدیہیات دینیہ سے ہے کہ اوّلاً عقائد اسلام وسنت پھراحکام صلوٰۃ وطہارت وغیرہا ضروریات شرعیہ سیکھنا سکھانافرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب وپسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا حرام نہ کہ موسیقی کہ اس کا ہلکا درجہ لغووفضول اور بھاری پایہ مخزن آثام۔ وحدۃ الوجود وحقائق ودقائق تصوف جس طرح صوفیہ صادقہ مانتے ہیں (نہ وہ جسے متصوفہ زنادقہ جانتے ہیں) ضرور حق وحقیقت ہے مگر اس میں اکثر ذوق ہے کہ ان مقامات عالیہ پر وصول کے بعد منکشف ہوتاہے زبانی تعلیم وتعلم سے تعلق نہیں رکھتا اور بہت وہ ہے جسے عوام توعوام آج کل کے بہت مولوی کہلانے والے بھی نہیں سمجھ سکتے اور خود اکثر یہ جو پیرومشائخ بنتے ہیں طوطے کی طرح چند لفظ یاد کرلینے کے سوا معانی کی ہوا سے بھی مس نہیں رکھتے پھر کون سکھائے گا اور کون سیکھے گا۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ ایک تو ان انگھڑبتانے والوں کی کج فہمی کہ مطلب کچھ ہے اور سمجھے کچھ، دوسرے ان معانی کے لئے الفاظ کی نایابی کہ وہ اکثرحال ہے نہ قال۔تیسرے اس پرطرہ کہ ان صاحبوں کی کج مج بیانی کہ جس قدردونوں پہلو حق وحقیقت کے سنبھالے ہوئے بیان میں لاسکتے تھے یہ بتانے والے حضرات اُتنے پر بھی قدرت نہیں رکھتے اور اگرقدرت ہو بھی تو حفظ دین وایمان کی پرواکسے، چوتھے ان سب پر بالاۤ اُن جاہلوں بے تمیزوں کی کودنی جنہیں یہ حقائق ودقائق سکھائے جائیں گے انہیں ابھی سیدھے سیدھے احکام سمجھنے کے لالے ہیں ان متشابہات کو کون سمجھے گا۔ غرض اس کا اثرضرور ان کابگڑنا فتنے میں پڑنازندیق مرتد یا ادنٰی درجہ گمراہ بددین ہوجاناہوگا وبس۔

حدیث میں ہے رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ماانت محدث قوما حدیثا لاتبلغہ عقولھم الاکان علی بعضھم فتنۃ۔۱ـــہ رواہ ابن عساکر عن ابن عباس رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔

یعنی جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات بیان کرے گا جس تک ان کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ ان میں کسی پرفتنہ ہوگی (امام ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱ـــہ کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن ابن عباس حدیث ۲۹۰۱۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۹۲)

امام حجۃ الاسلام محمدغزالی پھرعلامہ مناوی شارح جامع صغیر پھرسیّدی عبدالغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں: ان العامی اذا زنی او سرق خیرالہ من ان یتکلم فی العلم باﷲ من غیراتقان فیقع فی الکفر من حیث لایدری کمن یرکب لجۃ البحر ولایوف السباحۃ ومکائد الشیطان فیما یتعلق بالعقائد والمذاھب لاتخفی۲ـــہ۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

کوئی عام آدمی بدکاری اور چوری کرے تو باوجود گناہ ہونے کے اس کے لئے یہ عمل اتنا مہلک اور تباہ کن نہیں جتنا بلاتحقیق علم الٰہی کے بارے میں کلام کرنا مہلک ہے کیونکہ بلاتحقیق اور بغیرپختگی علم کے کہیں وہ کفر کامرتکب ہوجائے گا اور اسے علم بھی نہیں ہوگا اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تیرنا جانے بغیر دریا کی موجوں اور لہروں پر سوار ہونے کے، اور شیطان کی فریب کاریاں جو عقائد اور مذاہب سے تعلق رکھتی ہیں کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں، اور اللہ تعالٰی سب کچھ خوب جانتاہے۔(ت)

(۲ـــہ الحدیقۃ الندیۃ النوع الحادی والعشرون سؤال وتفتیش العوام عن کنہ ذات اللہ وصفاتہ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۲/ ۲۷۰)

جواب سوا ل چہارم

امربالمعروف ونہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعہ قرآنیہ اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب اس کا تارک آثم وعاصی، اور ان نافرمانوں کی طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی واُخروی۔ احادیث کثیرہ اس معنی پرناطق ہیں اور اہلسنّت وغیرھم کا واقعہ خود قرآن عظیم میں مذکور۔

قال اﷲ تعالٰی: لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علٰی لسان داؤد وعیسٰی بن مریم ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون ١؎o کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ماکانوا یفعلون٢؎۔

بنی اسرائیل کے کافروں پرلعنت پڑی داؤد و عیسٰی بن مریم کی زبان سے، یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کابرے کام سے، ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے ضرور ان کا یہ فعل سخت براتھا۔

(١؎ القرآن الکریم ٥/ ٧٨)(٢؎القرآن الکریم ٥/ ٧٩)

اصحاب سبت پر داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی: الٰہی! انہیں لعنت کر اور لوگوں کے لئے نشانی بنادے۔ بندرہوگئے۔ اہل مائدہ پرعیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی دعا کی ، سورہوگئے، والعیاذباﷲ رب العالمین۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:کلا واﷲ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیضربن اﷲ بقلوب بعضکم علٰی بعض ثم لیلعننکم کما لعنھم۔ رواہ ٣؎ ابوداؤد عن عبداﷲ بن مسعود رضی اﷲ تعالٰی عنہ ھذا مختصر۔

یوں نہیں، خدا کی قسم یا تو تم ضرور امربالمعروف کروگے اور ضرورنہی عن المنکر کروگے یاضروراللہ تعالٰی تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا پھر تم سب پر اپنی لعنت اتارے گا جیسی ان بنی اسرائیل پر ۔ (امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اسے روایت کیاہے، یہ مختصر ہے۔(ت)

(٣؎ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامروالنہی آفتاب عالم پریس لاہور ٢/ ٢٤٠)

مگریہ امرونہی نہ ہرشخص پرفرض نہ ہرحال میں واجب، توبحال عدم وجوب اس کے ترک پریہ احکام نہیں بلکہ بعض صور میں شرع ہی اسے ترک کی ترغیب دے گی جیسے جبکہ اس سے کوئی فتنہ اشدپیداہوتاہو، یونہی اگرجانے کہ بے سودہے کارگرنہ ہوگا تو خواہی نخواہی چھیڑنا ضرور نہیں خصوصاً جبکہ کوئی امراہم اصلاح پارہاہو، مثلاً کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جھکے یاعقائد سنت سیکھنے آتے ہیں اور جب حریر وپابندی وضع میں ایسے منہمک ہیں کہ ان پراصرار کیجئے توہرگز نہ مانیں گے غایت یہ کہ آنا چھوڑدیں گے وہ رغبت

نمازوتعلم عقائد بھی جائے گی تو ایسی حالت میں بقدرتیسر انہیں ہدایت اور باقی کے لئے انتظار وقت وحالت، ترک امرونہی نہیں بلکہ اسی کی تدبیر وسعی ہے۔

واﷲ یعلم المفسد من المصلح۱؎۔ واﷲ علیم بذات الصدور۲؎۔

اللہ تعالٰی فسادی اور مصلح دونوں سے واقف ہے اور وہ سینے میں پوشیدہ راز جاننے والاہے۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۲/ ۲۲۰)(۲؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۵۴)

بستان امام فقیہ سمرقند پھرمحیط پھرہندیہ میں ہے: ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبر رایہ لوامر بالمعروف یقبلون ذٰلک منہ ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ ولایسعہ ترکہ ولوعلم باکبررایہ انہ لوامرھم بذٰلک قذفوہ وشتموہ فترکہ افضل وکذٰلک لو علم انھم یضربونہ ولایصبر علی ذلک ویقع بینھم عداوۃ ویھیج منہ القتال فترکہ افضل، ولوعلم انھم لو ضربوہ و صبرعلی ذٰلک ولایشکو الی احد فلابأس بان ینھی عن ذٰلک وھو مجاھد ولوعلم انھم لایقبلون منہ ولایخاف منہ ضربا ولاشتما فھو بالخیار والامرافضل۱؎۔

امربالعروف کی متعدد قسمیں ہیں، اگرکوئی اپنے غالب گمان کی بناپرسمجھتاہے کہ اگر اس نے امربالمعروف کیاتو لوگ اس کی بات تسلیم کریں گے اور گناہ سے بازآجائیں گے تو ایسی صورت میں اس پر امربالمعروف واجب ہوتاہے یعنی اسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اور اگرغالب گمان یہ ہوکہ اس کے امربالمعروف کاالٹا اثرہوگا لوگ الزام تراشی اور گالی گلوچ سے کام لیں گے تو اس صورت میں امربالمعروف نہ کرنا افضل ہے۔ اسی طرح اگرجانتاہے کہ امربالمعروف کرنے کی صورت میں لوگ زدوکوب کریں گے اور یہ اسے برداشت نہیں کرسکے گا اور باہمی عداوت وخانہ جنگی کی صورت پیدا ہوجائے گی تو ایسی صورت حال میں بھی امربالمعروف کاترک کردینا افضل ہے۔ اور اگر اسے معلوم ہے کہ لوگ مشتعل ہوکر اسے اذیّت پہنچائیں گے مگر وہ صبر کرلے گا اور سختی برداشت کرلے گا اور کسی سے شکوہ شکایت نہیں کرے گا توپھر امربالمعروف اور نہی عن المنکر پرعمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسی صورت حال میں اس کاعمل ایک مجاہد کاساعمل متصورہوگا، اور اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات تونہیں مانیں گے البتہ کسی سخت رَدِّ عمل کااظہار بھی نہیں ہوگا (یعنی نہ ماننے کے باوجود مارپٹائی اور گالی گلوچ سے کام نہیں لیں

گے) تو اس صورت میں اسے اختیارہے کہ امربالمعروف سے کام لے یانہ لے البتہ یہاں امربالمعروف افضل ہے۔(ت)

(۱ـــہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب السابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۲۔۵۳)

لیکن پیری مریدی اگردل سے ہے تو وہاں ایسی صورت کاپیداہونا جس میں امرونہی منجر بضرر ہوں ظاہراً نادرہے ایسے متبوعوں مقتداؤں پر اس فرض اہم کی اقامت بقدرقدرت ضرورلازم، اور اسی میں ادنٰی اتباع کے حق سے اداہونا ہے جوباوصف قدرت وعدم مضرت ان کے سیاہ وسپید سے کچھ مطلب نہ رکھے بلکہ ہرحال میں خوش گزر ان کی ٹھہرائی خواہ یوں کہ خود ہی احکام شرعیہ کی پروانہ رکھتا ہو جیسے آج کل کے بہت آزاد متصوّف یاکسی دنیوی لحاظ سے پابندی شرع کو نہ کہتاہو جیسے درصورت امرونہی اپنے پلاؤ وقورمے یاآؤ بھگت پرخائف تویہ ضرور پیرغوایت ہے نہ کہ شیخ ہدایت۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال پنجم
ہنود قطعاً بت پرست مشرک ہیں وہ یقینا بتوں کو سجدہ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہو تو بتوں کی ایسی تعظیم پربھی ضرور حکم کفرہے اورانہیں بارگاہ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر، ان سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعاً اجماعاً یہ افعال واقوال کسی مسلم سے صادرنہیں ہوتے، نہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی اہل ملّت بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اور اس میں صراحۃً تکذیب قرآن ومضادت رحمن ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:قال ابن الھمام وبالجملۃ فقد ضم الی تحقیق الایمان اثبات امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقا، کترک السجود لصنم وقتل نبی اوالاستخفاف بہ او بالمصحف او الکعبۃ ۱ـــہ الخ۔

محقق ابن الہمام نے فرمایا حاصل یہ ہے کہ وجودایمان کے لئے چندامور کے اثبات کا انضمام کیاجائے گا اور ان میں خلل اندازی بالاتفاق ایمان میں خلل اندازی کے مترادف ہوگی جیسے بُت کو سجدہ نہ کرنا، کسی نبی کو قتل نہ کرنا، نبی یامصحف یا بیت اللہ شریف کی توہین نہ کرنا الخ۔(ت)

(۱ـــہ منح الروض الازھر شرح فقہ الاکبر استحلال المعصیۃ ولوصغیرۃ کفر مطبع مصطفی البابی مصر ص۱۵۲)

اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے:ھذا الجنس قدثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان وشریعۃ من الشرائع فکان شبھۃ دارئۃ لکفر فاعلہ بخلاف السجود

لنحو الصنم اوالشمس فانہ لم یرد ھو ولامایشابھہ فی التعظیم فی شریعۃ من الشرائع فلم یکن لفاعل ذٰلک شبھۃ لاضعیفۃ و لاقویۃ فکان کافرا ولانظر لقصد التقرب فیما لم ترد الشریعۃ بتعظیمہ بخلاف من وردت بتعظیمہ٢؎۔

یہ جنس، والد کے لئے ثابت ہے اگرچہ کسی زمانے یاکسی شریعت میں ہو پس یہ شبہہ کفرفاعل کے لئے دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج کو سجدہ کیاجائے کیونکہ وہ اور جو بھی اس کے مشابہ ہوتعظیم میں، کسی شریعت میں وارد نہیں ہوا لہٰذا اس کام کے کرنے والے کے لئے کوئی ضعیف اور قوی شبہہ نہیں بس کرنے والا کافرہے اور جس کی تعظیم کے لئے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا ارادہ تقرب کے لئے اسے نہیں دیکھاجائے گا بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لئے شریعت وارد ہوئی۔(ت)

(٢؎ الاعلام بقواطع الاسلام   لابن حجر مکی الہیتمی   مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص٣٤٨)

شفاشریف میں ہے:کذٰلک نکفر بکل فعل اجمع المسلمون انہ لایصدر الامن کافروان کان صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ ذٰلک الفعل السجود للصنم وللشمس والقمروالصلیب والنار١؎الخ۔

اسی طرح سب ایسے کام جن کا صدور کفارسے ہوتاہے اگروہ دعوی اسلام کے باوجود وہ کام کرے تو اس کی تکفیر پرمسلمانوں کا اتفاق ہے اور ہم بھی اس کی تکفیر کرتے ہیں جیسے چاند، سورج یا کسی بت یا صلیب اورآگ وغیرہ کے آگے سجدہ کرنا الخ (ت)

(١؎ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی   فصل فی بیان ماھو من المقالات   المطبعۃ الشرکۃ النعمانیۃ   ٢/ ٢٧٢)

اُسی میں ہے:کل مقالۃ صرحت بنفی الربوبیۃ او الوحد انیۃ اوعبادۃ احد غیراﷲ او مع اﷲ فھی کفر کمقالۃ الدھریۃ والذین اشرکوا بعبادۃ الاوثان من مشرکی العرب واھل الھند والصین ٢؎ اھ مختصراً۔

ہرایسی گفتگو جس سے نفی ربوبیت یا نفی الوہیت کی تصریح اور اظہارہوتا ہو یا اللہ تعالٰی کے سوا کسی کی عبادت یا اللہ تعالٰی کی عبادت کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنا کفرہے جیسے دہریوں کی گفتگو اور مشرکین عرب میں سے ان لوگوں

کی گفتگو جو بت پرستی کی وجہ سے مشرک ہوئے اور اہل ہند اور اہل چین کی گفتگو اھ مختصراً (ت)

(۲؎ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ النعمانیۃ ۲/ ۲۶۸)

اذکار افکار مراقبات کاجوگیوں سے لیاجانا افترائے بیمزہ ہے اور ممکن وشاید سے کوئی کتاب آسمانی نہیں ٹھہرسکتی نہ لیت ولعل سے کوئی صریح مشرک بت پرست قوم کتابی مشرکین ہنود کے شرک وکفر کامنکر ان اقوال مخذولہ تعظیم وشفاعت اصنام کامظہر ضروریددین گمراہ ملحدکافر ہے، والعیاذباللہ تعالٰی۔

شفاشریف میں ہے:ولھذا نکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیھم او شک اوصحح مذھبھم وان اظھر مع ذلک الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارہ من خلاف ذٰلک۳؎۔

لہٰذا ہم ان لوگوں کی تکفیر فرماتے ہیں جو ملت اسلامیہ نہ رکھنے والوں کاطریقہ اختیارکرتے ہیں یا ان کے معاملہ میں توقف یا شک کرتے ہیں یا ان کے مذہب کو صحیح قراردیتے ہیں اگرچہ باوجود اس روش کے اسلام کا اظہارکریں اور اس پر عقیدہ رکھیں اور اپنے بغیر ہرمذہب کوباطل یقین کریں یہ لوگ کافرہیں اس لئے کہ انہوں نے اس چیز کا اظہارکیا جس کے خلاف ان سے ظاہرہوا۔(ت)

(۳؎ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ النعمانیۃ ۲/ ۲۷۱)

عجب شان الٰہی ہے یہی ناپاک وبیباک بات یعنی اصنام سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذاللہ ملانا پہلے ایک خبیث نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے لکھی تھی کہ بت پرست بھی شفاعت خواہی اور اس کے مثل افعال ہی بتوں سے کرکے مشرک ہوئے، یہی باتیں یہ لوگ انبیاء اولیاء کے ساتھ کرتے ہیں تو یہ اور ابوجہل شرک میں برابرہیں، اب یہی مردود وملعون قول دوسرے نے مشرکوں کو مسلمان ٹھہرانے کے لئے کہا کہ بتوں سے شفاعت خواہی ان کی تعظیم حتی کہ انہیں سجدہ کفر نہیں کہ مسلمان بھی توانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کرتے ان سے شفاعت مانگتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم نسأل اللہ العفو والعافیۃ (گناہوں سے بچنے اور نیکی اپنانے کی طاقت بجز اللہ تعالٰی بلند مرتبہ

عظیم القدر کی توفیق کے کسی میں نہیں ہم اللہ تعالٰی سے عفووعافیت مانگتے ہیں۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔
رسالہ مسائل سماع ختم ہوا۔

امربالمعروف ونہی عن المنکر

مسئلہ ۴۷ : ازکٹرہ ڈاکخانہ اوبرہ ضلع گیا مرسلہ مولوی سیدکریم خاں صاحب غرہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک زمیندار مسلمان کی کچہری میں ایک کائستھ بذریعہ نوکری اسی زمیندار کے ہاں سکونت گزیں ہے اور اس میں ناقوس بجایاکرتاہے اور وہ زمیندار ناقوس بجانے سے ا س کو نہیں روکتا ہے تو وہ زمیندار رضابالکفر کے باعث گنہگار ہوگا یانہیں؟ بیّنواتوجروا (بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : بیشک گنہگار اور سخت گنہگارکہ ازالہ منکر بقدرقدرت فرض ہے خصوصاً منکر بھی کیسا کہ شرک کفّاروعبادت بتان وناہنجار، والعیاذباللہ العزیز الغفار۔ یہ اگر بفرض غلط اسے نوکر رکھ کر منع پر قادر نہ ہو تو موقوف کرنے پرتو قادرہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لعن اﷲ من اٰوی محدثا۔ رواہ الامام احمد۱؎ ومسلم فی صحیحہ والنسائی عن علی کرم اﷲ تعالٰی وجہہ۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

اللہ کی لعنت اس پر جو کسی شرعی مجرم کو پناہ دے ۔(امام احمداورمسلم نے اپنی صحیح میں اور نسائی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسے روایت کیا۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(۱؎ مسندامام احمد بن حنبل عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۰۸)
(صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیراللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۶۰۔۶۱)

مسئلہ ۴۸ : ازکلکتہ دھرم تلا ۱۲۴ مرسلہ جناب محمدیونس صاحب ۸رجب ۱۳۲۷ھ
علمائے دین سے سوال ہے کہ اس شخص کاکیاحال ہے، زید حتی الامکان اوامرالٰہی بجالاتاہے مگر نواہی کابھی مرتکب ہوتاہے اور جو اس سے کہاجاتاہے توکہتا ہے:ان الحسنٰت یذھبن السیئات۱؎

(بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔ت) بیّنواتوجروا۔

(۱؎ القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۴)

الجواب : معصیّت کے جواب میں اس آیت کریمہ کو دستاویز بنانا جاہل مغرور کاکام ہے۔

قال اﷲ تعالٰی زیّن لھم الشیطٰن اعمالھم۲؎ وقال اﷲ تعالٰی ولایغرنکم باﷲ الغرور۳؎۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: شیطان نے ان کے لئے ان کے کرتوت (برے اعمال) خوشنما بناڈالے ہیں اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: لوگو! تمہیں خدا تعالٰی کے معاملہ میں وہ بڑا فریبی یعنی شیطان دھوکے میں نہ ڈال دے۔(ت) واﷲ تعالٰی اعلم۔

(۲؎ القرآن الکریم ۸/ ۴۸ و ۲۷/ ۲۴)(۳؎القرآن الکریم ۳۵/ ۵)

مسئلہ ۴۹ : ازبمبئی عطارگلی کاناکہ مرسلہ مولوی ہدایت رسول صاحب ۲۱ جمادی الاخرٰی
کیافرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امربالمعروف ونہی عن المنکر کرنا یعنی وعظ کہنا اور حاضرین جلسہ کا اس کو خاموشی اور رجوع قلب کے ساتھ ادب سے سننا مذہبی عبادت ہے یانہیں؟ اور جو اس میں دست اندازی کرے غل مچائے گالیاں بکے اس نے مذہبی توہین کی یانہیں؟ قرآن وحدیث واقوال علماء سے لکھیں اور اجردارین حاصل کریں۔

الجواب : عالم دین کا امربالمعروف ونہی عن المنکر کرنابندگان خدا کو دینی نصیحتیں کرنا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلٰی فرائض دین سے ہے۔
اللہ عزوجل فرماتاہے:کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر تؤمنون باﷲ۴؎۔

تم سب امتوں سے بہترہو جو لوگوں میں ظاہرہوئیں حکم دیتے ہو بھلائی کااور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

(۴ــ القرآن الکریم ۳/ ۱۱۰)

اور فرماتاہے: ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون ۱؎۔

لازم ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا رہے کہ نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(۱ــ القرآن الکریم ۳/ ۱۰۴)

اور فرماتاہے: وذکر فان الذکرٰی تنفع المؤمنین ۲؎۔

وعظ کہتارہ کہ وعظ مسلمانوں کو فائدہ دیتاہے۔

(۲ــ القرآن الکریم ۵۱/ ۵۵)

اور حاضرین کا ادب وخاموشی ورجوع قلب کے ساتھ اسے سنتے رہنا بھی مذہبی عبادت اور دینی فرض ہے،
اللہ عزوجل فرماتاہے: فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ۳؎۔

خوشخبری دے میرے ان بندوں کو جو متوجہ ہوکربات سنتے پھر اس کے بہتر پرعمل کرتے ہیں۔

(۳ــ القرآن الکریم ۳۹/ ۱۸۔۱۷)

اس میں دست اندازی کرنا غل مچانا گالیاں بکنا ضرورمذہبی توہین اور خاص عادت کفاربے دین ہے۔
اللہ عزوجل فرماتاہے: وقال الذین کفروا لاتسمعوا لھذا القراٰن والغوافیہ لعلکم تغلبون ۴؎۔

کافربولے اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے پڑھے جانے میں غل شورکرو شایدیونہی تم غالب آؤ۔

(۴ـــالقرآن الکریم ۴۱/ ۲۶)

شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب موضح القرآن میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں: یہ جاہلوں کازورہے شورمچاکر سننے نہ دینا۵ـــہ۔

(۵ـــہ تفسیر موضح القرآن برترجمہ شاہ رفیع الدین تحت آیۃ وقال الذین کفروالاتسمعوا الخ ممتاز کمپنی لاہور ۵۲۶)

اور فرماتاہے:فما لھم عن التذکرۃ معرضینoکانہم حمر مستنفرۃo فرت من قسورۃ ۱ـــہo

انہیں کیاہوا وعظ سے منہ پھیرے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہیں۔

(۱ـــہ القرآن الکریم ۷۴/ ۵۰ و ۵۱)

وعظ سے روگردانی تو شیر سے گدھے کابھڑکنا ٹھہرے اس پر غل مچاناگالیاں بکنا کیاچاند پرکتوں کابھونکنانہ ہوگا۔ وعظ تو وعظ کہ وہ بنص صریح قرآن مجید فرض مذہبی ہے کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ ہرخطبے حتی کہ خطبہ نکاح وخطبہ ختم قرآن کاسننا بھی فرض ہے اور ان میں غل کرنا حرام حالانکہ خطبہ نکاح صرف سنت ہے اور خطبہ ختم نرا مستحب۔

درمختار میں آیا ہے:کذا یجب الاستماع لسائر الخطب کخطبۃ نکاح وخطبۃ عیدوختم علی المعتمد۲ـــہ۔

اسی طرح معتمد قول کے مطابق تمام خطبات کاسننا واجب ہے مثلاً خطبہ جمعہ، عیدین، نکاح اور ختم قرآن وغیرہ۔(ت)

(۲ـــہ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب الجمعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۳)

ردالمحتار میں ہے:قولہ وختم ای ختم القراٰن کقولھم الحمدﷲ رب العٰلمین حمد الصابرین۳؂الخ

صاحب درمختار کاقول وَخَتْمٍ سے مراد ختم قرآن ہے جیسے اس موقع پر ان کاکہنا ہے الحمدﷲ رب العٰلمین حمد الصابرین یعنی تعریف اس خدا کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ایسی تعریف جو صبرکرنے والوں کی تعریف جیسی ہو۔(ت)

(۳؂ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الجمعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۵۱)

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں انواع کلام ممنوع میں ہے:النوع الثانی والخمسون قطع کلام الغیر من غیر ضرورۃ خصوصا اذا کان فی مذاکرۃ العلم) الشرعی (وقدمر ان السلام علیہ) ای علی الجالس لمذاکرۃ العلم(اثم) لما فیہ من قطع الخیر وایذاء المسلم المتکلم والسامع (وکذا تکلم من ھو) جالس (فی مجلس عظۃ) ای وعظ وتذکیر (ولو مع الاخفاء وکذا مجرد التفاتہ وتحرکہ) وقیامہ واتکائہ (من غیر حاجۃ وکل ھذا سوء ادب وخفۃ وعجلۃ وسفہ بل یتعین التوجہ الیہ والانصات والاستماع الی ان ینتھی کلامہ بلاالتفات ولاتحرک ولاتکلم ۱؂اھ مختصراً۔

یعنی کلام کا نوع پنجاہ ودوم بے ضرورت شرعیہ دوسرے کی بات کاٹنا ہے جبکہ وہ علم شرعی کے ذکرمیں ہو، اور اوپر گزرچکا کہ اس پر اس وقت سلام کرنا بھی گناہ ہے کہ اس میں اسی نیک کلام کاقطع کرنا او رقائل اور سامعین مسلمانوں کو ایذا دیناہے یوہیں جومجلس وعظ میں بیٹھا ہو اسے بھی بات کرناگناہ ہے اگرچہ آہستہ ہی ہو اسی طرح صرف بے ضرورت اِدھر اُدھر دیکھنا یاکوئی حرکت وجنبش کرناکھڑا ہوجانا یاتکیہ لگالینا اور یہ سب گستاخی وبے ادبی اور ہلکا پن خفیف الحرکاتی اور جلدبازی اور حماقت ہے بلکہ لازم یہی ہے کہ اسی کی طرف توجہ کئے خاموش کان لگائے سنتے رہیں یہاں تک کہ اس کا کلام ختم ہو اس وقت تک نہ اِدھراُدھر دیکھیں نہ کوئی جنبش نہ اصلاً کچھ بات کریں۔

(۱؂ الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الثانی والخمسون قطع کلام الغیر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۳۵۰)
(الطریقۃ المحمدیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ مطبعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ۲/ ۹۳۔۱۹۲)

جب وعظ میں مطلق حرکت او رآہستہ بات بے ضرورت بھی گستاخی وبے ادبی وگناہ ٹھہرے تو غل مچانا گالیاں بکنا کس قدر سخت توہین ہوگا یہ توہین اس عالم دین کی توہین نہ ہوگی جو اس وقت وعظ کرتاہے بلکہ اصل دین اسلام اور خود ہمارے نبی اکرم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی توہین ٹھہرے گی کہ مسند وعظ اصل مسند حضورپرنور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔

اللہ عزوجل فرماتاہے: یایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی االلّٰہ باذنہ وسراجا منیرا۲؎o

اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اورآفتاب روشنی پہنچاتا۔

(۲؎ القرآن الکریم ۳۳/ ۴۵ و ۴۶)

نیکیوں پرمژدہ دیتا، برائیوں پرڈرسناتا، اللہ کی طرف مطابق شریعت بلاتا۔ یہی معنی وعظ ہے اور آیہ کریمہ

وذکّر فان الذکرٰی تنفع المؤمنین۳؎

(لوگوں کو نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت کرنا ایمان والوں کو فائدہ پہنچاتاہے۔ت) میں بھی اصل مخاطب حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں یہ کام علمائے دین حضور کی وراثت سے کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:انّ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ رواہ ابوداؤد۱؎ والترمذی عن ابی الدرداء رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ۔

بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام (امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے اسے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیاہے۔ت)

(۳؎القرآن الکریم ۵۲/ ۵۵)
(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فضل العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۷)

اور نائب جب مسندنیابت پرہوتو اس دربار کی توہین اصل سلطان کی توہین ہے، ہرعاقل جانتاہے کہ اگرکوئی شخص کسی ادنٰی درجے کے اجلاس میں غل کرے گا گالیاں بکے تو وہ اس ادنٰی ہی کی توہین نہ ہوگی بلکہ اصل بادشاہ کی،والعیاذباالله

رب العٰلمین ولاحول ولاقوۃ الا باﷲ العلی العظیم (اﷲ تعالٰی کی پناہ جو تمام جہانوں کاپروردگار ہے، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں بجزاﷲ تعالٰی بلندوبرتراور بڑی شان رکھنے والے کی توفیق عطاکے۔ت) واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۰ : ازشہرمحلہ مسئولہ جناب محمد فضل حق صاحب بتاریخ ۸محرم ۱۳۳۰ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید خود بھی تخت الم تعزیہ وغیرہ دیکھناجائز رکھتاہے اور مستورات کو اس قسم کے ہنگاموں میں جانے سے منع نہیں کرتا بلکہ بچوں کو بھی خواہ بنظرثواب خواہ بخیال تماشہ اپنے ساتھ لے جاکر دکھاتا ہے علمائے دین متین اور حامیان سنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیافتوٰی دیتے ہیں ایسے لوگوں سے جن کا یہ خیال ہے کہ فقیر بن کر سلسلہ میں شامل ہوجائے اور یہ عقیدہ ہے کہ اس طرح اولاد کاتحفظ اور بیمہ جان کاہوجاتا ہے، کیاہوناچاہئے، فقیرمذکور کو بھیک دینے اور پیسہ دینے کاکیاحکم ہے اور عقیدہ اور عمل بالا کو کیساجانناچاہئے؟ بینواتوجروا

الجواب : تخت عَلم تعزیے وغیرہ سب ناجائز ہیں اور ناجائز کام کو بطور تماشہ دیکھنا بھی حرام لان ماحرم فعلہ حرم التفرح علیہ (اس لئے کہ جس کام کاکرنا حرام ہے اس پر خوشی منانابھی حرام ہے۔ت) اور بچوں کو دکھانے کابھی گناہ اسی پرہے کما فی الاشباہ وغیرہ (جیساکہ اشباہ وغیرہ میں ہے۔ت) اور عورتوں کو ایسے جلسوں میں جانے کی اجازت دینی حرمت کے سوا سخت بے حرمتی اور نہایت بے غیرتی بھی ہے وفی الخلاصۃ والدر وغیرھما ان اذن کانا عاصیین۲؎(خلاصہ، درمختار اور ان دو کے علاوہ دوسری کتب فقہ میں مرقوم ہے، اگر مردنے (اپنی اہلیہ کوناجائزکام کی) اجازت دی تو میاں بیوی دونوں گنہگار ہوں گے۔ت) اور اس کو ثواب سمجھناگناہ کے علاوہ فسادعقیدہ بھی ہے، والعیاذباﷲ تعالٰی،

(۲؎ خلاصۃ الفتاوی کتاب النکاح الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۵۳)

سلسلہ اولیائے کرام میں کسی ایسے شیخ کے ہاتھ پر داخل ہونا کہ عالم سنی متصل السند غیرفاسق ہو ضرور برکت عظیمہ ہے دنیاوآخرت میں اس کے منافع بے شمارہیں اور اس سے زیادت عمر کی امیدرکھنا بھی بیجانہیں کہ وہ بِرّ یعنی نکوئی ہے اور نکوئی سے رزق بڑھتاہے عمرمیں برکت ہوتی ہے اور یہ کوئی جاہل سے جاہل بھی نہ سمجھے گا کہ اب موت محال ہوگئی، ہاں بھیک مانگنے کے لئے فقیر بناناحرام ہے اور بے ضرورت شرعیہ و مجبوری محض بھیک مانگناحرام، اور جوبلاضرورت مانگے اسے دینابھی حرام لکونہ اعانۃ علی المعصیۃ کما فی

الدرالمختار (اس لئے کہ یہ بھیک دینا(اس لئے حرام ہے کہ) یہ گناہ کے کام پردوسرے کی مددکرناہےـت) واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۵۱: ایک عالم نے اپنے متعدد وعظوں میں سودخوری، شراب فروشی، شراب نوشی، بیع لحم خنزیر، اکل غیرمذبوح مرغ، زناکاری، لواطت واغلام کی حرمت قرآن وحدیث سے بیان کی اور میراث کے مسئلے محمدن لاء(شریعت محمدی) کوچھوڑ کر ہندو لاء(ہندودھرم) قبول کرنے کوکفرصریح بتلایا جس جماعت میں یہ باتیں تھیں بجائے اس کے کہ ان باتوں کو ترک کردیتے اورتوبہ واستغفار کرتے اور خداورسول کے حکم کے آگے سرجھکادیتے خلاف اس کے ضد اور نفسانیت میں آن کر اپنی جماعت کو اکٹھا کرکے اتفاق کرلیا کہ جماعت کا کوئی فرد اپنے ہاں اس عالم کے وعظ کی مجلس منعقد نہ کرے اور اگرکیا تو جماعت سے خارج کردیاجائے گا، آیا اس صورت میں شرعاً اس جماعت کاکیاحکم ہے اور دوسرے مسلمانوں کو شرعاً اس جماعت سے قطع تعلق کرناچاہئے یانہیں؟ بدلائل شرعیہ جواب لکھ کر عنداللہ ماجورہوں۔

الجواب: اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور عذاب شدید کی اور اس آیت کریمہ کی مصداق ہے:واذا قیل لہ اتق اللّٰہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جھنم ۱؎۔

اور جب اس سے کہاجائے کہ اللہ تعالٰی سے ڈرئیے تو اسے گناہ ، مزید ضد(اورطیش) پر آمادہ کرے اور اُبھارے، پس (بدنصیب) کے لئے دوزخ ہی کافی ہے۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۲/ ۲۰۶)

اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں تو مسلمانوں کو ان سے قطع تعلق چاہئے ورنہ بحکم احادیث کثیرہ وہ بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہوں گے او شک ان یعمھم اللّٰہ بعقاب منہ (قریب ہے کہ اللہ تعالٰی انہیں اس کے عذاب میں شامل اور شریک فرمائےـت) واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۵۲: جبلپور متصل کوتوالی بساطی بازار مرسلہ عبدالسبحان سوداگر مورخہ ۱۴ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگرہندو لوگ مساجد کے سامنے سے باجابجاتے ہوئے گزرے تو ان کو روکناچاہئے یانہیں؟ اور اگر

روکنے میں سرکاری جرم ہو تو ایسی حالت میں مسلمانوں کوکیاکرناچاہئے؟
سرکاری طور سے ہندؤوں کو یہ حکم دیاگیاہے کہ صرف جماعت کے وقتوں میں مساجد کے سامنے باجانہ بجے اور دیگراوقات میں برابر بج سکتاہے اور دیگر اوقات میں اگرکوئی ان کو روکے توسزاکامستحق ہوگا، چنانچہ چندآدمیوں کو چھ چھ ماہ کہ سزائے قید بھی ہوچکی ہے۔ یہ تو گورنمنٹی حکم ہوگیا اور اب ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مصالحت ہوجاناچاہئے اس شرط پرکہ ہم سال بھر میں صرف پانچ یاسات دن کے لئے یعنی جو ہمارے تہوار ہیں اس میں باجا بجائیں گے مگراوقات نمازچھوڑ کر اور سال بھر تک کسی وقت باجا نہ بجائیں گے، اب ایسی حالت میں ہم مسلمانوں کوکیاکرناچاہئے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : ایسی حالت میں فوراً اس مصالحت کو قبول کرناواجب ہے کہ اس میں اسلام کا نفع کثیرہے وہ پانچ سات دن کے استثناء سے تمام سال کے لئے احتراز تام کاوعدہ کرتے ہیں یہ گورنمنٹی فیصلہ سے صدہادرجہ اسلام کے لئے نافع ترہے۔ فیصلہ میں مسلمانوں کی طرف سے یہ الفاظ ہوں کہ اوقات جماعت میں ہندو کبھی باجا نہ بجائیں گے اور غیراوقات جماعت میں بھی پانچ سات دن معین کے سوا مساجد کے قریب باجابجانے سے ہمیشہ احتراز رکھیں گے، یہ الفاظ نہ ہوں کہ ان معین دنوں میں غیراوقات جماعت میں بجانے پرہم راضی ہیں یااجازت دیتے ہیں اگرچہ حاصل ایک ہی ہے مگر اس عبارت میں معصیت کی اجازت ہے اور معصیت کی اجازت معصیت سے بڑھ کر معصیت ہے اور اس عبارت میں بوجہ استثناء مستثنٰی حکم سکوت میں ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۵۳ : ازفیض آباد مسجد مغل پورہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن ومولوی عبدالعلی ۱۹ربیع الاول ۱۳۳۶ھ
اگرمسلمان ہو، پابندصوم وصلوٰۃ کاہو، کسی پیرمولوی کے یہاں نالشی ہو کہ ہمارا معاملہ طے کردو جو ان کے امکان میں ہے اور وہ طے نہ کریں اور نہ سنیں جس کی وجہ سے برباد ہورہاہو۔

الجواب: یہ بھی محتاج تفصیل ہے کیامعاملہ، اور پیرمولوی پرکتنا اختیار، اور کیوں نہ کیا۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۵۴: ازموضع خوردمئو ڈاکخانہ زیدوسرائے ضلع بارہ بنکی مرسلہ سیدصفدرعلی صاحب ۱۲رمضان ۱۳۳۸ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مبین ہندہ کے دولڑکے زیدوعمروہیں زید نے اپنی ماں کوبحکم شرع شریف بجائے کُرتی پہننے کے جس کی آستین صرف شانے تک ہوتی ہے پوراہاتھ بغل تک کھلارہتا ہے اور لمبائی بالائے یا زیرناف

برائے نام ہوتی ہے کرتا پوری آستین کااور نیچا نصف ران تک پہننے کی ترغیب دی اور افہام وتفہیم کے ساتھ کچھ زبانی سختی بھی کی جس پر ہندہ راغب ہوچکی تھی کہ عمرو نے ہندہ کو صراحۃً، کنایۃً شہہ دی کہ تم اس کے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں ہندہ اپنی رغبت سے منحرف ہوگئی۔ زید کاقول کیساتھا اور عمرو کی شہہ اور جنبہ داری کیسے ہوئی ہندہ کاعمل کیسا ہے اور آخرت میں اس کی پاداش کیاہے اور ایسی کرتی سے جس کی صراحت کی گئی نماز ہوسکتی ہے یانہیں؟

الجواب: عورت اگر صرف محارم کے سامنے ہوتی اور ایسی کرتی پہنے جس میں ہاتھ سب کھلے رہتے ہیں مگر پیٹ ڈھکا ہو خواہ اس کرتی یادوسرے کپڑے سے، اور نماز کے وقت بازوکلائیاں وغیرہ سترپورا چھپارہتاہو تو ایسی عورت کو وہ کرتی پہنناجائزہے اور اسے ترغیب تبدیل کی حاجت نہ تھی اور ماں پرسختی کرناحرام تھا اور دوسرے بھائی کا اس رغبت سے پھیردینا اور عورت کا پھرجانا کچھ گناہ نہ ہوا، اور اگرعورت کسی نامحرم کے سامنے بھی ہوتی ہے اور وہی کرتی پہنتی ہے اور بدن اور کپڑے سے نہیں چھپاتی یامحارم کے سامنے پیٹ کاکچھ حصہ کھلارہتا ہے یانماز میں بازو یاکلائی کاکوئی حصہ توبلاشبہہ عورت سخت گنہگارہے اور جس نے اسے تبدیل کی ترغیب دی تھی بہت اچھاکیاتھا مگرماں پر سختی جب بھی جائزنہ تھی، اور دوسرے بھائی کا اس ترغیب سے پھیردینا اور عورت کاپھرجانا سخت گناہ ہوا اُن پر توبہ واجب ہے، واللہ تعالٰی اعلم

بیماری او رعلاج معالجہ

بیمارپرسی، تیمارداری، دوا، علاج، جھاڑ پھونک، طبابت، اسقاط حمل، مصنوعی دانت وغیرہ سے متعلق

مسئلہ ۵۵ : ازکانپور محلہ بوچڑ خانہ مسجد رنگیان مرسلہ مولوی عبدالرحمن حبشانی طالب علم مدرسہ فیض عام ۲۲ربیع الاول شریف ۱۳۱۴ھ

ماجوابکم ایھا العلماء رحمکم اللہ تعالٰی

(اے علمائے کرام! اللہ تعالٰی آپ پررحم فرمائے، آپ کاکیا جواب ہے کہ) مریض نے دوانہ کی اور مرگیا گنہگار ہوگایانہ؟

الجواب: وفی الباب عن الصدیق الاکبر وغیرہ من الائمۃ المتوکلین رضی االلّٰہ تعالٰی عنھم، فی ردّ المحتار یاثم بترک الاکل مع القدرۃ علیہ حتی یموت بخلاف التداوی ولو بغیر محرم فانہ لوترکہ حتی مات لایاثم کما نصوا علیہ لانہ مظنون۱؎اھ واالله سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اس بات میں صدیق اکبر اور دیگرائمہ متوکلین رضی اللہ تعالٰی عنہم کاطرزعمل (دلیل) ہے۔ فتاوٰی شامی میں ہے: کھاناکھانے پرقدرت رکھنے کے باوجود کوئی شخص اگرکھانا نہ کھائے اور بوجہ بھوک ہلاک ہوجائے تو گنہگارہوگا۔ جیسا کہ ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے کیونکہ علاج سے حیات یقینی نہیں بلکہ ایک ظنّی چیزہے اھ اللہ تعالٰی پاک و برترخوب جانتاہے اور اس عظمت وشان والے کا علم مکمل اور پائدار ہے۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۹)

مسئلہ ۵۶: ازاٹاوہ مرسلہ مولوی وصی علی صاحب نائب ناظر کلکٹری اٹاوہ ۲ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

ماقولکم رحمکم االلّٰہ تعالٰی فی جواب ھذا السوال

(اللہ تعالٰی آپ پر رحم فرمائے، اس سوال کے بارے میں آپ کا کیاجواب ہے۔ت) طوائف مریضہ اگرمطب میں آئے تو اس کا علاج کرنامعصیت ہے یانہیں؟ دوسری صورت میں اعانت برمعصیت ہونے میں کوئی شبہہ ہے؟ بیّنواتوجروا (بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب: اگرمعالجہ زن فاحشہ سے طبیب خود یہی نیت کرے کہ یہ ارتکاب معاصی کے قابل ہوجائے ناسازی طبیعت کہ مانع گناہ ہے زائل ہوجائے جب تو اس کے عاصی ہونے میں کلام نہیں،

فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی۲؎۔

کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پرہے اور ہرشخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی(ت)

(۲ــہ صحیح البخاری باب کیف بدء الوحی الٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲)

اور اگر اس کی یہ نیت نہیں بلکہ عام معالجے جس نیت محمودہ یا مباحہ سے کرتاہے وہی غرض یہاں بھی ہے تو اگرمرض ایذادہندہ ہے جیسے کہ اکثر امراض یونہی ہوتے ہیں جب تو اصلاً حرج نہیں، نہ اسے اعانت معصیت سے علاقہ بلکہ نفع رسانی مسلمہ، یادفع ایذائے انسان کی نیت ہے تو اجر پائے گا۔

قال رسول ااﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فی کل کبد حرّاء اجر۔ رواہ الشیخان۳ــــہ عن ابی ھریرۃ واحمد عن ابن عمرو بن العاص وکابن ماجۃ عن سراقۃ بن مالک رضی ااﷲ تعالٰی عنھم۔

(حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) ہرجگہ گرم یعنی ہرجاندار کی نفع رسانی میں ثواب ہے (بخاری ومسلم نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد نے ابن عمرو بن عاص رضی اﷲ تعالٰی عنہ سے اور ابن ماجہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہے۔ت)

(۳ــہ صحیح البخاری کتاب المساقات ۱/۳۱۸ وکتاب المظالم ۱/۳۳۳ وکتاب الادب ۲/ ۸۸۹)
(صحیح مسلم کتاب السلام باب فضل سقی البہائم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۷)
(مسندامام احمدبن حنبل عن ابن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۲۲)

اور اگر مرض سے کوئی ایذا نہیں صرف موانع زنا سے ہے جس کے سبب اس کا معالجہ ایک زانیہ عورت کے لئے کوئی نفع رسانی نہ ہوگا بلکہ زنا کاراستہ صاف کرے گا مثلاً عارضہ رتق یاشدّت وسعت (نہ بوجہ سیلان رطوبت) کہ فی نفسہٖ موذی نہیں مگر اس کا اشتہاء باعث سردی بازار زنان زناکار ہے ایسے معالجہ کو جب کہ امورمذکورہ پرطبیب مطلع ہو اگرچہ برقیاس قول صاحبین من وجہ اعانت کہہ سکیں مگرمذہب امام رضی اللہ عنہ پریہ بھی داخل ممانعت نہیں کہ یہ تو پاک نیت سے صرف اس کاعلاج کرتا ہے گناہ کرنانہ کرنا اس کا اپنا فعل ہے جیسے راج کاگرجایاشوالہ بنانا یامکان رنڈی زانیہ کو کرایہ پردینا،

فی الخانیۃ لوآجر نفسہ یعمل فی الکنیسۃ ویعمر ھالاباس بہ لانہ لامعصیۃ فی عین العمل۱ــــہ۔

فتاوٰی قاضیخان میں ہے کہ اگرکوئی مزدورگرجے کی تعمیر اور آبادی کے لئے کام کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نفس عمل میں کوئی گناہ نہیں۔(ت)

(۱ـــہ فتاوٰی قاضی خان   کتاب الحظروالاباحۃ   فصل فی التسبیح   نولکشور لکھنؤ   ۴/ ۷۹۴)

ہدایہ میں ہے:من آجربیتالیتخذ فیہ بیت ناراوکنیسۃ اوبیعۃ اویباع فیہ الخمر بالسواد فلاباس بہ وھذا عند ابی حنیفۃ رحمہ االلہ تعالٰی۲ـــہ، واﷲ تعالٰی اعلم۔

اگرکوئی شخص کرائے پرمکان دے اور وہاں آتشکدہ، گرجایا کلیسا بنادیاجائے یاوہاں سے عام لوگوں پر شراب فروخت ہونے لگے تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں کرائے پرمکان دینے والے کے لئے کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(۲ـــہ الہدایۃ   کتاب الکراہیۃ   فصل فی الاستبراء   مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۷۰)

مسئلہ ۵۷: ازکلکتہ بتوسط قاضی عبدالوحید صاحب عظیم آبادی منتظم تحفہ حنفیہ ۱۴رجب ۱۳۱۶ھ

کیافرماتے ہیں حضرات علماء دین وحامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فی زماننا شہرکلکتہ میں چنددنوں سے یہ امرمروج ہواہے کہ برائے دفع وبا اکثر محلوں چندچندلوگ ایک ایک فرقہ ہوکر راتوں کو مع علم ونشان وروشنی وغیرہ نکلتے ہیں اور ہرگلی کوچہ وشارع عام میں آوازیں ملاملاکر بآواز بلندشعر ؎

لی خمسۃ اطفی بھا حرالوباء الحاطمہ   المصطفٰی والمرتضٰی وابناھما والفاطمہ

(میرے لئے پانچ (ہستیاں) ہیں ان کے ذریعے توڑ کر رکھ دینے والی وباکی گرمی بجھاتاہوں اور وہ پانچ (ہستیاں) یہ ہیں (۱) حضرت محمدمصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (۲) حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ(۳و۴) ان کے دونوں صاحبزادے (۵) سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا۔ت)

کو پڑھتے پھرتے ہیں اس فعل کو قطع نظراہل تشیّع کے حضرات علماء اہلسنت وجماعت سے بھی بعض صاحب جائزبتاتے اوراکثر حضرات ناجائز بتاتے ہیں پس شعر مذکور کودافع وبا اعتقاد کرکے بہ ہیئت مذکورہ پڑھتے پھرنا ازروئے شریعت غراعنداہل السنۃ والجماعۃ کیساہے؟

الجواب: مضمون شعرفی نفسہٖ حسن ہے اور محبوبان خدا سے توسّل محمود اور ذکرخمسہ پر شبہہ مردود کہ بعدحضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چار میں حصرغیرمقصود، عددنافی زیادت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ان لی خمسۃ اسماء، رواہ البخاری۱؎عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ میرے پانچ نام ہیں۔ جبیربن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسے بخاری سے روایت کیاہے۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الصف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۲۷)

اور فرماتے ہیں صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم: اعطیت خمسالم یعطھا احد من الانبیاء قبلی رواہ الشیخان۲؎ عن جابر بن عبداﷲ رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔

مجھے پانچ اوصاف عطاہوئے جومجھ سے پہلے کسی نبی کوعطانہیں ہوئے۔ بخاری ومسلم نے اس کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیاہے۔(ت)

(۲؎ صحیح البخاری کتاب التیمم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۸)
(صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹)

مگر علم ونشان مہمل اور ان سے توسل باطل اورہیأت مذکورہ لہو اشبہ، توسّل دعاء ہے اور دعاکاطریقہ اخفاء۔ واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۵۸ : ازضلع نواکھالی ڈاکخانہ دلال بازار موضع لکھی پورہ مرسلہ عبدالودود صاحب ۱۵شوال ۱۳۱۷ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی گاؤں میں مرض ہیضہ جاری ہوتو برائے دفع مرض ہیضہ آج اس میدان، کل دوسرے میدان میں سات باراذان کہہ کر ہرروز اس طورپرنماز پڑھنا بہ نیت دفع البلا بہت لوگ جمع ہوکر کے اور شیرینی یاکھیر پکاکرکے اللہ کے واسطے میدان میں لے جاکر کھاتے ہیں اور بکری کے کان میں سورہ یٰسین اور سورۃ تبارک الذی پڑھ کر دم کرکے مکان کے چاروں طرف چکّر دلاتے ہیں پھر اس بکری کو ذبح کرکے سب کو کھلاتے ہیں، آیا یہ باتیں جائزہیں یانہیں؟

الجواب: اذان ذکرالٰہی ہے اور ذکرالٰہی کے برابرغضب وعذاب الٰہی سے نجات دینے والی بلاء غم وپریشانی کی دفع کرنے والی کوئی چیزنہیں۔
اللہ تعالٰی فرماتاہے:الا بذکراﷲ تطمئن القلوب۱؎۔ سن لو اﷲ تعالٰی کی یادہی سے دلوں کو چین ملتاہے۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۱۳/ ۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ماعمل اٰدمی عملا انجالہ من عذاب اﷲ من ذکراﷲ قیل ولاالجہاد فی سبیل اﷲ، قال ولاالجہاد فی سبیل اﷲ الا ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع۔ رواہ الطبرانی۲؎ فی الاوسط والصغیر بسند صحیح عن جابر بن عبداﷲ رضی اﷲ تعالٰی عنہما ولابن ابی الدنیا والبیہقی عن عبداﷲ بن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ان لکل شیئ صقالۃ وان صقالۃ القلوب ذکراﷲ وما من شیئ انجا من عذاب اﷲ من ذکراﷲ قال ولاالجہاد فی سبیل اﷲ قال ولو ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع۱؎

کسی شخص کاکوئی عمل ایسانہیں جو اللہ تعالٰی کے ذکر سے زیادہ مفیداور عذاب الٰہی سے زیادہ نجات دلانے والاہو۔ عرض کی گئی کہ کیاخدا کی راہ میں جہاد بھی نہیں۔ فرمایا: اللہ تعالٰی کی راہ میں جہاد بھی بمقابلہ ذکر کے زیادہ مفید اور نجات کا باعث نہیں مگر یہ کہ اپنی تلوار سے (خدا کے دشمنوں پر) اس قدر وار کرے کہ تلوار ٹوٹ جائے۔ اس کو امام طبرانی نے "الاوسط" میں اور معجم صغیر میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے روایت کیاہے اور ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی سند کے ساتھ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمائی: ہر شَے کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی چیزہے اور دلوں کی صفائی اﷲ تعالٰی کے ذکر سے ہوتی ہے کوئی چیز خدا کے عذاب سے نجات کے سلسلے میں ذکرالٰہی سے بڑھ کر مفید نہیں، حتی کہ فرمایا اللہ تعالٰی کی راہ میں جہاد بھی نہیں اگرچہ وہ اپنی تلوار سے اس کے ٹوٹنے تک وارکرتا رہے۔

(۲؎ المعجم الاوسط حدیث ۲۳۱۷ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/ ۱۵۶)
(الترغیب والترہیب بحولہ المعجم الاوسط والزہد کتاب الذکر والدعاء حدیث ۱۳ مصطفی البابی مصر ۲/۳۹۶)
(۱؎ الترغیب والترہیب بحوالہ ابن ابی الدنیا والبیہقی کتاب الذکروالدعاء حدیث ۱۰ مصطفی البابی مصر ۲/ ۳۹۶)

(شعب الایمان حدیث ۵۲۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۹۶)

ولاحمد وابی بکر بن ابی شیبۃ و الطبرانی فی الکبیر بسند صحیح عن معاذ بن جبل رضی االلہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ماعمل آدمی عملا انجی لہ من عذاب االلہ من ذکرااللہ قالوا ولاالجہاد فی سبیل االلہ قال ولاالجہاد الا ان تضرب بسیفک حتی ینقطع ثم تضرب بہ حتی ینقطع ثم تضرب بہ حتی ینقطع۲؎۔

اور مسنداحمد، ابوبکر ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے معجم کبیر میں بسند صحیح حضرت معاذبن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمائی کہ انسان کا کوئی عمل خدا کے عذاب سے چھڑانے اور نجات دلانے کے سلسلے میں اس کے ذکر سے بڑھ کر مفیداور نافع نہیں، لوگوں نے عرض کی کیاجہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، فرمایا جہاد بھی ذکر سے بڑھ کر نہیں اِلاّ یہ کہ تو اپنی تلوار سے کافروں پر اس حد تک وارکرے کہ تلوارٹوٹ جائے پھروار کرے اور وہ ٹوٹ جائے پھروار کرے اور وہ ٹوٹ جائے۔(ت)

(۲؎ المعجم الکبیر حدیث ۳۵۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/ ۱۶۷)

اور نظروطلب دفع بلاوذکرخدا کے لئے جنگل کوجانے کی اصل نماز استسقاء ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لوتعلمون ما اعلم الٰی قولہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لخرجتم الی الصعدات تجأرون الی االلہ۱؎، رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم والبیھقی فی الشعب بسند صحیح عن ابی الدرداء والحاکم بسند صحیح عن ابی ذر رضی االلہ تعالٰی عنہما۔

کاش تم بھی وہ کچھ جانتے جوکچھ میں جانتا ہوں، حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کہ تم لوگ بلندیوں کی طرف نکل جاتے اللہ تعالٰی کی طرف چیختے چلّاتے ہوئے، امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور حاکم نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کو روایت کیاہے۔(ت)

(۱؎ مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی عن ابی الدرداء کتاب الزہد دارالکتب بیروت ۱۰/ ۲۳۰)
(المستدرک للحاکم کتاب الرقاق ۴/ ۳۲۰)

(شعب الایمان حدیث ۷۹۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۴۸۷)

اور سات کے عدد کو دفع ضرر وآفت میں ایک تاثیرخاص ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال شریف میں فرمایا مجھ پر سات مشکوں پرسربستہ کاپانی ڈالو۔ صحیح بخاری شریف میں ہے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:انہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لمادخل بیتی واشتد وجعہ قال اھریقواعلیّ من سبع قرب لم تحلل اوکیتھن لعلی اعھد الی الناس۲؎۔

حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب میرے گھرتشریف لائے تو آپ کے مرض میں اضافہ ہوگیا۔ فرمایا مجھ پر ایسے سات مشکیزوں کاپانی بہاؤ کہ جن کے بندھن نہ کھولے گئے ہوں (سربستہ مشکیزے ہوں) شاید میں لوگوں سے کوئی عہد لوں۔(ت)

(۲؎ صحیح البخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۳۹)

مواہب شریف میں ہے:وقدقیل فی الحکمۃ فی ھذا العدد ان لہ خاصیۃ فی دفع ضرر السم والسحر۳؎۔

کہاگیا کہ اس سات کے عدد میں حکمت اور راز یہ ہے کہ اس کو زہر اور جادو کانقصان زائل کرنے میں خاص تاثیرہے۔(ت)

(۳؎ المواہب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵۲۰)

شرح زرقانی میں فتح الباری سے ہے:وقد ثبت حدیث من تصبح بسبع تمرات عجوۃ لم یضرہ ذٰلک الیوم سمّ ولاسحر وللنسائی فی قرأۃ الفاتحۃ علی المصاب سبع مرات وسندہ صحیح ولمسلم القول لمن بہ وجع اعوذ بعزۃ االلّٰہ وقدرتہ من شرما اجدواحاذر سبع مرات وفی النسائی من قال عند مریض لم یحضر اجلہ اسأل االلّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک سبع مرات۱؎۔

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ جو کوئی صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھالے تو اسے اس دن زہر اور جادو سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ نسائی شریف میں ہے کہ مصیبت زدہ پرسات مرتبہ فاتحہ پڑھی جائے، اس کی سند صحیح ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ جس کو درد کاعارضہ ہو اس پریہ کلمات سات مرتبہ پڑھے جائیں: اَعُوْذُ

بِعِزَّۃِ اللہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ یعنی اﷲ تعالٰی کی عزت اور اس کی قدرت سے پناہ لیتاہوں اس کے شر سے جس کو میں پاتاہوں اور اس سے ڈرتاہوں (چوکنّارہتاہوں) سنن نسائی شریف میں ہے کہ جو کوئی ایسے مریض کے پاس، جس کی موت مقدرنہ ہو، ان الفاظ سے سات دفعہ دعاکرے تو وہ صحت یاب ہوجائے گا، کلمات یہ ہیں: اسأل اللہ العظیم ربّ العرش العظیم ان یشفیک یعنی میں اللہ عظمت والے سے سوال کرتاہوں جو بڑے عرش کامالک ہے کہ وہ تجھے شفا عطافرمائے(ت)

(۱ـــہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الاول دارالمعرفۃ بیروت ۸/ ۲۵۸)

جماعت میں برکت ہے اور دعائے مجمع مسلمین اقرب بقبول، علما فرماتے ہیں جہاں چالیس مسلمان صالح جمع ہوتے ہیں ان میں ایک ولی اﷲ ضرورہوتاہے۔

حدیث میں ہے:اذا شھدت امۃ من الامم وھم اربعون فصاعدا اجازاﷲ تعالٰی شہادتھم رواہ الطبرانی فی الکبیر۲ـــہ والضیاء المقدسی عن والد ابی الملیح۔

جب کوئی جماعت حاضر ہو اور چالیس افراد یا اس سے زیادہ ہوں تو اللہ تعالٰی ان کی شہادت کو جائز قراردیتا ہے۔ امام طبرانی نے معجم کبیرمیں اور ضیاء مقدسی نے ابوالملیح کے والد کے حوالے سے اس کو روایت کیاہے۔(ت)

(۲ـــہ المعجم الکبیر حدیث ۵۰۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۱۹۰)

تیسیر شرح جامع صغیر میں فرمایا:قیل وحکمۃ الاربعین انہ لم یجتمع ھذا العدد الا وفیھم ولی۱ـــہ۔

کہاگیاہے کہ چالیس کے عدد میں حکمت یہ ہے کہ یہ تعداد کبھی پوری نہیں ہوتی بجز اس کے کہ ان میں کوئی نہ کوئی ولی ضرورہوتاہے(ت)

(۱ـــہ التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف الہمزہ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۱/ ۱۱۰)

مگریہ نمازفرض ہوناچاہئے، نفل پڑھیں تو الگ الگ، ورنہ نفل جماعت کثیرہ کے ساتھ مکروہ ہے، چارمقتدی ہوں تو بالاتفاق اور تین ہوں تو علی المرجوع۔

درمختارمیں ہے:التطوع بجماعۃ یکرہ لوعلی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر۲؎۔

نوافل باجماعت پڑھنامکروہ ہے بشرطیکہ بطور تداعی ہوبایں طریقہ کہ چارآدمی ایک کی اقتداء کریں، جیسا کہ درر میں ہے(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۹)

ردالمحتار میں ہے:اما اقتداء واحد بواحد اواثنین بواحد فلایکرہ وثلثۃ بواحد فیہ خلاف بحر۳؎ عن الکافی۔

لیکن ایک کا ایک کی اقتداء کرنا یادو کا ایک کی اقتداء کرنا مکروہ نہیں اور تین کے ایک کی اقتداء کرنے میں اختلاف ہے۔ البحرالرائق نے الکافی سے نقل کیا(ت)

(۳؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۷۶)

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں زیرقول شارح لواقتدی ثلثۃ بواحد اختلف فیہ (اگر تین شخص ایک کی اقتداء کریں تو اس میں اختلاف کیاگیاہے۔ت) فرمایا:والاصح عدم الکراھۃ۴؎ (زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس میں بھی کراہت نہیں۔ت)

(۴؎ مراقی الفلاح مع شرح الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل بیان النوافل نورمحمد کتب خانہ کراچی ص۲۱۱)

شیرینی یاکھانا فقراء کوکھلائیں تو صدقہ ہے اور اقارب کو تو صلہ رحم اور احباب کو تو ضیافت، اور یہ تینوں باتیں موجب نزول رحمت ودفع بلاومصیبت ہیں۔

ابویعلٰی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ان الصدقۃ وصلۃ الرحم یزیداﷲ بھما فی العمر ویدفع بھما میتۃ السوء ویدفع بھما المکروہ والمحذور۱؎۔بیشک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالٰی عمربڑھاتاہے اور بری موت کو دفع فرماتا ہے اور مکروہ واندیشہ کو دورکرتاہے۔

(۱؎ مسند ابی یعلٰی حدیث ۴۰۹۰ مؤسسۃ علوم القرآن ۴/ ۱۴۶۔۴۷)

ابو الشیخ ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الضیف یاتی برزقہ ویرتحل بذنوب القوم یمحص عنھم ذنوبھم۲؎۔

مہمان اپنا رزق لے کرآتاہے اور کھلانے والے کے گناہ لے کرجاتاہے اور ان کے گناہ مٹادیتاہے۔

(۲؎ کشف الخفاء بحوالہ ابن ابی شیبہ حدیث ۱۶۴۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۳۳)

نیز امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی کہ وہ فرماتے ہیں:لان اجمع نفرا من اخوانی علی صاع اوصاعین من طعام احب الی من ان ادخل سوقکم فاشتری رقبۃ فاعتقہا۳؎۔

بیشک یہ بات کہ میں اپنے بھائی سے ایک گروہ کو جمع کرکے دو ایک صاع کھانا کھلاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمہارے بازار میں جاؤں اورایک غلام خرید کر آزاد کردوں۔

(۳؎ الادب المفرد باب ۲۵۵ حدیث ۵۶۶ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ص۱۴۸)

یہی حال بکری ذبح کرکے کھلانے کاہے مگرتجربہ سے ثابت ہواہے کہ جان کا صدقہ دینازیادہ نفع رکھتاہے اور قرأت قرآن کا موجب شفا وبرکت ودافع بلاونقمت ہونا خود قرآن مجید سے ثابت خصوصاً یسین شریف کہ قضاء حاجات واجابت دعوات کے لئے تریاق مجرب ہے، رہا بکری کے کان میں پھونکنا اور اسے مکان کے گرد پھرانا اگر کسی صالح معتمد کے قول سے ثابت ہو تو ازقبیل اعمال مشائخ ہوگا ورنہ عبث ہے۔ دفع وبا کے لئے اذان کی تحقیق ہمارے رسالہ نسیم الصبا ان فی الاذان یحول الوبا (صبح کی ہوا اس بارے میں کہ اذان وبا کو ٹال دیتی ہے۔ت) اور اسی غرض سے مسلمانوں کو جمع کرکے کھانا کھلانے اور صدقہ وصلہ وضیافت کے فوائد کابیان ساٹھ حدیثوں سے ہمارے رسالہ مرادالقحط والوباء بدعوۃ الجیران ومواساۃ الفقراء(ہمسایوں کی دعوت اور فقراء سے اظہار ہمدردی قحط اور وباء کو پھیردینے والے اعمال ہیں۔ت) اور اعمال مشائخ کے جواز کے ساتھ تفصیل ہمارے رسالہ

منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین

(انگوٹھے چومنا آنکھوں کی روشنی کاروحانی علاج ہے۔ت) وغیرہا میں ہے۔سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۵۹ : ۲۰شوال ۱۳۱۹ھ
چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ چوں درمحلہ ازمحلات دہ مرض وبا واقع شود مرد مان محلہائے دیگرگوسپندی سیاہ گرفتہ سورہ یسین وتبارک خواندہ درہردوگوش آں بزدم کردہ باطراف ایں موضعہا برگردانیدہ باجائے اول آوردہ ذبح کنند واستخوان وپوست رادراں زمین دفن کردہ گوشتہارا پزانیدہ پارہ پارہ ازاں بہریک مردم آں وہ تقسیم کنند وایں نظم ؎
لی خمسۃ اطفی بھا حرالوباء الحاطمہ
المصطفٰی والمرتضٰی وابناھما والفاطمہ
رابر پرچہ نوشتہ برہرچہار گوشہ آں محلہ آویزند وہمچنیں بخوف مرض چیچک انگریزاں قطرہ ریم بربازوے مردماں زخم کردہ آں نجس رادخل کنند پس ایں ہمہ موافق شرع جائزاست یانہ؟ بیّنوا بالکتاب وتوجروا عندالحساب۔

علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کیافرماتے ہیں کہ جب گاؤں کے کسی محلہ میں مرض بصورت وباپھوٹ پڑے تو دوسرے محلوں والے لوگ ایک سیاہ رنگ کابکراخرید کر لاتے ہیں اور سورہ یسین وسورہ ملک پڑھ کر اس کے دونوں کانوں میں پھونکتے ہیں ازاں بعد اسے گاؤں کے گردگھماتے پھراتے ہیں اور پھرپہلے مقام پر لاکرذبح کردیتے ہیں، اس کی کھال اور ہڈیاں وہیں دفن کردیتے ہیں اور گوشت پکاکر گاؤں کے مردوں میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کیاجاتاہے اور یہ شعر چار الگ الگ کاغذوں پر لکھ کر گاؤں کے چاروں کونوں میں ایک ایک کاغذ لٹکادیتے ہیں ؎

لی خمسۃ اطفی بھا حرالوباء الحاطمہ
المصطفٰی والمرتضٰی وابناھما والفاطمہ

(میرے لئے پانچ نفوس قدسیہ وسیلہ اور سہارا ہیں میں ان کے توسل سے کمرتوڑ وبا کی حرارت اور گرمی کوبجھاتا اور ٹھنڈا کرتاہوں وہ پانچ ہستیاں یہ ہیں:
حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ

تعالٰی عنہ، ان دونوں کے صاحبزادے حضرت حسن اور حضرت حسین علیہما السلام، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرارضی اللہ تعالٰی عنہا) اسی طرح مرض چیچک کے ازالہ کے لئے بطور علاج انگریز لوگوں کے بازوؤں کو زخمی کرکے ناپاک پیپ کے قطرات ان کے جسم میں داخل کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ ازروئے شرع جائزاوردرست ہے؟ کتاب اللہ کی روشنی میں وضاحت فرماکر مہربانی فرمائیں تاکہ بوقت حساب عنداللہ اجروثواب پائیں۔(ت)

الجواب: ذبح جانورلوجہ اﷲ تعالٰی وتقسیم لحم اوبہ مسلمین وقرأت تبارک ویسین ہمہ امرخوب ومحبوب ست وردفع بلاباذن اﷲ جل وعلا اثرے تمام دارد
ودرگوش بُز دمیدن وبہ اطراف موضع گردانیدن ازقبیل خصوصیات اعمال مشائخ ست بسیارے ازامثال اینہا شاہ ولی اﷲ صاحب دہلوی درقول الجمیل آوردہ اند فاما دفن پوست درزمین تضیع مال است واو روانیست لقولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ان اﷲ کرہ لکم اضاعۃ المال وکثرۃ السوال وقیل وقال۱؎، رواہ آنست کہ پوست بمساکین بخشند وتعلیق آں شعر بز وائے محلہ نیزجائز و روا وازباب توسل بمحبوبان خداست جل وعلا وعمل ٹیکا دردفع چیچک باذن اﷲ تعالٰی نفع
میدہدوہمچوں تداوی اگرچہ مشتمل برچیزے ازالم بود ممنوع نیست مثل داغ نہادن آری متوکلان رانباید الذین لایسترقون ولایکتوون ولایتطیرون وعلٰی ربھم یتوکلون جعلنا اﷲ منھم واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

کسی جانور کو اللہ تعالٰی کی رضاوخوشنودی کے لئے ذبح کرکے اس کا گوشت مسلمانوں میں تقسیم کرنا اور اسی طرح سورۃ یسین اور سورۃ ملک کی تلاوت کرنا بہترین اور مستحسن اعمال ہیں اللہ تعالٰی کے اذن سے بلاومصیبت کوٹالنے کامؤثر ذریعہ ہیں، جہاں تک بکرے کے کانوں میں سورتیں پڑھ کر پھونکنے گاؤں کے گردگھمانے والے عمل کاتعلق ہے تو یہ ازقبیل خصوصیات اعمال بزرگان دین ہے، چنانچہ اس نوع کی بہت سی مثالیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب "القول الجمیل" میں بیان کی ہیں۔ رہاکھال کو دفن کردینے کامعاملہ، تویہ مال کو ضائع کردینے کے مترادف ہے جوجائزنہیں۔ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے کہ "بیشک اللہ تعالٰی نے تمہارے لئے ان تین کاموں کوناپسند فرمایا (۱) مال ضائع کرنا(۲) زیادہ سوال کرنا(۳) اِدھراُدھر کی بیہودہ اور لغوباتیں کرنا۔ لہٰذامناسب یہ ہے کہ بکرے کی کھال محتاجوں، ناداروں کو بطوراعانت وامداد دے دی جائے اور شعرمذکور کاگاؤں کے چاروں اطراف میں لٹکانا روا اور درست ہے اور محبوبان خدا کو وسیلہ بنانے کے باب سے ہے (ان سب پراللہ تعالٰی کی رحمت اور سلام ہو) نیز مرض چیچک کے دفاع اور ازالہ کے

لئے انجکشن لگوانا باذن اللہ تعالٰی نفع بخش ہے، اسی طرح ایسی دوا استعمال کرنا یاطریقہ اپنانا جوبظاہر تکلیف دہ بھی ہو شرعاً منع نہیں جیسا کہ جسم پرگل یعنی داغ لگوانا وغیرہ، ہاں البتہ اصحاب توکل کے لئے ایساکرنا مناسب نہیں، چنانچہ حدیث پاک میں کچھ محبوب بندوں کے بارے میں آیاہے کہ وہ ایسے مقربان بارگاہ ہیں کہ دم او رجھاڑ پھونک نہیں کرواتے نہ داغ لگواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں بلکہ اپنے پروردگار پرمکمل بھروسا رکھتے ہیں، اللہ تعالٰی اپنے فضل وکرم سے ہمیں ان پاک لوگوں میں شامل فرمائے۔ اللہ تعالٰی پاک برتر اور سب سے زیادہ علم رکھنے والاہے۔(ت)

(۱؎ مسند امام احمدبن حنبل عن مغیرہ بن شعبہ دارالفکر بیروت ۴/ ۲۹۴)
(صحیح البخاری کتاب الرقاق باب مایکرہ من قیل وقال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۵۸)

مسئلہ ۶۰ : مسئولہ حافظ امیراللہ صاحب ۲۰شوال ۱۳۲۲ھ
یہ خط ایک شخص صادق تخلص سیتاپوری کامیرے نام آیاہے اس کی آخری عبارت ملاحظہ فرمائیں، عبارت یہ ہے:

اگرآں جاراترک کردہ مابقی راازیں بلا(یعنی طاعون) حفاظت کنند بعقل نزدیک وازمحاظرہ ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ۱؎ دورست۔

اگر ا س جگہ کو چھوڑ دے اورباقیماندہ جگہ کی طاعون کی مصیبت سے حفاظت کی جائے تو یہ عقل کے قریب، اور آیہ مذکورہ کی ممانعت سے بعید ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے: لوگو! اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵)

زیراکہ حدیثے کہ درعدم فرار وارد شدہ مصنف "سکن الشجون فی حکم الفرار عن وباء الطاعون" بدلائل وبراہین ثابت کردہ کہ اوّلاً طرق روایان حدیث بسیار مخدوش ست یعنی دونفرازانہا مجہول وغیرثقہ است وثانیاً نفس حدیث مقامی ست زیراکہ دروقتے کہ عسکر اسلامی ازبرائے حفاظت ثغور مقرر بودند طاعون آمدوآنہامی گریختند حضرت فرمودند کہ نگریزند۔ خلاصہ بخیال من بااینحالت آنجا سکونت جاہلانہ خودرابہبلاانداختن ست فقط۔

اس لئے کہ جو حدیث طاعون سے نہ بھاگنے کے بارے میں وارد ہوئی ہے مصنف "سکن الشجون فی حکم الفرار عن وباء الطاعون" نے عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اوّلاً توحدیث مذکور کی سندبلحاظ رواۃِ حدیث بہت مخدوش ہے یعنی دوآدمی اس میں مجہول اور غیرثقہ ہیں، ثانیاً حدیث مذکور اس مقام سے تعلق رکھتی ہے کہ اس وقت اسلامی فوج اسلامی سرحدوں کی حفاظت کے لئے مقرر کی گئی پھر وہاں اچانک طاعون پھیل گیا اور لوگ اِدھراُدھر بھاگنے لگے توحضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نہ بھاگیں۔(خلاصہ کلام) میرے خیال میں اس حالت میں اس جگہ ٹھہرنا جہالت او راپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔فقط۔(ت)

الجواب: حدیث فرار عن الطاعون کو مخدوش ومجروح او ر اس کے دو راویوں کو مجہول وغیرثقہ نہ کہے گا مگرجاہل یاگمراہ۔ حدیث صحیح نقی منقی صفی مصفی، صحیحین بخاری ومسلم وموطاء مالک ومسندامام احمد وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وغیرہا میں بطریق عدیدہ واسانیدجیّدہ صحیحہ حدِ شہرت واستفاضہ پر مروی ہوئی اور اسے مقامی بمعنے مذکور بھی نہ کہے گا مگروہ کہ ارشاداتِ محمدرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پردہ تاویل باطل وعلیل میں رَد کرناچاہتاہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تویوں ارشاد فرمائیں:اذاسمعتم بالطاعون بارض فلاتدخلوا علیہ واذا وقع وانتم بارض فلاتخرجوا منہا فرارامنہ، رواہ الشیخان۱؎ وابوداؤد النسائی ومالک واحمد عن عبدالرحمٰن بن عوف والبخاری ومسلم عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

جب تم کسی زمین میں طاعون ہوناسنو تو اس پر داخل نہ ہو اور جب وہاں طاعون آئے جہاں تم ہو تو طاعون سے بھاگنے کے لئے وہاں سے نہ نکلو(بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، امام مالک اور امام احمد نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے حوالے سے اسے روایت کیاہے او ربخاری ومسلم نے اسے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم کی سند کے ساتھ بھی روایت کیاہے۔ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب ۱/ ۴۹۴، وکتاب الطب ۲/ ۸۵۲ قدیمی کتب خانہ کراچی)
(صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۸)
(سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الخروج من الطاعون آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۸۶)
(موطاالامام مالک باب ماجاء فی الطاعون میرمحمد کتب خانہ کراچی ص۷۰۰)

(مسندامام احمد　　عن عبدالرحمن بن عوف　　المکتب الاسلامی بیروت　۱/ ۱۸۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴)

اور اس کے معنی یہ قراردئیے جائیں کہ کسی جہاد کے وقت طاعون ہوا تھا تو اس جہاد سے بھاگنے کی مخالفت میں فرمائی گئی انا اللہ وانّا الیہ راجعون (یقینا ہم اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کرجانے والے ہیں۔ت) یہ تاویل نہیں صریح تحریف وتبدیل ہے اور نہ صرف تبدیل بلکہ محمدرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پرافتراکہ حضورنے اس غرض سے فرمایا، حالانکہ کسی روایت ضعیفہ میں بھی یہ سبب وغرض ارشاد مذکور نہیں محض اختراع وافتراء ہے۔

وقدقال رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم من کذب علیّ متعمدا فلیتبوّأ مقعدہ من النّار ۱؎۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ کہا اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھ لیناچاہئے۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری　کتاب العلم　باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم　قدیمی کتب خانہ کراچی　۱/ ۲۱)

سکن الشجون کیاچیزہے اس کا مصنف کون ہے، کشف الظنون تک تو اس کا پتا نہیں کوئی حال کاجاہل مجہول ہوتو ہواکرے، القاء بالایدی الی التھلکۃ (ہاتھوں کوہلاکت میں ڈالنا۔ت) کیاہے محمدرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے احکام کو نہ ماننا، ورنہ یہ آیت تحریم جہاد کے لئے عمدہ دستاویز ہوجائے گی، جو تہلکہ چمکتی تلواروں اور برستے تیروں او رتوپ کے متواتر گولوں کے سامنے ہے طاعون میں اس کا عشرعشیر بھی نہیں توجہاداکبر سے زائد حرام ہوگا اور جہاد سے بھاگنا فرض حالانکہ قرآن نے اس کا عکس فرمایا ہے قرآن عظیم ترک جہاد وفرارعن الجہاد ہی کوتہلکہ فرماتا ہے جسے یہ عبدۃ الہوی ہلاک سمجھیں وہ نجات ہے اور جسے نجات سمجھ رہے ہیں وہ ہلاک ہے۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:''کریمہ لاتلقوا"

ہم انصار میں اتری کہ جب دین متین کو اللہ عزوجل نے عزت بخشی اور اسلام پھیل گیا ہم نے کہا اب جہاد کی کیاضرورت ہے اب خانگی امور جو اتنے روزوں سے خراب پڑے ہیں بنالیں اس پرارشاد ہوا:وانفقوا فی سبیل االلہ ولاتلقوا بایدیکم

الی التھلکۃ۲؎" اپنی جان اور مال جہاد میں خرچ کرو اور ترک جہاد کرکے اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔(ت)

(۲؎ معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیہ ۲/ ۱۹۵ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۱ و ۱۷۲)

معالم شریف میں ہے:فالتھلکۃ الاقامۃ فی الاھل والمال وترک الجھاد۳؎۔"التہلکہ" اہل ومال سے وابستہ رہنا اور جہاد کے لئے نہ نکلنا ہے۔(ت)

(۳؎ معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیۃ ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۲)

امام اجل احمدبن حنبل مسندمیں جابررضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الفار من الطاعون کالفارمن الزحف ومن صبرفیہ کان لہ اجر شھید۱؎۔

طاعون سے بھاگنے والا ایساہے جیسے جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا، اور جو اس میں صبر کئے بیٹھارہے اس کے لئے شہیدکاثواب ہے۔

(۱؎ مسند امام احمد بن حنبل مرویات عبدا اللہبن جابر انصاری رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۲/ ۳۶۰)
(کنزالعمال حدیث ۲۸۴۴۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۷۹)

اور جہاد سے بھاگنے والے کو اللہ عزوجل فرماتاہے:فقد باء بغضب من اللّٰہ ومأوٰہ جھنم وبئس المصیر۲؎۔

وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بری بازگشت ہے۔

(۲؎ القرآن الکریم ۸/ ۱۶)

توثابت ہوا کہ طاعون سے بھاگنے والا اللہ کے غضب میں جاتاہے اورجہنم اس کا ٹھکاناہے اسی کوفرمایا کہ:لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۳؎۔

اپنے ہاتھوں ہلاکت وغضب خدا اور استحقاق جہنم میں نہ پڑو۔

(۳ـــالقرآن الکریم ۲/ ۱۹۵)

اب بتائیے کہ طاعون سے بھاگنا "تہلکہ" ہے یااپنے رب عزوجل پرتوکل کرکے صابرومقیم رہنا۔ اللہ تعالٰی توفیق دے کہ احکام محمدرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے ہوائے نفس سے رد نہ کیاجائے ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم (گناہ سے بچنے او رنیکی کی قوت وطاقت کسی میں نہیں بجزاللہ تعالٰی بلندمرتبہ اور عظیم الشان کی توفیق کےـت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۱: ۱۷محرم الحرام ۱۳۲۳ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید رہنے والا بدایوں کا ہے اور بریلی میں انگریزی ملازم ہے، بدایوں سے اپنے عیال واطفال کولانے کامصمم ارادہ کرلیا تھا کہ اس عرصہ میں بدایوں میں طاعون شروع ہوگیا، اس وجہ سے نہ لاسکا، اگرشریعت اجازت دے تو زید اپنے متعلقین کو لاکر دنیوی تفکّرات اور دوہرے خرچ سے نجات پائے۔

الجواب: اللہ عزوجل دل کے خطروں کو جانتاہے اگرواقعی بخوف طاعون وہاں سے ان کا منتقل کرنا مقصود نہیں بلکہ محض اپنے آرام ویکجائی کے لئے بلاشبہہ اجازت ہے بشرطیکہ زوجہ اور بالغ بچوں کو خوب سمجھادے کہ یہ انتقال طاعون سے بچنے کے لئے نہیں نہ تم کہیں بھاگ کرموت سے بچ سکتے ہو میراارادہ قطعی پہلے سے تمہیں بلانے کا تھا بلکہ طاعون کی وجہ سے اتنی دیر کی شاید تمہارا لے جانا ناجائزہو اب کے معلوم ہوا کہ خالص نیت سے لےجانے میں شرعاً حرج نہیں تمہیں اسی طرح لے جاتاہوں جیسا کہ طاعون نہ ہونے کی حالت میں لیجانا، تم پربھی فرض ہے کہ اپنی نیت صحیح کرو طاعون کا خیال دل میں ہرگز نہ لاؤ جس سے یہ ظاہرہوگا کہ بوجہ خوف طاعون اس منتقل ہونے کو غنیمت جانے گا میں اسے یہیں چھوڑدوں گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل جس کا ہرجگہ حکم نافذ ہے اپناجوحکم چاہے نافذ فرمائے، جب یہ تعلیم وتلقین کرے اور ظاہر ہوکہ یہ سچا عقیدہ ان کے دلوں میں جم گیا اور شیطانی خیال نہ رہا اس وقت بے تکلف وہاں سے آئے، اس تعلیم میں سمجھ والے بچوں کو بھی شریک کرے اگرچہ بالغ نہ ہوں کہ تعلیم حق کے وہ بھی محتاج ہیں، حق سبحٰنہ ہرجگہ مسلمانوں کو عافیت بخشے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین‌واللہ تعالٰی علم۔

مسئلہ ۶۲ : ازامروہہ ضلع مرادآباد مرسلہ حکیم ظہوراحمد صاحب

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈاکٹری دواسیال جس میں شرا ب کاجُز ہو حکیم مریض کو استعمال کرائے جائزہے یاناجائز؟ حکیم پرگناہ ہے یانہیں؟ یاایسی ڈاکٹری دوا کہ جس میں شراب کا جُز تو نہیں مگر وہ ایسی تیارکی گئی ہے کہ جیسے عطربغیر روغن صندل کے تیارنہیں ہوتا۔ برانڈی کا استعمال مریض کو جائز یاناجائز؟ خشک دواشیشی یامحذر کااستعمال مریض کوجائزہے یانہیں؟ علمائے دیوبند ادویہ ڈاکٹری کااستعمال ممنوع فرماتے ہیں۔ اگرجوابی کارڈ کافی نہ ہو براہ عنایت بیرنگ لفافہ پرجواب عنایت فرمائیے اللہ تعالٰی آپ کو اس کا اجرخیرعطافرمائے گا

بیّنواتوجروا۔

الجواب: شراب کسی قسم کی ہو مطلقاً حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجس بھی۔ برانڈی ہو خواہ اسپرٹ خواہ کوئی بلا، جس دوا میں اس کا جز ہو خواہ کسی طرح اس کی آمیزش ہو اس کاکھانا پینا بھی حرام، اس کا لگانا بھی حرام، اس کا بیچنا خریدنا بھی حرام، طبیب کہ اس کا استعمال بتائے مبتلائے گناہ و آثام۔ یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب صحیح ومعتمد ہے۔ ہاں افیون بھنگ وغیرہ خشک چیزیں کہ نشہ لاتی یاتحذیر وتفتیر کرتی ہیں اُن کا نشہ حرام ہے اور وہ خود ناپاک نہیں تو اُن کا لگانا مطلقاً جائز اور اگر کسی دوا میں ان کا اتنا جُز ہوکہ نشہ یاتحذیر نہ لائے تو اس کے کھانے میں بھی حرج نہیں ڈاکٹری ٹنچر وغیرہ رقیق دوائیں عموماً اسپرٹ کی آمیزش سے خالی نہیں ہوتیں وہ سب حرام ونجس ہیں، ہاں کونین وغیرہ کی طرح خشک دوامضائقہ نہیں رکھتی جبکہ اس میں کسی حرام کاخلط نہ ہو، ان مسائل کی تحقیق درمختار وردالمحتار وفتاوٰی فقیر میں بروجہ کافی ہے۔ واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۳: ازبنارس مرسلہ مولوی ممنون حسن خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر ۱۶شعبان معظم ۱۳۳۰ھ

ہادی راہ شریعت جناب مولوی احمدرضاخاں صاحب دامت برکاتکم بعد سلام علیک وآداب عرض ہے کہ عرصہ سے خیریت جناب مقدس کی دریافت نہیں، اس وقت ضرورت التماس یہ ہے کہ ایک مسئلہ دریافت طلب ہے جس کو کئی شق میں کرکے گزارش کرتاہوں امید کہ جواب سے جلد سرفراز فرمایاجائے۔ مصنوعی دانت کااستعمال جائزہے یانہیں؟ یہ مصنوعی دانت اس طرح بنتے ہیں کہ دانت دیگرممالک غیراسلام سے بن کر آتے ہیں مگر اُن کی ترکیب کہ کن کن اجزأ سے بنتے ہیں مجھ کو معلوم نہیں ہے مگرتاہم اب تک میرے علم میں کوئی ایسی چیزان کی ترکیب میں نہیں آئی ہے جس کے داخل ترکیب ہونے کی وجہ سے ان کو میں

حرام یاناجائز خیال کروں۔ ان دانتوں کو ہندوستانی کاریگر ہرشخص کے منہ اور تالو کی صورت کے مشابہ تالو بناکر اس میں لگادیتے ہیں جو منہ میں لگالیاجاتاہے اور یہ حقیقت مصنوعی دانتوں کی ہے۔ دریافت طلب یہ امرہے کہ مندرجہ بالا تالُو اگر سونے کایعنی زرکاہو یاکسی اور معدنیات کامثل ایلومینیم کے تومردوں کے لگانے کے واسطے کہاں تک جائزہے، ایلومینیم وہ معدنیات میں سے ہے جس کے زمانہ حال میں ہلکی ہلکی دیگچیاں اور ظروف وغیرہ بنتے ہیں۔ مردوں ا ورعورتوں کے واسطے اور زر اور ایلومینیم کے واسطے اگر شریعت کاحکم جداجداہے تو مفصل جواب سے مطلع فرمائیے چونکہ ضرورت اشد ہے اس لئے جواب سے جلد مطلع فرمایاجائے۔

الجواب: بوالاملاحظہ جناب گرامی القاب فضائل نصاب جناب مولوی محمدممنون حسن خاں صاحب بہادر بالقابہ دام مجدہ السامی، بعد اہدائے ہدیہ سنۃ سنیہ ملتمس، بنے ہوئے دانت لگانے میں حرج نہیں۔ طاہرقدوس عزّجلالہ نے ہرچیز اصل میں پاک بنائی ہے جب تک کسی شے میں کسی نجاست کاخلط ثابت نہ ہوپاک ہی مانی جائے گی۔

ردالمحتار میں ہے:لایحکم بنجاستھا قبل العلم بحقیقتھا ۱؎۔

کسی چیز کی نجاست کاحکم نہیں دیاجاسکتا جب تک کہ اس کی حقیقت معلوم نہ ہو۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الطہارت باب الانجاس داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۰)

سونے کا تالو عورتوں کو مطلقاً جائزہے اور مردوں کو بضرورت یعنی جبکہ سونے میں کوئی خصوصیت محتاج الیہا ایسی ہوکہ چاندی وغیرہ سے حاصل نہ ہوسکتی ہو ورنہ دوسری دھات اختیارکریں چاندی کی حاجت ہوتو وہ ورنہ ایلومینیم یاجومناسب ہو۔

درمختارمیں ہے:لایشد سنہ المتحرک بذھب بل بفضۃ ویتخذ انفا منہ لان الفضۃ تنتنہ۲؎۔

ہلنے والے دانت کو سونے کے تاروں سے مضبوط نہ کیاجائے بلکہ چاندی استعمال کی جائے، ہاں البتہ سونے کی مصنوعی ناک بناکر لگائی جاسکتی ہے کیونکہ چاندی میں بدبو پیداہوجاتی ہے۔(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۰)

ہدایہ میں ہے:الاصل فیہ التحریم والاباحۃ للضرورۃ وقد اندفعت بالفضۃ وھی الادنی فبقی الذھب علی التحریم والضرورۃ لم تندفع فی الانف دونہ حیث انتن۳؎ اھ واﷲ تعالٰی اعلم۔

سونے کے استعمال میں اصل حرمت ہے اور اس کا مباح ہوناضرورت کی وجہ سے ہے کیونکہ چاندی سے یہ ضرورت پوری ہوجاتی ہے اور اس کا استعمال بنسبت سونے کے قریب ہے، لہٰذا سونا اپنی حرمت پرباقی رہے گا، اور یہ ضرورت ناک لگانے میں بغیر سونے کے پوری نہیں ہوسکتی(لہٰذا سونے کی مصنوعی ناک لگاناجائزہے) کیونکہ سونے کے علاوہ باقی دھاتوں میں بدبو پیداہوجاتی ہےاھ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۳؎ الہدایۃ کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی اللبس مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۵)

مسئلہ ۶۴ : ازسرنیاں ضلع بریلی مرسلہ امیرعلی صاحب قادری ۴رجب ۱۳۳۱ھ
شفاخانہ کی دوا استعمال کرنے کاکیاحکم ہے؟

الجواب: انگریزی دوا جس میں شراب پڑتی ہے جیسے ٹنکچر، وہ مطلقاً ناجائزہے، اور جس دوا میں کوئی ناپاک یاحرام چیزمعلوم نہ ہو اس سے بچنا بہترہے۔واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۵ : اہل ہنود سے بیماری کی دواکرانا کیساہے؟

الجواب: طبیب اگر کوئی ناجائز چیز دوامیں بتائے جب تو جائزنہیں اگرچہ طبیب مسلمان ہو اور جائز چیزمیں حرج نہیں اگرچہ کافرہو مگرہندؤوں کی طلب عقلی اصول کے خلاف اور اکثر مضرہوتی ہے لہٰذا بچناچاہئے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۶ : ازقصبہ بشارت گنج ضلع بریلی متصل بڑی مسجد مرسلہ نجو خاں فوجدار یعنی باتی والہ ۲۵محرم الحرام ۱۳۳۲ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عملیات یعنی تعویذ وغیرہ کتابوں سے کرنا حق ہے یا باطل؟ کس طور سے جواز اور کس طریق سے ناجائز؟ رقم فرمائیں۔

الجواب: عملیات وتعویذ اسمائے الٰہی وکلام الٰہی سے ضرورجائزہیں جبکہ ان میں کوئی طریقہ خلاف شرع نہ ہو مثلاً کوئی لفظ غیرمعلوم المعنی جیسے حفیظی، رمضان، کعسلہون اور اور دعائے طاعون میں طاسوسا، عاسوسا، ماسوسا، ایسے الفاظ کی اجازت نہیں جب تک حدیث یا آثار یااقوال مشائخ معتمدین سے ثابت نہ ہو، یونہی دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائزہے اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے، یونہی حب وتسخیر کے لئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے ا س پرپاؤں پڑیں یہ بھی ممنوع وخلاف ادب ہے، اسی طرح وہ مقصود جس کے لئے وہ تعویذ یاعمل کیاجائے اگر خلاف شرع ہو ناجائز ہوجائے گا جیسے عورتیں تسخیر شوہر کے لئے تعویذ کراتی ہیں، یہ حکم شرع کا عکس ہے۔ اﷲ عزّوجل نے شوہر کوحاکم بنایاہے اسے محکوم بنانا عورت پرحرام ہے۔ یونہی تفریق وعداوت کے عمل وتعویذ کہ محارم میں کئے جائیں مثلاً بھائی کو بھائی سے جداکرنا یہ قطع رحم ہے اور قطع رحم حرام، یونہی زن وشو میں نفاق ڈلوانا ۔

حدیث میں فرمایا:لیس منّا من خبب امرأۃ علٰی زوجھا ۱؎۔

جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑدے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی من خبب امرأۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۶)

بلکہ مطلقاً دومسلمانوں میں تفریق بلاضرورت شرعی ناجائزہے۔ حدیث میں فرمایا:لاتباغضوا ولاتدابروا الٰی قولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم وکونوا عباداﷲ اخوانا ۱؎۔

(لوگو) ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد گرامی تک "اے اﷲ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہوجاؤ"۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الادب باب ماینہٰی عن التحاسد والتدابرالخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۹۶)

غرض نفس عمل یاتعویذ میں کوئی امرخلاف شرع ہو یامقصود میں توناجائزہے ورنہ جائزبلکہ نفع رسانی مسلم کی غرض سے محمود وموجب اجر۔

قال صلی ﷲ تعالٰی علیہ وسلم من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ رواہ مسلم۲؎ عن جابر رضی ﷲ تعالٰی عنہ۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

تم میں جس سے ہوسکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو پہنچائے۔ (امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲؎ صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب الرقیۃ من العین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۴)

مسئلہ ۶۷: مسئولہ مسلمانان جام جودھپور کاٹھیاواڑ معرفت شیخ عبدالستار صاحب پوربند کاٹھیاوار متصل قندیل ۱۵جمادی الاولٰی ۱۳۳۴ھ
ہندو کو شفاء بیماری کے واسطے تعویذ دیناجائزہے یانہیں؟ اگرجائزہے تو اس کاطریقہ کیاہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب
کافر کو اگرتعویذ دیاجائے تومضمر جس میں ہندسے ہوتے ہیں نہ کہ مظہر جس میں کلام الٰہی واسمائے الٰہی کے حروف ہوتے ہیں۔واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۸: مرسلہ عبدالستار بن اسمٰعیل صاحب ازگونڈل کاٹھیاواڑ یکم صفر ۱۳۳۵ھ
(۱) کیافرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں، شراب افیون یا ہروہ چیز جو شرعاً حرام یاناپاک ہو اس کا کسی مرض میں خارجاً ضماداً استعمال کرناکیساہے؟
(۲) اسی طرح بچوں کو نیند لانے یارونے سے روکنے کی غرض سے دوا میں قدرے افیون کا کھلانا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب:
(۱) شراب بھی حرام ہے اور نجس بھی، اس کا خارج بدن پر بھی لگاناجائزنہیں۔ اور افیون حرام ہے نجس نہیں، خارج بدن پر اس کا استعمال جائزہے۔
(۲) بچے کو سلانا یارونے سے بازرکھنے کے لئے افیون دیناحرام ہے اور اس کا گناہ اس دینے والے پرہے بچے پرنہیں،ماحرام اخذہ حرام اعطاؤہ۱؎ (جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

(۱؎ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۸۹)

مسئلہ ۷۰ : مرسلہ سیّد ولی اللہ از موضع لوڑ سرا ڈاکخانہ بھدورا ضلع غازیپور
۲۵ربیع الآخر۱۳۳۵ھ
(۱) کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں باب کہ جن مواضعات میں کہ عارضہ طاعون کی شکایت ہو قبل اس کے کہ لوگ مرنے لگیں یعنی معاً ابتداء علامات وبا مثل مرنا حشرات الارض وغیرہ کا وگندگی وتعفن کا ہونا کہ مقدمہ اس عارضہ مکروہہ کا ہے، خدا کی پناہ یا بوقت ابتدا تعداد اموات صاحبان دیہہ اپنے اپنے مکانوں سے باہرہوجائیں یانہ ہوجائیں، شرع شریف اس امر میں کیا اجازت دیتی ہے اگرا جازت ہے تو کس وقت اور کس شرط کے ساتھ باہر ہوناچاہئے اور اگر شریعت اجازت نہیں دیتی تو باہر کے نکلنے والے لوگ کس گناہ کے مرتکب ہوں گے مع ثبوت حدیث ونص قرآنی کے مطلع کیاجائے۔
(۲) حکمائے اہل فرنگ جو عام طور سے اعلام دربارہ چھوڑنے مکانوں کے کرتے ہیں اور خود باہر نکل جاتے ہیں اور نیز اہل اسلام کا بہت سا حصہ ان کے تبعیت کرتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس طرح دوا کرنا بحالت مرض سنت ہے اسی طرح بحالت خرابی آب وہوا جگہ کا نقل کرنا بھی ایک گونہ علاج ہے تبدیل آب وہوا بھی داخل سنت ہے تو ان لوگوں کی رائے کی تابعداری کرنا ہم سب کو مناسب ہے یانہیں، اور بعضے اشخاص کا یہ خیال ہے کہ اس میں بلاموت بھی لوگ مرجاتے ہیں چونکہ کثرت سے لوگ مرتے ہیں اور بیمارپڑتے ہیں تو یہ اعتراض ہوتاہے کہ کیا ایکبارگی اتنے لوگوں کی موت ایک ہی بار تھی خیر ہرایک سوال کی طرف سے معقول تسلی بخش جواب سے اطلاع دیں ۔
(۳) کتنے میت تک کا جنازہ اکٹھاہوسکتاہے اور نابالغ لڑکی اور لڑکے کا جنازہ بالغ کے ساتھ ہوسکتاہے یانہیں؟ اگرہوسکتاہے تو دعا پہلے بالغ کی پڑھی جائے یانابالغ کی؟ یامحض بالغ کی دعا نابالغ کے لئے کافی ہوسکتی ہے؟ جواب شافی سے ممنون ومشکور کیاجاؤں، مع حوالہ حدیث۔
(۴) لڑکا اور لڑکی نابالغ ہے اس کی شادی ہوگئی ہے بعد شادی کے لڑکی بیوہ ہوگئی تو عقدثانی کے بارہ میں عدّت لیاجائے گا کہ نہیں؟ اگر عدّت لیاجائے تو کب تک؟
(۵) اپنی بیوی میت کا جنازہ شوہرلیجاسکتا ہے کہ نہیں؟ جواب شافی سے ممنون فرمایاجائے۔ بیّنوا توجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب:
(۱) طاعون سے بھاگنا حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الفارمن الطاعون کالفار من الزحف۱؎۔طاعون سے بھاگنے والا ایساہی ہے جیسے کہ جہاد میں کافروں کوپیٹھ دے کربھاگنے والا۔

(۱ـــہ مسند امام احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۸۲، ۱۴۵، ۱۵۵)

جسے اللہ عزوجل فرماتا ہے:فقد باء بغضب من االلہ ومأوٰہ جہنم وبئس المصیر۲ـــہ۔

وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کاٹھکانا جہنم ہے اور بہت ہی بری جگہ پھرنے کی۔

(۲ـــہ القرآن الکریم ۸/ ۱۶)

(۲) کیاایسی چیز دوا کے حکم میں آسکتی ہے نہ کہ معاذاللہ سنت ہونا جس پر اللہ کاغصب ہو اور جہنم ٹھکانا۔ جولوگ اس سے بھاگ کرکہیں بھی جاتے ہیں سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں، اس کی تفصیل ہمارے رسالہ تیسیرالماعون میں ہے۔ جولوگ کہتے ہیں کہ لوگ اس میں بے موت مرجاتے ہیں وہ گمراہ ہیں، اس میں قرآن عظیم کاانکار ہے ان پرتوبہ فرض ہے اورتجدید اسلام وتجدید نکاح چاہئے،

اللہ عزوجل فرماتاہے:وماکان لنفس ان تموت الا باذن االلہ کتٰبا مؤجلا۳ـــہ۔

کون جان بے حکمِ خدا نہیں مرسکتی لکھا ہو احکم ہے وقت باندھا ہوا۔

(۳ـــہ القرآن الکریم ۳/ ۱۴۵)

پیڑ سے ایک آدھ پھل ٹپکتا رہتاہے اسی کا ٹپکنا لکھاتھا اور ایک آندھی آتی ہے کہ ہزاروں پھل ایک ساتھ جھڑ پڑتے ہین ان کا ساتھ ہونا ہی لکھاتھا۔

اللہ تعالٰی فرماتاہے:وکل صغیر وکبیر مستطر۴ـــہ۔

ہرچھوٹی بڑی بات سب لکھی ہوئی ہے۔

(۴ـــہ القرآن الکریم ۵۴/ ۵۳)

(۳) سو ودوسو جتنے جنازے جمع ہوں سب پر ایک ساتھ ایک نماز ہوسکتی ہے۔
(۴) بالغوں کے ساتھ نابالغوں کی نماز بھی ہوسکتی ہے۔
دونوں دعائیں پڑھی جائیں، پہلے بالغوں کی پھرنابالغوں کی۔ اور بہرحال اگر دقّت نہ ہو تو ہرجنازے پرجدا نمازبہترہے۔

درمختارمیں ہے:اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلٰوۃ علی کل واحدۃ اولٰی وان جمع جاز وراعی الترتیب المعھود خلفہ الرجل مما یلیہ فالصبی فالبالغۃ فالمراھقۃ ۱؎ ملتقطا ۔

جب متعدد جنازے (میّت) جمع ہوجائیں یعنی وہ لائے جائیں تو ہرایک پرالگ الگ نماز پڑھنی بہترہے۔ اور اگر سب پراکٹھی نماز پڑھ لے تو یہ بھی جائزہے۔ لیکن صفوف کی ترتیب میں مقرر متعارف کی رعایت کرے (اور وہ یہ ہے کہ) امام کے متصل اس کے پیچھے بالغ مرد ہوں پھر نابالغ بچے پھر بالغہ عورتیں اور ازیں بعد قریب البلوغ لڑکیاں ہو ں بیوہ پر موت شوہر کی عدت ضروری ہے اگرچہ وہ خود ایک دن کی بچی اور اس کا شوہربھی کہ مرگیا ایک دن کا بچہ ہو۔

(۱؎ درمختار کتاب الصلٰوۃ باب صلٰوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۲)

درمختار میں ہے:العدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشر مطلقا وطئت اولا ولو صغیرۃ وفی حق الحامل مطلقا وضع حملھا ولوکان زوجھا المیت صغیرا۲؎۔

عدّتِ وفات چارمہینے اور دس دن علی الاطلاق بغیر کسی قید کے، خواہ ہمبستری ہوئی ہو یا نہ، اگرچہ چھوٹی بچی ہو۔ حاملہ کی عدت علی الاطلاق وضع حمل ہے اگرچہ مرنے والا اس کا زوج چھوٹا ہو(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الطلاق باب العدّۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۵۶)

چارمہینے دس دن عدت کرے گی۔
(۵) مرد اپنی زوجہ کا جنازہ اٹھاسکتاہے۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۱ :ازگونڈل کاٹھیاواڑ۔ مرسلہ عبدالستار بن اسمٰعیل سنّی حنفی قادری ۲۲شعبان ۱۳۳۵ھ
کیافرماتے ہیں علمائے اہلسنّت خصوصاً امام اہلسنّت مجدّد مأتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ محی الاسلام والمسلمین مولانا مفتی قاری شاہ محمداحمد رضاخان

صاحب مدظلہ، اس مسئلہ میں ایک شخص مسلمان یا غیرمسلمان ایک حکیم یاغیرحکیم کے پاس اس لئے آیا کہ اس کے کسی رشتہ دار عورت کے کسی طور سے حمل رہ گیا حمل کے ظاہرہونے سے اس عورت نیزخویش واقارب کی سخت بے عزتی ہونے والی ہے اس لئے خواستگار ہے ایسی دعا کا جس سے حمل ساقط ہوجائے نیز شخص مذکور اس دوا کے عوض میں کچھ رقم بھی پیش کرناچاہتاہے، اب عرض یہ ہے کہ اس قسم کا دوادینا اور اس کامعاوضہ لینا اہل سنت وجماعت کے لئے جائزہے یانہیں خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ کسی سنی مسلمان کی بے عزتی ہونے والی ہے۔بیّنواتوجروا۔

الجواب: اگرا بھی بچہ نہیں بناجائزہے ورنہ ناجائز کہ بے گناہ کا قتل ہے اور چارمہینے میں بچہ بن جاتاہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۲: ازموضع چوپرا ڈاکخانہ بالسی ضلع پورنیہ مرسلہ کلیم الدین صاحب ۱۴ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

کھانے پرفاتحہ شریف یا کوئی آیت قرآن کی پڑھ کر دم کرنا درست ہے یانہیں؟ اگردرست ہے تو کس طرح سے پڑھناچاہئے؟

الجواب: بہ نیت شفاء سورہ فاتحہ یا اور کوئی آیت پڑھ کر دم کی جائے تو حرج نہیں مگر اس کھانے کی احتیاط اور دوچند ہوجائے گی کہ اس کا کوئی دانہ یاقطرہ گِرنے نہ پائے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۳: ازموضع گھورنی ڈاکخانہ کرشنگڑھ ضلع ندیا مرسلہ نذیراحمدصاحب ۶جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

نوشیدن دوائے انگریزی کہ دراں اسپرٹ می ماندوحقیقت ایں اسپرٹ نمی دانم رواست یانہ ودریں دیارماہمہ بایں مبتلا ایذا الاماشاء اﷲ کہ رواج طب یونانی ازبس قلیل قیمتش نیزگراں ست کہ برکس برآں قادرنمی شود۔

انگریزی دوائی پینا کہ اس میں اسپرٹ کی ملاوٹ ہوتی ہے، اور میں اسپرٹ کی حقیقت سے واقف نہیں۔ کیا اس کا استعمال کرناجائز ہے یانہیں؟ لیکن ہمارے ان شہروں میں سب اس مرض میں مبتلا ہیں الاماشاء اﷲ، اس لئے کہ طب یونانی کارواج بہت کم ہے اور وہ زیادہ قیمتی بھی ہے کہ ہرایک اس علاج کی طاقت نہیں رکھتا۔(ت)

الجواب: اسپرٹ قسمے ازشراب ست بغایت تند کہ بہ تیزی خودتنہائی قابل نوشیدن نماندہ است شرابہا کہ ازانگلستان آرندہمہ رابآمیزش قطرات او تیزمی کنند کہ درفلاں شراب در نودہ قطرہ یک قطرہ اسپرٹ است ودرفلاں در صدقطرہ یک قطرہ، ہمہ شرابہا بآشامیدن نشہ آرد وایں بمجرد شمیدن کہ بوئے اومسکرست لاجرم ہمچو جملہ خمورہم حرام ست وہم نجس ہردوائیکہ دروآمیزش اوباشد بریدن طلائے او کردن یک حرام ست ونوشیدن دوحرام بلکہ اوسہ حرام فراہم کردن حرام خرید نش حرام برداشتنش حرام وبدن باو آلودنش حرام واینجا حرام چہارم خوردن، سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم درشراب، دہ کس رالعنت فرمودہ است از انان فروشندہ وخریدہ وبردہ اندہ وآنکہ بہ سوئے اوبرداشتہ شود بالجملہ ہرکہ بہیچ گونہ باوتلبس دارد بحرام وخبیث تلوث دہ وہرکہ مسلمان را ازمن بلاباز داردبرائے اواجرصدشہیدست قال صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید١ ؎۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

"اسپرٹ" شراب کی ایک قسم ہے جوانتہائی تیزہونے کی وجہ سے تنہا پینے کے قابل نہیں۔ پس جو شرابیں برطانیہ سے منگوائی جاتی ہیں اُن سب میں اس کے قطروں کی ملاوٹ انہیں تیز کرنے کے لئے کی جاتی ہے کہ فلاں شراب کے نودس قطروں میں ایک قطرہ اسپرٹ ہے، اور فلاں شراب کے سو قطروں میں ایک قطرہ اسپرٹ کی ملاوٹ ہے۔ اور سب شرابیں پینے سے نشہ لاتی ہیں، اور یہ صرف سونگھنے سے نشہ لاتی ہے اس لئے کہ اس کی "بُو" نشہ آور ہے۔ بلاشبہہ تمام شرابوں کی طرح یہ حرام ہونے کے علاوہ ناپاک بھی ہے لہٰذا جس دوائی میں اس کی ملاوٹ ہو اس کا جسم پر ملناپہلا حرام ہے اور پینادوسراحرام بلکہ تیسراحرام ہے۔ اس کاحاصل کرنا حرام۔ اس کا خریدنا، اٹھانا اور جسم کو اس سے آلودہ کرنایہ سب کام حرام ہیں۔ اور یہاں چوتھا حرام اسے پینا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شراب کے دس افراد پر لعنت فرمائی ان میں سے یہ لوگ ہیں (۱) فروخت کرنے والا (۲)خریدنے والا (۳)اٹھانے والا (۴)وہ جس تک اٹھاکر لے جائے۔ حاصل یہ ہے کہ جو کوئی کسی طرح بھی اس سے وابستہ ہو وہ ایک حرام اور ناپاک چیز سے آلودگی رکھتاہے۔ اور جوکوئی کسی مسلمان کو اس مصیبت سے چھڑائے اور اسے روکے اسے سو شہیدوں کا اجروثواب ہے۔ چنانچہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس خوش نصیب نے میری سنت کو اس وقت تھاما کہ جب میری امت میں فساد پھیل گیا تو اسے سوشہیدوں کاثواب عطاہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مطبع مجتبائی دہلی ص۳۰)
(الترغیب والترہیب الترغیب فی اتباع الکتاب والسنۃ حدیث ۵ مصطفی البابی مصر ۱/ ۸۰)

مسئلہ ۷۴: ازچھپرہ محلہ دھیانوان مرسلہ محمد نبی جان دوافروش ۵رجب المرجب ۱۳۳۶ھ
زید کے پاس ایک نسخہ مردانگی کا ایک ہندوفقیر کادیاہواہے زید اسے بناکر دینے سے بھی عذر کرتاہے نسخہ بتانے سے بھی خیال اس کا ایساہے کہ لوگ حرام کرنے پرتیار ہوجاتے ہیں اس وجہ سے کسی کو نہیں دیتا ہوں کہ اگروہ حرام کریں گے تو میرے نامہ اعمال میں درج ہوں گے اور عمرو نے یہ سوال کیاکہ مجھے نسخہ بتادو اور جو قسم شرعی لیناچاہو لے لو کیونکہ میں بسبب مرض بواسیر کے سخت پریشان ہوں کہ نامردی کے درجہ پرپہنچاہوں میری شادی عنقریب ہونے والی ہے اگرآپ نسخہ نہیں دیتے ہیں تو مجھے بناکر دے دو اگر نہ دوگے تو میں اپنا دلی راز کہہ کر تمہاری آنکھ میں ذلیل ہوا ڈوب مرنے کے سوا اور مجھے کچھ بن نہیں آتا ہے تو یہ خیال زید کا موجب شرع شریف غلط یاصحیح ہے اور عمرو ایک مرد مسلمان نمازی بھی ہے۔

الجواب: اگر وہ نسخہ نہ بتائے اسے دوابناکر دے جبکہ اس میں کوئی ناجائزچیزنہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۱؎ جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہنچاسکتاہو تو اسے نفع پہنچانا چاہئے۔(ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب الرقیہ من العین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۴)

اور اس کا یہ خیال کہ لوگ حرام کریں گے اور اس پروبال محض غلط ہے مسلمان پربدگمانی حرام ہے۔

قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۲؎۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔(ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲)

اور جب اس کی نیت نفع رسانی مسلم ہے تو دوسرا گناہ کرے بھی تو اس کامواخذہ اس پر نہیں ہوسکتا۔
اللہ عزوجل فرماتاہے:لاتزروازرۃ وزر اخرٰی۳؎

(کوئی جان کسی دوسری جان کابوجھ نہ اٹھائے گی۔ت) واﷲ تعالٰی اعلم

(۳؎القرآن الکریم ۶/ ۱۶۴)

مسئلہ ۷۵: ازاردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرا ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خانصاحب ۲۵شوال ۱۳۳۶ھ
جس محلہ یا جس شہر میں طاعون ہو وہاں کے باشندے کسی دوسرے مقام پر نفرمن قضأاللہ الٰی قضاء اللہ کے خیال سے جاسکتے ہیں یانہیں، طاعون وغیرہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کیاارشاد ہے؟ جو لوگ اس خیال سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وہ اہل بدعت ہیں یانہیں؟ اور ان کے ساتھ بدعتیوں کا سابرتاؤ کرناچاہئے یانہیں؟

الجواب: طاعون کے خوف سے شہر یامحلہ یاگھر چھوڑ کر بھاگنا حرام وگناہ کبیرہ ہے، اس کا کافی بیان ہمارے رسالہ تیسیرالماعون للسکن فی الطاعون میں ہے۔

رسول اللہصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الفار من الطاعون کالفار من الزحف۱؎۔

طاعون سے بھاگنے والا ایساہے جیسا کفار کو پیٹھ دے کربھاگنے والا۔

(۱؎ مسندامام احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۸۲، ۱۴۵،۲۵۵)
(الزواجر الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمائۃ دارالفکر بیروت ۲/ ۸۸۔۲۸۷)

جس کے لئے قرآن عظیم میں فرمایا کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے، ایسا نفرمن قدراللہ الی قدراللہ جہاد سے بھاگنے والابھی کہہ سکتاہے وہ بھی بھاگ کر تقدیر ہی میں جائے گا مگر اس بھاگنے کامنتہی جہنم ہے، طاعون عمواس شام میں تھا امیرالمومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ وہاں کے عزم سے روانہ ہوچکے تھے جب سرحد شام وحجاز موضع سرغ پرپہنچے ہیں خبرپائی کہ شام میں بشدّت طاعون ہے

امیرالمومنین نے مہاجرین کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مشورہ کیا بعض نے کہا حضرت کام کے لئے چلے ہیں رجوع نہ چاہئے بعض نے کہا حضرت کے ساتھ بقیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہماری رائے نہیں کہ انہیں وبا پرپیش کریں، پھرانصارِ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بلایا وہ بھی یوہیں مختلف ہوئے پھر اکابر مومنین فتح کو بلایا انہوں نے بالاتفاق نہ جانے کی رائے دی امیرالمومنین نے واپسی کی نداکردی، اس پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا: أفرار من قدراللہ کیا تقدیرالٰہی سے بھاگنا، امیرالمومنین نے فرمایا: کاش کوئی اور ایسا کہتا نعم نفرمن قدراللہ الٰی قدراللہ ہاں ہم تقدیرالٰہی سے تقدیرالٰہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے انہوں نے کہا مجھے اس مسئلہ کے حکم کا علم ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کوفرماتے سنا:

اذا سمعتم بہ بارض فلاتقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بھا فلاتخرجوا فرارامنہ۔

جب تم کسی زمین میں طاعون ہوناسنو تو وہاں طاعون کے سامنے نہ جاؤ اور جب تمہاری جگہ واقع ہو تو اس سے بھاگنے کو نہ نکلو۔
اس پر امیرالمومنین حمدالٰہی بجالائے کہ ان کا اجتہاد موافق ارشاد واقع ہوا اور واپس ہوگئے ۱؎۔

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳)

ایسی جگہ نفرمن قدراللہ الٰی قدراللہ کہناٹھیک ہے کہ موافق حکم ہے، طاعون سے بھاگنا فسق ہے بھاگنے والوں سے فاسقوں کاسابرتاؤ چاہئے، بدعت بمعنی بدمذہبی نہیں، ہاں اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں ارشاد اقدس حضور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم معلوم ہے اور انہیں رَدکرتااور اپنی نامرادی وبزدلی کے حکم کو اُن پر ترجیح دیتاہے تو ضروربدمذہب ہے۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۷۶ :ازشہر جبلپور محلہ کوتوالی مسئولہ حکیم عبدالرحیم صاحب ۹رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم، حامداومصلیا ومسلما،

ایک طبیب جس نے علم طب باقاعدہ حاصل کیاہے اور نظری وعملی طریقہ مروجہ سے پوری تکمیل کرچکاہے مگر ان وجوہات سے اپنے پیشے سے ہمیشہ دل برداشتہ اورمتفکر اور وبال اُخروی سے خائف رہتاہے کہ دقائق وجزئیات فن کا ہمیشہ بالکلیہ مستحضر فی الذہن رہنا مشکل بلکہ غیرممکن ہے اور جب یہ نہیں تو تشخیص کاصحیح نہ ہونا معلوم۔ نیز چونکہ یہ فن ظنی ہے اور ظن غالب وگمان راجح پرعلاج ہوتاہے اگرچہ بتائید حکیم مطلق جل وعلا اکثر تشخیص مطابق واقع ہوتی ہے تاہم غلطی کااندیشہ لگارہتاہے کیونکہ مجربین کامقولہ ہےالعلاج رمی السھم فی الظلمات(علاج اندھیروں میں تیراندازی ہے۔ت)

نیزعقل، حافظہ، استحضار ذہانت طباعی بلکہ جو آلات تشخیص مرض ہیں حسب قوائے دماغی مختلف ہیں اسی وجہ سے مریض واحد کی تشخیص میں اطبائے متعدد متحدالرائے بہت کم دیکھے جاتے ہیں اگرچہ سب اپنی تشخیص کو صحیح سمجھے ہوئے ہیں مگر فی الواقع کسی ایک ہی کی رائے صحیح ہوگی اور کبھی طبیب علاج کے غیرمفیدپڑنے سے اپنی خطا فی التشخیص سے واقف ہوکر سنبھل جاتاہے اور علاج میں فوراً ترمیم کردیتاہے مگرکبھی اتنے پربھی اس کو یہ معالجہ اسی علاج پربرقرار رکھتاہے کہ تیری تشخیص اور علاج دونوں صحیح ہیں مگرخدا کی طرف سے ابھی صحت کا وقت نہیں آیاہے، اس کے علاوہ بھی اور بہت سے وجوہات ہیں جن کے سبب سے وہ اپنے پیشہ طبابت سے تنگ ہے، اس صورت میں یہ پیشہ اگرکیاجائے تو ازروئے شرع شریف اس کے ذمے کیا وبال ہے اور وہ اس کا اہل ہے یانہیں اور اگراہل ہے بھی اورپھر ترک کردے تو کوئی شرعی قباحت تولازم نہیں آتی؟ بلادلیل صرف حکم تحریر فرمادیاجائے۔

الجواب : اہل کو اس کا ترک بلامضائقہ جائزہے جبکہ وہاں اور طبیب اہل موجود ہو اور نااہل کو اس میں ہاتھ ڈالنا حرام ہے اور اس کا ترک فرض۔ جس نے اس فن کے باقاعدہ نظریات وعملیات حاصل کئے او ر ایک کافی مدت تک کسی طبیب حاذق کے مطب میں رہ کر کام کیا اور تجربہ حاصل ہوا اکثرمرضٰی اس کے ہاتھ پر شفاپاتے ہوں کم حصہ ناکامیاب رہتاہو فاحش غلطیاں جیسے بے علم ناتجربہ کارکیاکرتے ہیں تشخیص وعلاج میں نہ کیاکرتا ہو وہ اہل ہے او راسے بنظرنفع رسانی خلائق ومسلمین اس سے دست کش ہونا نہ چاہئے خصوصاً جبکہ دوسرا ایسا وہاں نہ ہو۔ بعض اوقات تشخیص یاعلاج میں غلطی واقع ہونا منافی اہلیت نہیں کہ غلطی سے انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام معصوم ہیں وبس۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۷: ازمیرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیرنگر مدرس مدرسہ قومیہ۔

بانجھ وہ ہوتی ہے جس کے کبھی بچہ نہ ہواہو بعضوں کے ایک یادو بچہ ہوکر بند ہوجاتے ہیں ان کاعلاج بانجھ کا سا ہی کیاجائے یااور طرح۔

الجواب : ہاں وہی اعمال کافی ہیں کہ جو اقوٰی کی مدافعت کریں اضعف کی بدرجہ اولٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۸ : ازمیرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد خیرنگر مدرس مدرسہ قومیہ
رجعت عمل کیاچیزہے، کیاعمل کالوٹ جاناکسی بے احتیاطی وغیرہ سے ممکن ہے؟

الجواب : ہاں ممکن ہے اور بارہا واقع ہے۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۹: ازلکھنؤ کارلٹن ہوٹل بتوسط عبدالمجید خانصاحب مرسلہ ننھے موٹرڈریور ۱۵صفر۱۳۳۸ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر علماء یامولوی صاحب کسی حاجتمند کو خالصاً اللہ کوئی تعویذ یانقش دے دیتے ہیں اور اس سے بفضلہ تعالٰی نفع ہوجاتاہے تو اس پر اعتقاد واجب ہے یانہیں؟ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تعویذات وغیرہ کاثبوت کہیں قرآن شریف یاحدیث شریف سے نہیں ہے واللہ تعالٰی اعلم یہ کہاں تک صحیح ہے؟ اس لئے حضور کو تکلیف دی گئی کہ حضورتحریر فرمائیں کہ آیا اُس شخص کے مطابق عمل کیاجائے یانہیں؟

الجواب : تعویذات بیشک احادیث اور ائمہ قدیم وحدیث سے ثابت، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاوٰی افریقہ میں ہے، تعویذات اسماء الٰہی وکلام الٰہی وذکرالٰہی سے ہوتے ہیں ان میں اثر نہ ماننے کاجواب وہی بہترہے جو حضرت شیخ ابوسعید الخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد کو دیا جس نے تعویذات کے اثر میں کلام کیا حضرت قدس سرہ نے فرمایا: تو عجیب گدھاہے۔ وہ دنیوی بڑامغرور تھا یہ لفظ سنتے ہی اس کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غلیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کاشاکی ہوا، فرمایا میں نے تمہارے سوال کا جواب دیاہے گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کرلیاکہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیاحالت کردی لیکن مولٰی عزوجل کے نام پاک میں اثر سے منکر ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۰: ازموضع ہری پور مرسلہ شوکت علی خاں بتاریخ ۱۹رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زیدغیرتعلیم یافتہ کسی قریہ میں اپنے آپ کو حکیم مشہور کرے اور وہ اس قسم کی ادویات جانتاہے کہ اسقاط حمل ہوجائے اور وہ کسی عورت حاملہ کو عورت کی خواہش پر یا غیرخواہش پرذریعہ ادویات اسقاط حمل کرائے اور اسقاط عمل میں آئے تو کیا وہ شخص قاتل ہے اور اس کے لئے کیاحکم ہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : جاہل کو طبیب بنناحرام ہے، جان پڑجانے کے بعد اسقاط حمل حرام ہے، اور ایساکرنے والا گویاقاتل ہے، اور جان پڑنے سے پہلے اگرکوئی ضرورت ہے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۸۱ : ازنیوریا ضلع پیلی بھیت مسئولہ اکبرحسین ۱۴رمضان ۱۳۳۹ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین کہ عورت کو بانجھ کرنا کس قدرگناہ ہے اور اس گناہ کی معافی ہے یانہیں؟ حکم شرع بیان فرمائیے۔ فقط والسلام

الجواب : بانجھ کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیارمیں ہے بشر کی طاقت نہیںیجعل من یشاء عقیما ۱؎

(اللہ تعالٰی جس کو چاہے بانجھ کردے۔ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۴۲ / ۵۰)

ہاں ایسی دوا کا استعمال جس سے حمل نہ ہونے پائے اگر کسی ضرورت شدیدہ قابل قبول شرع کے سبب ہے حرج نہیں ورنہ سخت شنیع ومعیوب ہے اور شرعاً ایساقصد ناجائزوحرام۔

وقد نہی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم عن الخصاء وعن التبتل والرھبانیۃ وھذا بمعناھا۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصی کرنے اور الگ تھلگ کٹ کر رہنے اور رہبانیت اختیارکرنے سے منع فرمایا، اور مانع حمل دوا کا استعمال انہی کے معنٰی میں ہے۔واللہ تعالٰی اعلم(ت)

مسئلہ ۸۲: ازشہر محلہ ملوکپور مسئولہ سراج علی خاں صاحب رضوی ۱۴شعبان ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سرطان یا کسی قسم کی شراب کوئی مریض کسی حالت میں استعمال کرسکتاہے یانہیں؟ اگر کوئی شخص اس کو پوشیدہ طور پر کھلائے یاپلائے تو ایسے شخص کے لئے کیاحکم ہے؟ اور مریض اس سے بری الذمہ ہے یانہیں؟ اگر ایسی ادویات سے جن میں مذکورہ بالا اشیاء کامیل ہو، جان بچنے کا خیال ہو تو اس کا استعمال کسی طرح جائزہے یانہیں؟

الجواب : سرطان کھاناحرام ہے اور شراب بدن پرلگانا بھی حرام ہے۔ جان حلال دواؤں سے بھی بچ سکتی ہے اگر اسے بچانامنظور ہے ورنہ حرام دوائیں سوائے گناہ کچھ اضافہ نہ کریں گی جو پوشیدہ طور پر مسلمان کو حرام چیز کھلائے یا پلائے سخت حرام کامرتکب اور شدید سزاکامستوجب ہے مریض پر الزام نہیں اگر اسے خبر نہ تھی۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۳: (پوراسوال دستیاب نہیں ہوسکا)
.....کہ جو طاعون سے مرتاہے وہ کافرہے اور دلیل میں زمانہ موسٰی علیہ السلام کا واقعہ پیش کرتاہے اس قول سے بکر مخالف حدیث صحیح ہوکر کافر ہوایانہیں اور اس کی زوجہ نکاح سے باہر ہوئی یانہیں؟ اور بصورت توبہ تجدیدِ نکاح لازم ہے یانہیں؟

الجواب : متواترحدیثوں سے ثابت ہے کہ طاعون مسلمان کے لئے شہادت ورحمت ہے اور جو مسلمان طاعون میں مرے شہیدہے۔
حدیث ۱: صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد بن حنبل میں انس رضی اﷲ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:الطاعون شہادۃ لکل مسلم۱؎۔طاعون ہرمسلمان کے لئے شہادت ہے۔

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب الشہادۃ سبع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۹۷)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من مات فی الطاعون فہو شہید۲؎۔طاعون میں مرنے والا شہیدہے۔

(۲؎ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان الشہداء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۴۳)

حدیث ۳: مسندامام احمدومعجم کبیر طبرانی وصحیح مختارہ میں صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۳ـہ

(۳ـہ المعجم الکبیر حدیث ۷۳۳۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۵۶)
(کنزالعمال حدیث ۱۱۱۸۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۱۸)

حدیث ۴: طبرانی نے معجم اوسط اور ابونعیم نے فوائد ابوبکر بن خلاد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: الطاعون شہادۃ لامتی۴ـــہ طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے۔

(۴ـہ المعجم الاوسط حدیث ۵۵۲۷ مکتبہ المعارف ریاض ۶/ ۲۴۹)

حدیث ۵: امام احمد بسند صحیح راشد بن جیش سے۵ـہ

(۵ـہ مسنداحمد بن حنبل عن راشد بن جیش المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۸۹)

حدیث ۶: طبرانی وابن قانع ربیع بن ایاس انصاری سے۶ـہ

(۶ـہ المعجم الکبیر عن ربیع الانصاری حدیث ۴۶۰۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/ ۶۸)

حدیث ۷: احمدوابوداؤد طیالسی وسمویہ وضیا عبادہ بن صامت سے۷ـہ

(۷ـہ مسنداحمد بن حنبل عن عبادہ بن صامت المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۱۴ و ۳۲۳)
(مسند ابی داؤد الطیالسی احادیث عبادہ بن صامت حدیث ۵۸۲ دارالمعرفۃ بیروت ص۷۹)
(کنزالعمال بحوالہ سمویہ عن عبادہ بن صامت حدیث ۱۱۲۲۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۲۳)

حدیث ۸: طبرانی کبیرمیں سلمان فارسی سے۸ـہ

(۸ـہ المعجم الکبیر عن سلمان رضی اللہ عنہ حدیث ۶۱۱۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۶/ ۲۴۷)

حدیث ۹: احمد ودارمی وسعید بن منصور وبغوی وابن قانع صفوان بن امیہ سے۱ـہ

(۱ـــہ کنزالعمال حدیث ۱۱۲۲۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۲۳)

حدیث ۱۰: احمدابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے۔
ان چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الطاعون شہادۃ۲ـــہ۔طاعون شہادت ہے۔

(۲ـــہ مسنداحمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۱۰)

حدیث ۱۱: امام مالک وامام احمد وابوداؤد وامام نسائی وابن حبان وحاکم جابر بن عتیک سے ۳ـــہ

(۳ـــہ کنزالعمال بحوالہ مالک، حم، د، ن حب، ک عن جابر بن عیتک حدیث ۱۱۱۸۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۱۷)

حدیث ۱۲: ابن ماجہ ابوہریرہ سے ۴ـــہ

(۴ـــہ سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب مایرجی فیہ الشہادۃ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۲۰۶)

حدیث ۱۳: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن بُسر سے ۵ـــہ

(۵ـــہ کنزالعمال بحوالہ طب حدیث ۱۱۱۹۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۱۸)

حدیث ۱۴: عبدالرزاق مصنف میں عبادہ بن صامت سے ۶ـــہ

(۶ـــہ المصنف لعبدالرزاق حدیث ۶۶۹۵ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۶۲)
(کنزالعمال بحوالہ عب عبادہ بن صامت حدیث ۱۱۲۱۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۲۳)

حدیث ۱۵: ابن سعد طبقات میں ابوعبیدہ بن الجراح سے ۷ـــہ

(۷ـــہ الطبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ ابی عبیدہ بن الجراح دارصادربیروت ۳/ ۴۱۴)

حدیث ۱۶: ابن شاہین علی بن ارقم وہ اپنے والد سے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ ان چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:المطعون شہید۸؎۔جس مسلمان کو طاعون ہوا وہ شہیدمرا۔

(۸؎ کنزالعمال بحوالہ ابن شاہین عن علی ابن الارقم حدیث ۱۱۲۲۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۲۴)

حدیث ۱۷: احمدوابن سعد عسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الطاعون شہادۃ لامّتی ورحمۃ لھم ورجس علی الکافرین۱؎۔طاعون میری اُمّت کے لئے شہادت اور رحمت ہے اور کافروں پر عذاب ہے۔

(۱؎ کنزالعمال بحوالہ حم وابن سعد حدیث ۲۸۴۳۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۷۶)

حدیث ۱۸: صحیح بخاری ومسند احمدوابوداؤد طیالسی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الطاعون کان عذابا یبعثہ اللہ تعالٰی علی من یشاء وان اللہ تعالٰی جعلہ رحمۃ للمؤمنین۲؎۔طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ عزوجل جن پر چاہتابھیجتا اور بیشک اللہ تعالٰی نے اسے مسلمانوں کے لئے رحمت کردیا۔

(۲؎ صحیح البخاری کتاب الطب باب اجرالصابر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳)
(کنزالعمال بحوالہ ط، حم، خ عن عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث ۲۸۴۳۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۷۷)

حدیث ۱۹: امام احمد وحاکم کُنٰے میں اور بغوی اور حاکم مستدرک اورطبرانی کبیرمیں ابوبردہ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی:اللھم اجعل فناء امّتی قتلا فی سبیلک بالطعن والطاعون۳؎۔الٰہی میری اُمت کو اپنی راہ میں شہادت نصیب کر دشمنوں کے نیزوں اور طاعون سے۔

(۳؎ مسند احمدبن حنبل حدیث ابی بردہ الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۳۸)
(المستدرک للحاکم کتاب الجہاد دارالفکر بیروت ۲/ ۹۳)

(کنزالعمال بحوالہ حم والحاکم فی الکُنٰی حدیث ۲۸۴۴۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۸۰)

حدیث ۲۰: باوردی ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی:اللھم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون۴؎۔الٰہی میری امت کو دشمن کے نیزوں اور طاعون سے وفات نصیب کر۔

(۴؎کنزالعمال بحوالہ الباوردی عن ابی موسٰی الاشعری حدیث ۲۸۴۴۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۸۰)

حدیث ۲۱: طبرانی اوسط میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:لاتفنی امتی الابالطعن والطاعون غدۃ کغدۃ الابل، المقیم فیھا کالشھید والفار منھا کالفار من الزحف۱؎۔

میری اُمت کاخاتمہ دشمن کے نیزوں اورطاعون سے ہی ہوگا اونٹ کی سی گِلٹی ہے جو اس میں ٹھہرارہے وہ شہید کے مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے وہ ایساہو جیسا کفار کوپیٹھ دے کرجہاد سے بھاگنے والا۔

(۱؎ کنزالعمال بحوالہ طس عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حدیث ۲۸۴۵۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۸۰)

حدیث ۲۲: صحیح مستدرک میں ابوموسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الطاعون وخز اعدائکم من الجن وھو لکم شھادۃ۲؎۔

طاعون تمہارے دشمن جِنوں کاچوکا ہے اور وہ تمہارے لئے شہادت ہے۔

(۲؎ المستدرک للحاکم کتاب الایمان الطاعون شہادۃ دارالفکر بیروت ۱/ ۵۰)

حدیث ۲۳: مسنداحمدومعجم کبیر میں ا بوموسٰی اور اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:فناء امتی بالطعن والطاعون وخز اعد انکم من الجن وفی کل شھادۃ۳؎۔

میری امت کا خاتمہ جہاد وطاعون سے ہے کہ تمہارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور دونوں میں شہادت ہے۔

(۳ـــہ مسندامام احمدبن حنبل حدیث ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ المکتب اسلامی بیروت ۲/ ۳۹۵)
(معجم الاوسط للطبرانی حدیث ۸۵۰۷ مکتبہ المعارف ریاض ۹/ ۲۳۳)

حدیث ۲۴: ابن خزیمہ وابن عساکر شرحبیل حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ۴ـــہ

(۴ـــہ تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ترجمہ شرحبیل بن عبداللہ حدیث فی طاعون عمواس داراحیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۳۰۳)

حدیث ۲۵: ابن عساکر معاذرضی اللہ تعالٰی عنہ سے ۵ـــہ دونوں وقفاً۔

(۵ـــہ تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ترجمہ شرحبیل بن عبداللہ حدیث فی طاعون عمواس داراحیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۳۰۳)

حدیث ۲۶: شیرازی القاب میں معاذ سے رفعاً راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان الطاعون رحمۃ ربّکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم وھو شہادۃ ۶ـــہ۔

بیشک طاعون تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے نبی کی دعا اور اگلے نیکوں کی موت ہے اور وہ شہادت ہے۔

(۶ـــہ کنزالعمال بحوالہ الشیرازی فی الالقاب حدیث ۲۸۴۴۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۷۹)

حدیث ۲۷: احمدوطبرانی وابن عساکر انہیں سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: یشھداللّٰہ بہ انفسکم وذراریکم ویزکی بہ اعمالکم ۱ـــہ۔

اللہ تعالٰی طاعون سے تمہیں اور تمہارے بچوں کو شہادت دے گا اور اس کے سبب تمہارے اعمال ستھرے کرے گا۔

(۱ـــہ مسند امام احمدبن حنبل عن معاذ بن جبل المکتب اسلامی بیروت ۵/ ۲۴۱)
(تہذیب تاریخ دمشق کبیر باب تبشیر المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۰، ۶/ ۳۰۳)

حدیث ۲۸: امام مالک ودارقطنی ابوہریرہ سے ۲ـــہ

(۲ـــہ کنزالعمال بحوالہ مالک، قط حدیث ۱۱۱۸۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۴۱۷)

حدیث ۲۹: نسائی عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرماتے ہیں:الشھداء خمسۃ المطعون والمبطون والغریق وصاحب الھدم والشھید فی سبیل اﷲ۳ـــہ۔

شہید پانچ ہیں طاعون زدہ اور جو پیٹ کی بیماری سے مراہو اور جو ڈوبے اور جس پر مکان یا دیوار گرے اور وہ کہ جہاد میں شہیدہو۔

(۳ـــہ سنن نسائی کتاب الجہاد باب مسئلۃ الشہادۃ نورمحمدکارخانہ کراچی ۲/ ۶۲)

حدیث ۳۰: ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ میں غار میں حضوراقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضور نے دعا کی:اللھم طعنا وطاعونا۴ـــہالٰہی دشمنوں کے نیزے اور طاعون۔ میں نے جانا کہ حضور ان سے اپنی امت کی موت مانگتے ہیں۔

(۴ـــہ کنزالعمال عن ابی بکرالصدیق حدیث ۱۱۷۴۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۵۹۸)

حدیث ۳۱: احمدوطبرانی عتبہ بن عبدسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں شہید اور طاعون زدہ حاضرآئیں گے طاعون والے کہیں گے ہم شہید ہیں، حکم ہوگا:انظروافان کانت جراحتھم کجراحۃ الشھداء تسیل دماکریح المسک فھم شھداء۔ فیجدونھم کذٰلک۱ـــہ

دیکھو اگر ان کا زخم شہیدوں کی مثل ہے خون رواں اور مشک کی خوشبو تویہ بھی شہیدہیں۔ تو انہیں ایساہی پائیں گے۔

(۱ـــہ مسند احمدبن حنبل عن عتبہ بن عبد ۴/ ۱۸۵ والمعجم الکبیر عن عتبہ حدیث ۲۹۲ ۷/ ۱۱۹)

حدیث ۳۲: احمدونسائی عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: روزقیامت شہداء اور وہ جو بچھونے پرمرے طاعون والوں کے بارے میں جھگڑیں گے شہداء کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں ہماری طرح مقتول ہوئے، بچھونے والے کہیں گے ہمارے بھائی ہیں۔ رب عزوجل

فیصلہ کے لئے فرمائے گا:انظروا الٰی جراحھم فان اشبہ جراحھم جراح المقتولین فانھم منھم ومعھم۔

ان کے زخم دیکھو اگر شہیدوں کے سے ہیں تو وہ انہیں میں سے ہیں اور ان کے ساتھ ہیں۔
دیکھیں گے تو اُن کے زخم انہیں کے سے ہوں گے فیلحقون بھم۲؎ یہ شہیدوں میں ملادئیے جائیں گے، متواتر ارشاد رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم کا رَد کفرہے، اور دانستہ ہو تو صریح کفر، نبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم تو ان کو شہید فرمائیں اور یہ شخص کافر کہے، اس سے بڑھ کر اور کیا رَد ہوگا، اس شخص پرلازم ہے کہ تائب ہو کلمہ پڑھے اپنی عورت سے نکاح جدید کرے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

(۲؎ سنن النسائی کتاب الجہاد باب مسألۃ الشہادۃ نورمحمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۶۲)
(مسند احمد بن حنبل عن العرباض بن ساریۃ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۲۸۔۲۹)

الحق المجتلٰی فی حکم المبتلٰی(۱۳۲۴ھ)
(بیماری کے شکار شخص کے حکم سے متعلق واضح وروشن حق)

مسئلہ ۸۴: ازگونڈا ملک اودھ مرسلہ مسلمانان گونڈا عموماً وحافظ عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ انجمن اسلامیہ گونڈا ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ
زید کا خون جوش کھارہاہے بلکہ ایک دو اعضاء جسم کے بگڑگئے اور احتمال ہوتا ہے کہ آئندہ بھی بگڑجائیں گے، ایسے شخص کی نسبت اطبّا حکم دیتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھاناپینا اور نشست وبرخاست بھی قطعی منع ہے بلکہ اطباء شرع شریف کابھی ایساہی حوالہ دیتے ہیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ شرع شریف کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص سے اجتناب لازم ہے یا کیا؟ مدلّل ومفصّل زیب قلم ہو۔

الجواب : بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم
الحمدﷲ علی دین الاسلام والصلٰوۃ والسلام علٰی افضل ھاد الی سبیل السلام وعلٰی اٰلہ وصحبہ الٰی یوم القیام بہ نسأل السلام والسلامۃ عن سیئ الاسقام۔

دین اسلام (کی عطاء وبخشش) پر اللہ تعالٰی کی تعریف کرتے ہیں اور درودوسلام بھیجتے ہیں اس ہستی پر جو سب سے بہتر اور راہ سلامتی دکھانے والی ہے اور درودوسلام ہو قیامت تک ان کی آل اور ان کے صحابہ پر، اور ہم بری بیماریوں سے سلامتی اور حفاظت کے لئے اسی سے درخواست کرتے ہیں۔(ت)
احادیث اس باب میں بظاہر مختلف آئیں، ہم اولا انہیں ذکر کریں پھر ان کے شرعی معنٰی کی طرف متوجہ ہوں کہ بتوفیقہ تعالٰی اس مسئلہ میں حق تحقیق اداہو۔

حدیث اول: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:اتقوا المجذوم کمایتقی الاسد۔ رواہ البخاری فی التاریخ۱؎ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

جذامی سے بچو جیساشیر سے بچتے ہیں (امام بخاری نے تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیاہے۔ت)

روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں:فرمن المجذوم کفرارک من الاسد۲؎۔ رمزالامام الجلیل السیوطی حسنہ علی ما فی التیسیر۳؎ اوصحتہ علی ما فی فیض القدیر۴؎ وذکرہ باللفظ الاول فی الجامع الصغیر وباللفظ الاخیر فی الکبیر

جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتاہے۔ جلیل القدر امام سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) نے جیسا کہ تیسیرمیں ہے اس کی تحسین فرمائی اور فیض القدیر میں اس کی صحت بیان فرمائی۔ پہلے لفظ سے جامع صغیرمیں اس کا ذکر کیا جبکہ آخری لفظ سے جامع کبیر میں اسے ذکر کیا۔

(۱؎ الجامع الصغیر بحوالہ تاریخ بخاری عن ابی ہریرہ حدیث ۱۴۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۵)
(التاریخ الکبیر حدیث ۴۶۰ دارالبازمکۃ المکرمہ ۱/ ۱۵۵)
(۲؎ الجامع الکبیر للسیوطی بحوالہ ابن جریر حدیث ۱۴۷۵۶ دارالفکر بیروت ۶/ ۲۶۵)
(۳؎ التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف الہمزہ تحت حدیث المذکور مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۱/ ۳۰)
(۴؎ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۴۱ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۸)

اقول: وفی کلیھما ظاھرا ابوھریرۃ فالحدیث عنہ فی صحیح البخاری بلفظ فرمن المجزوم کما تفرمن الاسد۵ــــہ وسیأتی والجواب ان العزویتبع اللفظ لاسیما وھو فی البخاری مع زیادات معنی۔

اقول: (میں کہتاہوں کہ) بظاہر دونوں میں ابوہریرہ ہے، صحیح بخاری میں اس کی حدیث (روایت) فرمن المجذوم کما تفرمن الاسد کے الفاظ سے ہے(یعنی جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو) عنقریب آئے گی اور جواب یہ ہے کہ نسبت کرنا لفظ کے تابع ہوتاہے خصوصاً جبکہ وہ بخاری میں معنوی اضافہ کے ساتھ مروی ہے۔(ت)

(۵ــہ صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۸۵۰)

دوسری حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع اذا ھبط وادیا فاھبطوا غیرہ۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات۱ـــہ عن عبدااللّٰہ بن جعفر الطیار رضی االلّٰہ تعالٰی عنھما بسند ضعیف۔

جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں، وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو۔ (ابن سعد نے "طبقات" میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سندضعیف کے ساتھ اسے روایت کیاہے۔ت)

(۱ـــہ الطبقات الکبری ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ دارصادر بیروت ۴/ ۱۱۷)
(کنزالعمال بحوالہ ابن سعد عن عبداللہ بن جعفر حدیث ۲۸۳۳۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴)

تیسری حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:کَلِّمِ المجزوم وبینک وبینہ قدر رمح او رمحین۔ رواہ ابن السنی۲ـــہ وابونعیم فی الطب عن عبدااللّٰہ بن ابی اوفٰی رضی االلّٰہ تعالٰی عنھما بسند واہ قلت لکن لہ شاھد یاتی۔

مجذوم سے اس طور پر بات کرکہ تجھ میں اس میں ایک دو نیزے کافاصلہ ہو (ابن سنی اور ابونعیم نے باب طب میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے کمزورسند کے ساتھ روایت کیاہے۔ میں کہتاہوں کہ اس کے لئے شاہد (تائیدکنندہ) آگے آئے گا۔ت)

(۲ــہ کنز العمال بحوالہ ابن السنی و ابونعیم فی الطب حدیث ۲۸۳۲۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴)

چوتھی حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتدیموا النظر الی المجذومین۔ رواہ ابن ماجۃ۳ــہ وابن جریر قلت وسندہ حسن صالح۔

مجذوموں کی طرف نگاہ جماکرنہ دیکھو (ابن ماجہ اور ابن جریر نے اسے روایت کیا ہے۔ میں کہتاہوں کہ اس کی سند صالح ہے۔ت)

(۳ــہ سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۱)

دوسری روایت میں ہے:لاتحدوا النظر الی المجذومین۔ رواہ ابوداؤد الطیالسی والبیہقی۱ــہ فی السنن بسند حسن ایضا کلھم عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو (ابوداؤدطیالسی اور بیہقی نے السنن میں سندحسن کے ساتھ اسے روایت کیاہے اور ان سب نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۱ــہ السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب لایورد ممرض علی مصح الخ دارالمعرفۃ بیروت ۷/ ۲۱۸)
(مسند ابی داؤد الطیالسی حدیث ۲۶۰۱ دارالمعرفۃ بیروت ص۳۳۹)

پانچویں حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لاتدیموا النظر الی المجذومین اذا کلمتموھم فلیکن بینکم وبینھم قدر رمح۔ رواہ احمد وابویعلٰی ۲ــہ والطبرانی فی الکبیر وابن جریر عن فاطمۃ الصغرٰی عن ابیھا السید الشہید الریحانۃ الاصغر وابن عساکر عنھا عنہ وعن ابن عباس معاًرضی اللّٰہ تعالٰی عنھم جمیعا۔

جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ ان سے بات کرو تو تم میں ان میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔ (امام احمد، ابویعلٰی اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابن جریر نے سیدہ فاطمہ صغری سے، انہوں نے اپنے والدبزرگوار سیدشہید ریحانہ اصغر سے

اسے روایت کیاہے، اور ابن عساکر نے ان سے انہوں نے اپنے والد اور ابن عباس سے بھی اسے روایت کیاہے۔ اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو۔ت)

(۲ــہ مسندامام احمدبن حنبل عن علی کرم اللہ وجہہ دارالفکر بیروت ۱/ ۷۸)
(المعجم الکبیر حدیث ۲۸۹۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۳۲۔۱۳۱)
(کنزالعمال بحوالہ حم ع طب وابن جریر عن فاطمہ الخ حدیث ۲۸۳۳۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۶۔۵۵)

چھٹی حدیث: میں ہے جب وفد ثقیف حاضربارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اُن میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمابھیجا: ارجع فقد بایعناک۔ رواہ ابن ماجۃ۳ــہ
واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔(محدّث ابن ماجہ نے اسے روایت کیاہے۔

(۳ــہ سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۲۶۱)

قلت بسند حسن عن رجل من اٰل الشرید یقال لہ عمروعن ابیہ رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ ورواہ ابن جریر فسمی اباہ الشرید وھو الشرید بن سوید الثقفی ذکر الامام الجلیل السیوطی بالتخریج الاول فی اول الجامع الکبیر وبالاٰخر فی مسانید جمع الجوامع اقول: بل الحدیث فی صحیح مسلم بلفظ انا قد بایعناک فارجع۱ــــہ کما ھو لفظ ابن جریر سواء بسواء وقد جربت مثلہ کثیرا علی ھذا الامام فی کثیر من تصانیفہ الشریفۃ کالجوامع الثلثہ والخصائص الکبرٰی وغیرھا وکان مقصودہ رحمہ االلّٰہ تعالٰی ان یجمع لامثالنا القاصرین ماقلما تصل الیہ ایدینا فان اقتصرنا علی ماافادوذھلنا عن المتداولات فالقصور منا لامنہ رحمہ االلّٰہ تعالٰی۔

میں کہتاہوں کہ سندحسن کے ساتھ آل شرید کے ایک شخص سے اسے روایت کیاہے اور اس کو عمروکہاجاتا ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی(اللہ تعالٰی اس سے راضی ہو) اور ابن جریر نے اسے روایت کیااور شرید کے باپ کانام بھی ذکر کیا یعنی شرید بن سوید ثقفی، جلیل الشان امام، امام سیوطی نے پہلی تخریج میں جامع کبیر کی ابتداء میں اور دوسری تخریج میں جمع الجوامع کے مسانید میں اس کو ذکرفرمایاہے۔ میں کہتاہوں بلکہ صحیح مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ واپس ہوجاؤ بیشک ہم نے تمہیں بیعت کرلیا، جیسا کہ ابن جریر کے الفاظ ہیں، دونوں کے الفاظ یکساں ہیں (کوئی خاص فرق نہیں پایاجاتا) ہم نے اس امام پر ان کی بہت سی تصانیف شریفہ میں اس طرح کی بہت سی مثالیں دیکھی ہیں اور تجربہ

کیاہے جیسا کہ ان کی تینوں جوامع، خصائص کبرٰی اور ان کے علاوہ دوسری تصانیف، پس اس سے امام موصوف رحمہ اللہ تعالٰی کامقصد ان سب چیزوں کوجمع کردینا ہے(یکجاکرنا) کہ جن تک ہم جیسے کوتاہ نظرلوگوں کے ہاتھوں کی بہت کم رسائی ہوتی ہے۔ پھر اگر ہم نے ان کے افادہ پراکتفاء کیا، اور ہم متداولات کو بھول گئے تو یہ ہماراقصور ہوگا نہ کہ علامہ موصوف کا، اللہ تعالٰی ان پررحم فرمائے۔ت)

(١ـــه صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ٢/ ٢٣٣)

ساتویں حدیث: میں ہے حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو آتے دیکھا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:یاانس اثن البساط لایطأ علیہ بقدمہ۔ رواہ الخطیب١ـــه عنہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ وفی القلب منہ شیئ۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

اے انس! بچھونا الٹ دو کہیں یہ اس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے (خطیب بغدادی نے ان سے یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیاہے اور اس سے بچھونا الٹ دینے کے متعلق کچھ بات ہے او ر اللہ تعالٰی ہی (تمام معاملات کو) بہترجانتاہے۔(ت)

(١ـــه تاریخ بغداد للخطیب ترجمہ عبدالرحمن بن العباس ٥٤٣٢ دارالکتب العربی بیروت ١٠/ ٢٩٦)

آٹھویں حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پرگزرے وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلاکروہاں سے تشریف لے گئے اور فرمایا:ان کان شیئ من الداء یعدی فھو ھذا۔ رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنھما والمرفوع منہ عنہ ابن عدی فی الکامل٢ـــه من دون ذکر القصۃ وھو ضعیف۔

اگر کوئی بیماری اڑ کر لگتی ہے تو وہ یہی ہے (ابن نجار نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اسے روایت کیاہے اور ابن عدی کے نزدیک "الکامل" میں واقعہ ذکرکئے بغیر یہ مرفوع ہے اور وہ ضعیف ہے۔(ت)

(٢ـــه کنزالعمال بحوالہ ابن عدی حدیث ٢٨٣٣٣ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ١٠/ ٥٤)

نویں حدیث: میں ہے ایک جذامی عورت کعبہ معظمہ کاطواف کررہی تھی امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس سے فرمایا:یاأمۃ االلہ لاتؤذی الناس لوجلست فی بیتک۔ رواہ مالک والخرائطی فی اعتلال۳؎ القلوب عن ابن ابی ملیکۃ۔

اے اللہ کی لونڈی! لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، پھر وہ گھر سے نہ نکلیں (امام مالک اور الخرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت ابن ابی ملیکہ سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۳؎ کنزالعمال بحوالہ مالک والخرائطی فی اعتلال القلوب حدیث ۲۸۵۰۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۶)

دسویں حدیث: میں ہے:ان عمر بن الخطاب قال للمعیقیب رضی االلہ تعالٰی عنہما اجلس منی قید رمح وکان بہ ذلک الداء وکان بدریا۔ رواہ ابن جریر۱؎ عن الزھری قلت مرسل ولایصح۔

معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اہل بدر (ومہاجرین سابقین اوّلین رضی اللہ تعالٰی عنہم) سے ہیں انہیں یہ مرض تھا امیرالمومنین عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان سے فرمایا: مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے (امام ابن جریر نے زہری سے اسے روایت کیاہے، میں کہتاہوں کہ یہ مرسل ہے اورصحیح نہیں۔ت)

(۱؎ کنزالعمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۲۸۴۹۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۴)

آئندہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں۔
گیارہویں حدیث: میں ہے امیرالمومنین عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کئے گئے او رامیرالمومنین نے اُن سے فرمایا:خذمما یلیک ومن شقک فلوکان غیرک مااٰکلنی فی صحفۃ ولکان بینی وبینہ قیدرمح۔ رواہ ابن سعد۲؎ وابن جریر عن فقیہ المدینۃ خارجۃ بن زید رضی االلہ تعالٰی عنہما۔

اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کاہوتا تو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا(ابن سعد اور ابن جریر نے فقیہ مدینہ خارجہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۲ـــکنزالعمال بحوالہ ابن سعدوابن جریر حدیث ۲۸۵۰۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۵)
(الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دارصادر بیروت ۴/ ۱۱۸)

بارہویں حدیث: میں ہے امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دسترخوان پرشام کو کھانا رکھاگیا لوگ حاضرتھے امیرالمومنین برآمدہوئے کہ ان کے ساتھ کھاناتناول فرمائیں، معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:ادن فاجلس وایم اﷲ لوکان غیرک بہ الذی بک لما جلس منی ادنی من قید رمح۳ـــہ۔ رویاہ عنہ ذلک فی الغداء وھذا فی العشاء۔

قریب آئیے بیٹھئے خدا کی قسم دوسراہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلے پرمیرے پاس نہ بیٹھتا۔ (ابن سعد اور ابن جریر نے اسے فقیہ مدینہ خارجہ بن زید سے صبح کے کھانے کے بارے میں روایت کیاہے۔ جبکہ یہ حدیث رات کے کھانے کے بارے میں مروی ہے۔ت)

(۳ـــالطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دارصادر بیروت ۴/ ۱۱۸)
(کنزالعمال بحوالہ ابن سعدوابن جریر حدیث ۲۸۵۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۶)

تیرہویں حدیث: میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بعض ساکنان موضع جرش نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفرطیاررضی اللہ تعالٰی عنہما نے حدیث بیان کی کہ حضور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو"۔ میں نے کہا واللہ! اگرعبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں ناقل تھے، فرمایا:کذبوا واﷲ ماحدثتھم ھذا ولقد رأیت عمربن الخطاب یؤتی بالاناء فیہ الماء فیعطیہ معیقیبا فیشرب منہ ثم یتناولہ عمر من یدہ فیضع فمہ موضع فمہ حتی یشرب منہ فعرفت انما یصنع عمرذٰلک فرارا من ان یدخلہ شیئ من العدوی۔ رویاہ عن محمود۱ـــہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

واللہ انہوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی میں نے تو امیرالمومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی اُن کے پاس لایاجاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیتے معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیرالمومنین کو دیتے امیرالمومنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیرالمومنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اُڑ کرلگنے کاخطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے (ابن سعد اور ابن جریر دونوں نے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۱؎ الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دارصادر بیروت ۴/ ۱۱۷)
(کنزالعمال بحوالہ ابن سعد وابن جریر حدیث ۲۸۵۰۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۴)

ابن سعد کی روایت میں ایک مفیدبات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا امیرالمومنین فاروق اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے اس سے علاج چاہتے، دوحکیم یمن سے آئے ان سے بھی فرمایا، وہ بولے جاتا رہے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا ہاں ایسی دوا کردیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیرالمومنین نے فرمایا: عافیۃ عظیمۃ ان یقف فلایزید بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہرجائے بڑھنے نہ پائے۔ انہوں نے دوبڑی زنبیلیں بھرواکر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں، پھر ہرپھل کے دودوٹکڑے اور معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو لٹاکر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پرایک ایک ٹکڑا ملناشروع کیا، جب وہ ختم ہوگیا، دوسرا ٹکڑا لیا، یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے منہ اور ناک سے سبزرنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی، اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:فواللّٰہ مازال معیقیب متماسکا لایزید وجعہ حتی مات۱؎۔واللہ! معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تادمِ مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

(۱؎ الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دارصادر بیروت ۴/ ۱۸۔۱۱۷)

چودھویں حدیث: میں ہے امیرالمومنین صدیق اکبررضی اللہ تعالٰی عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کی سفیرحاضر ہوئے، کھانا حاضرلایا گیا، وہ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہوگئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: قریب آؤ، قریب آئے۔ فرمایا: کھاناکھاؤ۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں:وجعل ابوبکر یضع یدہ موضع یدہ فیاکل مماياكل منہ المجذوم۔رواہ ۲؎ ابوبکر بن ابی شیبۃ وابن جریر عن القاسم۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے، وہیں سے صدیق نوالہ لے کر نوش فرماتے رضی اللہ تعالٰی عنہ (ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت قاسم بن محمد سے اسے روایت کیا۔ت)
غالباً یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پراکتفافرمائی گئی تھی۔

(۲؎ المصنّف لابن ابی شیبہ کتاب العقیقہ حدیث ۴۵۸۷ ادارۃ القرآن کراچی ۸/ ۱۲۹)
(کنزالعمال بحوالہ ابن ابی شیبہ وابن جریر حدیث ۲۸۴۹۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۴)

پندرہویں حدیث: جلیل میں ہے:ان رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اخذ بیدرجل مجذوم فادخلہا معہ فی القصعۃ ثم قال کل ثقۃ باﷲ وتوکلا علی اﷲ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی ۳؎ وابن ماجۃ وعبد بن حمید وابن خزیمۃ وابن ابی عاصم وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ وابویعلٰی وابن حبان والحاکم فی المستدرک والبیھقی فی السنن والضیاء فی المختارۃ وابن جریر والامام الطحاوی کلھم من جابر بن عبداﷲ رضی اﷲ تعالٰی عنھما کذا ذکر الامام الجلیل الجلال السیوطی فی اول قسمی جامعہ الکبیر و زدت انا ابن جریر والطحاوی قلت وبہ علم ان قصرالمشکوٰۃ علی ابن ماجۃ لیس فی موضعہ ثم الحدیث سکت علیہ وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم والضیاء وقال المناوی فی التیسیر باسناد حسن وتصحیح ابن حبان والحاکم، قال ابن حجر فیہ نظر ۱؎ اھ،

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کاہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پرتکیہ ہے اور اللہ پربھروسا۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، عبدبن حمید، ابن خزیمہ، ابن ابی عاصم اور ابن السنی نے عمل اللیل والیوم میں ابویعلٰی، ابن حبان اور حاکم نے المستدرک میں، امام بیہقی نے السنن میں، ضیاء نے المختارہ میں ابن جریر اور امام طحاوی ان سب نے حضرت جابر

بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا ہے چنانچہ جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی نے اپنی جامع کبیر کی پہلی قسم میں اسے ذکرفرمایا اور ابن جریر اور امام طحاوی کا میں نے اضافہ کیاہے قلت (میں کہتاہوں کہ) اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مشکوٰۃ کاصرف ابن ماجہ پر اکتفاء کرنا بے محل ہے پھر حدیث مذکورپرسکوت کیاگیالیکن ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اورضیاء نے اس کو صحیح قراردیاہے۔ علامہ مناوی نے التیسیر میں اسناد حسن اور ابن حبان اور حاکم کی تصحیح کا قول ذکرکیاہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس پراعتراض ہے اھ،

(۳ــہ جامع الترمذی ابواب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲/ ۴)
(سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۱)
(۱ــہ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث کل معی بسم اللہ ثقہ باللہ مکتبہ امام شافعی الریاض ۲/ ۲۲۰)

اقول: لکن فیہ مفضل بن فضالۃ البصری بالباء اخومبارک قال فی التقریب ضعیف۲ــــہ وقال الترمذی ھذا حدیث غریب لانعرفہ الامن حدیث یونس بن محمد عن المفضّل بن فضالۃ والمفضّل بن فضالۃ ھذا شیخ بصری والمفضّل بن فضالۃ شیخ آخر مصری اوثق من ھذا واشھر وروی شعبۃ ھذا الحدیث عن حبیب بن الشھید عن ابن بریدۃ قال ابن عمر اخذ بید مجذوم'' وحدیث شعبۃ اشبہ عندی واصح۱ــــہ اھ

اقول: (میں کہتاہوں) لیکن اس میں مفضل بن فضالہ بصری (حرف باء کے ساتھ) مبارک کابھائی ہےچنانچہ التقریب میں کہا کہ وہ ضعیف ہے امام ترمذی نے کہایہ حدیث غریب ہے ہم اس کوصرف یونس بن محمد بواسطہ مفضل بن فضالہ پہچانتے ہیں اور یہ مفضل بن فضالہ شیخ بصری ہے جبکہ اسی نام کا ایک دوسرا مفضل بن فضالہ شیخ مصری ہے جو اس پہلے سے زیادہ ثقہ اور زیادہ مشہورہے۔ محدّث شعبہ نے اس حدیث کو حبیب بن شہید بواسطہ ابن بریدہ روایت کیاہے اور کہاہے کہ حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک جذامی کاہاتھ پکڑا، میرے نزدیک محدّث شعبہ کی روایت زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہےاھ

(۲ــہ تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی ترجمہ ۶۸۸۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۰۹)
(۱ــہ جامع الترمذی کتاب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲/ ۴)

واخرج ابن عدی ۲؎ فی الکامل ھٰذا الحدیث للمفضل المذکور وقال لم ارفی حدیثہ انکر من الحدیث قال ورواہ شعبۃ عن حبیب عن ابن بریدۃ ان عمر اخذ بید مجذوم الحدیث۳؎ اھ ولم یذکر الذھبی فی المیزان فی المفضل ھذا جرحا مفسرا بل ولاغیر مفسرمما یبلغ درجۃ التضعیف البتۃ انما نقل عن یحیٰی۴؎ انہ قال لیس ھو بذاک وعن الترمذی ۵؎ ماقدمنا ان المصری اوثق منہ وعن النسائی ۶؎ انہ قال لیس بالقوی۔

محدّث ابن عدی نے الکامل میں اس حدیث کو مفضل مذکور کے حوالہ سے اس کی تخریج کی اور کہا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ منکر کوئی حدیث نہیں دیکھی، پھر اس نے کہا شعبہ نے حبیب سے بواسطہ ابن بریدہ اس حدیث کو روایت کیاہے کہ حضرت عمرفاروق نے ایک جذامی کاہاتھ پکڑا(الحدیث)اھ، علامہ ذہبی نے المیزان میں اس مفضل کے بارے میں کوئی مفصل یاغیرمفصل جرح ذکرنہیں کی بلاشبہہ جودرجہ تضعیف تک پہنچتی ہے، اور یحیٰی سے نقل کیاگیاکہ اس نے کہا کہ یہ اس درجہ کی حدیث نہیں، امام ترمذی کے حوالے سے ہم پہلے بیان کرآئے ہیں کہ شیخ مصری، شیخ بصری سے زیادہ ثقہ (مستندومعتبر) ہے۔ امام نسائی سے مروی ہے کہ وہ قوی نہیں۔

(۲؎ الکامل لابن عدی ترجمہ مفضل بن فضالہ مصری دارالفکر بیروت ۶/ ۲۴۰۴)
(۳؎ تا ۶؎ میزان الاعتدال للذہبی حدیث ۸۷۳۲ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۹)

اقول: ولایخفی علیک البون البین بین لیس بالقوی ولیس بقوی وقد روی عنہ ذاک المؤدب الثقۃ الثبت وعبدالرحمٰن بن مھدی ذاک الجبل الشامخ الامام الحافظ قال البخاری فی علی بن عبداللہ المعروف بابن المدینی مااستصغرت نفسی الاعندہ وقال ابن المدینی فی عبدالرحمٰن ھذا مارأیت اعلم منہ وکذٰلک موسٰی بن اسمٰعیل ذاک الثقۃ الثبت وجماعۃ لاجرم حسنہ الحافظ واطلاق الصحیح علی الحسن غیرمستنکر وقدصححہ امام الائمۃ ابن خزیمۃ ومن تبعہ وقد وجدت لہ متابعا فان الامام الاجل اباجعفر الطحاوی اخرجہ اولابالطریق المذکور فقال حدثنا فھد (یعنی ابن سلیمٰن بن یحیٰی) ثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ثنا یونس بن محمد الحدیث ثم قال حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبداللہ الانصاری ثنا اسمٰعیل بن مسلم عن ابی الزبیر عن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثلہ ۱؎ اھ قلت وبہ یعلم مافی کلام الامام الترمذی واللہ تعالٰی اعلم ،

اقول: (میں کہتاہوں کہ) تم پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لیس بالقوی اور لیس بقوی دونوں میں واضح اور کھلافرق ہے بلاشبہہ اس مؤدب ثقہ مثبت نے اس سے روایت کی ہے۔ عبدالرحمن ابن مہدی جو فن حدیث میں کوہ گراں ہے امام اور حافظ ہے امام بخاری نے علی بن عبداللہ جو ابن المدینی کے نام سے مشہور ہے کے متعلق فرمایا کہ میں نے صرف اس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹاسمجھا۔ چنانچہ ابن المدینی نے عبدالرحمن کے بارے میں فرمایا میں نے اس سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا اور اسی طرح موسٰی بن اسمٰعیل ثقہ، ثبت ہے۔ اور ایک جماعت بلاشبہہ حافظ نے اس کی تحسین فرمائی اور حسن پر صحیح کا اطلاق غیر معروف نہیں ۔امام الائمہ ابن خزیمہ اوران کے ہمنوا ائمہ نے اس کی تصحیح فرمائی اور بلاشبہہ میں نے اس کا متابع پایاہے کیونکہ جلیل الشان امام ابوجعفرطحاوی نے اوّلاً طریق مذکور سے اس کی تخریج فرمائی چنانچہ فرمایا ہم سے فہدیعنی ابن سلیمان بن یحیٰی نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا اس نے کہاہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، الحدیث۔ پھر فرمایا ہم سے ابن مرزوق نے بیان کیا اس سے محمد بن عبداللہ انصاری نے اس سے اسمٰعیل بن مسلم نے بیان کیا، اس نے ابوالزبیر سے اس نے جابر سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اسی حدیث مذکور کی مثل روایت فرمائی اھ قلت (میں کہتاہوں کہ) اس سے امام ترمذی کے کلام کاحال معلوم کیاجاسکتاہے اور درحقیقت اللہ تعالٰی ہی سب کچھ اچھی طرح جانتاہے،

(۱ــہ شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون وغیرہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۷)

ثم اعلم انہ وقع فی الجامع الصغیر لھذا الحدیث رمز حب، ک اقول: ولم ارہ فی المجتبی بل لیس فیہ لان مدارہ علی ماذکر الترمذی علی المفضل کما علمت والمفضل ھذا لیس من رواۃ النسائی اصلا وقد سقط الحدیث من نسخۃ سیدی علی المتقی قدس سرہ ولذا اوردہ من القسم الاوّل للجامع الکبیر وقد رمزلہ فیہ د، ت، ہ الخ وھوالصحیح الا ان یکون النسائی رواہ فی الکبری فبالنظر الیہ یقال ع وھو بعید ثم الواقع فی المشکٰوۃ۱ــــہ معزیا لابن ماجۃ ماذکرنا اعنی کل ثقۃ باللّٰہ وفی جامع الترمذی ثم قال کل بسم اللہ ثقۃ باللّٰہ وتوکلا علیہ۲ــــہ، قال العلامۃ علی القاری اما ترک المؤلف البسملۃ مع وجودھا فی الاصول فاما محمولۃ علی روایۃ منفردۃ غریبۃ لابن ماجۃ اوعلی غفلۃ من صاحب المشکٰوۃ او المصابیح۱ــــہ اھ

پھرجان لیجئے کہ جامع الصغیر میں اس حدیث کے لئے یہ رمز (حب،ک) ہے اقول: (میں کہتاہوں کہ) میں نے اس کومجتبٰی میں نہیں دیکھا بلکہ اس میں موجود ہی نہیں اس لئے کہ حدیث مذکور کامدارجیسا کہ امام ترمذی نے ذکرکیا مفضل پرہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور یہ مفضّل بالکل رواۃ نسائی میں سے نہیں۔ میرے آقا علی متقی قدس سرہ کے نسخہ سے حدیث مذکور ساقط ہوگئی ہے اس لئے امام سیوطی جامع کبیر کی پہلی قسم میں اسے لائے ہیں اور اس کے لئے یہ رمز (د،ت،ہ) پیش فرمائی الخ۔ او ر وہ صحیح ہے ہاں البتہ امام نسائی نے الکبرٰی میں اسے روایت فرمایا تو پھر اس کے پیش نظر (ع) کہاجائے گا لیکن وہ بعیدہے پھر مشکوٰۃ میں ابن ماجہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہی الفاظ واقع ہوئے جو ہم نے ذکر کئے ہیں، میری مراد "کل ثقۃ باﷲ" کے الفاظ سے ہے۔ اور جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں، پھر حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کل بسم اللہ ثقۃً باﷲ توکلا علیہ (اللہ کا نام لے کر کھائیں اللہ تعالٰی پر اعتمادوبھروسا کرتے ہوئے)۔ علامہ علی قاری نے فرمایا مصنف علیہ الرحمۃ کابسم اللہ چھوڑدینا باوجودیکہ وہ اصول میں مذکورہے یاتو اس لئے ہے کہ یہ ابن ماجہ کی منفرد غریب روایت پرمحمول ہے یاصاحب مشکوٰۃ یاصاحب مصابیح کی غفلت کانتیجہ ہے اھ

(۱؎ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الطب باب الفال والطیرۃ مطبع مجتبائی دہلی ص۳۹۲)
(۲؎ جامع الترمذی ابواب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲ /۴)
(۱؎ مرقات المفاتیح کتاب الطب والرقی الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۵۱)

اقول: سبحٰن اللہ ھو انما نقلہ عن ابن ماجۃ فلوزاد البسملۃ نسب الی الفضلۃ ثم لم یتفرد ابن ماجۃ بترک البسملۃ بل ھو کذٰلک عند ابی داؤد ایضا رواہ عن عثمٰن بن ابی شیبۃ عن یونس بن محمد وابن ماجۃ عن ابی بکر بن ابی شیبہ ومجاھد ابن موسٰی ومحمد بن خلف العسقلانی کلھم عن یونس بترک البسملۃ والترمذی عن احمد بن سعید الاشقروابراھیم بن یعقوب کلاھما عن یونس مع البسملۃ فافھم۔

اقول: (میں کہتاہوں) اللہتعالٰی (عیوب ونقائص سے) پاک ہے(یعنی بڑاتعجب ہے) اس لئے کہ صاحب مشکوٰۃ نے اسے ابن ماجہ سے نقل فرمایاہے اگربسم اللہ شریف کااضافہ کرتے تو زیادتی کی طرف منسوب ہوتے اور ترک بسم اللہ کے معاملہ میں ابن ماجہ ہی منفرد نہیں بلکہ ابوداؤد کے نسخہ میں بھی یونہی بسم اللہ متروک ہے چنانچہ امام ابوداؤد نے عثمان ابن ابی شیبہ سے بواسطہ یونس بن محمد اس کو

روایت کیاہے اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ، مجاہدبن موسٰی اور محمدبن خلف عسقلانی کے حوالہ سے اسے روایت کیاہے، سب نے بواسطہ یونس بسم اللہ کے بغیر روایت کی اور امام ترمذی نے بواسطہ احمدبن سعید اشقراور ابراہیم بن یعقوب بحوالہ یونس "بسم اللہ" سمیت اس کو روایت کیاہے۔ اس مقام کو سمجھ لیجئے۔(ت)

سولہویں حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:کل مع صاحب البلاء تواضعا لربک وایمانا۔ رواہ الامام الاجل الطحاوی۲؂ عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ قلت ھکذا اوردہ فی الجامع کل باللام والذی رایتہ الامام الطحاوی کن بالنون، واللہ تعالٰی اعلم۔

بلاء والے کے ساتھ کھاناکھا اپنے رب کے لئے تواضع اور اس پر سچے یقین کی راہ سے۔ (جلیل القدر امام طحاوی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیاہے۔ میں کہتاہوں اسی طرح الجامع میں لفظ کل (حرف لام کے ساتھ) ہے لیکن میں نے امام طحاوی کے نسخہ میں کن (حرف نون کے ساتھ) دیکھاہے۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بہترجانتاہے۔(ت)

(۲؂ شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون الخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۱۷)

سترہویں حدیث: میں ہے کہ ایک بی بی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجذوموں کے حق میں فرماتے:فروامنھم کفرارکم من الاسد۔

ان سے ایسابھاگو جیساشیرسے بھاگتے ہو۔

ام المومنین (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا:کلاولکنہ لاعدوی فمن عادی الاول۔ رواہ ابن جریر۱؂ عن نافع بن القاسم عن جدتہ فطیمۃ۔

ہرگز نہیں، بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری اُڑ کرنہیں لگتی جسے پہلے ہوئی اسے کس کی اُڑ کرلگی۔ (ابن جریر نے حضرت نافع بن قاسم سے بحوالہ اس کی دادی فطیمہ کے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۱؂ کنزالعمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۲۸۵۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۷)

اقول: (میں کہتاہوں۔ت) ام المومنین کایہ انکار اپنے علم کی بناء پرہے یعنی میرے سامنے ایسانہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا اور ہے یہ کہ دونوں ارشاد حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔

اٹھارہویں سے تیس: تک حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے استدلال کیاکہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:لاعدوی۔ رواہ الائمۃ احمدوالشیخان۲؎ وابوداؤد وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ(عہ)،

اٹھارہویں سے تیس: تک حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے استدلال کیاکہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: لاعدوی۔ رواہ الائمۃ احمدوالشیخان۲؎ وابوداؤد وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ(عہ)،
بیماری اُڑ کرنہیں لگتی (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری ومسلم، ابوداؤداور ابن ماجہ اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا،

عہ: رواہ عنہ بطریق کثیرۃ شتی ھم والامام الطحاوی والدارقطنی فی المتفق والخطیب والبیھقی وابن جریر واٰخرون وان نسیہ ابوھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ من بعد کما رواہ البخاری والطحاوی وابن جریر وغیرھم۱۲منہ۔متعددومختلف طریقوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے حدیث مذکور کو ان ائمہ مذکورین امام طحاوی اور امام دارقطنی نے متفق میں، خطیب، بیہقی،ابن جریر اور کچھ دوسروں نے اسے روایت کیاہے اگرچہ بعد میں حضرت ابوہریرہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ اسے بھول گئے تھے جیسا کہ بخاری، طحاوی اور ابن جریر وغیرہ نے اسے روایت کیاہے ۱۲منہ (ت)

(۲؎ صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام ۲/ ۸۵۹ و صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۰)
(سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ والتطیر ۲/ ۱۹۰ و مسند احمدبن حنبل عن ابی ہریرہ ۲/ ۲۶۷ و ۳۲۷)

واحمد والستۃ الاالنسائی۱؎ عن انس واحمد والشیخان وابن ماجۃ ۲؎ والطحاوی عن ابن عمر واحمد ومسلم والطحاوی عن السائب ۳؎ بن یزید وھم وابن جریر جمیعا عن جابر۴؎ واحمد والترمذی والطحاوی۵؎ عن ابن مسعود واحمد وابن ماجۃ والطحاوی والطبرانی و ابن جریر عن ابن عباس۶؎ والثلٰثۃ

الاخیرۃ عن ابی امامۃ۱؎ وابن خزیمۃ والطحاوی وابن حبان وابن جریر عن سعد۲؎ بن ابی وقاص والامام الطحاوی۳؎ عن ابی سعید الخدری والشیرازی فی الالقاب والطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم فی الحلیۃ عن عمیر۴؎ بن سعد الانصاری والطبرانی وابن عساکر عن عبدالرحمٰن۵؎ بن ابی عمیرۃ المزنی و ابن جریر عن ام المومنین ۶؎ وایضا صححہ والقاضی محمد ابن عبدالباقی الانصاری فی جزئہ الحدیثی عن امیرالمؤمنین علی کرم االلہ وجہہ الکریم بلفظ لایعدی سقیم صحیحا۷؎ لخصناہ عن الجامع الکبیر مع جمع وزیادات۔

نیز امام احمد اور دیگر چھ ائمہ نے سوائے امام نسائی کے سب نے اس کو روایت کیاہے اور ان پانچ ائمہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ امام احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور امام طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت فرمائی نیزامام احمد، مسلم اور طحاوی نے حضرت سائب بن یزید سے روایت کی۔ ابن جریر اور ان سب نے حضرت جابر سے روایت کی۔ امام احمد، ترمذی اور طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔ امام احمد، ابن ماجہ، طحاوی، طبرانی اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور آخری تین ائمہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی نیزابن خزیمہ، طحاوی، ابن حبان اور ابن جریر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہتعالٰی عنہ سے روایت کی۔ اور امام طحاوی نے حضرت ابوسعیدخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، نیز شیرازی نے القاب میں طبرانی نے الکبیر میں حاکم اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عمیربن سعدرضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمن ابن ابی عمیرہ مزنی سے روایت کی، ابن جریر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرکے اس کی تصحیح فرمائی اور قاضی محمدابن عبدالباقی انصاری نے اپنے جزء الحدیثی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان الفاظ سے روایت فرمائی کسی بیمار سے بیماری اُڑ کر کسی تندرست کو نہیں لگتی، یہ ہم نے جامع کبیر سے جمع کیا اور اضافوں کے ساتھ اس کا ملخص پیش کیاہے۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الطب باب لاعدوٰی ۲/ ۸۵۹ و صحیح مسلم باب الطیرۃ والفال ۲/ ۲۳۱)

(سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ والتطیر ۲/ ۱۹۰ و سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص۲۶۱)

(مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ۳/ ۱۳۰ و ۱۵۴)

(۲ـــ صحیح البخاری کتاب الطب ۲/ ۸۵۹ و کنزالعمال بحوالہ حم وابن ماجہ ۱۰/ ۱۱۸ سنن ابن ماجہ ابواب الطب ۲۶۱)
(۳ـــ صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۰ و مسند احمدبن حنبل عن السائب بن یزید ۳/ ۴۵۰ شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶)
(۴ـــ صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۱ و مسنداحمدبن حنبل عن جابر ۳/ ۲۹۳ شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۷)
(۵ـــ جامع الترمذی ابواب القدر ۲/ ۳۷ و مسنداحمدبن حنبل عن ابن مسعود ۱/ ۴۴۰ شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶)
(۶ـــ مسنداحمدبن حنبل عن ابن عباس ۱/ ۲۶۹ و سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص۲۶۱ شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶)
(۱ـــ شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ ۲/ ۴۱۷ و المعجم الکبیر حدیث ۷۷۶۱، ۷۷۶۲ ۸/ ۲۱۶)
(۲ـــ الجامع الکبیر بحوالہ ابن خزیمہ والطحاوی وابن حبان عن سعد بن ابی وقاص حدیث ۲۶۱۸۴ بیروت ۸/ ۲۹۹)
(۳ـــ الجامع الکبیر بحوالہ ابن جریر والطحاوی والشیرازی فی الالقاب عن ابی سعد حدیث ۲۶۱۸۵ بیروت ۸/ ۲۹۹)
(۴ـــ الجامع الکبیر بحوالہ الشیرازی فی الالقاب (طب، حل، کر) عن عمیر بن سعد حدیث ۲۶۱۸۶ بیروت ۸/ ۲۹۹)
(۵ـــ کنزالعمال بحوالہ کرعن عبدالرحمن حدیث ۲۸۶۰۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۲۰)
(۶ـــ)
(۷ـــ کنزالعمال بحوالہ ابن جریر عن علی حدیث ۲۸۶۳۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۲۶)
(سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ ۲/ ۱۹۰ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶)

اسی حدیث کے متعدد طرق میں وہ جواب قاطع ہرشک وارتیاب ارشاد ہوا جسے ام المومنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا صحیحین وسنن ابی داؤد وشرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہا میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے جب حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، ایک بادیہ نشین نے عرض کی: یارسول اللہ! پھراونٹوں کایہ کیاحال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اُونٹ خارش والاآکر اُن میں داخل ہوتاہے جس سے خارش ہوجاتی ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: فمن اعدی الاول۱ـــ اس پہلے کو کس کی اُڑ کرلگی، احمدومسلم وابوداؤد، وابن ماجہ کے یہاں حدیث ابن عمررضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ارشاد فرمایا: ذٰلکم القدر فمن اجرب الاول۲ـــ یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کو کس نے کھجلی لگادی، یہی ارشاد احادیث مذکورہ عبداللہ بن مسعود وعبداللہبن عباس وابوامامہ وعمیربن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مروی ہوا، حدیث اخیر میں اس

توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا:الم تروا الی البعیر یکون فی الصحراء فیصبح وفی کرکرتہ اوفی مراق بطنہ نکتۃ من جرب لم تکن قبل ذٰلک فمن اعدی الاول۳؎۔

کیادیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیمار اونٹ نہیں صبح کو دیکھو تو اس کے بیچ سینے یا پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کادانہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کس کی اُڑکرلگ گئی۔

(۱؎ صحیح البخاری باب لاعدوی ۲/ ۸۵۹ و صحیح مسلم باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۰)
(سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ ۲/ ۱۹۰ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶)
(۲؎ کنزالعمال بحوالہ حم وابن ماجہ حدیث ۲۸۵۹۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۱۸
سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص۲۶۱)
(۳؎ کنزالعمال بحوالہ طب، حل، ک عن عمیر بن سعد حدیث ۲۸۶۱۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۲۱)

اقول: (میں کہتاہوں۔ت) حاصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتداءً بغیردوسرے سے منتقل ہوئے خود اس میں بیماری پیداہونے کاماننالازم ہے توحجت قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری خودبخود بھی حادث ہوجاتی ہے اور جب یہ مسلم ہے تو دوسرے میں انتقال کے سبب پیداہونا محض وہم علیل وادعائے بے دلیل رہا، جب ایک میں خود پیدا ہوسکتی ہے تو یوہیں ہزار میں:فلایوسوسن العدوالرجیم فی قلب مریض ان القائلین بالاعداء لایحصرون المرض فیہ حتی یلزمھم اعداء الاول فافھم وتثبت۔

مردوددشمن (شیطان) کہیں مریض کے دل میں یہ وسوسہ نہ ڈال دے کہ تجاوزِ مرض کے قائل مرض کو اس تعدیہ میں بند تونہیں کرتے کہ ان پر یہ الزام ہوکہ پہلے مریض کو مرض کیسے لگ گیا، پس سمجھ لیجئے اور ثابت رہئے۔(ت)

اکتیسویں حدیث: کہ امام احمدوبخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسی قدرروایت کی کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: لایوردن ممرض علی مصح۱؎ ہرگزبیمارجانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کونہ لائے جائیں۔

(۱؎ صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰)
(سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ باب فی الطیرۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹۰)

(سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۱)
(صحیح البخاری کتاب الطب قدیمی کتب خانہ ۲/ ۸۵۹)
(مسنداحمد بن حنبل عن ابی ہریرہ دارالفکر بیروت ۲/ ۴۰۶ و ۴۳۴)

بیہقی نے سنن میں یوں مطولاً تخریج کی کہ ارشاد فرمایا:لاعدوی ولایحل الممرض علی المصح ولیحل المصح حیث شاء فقیل یارسول ﷲ ولم ذٰلک قال لانہ اذی۲؎۔ وﷲ تعالٰی اعلم۔

بیماری اڑ کرنہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانورنہ لائیں اورتندرست جانور والا جہاں چاہے لے جائے، عرض کی گئی یہ کس لئے ؟ فرمایا: اس لئے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ بُرامانیں گے انہیں ایذاہوگی۔واﷲ تعالٰی اعلم

(۲؎ السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب لایوردممرض علی مصح دارصادربیروت ۷/ ۲۱۷)

قلت وقدرواہ مالک فی مؤطاہ انہ بلغہ عن بکیر بن عبدﷲ بن الاشج عن ابن عطیۃ ان رسول ﷲ صلی ﷲ تعالٰی علیہ وسلّم قال لاعدوی ولاھام ولاصفر ولایحل الممرض علی المصح ولیحلل المصح حیث شاء فقالوا یارسول ﷲ وماذاک فقال رسول ﷲ صلی ﷲ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی۱؎، ھکذا رواہ یحیی مرسلا وتابعہ جماعۃ من رواۃ المؤطا وخالفھم القعنبی وعبدﷲ بن یوسف وابومصعب ویحیی بن بکیر فجعلوہ عن ابی عطیۃ عن ابی ھریرۃ موصولا غیران ابن بکیر قال عن ابی عطیۃ ولاخلف فھو عبدﷲ بن عطیۃ الاشجعی ویکنی اباعطیۃ ووھم بعض رواۃ المؤطا فی جعلہ عن ابی عطیۃ عن ابی برزۃ وانما ھو عن ابی ھریرۃ رضی ﷲ تعالٰی عنھما افادہ الزرقانی۲؎۔

قلت (میں کہتاہوں) امام مالک نے اپنی مؤطا میں اسے یوں روایت کیاکہ حدیث مذکور انہیں بکیربن عبدﷲ بن اشج سے بواسطہ ابن عطیہ اس طرح پہنچی کہ رسول ﷲ صلی ﷲ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مرض میں تعدیہ نہیں (کہ مرض اُڑ کر دوسرے تندرست آدمی کو لگ جائے) اور اُلّو وغیرہ میں نحوست نہیں، ماہ صفر کی آمد میں نحوست نہیں۔ بیمار جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لائیں بلکہ تندرست جانور کو جہاں چاہیں لے جائیں۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیوں یارسول ﷲ صلی ﷲ علیک وسلم۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس میں اذیت ہے یعنی لوگوں کو ایذاہوگی۔ یحیٰی نے بطورارسال (ذکرسند کے بغیر) اس کو روایت کیا اور

مؤطا کے راویوں کی جماعت نے اس کی متابعت کی۔ قعنبی، عبداللہ بن یوسف، ابومصعب اور یحیٰی بن بکیر نے ان کی مخالت کی۔ لہٰذا بواسطہ ابن عطیہ حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے اسے موصول قراردیا مگریہ کہ ابن بکیر نے ابن عطیہ سے کہا اوراس میں کوئی خلاف نہیں اس لئے کہ وہ عبداللہ بن عطیہ اشجعی ہے البتہ اس کی کنیت ابوعطیہ ہے، بعض رواۃ مؤطا کو یہ وہم ہوا کہ انہوں نے اس حدیث کو عن ابی عطیہ عن ابی برزہ کی سند سے ذکرکیا حالانکہ یہ حضرت ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے(اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) علامہ زرقانی نے اس کا افادہ کیا۔(ت)

(۱؎ مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب عیادۃ المریض والطیرۃ میرمحمدکتب خانہ کراچی ص ۷۲۱)
(۲؎ شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالک کتاب الجامع باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۳۳۳)

یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔
بتیسویں حدیث: صحیح جلیل کہ ایسا ہی رنگ جامعیت رکھتی ہے صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لاعدوی وفرمن الجذوم کما تفر من الاسد۳؎، اوردہ الامام الجلیل الجلال السیوطی فی جامعہ الکبیر بھٰذا اللفظ عازیا لابن جریر عن ابی قلابۃ ۱؎ وفی قسمہ الاوّل بلفظ لاعدوی ولاطیرۃ ولاھامۃ ولاصفر واتقوا المجذوم کما تتقوا الاسد عازیا۲؎ لسنن البیھقی عن ابی ھریرۃ، و اوردہ فی اول الجامع ایضا بلفظ لاعدوی ولاطیرۃ ولاھامۃ ولاصفروفرمن المجذوم کما تفرمن الاسد عازیا لاحمد۳؎ والبخاری عن ابی ھریرۃ، وھو کذٰلک فی الجامع الصحیح وبہ ظھر ماقدمنا ان العزو یتبع اللفظ فبالنظر الی حدیث ابی قلابۃ عددناہ بحیالہ ولذا اوردناہ بلفظہ وھو بعینہ لفظ البخاری وان اشتمل علی زیادات لاتوقف لھذا المعنی علیھا،

بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتاہے۔ جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی اپنی جامع کبیرمیں ابوقلابہ کے حوالہ سے امام ابن جریر کی طرف سے نسبت کرتے ہوئے اس لفظ سے لائے ہیں اور اس کی پہلی قسم میں ان الفاظ سے لائے ہیں "لاعدوی" یعنی کوئی مرض اُڑ کرنہیں لگتا، "ولاھامۃ" نہ اُلّو میں نحوست ہے، "ولاصفر" نہ ماہ صفر کی آمدمیں کوئی نحوست ہے۔ جذامی سے اس طرح بچوجس طرح شیروں سے بچتے ہو(یعنی بھاگتے ہو) بواسطہ ابوہریرہ سنن بیہقی کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ نیزجامع کی ابتداء میں امام سیوطی ان الفاظ سے لائے ہیں کسی مرض میں تجاوز نہیں نہ الّو میں نحوست ہے

نہ ماہ صفرمیں، جذامی سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ مسنداحمداوربخاری کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے۔ اور وہ جامع صحیح میں اسی طرح ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ جو کچھ ہم پہلے بیان کرآئے ہیں کہ نسبت کرنی لفظ کے تابع ہوتی ہے پھرابوقلابہ کی حدیث کے پیش نظر ہم نے اس کے مقابل سے اس کا شمار کیاہے اس لئے ہم اسے اسی لفظ سے لائے ہیں اور وہ بعینہٖ بخاری کے الفاظ ہیں اگرچہ وہ کچھ اضافوں پرشامل ہے پس اس معنی کاان پر توقف نہیں(یہ معنی ان پرموقوف نہیں)

(۳ـہ صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۰)
(۱ـہ جامع الاحادیث للسیوطی مسند ابی قلابہ حدیث ۱۰۱۴۶ دارالفکر بیروت ۱۷/ ۳۱۴)
(۲ـہ جامع الاحادیث للسیوطی حدیث ۲۶۱۹۱ دارالفکر بیروت ۸/ ۳۰۰)
(۳ـہ جامع الاحادیث للسیوطی حدیث ۲۶۱۶۸ دارالفکر بیروت ۸/ ۲۹۷)

اقول: وابوقلابۃ ھذا ھو عبداﷲ بن زید الجرمی من ثقات التابعین وعلمائھم کثیرالارسال وکان الاولی ان ینبہ علیہ ثم ان العلامۃ الشمس السخاوی قال فی حدیث اتقوا ذوی العاھات المعنی فرمن المجذوم فرارک من الاسد کما ورد فی بعض الفاظ الحدیث وھو متفق علیہ عن ابی ھریرۃ مرفوعا بمعناہ۱؎ اھ ورأیتنی کتبت علیہ مانصہ اقول: لم ارہ لمسلم انما فیہ قولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لمجذوم انا قد بایعناک فارجع۲؎ نعم ھو فی حدیث البخاری بلفظ فر من المجذوم کما تفرمن الاسد۳؎ والیہ وحدہ عزاہ فی المشکٰوۃ۴؎ و کذا الامام النووی فی شرح مسلم تحت حدیثہ المذکور۵؎ وکذا الامام السیوطی فی اول جامعہ الکبیر۶؎، فاﷲ تعالٰی اعلم۔

اقول: (میں کہتاہوں کہ) یہ ابوقلابہ عبداللہ ابن زیدجرمی ہے جو ثقات تابعین او ر ان کے علماء میں سے ہے یہ کثیرالارسال ہے، بہترتو یہ تھا کہ وہ اس پر آگاہ (تنبیہ) کرتا۔ علامہ شمس الدین سخاوی نے فرمایا کہ حدیث اتقوا ذوی العاھات کا معنی فرمن المجذوم فرارک من الاسد(یعنی جذامی آدمی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو) جیسا کہ حدیث کے بعض الفاظ میں وارد ہواہے اور وہ بواسطہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ متفق علیہ مرفوع بالمعنی روایت ہےاھ مجھے یادہے میں نے اسی پر حاشیہ لکھاہے عبارت یہ ہے اقول: (میں کہتاہوں)میں نے اسے صحیح مسلم میں نہیں دیکھا، اس میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاجذامی شخص کے بارے میں صرف یہی ارشاد مذکورہے کہ ہم نے تمہیں

(زبانی) بیعت کرلیالہٰذا واپس چلے جاؤ، ہاں البتہ بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں "جذامی شخص سے اس طرح بھاگو جس طرح تو شیرسے بھاگتاہے" صرف اکیلے بخاری ہی کی طرف مشکوٰۃ میں اس کی نسبت کی گئی ہے۔ اسی طرح امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث مذکور کے ذیل میں لکھاہے اور اسی طرح اپنی جامع کبیر میں ابتداءً امام سیوطی نے فرمایا: درحقیقت اللہ تعالٰی ہی سب کچھ جانتاہے۔(ت)

(۱ـــ المقاصد الحسنہ حرف الہمزہ حدیث ۲۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ص۱۸)
(۲ـــ صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳)
(۳ـــ صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۰)
(۴ـــ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مجتبائی دہلی بھارت ص۳۹۱)
(۵ـــ شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳)
(۶ـــ جامع الاحادیث للسیوطی حدیث ۲۶۱۶۸ دارالفکر بیروت ۸/ ۲۹۷)

اب بتوفیق اللہ تعالٰی تحقیق حکم سنئے اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتاہوں۔ت) احادیث قسم ثانی تو اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا، کوئی تندرست بیمار کے قریب واختلاط سے بیمارنہیں ہوجاتا، جسے پہلے شروع ہوئی اسے کس کی اُڑ کرلگی۔ ان متواتر وروشن وظاہرارشادات عالیہ کو سن کر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتاکہ واقع میں تو بیماری اُڑ کر لگتی ہے مگررسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کاوسوسہ اٹھانے کے لئے مطلقاً اس کی نفی فرمائی، پھر حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا، ان کا جھوٹا پانی پینا، ان کاہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا، خاص ان کے کھانے کی جگہ سے نوالہ اُٹھاکرکھانا جہاں منہ لگا کر انھوں نے پیا بالقصد اسی جگہ منہ رکھ کر خود نوش کرنا یہ اور بھی واضح کررہی ہے کہ عدوٰی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کوبلاکے لئے پیش کرنا شرع ہرگزروانہیں رکھتی،

قال اللہ تعالٰی ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ۱ـــہ۔

(اللہ تعالٰی نے فرمایا) آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

(۱ـــ القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵)

رہیں قسم اول کی حدیثیں، وہ اس درجہ عالیہ صحت پرنہیں جس پر احادیث نفی ہیں ان میں اکثرضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان واشارہ کرآئے اور بعض غایت درجہ حسن ہیں، صرف حدیث اول کی تصحیح ہوسکتی ہے مگروہی حدیث اس سے اعلٰی وجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اسی میں ابطال عدوٰی موجود کہ مجذوم سے بھاگو اوربیماری اُڑ کر نہیں لگتی، تویہ حدیث خود واضح فرمارہی ہے کہ بھاگنے کاحکم اس وسوسہ واندیشہ کی بناء پرنہیں، معہٰذا صحت میں اس کا پایہ بھی دیگراحادیث نفی سے گراہواہے کہ اسے امام بخاری نے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطورتعلیق،

حیث قال قال عفان وعفان ھذا وان کان من شیوخ البخاری فکثیرامایروی عنہ بالواسطۃ کما فی فتح الباری۱ـــ وعدولہ عن حدثنا المعتادلہ فی جمیع کتابہ الٰی قال لایکون الا لوجہ وھذا وان کان وصلا علٰی طریق ابن الصلاح فلیس المختلف فیہ کالمتفق علیہ وقدجزم المحقق علی الاطلاق فی باب العنین من فتح القدیر ان البخاری رواہ معلقا۲ـــ ثم لعلک تقول مالک حصرت الصحۃ فی الحدیث الاوّل الیس فیما ذکرت حدیث اناقدبایعناک فارجع۳ـــ

چنانچہ امام بخاری نے فرمایا عفان نے کہا یہ عفان اگرچہ شیوخ بخاری (اساتذہ بخاری) میں سے ہے تاہم اس سے بسااوقات بالواسطہ روایت کرتے ہیں جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے، امام بخاری کاحدثنا (جوتمام کتب میں حسب معمول وحسب عادت ہے) چھوڑ کر لفظ قال اختیار کرنابغیر کسی وجہ کے نہیں ہوسکتا، اگرچہ علامہ ابن الصلاح کے طریقے پر یہ صورت وصل ہے تاہم مختلف فیہ، متفق علیہ کی طرح نہیں۔ محقق علی الاطلاق (ابن ہمام) نے فتح القدیر باب عنین میں اس پر یقین اور وثوق کیاکہ امام بخاری نے اسے معلق روایت کیاہے پھر شاید آپ کہیں کہ تمہیں کیاہوگیا ہے کہ تم نے پہلی حدیث میں صحت کو منحصر(بند) کردیا حالانکہ جو کچھ آپ نے ذکرکیا اس میں یہ حدیث ہے انا قدبایعناک فارجع واپس ہوجاؤ ہم نے تمہیں زبانی بیعت کرلیا۔

(۱ـــ فتح الباری شرح البخاری کتاب الطب باب الجذام مصطفی البابی مصر ۱۲/ ۲۶۴)
(۲ـــ فتح القدیر کتاب الطلاق باب العنین مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۱۳۳)

(۳؎ صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳)

اقول: انما یرویہ مسلم، ھٰکذا حدثنا یحیٰی بن یحیٰی اناھشیم ح قال وثنا ابوبکر بن ابی شیبہ قال ناشریک بن عبداﷲ وھشیم بن بشیر عن یعلی بن عطاء عن عمروبن الشرید عن ابیہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۴؎ وقال ابن ماجۃ حدثنا عمروبن رافع ثناھشیم عن یعلی بن عطاء۱؎ الخ وھشیم بن شریک کلاھما مدلس وقدعنعنا قال فی التقریب ھشیم بن بشیر ثقۃ ثبت کثیر التدلیس والارسال الخفی۲؎ وقال فی شریک صدوق یخطی کثیرا تغیر حفظہ منذ ولی القضاء بالکوفۃ۳؎ وقال فی تھذیب التھذیب قال عبدالحق الاشبیلی کان یدلس و قال ابن القطان کان مشہورابالتدلیس۴؎ اھ قال و یروی لہ مسلم فی المتابعات۵؎اھ کماھٰھنا اخرج لہ بمتابعۃ ھشیم اما قول من قال ان عنعنۃ المدلسین فی الصحیحین محمول علی السماع فاقول: تقلید جامد ولاننکرتحسین الظن فلیس التخمین کالتبیین اصلا۔

اقول: (میں کہتاہوں) امام مسلم اسے اس سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں ہم سے یحیٰی بن یحیٰی نے بیان کیا اسے ہشیم نے بتایا، "ح" ہم سے ابوبکر بن شیبہ نے بیان کیااس نے کہا ہم سے شریک بن عبداﷲ اور ہشیم بن بشیر نے بیان کیا اس نے یعلٰی بن عطاء اس نے عمروبن شرید اس نے اپنے باپ سے روایت کیا رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔ محدّث ابن ماجہ نے فرمایا ہم سے عمروبن رافع نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے ہشیم نے بواسطہ یعلٰی بن عطاء بیان کیا الخ ہشیم اور شریک دونوں مُدلِس ہیں اور دونوں نے عن عن کے الفاظ سے روایت کی ہے، چنانچہ التقریب میں فرمایا: ہشیم بن بشیر ثقہ، ثبت ہے مگربہت زیادہ تدلیس اور ارسال خفی کرنے والاہے۔ اور شریک کے متعلق فرمایا: سچا ہے لیکن کثیرالخطا ہے اس کے حافظہ میں تبدیلی آگئی تھی جب سے وہ کوفہ میں قاضی مقررہوا۔ تہذیب التہذیب میں کہا کہ عبدالحق اشبیلی نے فرمایا: وہ تدلیس کیاکرتا تھا۔ اور ابن القطان نے فرمایا: وہ تدلیس میں مشہورتھا اھ فرمایا: امام مسلم اس سے متابعات میں روایت کرتے تھےاھ جیسا کہ یہاں ہشیم کی متابعت میں اس سے تخریج فرمائی۔ لیکن جس نے یہ کہا کہ تدلیس کرنے والوں کا بخاری ومسلم میں عن عن کہناسماع پرمحمول ہے فاقول: (تومیں کہتاہوں کہ) یہ محض اندھی تقلیدہے اگرچہ ہم حسن ظن کے منکرنہیں تاہم تخمین (اٹکل پچّو سے کچھ کہنا) بالکل صاف بیان کرنے کی طرح نہیں ہوسکتا۔(ت)

(۴؎ صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳)

(۱ـــه سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب الجذام ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۲۶۱)
(۲ـــه تقریب التہذیب لابن حجرعسقلانی تحت حرف الہاء ترجمہ ۷۳۳۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۶۹)
(۳ـــه تقریب التہذیب لابن حجرعسقلانی تحت حرف الشین المعجمہ ترجمہ ۲۷۹۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۴۱۷)
(۴ـــه تہذیب التہذیب من اسمہ شریک ترجمہ شریک بن عبداللہ ۵۷۷ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن بھارت ۴/ ۳۳۷)
(۵ـــه تہذیب التہذیب من اسمہ شریک ترجمہ شریک بن عبداللہ ۵۷۷ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن بھارت ۴/ ۳۳۷)

کوئی حدیث ثبوت عدوٰی میں نص نہیں، یہ تومتواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اُڑ کرنہیں لگتی، اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اُڑ کرلگ جاتی ہے۔ حدیث چہارم کہ "جذامیوں کو نظرجماکر نہ دیکھو ان کی طرف تیزنگاہ نہ کرو" صاف یہ محمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے تمہیں گھِن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان مصیبت زدوں کو حقیرسمجھوگے، ایک تو یہ خود حضرت عزّت کو پسندنہیں پھر اس سے ان گرفتاران بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی، اور یہ روانہیں۔

علامہ مناوی تیسرشرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: (لاتحدواالنظر) لانہ اذی ان لاتعافوھم فتزدروھم اوتحتقروھم۱ـــه۔

(نظریں جماکرجذامیوں کونہ دیکھو) اس لئے کہ یہ ایذا ہے کہیں تم ان سے گھن نہ کرنے لگو اور ان کو عیب دارسمجھتے ہوئے تحقیرنہ کرنے لگو۔(ت)

(۱ـــه التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث لاتحدوا النظرالی مجذومین مکتبہ امام شافعی الریاض ۲/ ۴۹۱)

علامہ فتنی مجمع بحارالانوار میں فرماتے ہیں:لاتدیموا النظرالی المجذومین لانہ اذا ادامہ حقرہ وتاذّٰی بہ المجذوم۲ـــه۔

نگاہ جماکر جذامیوں کو نہ دیکھو اس لئے کہ یہ ایذا ہے جب کوئی نگاہ جماکرانہیں دیکھے تو انہیں حقیرسمجھے گا اور جذامیوں کو اس طرح تکلیف ہوگی۔(ت)

(۲ـــه مجمع بحارالانوار تحت حرف الجیم تحت لفظ "جذام" مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ ۱/ ۳۳۶)

حدیث ششم میں کہ ان ثقفی سے فرمایا: "پلٹ جاؤتمہاری بیعت ہوگئی" متعدد وجوہ ہیں:
(۱) انہیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیرنہ سمجھیں۔
(۲) حضار میں کسی کو دیکھ کریہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہترہیں، خودبینی اس مرض سے بھی سخت تربیماری ہے۔
(۳) مریض اہل مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہوکہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلامیں، تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیداہوگی۔
(۴) حاضرین کالحاظ خاطرفرمایا کہ عرب بلکہ عرب وعجم جمہوربنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے بُرا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔
(۵) اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) ممکن کہ خاطر مریض کالحاظ فرمایا کہ ایسامریض خصوصاً نومبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتاہے۔
(۶) اقول: ممکن کہ مریض رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں، غرض واقعہ حال محل صدگونہ احتمال ہوتاہے حجت عام نہیں ہوسکتا۔

مجمع البحار میں ہے:ارجع فقد بایعناک انما ردہ لئلا ینظر الیہ اصحابہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فیزدرونہ ویرون لانفسھم علیہ فضلا فیدخلھم العجب اولئلا یحزن المجذوم برؤیۃ النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ ومافضلوا بہ فیقل شکرہ علی بلاء االلہ تعالٰی۱؎۔

واپس چلے جاؤ بے شک میں نے تمہیں (زبانی) بیعت کرلیاہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جذامی شخص کو لوٹادیا تاکہ حضورعلیہ السلام کے صحابہ کرام اسے دیکھ کرکہیں حقیر اور گھٹیانہ سمجھنے لگیں اور اپنے آپ کو اس پر ترجیح نہ دینے لگیں۔ اس طرح ان میں خودبینی پیداہوجائے گی۔ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ ذی شان کو اور ان کے فضل وشرف کو دیکھنے سے کہیں جذامی غمگین نہ ہو، پھر اللہ تعالٰی کی مصیبت اور بلاپر اس کے جذبات شکر میں کمی نہ آجائے۔(ت)

(۱؎ مجمع بحارالانوار حرف الجیم تحت لفظ "جذام" مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ ۱/ ۳۳۶)

حدیث ہفتم کہ بچھونا لپیٹنے کو فرمایا اقول: (میں کہتاہوں۔ت) ممکن کہ اس لئے فرمایا ہوکہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔

حدیث ہشتم کہ اگرکوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے۔ "اگر" کالفظ خودبتارہاہے کہ اُڑ کر لگناثابت نہیں۔ تیسیرمیں ہے:قولہ ان کان، دلیل علی ان ھذا الامر غیر محقق عندہ ٢ــھاھ اقول: حملہ علی الشک وماکان ینبغی وانّما حقہ ان نقول قال رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ان کان فی شیئ من ادویتکم خیرففی شرطۃ محجم او شربۃ من عسل الحدیث رواہ احمد٣ــہ والشیخان والنسائی عن جابر رضی االلہ تعالٰی عنہ ولاشک ان فی العسل خیراکمانطق بہ القراٰن العزیز وفی الحجامۃ ایضا کما دل علیہ المستفیض من الاحادیث القولیۃ والفعلیۃ وقال صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لوکان شیئ سابق القدر لسبقتہ العین رواہ احمد١ــہ ومسلم والترمذی عن ابن عباس واحمدوالترمذی وابن ماجۃ بسند صحیح عن اسماء بنت عمیس رضی االلہ تعالٰی عنھم لاشک ان القدر لایسبقہ شیئ فاذا ثبت الوجھان فی امثال المقال جاء الاحتمال فبطل الاستدلال۔

گزشتہ حدیث میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاارشاد حرف "اِنْ" اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امر آپ کے نزدیک ثابت اور محقق نہیں اھ اقول: (میں کہتاہوں۔ت) اس کو شک پرمحمول کرناہرگز مناسب نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو!) اگرتمہاری کسی دوا اور علاج میں خیرہو توپچھنے لگوانے اور شہد پینے میں ہے(الحدیث) امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیاہے۔ بلاشبہہ شہد کے استعمال کرنے میں خیر ہے جیسا کہ قرآن عزیز اس پرناطق ہے اور پچھنے لگانے میں بھی خیرہے جیسا کہ مشہور قولی اور فعلی حدیثیں اس پردلالت کرتی ہیں اور حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگرکوئی چیز قضاوقدر سے آگے بڑھ جاتی تو نظربد آگے بڑھ جاتی۔ امام احمد، مسلم، ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس کو روایت کیا، نیزامام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بسندصحیح اسماء دخترعمیس، سے اسے روایت کیاہے(اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں کہ تقدیر سے کوئی چیز آگے نہیں ہوسکتی، پھر جب وہ وجوہات اس قسم کی گفتگو میں ثابت ہوگئیں تو کلام میں احتمال پیداہوگیا(لہٰذا احتمال کے ہوتے ہوئے) استدلال باطل ہوگیا۔(ت)

(٢ــہ تیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث ان کان شیئ من الداء الخ مکتبہ امام شافعی ریاض ١/ ٣٧٣)
(٣ــہ صحیح بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل قدیمی کتب خانہ کراچی ٢/ ٨٤٨)
(صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء قدیمی کتب خانہ کراچی ٢/ ٢٢٥)
(١ــہ مسندامام احمد بن حنبل عن اسماء بنت عمیس المکتب الاسلامی بیروت ٦/ ٤٣٨)

(صحیح مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۰)
(سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب من استرقی الھین ص۲۵۹)

رہا اس وادی سے جلد گزرجانا اقول: (میں کہتاہوں۔ت) اس میں وہ پانچ وجوہ پیشین جاگزیں جوحدیث ششم کے بارہ میں گزریں فافھم (لہٰذا اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ت) حدیث نہم کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُن بی بی کو منع فرمایا اقول: وہاں بھی چاروجہ اولیں جاری کمالایخفی بادنٰی تأمل(جیسا کہ معمولی غوروفکر کرنے سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ت) حدیث یازدہم ودوازدہم کافقرہ کہ امیرالمومنین نے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا دوسراہوتا تو مجھ سے ایک نیزے کے فاصلہ پربیٹھتا اقول: انہیں حدیثوں میں ہے کہ اُن کو اپنے ساتھ کھلایا، اگریہ امرعدوٰی کاسبب عادی ہوتا تواہل فضل کی خاطر سے اپنے آپ کو معرض بلا میں ڈالنا روانہ ہوتا۔ اور تیرہویں حدیث نے توخوب ظاہرکردیاکہ امیرالمومنین خیال عدوٰی کی بیخ کنی فرماتے تھے، نری خاطرمنظورتھی تو اس شدت مبالغہ کی کیاحاجت ہوتی کہ پانی انہیں پلاکر اُن کے ہاتھ سے لے کر خاص اُن کے منہ رکھنے کی جگہ پرمنہ لگاکر خود پیتے، معلوم ہوا کہ عدوٰی بے اصل ہے تو اس فرمانے کا منشاء مثلاً یہ ہوکہ ایسے مریض سے تنفر انسان کاایک طبعی امرہے آپ کافضل اس پرحامل ہے کہ وہ تنفرمضمحل وزائل ہوگیا دوسراہوتا توایسانہ ہوتا۔ حدیث سی ویکم کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں اقول: (میں کہتاہوں۔ت) اس کی وجہ خود حدیث مؤطائے امام مالک وسنن بیہقی نے ظاہرکردی کہ یہ صرف لوگوں کے بُرا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اُڑ کرنہیں لگتی، ولہٰذا ہم نے اس حدیث کو احادیث قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔ اب نہ رہیں مگر پانچ حدیثیں اول دوم سوم پنجم دہم اقول: قطع نظر اس سے کہ ان میں دوم کی سندواہی اور سوم کی خود حضرت عبداللہ بن جعفررضی اللہ تعالٰی عنہما نے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی، اور دہم کہ امیرالمومنین سے ایک صحابی جلیل القدرمنجملہ اصحاب بدرومہاجرین سابقین اوّلین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کی نسبت اس کا صدورسخت مستبعد تھا، متعدد حدیثوں نے اس کا خلاف ثابت کردیا جیسا کہ امیرالمومنین سے مظنون تھا کماسبق ذٰلک کلہ فھذا منقطع باطنا ومعلول غیرمقبول(یہ سب کچھ پہلے گزرچکاہے لہٰذا یہ اندرونی طورپرمنقطع، معلول غیرمقبول ہے۔ت) اُن میں کسی کاحاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زائد نہیں اور اُن میں وہی صحیح یاحسن ہے تو اسی کی طرف توجہ کافی۔

علماء کے لئے یہاں متعدد طریقے ہیں:

اوّل اس کے ثبوت میں کلام بہ طریقہ امّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کاہے جیسا کہ حدیث ہفدہم میں گزرا۔

اقول: طریقتھا رضی اﷲ تعالٰی عنھا معروفۃ فی امثال الاحادیث التی ترد علی خلاف ماعندھا من العلم القطعی المستند الی القراٰن العظیم اوالسماع الشفاھی من حبیب الکریم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ان تنسب راویھا الی السہو والوھم فی السماع والفھم کما قالت فی حدیث امیرالمومنین عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہ عن النبی صلّی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ان المیت لیعذب ببعض بکاء اھلہ علیہ، یرحم اﷲ عمر لاواﷲ ماحدث رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ان اﷲ یعذب المومن ببکاء اھلہ ولکن اﷲ تعالی یزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ علیہ وقالت حسبکم القراٰن ولاتزر وازرۃ وزراخرٰی رواہ الشیخان١؂ وقالت یغفر اﷲ لابی عبدالرحمٰن ترید ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنھم فانہ ایضا روی الحدیث کابیہ اما انہ لم یکذب ولکنہ نسی انما مررسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم علی یھودیۃ یبکی علیھا فقال انھم لیبکون علیھا وانھا لتعذب فی قبرھا٢؂ رویاہ ایضا ۔

اقول: (میں کہتاہوں) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کاطریقہ کار اس قسم کی حدیثوں کے رَد میں جو اس علم قطعی کی بناء پرجوان کے نزدیک ثابت شدہ ہے یہ ہے کہ جس کی سندقرآن عظیم یا حضورکریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے بالمشافہ سماع پرہے مشہورومعروف ہے کہ سماع وفہم میں راوی کی طرف سہووہم کی نسبت کرتی ہیں جیسا کہ امیرالمومنین حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ روایت فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا بعض دفعہ میت پرگھروالوں کے رونے سے اسے عذاب دیاجاتاہے۔ مائی صاحبہ نے فرمایا اللہ تعالٰی عمر(رضی اللہ تعالٰی عنہ) پررحم فرمائے خدا کی قسم ایساہرگز نہیں یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کانہیں کہ گھروالوں کے رونے کی وجہ سے میت کوعذاب ہوتاہے بلکہ حدیث یوں ہے کہ اللہ تعالٰی کافر کے عذاب میں اضافہ فرمادیتا ہے جبکہ اس کے گھروالے اس پرروئیں۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے فرمایا اس بارے میں تمہیں قرآن مجید کافی ہے(چنانچہ ارشاد ربانی ہے) کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کابوجھ نہ اٹھائے گی۔ بخاری ومسلم نے اسے روایت کیاہے، اور ام المومنین نے ارشاد فرمایا اللہتعالٰی ابوعبدالرحمن یعنی عبداللہ ابن عمر کو معاف کرے کہ انہوں نے بھی اپنے والدگرامی کی طرح حدیث روایت کردی۔ سن لو انہوں نے جھوٹ نہیں کیا البتہ وہ بھول گئے(اصل واقعہ) یہ تھا کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک مردہ یہودیہ کے پاس سے گزرے کہ جس پر رویا جارہاتھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اس پرگریہ وبکا کررہے ہیں مگر اس کو قبرمیں عذاب دیاجارہاہے۔ بخاری ومسلم دونوں نے اس کو روایت کیا ہے۔

(۱ـــه صحیح البخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۲)
(صحیح مسلم کتاب الجنائز قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۳)
(۲ـــه صحیح البخاری کتاب الجنائز ۱/ ۱۷۲ و صحیح مسلم کتاب الجنائز ۱/ ۳۰۳)

وفی لفظ اَمَ واﷲ ماتحدّثون ھذا الحدیث عن الکاذبین ولکن السمع یخطی وان لکم فی القراٰن مایشفیکم ان لاتزر وازرۃ وزراخرٰی ولکن رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال ان اﷲ عزوجل لیزیدالکافر عذابا ببعض بکاء اھلہ علیہ رواہ الامام الطحاوی۱ـــه وقالت فی حدیثھما ایضاً اعنی امیر المؤمنین وابنہ عبداﷲ رضی اﷲ تعالٰی عنھم ان النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال فی نتنی بدر والذی نفسی بیدہ ماانتم باسمع لما اقول منھم۲ـــه، رویاہ ایضا انما قال النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم انھم لیعلمون الان ماکنت اقول لھم حق وقدقال اﷲ تعالٰی انک لاتسمع الموتی رواہ البخاری۳ـــه

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: سنو لو، خدا کی قسم یہ حدیث تم جھوٹوں سے نہیں روایت کرتے لیکن سننے میں بھی غلطی لگ جاتی ہے اور تمہارے لئے قرآن مجید میں تمہاری شفاء کے اسباب موجود ہیں کہ کوئی جان کسی دوسری جان کابوجھ نہ اٹھائے گی لیکن حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی (مرنے والے) کافرکے عذاب کو اس کے بعض گھروالوں کے رونے کی وجہ سے بڑھادیتاہے۔ امام طحاوی نے اسے روایت کیاہے، ام المومنین نے ان دونوں کی حدیث کے متعلق ارشاد فرمایا(ان دونوں سے مراد امیرالمومنین حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں) حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بدبودار کفارمقتولین بدر کے متعلق ارشاد فرمایا اس پروردگار کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو کچھ میں ان سے فرمارہاہوں تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، نیزدونوں نے اس کو روایت فرمایا(یہاں بھی ام المومنین نے یہ ارشاد فرمایا) نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایاتھا۔ اب وہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ حق ہے جو میں ان سے کہتاتھا۔ حالانکہ بلاشبہہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا یقینا آپ مُردوں کو نہیں سناسکتے۔ امام بخاری نے اس کو روایت کیاہے۔

(۱ـــہ شرح معانی الآثار للطحاوی   کتاب الکراہۃ   باب البکاء علی المیت الخ   ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی   ۲/ ۴۰۶)
(۲ـــہ صحیح البخاری   کتاب المغازی   باب قتل ابی جہل   قدیمی کتب خانہ کراچی   ۲/ ۵۶۶)
(۳ـــہ صحیح البخاری   کتاب الجنائز   باب ماجاء فی عذاب القبر   قدیمی کتب خانہ کراچی   ۱/ ۱۸۳)

ولما بلغھا حدیث ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال ان الطیرۃ فی المرأۃ والدار والفرس فغضبت غضبا شدیدا وقالت والذی نزل القراٰن علٰی محمد صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ماقالھا رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم انما قال اھل الجاھلیۃ کانوایتطیرون من ذٰلک رواہ الطحاوی۱ـــہ وابن جریر عن قتادۃ عن ابی حسان ورواہ ایضا الحاکم والبیہقی وماذٰلک الا لان العلم عندھا من النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم علی خلاف ذٰلک فقد قالت کان النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم یبغض الطیرۃ ویکرھھا رواہ الامام الطحاوی۲ـــہ

(یونہی) جب ام المومنین کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ حدیث پہنچی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست ہے۔ تو آپ بہت زیادہ غضبناک ہوئیں اور فرمایا: اس خدابزرگ وبرتر کی قسم جس نے محمد کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پرمقدس قرآن نازل فرمایا کہ حضورپاک نے اس طرح نہیں ارشاد فرمایا بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ دورجاہلیت والے ان چیزوں سے نحوست اور بدشگونی لیتے تھے۔ امام طحاوی وابن جریر نے بواسطہ قتادہ بواسطہ ابوحسان اسے روایت کیاہے نیز حاکم اور بیہقی نے اسے روایت کیاہے۔ رہایہ کہ ام المومنین ایساکیوں کرتی تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے انہیں جو یقینی علم حاصل تھا وہ مذکورہ روایتی الفاظ کے خلاف تھا۔ بلاشبہہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم بدشگونی اور نحوست کے تصور کو مبغوض خیال فرماتے اور ناپسند کرتے تھے۔ امام طحاوی نے اسے روایت فرمایا

(۱ـــہ شرح معانی الآثار للطحاوی   کتاب الکراھۃ   باب الاجتناب من ذی داء الطاعون   ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی   ۲/ ۴۱۹)
(۲ـــہ شرح معانی الآثار للطحاوی   کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون   ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی   ۲/ ۴۱۸)

وروی ایضا انہ قیل لعائشۃ ان اباھریرۃ یقول لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیرلہ من ان یمتلیئ شعرا فقالت یرحم االلہ اباھریرہ حفظ اول الحدیث ولم یحفظ اٰخرہ ان المشرکین کانوایھاجون رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لان یمتلیئ جوف احدکم قیحا خیرلہ من ان یمتلیئ شعرا من مھاجاۃ رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم۱؎اھ ذٰلک لانھا سمعت النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم یقول ان من الشعر لحکمۃ۲؎ وسمعتہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم یتمثل بشعر ابن رواحۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ وربما قال صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا البیت ویأتیک بالاخبار من لم تزود روی الکل الطحاوی۳؎

اور یہ بھی روایت فرمایا کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے کہاگیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھرجانا بنسبت اشعار سے بھرجانے کے بہترہے،تو ام المومنین نے یہاں بھی فرمایا االلہ تعالٰی ابوہریرہ پررحم فرمائے کہ انہیں حدیث کاپہلاحصہ یادرہا اور آخری حصہ محفوظ نہ رہا(اصل واقعہ یہ تھا) مشرکین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مذمت کیاکرتے اور آپ کے خلاف بدگوئی سے کام لیتے تھے تو اس بارے میں حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں سے کسی کاپیٹ پیپ سے بھرجاتا تو اس کے لئے بہترتھا بنسبت حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجواور مذمت والے اشعار سے بھرنے کے اھ، اور یہ اس لئے فرمایا کہ ام المومنین نے حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے خود سناتھا کہ آپ نے فرمایا بعض اشعار حکمت پرمبنی ہوتے ہیں یاحکمت والے ہوتے ہیں، اور یہ بھی سناتھا کہ آپ ابن رواحہ کے اشعارپڑھاکرتے تھے (االلہ تعالٰی ان سے راضی ہو) اور کبھی آپ نے یہ شعر بھی پڑھا ویأتیک بالاخبار من لم تزود یعنی تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تونے توشہ نہ دیا، سب کو امام طحاوی نے روایت کیاہے،

(۱؎ شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب روایۃ الشعرالخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۸)
(۲؎شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب روایۃ الشعرالخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۹)
(۳؎شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب روایۃ الشعرالخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۹)

کذٰلک قالت ھھنا لسماعھا منہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوٰی فمن اعدی الاول والسبب فی ذٰلک ماالشرنا الیہ من ان اخبار الاحاد لاتعارض ماعندھا من القطعی فما

وقع من العلامۃ ابی الفرج ابن الجوزی حیث ذکرفی حدیث الشوم فی ثلث، ان عائشۃ رضی االلہ تعالٰی عنھا قد غلطت علی من روی ھذا الحدیث وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الطیرۃ فی المرأۃ والداروالدابۃ ثم قال وھذا رد لصریح خبررواتہ ثقات الخ کما نقلہ الامام العینی فی عمدۃ القاری١؎ منشؤۃ الغفلۃ عن النکتۃ التی ذکرتھا ثم قولہ وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الخ اقول: ماقالتہ بل رواتہ عن النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم کما ھو صریح نص روایۃ الطحاوی ومن ذکرنا جمیعا وای ثقۃ اوثق منھا رضی االلہ تعالٰی عنہا۔

یہاں بھی اسی طرح مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ خود حضور صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ سناتھا کسی مرض میں تعدیہ اور تجاوز نہیں ورنہ پہلے مریض کو کیسے اُڑ کرلگ گیا اور اس کا سبب وہی ہے جس کی طرف ہم اشارہ کرآئے ہیں کہ اخباراحاد اس علم قطعی کاتعارض نہیں کرسکتیں جومائی صاحبہ کے پاس تھا علامہ ابوالفرج ابن جوزی سے (مائی صاحبہ کے متعلق) جو کچھ واقع ہوا اس کامنشاء اس نکتہ سے غفلت ہے جومائی صاحبہ نے ذکر فرمایا(اس کی تفصیل یہ ہے) چنانچہ علامہ ابن جوزی نے ذکرفرمایا کہ حدیث میں تین چیزوں کی نحوست کاذکرآیا ہے: عورت، گھر، چوپایہ۔ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی االلہ عنہا نے اس پر شدّت اختیار کی جس نے یہ روایت حدیث بیان کی، اور فرمایا کہ اہل جاہلیت یہ کہاکرتے تھے کہ عورت، گھر اور چوپائے میں نحوست ہواکرتی ہے۔ پھرابن جوزی نے کہا لیکن یہ تو اس حدیث کا صراحتاً رَد ہے کہ جس کو ثقہ اور مستند راویوں نے روایت کیاہے، جیسا کہ امام عینی نے اس کو نقل فرمایاہے، پھرعلامہ ابن جوزی کایہ کہنا کہ مائی صاحبہ نے فرمایا اہل جاہلیت کہاکرتے تھے الخ اقول: (میں کہتاہوں) مائی صاحبہ نے خود تو یہ نہیں فرمایا خود حضور صلی االلہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت فرمائی جیسا کہ وہ روایت طحاوی اور ہمارے ذکرکردہ ان سب لوگوں کی صریح نص ہے۔ اور کون سا ثقہ مائی صاحبہ رضی االلہ تعالٰی عنہا سے زیادہ ثقاہت رکھتاہے۔(ت)

(١؎ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری بحوالہ ابن الجوزی کتاب الطب باب الطیرۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ٢١/ ٢٧٣)

دوم مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں،احادیث نفی عدوٰی نے انہیں نسخ کردیا،

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول:ذھب عمر رضی االلہ تعالٰی عنہ وجماعۃ من السلف الی الاکل معہ وان الامر باجتنابہ

منسوخ وممن قال بذٰلک عیسٰی بن دینار من المالکیۃ ١؎ اھ وردہ الامام النووی بوجہین احدھما ان النسخ یشترط فیہ تعذر الجمع بین الحدیثین ولم یتعذر بل قدجمعنا بینھما والثانی انہ یشترط فیہ معرفۃ التاریخ و لیس ذٰلک موجودا ھٰھنا ٢؎ اقول: نص القاضی ان امیرالمومنین کان یراہ منسوخا فانکان ھذا عن روایۃ کما ھو ظاھر اللفظ لم یرد علیہ شیئ من الوجہین لان الامیرالمومنین لایقول بہ الاعن علم وبعدہ لامساغ للجمع وان امکن باسھل وجہ نعم ان ذکرہ القاضی ظنا منہ فالوجہان وجیہان اقول: وثالثھما ماروینا فی الحدیث الثانی والثلثین حیث جمع صلی االلّٰہ تعالٰی علہ وسلم کلا الکلامین فی نسق واحد فاین النسخ لاسیما وقولہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی مقدم فیہ علی وفرمن الجذوم وماکان لصدر الکلام ان ینسخ اٰخرہ۔

حضرت عمرفاروق اور سلف کاایک گروہ اس طرف گئے ہیں کہ جذامی شخص کے ساتھ کھاناجائزہے اور اس سے بچنے کاحکم منسوخ ہے۔ او رجن لوگوں نے یہ کہا ان میں عیسٰی ابن دینار مالکی ہیں اھ لیکن امام نووی نے اسے دووجہوں سے رَدکیاہے، ایک وجہ یہ ہے کہ نسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ دوحدیثیں جمع نہ ہوسکیں اور یہاں جمع میں کوئی دشواری نہیں بلکہ ہم نے دونوں حدیثوں کو جمع کردیاہے، دوسری وجہ یہ کہ نسخ میں شرط ہے کہ تاریخ معلوم ہو (تاکہ پہلی کو منسوخ اور دوسری کوناسخ قراردیں) اور یہاں یہ موجودنہیں اقول: (میں کہتاہوں) امام قاضی عیاض نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ امیرالمومنین حدیث مذکور کو منسوخ سمجھتے تھے۔ اگریہ بات روایت ہے جیسا کہ الفاظ سے ظاہرہوتاہے توپھردونوں وجہیں اس پر واردنہیں ہوسکتیں اس لئے کہ امیرالمومنین بغیرعلم کے ایسانہیں فرماسکتے۔ اور نسخ کے بعد جمع کی گنجائش نہیں اگرچہ کسی زیادہ آسان وجہ سے ممکن ہو۔ ہاں اگرقاضی عیاض نے یہ (دعوی نسخ) اپنے گمان سے ذکرکیاہوتو پھردونوں وجہیں وجیہہ ہیں، اور ان دونوں کے علاوہ تیسری وجہ وہ جس کوہم نے بتیسویں حدیث میں روایت کیاہے کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دونوں کلاموں کو ایک ترتیب (نسق واحد) میں جمع فرمایا پھرنسخ کہاں ہے، چنانچہ خصوصاً حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کاارشاد "لاعدوٰی" "وفرمن الجذوم"سے مقدم ہے اور صدرکلام کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ آخر کلام کو منسوخ کردے۔(ت)

(١؎ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری بحوالہ ابن الجوزی کتاب الطب باب الجذام ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ٢١/ ٢٤٧)

(۲؎ شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰)

سوم بھاگنے کاحکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے تو ان پرنظر پڑے گی اور اس سے وہ مفاسد عُجب وتحقیر وایذا پیداہوں گے جن کاذکرگزرا۔

عمدۃ القاری میں ہے:قال بعضھم الخبر صحیح وامرہ بالفرار منہ لنہیہ عن النظر الیہ ۱؎ اھ مافی العینی اقول: ولایحتملہ الحدیث الخامس ونظراؤہ ممافیہ الامران یکونوافیھم بفصل رمح اورمحین۔

بعض اہل علم نے فرمایا حدیث صحیح ہے اور جذامی آدمی سے دوربھاگنے کاحکم اس لئے دیاگیا کہ اس کی طرف دیکھنے کی ممانعت ہے۔ جو کچھ عینی میں ہے وہ پوراہوگیاہے اقول: (میں کہتاہوں) پانچویں حدیث اور اس کی امثال اس کا احتمال نہیں رکھتیں اس لئے کہ ان میں یہ امرہے کہ ان جذامیوں سے ایک یا دونیزے دوررہیں۔(ت)

(۱؎ عمدۃ القاری کتاب الطب باب الجذام ادارۃ الطباعۃالمنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۴۷)

چہارم امرفرار اس لئے ہے کہ اس کی بدبو وغیرہ سے ایذانہ پائیں۔

شرح صحیح مسلم للنووی میں ہے:قیل النھی لیس للعدوٰی بل للتاذی بالرائحۃ الکریھۃ ونحوھا۲؎ اھ اقول: وھذا ظاھر البعدفافھم۔

کہاگیاکہ نہی تعدیہ مرض کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ان کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ ہو اھ اقول: (میں کہتاہوں کہ) یہ بظاہر بعید ہے لہٰذا اس کو اچھی طرح سمجھ لیناچاہئے۔(ت)

(۲؎ شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰)

پنجم قول مشہور ومذہب جمہورومشرب منصورکہ دوری وفرار کاحکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذاللہ قضاوقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہوگیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی۔ یہ اول تو ایک امر باطل کااعتقاد ہوگا اسی قدرفساد کے لئے کیاکم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سن کرکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف فرمایاہے بیماری اُڑ کرنہیں لگتی، یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہوگا، لہٰذا

ضعیف الیقین لوگوں کو اپنادین بچانے کے لئے دوری بہترہے، ہاں کامل الایمان وہ کرے جوصدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کیا اور کس قدرمبالغہ کے ساتھ کیا اگر عیاذاً باللہ کچھ حادث ہوتا ان کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتاکہ یہ عدوائے باطلہ سے پیداہوا ان کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقرتھا کہلن یصیبنا الا ماکتب االلہ لنا ۱؎ (ہمیں ہرگزکچھ پہنچتا (یاپہنچ سکتا) سوائے اس کے جو اللہ تعالٰی نے ہمارے مقدرمیں لکھ دیاہے۔ت) بے تقدیرالٰہی کچھ نہ ہوسکے گا، اسی طرف اس قول وفعل حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور کل ثقہ باللہ وتوکلا علیہ (ایک جذامی سے آپ نے فرمایا) اللہ تعالٰی پراعتماد اور بھروسا کرتے ہوئے (ہمارے ساتھ) کھائیے۔ت) فرمایا۔

(۱؎ القرآن الکریم ۹/ ۵۱)

امام اجل امین، امام الفقہاء وامام المحدثین، وامام اہل الجرح والتعدیل، وامام اہل التصحیح والتعلیل، حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار شریف میں دربارہ نفی عدوٰی احادیث سعدبن مالک وعلی مرتضٰی وعبدااللہ بن عباس وابی بریرہ وعبدااللہ بن مسعود وعبدااللہ بن عمر وجابر بن عبدااللہ وانس بن مالک وسائب بن یزید وابی ذر رضی االلہ تعالٰی عنہم روایت کرکے فرماتے ہیں:

فقد نفی رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم العدوٰی وفی ہذہ الاثار وقد قال فمن اعدی الاول ای لما کان مااصاب الاول انما کان بقدرااللہ عزوجل کان ما اصاب الثانی کذٰلک، فان قال قائل فنجعل ہذا مضادا لما روی عن النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لایورد ممرض علی مصح کما جعلہ ابوھریرۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ قلت لاولکن یجعل قولہ لاعدوی کماقال النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم نفی العدوی ان یکون ابدا ویجعل قولہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لایورد ممرض علی مصح علی الخوف منہ ان یورد علیہ فیصیبہ بقدر االلہ تعالٰی مااصاب الاول فیقول الناس اعداہ الاول فکرہ ایراد المصح علی الممرض خوف ہذا القول، وقد روینا عن رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فی ہذہ الاٰثار ایضا وضعہ یدالمجذوم فی القصعۃ فدل فعل رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ایضا علی نفی الاعداء لانہ لوکان الاعداء مما یجوزان یکون اذا لما فعل النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم مایخاف ذٰلک منہ لان فی ذٰلک جرالتلف الیہ وقد نہی االلہ عزوجل عن ذٰلک فقال ولاتقتلوا انفسکم ومررسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم بھدف مائل فاسرع فاذا

كان يسرع من الهدف المائل مخافۃ الموت فكيف يجوز عليہ ان يفعل مايخاف منہ الاعداء، فهذا معنی هذہ الاٰثار عندنا واللّٰہ تعالٰی اعلم۱؎ ملتقطا۔

بیشک حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان آثار میں (احادیث) تعدیہ مرض کی نفی فرمائی، چنانچہ آپ کاارشاد ہے کہ پہلے مریض کو کیسے تعدیہ مرض ہوا بلکہ اللہ تعالٰی عزوجل کی تقدیر سے لاحق ہوا۔ اس لئے دوسرے کوبھی جو کچھ پہنچا اسی طرح پہنچا، اگرکوئی قائل یوں کہے کہ ہم اس کو اس حدیث کے متضاد قراردیتے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کوئی مریض کسی تندرست آدمی کے پاس نہ جائے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہی کہا ہے۔ قلت (میں کہتاہوں کہ) ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ان کے ارشاد لاعدوٰی کو لیتے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا توتعدیہ مرض کی ہمیشہ نفی ہوگی اور ہم حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد "کوئی مریض کسی تندرست پرنہ وارد ہو" کی بنیاد اس اندیشہ پررکھتے ہیں کہ مریض کبھی کبھار صحت مند اور تندرست کے پاس جائے اور پھرتندرست کوتقدیرالٰہی سے وہی مرض لاحق ہوجائے جس میں مریض مبتلا ہوچکاہو تو لوگ کہیں گے کہ پہلے کامرض (بطورتجاوز) اس میں سرایت کرگیاہے تو پھر اس کہنے کے اندیشہ سے کسی تندرست کامریض کے پاس جانا یا اس کاالٹ ناپسندکیاگیا اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے ان آثار میں روایت کی کہ آپ نے خود جذامی کاہاتھ پکڑ کر کھانے کے پیالے میں رکھا، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کااپنا مبارک عمل بھی تعدیہ مرض کی نفی کی دلیل ہے۔ اگرتعدیہ مرض کسی طرح امکان رکھتا تونبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کبھی ایساخطرناک کام (جذامی کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے والا) نہ کرتے کیونکہ اس میں ایذا کو اپنی طرف کھینچ کرلاناہے حالانکہ اللہ تعالٰی بزرگ وبرتر نے اس سے منع فرمایاہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے: (لوگو!) اپنے آپ کو قتل نہ کرو، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جھکے ہوئے (گرنے والے) ٹیلے کے پاس سے گزرے تو گزرنے میں جلدی سے کام لیا، جب آپ نے گرنے والے ٹیلے سے گزرتے ہوئے اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں اس کے گِرپڑنے سے ہلاکت نہ ہوجائے آپ نے جلدی فرمائی، تو پھر آپ کے لئے کیسے رواہے کہ آپ وہ کام کریں کہ جس سے تعدیہ مرض کااندیشہ اور خطرہ رہے۔ پھر ہمارے نزدیک ان آثار کایہ مفہوم ہے۔واللہ تعالٰی اعلم ملتقطا۔(ت)

(۱؎ شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراہۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون الخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۱۷)

عمدۃ القاری میں ہے:التوفیق بین الحدیثین بماقالہ ابن بطال و ھو ان لاعدوی اعلام بانھا لاحقیقۃ لھاواما النھی فلئلایتوھم المصح ان مرضھا من اجل ورود المرضی علیھا فیکون داخلا بتوھمہ ذٰلک فی تصحیح ماابطلہ النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم من العدوٰی۱؎۔

دونوں حدیثوں میں موافقت ابن بطال کے قول کے مطابق یہ ہے کہ لاعدوٰی کسی مرض میں تجاوز کے لئے نہیں بلکہ اس بات کا اعلان ہے کہ تعدیہ مرض کی کوئی حقیقت نہیں، رہا یہ کہ پھر ایسے مریضوں کے ساتھ میل جول سے کیوں روکاگیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تندرست آدمی کو اگرمریض کے پاس آمدورفت کے دوران وہی مرض لگ گیا تو اس کے دل میں وہم پیداہوجائے گا کہ اسے یہ مرض مریض ہی سے لگا ہے اور پھر وہ اس وہم سے تعدیہ مرض کی صحت کا قائل ہوجائے گا کہ جس کا خود حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابطال فرمایا(ت)

(۱؎ عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الطب باب لاھامۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۸۸)

ماثبت بالسنۃ میں جامع الاصول سے ہے: یقال اعدی المرض اذا اصابہ مثلہ لمقارنتہ ومجاورتہ اومؤاکلتہ ومباشرتہ وقدابطلہ الاسلام ۲؎

کہاجاتاہے اعدی المرض یعنی مرض تجاوز کرگیا جبکہ کسی مریض کے ساتھ میل جول اور اس کے ساتھ کھانے پینے اور مباشرت سے کسی تندرست آدمی کو اسی جیسا مرض لگ جائے (تو اس وقت یہ کہاجاتا ہے کہ مریض کامرض اُڑ کر فلاں تندرست آدمی کو لاحق ہوگیاہے) حالانکہ اسلام نے تعدیہ مرض کاابطال کیاہے۔(ت)

(۲؎ ماثبت بالسنۃ مترجم ذکرشہرصفر ادارہ نعیمیہ رضویہ سواداعظم لاہور ص۵۲)

اسی میں مشارق الانوار امام قاضی عیاض سے ہے:العدوی ماکانت تعتقدہ الجاھلیۃ من تعدی داء ذی الداء الی من یجاورہ ویلاصقہ ممن لیس بہ داء فنفاہ الشرع وقولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی یحتمل النھی عن قول ذٰلک واعتقادہ و النفی لحقیقۃ ذٰلک کما قال صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لایعدی شیئ شیئا وقولہ فمن اعدی الاول وکلاھما مفھوم من الشرع۱؎۔

تعدیہ مرض جس کااعتقاد اہل جاہلیت رکھتے تھے کہ کسی مریض کامرض اس شخص تک تجاوز کرجاتا اور پہنچ جاتا ہے جو اس مریض سے قرب اور اتصال رکھے باوجودیکہ اس میں پہلے کوئی مرض نہ تھا پس شریعت نے اس اعتقاد کی نفی فرمائی ہے، حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاارشاد لاعدوٰی یہ احتمال رکھتاہے کہ اس کہنے اور اعتقاد رکھنے سے نہی ہو اور اس کی حقیقت کی نفی ہو۔ جیسا کہ حضورانورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کاارشاد ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کی طرف تجاوز نہیں کرتی، اور آپ کا ارشاد گرامی ہے پھر پہلے مریض میں کیسے تعدیہ مرض پیداہوا۔ اور یہ دونوں باتیں شریعت سے سمجھی گئیں۔(ت)

(۱؎ ماثبت بالسنۃ مترجم ذکرشہرصفر ادارہ نعیمیہ سواداعظم لاہور ص۵۲)

اُسی میں نزہۃ النظر للحافظ ابن حجر سے ہے:الاولی فی الجمع ان یقال ان نفیہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم للعدوی باق علی عمومہ و قدصح قولہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لایعدی شیئ شیئا وقولہ فمن اعدی الاول یعنی ان االلہ سبحٰنہ وتعالٰی ابتدأ ذالک فی الثانی کما ابتدأہ فی الاول واما الامر بالفرار من المجذوم فمن باب سدالذرائع لئلا یتفق للشخص الذی یخالطہ شیئ من ذٰلک بقدرااللہ تعالٰی ابتداء لابالعدوی المنفیۃ فیظن ان ذٰلک بسبب مخالطۃ فیعتقد صحۃ العدوی فیقع فی الحرج فامر بتجنبہ حسما للمادۃ۲؎، واالله تعالٰی اعلم۔

دونوں حدیثوں کو جمع کرنے میں بہتریہ ہے کہ یوں کہاجائے کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تعدیہ مرض کی نفی کرنا اپنے عموم پرباقی ہے اور بلاشبہہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کایہ ارشاد گرامی صحیح ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کی طرف تجاوز نہیں کرتی، اور آپ کا یہ ارشاد مبارک کہ پہلے میں کیسے مرض ہوا۔ اللہ تعالٰی پاک وبرتر نے ہی دوسرے مریض کو بھی مرض لاحق کیا جس طرح اس نے پہلے مریض کو لاحق کیاتھا۔ جہاں تک جذامی سے دوربھاگنے او ردوررہنے کے حکم کاتعلق ہے تو یہ ذرائع اور وسائل کو بند کرنے کے باب سے ہے، یعنی جو شخص تندرست حالت میں جذامی آدمی کے ساتھ اختلاط اور میل جول رکھے اور اتفاقاً اسے اللہ تعالٰی کی قضأ وقدر سے وہی مرض لاحق ہوجائے تو وہ یہ کہنے لگے گا کہ یہ مرض اس مریض سے میل جول اور اختلاط کی وجہ سے پیدا ہوگیاہے پھروہ صحت تعدیہ کااعتقاد رکھنے لگے گا اور حرج میں پڑجائے گا بایں وجہ اسے جذامی آدمی سے دور رہنے اور بچنے کاحکم دیاگیاتاکہ شکوک وشبہات پیداہی نہ ہونے پائیں او ر مادہ ہی کٹ جائے، واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(۲؎ماثبت بالسنۃ مترجم ذکرشہرصفر ادارہ نعیمیہ سواداعظم لاہور ص۸۴)

شرح مصابیح امام تورپشتی وشرح مشکوٰۃ علامہ طیبی ومرقاۃ علامہ قاری وشرح الموطا للعلامہ محمدالزرقانی وغیرہا میں ہے:واللفظ للزرقانی الاکثر ان المراد نفی ذٰلک وابطالہ کما دلّ علیہ ظاھر الحدیث۱؎۔

علامہ زرقانی کے الفاظ یہ ہیں اکثر کی رائے یہ ہے کہ اس نفی سے اس کا ابطال مراد ہے جیسا کہ اس پرظاہر حدیث دلالت کرتی ہے(ت)

(۱؎شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۳)

اشعۃ اللمعات شیخ محقق میں ہے:اکثربرآنند کہ مراد نفی عدوٰی وابطال اوست مطلقاً چناچہ ظاہراحادیث درآن ست۲؎۔

اکثراہل علم اس نظریہ پرقائم ہیں کہ نفی تعدیہ سے اس کا مطلقاً ابطال مرادہے جیسا کہ ظاہر احادیث اس پردال ہیں(ت)

(۲؎اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ باب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۶۲۲)

اسی میں ہے:اعتقاد جاہلیت آں بود کہ بیمارے کہ درپہلوئے بیمارے نشیند یاہمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری اوبوے گفتہ اند کہ بزعم اطبا ایں سرایت درہفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبہ وبخرو رمد وامراض وبائیہ پس شارع آنرا نفی کرد وابطال نمود یعنی سرایت نمی باشد بلکہ قادر مطلق ہمچناں کہ اورا بیمار کردایں را نیزکرد۱؎۔

اہل جاہلیت کا اعتقاد یہ تھا کہ اگرکوئی تندرست آدمی کسی بیمار کے پہلو میں بیٹھے یا ا س کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو تو اس مریض کا مرض تندرست آدمی میں سرایت کرجاتاہے۔ کہتے ہیں کہ اطبّاء کے خیال میں متعدی امراض سات ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) کوڑھ (۲) خارش (۳) چیچک (۴) خسرہ (۵) گندہ دہن ہونا (۶) آنکھوں کی بیماری (۷) وبائی امراض (یعنی ہیضہ، طاعون وغیرہ) شارع نے ان سب کے تعدیہ کی نفی فرمائی اور اس کاابطال کیا، پس شارع کی مراد یہ ہے کہ

کسی مرض میں سرایت اور تجاوز نہیں (کہ ایک کا مرض بوجہ اختلاط دوسرے کو لگ جائے) بلکہ قادر مطلق نے جس طرح ایک کو بیمار کیا اسی طرح دوسرے کو بھی بیماری لاحق کردی۔(ت)

(۱ـــہ اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۶۲۰)

بالجملہ ان پانچوں اقوال پرعدوٰی باطل محض ہے یہی مذہب ہے حضرت افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیدناصدیق اکبروحضرت سیدنافاروق اعظم وحضرت سلمان فارسی وحضرت ام المومنین صدیقہ وحضرت عبدااللہ بن عمررضی االلہ تعالٰی عنہم اجلہ صحابہ کرام کا، اور اسی کو اختیارفرمایا امام اجل طحاوی سیدالحنفیہ وامام یحیٰی بن یحیٰی مالکی وامام عیسٰی بن دینار مالکی وامام ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی وامام ابن حجرعسقلانی شافعی وعلامہ طاہرحنفی وشیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہورعلمائے کرام رحمہم االلہ تعالٰی نے عمدۃ القاری میں طبری سے ہے: کان ابن عمر وسلمان رضی االلہ تعالٰی عنہم یصنعان الطعام للمجذومین ویاکلان معہم وعن عائشۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنہا قالت کان مولی لنا اصحابہ ذٰلک الداء فکان یاکل فی صحانی ویشرب فی اقداحی وینام علٰی فراشی۲ـــہ۔

یعنی عبدااللہ بن عمر و سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم مجذومین کے لئے کھاناتیارفرماتے اور ان کے ساتھ کھاتے اور ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزاد شدہ کویہ مرض ہوگیاتھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا بچھونوں پرسوتا۔

(۲ـــہ عمدۃ القاری شرح بخاری کتاب الطب باب الجذام ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۴۷)

زرقانی علی المؤطا میں زیرحدیث انہ اذی (بیشک وہ ایذا ہے۔ت) فرمایا: قال یحیٰی بن یحیٰی سمعت ان تفسیرہ فی رجل یکون بہ الجذام فلاینبغی لہ ان ینزل علی الصحیح یؤذیہ لانہ وان کان لایعدی فالانفس تکرھہ وقدقال صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی یعنی لاللعدوٰی۱ـــہ۔

یحیٰی بن یحیٰی نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ اس کی تفسیر اس شخص کے بارے میں ہے جس کو مرض جذام ہوجائے تو اسے مناسب نہیں کہ کسی تندرست آدمی کے پاس آئے کہ اسے ایذا ہوگی اس لئے کہ اگرچہ تعدیہ مرض کااعتقاد نہ ہوتے ہوئے بھی نفوس پرایسی تکلیف دہ حالت کودیکھنا گراں گزرتا ہے اور بیشک حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایذا ہے یعنی اس کاسبب تعدیہ مرض نہیں۔(ت)

(۱ـــہ شرح الزرقانی علی المؤطا لامام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۴)

غرض مذہب یہ ہے اور وہ وجوہ تاویل میں اصح واجمع وجہ پنجم،

وھٰھنا ثلثۃ وجوہ اُخر لبعض العلماء فالسادس ان الجذام مستثنی من قولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی ان لایعدی شیئ شیئا الاھذا وعزاہ فی اشعۃ اللمعات الی الکرمانی الشافعی صاحب الکوکب الدراری فی شرح صحیح البخاری اقول: لم یقلہ بل نقلہ ومارضیہ بل مرضہ فانما حکاہ بقیل کما نقل عنہ فی مجمع البحار بل والشیخ نفسہ فی ماثبت بالسنۃ فما ھٰھنا سبق قلم ثم ھذا القیل لم یعرف لہ قائل ولم یمل الیہ مائل ولایؤیدہ شیئ من الدلائل

بعض علماء کے نزدیک یہاں تین اور وجوہ ہیں چھٹی وجہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد عالی لاعدوٰی سے مرض جذام مستثنٰی ہے یعنی اس مرض کے ماسوا کوئی شے کسی دوسری شَے کی طرف تجاوز نہیں کرتی، چنانچہ اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق نے علامہ کرمانی شافعی مصنف الکوکب الدراری شرح صحیح بخاری کی طرف اس کو منسوب کیا ہے اقول: (میں کہتاہوں) اس نے یہ نہیں کہا بلکہ اس کو نقل کیا ہے لیکن وہ اس پر راضی نہیں ہوا بلکہ اس نے تو صیغہ تمریض یعنی صیغہ ضُعف سے اسے ذکرکیااور لفظ قیل سے اس کی حکایت کی ہے جیسا کہ اس سے مجمع البحار میں نقل کیاگیاہے بلکہ خود شیخ محقق نے ماثبت بالسنۃ میں اسے نقل کیاہے لیکن یہاں ان سے سبقت قلم (بھول) ہوگئی پھر اس قیل کا قائل معلوم نہ ہوسکا اور کوئی میلان رکھنے والا اس کی طرف مائل نہ ہوا اور نہ کسی دلیل سے اس کی تائید کی۔

والسابع قال البغوی قیل ان الجذام ذورائحۃ تسقم من اطال صحبتہ ومؤاکلتہ اومضاجعتہ ولیس من العدوٰی بل من باب الطب کما یتضرر باکل مایعاف وشم مایکرہ والمقام فی مقام لایوافق ھواہ وکلہ باذن اﷲ وماھم بضارین بہ من احد الا

باذن اللہ نقلہ فی المجمع١ـــہ و عزاہ فی الاشعۃ للامام النووی اقول: لعل ھذا ایضا لذاک فان الذی رأیت فی منھاجہ تصویب الوجہ الثامن الاٰتی ولم یعر ج علی ذکرھذا فاللہ تعالٰی اعلم وظنی ان الذی فی نسختی الاشعۃ تصحیف من البغوی فان الذی نقلہ ترجمۃ کلام البغوی سواء بسواء غیران البغوی ایضا لم یقل بہ وانما نقلہ بقیل ممرضا

ساتویں وجہ امام بغوی نے کہا: کہاگیاہے کہ جذام بدبودار بیماری ہے جوکوئی ایسے بیمار سے طویل صحبت رکھے اس کے ساتھ کھائے پئے اور لیٹے تو یہ بیماری اس کو بھی لاحق ہوجاتی ہے اور یہ عدوٰی میں سے نہیں بلکہ باب طب سے ہے جیسے گھِن والی ناپسندیدہ چیز کھانے سے نقصان اور ضررہوتاہے اور اسی طرح ناگوار چیزسونگھنے سے اور ناموافق ہوا والی جگہ (یعنی آلودگی والی فضا) میں ٹھہرنے سے ضررہوتاہے (بس یہاں بھی یہی مرادہے) اور درحقیقت یہ سب کچھ باذنِ الٰہی ہوتا ہے (چنانچہ) وہ اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچاسکتے مگر اللہ تعالٰی کے اذن ومشیّت سے۔ چنانچہ مجمع البحار میں اس کو نقل کیاہے اور شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات میں اس کو امام نووی کی طرف منسوب کیاہے اقول: (میں کہتاہوں) شاید یہ بھی اسی طرح ہے کیونکہ میں نے جو کچھ امام نووی کی منہاج میں دیکھاہے وہ آنے والی آٹھویں وجہ کی تصویب ہے اور اس کے ذکر پر اس نے عروج یعنی موافقت نہیں کی اور حقیقت حال کو اللہ تعالٰی خوب جانتاہے۔ اشعۃ اللمعات کا جو نسخہ میرے پاس ہے میراخیال ہے کہ اس میں بغوی کی عبارت میں تبدیلی ہوگئی ہے کیونکہ شیخ نے بغوی کے کلام کا ہو بہو ترجمہ نقل کیاہے، اس کے باوجود بغوی نے بھی یہ نہیں کہا بلکہ اس نے کلمہ تمریض کے ساتھ اسے نقل کیاہے ۔

(١ـــہ مجمع بحارالانوار   تحت لفظ عدا   مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ   ٣/ ٥۴۴)

ثم اقول: لاادری ماالتنافی بین بابی العدوٰی والطب فالطب قائل فی ھذا المرض بالعدوی کما نقل التورپشتی والطیبی والقاری والزرقانی والشیخ المحقق وغیرھم ان العدوی بزعم الطب فی سبع کما تقدم عن الشیخ ویستوی فی ذٰلک کونہا الکیفیۃ فیہ اوالخاصیۃ فان کلا الفصلین من مسائل الطب ولیس ان العدوی انما تکون اذا کانت لابسبب یعقل والقائلون بھا انما یعتقدون الاعداء ولانظرلھم الی انہ بالکیفیۃ اوبالخاصیۃ فمن قال بالاعداء ولولرائحۃ فقد قال بالعدوی ثم اقول:

(پھرمیں کہتاہوں) میں یہ نہیں جانتا کہ عدوٰی اور طب کے باب میں کیامنافات اور تضاد ہے کیونکہ طب اس مرض میں تعدیہ کی قائل ہے جیسا کہ تورپشتی، طیبی، ملاعلی قاری، زرقانی اور شیخ محقق اور ان کے علاوہ دوسروں نے کہاہے کہ اطبا کے خیال میں تعدیہ مرض سات قسم کی امراض میں ہوتاہے جیسا کہ شیخ کے حوالہ سے پہلے مذکورہوا۔ تعدیہ مرض خواہ کسی کیفیت سے ہو یاکسی خاصیت سے، اس میں دونوں برابر اور مساوی ہیں کیونکہ دونوں فصلیں طب کے مسائل میں سے ہیں، اور یوں نہیں کہ عدوٰی بغیر کسی معقول سبب کے ہوجائے اس لئے کہ جولوگ تعدیہ امراض کے قائل ہیں وہ تعدیہ پراعتقاد رکھتے ہیں باوجودیکہ وہ اس پرنگاہ نہیں رکھتے کہ وہ کس کیفیت سے ہوا ہے یاکس خاصیت سے، لہٰذا جو شخص تجاوزمرض کاقائل ہو خواہ بدبوہی کے سبب سے کیوں نہ ہو وہ درحقیقت تعدیہ مرض کا قائل ہے۔

والثامن ان النفی اعداء المرض من دون اذن االلّٰہ تعالٰی کمازعمہ اھل الجاھلیۃ اما الاعداء عادۃ باذن االلّٰہ تعالٰی فثابت ولذا امر بالفرار ونھی عن ایراد الممرض ولااعلمہ اعنی اثبات العدوی العادیۃ ثابتا عن الصحابۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنھم الامایفیدہ کلام الامام الطحاوی رحمہ االلّٰہ تعالٰی فیما تقدم من انکار ابی ھریرۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ حدیث لاعدوی واقامتہ علی روایۃ لایوردن ان ذٰلک کان ظنہ التضاد بینھما،

آٹھویں وجہ تعدیہ مرض کی نفی اس صورت میں ہے کہ اسے اللہ تعالٰی کے اذن اور ارادہ کے بغیرتسلیم کیاجائے جیسا کہ دورجاہلیت والوں کاخیال اور زعم تھا، لیکن اگر اللہ تعالٰی کے اذن اور ارادہ سے عادتاً ماناجائے (توپھر خلاف شریعت نہ ہونے کی وجہ سے) ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے بھاگنے کاحکم دیاگیا اور اس مرض کے مریض کو تندرست آدمی کے پاس جانے سے منع کیاگیاہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ عدوٰی عادیہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ثابت ہے۔ ہاں مگر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا گزشتہ کلام اس بات کو تقویت پہنچاتاہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس حدیث لاعدوی کاانکارکیاتھا اور لایوردن والی حدیث کو اس کے مقابل پیش کیاتھا درحقیقت وہ اپنے گمان کے مطابق ان دونوں کے درمیان تضاد سمجھتے تھے،

اقول: لیس لمثلی الکلام مع مثل الامام رحمہ االلّٰہ لکن الذی یعرفہ قاصر مثلی ان انکار الروایۃ لاینحصر فی ظن التضاد بل نسی عنہ سمعہ من رسول االلّٰہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فما وسعہ الا انکارہ حتی لوفرض مودی الحدیثین واحدا من

کل جهۃ وانما الالفاظ غیر الالفاظ ونسی سماع احدھما وقیل لہ رویت ھذا الحدیث ھٰکذا لم یسعہ الا الاباء، نعم ھو مذھب الامام المطلبی محمد بن ادریس الشافعی رضی اﷲ تعالٰی عنہ قال المناوی فی فیض القدیر (اتقوا المجذوم) ای اجتنبوا مخالطتہ فانہ یعدی المعاشر کما جزم بہ الشافعی فی موضع وحکاہ عن الاطباء والمجربین فی اخرونقلہ غیرہ من افاضل الاطباء ۱؎ اھ،

اقول: (میں کہتاہوں کہ) مجھ جیسے ناقص شخص کے لئے امام رحمہ اللہ تعالٰی جیسی بلند پایہ شخصیت کے ساتھ ہمکلام ہونازیب نہیں دیتا سوائے اس کے جو اسے پہچانتاہے، مجھ جیسے تو اس کی معرفت سے قاصر ہیں البتہ کسی روایت سے انکار کرناتضاد کے گمان پرمنحصر نہیں بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس حدیث کا سماع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھول گئے، اس لئے ان کے لئے سوائے انکار کے کوئی گنجائش نہ رہی لیکن اگر یہ فرض کرلیاجاتا کہ ہرجہت سے دونوں کامفہوم (مودّی) ایک ہے البتہ دونوں کے الفاظ مغایر اور الگ الگ ہیں اور جبکہ وہ ایک کا سماع بھول گئے، چنانچہ ان سے کہاگیا آپ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیاہے تو انہیں سوائے انکار کے کوئی اور گنجائش نہ رہی۔ ہاں وہ امام مطلبی محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کامذہب ہے، چنانچہ علامہ مناوی نے فیض القدیر (شرح جامع صغیر) میں فرمایا حدیث "جذامی سے بچو اور پرہیزکرو" یعنی اس کے میل جول اور اختلاط سے اجتناب کرو، اس لئے میل ملاپ کرنے والے میں مرض سرایت کرتاہے، جیسا کہ امام شافعی نے ایک جگہ اس پر اظہار یقین کیا اور ایک دوسری جگہ اطباء اور تجربہ کارلوگوں سے اس کی حکایت بیان فرمائی، اور دیگر اہل علم نے طب کے فاضلوں سے اسے نقل کیاہے اھ

(۱؎ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۱۴۱ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۷)

اقول: وطریقتہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ فی امثال المقام معروفۃ من الاعتماد علی التجارب حتی قال بالقیافۃ وجعلھا حجۃ فی الاحکام الشرعیۃ وحکایاتہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ فیھا مشھورۃ فی مقاصد السخاوی وغیرھا ماثورۃ وتبعہ علیہ احد شیخی مذھبہ الامام ابوزکریا النووی ومن قبلہ الامام ابوعمرو بن الصلاح ومن بعدھما الکرمانی والطیبی وکذا ابن الاثیر فیما ذکر القاری وکذا السخاوی علی شبھتہ فی عبارۃ الموجودۃ فی نسختی المقاصد ووافقھم من علمائنا التورپشتی والقاری کما وافقنا من ائمتھم العسقلانی ،

اقول: (میں کہتاہوں) امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کاطریقہ کار اور دستور اس نوع کے مقامات میں مشہور ومعروف ہے کہ مختلف تجربوں پراعتماد ہے یہاں تک کہ موصوف نے قیافہ شناسی اور اسے احکام شریعت میں حجت قراردینے کاقول پیش کیا ہے اور اس سلسلے میں موصوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے واقعات وحکایات مشہورہیں چنانچہ مقاصد حسنہ میں امام سخاوی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی کتابوں میں منقول ہیں ان کے مذہب والوں میں سے ایک شیخ ابوزکریا نووی نے اس سلسلے میں ان کا اتباع کیاہے اور ان سے پہلے امام ابوعمروبن صلاح اور ان دونوں کے بعد کرمانی، طیبی اور اسی طرح ابن اثیر جیسا کہ ملاعلی قاری نے ذکرفرمایاہے اور اسی طرح امام سخاوی نے ذکرکیامگر میرے پاس مقاصد حسنہ کاجو نسخہ ہے اس کی موجودہ عبارت میں کچھ اشتباہ پایاجاتاہے اور ہمارے علماء میں سے ان کی موافقت تورپشتی اور ملاعلی قاری نے کی جیسا کہ ان کے ائمہ میں سے ہماری موافقت علامہ ابن حجرعسقلانی نے فرمائی،

واضطرب ظاھرا کلام المناوی فقال تحت حدیث اتقوا المجذوم ماقال قال ولایناقضہ خبر لاعدوی لانہ نفی لاعتقاد الجاھلیۃ نسبۃ الفعل لغیراﷲ تعالٰی ١؎ الخ وقال تحت حدیث کلم المجذوم، لئلا یعرض لک جذام فتظن انہ اعداک مع ان ذٰلک لایکون الا بتقدیراﷲ تعالٰی وھذا خطاب لمن ضعف یقینہ ووقف نظرہ عندالاسباب ٢؎ اھ ففی ھٰذا نوع میل الی ماعلیہ الجمہور ووقع نحوہ لعلامۃ الزرقانی فی شرح المؤطا فی موضع واحد فقال تحت قولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لایحل الممرض علی المصح، فربما یصاب بذٰلک فیقول لوانی مااحللتہ لم یصبہ والواقع انہ لو لم یحلہ لاصابہ لان اﷲ تعالٰی قدرہ فنھی عنہ لھذہ العلۃ التی لایؤمن غالبا من وقوعھا فی طبع الانسان وھو قولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمن المجذوم فرارک من الاسد، وان کنا نعتقد وان الجذام لایعدی لکنا نجد فی انفسنا نفرۃ وکراھیۃ لمخالطتہ ١؎ اھ فھٰذا صریح فی وفاق الجمہور،

بظاہر علامہ مناوی کاکلام مضطرب (ناقابل اعتماد) ہے چنانچہ اس حدیث "جذامی سے بچو" کے ذیل میں کہاجوکچھ کہا، پھرفرمایا کہ یہ حدیث لاعدوٰی کے مناقض نہیں اس لئے کہ اس میں اعتقاد جاہلیت کی نفی ہے کیونکہ اس میں غیراللہ کی طرف فعل کی نسبت ہے الخ اور حدیث "کلّم المجذوم یعنی مجذوم کے ساتھ دورسے کلام کرو" کے ذیل میں فرمایا ایسا نہ ہو کہ کہیں تجھے مرض جذام لگ جائے اور تو یہ سمجھنے لگے کہ مریض کی بیماری اُڑ کر تمہیں لگ گئی حالانکہ تقدیرالٰہی کے بغیر اس طرح نہیں ہوسکتا۔ اور یہ اس کو خطاب ہے جو یقین میں کمزورہو،

اور اس کی نظرصرف ظاہری اسباب پر ہی ٹھہرتی ہو اھ، اس میں جمہور کے مذہب کی طرف ایک طرح میلان پایاجاتا ہے، اور اسی نوع کاوقوع علامہ زرقانی سے شرح مؤطا میں ایک جگہ ہواہے چنانچہ علامہ موصوف نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد "کوئی مریض کسی تندرست آدمی کے پاس نہ جائے" اس لئے کہ اگر اسے مرض لگ جاتاہے توپھر وہ مریض یوں کہنے لگتاہے کہ کاش میں اس کے ہاں نہ جاتا یا اس سے نہ ملتا تو مجھے یہ مرض نہ لگتا، حالانکہ فی الواقع اگر یہ مریض کے پاس نہ جاتا تب بھی اس کو یہ مرض لگ جاتا کیونکہ اللہ تعالٰی نے اس کے مقدرمیں ایسالکھ دیاتھا پس اس علت کی وجہ سے اسے روک دیاگیا کیونکہ طبیعت انسانی غالباً اس کے وقوع سے لاپروا اور بے فکرنہیں ہوسکتی۔ او رحضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد "جذامی سے تم اس طرح بھاگو جیسے بوقت خوف شیر سے بھاگتے ہو" کایہی مفہوم ہے، اگرچہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مرض جذام متعدی نہیں ہوتا لیکن اپنے دلوں میں جذامی سے میل جول رکھنے سے نفرت اور کراہت پاتے ہیں اھ، اور یہ صراحۃً مذہب جمہور سے اتفاق ہے۔

(۱؎ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۴۱ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۷)
(۲؎فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۶۳۸۰ دارالمعرفۃ بیروت ۵/ ۴۱)
(۱؎ شرح الزرقانی علی موطا امام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۳)

ثم قال اما النھی عن ایراد الممرض فی باب اجتناب الاسباب التی خلقھا اﷲ وجعلھا اسبابا للھلاک اوالاذی والعبد مامور اتقاء اسباب البلاء اذا کان فی عافیۃ منھا وفی حدیث مرسل عند ابی داؤد انہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم مر بحائط مائل فقال اخاف موت الفوات ۲؎ اھ ففیہ میل ما الی القول الاٰخر بل کان جزما بہ لولا قولہ ''او الاذی'' ثم عاد فقال تحت قولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی ای یتاذی بہ لانہ یعدی ۳؎ ثم نقل عن یحیٰی بن یحیٰی ماقدمناہ وقد اٰذناک ان المائلین الی ھذا القول کالتور پشتی والطیبی والقاری قداعترفوا جمیعا کنص الشیخ المحقق و الزرقانی ان ابطال العدوٰی راسا ھوالذی علیہ الاکثرون ،

پھرفرمایا لیکن مریض کے پاس جانے سے ممانعت کرنا ان اسباب سے بچنے کے باب سے ہے جنہیں اللہ تعالٰی نے پیدافرمایا اورانہیں ہلاکت اور تباہی کے اسباب بنایا یاممانعت ایذارسانی کے باعث ہے اور بندہ کواسباب بلا سے بچنے کاحکم دیاگیاہے جبکہ وہ ان سے بچ سکے، چنانچہ ابوداؤد کی ایک مرسل (بلاسند) روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک مائل بانہدام (جھکی ہوئی)

دیوار کے قریب سے گزرے تو ارشاد فرمایا میں موت فوات سے ڈرتاہوں اھ پس اس میں دوسرے قول کی طرف تھوڑا سامیلان ہے بلکہ اس پر اظہاریقین ہے بشرطیکہ اوالاذٰی کا قول متصل نہ ہوتا، پھر سابق کلام کی طرف رجوع کرتے ہوئے حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد انہ اذی (وہ ایذاہے) کے۔ ذیل میں فرمایا یعنی اذیت ہوگی (مریض اور تندرست کے لئے) نہ کہ مرض میں تجاوز ہے۔ پھرانہوں نے یحیٰی بن یحیٰی سے وہی نقل کیاجو ہم پہلے بیان کرآئے ہیں اور بلاشبہہ ہم نے تمہیں آگاہ کردیا ہے کہ جولوگ اس قول کی طرف مائل ہیں جیسے تورپشتی، طیبی اور ملاعلی قاری شیخ محقق اور زرقانی کی تصریح کی طرح وہ سب اس بات کے معترف ہیں کہ بالکلیہ تعدیہ مرض کے ابطال کا موقف زیادہ تر اہل علم رکھتے ہیں۔

(۲؎شرح الزرقانی علی موطا امام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۳۔۳۴)
(۳؎شرح الزرقانی علی موطا امام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۴)

اقول: وارجوان لاینکر علیہ بما قال الامام النووی فی شرح مسلم قال جمہورالعلماء یجب الجمع بین ھٰذین الحدیثین وھما صحیحان قالوا وطریق الجمع ان حدیث لاعدوٰی المراد بہ نفی ماکانت علیہ الجاھلیۃ تزعمہ وتعتقدہ ان المرض والعاھۃ تعدی بطبعھا لایفعل اﷲ تعالٰی واما حدیث لایورد ممرض علی مصح، فارشد فیہ الی مجانبۃ مایحصل الضرر عندہ فی العادۃ بفعل اﷲ تعالٰی وقدرہ قال فھذا الذی ذکرناہ من تصحیح الحدیثین والجمع بینھما ھو الصواب الذی علیہ جمہور العلماء ویتعین المصیر الیہ ۱؎ اھ

اقول: (میں کہتاہوں) میں اُمیدرکھتاہوں کہ جو کچھ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا اس کا انکار نہیں کیاجائے گا (اور وہ یہ ہے) جمہورعلماء نے فرمایا ان دوحدیثوں کو جمع کرنا ضروری ہے اور وہ دونوں صحیح ہیں، جمہور فرماتے ہیں دونوں کو جمع کرنے کاطریقہ یہ ہے کہ حدیث "لاعدوٰی" سے اس چیز کی نفی مراد ہے کہ جس پر اہل جاہلیت قائم تھے چنانچہ وہ گمان اور اعتقاد رکھتے تھے کہ مرض اور آفت اپنی طبعی حالت سے تجاوز کرتے ہیں نہ کہ اللہتعالٰی کی کارکردگی سے۔ (رہی حدیث کہ) "مریض تندرست کے پاس نہ جائے" اس میں اس چیز سے بچنے کی راہنمائی فرمائی ہے کہ جس سے بطور عادت اللہ تعالٰی کے فضل اور قضاء وقدر سے ضرر حاصل ہوتاہے۔ امام نووی نے فرمایا یہ وہی ہے جس کو ہم نے بیان کیاہے (یعنی) دوحدیثوں کی تصحیح اور ان دونوں کو جمع کرنا

یہی وہ راہ صواب ہے کہ جس پر جمہور علماء قائم ہیں اور اس کی طرف رجوع کرنامتعین ہے اھ

(۱ـــہ شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰)

فقد یکون المعزوالی جمہور العلماء وجوب الجمع وتصحیح الحدیثین لاخصوص ھذا الجمع وربما یشیر الیہ انہ بعد ذکر ھذا الجمع لم یقل ان ھذا الذی ذکرناہ ھو الصواب الذی علیہ الجمہور بل فسرالمذکور بقولہ من تصحیح الحدیثین والجمع بینھما ولواراد خصوص الجمع لم تکن حاجۃ الی التفسیر اصلا لکون الاشارۃ متصلۃ بذٰلک الجمع من دون فصل فضلا عن یفسرہ بالاعم وحینئذ یکون قولہ ھذا احترازا عن الوجھین الاولین الذین قدمناھما ان احد الحدیثین غیرثابت لومنسوخ فیکون مثل مانقل ھو فیما بعد عن الامام القاضی عیاض انہ قال وقدذھب عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہ وغیرہ من السلف الی الاکل معہ و راوا ان الامر باجتنابہ منسوخ والصحیح الذی قالہ الاکثرون ویتعین المصیر الیہ انہ لانسخ بل یجب الجمع بین الحدیثین وحمل الامر باجتنابہ والفرار منہ علی الاستحباب والاحتیاط لاللوجوب واما الاکل معہ ففعلہ لبیان الجواز ۱ـــہ اھ، واذن یکون قولہ قالوا وطریق الجمع الخ علی ماھو المتعارف بین العلماء من نقل اقوال جمع، بلفظۃ قالوا الا ان مرجعہ جمہورالعلماء کیلا یخالف نقل الاکثرین عن الاکثرین منھم التورپشتی والقاری انفسھما واﷲ تعالٰی اعلم،

لہٰذا جمہور علماء کی طرف دو چیزیں منسوب ہیں ایک وجوب جمع اور دوسری چیزدوحدیثوں کی تصحیح نہ کہ اس جمع کا خصوص کبھی اس کی طرف اشارہ یہ چیز کرتی ہے کہ اس جمع کے ذکرکرنے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ جس کو ہم نے ذکرکیاہے وہی صواب ہے کہ جس پر جمہوراہل علم قائم ہیں بلکہ مذکور کی اپنے قول "دوحدیثوں کی تصحیح اور انہیں جمع کرنے" سے تفسیر فرمائی۔ لہٰذا اگر خصوص جمع کاارادہ کرتے تو اس تفسیر کی بالکل ضرورت اور حاجت نہ تھی اس لئے کہ اشارہ اس جمع سے پیوستہ یاوابستہ تھا نہ کہ الگ وجدا، چہ جائیکہ اس اعم سے اس کی تفسیر کرتے پھر اس صورت میں موصوف کا قول "ھذا" پہلی دو وجوہات سے جن کو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں، احتراز ہے، ایک یہ کہ دونوں حدیثوں میں سے ایک ثابت نہیں یا وہ منسوخ ہے پھر یہ کلام اسی جیسا ہوگا کہ جس کو اس کے بعد امام قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دوسرے اسلاف مریض کے ساتھ کھاناکھانے

کے جواز کی طرف گئے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ "امربالاجتناب" (ان سے الگ رہنے کاحکم) منسوخ ہے پس صحیح وہی ہے جو اکثر اہل علم نے فرمایا لہٰذا اس کی طرف رجوع متعین ہے کہ یہاں کوئی نسخ نہیں بلکہ دوحدیثوں کو جمع کرنا واجب (ضروری) ہے، لہٰذا ان سے الگ اور کنارہ کش رہنے کا امر اور ان سے بھاگنے کاحکم استحبابی اوراحتیاطی ہے ۔وجوبی نہیں۔

(۱ــہ شرح مسلم للنووی بحوالہ قاضی عیاض باب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳۔۳۴)

ثم من الحجۃ لنا علیھم، اوّلاً ظاھرا لاحادیث المتواترۃ کما اعترفوا بہ ولامعدل عن ظاھرالابدلیل واین الدلیل وثانیاً ماقدمنا عن الامام الطحاوی ان لوکان ذٰلک من اسباب الہلاک العادیۃ لم یفعلہ النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ولاالخلفاء الراشدون ولاامر بالاکل معھم تواضعاوایمانا فان مجانبتہ حینئذ مامور بہ شرعا لقولہ تعالٰی ولاتقتلوا انفسکم۲ـــہ وقولہ تعالٰی ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۳ـــہ وکان کالجدار المائل والسفینۃ المکسورۃ وقداعترف بہ ھٰؤلاء المثبتون للعدوی کما ستقف،

رہایہ کہ ان کے ساتھ کھاناپینا، تو ایساکرنا بیان جواز کے لئے ہےاھ پھر تو موصوف کاقول قالوا وطریق الجمع الخ اس پرمبنی ہے کہ جو علماء کے درمیان متعارف ہے کہ وہ ایک جماعت کے اقوال کو لفظ قالوا سے نقل کرتے ہیں ہاں مگر اس کا مرجع جمہورعلماء ہیں تاکہ اکثر کی نقل اکثر کے مخالف نہ ہو، ان میں خود تورپشتی اور ملاعلی قاری شامل ہیں اور اللہ تعالٰی ظاہروباطن کو خوب جانتاہے۔
پھر ہماری دلیل ان کے خلاف متعدد وجوہ سے ہے اوّل متواتر حدیثوں کے ظاہر کی دلالت، جیسا کہ خود مخالفین کو اس بات کا اعتراف ہے، اور ظاہر ہے بغیردلیل عدول نہیں ہوسکتا اور یہاں دلیل کہاں، دوم ہم امام طحاوی کے حوالہ سے پہلے نقل کرچکے ہیں اگر وہ "اختلاط مرض" ہلاکت عادیہ کے اسباب میں سے ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور خلفاء راشدین ہرگزایسانہ کرتے(اقدام اختلاط) اور نہ ان کے ساتھ (یعنی مریضوں کے ساتھ) بربنائے تواضع اورایمان کھانے پینے کاحکم فرماتے کیونکہ پھرتو ان سے علیحدگی اور کنارہ کشی شرعاً مامور بہ ہے اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کی وجہ سے "اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو" یا "اپنے آپ کو مت قتل کرو" او ریہ گرنے والی دیوار اور ٹوٹی ہوئی کشتی کی طرح ہوگا، اور اثبات تعدیہ کرنے والے حضرات بھی اس کے قائل اور معترف ہیں جیسا کہ عنقریب آپ آگاہ اور واقف ہوجائیں گے،

(۲ــہ القرآن الکریم ۴/ ۲۹) (۳ــہ القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵)

اقول: ولیس من التوکل، المعارضۃ مع الاسباب والہجوم علی ماجرت العادۃ بافضائہ الی التباب ولایحل لاحد ان یلقی نفسہ من فوق جبل توکلا علی ربہ عزوجل وایقانا بانہ لایضرہ ان لم یشاء وقد حکی ان الشیطان سال ذٰلک سیدنا عیسٰی کلمۃ االلہ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلٰوۃ والتسلیم فقال لااختبر ربی ونصوا بمما نعۃ رکوب البحر عندھیجانہ وبہ ظھر الجواب عن حمل مثبتی العدوی حدیث کل ثقۃ بااللہ وامثالہ علی التوکل ومتارکۃ الاسباب وقد ذکرمن فعل الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم ومبالغتھما فی ذٰلک مایرشدک انہ نص فی ردما ذھبوا الیہ ،

اقول: (میں کہتاہوں) یہ توکّل نہیں کہ اسباب کے ساتھ معارضہ (مقابلہ) کیاجائے۔ اور جو چیز تباہی وہلاکت تک لے جائے بے سوچے اس میں پڑجانا ہرگز جائزنہیں، نیزکسی کے لئے یہ جائزنہیں کہ اپنے آپ کو پہاڑ کے اُوپر سے گرائے، اللہ تعالٰی پرتوکل کانام لیتے ہوئے اور اس یقین وبھروسے کے ساتھ کہ اگر اللہ تعالٰی نہ چاہے تو کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی ایساکرناجائزنہیں۔ چنانچہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ سیدنا حضرت عیسٰی کلمۃ اللہ علیہ وعلٰی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے یہی سوال شیطان نے کیاتھا تو آپ نے جواب میں فرمایاکہ میں اپنے پروردگار کاامتحان نہیں کرتا اور اسے نہیں آزماتا۔ اہل علم نے صراحت فرمائی کہ سمندرمیں جوش اورطوفان آنے کے وقت بحری سفرنہ کیاجائے، اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ قائلین بالتعدیہ حدیث کل ثقۃً بااللہ اور اس جیسی دوسری حدیثوں کوعمل توکل اور ترک اسباب پرمحمول کرتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فعل سے یہ بیان کیاگیااور اس باب میں ان دونوں کے مبالغہ کرنے میں تمہارے لئے ایسی راہنمائی ہے جو ان لوگوں کے مذہب کے رَد کرنے کے لئے (واضح) نص ہے۔

ولنذکر ھٰھنا کلام العلامۃ علی القاری علیہ رحمۃ الباری فانہ جمع ماقاتی بہ المثبتون وزاد ونذکر فی خلالہ مافتح االلہ تعالٰی علینا من وجوہ اختلالہ قال رحمہ االلہ تعالٰی قد (عہ) اختلف العلماء فی التاویل فمنھم من یقول المراد منہ نفی ذٰلک وابطالہ علی مایدل علیہ ظاھرالحدیث وھم الاکثرون ومنھم من یری انہ لم یرد ابطالھا فقد قال صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فرمن المجذوم فرارک من الاسد۱؎ اقول: ارادۃ الابطال ھو الظاھر کما اقربہ وماذکر لایصلح صارفا لہ لما علمت من وجوہ التاویل،

ہمیں یہاں ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا کلام ذکرکرنا چاہئے کیونکہ اہل اثبات جوکچھ لائے ہیں اس سب کو بمع اضافہ انہوں نے یکجاکیاہے اور ان کی خلل پذیروجوہات کے بارے میں جو اللہ تعالٰی نے ہم پرمنکشف فرمائیں اس دوران ہم ان کابھی ذکرکریں گے۔ چنانچہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اہل علم کا اس مسئلہ کی تاویل میں اختلاف ہے ان میں بعض وہ ہیں جو فرماتے ہیں اس سے نفی اور اس کا ابطال مرادہے اس بناپرکہ ظاہرحدیث اس پردلالت کرتی ہے، اور وہ اہل علم اکثریعنی (کثیرتعداد میں ہیں اور کچھ دوسرے وہ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بطلان (تعدیہ) مراد نہیں کیونکہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"جذامی سے ایسے بھاگوجیسے شیرسے بھاگتے ہو"۔ اقول: (میں کہتاہوں) ارادہ ا بطال ہی ظاہر ہے جیسا کہ خود موصوف نے اس کا اقرار کیا اور جوکچھ (اس کے خلاف) ذکرکیاگیا وہ اس کے لئے دافع نہیں جیسا کہ وجوہ تاویل سے تمہیں معلوم ہوگیا،

عہ: ھذا کلہ کلام التورپشتی سوی مازاد من شرح المنحۃ ۱۲منہ
یہ سب تورپشتی کاکلام ہے ماسوائے اس چیز کے جو شرح المنحہ سے زائد کیاہے ۱۲منہ (ت)

(۱ــہ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳)

قال وقال صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لایوردن ذوعاھۃ علی مصح۱ــہ اقول: ھذا اضعف وابعد بعد ماروینا عن المؤطا انہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لما نفی العدوی ونھی عن ایراد الممرض قالوا وماذاک قال وانما اراد بذٰلک نفی ماکان یعتقدہ اصحاب الطبعیۃ فانھم کانوا یرون العلل المعدیۃ موثرۃ لامحالۃ، فاعلمھم ان لیس الامر علی مایتوھمون بل ھو معلق بالمشیۃ ان شاء کان وان لم یشاء لم یکن۲ــہ۔ اقول: کل شیئ کذٰلک وجمیع الاسباب متساویۃ الاقدام فی ذٰلک ولم یات الشرع بنفی الاسباب بل اثبتھا وارشد الی نفی تاثیرھا واعتقاد اصحاب الطبعیۃ فی العین لیس بادون من اعتقادھم فی العدوی ثمّ لم یات الشرع بنفیھا بل قال العین حق ،

علامہ موصوف نے فرمایا حضوراکرم صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آفت ومصیبت والے کسی تندرست کے پاس نہ جائیں۔ اقول: (میں کہتاہوں) یہ زیادہ ضعف او ر زیادہ بعید ہے بعد اس کے کہ ہم نے مؤطا کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب تعدیہ مرض کی نفی

فرمائی اور لوگوں کو مریض کے پاس جانے سے منع فرمایا تو لوگوں نے استفسار کیاکہ یہ کیوں ---------------------- موصوف نے فرمایا کہ اس سے آپ کاارادہ نفی کرنے کاتھا جس کا ارباب طبعیت اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ وہ بلاشبہہ علل متعدیہ کومؤثر سمجھتے تھے اس لئے آپ نے ان لوگوں کو اس بات پرآگاہ فرمایا کہ وہ معاملہ جس کا انہیں وہم ہے وہ اللہ تعالٰی کی مشیت سے معلق ہے اگروہ چاہے تو مرض لاحق ہوگا نہ چاہے تو نہیں ہوگا اقول: (میں کہتاہوں) ہرشے اسی طرح ہے او ر تمام اسباب اس میں متساوی اقدام ہیں اور شریعت نے اسباب کی نفی نہیں کی بلکہ انہیں ثابت کیاہے اور ان کی نفی تاثیر کی راہنمائی فرمائی ہے اور نظربد میں اصحاب طبعیت کااعتقاد اس سے کم نہیں جتنا تعدیہ مرض میں ہے۔ اور شریعت نے اس کی نفی بھی نہیں فرمائی بلکہ فرمایا: نظرحق ہے۔

(۱ـــ و ۲ـــ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳)

قال ویشیر الی ھذا المعنی قولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ''فمن اعدی الاول''ای ان کنتم ترون ان السبب فی ذٰلک العدوی لاغیرفمن اعدی الاول، اقول: اوّلاً بون بیّن بین ان یعتقدوا العلل موثرۃ فی العدوی وان یعتقدوا العدوی ھی الموثرۃ وحدھا والثابت عنھم ذٰلک لاھذا وقد وقع مثل ھذا للمناوی فی التیسیر فقال ھو من الاجوبۃ المسکتۃ اذ لو جلبت الادواء بعضھا بعضا لزم فقد الدواء الاول لفقد الجالب ۱؎ اھ وانت تعلم انہ غیر لازم اصلا مالم یقولوا بالسبب عند سلب الجلب ولیس ھذا زعمھم ولالازم زعمھم والرجیح الفصیح فی تفسیر الحدیث ماقدمت والیہ جنح الامام الطحاوی کما علمت ذکرہ بلسان المتکلم الامام العینی فی شرح البخاری فقال ای من اجرب البعیر الاول یعنی ممن سری الیہ الجرب فان قلت من بعیر اٰخر یلزم التسلسل وان قلت بسبب اٰخر فعلیک بیانہ وان قلت ان الذی فعلہ فی الاول ھوالذی فعلہ فی الثانی ثبت المدعی وھو ان الذی فعل فی الجمیع ذٰلک ھواﷲ الخالق القادر علی کل شیئ وھذا جواب من النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فی غایۃ البلاغۃ والرشاقۃ ۱؎ اھ

علامہ موصوف نے فرمایا اور اسی معنی کی طرف حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد فمن اعدی الاوّل یعنی پہلے آدمی تک کس سے مرض پہنچا یعنی اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس میں سبب مرض تعدیہ ہے تو پہلے مریض تک کیسے تعدیہ ہوا، اقول: اولاً (میں اولاً کہتاہوں) دونوں میں فرق ظاہر اور واضح ہے وہ یہ کہ تعدیہ میں علل کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھیں اور صرف تعدیہ ہی کو مؤثر

سمجھیں، پس ان سے پہلی شق ثابت ہے نہ کہ دوسری۔ اسی کی مثل علامہ مناوی سے تیسیر میں مذکورہوا ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ یہ مسکت جوابات میں سے ہے اس لئے کہ اگر امراض میں ایک دوسرے سے کشید ہو توپھر پہلے مریض کا مرض مفقود ہوجاناچاہئے اس لئے کہ اس کے لئے کوئی جالب نہیں اھ تم جانتے ہو کہ یہ قطعاً لازم نہیں آتا جب تک وہ سلب جلب کے علاوہ کسی سبب کا قول نہ کریں حالانکہ ان کا یہ خیال (زعم) نہیں اور نہ ان کے زعم سے یہ لازم آتا ہے لہٰذاصحیح، راجح قول وہی ہے جو میں نے پہلے بیان کردیاہے اور امام طحاوی اسی طرف مائل ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں، امام عینی نے شرح بخاری میں متکلم کی زبان میں ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا یعنی پہلے اونٹ کو کس طرح خارش ہوئی، اگر تم کہو کہ دوسرے اونٹ سے، تو تسلسل لازم آئے گا، اگرتم کہو کہ کسی دوسرے سبب سے مرض منتقل ہوا تو اس کابیان تمہارے ذمّے ہے، اگر تم یہ کہو کہ جس نے پہلے کومرض لگایا اسی نے دوسرے کو بھی مرض میں مبتلا کیا، تو پھر اس صورت میں ہمارا دعوٰی ثابت ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ جو سب میں یہ کچھ کرتاہے وہی اللہ تعالٰی ہے جوخالق ہے ہرچیزپرقادرہے۔ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ جواب انتہائی درجہ بلیغ اور خوب صورت انداز میں سناگیااھ

(۱؎ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال الطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳)
(۲؎ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث فمن اعدی الاول مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۲/ ۱۷۳)

اقول: کل کلامہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم کذٰلک کیف وقداوتی جوامع الکلم ولاحاجۃ فی تفسیر الی ماذکرتم من الشق الثانی فانہ اذا اعترف انہ لیس بالعدوی بل بسبب اٰخر فقد انقطع لثبوت ان للمرض سببا اٰخر فلیکن الثانی ایضا بذٰلک السبب فلم تثبت العدوی لعدم الدلیل علی الدعوی و اقول: ثانیا علٰی کل فای اشارۃ فی من اعدی الاول الی اثبات العدوی عادۃ لاتاثیرا ،اقول:

(میں کہتاہوں) حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کاہرکلام اسی طرح فصیح وبلیغ اور جامع ہے، اور یہ کیونکر نہ ہو جبکہ آپ کو جوامع الکلم یعنی جامع کلمات سے نوازاگیا۔ اور تفسیر میں تمہاری بیان کردہ دوسری شق کی کوئی ضرورت اور حاجت نہیں کیونکہ جب اعتراف ہوگیا کہ یہ اثر عدوٰی سے نہیں بلکہ کسی دوسرے سبب سے ہے توپھربات ہی ختم ہوگئی اس ثبوت کی وجہ سے کہ مرض کاکوئی دوسراسبب ہے تو پھرہوسکتاہے کہ دوسرے مریض کو بھی اسی سبب سے مرض لاحق ہوگیاہو، نتیجہ یہ کہ اس صورت میں تعدیہ مرض (مجذومی) ثابت نہ ہوا

کیونکہ اس دعوٰی پرکوئی دلیل موجود نہیں۔ و اقول: ثانیاً (اور میں ثانیاً کہتاہوں کہ) برتقدیر پرمتن اعدی الاول میں کونسااشارہ ہے کہ تعدیہ بطورتاثیر توثابت نہیں ہاں البتہ بطور عادت ثابت ہے۔

(۱ـــہ عمدۃ القاری کتاب الطب باب لاہامۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱ /۲۸۸)

قال وبین بقولہ فرمن المجذوم وبقولہ فرمن المجذوم وبقولہ لایوردن ذوعاھۃ علی مصح ان مداناۃ ذٰلک سبب العلۃ فلیتقہ اتقائہ من الجدار المائل والسفینۃ المعیوبۃ ۱ـــہ اقول: فاذن کان یجب التباعد عنہ علی الخواص والعوام وینافیہ ماثبت من فعلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم وفعل الخلفاء الراشدین وحدیث کل مع صاحب البلاء،

علامہ موصوف نے فرمایا حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے ارشاد "جذامی سے دوربھاگو" اورا پنے ارشاد "مصیبت بیماری والے کسی صحتمند تندرست آدمی کے پاس نہ جائیں" میں بیان فرمایا کہ اس کا قرب سبب مرض ہے لہٰذا اس سے اس طرح بچے جیسے گرنے والی دیوار اورٹوٹ پھوٹی کشتی سے بچتاہے اقول: (میں کہتا ہوں کہ) پھر تو اس سے عوام وخواص سب کو دور رہناچاہئے حالانکہ یہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے فعل کے منافی اور خلاف ہے اور حدیث کل مع صاحب البلاء(صاحب مصیبت کے ساتھ کھانا کھاؤ) کے خلاف ہے۔

قال وقد رد الفرقۃ الاولی علی الثانیۃ فی استدلالھم بالحدیثین ان النھی فیھما انما جاء شفقا علی مباشرۃ احد الامرین فتصیبہ علۃ فی نفسہ اوعاھۃ فی ابلہ فیعتقد ان العدوٰی حق اھ قلت وقد اختارہ العسقلانی فی شرح النخبۃ وبسطنا الکلام معہ فی شرح الشرح ومجملہ انہ یرد علیہ اجتنابہ علیہ الصلٰوۃ والسلام عن المجذوم عند ارادۃ المبایعۃ ۱ـــہ اقول: قدمرفیہ من الوجوہ مایکفی ویشفی ولایثبت معھا اجتنابہ صلی االلہ تعالٰی وسلم عنہ بالمعنی الذی رقم، علی انہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ربما کان یتنزل من مرتبتہ لیستن بہ،

علامہ موصوف نے فرمایا پہلے فرقہ نے دوسرے فرقہ پر دوحدیثوں کے حوالے سے ان کے استدلال کرنے پررَد کیاہے کہ دونوں میں نہی اس شفقت پرمبنی ہے کہ کہیں دو باتوں میں سے ایک سے مباشرت ہوجائے کہ وہ خود بیمار ہوجائے یا اس کے اونٹوں پر کوئی آفت آجائے پھر اس کا یہ اعتقاد ہوجائے کہ تعدیہ مرض حق

ہے اھ چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے اسے شرح النخبہ میں اختیار کیاہے اور ہم نے
شرح الشرح میں پوری تفصیل سے اس بارے میں کلام کیاہے۔ اس کامحمل بیان یہ
ہے کہ ان پر یہ اشکال واردہوتاہے کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم
نے اس جذامی سے ارادہ بیعت کے وقت اجتناب فرمایا اقول: (میں کہتاہوں کہ) اس
میں اتنی وجوہات بیان ہوئیں کہ جوکافی وشافی ہیں لہٰذا ان کی موجودگی میں
حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کا اس جذامی سے اجتناب اس معنی میں ثابت
نہیں جو تحریر کیاگیا، علاوہ ازیں یہ بات ملحوظ رہے کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ
والسلام کبھی کبھی اپنے مقام رفیع سے تنزل فرماکر کوئی ایسا رویہ بھی اختیار
فرماتے ہیں کہ اس سے آپ کی سنت قائم ہو اور اس کی اقتداء کی جائے۔

(۱ـــہ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول
مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳)

قال مع ان منصب النبوۃ بعید من ان یوردلحسم مادۃ ظن العدوٰی کلاما یکون مادۃ
لظنها ایضا، فان الامر بالتجنب اظهر فی فتح مادۃ ظن ان العدوی لها تاثیر
بالطبع۲ـــہ اقول: اولا قدقدمنا فی تقریر کلام النفاۃ السراۃ مایرشدک الی الجواب
الم تر ان النبی صلی االلّٰه تعالٰی علیہ وسلم قد نفی العدوی جهارا واعلن بہ مرارا
وقطع عرقہ بقولہ فمن اعدی الاول وقولہ فمن اجرب الاول وقولہ ذٰلکم القدر وقد
بلغہ تبلیغا واضحا معروفا عند الکل حتی تواتر عنہ صلی االلّٰه تعالٰی علیہ وسلم
وشاع وذاع ملأ الاسماع والبقاع فایّ مثار لهذا الظن بعد کل هذا الشدد الشن بیدانہ
اذقد ازیدت هذه الوسوسۃ من قلوب المؤمنین بقیت خشیۃ انهم لانتفاء هذا التوهم
یخالطون المبتلین ولایتحامونهم وفیهم ضعفاء الیقین بل هم الاکثرون والشیطان یجری
من الانسان مجری الدم وکان امراالله قدرا مقدورا فان اصاب احدا شیئ یلقی العدو
فی قلبہ ان هذا للعدوی فیفر هذا بدینہ اشد مما کان یفرلولم یعلم ان النبی صلی االلّٰه
تعالٰی علیہ وسلم قدنفاها، فحملتہ رحمتہ صلی االلّٰه تعالٰی علیہ وسلم من رؤف
بالمومنین رحیم ان نهاهم عن المخالطۃ اذ بدونها ان حدث شیئ والعیاذ بااللّٰه تعالٰی
لایحدث فساد اعتقاد و اذا کان الامر فی هذا الباب کما وصفنا لک فهل کان لسد هذا
الباب طریق غیرهذا الطریق الانیق الذی سلکہ الحکیم الرحیم صلی االلّٰه تعالٰی علیہ
وسلم واذا کان الامر بالتجنب عندکم شفقا علی ابدانهم فما لکم لاتجیزونہ شفقا علی
ایمانهم علیک بالانصاب،

علامہ موصوف نے فرمایا اس کے باوجود منصب نبوت سے بعید ہے کہ وہ ظن عدوٰی کے مادہ کوقطع کرنے کے لئے ایسا کلام فرمائیں جوخود ظن عدوٰی کے لئے مادہ بن جائے کیونکہ عدوٰی سے بچنے کاحکم دینا خود مادہ ظن کے انکشاف کوزیادہ کرتاہے کہ عدوٰی کے لئے طبعی تاثیر ہے اقول: (میں کہتاہوں) اوّلاً بیشک ہم نے نفی کرنے والے افتخار کرنے والے اکابرین کی تقریر کلام میں جو کچھ بیان کیاہے وہ تمہارے لئے جواب کی راہنمائی اور نشان دہی کرتاہے کیاتم نہیں دیکھتے کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نفی عدوٰی برسرعام (کھلم کھلا) فرمائی اورمتعددبار اس کا اعلان فرمایا اور اپنے ان ارشادات سے اعدی الاول، فمن اجرب الاوّل، ذلکم القدر(یعنی پہلے میں کیسے تعدیہ مرض ہوا، پہلے کو کس نے خارش لگائی، یہ تقدیرکی باتیں ہیں) اس کی جڑکاٹ دی اور اس کی ایسی تبلیغ فرمائی جو سب کے ہاں مشہورومعروف ہے یہاں تک کہ یہ مسئلہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ و سلم سے تواتر (تسلسل) کی حد تک پہنچ گیا ہے او رلوگوں میں پھیلا اور شائع ہوا، اس کی خوب اور بار بار سماعت ہوئی پھر اس شدت بندش کے بعداس گمان کے لئے کون سی گنجائش باقی رہ جاتی ہے بغیر اس کے کہ جب اہل ایمان کے دلوں سے اس وسوسے کا ازالہ کردیا گیا تو یہ خدشہ باقی رہ گیا کہ وہ اس انتفائے وہم کے باعث مصیبت زدہ لوگوں سے اختلاط (میل جول) رکھنے لگیں گے اور ان سے احتراز نہ کریں گے حالانکہ ان میں ضعیف الاعتقاد لوگ کثرت سے ہیں(اور حال یہ ہے) شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح چلتا ہے۔اللہ تعالٰی کاحکم ہوکررہتاہے لہٰذا اگر کسی کو کوئی مصیبت پہنچ گئی تو یہ دشمن (شیطان) اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالے گا کہ یہ سب کچھ متعدی اثرات کانتیجہ ہے یعنی تعدیہ مرض اس کا سبب بنا تو یہ شخص اپنے دین سے زیادہ دور ہوجائے گا بنسبت مصیبت زدہ سے دورہونے کے۔ اگر اسے یہ علم نہ ہوا کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس عدوٰی کی نفی فرمائی ہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جومومنوں کے لئے رؤوف اوررحیم ہیں کی رحمت اس سبب سے ہوئی کہ لوگوں کو مریضوں کے ساتھ اختلاط سے منع فرمایا کیونکہ اگر کوئی حادثہ ہوگیا تو فسادِ اعتقاد نہ ہو اور جب اس باب میں معاملہ یہ ہے جیسا کہ ہم نے تمہارے لئے بیان کردیا تو اس باب کو بند کرنے کے لئے کوئی اور پسندیدہ اور خوبصورت طریقہ ہے جو حکیم ورحیم نے وضع فرماکر لوگوں کے لئے پیش کیا ہو۔ جب تمہارے نزدیک الگ رہنے کاحکم شفقت علی الاجسام کی بدولت ہے تو پھر تمہیں کیا ہوگیاہے کہ لوگوں کے ایمان پر رحم کھاتے ہوئے اسے کیوں جائزنہیں قراردیتے ہو، پس انصاف تمہارے ہاتھ ہے۔

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳)

ثانیاً یاسبحٰن اﷲ من این جاء ظن التاثیر بالطبع الیس قد نہی الشارع عن اقتحام اسباب الھلاک واسرع صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم حین مربھدف مائل فھل فیہ فتح باب ظن انہا تؤثر بذاتہا،

ثانیاً اے اللہ پاک تاثیر طبعی کاگمان کہاں سے آگیا۔ کیاشارع نے اسباب ہلاکت میں گھسنے سے منع نہیں فرمایا، خود حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم ایک گرنے والی دیوار کے پاس سے جلدی گزرے تو کیا اس میں بابِ ظن کھلتا ہے کہ تعدیہ مرض بالذات موثرہوتاہے۔

قال وعلٰی کل تقدیر فلادلالۃ اصلا علی نفی العدوی مبنیاً واﷲ تعالٰی اعلم ١؎ اقول: اوّلاً ان لم یدل نفی الجنس والنکرۃ الداخلۃ فی خیرالنفی علی عموم النفی فماذا یدل بل لادلالۃ علی تخصیص النفی بکونہا بالطبع، واﷲ تعالٰی اعلم، وثانیا لم یظھر لی معنی قولہ علی کل تقدیر فان علی تقدیر تعمیم النفی الدلالۃ علیہ فی غایۃ الظہور فلیتأمل،

علامہ موصوف نے فرمایا بہرتقدیر عدوٰی کے سبب ہونے کی نفی پر اصلاً کوئی دلالت نہیں اور اللہ تعالٰی بخوبی سب کچھ جانتاہے۔ اقول: (میں کہتاہوں) اولاً اگرنفی جنس اور نکرہ جو محل نفی میں داخل ہے (اگرچہ دونوں) عموم نفی پردلالت نہ کریں توپھرعموم نفی پرکون سی چیز دلالت کرے گی، بلکہ عدوٰی طبعی کی نفی کی تخصیص پرکوئی دلالت نہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔ وثانیاً علامہ موصوف کے اس قول "علٰی کل تقدیر" کے معنی مجھ پر ظاہر اور واضح نہیں ہوئے، کیونکہ تعمیم نفی کی تقدیر پر تو اس معنی میں بہت واضح اور جلی دلالت موجود ہے پس غورکرو،

(١؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ٨/ ٣٤٣)

قال قال الشیخ التورپشتی واری القول الثانی اولی التاویلین لمافیہ من التوفیق بین الاحادیث الواردۃ فیہ ١؎ اقول: اولا التوفیق حاصل علی القول الاول ایضا کما بینا ولعلہ لھذا عدل الطیبی عن ھذا التعلیل الی قولہ اری القول الثانی اولٰی لما فیہ من التوفیق بین الاحادیث والاصول الطبیۃ التی ورد الشرع باعتبارھا علی وجہ لایناقض اصول التوحید٢؎اھ، اقول: لاحاجۃ بنا الی تطبیق الشرع باصول الطب الفلسی بل نؤمن بالشرع ونجری نصوصہ علی ظواھرھا فان وافقھا الطب وغیرہ

فذاک والارمینا المخالف بالجدار کائنا ماکان والحمدللّٰہ رب العٰلمین و اقول: ثانیا بل التوفیق علی القول الاول اظھر وازھر فان منصب النبوۃ اجل من ان یبالغ فی نفی امر حق ھٰذہ المبالغۃ ولایرشد الٰی اثباتہ الابامر محتمل غیر بین وثالثا بل حق التوفیق منحصر فیما اختارہ الجمھور لانہ لیس فیہ صرف شیئ من الاحادیث عن الظاھر و ارتکاب تخصیص من دون ملجیئ ظاھر،

موصوف نے فرمایا شیخ تورپشتی نے کہا میں دوسرے قول کو دو تاویلوں میں سے زیادہ بہترخیال کرتاہوں کیونکہ اس کو اختیار کرنے سے احادیث وارده فی الباب میں موافقت اور مطابقت ہوجاتی ہے اقول: اوّلاً (میں اوّلاً کہتاہوں کہ) قول اول پربھی دونوں میں موافقت موجود ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور شاید اسی وجہ سے علامہ طیبی نے اس تعلیل سے اس قول کی طرف عدول فرمایا کہ میں دوسرے قول کو زیادہ بہترخیال کرتاہوں کیونکہ اس میں احادیث وارده اور قواعد طبیّہ میں موافقت اور مطابقت ہوجاتی ہے کیونکہ علم طب کے اصول وقواعد کاشریعت نے ایسی وجہ پراعتبار کیاہے کہ وہ اصول توحید کے مناقض اورخلاف نہ ہوں اھ اقول: (میں کہتاہوں) شریعت اور طب فلسفی کے اصول وقواعد میں ہمیں مطابقت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہم شریعت پرایمان رکھتے ہیں اور اس کے نصوص کوظاہر پرجاری کرتے ہیں پس اگر طب وغیرہ شرعی اصولوں کی موافقت کرے توٹھیک ہے ورنہ مخالف چیزخواہ کوئی بھی ہو اسے پھینک دیں گے، اور تمام خوبیاں خداکے لئے ہیں جو تمام جہانوں کاپروردگار ہے اقول: ثانیا (میں دوبارہ کہتاہوں) بلکہ قول اوّل پرموافقت ومطابقت زیادہ ظاہر اور روشن ہے اس لئے کہ مقام نبوت اس سے کہیں زیادہ عظیم وجلیل ہے کہ کسی امرحق کی نفی میں وہ اس قدرمبالغہ آمیزی کرے جبکہ اس کے اثبات میں صرف ایسے امر سے راہنمائی ہوسکتی ہو جو محتمل غیرواضح ہے۔ وثالثا (تیسری بات) بلکہ حق توفیق اس میں منحصر ہے کہ جس کوجمہور اہل علم نے اختیار فرمایا کیونکہ اس میں احادیث کو اپنے ظاہری مفہوم سے پھیرنا نہیں پڑتا اور اضطرار ظاہری کے بغیرارتکاب تخصیص نہیں کرناپڑتا۔

(۱؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳)
(۲؎ شرح الطیبی لمشکوٰۃ المصابیح کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول ادارۃ القرآن کراچی ۸/ ۳۱۴)

قال ثم لان القول الاول یفضی الی تعطیل الاصول الطبیۃ ولم یرد الشرع بتعطیلھا بل ورد باثباتھا والعبرۃ بھا علی الوجہ الذی ذکرناہ۱؎ اقول: لانسلم ان الشرع سلم

الطب بتفاصیلها والافاضل الثلثۃ التورپشتی والطیبی والقاری ھم الناقلون کغیرھم ان الاطباء یعتقدون الاعداء فی الطاعون والوباء فلوصدقھم الشرع فی ذٰلک لم یامر بالثبات وعدم الخروج من حیث وقع لکونہ اذ ذاک القاء بالایدی الی التھلکۃ ولم یجعل الفارمنہ کالفار من الزحف بل کان کالفار من جدار یرید ان ینقض مع ان ھذا الامر متواتر عنہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم وقد وعد علیہ الاجرالعظیم فعلم ان مزعومھم ھذا باطل عندالشرع وانما نھی عن الدخول علیہ کما امر بالفرار من المجذوم لانہ عسی ان یدخل فیبتلی بالقدر فیقول أُعدیت اویقول لولاالدخول لما ابتلیت ومثل ''لو'' ھذہ تفتح عمل الشیطان والعیاذباللّٰہ تعالٰی،

علامہ موصوف نے فرمایا اس لئے کہ قول اول اصول طبیہ کے معطل کردینے تک پہنچادیتاہے حالانکہ شریعت میں ان کاتعطل وارد نہیں بلکہ ان کا اثبات وارد ہے ان کا اعتبار اس طریقے پر ہوسکتاہے جس کو ہم نے بیان کردیاہے اقول: (میں کہتاہوں) ہم یہ نہیں مانتے کہ شریعت نے علم طب کی تمام تفصیلات کوتسلیم کیاہے تین فضلاء تورپشتی طیبی اور ملاعلی قاری تو دوسروں کی طرح ناقل ہیں کہ اطباء طاعون اور وبا میں تعدیہ کااعتقاد رکھتے ہیں اگر شریعت اس بارے میں ان کی تصدیق کرتی تو پھرجہاں طاعون واقع ہوجائے، وہاں لوگوں کو ٹھہرنے اور کہیں باہرنہ جانے کاحکم نہ دیتی کیونکہ پھر تو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہوتا، اور طاعون سے بھاگنے والے کو جنگ سے بھاگنے والے کی طرح قرار نہ دیتی بلکہ وہ گرنے والی دیوار کے پاس سے بعجلت گزرنے کی طرح ہوتاباوجودیکہ یہ حکم آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متواتر منقول ہے اور اس پراجرعظیم کاوعدہ فرمایاگیاہے، پس معلوم ہوا کہ شریعت میں ان کا یہ خیال باطل ہے لہٰذا جہاں طاعون پھوٹ پڑے وہاں اسی طرح جانا منع ہے جس طرح جذامی کے پاس جانا ممنوع ہے اور اس سے بھاگنے کاحکم ہے اس لئے کہ اگر وہاں جانے کی صورت میں بقضاء وقدر مبتلائے مصیبت ہوگیا تو کہنے لگے گا کہ مجھ پر تعدیہ مرض ہوگیا یایوں کہنے لگے گا کہ اگروہاں نہ جاتا تو مبتلائے مرض نہ ہوتا، اور یہ حرفِ "لو" شیطانی عمل کادروازہ کھولتاہے، اللہ تعالٰی کی پناہ۔

(۱ـــہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳)

قال ویدل علٰی صحۃ ماذکرنا قولہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم قدبایعناک فارجع وقولہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم کل ثقۃ بااللّٰہ ولاسبیل الی التوفیق بین ھٰذین الحدیثین الامن ھذاالوجہ، بین بالاول التوقی من اسباب التلف، وبالثانی التوکل علی

االلّٰہ جل جلالہ ولاالٰہ غیرہ فی متارکۃ الاسباب وھوحالہ(عہ) اھ(ای کلام التورپشتی قال القاری) ھو جمع حسن فی غایۃ التحقیق وااللّٰہ ولی التوفیق ١ـــہ اقول: رحمک االلّٰہ لقد حجرت واسعا فقد بان وظھر جمع صاف شاف لمع وزھر وقدمنا وجوہ ترجیحہ وماذکر من الجمع ففیہ مافیہ کمااسلفنا، فان التوقی من اسباب التلف واجب علی الناس جمیعا لایستثنٰی من الخواص ولیس التوکل ترک الاسباب ولامضادۃ الحکمۃ ولاالاجتراء علیھا بل اخراج الاسباب عن القلب مع تعاطی النافع وتحاصی الضار وقصر النظر علی المسبب جل وعلا قیدھا وتوکل علی االلّٰہ، ثم قال القاری تحت قولہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وفرّ من المجذوم وقد تقدم ان ھذا رخصۃ للضعفاء وترکہ جائز للاقویاء بناء علی ان الجذام من الامراض المعدیۃ ١ـــہ الخ اقول: اری کلمات النافین والمثبتین جمیعا مطبقۃ علی ان الامر بالتوقی لضعفاء الیقین وحدیث کل ثقۃ باالله وکل مع صاحب البلاء وامثالھما للکاملین صرح بہ ایضا فی المقاصد الحسنۃ والتیسیر وغیرھما وھذا ایضا من اول دلیل علی صحۃ قول النفاۃ فان الاسباب العادیۃ یستوی فیھا الاقویاء والضعفاء فلایلتئم ھذا علی قول المثبتین اما علی قول النفاۃ واضح انہ لاعدوی حقیقۃ وانما الخشیۃ ان یتوھمھا من ابتلی بقدروھذا لایخشی منہ علی الذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلّون جعلنا االلّٰہ تعالٰی منھم بفضل رحمتہ بھم اٰمین!

علامہ موصوف نے فرمایا اس کی صحت پر جو کچھ ہم نے بیان کیا حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کایہ ارشاد دلالت کرتاہے کہ لوٹ جاؤ ہم نے تمہیں (زبانی) بیعت کرلیاہے، اور آپ کایہ ارشاد "اللہ تعالٰی پر بھروسہ کرتے ہوئے (میرے ساتھ) کھاؤ" پس ان دوحدیثوں میں موافقت کی اس طریقہ کے سوا اورکوئی صورت نہیں (اور وہ یہ ہے کہ) پہلی حدیث میں اسباب ہلاکت سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی اور دوسری میں اسباب کوچھوڑ کر محض اللہ تعالٰی پربھروسہ اورتوکل کرنے کاطریقہ سکھایاگیاہے وہ اللہ تعالٰی کہ جس کی بزرگی بہت بڑی ہے اور اس کے بغیر کوئی اور معبودبرحق نہیں، اور وہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاایک خصوصی حال ہےاھ یعنی تورپشتی کاکلام مکمل ہوگیا۔ ملاعلی قاری نے فرمایا وہ ایک خوبصورت انتہائی تحقیقی کام جمع ہے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کامالک ہے اقول: (میں کہتاہوں) اللہ تعالٰی تم پررحم فرمائے تم نے توکشادہ کوتنگ کرڈالا اور اس میں رکاوٹ ڈال دی بلاشبہہ ایسی جمع ظاہر اور واضح ہے جو صاف، شفاف، روشن اور چمکدار ہے او رہم نے پہلے ہی اس کی وجوہ ترجیح بیان کردی ہیں،

رہی وہ جمع جس کایہاں ذکرکیاگیا تو اس میں وہ کچھ ہے جو ہے جیسا کہ ہم نے بیان کردیاکیونکہ اسباب ہلاکت سے بچنا سب لوگوں پرواجب ہے لہٰذا اس سے خواص مستثنٰی نہیں اور توکل ترک اسباب اور ان پر جرأت کرنانہیں اور نہ وہ حکمت کے خلاف ہے بلکہ اسباب کو دل سے نکال دینا اور فائدہ بخش چیز کو لینا اور ضرررساں امو رسے بچنا اور نگاہ کو صرف اللہ تعالٰی جل وعلا (جومسبب الاسباب ہے) پر روک رکھنا اس کی قیود کو ملحوظ رکھنا توکل علی اللہ ہے پھر ملاعلی قاری نے حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد گرامی "مجذوم سے بھاگو" کے ذیل میں فرمایا بلاشبہہ پہلے گُزرچکاہے کہ یہ کمزوروں کے لئے رخصت ہے جبکہ قوی حضرات کے لئے اس کا چھوڑنا جائزہے اس بناپر کہ مرض جذام متعدی امراض میں سے ہے الخ اقول: (میں کہتاہوں) نفی اور اثبات کرنے والوں کے کلمات اس پرمتفق ہیں کہ بچنے اور پرہیزکرنے کا حکم ضعیف الاعتقاد لوگوں کے لئے ہے اور حدیث "اللہ تعالٰی پراعتماد وبھروسہ رکھتے ہوئے کھاؤ" اور "صاحب مصیبت کے ساتھ کھاؤ پیو" ان دوحدیثوں اور ان جیسی دیگر حدیثوں کابیان کاملین کے لئے ہے۔ چنانچہ مقاصد حسنہ، تیسیر اور ان دو کے علاوہ دیگرکتب میں اس بات کی تصریح کردی گئی ہے او ریہ بھی نفی کرنے والوں کے قول کی صحت پر پہلی دلیل ہے کیونکہ عادی اسباب میں قوی اور ضعیف برابر اورمساوی ہوتے ہیں لہٰذا اثبات کرنے والوں کے قول سے یہ موافقت اور مطابقت واضح ہے کیونکہ ان کے نزدیک تودرحقیقت کسی مرض میں تعدیہ ہے ہی نہیں، ہاں البتہ اس بات کاخطرہ واندیشہ رکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تقدیرالٰہی کی بناپر مرض میں مبتلا ہوجائے تو اسے تعدیہ کا وہم ہوجائے گا۔ (رہا ان حضرات کامعاملہ) جو سچے مومن اور اپنے پروردگار پرکامل یقین وبھروسہ رکھتے ہیں تو ان سے اس قسم کا خوف اور خدشہ نہیں۔ اللہ تعالٰی اپنے فضل ورحمت سے جو ان پرہے ہمیں بھی نوازے اور ان لوگوں میں شامل فرمائے،آمین!(ت)

عہ: کذا فی نسختی المرقاۃ وعلیہ فالضمیر لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اما کلام التورپشتی فھکذا بعد قولہ متارکۃ الاسباب یثبت بالاول التعرض للاسباب وھو سنۃ وبالثانی ترک الاسباب وھو حالۃ اھ فالحالۃ بتاء التانیث لابھاء الضمیر۱۲منہ۔

میرے پاس جومرقاۃ کانسخہ ہے اس میں عبارت اسی طرح درج ہے پس اس کی بنا پر حالہ کی ضمیرحضورصلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے، رہاتورپشتی کاکلام تو وہ اس کے قول متارکۃ الاسباب کے بعد اس طرح ہے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پس حدیث اول سے اسباب کا استعمال ثابت ہوا اور وہ سنت ہے جبکہ دوسری حدیث سے ترک اسباب کاثبوت ملا اور وہ ایک حالت ہے اھ، پس لفظ حالۃ صرف ''تا'' تانیث کے ساتھ ہے نہ کہ ''ہ'' ضمیر کے ساتھ۱۲منہ۔ (ت)

(۱؂ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳)
(۱؂ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۵)

بالجملہ مذہب معتمد وصحیح ورجیح ونجیح یہ ہے کہ جذام، کھجلی، چیچک، طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اُڑ کرنہیں لگتی، یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہوجاتا ہے کہ ارشاد ہوا ہے: انا عند ظن عبدی بی۱؂(میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے پاس ہوتاہوں۔ت) وہ اس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پرورده تھی صورت پکڑکرظاہرہوگئی۔

(۱؂ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۱۵)

فیض القدیر میں ہے:بل الوھم وحدہ من اکبراسباب الاصابۃ۲؂بلکہ اکیلا وہم، اسباب رسائی میں سے سب سے بڑاسبب ہے۔(ت)

(۲؂ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۴۱ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۷)

اس لئے اور نیزکراہت واذیت وخودبینی وتحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دوراندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیداہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اُڑ کرلگ گئی اور اب معاذاللہ اس امر کی حقانیت اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باطل فرماچکے یہ اس مرض سے بھی بدترمرض ہوگا ان وجوہ سے شرع حکیم ورحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کوحکم استحبابی دیاہے کہ اس سے دور رہیں۔
اور کامل ایمان بندگان خدا کے لئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیاجائے کہ دور ہونے کاحکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ معاذاللہ بیماری اُڑ کر لگ جائے گی، اسے تو اللہ ورسول رَد فرماچکے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اقول: (میں کہتاہوں) پھر ازانجاکہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں، کماقدمنا عن النووی عن القاضی عن جمہور العلماء(جیسا کہ امام نووی بواسطہ قاضی عیاض ہم جمہور علماء کا قول پہلے بیان کرآئے ہیں۔ت) ہرگز کسی واجب شرعی کامعارضہ نہ کرے گا مثلاً معاذاللہ جسے یہ عارضہ ہو اس کے اولاد واقارب وزوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دوربھاگیں اور اسے تنہاوضائع چھوڑدیں یہ ہرگز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگز اسے

ہمبستری سے بھی منع نہیں کرسکتی، ولہٰذا ہمارے شیخین مذہب امام اعظم وامام ابویوسف رضی اللہتعالٰی عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو درخواست فسخ نکاح کااختیارنہیں، اور خداترس بندے تو ہربیکس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ لازم سمجھتے ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:اﷲ اﷲ فی من لیس لہ الا اﷲ۔ رواہ ابن عدی[۱] عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

اللہ سے ڈرو اس کے بارے میں جس کاکوئی نہیں سوا اللہ کے۔ (محدث ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۱ ؎ کشف الخفاء بحوالہ ابن عدی عن ابی ہریرۃ حرف الہمزہ رشدین حدیث ۵۸۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۷۳)

لاجرم امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: اما الثانی (ای قولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرّ من المجذوم) فظاھرہ غیرمراد للاتفاق علی اباحۃ القرب منہ ویثاب بخدمتہ وتمریضہ وعلی القیام بمصالحہ[۲]۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

(لیکن دوسری حدیث یعنی حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاارشاد " مجذوم سے بھاگو") تو اس کا ظاہرمراد نہیں، یعنی علماء کااتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اُٹھنا بیٹھنا مباح ہے اور اس کی خدمت گزاری وتیمارداری موجب ثواب۔واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲ ؎ فتح القدیر باب العنین وغیرہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۱۳۳)

واذ خرجت المقالۃ فی صورۃ رسالۃ ناسب ان نسمھا الحق المجتلٰی فی حکم المبتلٰی، والحمدﷲ علی ماانعم وعلم وصلی اﷲ تعالٰی علٰی سیّدنا ومولانا محمّد واٰلہٖ وصحبہٖ وسلّم۔

اچانک مقالہ رسالہ کی شکل میں ظاہر ہوا لہٰذا مناسب ہے کہ ہم اس کانام الحق المجتلٰی فی حکم المبتلٰی رکھیں(یعنی مصیبت زدہ کاحکم بیان کرنے میں بالکل واضح اور روشن حق) سب تعریف اس اللہ تعالٰی کے لئے ہے جس نے انعام فرمایا اور علم سکھایا، درودوسلام ہو ہمارے آقاومولٰی حضرت محمدمصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور اُن کی آل اور اصحاب پر۔(ت)

رسالہ
الحق المجتلٰی فی حکم المبتلٰی

ختم ہوا

تیسر الماعون للسکن فی الطاعون(۱۳۲۵ھ)
(طاعون کے دوران گھرمیں ٹھہرنے والوں کےلئے بھلائی کو آسان کرنا)

بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۸۵ تا ۹۳ : ازقصبہ نگرام ضلع لکھنو مرسلہ مولوی محمدنفیس صاحب ولد جناب محمد ادریس صاحب ۶صفر۱۳۲۵ھ
علمائے شریعت محمدیہ کا مسائل ذیل میں کیاحکم ہے :
(۱) طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرارکرنا کیساہے؟
(۲) درصورت جوازفرار، حدیث فرار عن الطاعون (جوبخاری میں عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے) کے کیامعنی ہوں گے؟
(۳) درصورت عدم جواز، فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے، کبیرہ یاصغیرہ؟
(۴)گناہ کبیرہ یاصغیرہ پراصرار کرنے والا شرعاً کیساہے؟
(۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یافرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نمازپڑھنا کیساہے؟
(۶) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون، سے فرارکرنے والا اور ترغیب دینے والا ایک درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یاکم زیادہ؟
(۷) مسمّی ناقل، طاعون سے فرار کو بمقابلہئ حدیث حرمت فرار عن الطاعون، جائزہی نہیں بلکہ بلادلیل شرعی احسن سمجھتاہے شرعاً وہ کیساہے؟
(۸)بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی صحابی کا قول یا فعل جومخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یاعمل ہوگا، قولی حدیث کے مقابلہ میں کیاصحابی کے فعل کو ترجیح دی جائے گی؟
(۹)بخیال حفظ صحت بخوف طاعون طاعونی آبادی سے فرار کرکے اسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم وبیش ایک میل کے ایسے فاصلے پرچلاجانا جوآبادی کے اکثر ضروریات کوپوری کرتا ہو جس کو فنا کہتے ہیں کیاداخل

فرارعن الطاعون ہوگا جس کی ممانعت وحرمت حدیث عبدالرحمن بن عوف سے جوبخاری جلد رابع باب مایذکر فی الطاعون میں مروی ثابت ہے، اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہوگا تو کیوں، جبکہ بخاری جلد رابع باب اجرالصابر فی الطاعون میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ اگر کسی کے گاؤں میں طاعون ہو اور وہ اپنے شہرمیں استقلال سے ٹھہرارہے تو اس کو اجرشہید کاہوگا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن عوف کی حدیث میں شہرطاعون سے فرار کی ممانعت ہے نہ یہ کہ شہر طاعون کے اندرخروج نہ کیاجائے کیونکہ اگر شہر کے اندربھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیث عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجرشہادت نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا، اور فنا میں نمازجمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنائے شہربھی شہرہے پس شہرمیں خروج کرنا کیونکر داخل فرارہوگا کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ درفنائے شہر شہر ثابت ہوچکاہے اور فحوائے حدیث عائشہ سے شہر کے اندرخروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج میں داخل نہ ہوگا تو کیوں؟ جبکہ مسافر کو موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے پرفوراً قصرواجب ہوجاتاہے جیسا کہ کتب فقہ سے ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کااطلاق محض عمارات پرہوتاہے نہ کہ فنائے عمارات پر، اور اس صورت میں حدیث عائشہ کایہ مفہوم ہوگا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیاجائے۔ پس احد الامرین کے اختیارکرنے سے دوسرے کا کیاجواب ہوگا، حدیث عائشہ کاصحیح مفہوم کیاہوگا، صورت اول یا آخر، ہرایک سوال کا جواب نمبروار مدلل ومفصل مع حوالہ کتب عنایت فرمائیے۔
بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب

بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم الحمدﷲ الذی حمدہ للنجاۃ من البلایاخیر ماعون ÷ وافضل الصلٰوۃ والسلام علی من جعلت شھادۃ امتہ فی الطعن والطاعون÷ وعلٰی اٰلہ وصحبہ الذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون÷ فلایفرون اذا لاقوا وھم فی اعلاء کلمۃ اﷲ ساعون÷ واللہ ورسولہ طواعون، الی المعروف داعون÷ وعن المنکر مناعون÷

اللہ تعالٰی کے بابرکت نام سے شروع جونہایت رحم کرنے وبے حدمہربان ہے، تمام خوبیاں اﷲ تعالٰی کے لئے ہیں کہ جس کی تعریف مصائب سے چھڑانے کے لئے زیادہ مفیدہے۔ افضل درودوسلام اس ہستی پر کہ جس کی امت کی گواہی (بطورسند) طعن اور طاعون میں رکھی گئی اور اس کی تمام آل اور تمام صحابہ پرجواپنی امانتوں اور عہد کی رعایت کرنے والے ہیں اور وہ بھاگتے نہیں جبکہ دشمن سے ان کا آمنا سامنا ہو اور وہ اﷲ کے کلمے کو بلند کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اﷲ

تعالٰی اور اس کے رسول کے بہت فرمانبردار ہیں اور بھلائی کی دعوت دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں۔(ت)

طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :الفار من الطاعون کالفار من الزحف۔ رواہ الامام احمد۱؎ بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما والبزار والطبرانی وعبدبن حمید عن جابر بن عبداﷲ واحمد بسند صحیح وابن سعد وابویعلٰی والطبرانی فی الکبیر وفی الاوسط وابونعیم فی فوائد ابی بکربن خلاد عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اﷲ تعالٰی عنھم۔

طاعون سے بھاگنے والا ایساہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا۔ (امام احمد نے سندحسن سے اور امام ترمذی نے اس کو روایت کیااور فرمایا حدیث حسن غریب ہے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اس کو روایت کیاہے۔ بزار، طبرانی اور عبد بن حمیدنے حضرت جابر بن عبداللہ کے حوالے سے، نیز امام احمد نے سندحسن سے، ابن سعد، ابویعلٰی اور طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں اور ابونعیم نے ابوبکر بن خلاد کے فوائد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حوالہ سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۱؎ مسندامام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶ /۸۲،۱۴۵،۲۵۵)
(الزواجر عن اقتراف الکبائر الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمأتہ دارالفکر بیروت ۲ /۸۸۔۲۸۷)

اور اللہ عزوجل جہاد میں کفّار کوپیٹھ دے کربھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے :فقد باء بغضب من اﷲ وماوٰہ جہنم وبئس المصیر ۱؎

وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔

(۱؎القرآن الکریم ۸ /۱۶)

امام ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں فرماتے ہیں : الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلثمائۃ الفرار من الطاعون ۲؎۔تین سوکبیرہ گناہوں کے بعد ننانوے نمبر پرطاعون سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے۔(ت)

(۲ـــہ الزواجر لابن حجر مکی الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمائۃ دارالفکر بیروت ۲ /۲۸۵)

اسی میں بعد ذکرحدیث مذکور بتخریج ترمذی وابن حبان وغیرہما فرمایا :القصد بھٰذا التشبیہ انما ھو زجرالفار والتغلیظ علیہ حتی ینزجرولایتم ذٰلک الا ان کان کبیرۃ کالفرار من الزحف۔۳ـــہ

اس تشبیہ سے مقصود طاعون سے بھاگنے والے کی سرزنش اور اس پرسختی کرناہے تاکہ وہ اس سے باز آجائے، اور یہ بات اس کے کبیرہ گناہ ہونے کے بغیرپوری نہیں ہوسکتی جیسے جنگ سے بھاگنا۔(ت)

(۳ـــہ الزواجر لابن حجر مکی الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمائۃ دارالفکر بیروت ۲ /۲۸۸)

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں :ضابطہ در وباء ہمیں ست کہ درانجاکہ ہست نباید رفت وازانجاکہ باشد نباید گریخت اگرچہ گریختن دربعض مواضع مثل خانہ کہ دروے زلزلہ شدہ یاآتش گرفتہ یانشستن در زیردیوارے کم خم شدہ نزد غلبہ ظن بہلاک آمدہ است امادرباب طاعون جزصبر نیامدہ مگرگریختن تجویزنیافتہ وقیاس ایں برآں مردود وفاسد است کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند وایں از اسباب وہمی وبربر تقدیرگریختن ازانجاجائزنیست وہیچ جا وارد نشدہ وہرکہ بگریز وعاصی ومرتکب کبیرہ ومردودست نسأل اﷲ العافیۃ۴ـــہ۔

وباء میں قاعدہ کلیہ یہ ہےکہ جہاں ہو (یعنی جہاں وباء پھوٹ پڑے) وہاں نہ جائے اور جس جگہ بندہ موجود ہو اور وہاں وباء کی صورت بن جائے تو وہاں سے نہ بھاگے اگرچہ بعض مقامات مثلاً وہ گھر جوزلزلے کاشکار ہورہاہو یاجس میں آگ لگ گئی ہو یاگرنے والی دیوار کے نیچے کھڑا ہو تو ان تمام مقامات سے ہلاکت کے غالب گمان وامکان کے پیش نظر بھاگ جانے کی اجازت ہے۔ لیکن طاعون کے باب میں سوائے صبر کےکچھ نہیں کرناچاہئے، لہٰذا وہاں سے بھاگنے کی تجویز نہیں دی گئی۔ پس اس کو اس پرقیاس کرنامردود اورفاسد ہے کہ وہ اسباب عادیہ کے قبیل سے ہے اور یہ اسباب توہم سے ہے بہرحال اس جگہ سے بھاگناجائزنہیں اور یہ کسی جگہ وارد نہیں ہوا، لہٰذا جوکوئی (اس سے) بھاگے توگناہگار ہوگا اور مرتکب کبیرہ اور مردود ہوگا۔ ہم اللہ تعالٰی سے عافیت چاہتے ہیں۔(ت)

(۴؎ اشعۃ المعات شرح المشکوٰۃ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۳۹)

شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں زیرحدیث مذکور ہے :شبہ بہ ای بالفرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرۃ ۱؎۔جنگ سے بھاگ جانے کے ساتھ طاعون سے بھاگ جانے کو تشبیہ ارتکاب کبیرہ کی وجہ دی گئی(ت)

(۱؎ شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز عیادۃ المریض ادارۃ القرآن کراچی ۳/ ۳۲۲)

شرح مؤطا میں ہے :قال ابن خزیمۃ انہ من الکبائر التی یعاقب اللہ تعالٰی علیھا ان لم یعف۲؎۔ محدث ابن خزیمہ نے فرمایا : طاعون سے بھاگ جانا ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ جن پر اللہ تعالٰی عذاب دیتاہے جبکہ وہ معاف نہ فرمائے۔(ت)

(۲؎ شرح الزرقانی مؤطا الامام مالک باب ماجاء فی الطاعون تحت حدیث ۱۷۲۲ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۲۴۲)

صغیرہ پراصرار اسے کبیرہ کردیتاہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت ترکبیرہ۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لاصغیرۃ مع الاصرار۔ رواہ فی مسند۳؎ الفردوس عن ابن عباس رضی اﷲ تعالٰی عنھما۔کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا (محدث دیلمی نے مسندالفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۳؎ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۷۹۴۴ عن ابن عباس دارالکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۱۹۹)

فرار کی ترغیب دینے والا فرارکرنے والے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکام الٰہیہ سے معارضہ ومخالفت کی وہ شان نہیں جوبرعکس حکم شرع نہی عن المعروف وامربالمنکر میں ہے۔

اللہ عزوجل فرماتاہے :المنٰفقون والمنٰفقٰت بعض یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف۴؎ الی قولہ عزوجل والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۱؎۔

منافق مرد اور منافق عوتیں آپس میں ایک ہیں برائی کاحکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کاحکم دیتے اوربرائی سے روکتے ہیں۔

(۴ـــ القرآن الکریم ۹ /۶۷) (۱ـــ القرآن الکریم ۹ /۷۱)

گنہگار اپنی جان کوگرفتار عذاب کرتاہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالناچاہتاہے جتنے اس کی بات پرچلتے ہیں سب کاوبال اُن سب پر اور اُن کے برابر اس اکیلے پرہوتاہے،

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من اتبعہ لاینقص ذٰلک م اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من اتبعہ لاینقص ذٰلک من اٰثامھم شیئا۔ رواہ الائمۃ احمد۲ـــــ والستۃ الاالبخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔

جوسیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اس کی پیروی کریں سب کے برابرثواب پائے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو، اور جوگمراہی کی طرف بلائے جتنے اس کے کہے پرچلیں سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو(ائمہ کرام مثلاً امام احمد نے اور بخاری کے علاوہ ائمہ ستہ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی) نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیاہے۔ت)

(۲ـــ مسنداحمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۹۷)
(صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ سنۃ حسنۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۱)
(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲ /۲۷۹ و جامع الترمذی ابواب العلم ۲ /۹۲)
(سنن ابن ماجہ باب من سنّ سنۃ الخ ص۹۱)

اور جب طاعون سے فرارکبیرہ ہے تو لوگوں کو اس کی ترغیب دینی سخت ترکبیرہ، اور دونوں فاسق ہیں، اور غالباً اعلان بھی نقد وقت اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نمازمکروہ تحریمی۔
غنیہ میں ہے:لوقدموا فاسقا یاثمون۳ـــــ۔اگرلوگ فاسق کو (امامت کے لئے) آگے کریں تو سب گناہگار ہوں گے۔(ت)

(۳ـــہ غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلّی فصل فی الامامۃ وفیہا مباحث سہیل اکیڈمی لاہور ص۵۱۳)

ردالمحتار میں ہے :فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لماذکرنا ۱ـــہ۔اس لئے کہ اس کو امامت کے لئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ لوگوں پرشرعاً اس کی توہین وتذلیل واجب ہے لہٰذا وہ بدعتی کی طرح ہے ہرحال میں اس کی امامت مکروہ ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ بیان کیاگیاکہ اس کے آگے کرنے میں جو کراہت ہے وہ کراہت تحریمی ہے اس وجہ سے جوہم نے بیان کردی۔(ت)

(۱ـــہ ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب الامامۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱ /۳۷۶)

طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتاہے اگرجاہل ہے اور اسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اس کی تحریم میں وارد ہیں اسے تفہیم کی جائے اور اگردانستہ حدیثوں کا انکار کرتاہے تو صریح گمراہ ہے۔

شرح موطاللعلامۃ الزرقانی میں زیرحدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ دربارہ طاعون ہے :فیہ دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانہ کان بمحضر جمع عظیم من الصحابۃ فلم یقولوا لعبدالرحمٰن انت واحد وانما یجب قبول خبرالکافۃ، ماضل من قال بھذا واﷲ تعالٰی یقول ان جاءکم فاسق بنبا فتبیّنوا وقرئ فتثبتوا فلوکان العدل اذاجاء بنبأ تثبت فی خبرہ ولم ینفذ لاستوی مع الفاسق وھذا خلاف القراٰن ام نجعل المتقین کالفجار قالہ ابن عبدالبر۲ـــہ۔

اس میں قوی دلیل ہے کہ خبرواحد پرعمل کرنا واجب ہے (کیونکہ عبدالرحمن ابن عوف کاحدیث طاعون بیان فرمانا) صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت کی موجودگی میں تھا، پھر کسی نے حضرت عبدالرحمن سے یہ نہیں کہا کہ تم ایک اکیلے بیان کررہے ہو(لہٰذا تمہارے اکیلے پن کے باعث تمہاری بات پراعتماد نہیں کیاجاسکتا) لہٰذا پوری جماعت کی خبرقبول کرنا واجب اور ضروری ہے، پس جس کسی نے یہ کہا وہ کس قدر بھٹک گیا، اور اللہ تعالٰی ارشاد فرماتاہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبرلائے تو خوب تحقیق کرلیاکرو، اور یوں بھی پڑھاگیا فتثبتوا یعنی ثابت قدم اور مضبوط ہوجایاکرو(یعنی اس کی خبر میں توقف کیاکرو تاکہ پتہ چل جائے) پھر اگر کوئی عادل خبرلائے تو تو اس خبر میں ثابت قدم رہے لیکن اس کی خبر نافذ نہ ہو تو وہ فاسق (غیرمعتبر) کے ساتھ برابرہوجائے گا حالانکہ یہ بات نص قرآن کے خلاف ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے : "کیاہم

پرہیزگاروں کوفاجروں کے برابر کردیں گے؟" چنانچہ علامہ ابن عبدالبرنے یہی فرمایاہے۔(ت)

(۲ـــه شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالک باب ماجاء فی الطاعون دارالمعرفۃ بیروت ۴ /۲۳۸)

جس امر میں رائے واجتہاد کودخل نہ ہو اس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اس کے راوی خود یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یامطلق کی تقیید تویہ اثر صحابی اس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہرے گا اور اسے اسی خلاف ظاہرپرمحمول سمجھاجائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہوچکی صحابی کو اس کاناسخ معلوم تھا، اور اگر یہ خود اس کے راوی نہیں تویہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پرمخفی رہتا تو ان کی مخالفت اس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ غیرصحابہ کے قول وفعل پرمطلقاً جب تک حد اجماع تک نہ پہنچے۔

مسلم الثبوت میں ہے :روی الصحابی وحمل ظاھرا علی غیرہ کتخصیص العام فالحنفیۃ علی ماحمل لان ترک الظاھر بلاموجب حرام فلایترکہ الابدلیل قطعا ولوترک نصاً مفسرا تعین علمہ بالناسخ فیجب اتباعہ وان عمل بخلاف خبرہ غیرہ فان کان صحابیا فالحنفیۃ ان کان ممایحتمل الخفاء لایضر او لا فیقدح وان کان غیر صحابی ولواکثر الامۃ فالعمل بالخبر ۱ـــهاھ مختصراً۔

اگر خود صحابی نے روایت کی اور حدیث کے ظاہر کو غیرظاہر پرحمل کیا جیسے عام کی تخصیص، تو اس صورت میں حنفیہ کی رائے وہی ہے جس پر اس نے حدیث کو حمل کیاہے کیونکہ ظاہر کوبغیرکسی سبب چھوڑدینا حرام ہے لہٰذا بغیر کسی قطعی دلیل کے وہ اسے نہیں چھوڑتا۔ اگر کسی نص مفسر کو چھوڑ دے (تو اس کامفہوم یہ ہوگا) کہ حدیث اس کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کے علم میں اس کا ناسخ متعین ہے تو اس کی اتباع ضروری ہے اور اگر اس نے کسی دوسرے کی روایت کے خلاف عمل کیا۔ اگر یہ خود صحابی ہیں تو اگرمعاملہ خفاء کا احتمال رکھتاہے تو اول کچھ مضرہی نہیں کہ قدح پیداکرے گا اور اگر یہ صحابی نہیں اگرچہ اکثرافراد امت ہوں، تو پھر عمل صرف حدیث پر ہوگا اھ مختصراً۔(ت)

(۱ـــه مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسئلہ وی الصحابی المجمل مطبع انصاری دہلی ص۹۶۔۱۹۷)

اُسی میں ہے :الرازی منا والبردعی والبزدوی والسرخسی واتباعھم قول الصحابی فیما یمکن فیہ الرأی ملحق بالسنۃ لغیرہ لابمثلہ ونفاہ الکرخی و جماعۃ وفیما لایدرک بالرأی فعند اصحابنا اتفاق فلہ حکم الرفع ۱؎ اھ ملتقطا۔

ہم میں سے رازی، بردعی، بزدوی، سرخسی اور ان کے تابعین (موافقین) فرماتے ہیں کسی صحابی کا قول اگر ایسے معاملہ میں ہو جس میں رائے ممکن ہو تو وہ دوسروں کے لئے سنت سے ملحق ہے نہ کہ خود اس کے لئے، لیکن امام کرخی اور ایک گروہ نے اس کی نفی کی، اور اگر کسی معاملہ کا ادراک رائے کے ساتھ نہ ہوسکے تو اس پرہمارے اصحاب کااتفاق ہے یہ کہ وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہےاھ ملتقطاً(ت)

(۱؎ مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسئلہ قول الصحابی فیمایمکن فیہ الرأی انصاری دہلی ص۲۰۷۔۲۰۸)

یہ اجمالی کلام ہے اور نظرمجتہد کے لئے ہے اورحدیث طاعون اسی قبیل سے ہے جس کا بعض بلکہ اکثرصحابہ پربھی مخفی رہناجائے عجب نہ تھا جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو راہ شام میں خبرملی کہ وہاں طاعون ہے صحابہ کرام میں پہلے مہاجرین عظام پھرانصار کرام پھرمشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلاکر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے میں ارشاد اقدس سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم معلوم نہ تھا، نہ خود امیرالمومنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اس وقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے انہوں نے آکر ارشاد والابیان کیا اور اسی پر عمل کیاگیا ۲؎۔

(۲؎ صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکرفی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳)
(صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۸)

یونہی صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ احدالعشرۃ المبشرہ کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں پیداہو تو وہاں سے نہ بھاگو، معلوم نہ تھا، یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے محبوب ابن المحبوب اور سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے کے بچے

ہیں انہیں یہ حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت کہ سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان سے سوال کرکے اس کا علم حاصل فرمایا۔

فقد اخرجا عن عامر بن سعدبن ابی وقاص عن ابیہ انہ سمعہ یسأل اسامۃ بن زید ماذاسمعت من رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم الطاعون رجز ارسل علی بن اسرائیل اوعلی من کان قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلاتقدموا علیہ واذ وقع بارض وانتم بھا فلاتخرجوا فرار منہ ۱؎۔

بخاری ومسلم نے عامر بن سعد عن ابیہ سے تخریج فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے خود سنا کہ وہ حضرات اسامہ بن زید سے پوچھ رہے تھے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق کیا سنا، یہ کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل یا ان سے پہلے لوگوں پربھیجاگیا لہٰذا جب تم اس کے بارے میں سنو کہ فلاں زمین میں پھیل گیا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جس جگہ تم مقیم ہو وہاں طاعون پیداہوجائے تو اس سے بھاگتے ہوئے وہاں سے باہر نہ جاؤ اور (جگہ قیام) نہ چھوڑو۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الانبیائ باب منہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۹۴)
(صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعن والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۲۸)

اور اس کے بعد خود اسے حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں : ای یرسل ارسالا ثقۃ بروایۃ اسامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ یعنی ارسال فرماتے ہوئے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت پراعتماد کرتے ہوئے(ت)

صحیح مسلم شریف میں بعد ذکرحدیث اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے :وحدثنیہ وھب بن بقیۃ فذکر بسندہ عن ابراھیم بن سعد بن مالک عن ابیہ عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم بنحوحدیثھم۲؎۔

مجھ سے وہب بن بقیہ نے بیان کیاپھر اس نے اپنی سند سے ان کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی (اور سند یہ ہے) ابراہیم بن سعد بن مالک کے حوالہ سے اس نے اپنے والدگرامی سعد بن مالک کے حوالہ سے انہوں نے خود حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت فرمائی۔(ت)

(۲ـــصحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعن والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۲۸)

تو دو ایک صحابہ سے جو اس کا خلاف مروی ہوا اطلاع حدیث سے پہلے تھا جیسے عمروبن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ طاعون سے بہت خوب کرتے لوگوں کومتفرق ہوجانے کی رائے دی معاذبن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہاعلم الناس بالحلال والحرام واما م العلماء یوم القیام (جو سب لوگوں سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والے ہیں اور قیامت کے دن علمائے کرام کے امام ہوں گےـت) ہیں ان کا رَدّ شدید کیا اور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کاتب وحی نے نہایت شدت سے رَد کیا اور فرار عن الطاعون سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کامنع فرمانا روایت کیا ، عمروبن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فوراً رجوع فرمائی اور ان کی تصدیق کی۔

اخرج ابن خزیمۃ فی صحیحہ عن عبدالرحمٰن بن غنم قال وقع الطاعون بالشام فقال عمروبن العاص رضی االلہ تعالٰی عنہ ان ھذا الطاعون رجس ففروا منہ فی الادویۃ والشعاب، فبلغ ذٰلک شرحبیل بن حسنۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ فغضب وقال کذب عمروبن العاص فقد صحبت رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وعمرواضل من جمل اھلہ، ان ھذا الطاعون دعوۃ نبیکم ورحمۃ ربکم ووفاۃ الصالحین قبلکم۱ـــہ الحدیث ولفظ ابن عساکر عن عبدالرحمٰن بن غنم قال کان عمروبن العاص رضی االلہ تعالٰی عنہ حین احس بالطاعون فرق فرقاً شدیدا فقال یا ایھا الناس تبددوا فی ھذہ الشعاب وتفرقوا فانہ قد نزل بکم امرمن االلہ تعالٰی لا اراہ الا رجزا اوالطوفان قال شرحبیل بن حسنۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ قد صحابنا رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم و انت اضل من حمار اھلک قال عمرو رضی االلہ تعالٰی عنہ صدقت قال معاذ رضی االلہ تعالٰی عنہ لعمرو بن عاص رضی االلہ تعالٰی عنہ کذبت لیس بالطوفان ولابالرجز ولکنھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وقبض الصالحین قبلکم۱ـــہ الحدیث ورواہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الاثار من حدیث شعبۃ عن یزید بن حمیر قال سمعت شرحبیل بن حسنۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ یحدث عن عمرو بن العاص رضی االلہ تعالٰی عنہ ان الطاعون وقع بالشام فقال عمرو تفرقوا عنہ فانہ رجز فبلغ ذٰلک شرحبیل بن حسنۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ فقال قد صحبت رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فسمعتہ یقول انھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوالہ ولاتفرقوا علیہ فقال عمرو رضی االلہ تعالٰی عنہ صدق ۲ـــہ وللحدیث طریق اخری عن شھر بن حوشب قال فیھا فقام شرحبیل بن حسنۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ فقال وااللہ لقد اسلمت وان امیرکم ھذا اضل من جمل

اھلہ فانظروا مایقول قال رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم اذا وقع بارض وانتم بھا فلاتھربوا فان الموت فی اعناقکم واذا کان بارض فلاتدخلوھا فانہ یحرق القلوب١؎۔

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبدالرحمن ابن غنم کے حوالے سے تخریج فرمائی، فرمایا ملک شام میں طاعون کامرض پھوٹ پڑا تو حضرت عمروبن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا(لوگو!) یہ طاعون اللہ تعالٰی کاعذاب ہے لہٰذا اس سے بھاگ کر وادیوں اور پہاڑی گھاٹیوں میں چلے جاؤ، پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ اطلاع پہنچی تو غضبناک ہوئے اور فرمایا عمروبن عاص نے غلط کہا ہے کیونکہ میں حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہاہوں لیکن عمرو تو زیادہ بھٹکاہوا ہے اپنے گھر کے اونٹ سے، بلاشبہہ یہ طاعون تمہارے نبی کی دعوت ہے اورتمہارے پروردگار کی رحمت اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی وفات ہے(الحدیث) ابن عساکر حضرت عبدالرحمن بن غنم کے حوالے سے یوں کہتے ہیں اس نے فرمایا حضرت عمروبن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب طاعون محسوس ہوا تو وہ انتہائی خوفزدہ ہوئے اور فرمایا(لوگو!) ان گھاٹیوں میں الگ الگ اور منتشرہوجاؤ کیونکہ تم پر اللہ تعالٰی کا امر(عذاب) نازل ہوگیاہے اور میں اس کو عذاب یاطوفان ہی خیال کرتاہوں، حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ وقت گزاراہے تم تواپنے گھروالوں کے گدھے سے بھ زیادہ بھٹکے ہوئے ہو۔ حضرت عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا آپ نے سچ کہاہے۔ حضرت معاذرضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا آپ نے غلط کہا نہ یہ طوفان ہے اور نہ عذاب بلکہ یہ تمہارے پروردگار کی رحمت اور تمہارے نبی کی دعاہے اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے(الحدیث) امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں شعبہ کی حدیث یزیدبن حمیر کے حوالے سے روایت فرمائی، فرمایا میں نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سنا کہ وہ حضرت عمروبن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے بیان کرتے تھے، ملک شام میں طاعون واقع ہوا تو حضرت عمرو بن عاص نے لوگوں سے فرمایا کہ اس سے منتشرہوجاؤ اور بکھرجاؤ کیونکہ یہ عذاب ہے، جب شرحبیل بن حسنۃ تک یہ خبر پہنچی تو ارشادفرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں رہاہوں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سناہے کہ وہ تمہارے رب کی رحمت، تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے لہٰذا اس کے لئے جمع ہوجاؤ اور اس سے متفرق ومنتشرنہ ہو۔ اس پرحضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا سچ ہے۔ حدیث کے لئے ایک دوسرا طریق شہربن حوشب کے حوالے سے ہے چنانچہ اس میں فرمایا

پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں اسلام لایا جبکہ تمہارا یہ امیر اپنے گھر کے اونٹ سے بھی زیادہ بھٹکاہواہے پھر دیکھو وہ کیاکہتاہے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جب طاعون کسی جگہ واقع ہوجائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو کیونکہ موت تمہاری گردنوں میں لٹک رہی ہے، اور جب طاعون کہیں پھوٹ پڑے تووہاں نہ جاؤ کیوں وہ دلوں کو جلادیتاہے(ت)

(۱ـــہ کنزالعمال بحوالہ ابن خزیمہ کر حدیث ۱۱۷۵۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴ /۶۰۳)
(۱ـــہ کنزالعمال بحوالہ کر حدیث ۱۱۷۵۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/۶۰۵۔۶۰۶)
(۲ـــہ شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی الطاعون الخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۴۱۵)
(۱ـــہ کنزالعمال حدیث ۱۱۷۵۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴ /۶۰۴)

بعض لوگ اسے امیرالمومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف نسبت کردیتے ہیں مگرامیرالمومنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا، الٰہی! میں اس تہمت سے تیرے ہاں براءت کرتاہوں۔

امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں :عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ اللّٰھم ان الناس زعموا انی فررت من الطاعون وانا ابرأ الیک من ذٰلک ھذا ۲ـــہ مختصر۔

اسلم کے بیٹے زیدنے اپنے والد اسلم سے روایت کی، اس نے کہا امیرالمومنین جناب عمربن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا : "یااللہ! لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگاہوں، میں اس الزام سے تیری بارگاہ میں براءت کااعلان کرتاہوں"۔ یہ مختصر ہے۔(ت)

(۲ـــہ شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۴۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی تخصیص شہروبیرون شہر کی نہیں، جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث امام احمدوامام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ کالصابر فی الزحف ۱ـــہ۔

طاعون سے بھاگنے والاایساہے جیسا جہاد میں کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایساہے جیسا جہاد میں صبرواستقلال کرنے والا۔

(۱ـــہ مسنداحمد بن حنبل عن جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیرو ت ۳/ ۳۲۴۔۲۵)

انہیں کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیہ کان لہ اجرشہید۲ـــہ۔

طاعون سے بھاگنے والاجہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں صبر میں کئے رہے اس کے لئے شہید کاثواب ہے۔

(۲ـــہ مسند احمدبن حنبل عن جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیرو ت ۳ /۳۶۰)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث امام احمد کی مسند میں مثل پارہ اول حدیث جابر ہے اور ابن سعد کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :الفار من الطاعون کالفرار من الزحف۳ـــہ۔

طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔

(۳ـــہ الدرالمنثور بحوالہ احمد وعبدبن حمید والبزار وابن خزیمہ عن جابر آیۃ الم ترالی الذین خرجوا عن دیارھم الخ ۱ /۳۱۲)

احمد کی دوسری روایت یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :الطاعون غدۃ کغدۃ البعیر المقیم بھا کالشھید والفار منھا کالفار من الزحف۴ـــہ۔

طاعون ایک گلٹی ہے جس طرح اونٹ کی وبامیں اس کے نکلتی ہے جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مثل ہے اور اس سے بھاگنے والاجہاد سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے۔

(۴ـــہ مسنداحمدبن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶ /۱۴۵)

مسند ابویعلٰی کے لفظ یوں ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں
:وخزۃ تصیب امتی من اعدائھم من الجن کغدۃ الابل من اقام علیھا کان مرا بطا ومن اصیب بہ کان شھیدا والفار منہ کالفار من الزحف ۱؎۔

طاعون ایک کونچاہے کہ میری امت کو ان کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچے گا جیسے اونٹ کی گلٹی، جو مسلمان اس پرصبرکئے ٹھہرا رہے وہ ان میں سے ہو جو راہ خدا میں سرحد کفار پربلاد اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جومسلمان اس میں مرے وہ شہید ہوا اور جو اس سے بھاگے وہ کافروں کوپیٹھ دے کربھاگنے والے کی مانند ہو۔

(۱؎ الترغیب والترھیب الترھیب من ان یموت الانسان الاسنان الخ حدیث ۲۵ مصطفی البابی مصر ۲ /۳۳۸)
(مجمع الزوائد کتاب الجنائز باب فی الطاعون والثابت دارالکتب بیروت ۲ /۳۱۵)

معجم اوسط کی روایت یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں
:الطاعون شھادۃ لامتی و وخز اعدائکم من الجن، غدۃ کغدۃ البعیر تخرج فی الاباط والمراق من مات فیہ مات شھیدا ومن اقام فیہ کان کالمرابط فی سبیل اللہ ومن فرمنہ کان کالفار من الزحف۲؎۔

طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کاکونچاہے اونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہ خدا میں سرحدکفار پر بانتظار جہاداقامت کرنے والے کی مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہو۔

(۲؎ المعجم الاوسط حدیث ۵۵۲۷ مکتبۃ المعارف الریاض ۶ /۲۴۹)
(کنزالعمال بحوالہ طس حدیث ۲۸۴۳۷ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰ /۸۷ و۸۸)
(جامع الصغیر بحوالہ طس حدیث ۵۳۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ / ۳۲۹)

اقول : (میں کہتاہوں) اولا ان تمام الفاظ حدیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعیدشدید اور صبرکئے ٹھہرے رہنے کی ترغیب وتاکید ہے، شہریامحلے یاحوالی شہر وغیرہ کی کچھ قیدنہیں، تو جونقل وحرکت طاعون سے بھاگنے کے لئے ہوگی اگرچہ شہرہی کے محلوں میں وہ بلاشبہہ اس وعید وتہدید کے نیچے داخل ہے۔
ثانیاً حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی صحیح بخاری شریف، مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی میں بسندصحیح برشرط بخاری ومسلم برجال بخاری جلد

ششم آخر ص۲۵۱ واول ۲۵۲ میں یوں ہے :حدثنا عبدالصمد ثنا داؤد یعنی ابن ابی الفرات ثنا عبداﷲ بن بریدة (عہ) عن یحیی بن یعمر عن عائشۃ رضی اﷲ تعالٰی عنها انها قالت سألت رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم عن الطاعون فاخبرنی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان عذابا یبعثہ اﷲ تعالٰی علی من یشاء فجعلہ رحمۃ للمؤمنین، فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابراً محتسباً یعلم انہ لایصیبہ الاما کتب اﷲ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید ١؎۔

(ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا(اس نے کہا) ہم سے داؤد ابن ابی الفرات نے بیان کیا (اس نے کہا) ہم سے عبداﷲ بن ابی بریدہ نے بیان کیا اس نے یحیٰی بن یعمر سے اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایامیں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا۔ت) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالٰی جس پر چاہتابھیجتا اور اس امت کے لئے اسے رحمت کردیاہے تو جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں صبرکئے طلب ثواب کے لئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھ دیا ہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

عہ : وقع ھٰھنا فی نسخۃ المسند المطبوعۃ ابن ابی بریدہ والصواب ابن بریدۃ کما ذکرنا ۱۲منہ ۔ مسند احمد کے مطبوعہ نسخہ میں ابن ابی بریدہ لکھاہے مگردرست ابن بریدہ ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیاہے ۱۲منہ(ت)

(١؎مسندامام احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اﷲ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۵۱۔۵۲)

اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے۔
ثالثاً ذراغورکیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلاً اختلاف نہیں، صحیح بخاری کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں :لیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا ٢؎۔

کوئی ایسا بندہ نہیں کہ طاعون واقع ہو اور وہ اپنے شہرمیں صبر کے ساتھ ٹھہرارہے(ت)

(۲؎ صحیح البخاری کتاب الطب باب اجرالصابرین فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۵۳)

اور ذکربنی اسرائیل میں :لیس من احد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا محتسبا۳؎۔

کوئی ایساشخص نہیں کہ طاعون واقع ہو پھر وہ اپنے شہرمیں صبر کرتے ہوئے ثواب کی خاطر ٹھہرا رہے۔(ت)

(۳؎ صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب حدیث الغار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۹۴)

اور بداہۃً معلوم ہے کہ مطلقاً روئے زمین میں سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں تو حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ برسبیل تنازع یمکث ویقع دونوں سے متعلق ہیں امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں :قولہ فی بلدہ ماتنازع الفعلان فیہ اعنی قولہ یقع وقولہ فیمکث ۱؎۔

ان کاارشاد "فی بلدہ" اس میں تنازع فعلین (یعنی یمکث اور یقع جو دو فعل ہیں) ان کافی بلدہ جارمجرور میں تنازع ہے اس ہرایک چاہتاہے کہ وہ میرے ساتھ متعلق ہو۔(ت)

(۱؎ عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الطب باب اجرالصابرین فی الطاعون ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱ /۲۶)

تودونوں روایتوں کامطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اسی طرف رجوع کرگیا کہ طاعون سے نہ بھاگے، شہریاگھر سے بھاگنا لذاتہٖ ممنوع نہیں، اگرکوئی ظالم جبّارشہر میں ظلماً اس کی گرفتاری کوآیا اور یہ اس سے بچنے کو شہر سے بھاگ گیا ہرگز مواخذہ نہیں اگرچہ زمانہ طاعون ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم سے، اور اللہ عزوجل نیت کوجانتاہے،

ولہٰذا حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ارشاد ہوا : اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ۲؎۔

جب کسی جگہ طاعون واقع ہو اور تم وہاں موجود ہو توطاعون سے بھاگ کرکہیں باہر دوسری جگہ نہ جاؤ۔(ت)نہ کہ منہا(یعنی جائے طاعون سے۔ت)

(۲ـــہ صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۵۳)

اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہماروایت تامہ شیخین میں اس کے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی :فلاتخرجوا فرارا منہ ۳ـــــہ۔

جائے طاعون سے باہر نہ جاؤ اس سے بھاگتے ہوئے (ت)

(۳ـــہ صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۲۸)

لاجرم شرح صحیح مسلم میں ہے :اتفقوا علٰی جوازالخروج بشغل وغرض غیر الفرار ودلیلہ صریح الاحادیث۴ـــــہ۔

اہل علم کا اس پر اتفاق ہے، بھاگنے کے علاوہ کسی دوسرے شغل اور غرض کے لئے مقام طاعون سے باہر نکلنا جائزہے اور اس کے ثبوت میں صریح احادیث ہیں۔(ت)

(۴ـــہ شرح مسلم للنووی کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۲۹)

اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا، اور جب مطمح نظرفرار عن الطاعون ہے نہ کہ عن البلد تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثل جمعہ اس حکم میں داخل ہے یامثل سفرخارج محض طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل وحرکت ہو سب زیرنہی ہے اگرچہ مضافات خواہ فناخواہ شہر کی شہرمیں۔
رابعاً نظرکیجئے توخود یہی حدیث فیمکث فی بلدہ (پھر وہ اپنے شہر میں ٹھہرارہے۔ت) محلات شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ابافرمارہی ہے اس میں فقط اتناہی نہ فرمایا کہ شہرمیں رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا :یمکث فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لایصیبہ الا ماکتب اﷲ لہ ۱ـــــہ۔

وہ اپنے شہر میں اللہ تعالٰی سے اجروثواب کی امید رکھتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالٰی نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے، صبرکادامن تھامے ہوئے ٹھہرارہے(ت)

(۱ــہ صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب حدیث الغار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۹۴)

اپنے شہرمیں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے : اول صبرواستقلال، دوم تسلیم وتفویض ورضا بالقضاء پرطلب ثواب، سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیرالٰہی کوئی بلانہیں پہنچ سکتی۔ اب اس کے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہو اور وہ اس کے خوف سے گھرچھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا اسے ثابت قدم وصابر ومستقل وراضی بالقضاء کہاجائے گا، وہ ایساہوتا توکیوں بھاگتا، شہرمیں اس کا قیام صبر و رضا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارئہ شہرہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا، اگراب بیرون شہر جاکرپڑا اور وہاں بھی وباپہنچی تومضافات کوبھی چھوڑ کردوسری ہی بستی میں دم لے گا پھرصابراً محتسباً کہاں صادق آیا۔ خامساً سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرار عن الطاعون کو جس کامماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اسی کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکتاہے کہ شہرچھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پرفرار محصورنہیں کیا اگرامام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کررہاہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کراپنے گھروں میں جابیٹھیں توفرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جابیٹھنا درکنار اگرمعرکہ سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یاغار میں جاچھپے ضرورعار فرار نقدوقت ہوگی کہ میدان کارزار توہرطرح چھوڑا اور مقابلہ کفار سے منہ موڑا،

نص قرآنی اس پردلیل صریح ہے:قال اﷲ عزوجل انّ الذین تولوامنکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ماکسبوا ولقد عفا اﷲ عنھم ان اﷲ غفورحلیم o ۱ــہ وقال جل من قائل ولقد عفاعنکم واﷲ ذو فضل علی المؤمنینo اذتصعدون ولاتلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم فاثابکم غمّا بغم ۲ــہ الآیۃ۔

اللہ تعالٰی غالب اور بڑی ذات کا ارشاد ہے بیشک تم میں سے جن لوگوں نے دوجماعتوں کے (جنگ کیلئے) آمنے سامنے آجانے والے دن منہ پھیرا۔ ان کے

بعض افعال کی وجہ سے شیطان نے انہیں پھسلادیا بےشک اللہ تعالٰی نے انہیں معاف کردیا کیونکہ اللہ تعالٰی معاف فرمانے والا بردبارہے، اور اس نے ارشاد فرمایا جوکہنے والوں سے بڑی شان رکھتاہے، بے شک اللہ تعالٰی نے تمہیں معاف فرمادیا اور اللہ تعالٰی مومنوں پر احسان فرمانے والا ہے، اور یادکرو جب تم اوپرچڑھ رہے تھے اور پیچھے مُڑ کربھی نہ دیکھتے تھے اور رسول مکرم تمہیں آوازیں دے کربلارہے تھے پھرتمہیں غم پر غم نے آلیا الآیۃ(ت)

(۱ـــ القرآن الکریم ۲/ ۱۵۵) (۲ـــ القرآن الکریم ۳/ ۱۵۲)

معالم میں ہے :قرأ ابوعبدالرحمٰن السلمی وقتادۃ تصعدون بفتح التاء والعین والقراءۃ المعروفۃ بضم التاء وکسر العین والاصعاد السیر فی الارض والصعود الارتفاع علی الجبال والسطوح وکلیتا القراء تین صواب فقد کان یومئذ من المنهزمین مصعد وصاعد۳ـــاھ باختصار۔ابوعبدالرحمن سلمی اور قتادہ نے اس لفظ تصعدون کے حرف تاء اور عین کو زبر سے پڑھا ہے جبکہ مشہور قرأت تاء کی پیش اور عین کی زیر کے ساتھ ہے، پھر وہ اس طور پر ابواب مزید باب افعال سے ہونے کی وجہ سے "اَلاِصْعَاد" سے بناہے جس کے معنی "زمین میں چلنا" ہے جبکہ پہلے طور پرمجرد ہونے کی وجہ سے لفظ "صعود" سے بناہے جس کے معنی "اوپرچڑھنا، بلندی پرجانا" ہے خواہ چھتوں پرہویاپہاڑوں پر۔ اور دونوں قراتیں درست اور صحیح ہیں۔ پس اس دن کچھ شکست خوردہ لوگ منہ اٹھائے بھاگے جارہے تھے او رکچھ قریبی پہاڑی پرچڑھ رہے تھےاھ باختصار(ت)

(۳ـــ معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیۃ ولقد عفاعنکم الخ مصطفی البابی الحلبی مصر ۱/ ۴۳۴)

سادساً جن حکمتوں کی بناپر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ الصلٰوۃ والتسلیم نے طاعون سے فرارحرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگرتندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا کوئی تیماردار ہوگا نہ خبرگیراں، پھر جو مریں گے ان کی تجہیز وتکفین کون کرے گا، جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گردونواح کے ہنود میں مشہور ہورہاہے کہ اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپناراستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں، اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کاحکم دیتی تومعاذاللہ یہی بےبسی بیکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے : (لاتخرجوا فرارا منہ) فانہ فرارمن القدر ولئلا تضیع المرضی لعدم من یتعهدهم والموتٰی ممن یجهزهم ۱ـــہ۔

(مقام طاعون سے بھاگ کرکہیں باہر نہ جاؤ) کیونکہ یہ تقدیرالٰہی سے بھاگنے کے مترادف ہے اور تاکہ بیمار ضائع نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس افراتفری کے باعث مریضوں کی نگہبانی اور حفاظت کے لئے کوئی نہیں ہوگا اور مرنے والوں کی تجہیزوتکفین اور تدفین کے لئے بھی کوئی نہ ہوگا۔(ت) اسی طرح زرقانی ۲؎ شرح علی مؤطا میں ہے۔ عینی ۳؎ شرح بخاری میں بھی اسے نقل کرکے مقرررکھا۔

(۱؎ ارشاد الساری شرح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون دارالکتاب العربی بیروت ۸ /۳۸۵)
(۲؎ شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالک تحت حدیث ۱۷۲۱ دارالمعرفۃ بیروت ۴ /۲۴۰)
(۳؎ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الانبیاء ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۶/ ۵۹)

ظاہریہ ہے کہ علت جس طرح غیرشہر کو بھاگ جانے میں ہے یوہیں بیرون شہر جاپڑنے بلکہ محلہ مریضان چھوڑ کرمحلہ صحیحان میں جابسنے میں بھی، تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقا نقل وحرکت حرام ہے نیز یہ علت موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا یہی حکم ہے اھ،

ولہذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰہ میں فرمایا :انچہ دراحادیث مذکورشدہ وبرگریختن ازاں وبیرون رفتن ازشہرے کہ واقع شدہ اشد دراں نہی کردہ ووعیدنمودہ وتشبیہہ بفرار از زحف دادہ برصبرہراں بشہادت حکم کردہ مراد وباوموت عام ومرض عام ست ومخصوص بانچہ اطبا تعیین نمودہ اندنیست ولہٰذا دراحادیث بہ لفظ وبا وموت عام مذکورشدہ واگرچہ بلفظ طاعون نیز واقع شدہ امامرادمعنی وباست وغلط کردہ کہ طاعون رابرمصطلح اطباء حمل کردہ ودرغیرآں فرار مباح داشتہ واگر فرضا برہمیں معنی محمول باشد فردے ازوبا خواہد بود نہ مخصوص بآں وایں قائل آں احادیث را کہ دروے لفظ وبا وموت عام واقع شدہ چہ خواہد گفت۔ نسأل اﷲ العافیۃ ۱؎۔

جو کچھ حدیثوں میں ذکرکیاگیاکہ طاعون سے بھاگنا اور شہر سے باہر چلے جانا تو اس سے منع فرمایا گیا اور اس پر عذاب کی دھمکی دی گئی اور اسے جنگ سے بھاگنے کے مترادف قرار دیا گیا اور قدم جماکر وہیں ٹھہرے رہنے پر شہادت کا حکم سنایا گیا لہذا اس سے وبا اور عام موت کاذکرکیاگیا اگرچہ لفظ طاعون بھی وارد ہواہے لیکن اس میں بھی وبا کے معنی مراد ہیں۔ لہٰذا یہ غلطی ہوگئی کہ

طاعون کو طبیبوں کی خصوصی اصطلاح پرقیاس کرلیاگیا اس لئے دوسری وبائی امراض سے بھاگنا مباح سمجھاگیا، اگربالفرض اسی معنی پر بھی کلام کومحمول کیاجائے تو پھر وہ ازقسم وبا ہوجائے گا نہ کہ اس معنی کے ساتھ مخصوص۔ لہٰذا یہ قائل ان حدیثوں کے متعلق کیاکہے گا کہ جن میں لفظ وبا اور موت عام کے الفاظ مذکورہوئے ہیں۔ ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کاسوال کرتے ہیں۔(ت)

(۱؂اشعۃ اللمعات کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۶۳۷۔۳۸)

فائدہ : امام احمدمسند اور ابن سعد طبقات میں ابوعسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسندصحیح روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :اتانی جبرئیل بالحمی والطاعون فامسکت الحمی بالمدینۃ وارسلت الطاعون الی الشام فالطاعون شھادۃ لامتی ورحمۃ لھم ورجس علی الکافرین۲؂۔

میرے پاس جبرئیل امی علیہ الصلٰوۃ والتسلیم بخار اور طاعون لے کرحاضرہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا، تو طاعون میری امت کے لئے شہادت ورحمت اور کافروں پرعذاب ونقمت ہے۔

(۲؂مسندامام احمد عن ابی عسیب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۸۱)

صدیق اکبررضی اللہ تعالٰی عنہ کومعلوم تھا کہ طاعون کو ملک شام کاحکم ہوا ہے اور بلادشام فتح کرنے تھے لہٰذا صدیق اکبررضی اللہ تعالٰی عنہ جو لشکرملک شام کو روانہ فرماتے اس سے دونوں باتوں پریکساں بیعت وعہدوپیمان لیتے، ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا، دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا،
امام مسدد استاذ امام بخاری ومسلم اپنی مسند میں ابوالسفر سے روایت کرتے ہیں :قال کان ابوبکر رضی االلہ تعالٰی عنہ اذا بعث الی الشام بایعھم علی الطعن والطاعون ۱؂۔

ابوالسفر نے کہا حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ جب کوئی لشکر ملک شام روانہ فرماتے تو ان سے یہ بیعت (عہدوپیمان) لیتے کہ ایک تودشمن کے نیزوں سے نہ بھاگنا دوسرے مقام طاعون سے نہ بھاگنا۔(ت)(۱؂)
یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا خیرخواہ نہیں بدخواہ ہے اور طبیبوں ڈاکٹروں کاا س میں صبرواستقلال سے منع کرنا خیر وصلاح کے خلاف باطل راہ ہے، اللہ عزوجل نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سارے جہاں کے لئے رحمت بناکربھیجا اور مسلمانوں پربالتخصیص رؤف رحیم بنایا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے ارحم امتی بامتی ابوبکر۲ـــہ(میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے بڑے مہربان ابوبکرصدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ہیں۔ت) حدیث میں آیا یعنی جو رأفت ورحمت میری امت کے حال پر ابوبکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں،

(۲ـــہ مسندامام احمد عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۲۸۱)

اگرطاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں برائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اپنی امت پرماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اس قدر تاکید شدید کے ساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیرخواہ امت ہیں کیوں اس سے نہ بھاگنے کاعہدوپیمان لیتے، معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقۃً امت کے بدخواہ اور الٹی مت سمجھانے والے ہیں والعیاذباللہ تعالٰی، جیسے کوئی بدعقل بے تمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھ کر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیال باطل میں اسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے ع

دوستی بیخرداں دشمنی ست

(بیوقوفوں کی دوستی درحقیقت دشمنی ہوتی ہے۔ت)

بدنصیب وہ بچہ کہ اس کے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید خیال میں نہ لائے بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدترہے مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پرہوتی ہے اور شدت بھی غالب واکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یااکثر کامبتلاہونا کچھ ضرورنہیں بلکہ باذنہ تعالٰی محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائدہوتاہے ولہذا آگ اور زلزلے پر اس کاقیاس باطل ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۳ـــہ

(لوگو! اپنے ہاتھوں ہلاک میں نہ پڑو۔ت)

(۳ـــہ القرآن الکریم ۲ /۱۹۵))

کے نیچے سمجھنامحض وسوسہ ہے کہ ان میں ہلاک غالب ہے جیساکہ کلام حضرت شیخ محقق قدس سرہ، سے گزرا او رسچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت وخیرخواہی امت ہے معاذاللہ مضرّت رساں خیال کیاجائے اور اس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھاجائے۔ ع

ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

(دیکھو توسہی کہ تم نے کس سے رشتہ کاٹا اور کس سے رشتہ جوڑا اور ملایا۔ت)

ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم

(کسی کی کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ تعالٰی کی عطاء وبخشش سے ہے جوبلندمرتبہ اورعظیم الشان ہے۔ت) ولہٰذا سلف صالح کاداب یہی رہا کہ طاعون میں صبرواستقلال سے کام لیتے۔

امام ابوعمربن عبدالبرفرماتے ہیں :لم یبلغنی عن احد من حملۃ العلم انہ فر منہ الا ماذکر المداینی ان علی بن زید بن جدعان ھرب منہ الی السیالۃ فکان یجمع کل جمعۃ ویرجع اذا جمع صاحوابہ فرمن الطاعون فطعن فمات بالسیالہ ۱؎۔

یعنی مجھے کسی کی نسبت یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو مگر وہ جومدائنی نے ذکرکیا کہ علی بن زید بن جدعان طاعون میں شہرسے بھاگ کر سیالہ کوچلے گئے تھے ہرجمعہ کو شہرمیں آکرنمازپڑھتے اور پلٹ جاتے جب پلٹتے لوگ شورمچاتے طاعون سے بھاگا ہے آخرسیالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہوکرمرے۔

(۱؎ التمہید لابن عبدالبر عبداللہ بن عامربن ربیعۃ رقم ۱ المکتبۃ القدوسیہ لاہور ۶/ ۲۱۴۔۱۵)

یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علما سے نہ تھے امام سفیان بن عیینہ وامام حماد بن زید وامام احمدبن حنبل وامام یحیٰی بن معین وامام بخاری وامام ابوحاتم وامام ابن خزیمہ وامام عجلی وامام دارقطنی وغیرھم عامہ ائمہ جرح وتعدیل نے ان کی تضعیف کی، اور مذہب کے بھی کچھ ٹھیک نہ تھے، عجلی نے کہا شیعی تھا بلکہ

امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا، پھر اس کایہ فعل زمانہ سلامت عقل وصحت حواس کابھی نہ تھا، آخر عمرمیں عقل صحیح نہ رہی تھی،

امام شعبہ بن الحجاج نے فرمایا :حدثنا علی قبل ان یختلط۲ــــہ(ہم سے علی بن زید نے زمانہ اختلاط عقل سے پہلے بیان کیاہے۔ت)

(۲ــہ میزان الاعتدال ترجمہ علی بن زید ۵۸۴۴ دارالمعرفۃ بیروت ۳ /۱۲۷)

فسوی نے کہا: اختلط فی کبرہ۳ــــہ

(اس کو بڑھاپے میں اختلاط ہوگیاتھا۔ت)

(۳ــہمیزان الاعتدال ترجمہ علی بن زید ۵۸۴۴ دارالمعرفۃ بیروت ۳ /۱۲۸)

پھرہرجمعہ کو نماز کے لئے شہریعنی بصرہ میں آنا اور نمازپڑھ کر پلٹ جانادلیل واضح ہے کہ سیالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کاتھا، توثابت ہواکہ مضافات شہرمیں چلاجانا بھی اسی فرار حرام میں داخل ہے جس پریہ شخص تمام شہر میں مطعون وانگشت نماہوا ہرجمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں کہ تابعین وتبع تابعین ہی تھے غل پڑجاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔ والعیاذباللہ تعالٰی۔

تنبیہ نبیہ : جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز وگناہ ہے، احادیث صریحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی، پہلے میں تقدیرالٰہی سے بھاگنا ہے تودوسرے میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہارتوکل کاعذر محض سفاہت۔ توکل معارضہ اسباب کانام نہیں۔

امام اجل ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں :الاقدام علیہ تعرض للبلاء ولعلہ لایصبر علیہ وربما کان فیہ ضرب من الدعوی لمقام الصبر او التوکل فمنع ذٰلک لاغترار النفس ودعوٰھا مالاتثبت علیہ عند التحقیق ۱ــــہ۔

اس پراقدام کرنا اپنے آپ کو مصیبت اوربلاء پر پیش کرناہے اور وہ اس پرصبرنہ کرسکے گا اور کبھی اس میں ایک قسم کی شان دعوٰی پیداہوجاتی ہے صبراور توکل کے مقام کی، پس اس لئے اس سے روک دیاگیا فریب نفس سے بچاؤ کی

خاطر اور نفس کے دعووں سے بچاؤ کی خاطر کہ جس پردرحقیقت کوئی استقرار اور ثبات نہیں۔(ت)

(۱ـــہ شرح الزرقانی علی مؤطاالامام مالک باب ماجاء فی الطاعون تحت حدیث ۱۷۲۰ دارالمعرفۃ بیروت ۴ /۲۳۸)

اس قدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائش سخن نہیں، اب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اس کے مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یادوسری جگہ سے اس میں جانا فی نفسہٖ کیساہے، اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے خود حرام نہیں مگر نظربہ پیش بینی یہاں دوسورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان ہے لن یصیبنا الاماکتب اللہ لنا۲ـــہ(ہمیں ہرگز کچھ نہیں پہنچ سکتا سوائے اس کے جو اللہ تعالٰی نے ہمارے لئے لکھ دیاہے۔ت) کی بشاشت ونورانیت اس کے دل کے اندرسرایت کئے ہوئے ہے اگرطاعونی شہرمیں کسی کام کوجائے اور مبتلاہوجائے تو اسے یہ پشیمانی عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلاء نے لے لیا یاکسی کام کو باہرجائے تو یہ خیال نہ کرے گا کہ خوب ہواکہ اس بلاسے نکل آیا،

(۲ـــہ القرآن الکریم ۹ /۵۱)

خلاصہ یہ کہ اس کا آناجانا بالکل ایساہو جیساطاعون نہ ہونے کے زمانہ میں ہوتاتو اسے خالص اجازت ہے اپنے کاموں کو آئے جائے جوچاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکرکا اندیشہ ہے اور جوایسانہ ہواسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہومگرآئندہ فسادپیداہونے کا اندیشہ ہے لہٰذاکراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہرطاعونی سے نکلنے اور اس میں جانے کی ممانعت مروی ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے الفاظ :اذا سمعتم بالطاعون بارض فلاتدخلوھا واذاوقع بارض وانتم بھا فلاتخرجوا منھارواہ الشیخان۱ـــہ۔

جب کسی سرزمین میں طاعون واقع ہوجائے تو وہاں نہ جاؤ اور اگرطاعون پھوٹ پڑنے والی جگہ تم موجود ہوتوپھر وہاں سے نہ نکلو۔ بخاری ومسلم نے اسے روایت کیاہے۔(ت)

(۱ـــہ صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکرفی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۵۳)
(صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۲۸)

یاایک روایت حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ :فاذا سمعتم بہ فی ارض فلاتدخلوھا رواہ الطبرانی فی الکبیر۲؎۔

اگرکسی جگہ طاعون کے ظاہر ہونے کے متعلق سنو تو پھروہاں ہرگز نہ جاؤ۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں اسے روایت کیاہے۔(ت)

(۲؎ المعجم الکبیر حدیث ۲۶۸ و ۲۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃبیروت ۱/ ۱۳۰ و ۱۳۱)

یاحدیث عکرمہ بن خالد المخزومی عن ابیہ وعمہ عن جدہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ : اذا وقع الطاعون فی ارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا وان کنتم بغیرھا فلاتقدموا علیھا رواہ احمد والطحاوی والطبرانی والبغوی وابن قانع۳؎۔

جب کسی خطہ زمین پرطاعون پھیل جائے اور تم پہلے سے وہاں اقامت پذیر ہو توپھر وہاں سے نہ نکلو، اور اگرتم کسی دوسری جگہ ہو تو مقام طاعون پر نہ جاؤ۔ امام احمد، طحاوی، طبرانی، بغوی اور ابن قانع نے اسے روایت کیاہے۔(ت)

(۳؎ شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۱۵)
(المعجم الکبیر حدیث ۲۱ ۱۸/ ۱۵ وکنزالعمال حدیث ۲۸۴۶۱ ۱۰/ ۸۲
ومسنداحمدبن حنبل ۳/ ۴۱۶)

یہ اگر اپنے اطلاق پررکھی جائیں یعنی نیت فرار ومقابلہ سے مقیدنہ کی جائیں بناء علی ماحقق الامام ابن الھمام ان المطلق لایحمل علی المقید وان اتحد الحکم والحادثۃ مالم تدع الیہ ضرورۃ کما فی الفتح ۱؎ اس بناپر کہ شیخ محقق امام ابن ہمام نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حکم مطلق کسی مقید پرمحمول نہیں کیاجائے گا اگرچہ حکم اور حادثہ ایک ہوں جب تک کہ کوئی ضرورت داعی نہ ہو جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔(ت)

(۱؎ فتح القدیر باب الظہار فصل فی الکفّارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۱۰۸)

تو ان کامحمل یہی صورت کراہت ہے جو ابھی مذکورہوئی اور اطلاق اس بناء پر کہ اکثرلوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور احکام کی بناء کثیروغالب پرہے۔

درمختار میں ہے :اذا خرج من بلدۃ بھا الطاعون فان علم ان کل شیئ بقدر اﷲ تعالٰی فلابأس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لوخرج نجا ولودخل ابتلی بہ کرہ لہ ذٰلک فلایدخل ولایخرج صیانۃ لاعتقادہ و علیہ حمل النھی فی الحدیث الشریف ۔ مجمع الفتاوٰی۲؎ اھ

جب کوئی کسی ایسے شہر سے نکلے جہاں طاعون پھیلاہوا ہو اگروہ جانتا اور پختہ یقین رکھتاہو کہ ہرچیز اللہ تعالٰی کی قضاوقدر سے وقوع پذیر ہوتی ہے تو اس کی آمدورفت، دخول وخروج میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کے خیال میں یہ ہو کہ اگریہاں سے باہرچلاگیا تو بچ جاؤں گا اور یہاں سے نہ نکلا تو مرض میں مبتلاہوجاؤں گا توایسے شخص کے لئے نقل وحرکت مکروہ ہے لہٰذا نہ مقام طاعون پرجائے اور نہ مقام طاعون سے نکلے اپنے اعتقاد کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لئے۔ پس اسی حدیث شریف کی نہی محمول ہے اھ(ت)

(۲؎ درمختار مسائل شتّٰی قبیل کتاب الفرائض مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۳۵۱)

اسی طرح فتاوٰی ظہیریہ میں ہے وتمام تحقیقہ فی ماعلقناہ علی ردالمحتار(اس کی پوری تحقیق ہم نے ردالمحتار (فتاوٰی شامی)کے حواشی پرچڑھادی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ
تیسرالماعون للسکن فی الطاعون

ختم ہوا

صحبت وموالات ومحبت وعداوت

مسئلہ ۹۴ : ازریاست بھوپال ۱۳۰۴ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر بھوپال میں کچھ فرانسیسی کفار رہتے ہیں، بعض اہل اسلام بے تکلف ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں یہ فعل شرعاً کیساہے اور یہ مسلمان اگر منع کئے سے نہ مانیں اور باقی مسلمان اس وجہ سے ان کے ساتھ کھانے سے احتراز کریں توبجاہے یابے جا؟بیّنوا توجروا(بیان کروتاکہ اجرپاؤ۔ت)

الجواب : بیشک کفار سے ایسی مخالطت اور ان کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ ہونے سے بہت ضرور احتراز کرناچاہئے خصوصاً جہاں اسلام ضعیف ہوشرع مطہر سے بہت دلائل اس پرقائم جن کے بعض کہ اس وقت کی نظرمیں ذہن فقیر میں مستحضرہوئے مذکورہوتے ہیں :

اوّل قال االلہ عزوجل :

واِمّا ینسینّک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین٥ ١؎۔

اور اگرشیطان تجھے بھلادے تویاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

(١؎ القرآن الکریم ۶ /۶۸)

اور کافر سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔قال االلہ جل جلالہ :

فمن اظلم ممن کذب علی االلّٰہ وکذب بالصدق اذ جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکٰفرین ٥ ١؎۔

اس سے بڑھ کر ظالم جس نے خداپرجھوٹ باندھا اور سچ کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس آیا کیانہیں ہے دوزخ میں کافروں کاٹھکانا۔ جب کافر حددرجہ کاظالم ہو اورظالم کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا تو شیروشکر وہمکاسہ ہونا تو اور بدترہے۔

(١؎ القرآن الکریم ۳۹ /۳۲)

دوم رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ۔ رواہ ابوداؤد٢؎ عن سمرۃ بن جندب رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ باسناد حسن وعلقہ عنہ الترمذی۔

جومشرک سے یکجاہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی مشرک کی مانند ہے۔(امام ابوداؤد نے سمرہ بن جندب رضی االلہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے سندحسن کے ساتھ

اسے روایت کیا۔ لیکن امام ترمذی نے ابوداؤد کے حوالے سے اسے معلق ذکرکیا۔ت)

(۲؎ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الاقامۃ بارض الشرک آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۲۹)

سوم فرماتے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :انا برئ من کل مسلم مع مشرک لاترٰی نارا ھما، اوردہ فی النھایۃ قلت والحدیث نحوہ عندابی داؤد۳؎ والترمذی بسند رجالہ ثقات۔

میں بیزارہوں اس مسلمان سے جومشرکوں کے ساتھ ہو مسلمان اورکافر کی آگ آمنے سامنے نہ ہوناچاہئے یعنی دوری لازم ہے (علامہ ابن اثیر نہایہ میں اسے لائے ہیں، میں کہتاہوں اسی جیسی حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں ایسی سند سے مذکورہےکہ جس کے تمام راوی مستندہیں۔ت)

(۳؎ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب النہی عن قتل من اعتصم بالسجود آفتاب عالم پریس لاہور ۱ /۳۵۶)

چہارم فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم : لاتصاحب الامؤمنا ولایاکل طعامک الا تقی۔ رواہ احمدوابوداؤد ۱؎ والترمذی وابن حبان والحاکم عن ابی سعید الخدری رضی االلہ تعالٰی عنہ باسانید صحاح۔

صحبت نہ رکھ مگرایمان والوں سے اور تیرا کھانانہ کھائیں مگرپرہیزگار (امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے صحیح سندوں کے ساتھ اسے روایت کیا۔ت)

(۱؎ مسنداحمد بن حنبل عن ابی سعیدخدری رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۳ /۳۸)
(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یومر ان یجالس الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۰۸)
(جامع الترمذی ابواب الزھد امین کمپنی دہلی ۲ /۶۲)

پنجم فرماتے رسول اللہ صلی اللہتعالٰی علیہ وسلم :انما مثل الجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما

ان تجد منہ ریحا طیبۃ ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک اما ان تجد منہ ریحا خبیثۃ۔ رواہ الشیخان۲؎ عن ابی موسی الاشعری رضی االلہ تعالٰی عنہ۔

نیک ہم نشین اور بدجلیس کی مثال یوں ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونک رہاہے مشک والا یا تو تجھے مشک ویسے ہی دے گا یاتو اس سے مول لے گا، اور کچھ نہ سہی تو خوشبو توآئے گی اور وہ دوسرا تیرے کپڑے جلادے گا یاتو اس سے بدبوپائے گا۔(بخاری ومسلم نے ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲؎ صحیح البخاری کتاب الذبائح باب المسک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۳۰)
(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب مجالسۃ الصالحین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۳۰)

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر ان لم یصبک من سوادہ اصابک من دخانہ۔ رواہ ابوداؤد۳؎ والنسائی۔ یعنی بدوں کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہنچے گا(ابوداؤد اورنسائی نے اسے روایت کیا۔ت)

(۳؎ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یومر ان یجالس الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۰۸)

حاصل یہ ہے کہ اشرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان اُٹھاتاہے۔
ششم حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں : ایاک وقرین السوء فانک بہ تعرف۔ رواہ ابن عساکر۱؎ عن انس بن مالک رضی االلہ تعالٰی عنہ۔

بُرے مصاحب سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہچاناجائے گا (ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک کے حوالے سے اسے روایت کیا۔ت) یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست وبرخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویساہی جانتے ہیں۔

(۱؎ تہذیب تاریخ ابن عساکر ترجمہ العنزی الجرجانی الفقیہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴ /۲۹۲)

ہفتم فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :اعتبروا الصاحب بالصاحب۔ رواہ ابن عدی۲؎ عن ابن مسعود رضی االلہ تعالٰی عنہ۔ آدمی کو اس کے ہمنشین پرقیاس کرو(ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی سند سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲؎ کنزالعمال بحوالہ عد عن ابن مسعود حدیث ۳۰۷۳۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۸۹)

ہشتم حدیث میں ہے سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لاتجالسوا اھل القدر ولاتفاتحوھم۔ رواہ احمد۳؎ وابوداؤد والحاکم۔

منکران تقدیر کے پاس نہ بیٹھو، نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ نہ ان سے سلام کلام کی ابتدا کرو(امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۳؎ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی ذراری المشرکین آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۲۹۳)
(سنن امام احمد بن حنبل ترجمہ عمربن خطاب رضی اللہ عنہ دارالفکربیروت ۱ /۳۰)

نہم حدیث میں ہے سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ان االلہ اختارنی واختارلی اصحابہ واصہار اوسیاتی قوم لیسبّونھم وینتقصونھم فلاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم۔ رواہ ابن حبان والعقیلی۱؎ واللفظ لہ عن انس رضی االلہ تعالٰی عنہ۔

بیشک اللہ تعالٰی نے مجھے پسندفرمایا اور میرے لئے اصحاب واصہار پسند کئے، اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انہیں براکہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی، تم ان کے پاس مت بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھاناکھانا، نہ شادی بیاہت کرنا(ابن حبان اور عُقَیلی نے اسے روایت کیاہے، اور عقیلی کے الفاظ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے یہی ہیں۔ت)

(۱؎ الضعفاء الکبیر للعقیلی ترجمہ ۱۵۳ احمدبن عمران الاخنس دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۲۶)

جب اہل بیت او رصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بُرا کہنے والوں کے لئے یہ حکم ہیں تو اہل کفر اورعیاذاً بااللہ‌خدا ورسول کی جناب میں صریح گستاخیاں کرنے والوں کی نسبت کس قدر سخت حکم چاہئے۔

دہم حدیث میں ہے سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :تقربوا الی االلہ ببغض اھل المعاصی و القوھم بوجوہ مکفھرۃ التمسوا رضا االلہ بسخطھم وتقربوا الی االلہ بالتباعد عنھم۔ رواہ ابن شاھین فی الافراد۲ــــہ عن عبدااللہ بن مسعود رضی االلہ تعالٰی عنہ۔

االلہتعالٰی کی طرف تقرب کرو اہل معاصی کے بغض سے اور اُن سے ترش روئی کے ساتھ ملو او ر اللہ تعالٰی کی رضامندی اُن کی خفگی میں ڈھونڈو او ر االلہ کی نزدیکی اُن کی دوری سے چاہو۔(ابن شاہین نے کتاب الافراد میں عبدااللہ بن مسعود رضی االلہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۲ــہکنزالعمال بحولہ ابن شاہین حدیث ۵۵۱۱ و ۵۵۸۵ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۳ /۶۷،۸۱)

کافروں سے بڑھ کر اہل معاصی کون ہے جو سراپا معصیت ہیں اور ان کے پاس حسنہ کا نام ہونامحال۔

یازدہم تجربہ شاہد کہ ساتھ کھانا مورث محبت و وداد ہوتاہے او رکفار کی موالات سم قاتل ہے،قال االلہ تعالٰی :

ومن یتولھم منکم فانہ منھم۳ــــہ۔

جو تم میں اُن سے دوستی رکھے گا انہیں میں سے شمار کیاجائے گا۔

(۳ــہ القرآن الکریم ۵ /۵۱)

رسول االلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :المرء مع من احب۔ رواہ احمد والبخاری۴ــــہ۔ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی عن انس والشیخان عن ابن مسعود ، احمد و مسلم عن جابر والترمذی عن صفوان بن عسال وابوداؤد نحوہ عن ابی ذر وفی الباب عن علی وابی ھریرۃ و ابی موسٰی رضی االلہ تعالٰی عنھم۔

آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہے، یعنی حشرمیں۔ (احمد، بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس کے حوالے سے اس کو روایت کیاہے۔ نیز بخاری اور مسلم نے عبدااللہ ابن مسعود سے، مسنداحمد اور مسلم نے حضرت جابر سے، اور ترمذی

نے حضرت صفوان بن عسال کے حوالے سے روایت کیاہے۔ ابوداؤداور اس جیسے دوسرے محدثین نے حضرت ابوذر سے روایت کی، اور اس باب میں جناب علی، ابوہریرہ اور ابوموسٰی اشعری سے روایت ہے، اللہ تعالٰی سب سے راضی ہو۔ت)

(۴؎ صحیح البخاری کتاب الادب باب علامۃ الحب فی اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۱)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:ثلث احلف علیھن وعد منھا لایحب رجل قوما الاجعلہ اﷲ معھم۔ رواہ احمد والنسائی ۱؎ والحاکم والبیھقی عن ام المومنین الصدیقۃ والطبرانی فی الکبیر وابویعلٰی عن ابن مسعود وایضا فی الکبیر عن ابی امامۃ وفی الاوسط والصغیر عن امیرالمومنین علی رضی اﷲ تعالٰی عنھم باسانیدجیاد۔

میں قسم کھاکرفرماتاہوں کہ جوشخص کسی قوم سے دوستی کرے گا اللہ تعالٰی اسے انہیں کاساتھی بنائے گا(مسنداحمد، نسائی حاکم اور امام بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے اور امام طبرانی نے کبیرمیں، اور ابویعلٰی نے عبداللہ ابن مسعود سے، نیزکبیر میں حضرت ابوامامہ او راوسط اورصغیر میں امیرالمومنین حضرت علی کرم وجہہ سے جیدسندوں کے ساتھ اس کوروایت کیاہے۔ اللہ تعالٰی سب سے راضی ہو۔ت)

(۱؎ مسند امام احمدبن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا دارالفکر بیروت ۶/ ۱۴۵)

ابوقرصافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں ہے حضورپرنورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من احب قوما حشرہ اﷲ فی زمرتھم۔ رواہ الضیأفی المختارۃ والطبرانی۲؎ فی الکبیر۔

ہرقوم کے دوستوں کو اللہ تعالٰی انہیں کے گروہ میں اٹھائے گا(ضیاء نے مختارہ اور طبرانی نے الکبیر میں اسے روایت کیاہے۔ت)

(۲؎ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۲۵۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۱۹)

دوازدہم بیشک یہ حرکت مسلمانوں کے لئے موجب نفرت ہوگی اور بلاوجہ شرعی مسلمانوں کومتنفر کرناجائزنہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں

:بشّروا ولاتنفّروا۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری١؎ ومسلم والنسائی عن انس رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

دل خوش کرنے والی بات کہو او رنفرت نہ دلاؤ (ائمہ مثلاً امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت انس کے حوالے سے اس کو روایت کیاہے۔ اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو۔ت)

(١؎ صحیح البخاری کتاب العلم باب ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ١ /١۶)

سیزدہم اقل درجہ اتنا تو ہے کہ یہ بات سننے والوں کے کانوں کوخوش نہ آئے گی اور ایسے فعل سے شرع میں ممانعت ہے، حدیث میں آیا سیدالکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :ایاک ومایسوء الاذن۔ رواہ احمد٢؎ عن ابی الغادیۃ والطبرانی فی الکبیر وابن سعد فی الطبقات والعسکری فی الامثال وابن مندۃ فی المعرفۃ والخطیب فی المؤتلف عن ام الغادیۃ وابونعیم فی المعرفۃ عن حبیب بن الحارث رضی اﷲ تعالٰی عنھم وعبداﷲ بن احمد فی الزوئد عن العاص بن عمر و الغفاری مرسلا۔

بچ اس بات سے جو کان کو بری لگے(امام احمد نے ابوالغادیہ سے اور طبرانی نے الکبیر میں اور ابن سعد نے طبقات میں اور العسکری نے امثال میں اور ابن مندہ نے المعرفۃ میں اور خطیب نے المؤتلف میں ام الغادیہ سے، ابونیم نے المعرفۃ میں حبیب بن حارث سے (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) عبداللہ بن احمد نے زوائد میں عاص بن عمروغفاری سے بغیر کسی سند کے روایت کیاہے (العکرۃ، اس لفظ کی صحیح سمجھ میں آئی)۔(ت)

(٢؎ مسند امام احمد بن حنبل ترجمہ ابوالغاویۃ دارالفکربیروت ۴/ ٧۶)

چہاردہم مسلمانوں کے آگے معذرت کی طرف محتاج کرے گی اور عاقل کاکام نہیں کہ ایسی بات کامرتکب ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ایاک وکل امریعتذرمنہ۔ رواہ ایضاً الدیلمی٣؎ بسند حسن عن انس رضی اﷲ تعالٰی عنہ قلت فی الباب عن سعد بن ابی وقاص وعن ابی ایوب وعن جابر بن عبداﷲ وعن ابن عمروعن سعد بن عمارۃ رضی اﷲ تعالٰی عنھم کما فصلناہ فی کمال الاکمال۔

اس بات سے بچ جس میں عذر کرنے کی حاجت پڑے۔ (دیلمی نے سندحسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیا۔ میں کہتاہوں اس باب میں سعدبن ابی وقاص، ابوایوب، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمراور سعد بن عمارہ (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) سے روایات موجود ہیں جیسا کہ ہم نے کمال الاکمال میں اس کو مفصل بیان کیاہے۔ت)

(۳ــہ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۷۵۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۴۳۱)
(اتحاف السادۃ المتقین الفصل الثانی فی *مراتب الناس دارالفکربیروت ۲۵۱/۱۰)

پانزدہم صحبت قطعاً مؤثر ہے اور طبیعتیں سراقہ اور قلوب متقلب، والعیاذباللہ رب العالمین۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :انما سمی القلب من تقلبہ انما مثل القلب مثل ریشۃ بالفلاۃ تعلقت فی اصل شجرۃ تقلبھا الریاح ظھر البطن، رواہ الطبرانی ۱ــــہ فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو عندابن ماجۃ بسند جیّد مختصراً۔

دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتاہے، دل کی کہاوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی جڑ سے ایک پَرلپٹاہے کہ ہوائیں اسے پلٹی دے رہی ہیں کبھی سیدھا کبھی اُلٹا (امام طبرانی نے الکبیر میں سند حسن کے ساتھ اس کو حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیاہے اور ابن ماجہ میں عمدہ سند کے ساتھ مختصراً موجود ہے۔ت)

(۱ــہ کنزالعمال بحوالہ الطبرانی فی الکبیر حدیث ۱۲۱۰ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱ /۲۴۱)

اسی لئے مولوی معنوی قدس سرہ، فرماتے ہیں: ــہصحبت صالح تراصالح کند
صحبت طالح تراطالح کند۲ــــہ
دورشواز اختلاط یارِبد یارِبد بدتر ازمارِ بد۳ــــہ
مارِ بد تنہا ہمیں برجاں زند یارِ بد برجان وبر ایماں زند۴ــــہ

(اچھے آدمی کی مجلس تجھے اچھاکردے گی، اور بُرے کی مجلس تجھےبرا بنادے گی
جب تک ہوسکے برے ساتھی سے دور رہ کیونکہ براساتھی برے سانپ سے بھی براہے

کیونکہ براسانپ صرف جان کوڈستاہے جبکہ براساتھی جان وایمان دونوں پرضرب لگاتاہے۔ت)

(۲ـــہ مثنوی ولوی معنوی مناز عت کردن امراء با یکدیگر نورانی کتب خانہ پشاور دفتراول ص۲۲)
(۳ـــہ گلدستہ مثنوی بکھرے موتی نذیرسنزاردوبازار لاہور ص۹۴)
(۴ـــہ مثنوی مولوی معنوی دفترپنجم نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۶۷)

یہ آفت سب سے اشد ہےوالعیاذباللہ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ (اور اللہ تعالٰی کی پناہ، نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ تعالٰی کی توفیق کے بغیرحاصل نہیں ہوتی۔ت)

بالجملہ بلاضرورت شرعیہ اس امرکامرتکب نہ ہوگا مگردین میں مداہن یاعقل سے مبائن، سبحان اللہ کتنے شرم کی بات ہے کہ آدمی کے ماں باپ کواگرکوئی گالی دے اس کی صورت دیکھنےکو روادار نہ رہے اورخدا ورسول کوبراکہنے والوں کوایسایارِغار بنائے انّا اللہ وانا الیہ راجعون(بیشک ہم اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کرجانے والے ہیں۔ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین۔ رواہ احمدوالبخاری ۱ـــہ ومسلم ونسائی وابن ماجۃ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کی اولاد اور ماں باپ اورتمام آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔ (امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۱ـــہ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷)

دلائل کثیرہیں اور گوش شنواکو اسی قدرکافی، پھرجونہ مانے سنگدل ہے اور کافر آگ، آگ کاساتھ جوپتھردے گا وہ خود اتناگرم ہوجائے گا کہ آدمی کو اس سے بچناچاہئے، پس اگراہل اسلام ان لوگوں سے احترازکریں کچھ بے جانہ کریں گے۔واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

(اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے اور اس شرف وبزرگی والے کاعلم زیادہ تام اور زیادہ پختہ ہے۔ت)

مسئلہ ۹۵ : ازگلگٹ چھاؤنی جوئنال مرسلہ سیدمحمد یوسف علی شعبان ۱۳۱۲ھ
جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم سلامت بعد آداب تسلیمات کے گزارش یہ ہے کہ شیعہ کے ساتھ برتاؤ کرناجائزہے یانہیں؟۔بیّنواتوجروا۔

الجواب : رافضی وغیرہ بدمذہبوں میں جس کی بدعت حدکفر تک پہنچی ہو وہ تومرتد ہے اس کے ساتھ کوئی معاملہ مسلمان بلکہ کافرذمی کے مانند بھی برتاؤ جائزنہیں، مسلمانوں پرلازم ہے کہ اُٹھنے بیٹھنے کھانے پینے وغیرہا تمام معاملات میں اسے بعینہ مثل سوئر کے سمجھیں اور جس کی بدعت اس حد تک نہ ہو اس سے بھی دوستی محبت تو مطلقاً نہ کریں۔

قال اﷲ تعالٰی ومن یتولھم منکم فانہ منھم ١؎۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا تو وہ یقینا انہی میں سے ہوگا(ت)

(١؎ القرآن الکریم ۵ /۵۱)

اور بے ضرورت ومجبوری محض کے خالی میل جول بھی نہ رکھیں کہ بدمذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت ناگ اور دونوں سے پوری لاگ۔

رب عزوجل فرماتاہے :وانما ینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین٢؎۔

اگرتجھے شیطان بھلاڈالے تو یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔(ت)

(٢؎ القرآن الکریم ۶ /۶۸)

جاہل کو ان کی صحبت سے یوں ا جتناب ضرورہے کہ اس پراثربد کاذیادہ اندیشہ ہے اور عام مقتدا، یوں بچے کہ جہال اسے دیکھ کو خود بھی اس بلا میں نہ پڑیں

بلکہ عجب نہیں کہ اسے ان سے ملتادیکھ کر ان کے مذہب کی شناعت ان کی نظروں میں ہلکی ہوجائے۔

فتاوٰی عالمگیری میں ہے :یکرہ للمشہور المقتدٰی بہ الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الابقدر الضرورۃ لانہ یعظم امرہ بین یدی الناس ولوکان رجل لایعرف یداریہ لیدفع الظلم عن نفسہ من غیراثم فلاباس بہ کذا فی الملتقط۳؎۔

مشہور پیشواکے لئے ایسے شخص سے میل جول رکھنا جواہل باطل اور اہل شر میں سے ہو مکروہ ہے مگر ضرورت کی حد تک جائزہے (یہ ممانعت اس لئے ہے کہ) کہ لوگوں میں اس کاچرچا ہوجائے گا(جس کے بُرے اثرات مرتب ہوں گے) اور اگر غیرمعروف شخص ان میں محض اپنے دفاع اور ظلم سے بچاؤ کے لئے گھومے پھرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ الملتقط میں یونہی مذکورہے۔(ت)

(۳؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۶)

ابن حبان عقیلی انس بن مالک رضی ﷲ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول ﷲ صلی ﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں : ان ﷲ اختارنی واختارلی اصحابا واصھارا وسیأتی قوم لیسبونھم وینتقصونھم فلاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم۱؎۔

بیشک اللہ عزوجل نے مجھے چن لیا اور میرے لئے یار اور خسرال کے رشتہ دار پسندفرمائے اور عنقریب کچھ لوگ آئیں گے کہ انہیں براکہیں گے اور ان کی شان گھٹائیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ پانی پینانہ کھاناکھانا نہ شادی بیاہت کرنا(ت) ۔ یہ حدیث نص صریح ہے، ﷲ تعالٰی مسلمانوں کو توفیق عمل بخشے۔ آمین! واﷲ تعالٰی اعلم۔

(۱؎ الضعفاء للعقیلی ترجمہ ۱۵۳ احمدبن عمران الاخنسی دارالکتب العلمیہ بیروت ۱ /۱۲۶)

مسئلہ ۹۶ : ازموضع نگریا کلاں ضلع بریلی مرسلہ وزیرخاں دوم صفر ۱۳۲۱ھ
زید نے بیان کیاکہ میں سیدہوں اور سنت جماعت ہوں اور عید کی نمازبھی زیدنے پڑھائی بعد کومعلوم ہوا کہ زید رافضی ہے اور نمازہاتھ چھوڑ کرپڑھتاہے اور وضوبھی رافضیوں کاکرتاہے ایسی حالت میں سنت جماعت کے واسطے زید کی امامت جائزہے یانہیں؟ اور کھانا کھانازید کے یہاں کا سنت جماعت کوجائزہے

یانہیں؟ لڑکوں کے واسطے تعلیم زید کی جائزہے یانہیں؟ زید بیان کرتاہے کہ میں قرآن شریف گیارہ میں پڑھاسکتاہوں فاتحہ گیارہویں شریف کی زید سے دلاناجائزہے یانہیں؟ بیّنوا توجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : رافضی کے پیچھے نمازمحض باطل ہے، ہوتی ہی نہیں، فرض سرپر ویساہی رہے گا اور گناہ علاوہ،رافضی کی امامت ایسی ہی ہے جیسی کسی ہندویایہودی کی امامت۔ آج کل کے رافضی عموماً مرتد ہیں ان کے یہاں کاکھانا یاان کے ساتھ کھانایا ان سے کسی قسم کامیل جول رکھنا گناہ ہے سب عذاب کے مستحق ہوں گے اور بچوں اس سے پڑھوانا سخت حرام اورنری گمراہی ہے۔ مسلمانوں پرفرض ہے کہ رافضی کوجداکردیں رافضی سے گیارہویں شریف کی فاتحہ دلاناسخت حماقت ہے اور ایک یہی کیاکسی قسم کی فاتحہ رافضی سے ہرگزنہ دلائی جائے کہ فاتحہ ثواب پہنچانے کے لئے ہے اور رافضی کے پڑھنے سے ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ روافض انکارضروریات دین کے باعث مرتد ہیں، پھریہ بھی اس وقت ہے کہ فاتحہ میں رافضی کچھ قرآن پڑھے مگرسنیوں کے لئے فاتحہ میں رافضی سے بھی امیدنہیں خداجانے کیاکچھ ناپاک کلمے بکے گا ان کاثواب پہنچے گا یا اورعذاب ہوگا۔ اللہ تعالٰی سنیوں کی آنکھیں کھولے اور انہیں توفیق دے کہ گمراہوں سے دور رہیں،

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف حکم فرمایا ہے کہایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۱؎

بدمذہبوں سے دوررہو اور ان کو اپنے سے دورکروکہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں،

(۱؎ صحیح مسلم مقدمۃ الکتاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۱۰)

قرآن شریف میں فرمایا :وامّا ینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین۲؎۔

اورتجھے شیطان بھلادے تویادآنے پرپاس نہ بیٹھ ظالم لوگوں کے۔

(۲؎ القرآن الکریم ۷ /۶۷)

اوربدمذہب لوگ خصوصاً رافضیوں کے یہاں تقیہ بہت ہے یہ بہت اپنے مذہب کوچھپاتے ہیں ان کی بات پرہرگزاعتبار نہ کرناچاہئے جہاں نفع نقصان کچھ نہ ہو وہاں سنی بن جانا ان کاادنٰی شعبدہ ہے توجہاں دوپیسے کانفع ہووہاں سنی بنتے ہوئے انہیں کیالگتا ہے۔واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۷ : ازقصبہ ٹسوا موضع فریدپور مرسلہ مہدی حسن صاحب
کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اہل سنت وجماعت کو سادات اہل تشیعہ کے یہاں کی علاوہ نیازآٹھویں تاریخ حضرت عباس علمدار کے نیازحسین کی مثلاً شربت وملیدہ و روٹی ولنگروتبرک مجلس کااہلسنت وجماعت صاحبان کرلیناجائزہے یانہیں؟

الجواب: حدیث میں نبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اس قوم کی نسبت فرماتے ہیں :لاتجالسوھم ولاتوأکلوھم ولاتشاربوھم۳؎۔

ان کے پاس نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ کھانانہ کھاؤ اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو۔

(۳؎ الضعفاء الکبیر ترجمہ۱۵۳ احمدبن عمران الاخنس دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۲۶)
(کنزالعمال برمزعق عن انس حدیث ۳۲۴۶۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹)

لہٰذا ان کی مجالس میں جانا مطلقاً حرام کہ وہ قرآن مجید کی توہین کرتے ہیں اور اسے ناقص جانتے ہیں اور اُن کے یہاں سے شربت، ملیدہ، لنگر کوئی چیز نہ لی جائے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۹۸ : ازقصبہ ٹسوا موضع فریدپور مرسلہ مہدی حسن صاحب
کیاارشاد فرماتے ہیں علمائے دین اہل سنت وجماعت اس شخص کی نسبت کہ جو شخص سادات اہل تشیعہ کے یہاں کی نیازحسین علیہ السلام کے لینے سے لوگوں کومنع کرے اور کہے یہ نیازحرام ہے۔بیّنواتوجروا۔

الجواب: مندرجہ بالا سوال کے جواب سے معلوم ہوگیا کہ منع کرنے والا ٹھیک منع کرتاہے اور اس کامنع کرنابیجانہیں۔واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۹۹ : ازجادوپور تھانہ بھوجی پورہ تحصیل وضلع بریلی مسئولہ شمشاد علی صاحب ۱۲رجب ۱۳۲۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ جس میں ہمیشہ سے گاؤ کشی ہوتی آئی اس سال اس کے ہنود نے مسلمانوں سے نزاع کیا اس گاؤں میں بازار ہوتاتھا وہ لوگوں کوور غلاکردوسرے گاؤ ں اٹھوادیا کہ ان لوگوں کانفع جاتارہے، ہندوتو ہندوؤں کے کہنے سے چلے ہی گئے بعض مسلمان بھی انہیں کے شریک ہوئے ان سے کہا بھی گیا کہ جس طرح ہنود نے اپنا بازار الگ کرلیاہے تم بھی الگ بازار مسلمانوں کاکرو اور اس میں شریک ہو اور ہندوؤں کی شرکت نہ کرو مگر وہ نہیں مانتے، ا س صورت میں ایسے لوگوں کے لئے کیاحکم ہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : افسوس ہے ان مسلمانوں پر جومسلمانوں کی مخالفت میں ہندوؤں کاساتھ دیں اور ان کی جماعت بڑھائیں ان کانفع چاہیں مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں خصوصاً وہ بی ایسی بات میں جس کی بنامذہبی کام پرہوان کوتوبہ کرناچاہئے ورنہ اندیشہ کریں کہ اسی حالت میں موت آگئی توحشربھی ہندوؤں ہی کے ساتھ ہوگا۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ ۱؎ وفی لفظ لاتساکنوا المشرکین ولاتجامعوھم فمن ساکنھم اوجامعھم فھو مثلھم ۱؎ رواہ بالاول ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب رضی اﷲ تعالٰی عنہ بسند حسن وبالاٰخر الترمذی عنہ تعلیقا۔

جوکوئی کسی شرک کرنے والے کے ساتھ جمع ہو اور اس کے ساتھ رہناسہنا اختیار کرے تو وہ مسلمان بھی اسی کی طرح ہے۔ اور بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں: شرک کرنے والوں کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ اجتماع رکھو پھر جو کوئی ان کے ساتھ سکونت اختیارکرے یا ان کے ساتھ جمع ہو تو وہ ان ہی کی طرح ہے۔ پہلی حدیث کو امام ابوداؤد نے سمرہ بن جندب رضی اللہتعالٰی عنہ کے حوالے سے سندحسن کے ساتھ روایت کیاہے جبکہ دوسری حدیث کو امام ترمذی نے اسی مذکور صحابی سے بطور تعلیق روایت کیاہے۔(ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الاقامۃ ارض الشرک آفتا ب عالم پریس لاہور ۲ /۲۹)
(۱؎ جامع الترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی کراھیۃ المقام الخ امین کمپنی دہلی ۱ /۱۹۴)

دوسری حدیث ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من کثر سواد قوم فھو منھم۲؎۔جوکسی گروہ کی جماعت بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔

(۲ـــہ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۵۶۲۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳ /۵۱۹)
(کنزالعمال حدیث ۲۴۷۳۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹ /۲۲)

تیسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من اعان علی خصومۃ بغیر حق لم یزل فی سخط اﷲ حتی ینزع ۔ رواہ ابن ماجۃ۳ـــہ والحاکم عن عبداﷲ بن عمررضی اﷲ تعالٰی عنھمابسندحسن۔

جو کسی جھگڑے میں ناحق والوں کومدد دے ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے جب تک اس سے باز آئے (ابن ماجہ اور حاکم نے عبداللہ بن عمررضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسندحسن اسے روایت کیاہےـت)

(۳ـــہ سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من ادعی مالیس لہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۶۹)
(المستدرک للحاکم کتاب الاحکام دارالفکر بیروت ۴ /۹۹)

چوتھی حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من مات علی شیئ بعثہ اﷲ علیہ۔ رواہ احمد۴ـــہ والحاکم عن جابر بن عبداﷲ رضی اﷲتعالٰی عنھما بسند حسن واﷲ تعالٰی اعلم ۔

جو جس حال میں مرے گا اللہ تعالٰی اسی حال پر اسے اٹھائے گا(امام احمدوحاکم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسند حسن اس کو روایت کیاہےـت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(۴ـــہ مسندامام احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ دارالکتب الاسلامی بیروت ۳ /۳۱۴)
(المستدرک للحاکم کتاب الرقاق دارالفکر بیروت ۴ /۳۱۳)

مسئلہ ۱۰۰ : ازموضع سرنیاں مسئولہ امیرعلی صاحب ۱۱جمادی الاولٰی ۱۳۳۱ ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زیدچندبار اہل ہنود کی برات میں شریک ہوا ہے اور اہرایک غمی شادی میں شریک ہوتاہے اب زید کے یہاں شادی ہے بہت ہنود شامل برات ہوں گے اور زید کے یہاں عورات ڈھول بجائیں گی اور ناچ بھی برات میں ہوگا توزیدکے لئے کیاحکم ہے اورسائل کو کھانے میں شریک ہوناچاہئے یانہیں؟ بیّنواتوجروا۔
دیگرعمردریافت کرتاہے اہل ہنود مزدوری میں لیا اس کو مزدوری خوراک دینا جو کہ رسم مزدوری کی ہے۔

دیگر عمر دریافت کرتاہے کہ میرے کھیت کے پاس ہنود کاکھیت ہے اور اکثر ایسابھی ہے ایک کھیت کے درمیان ایک کھیت ہے اور کام کاشتکاری میں بضرورت کسی کام کے کچھ کہنا پڑتاہے اور بغیرضرورت کے نہیں۔
دیگرکسی ہنود سے کوئی میل کھانے سے نکلتاہوتو انسیت پیداکرے یانہیں؟ فقط بیّنواتوجروا۔

الجواب : اس صورت میں ظاہر ہے کہ زید فاسق فاجر ہے، سائل اگر اس پر ایسا دباؤرکھتاہے کہ اسے روک سے گا توضرور شریک ہوکر روکے، اور اگر اسے اتناعزیز ہےکہ اس کاشریک نہ ہونا اسے گوارا نہ ہوگا اوراس کی شرکت کی غرض سے وہ ناجائزباتیں اُٹھادے گا توسائل پر لازم ہے کہ شرکت سے صاف انکارکردے جب تک وہ ان ناپاکیوں سے بازنہ رہے، اور اگریہ دونوں باتیں نہیں توسائل اگرقوم کاپیشوا ہے توہرگزہرگز شریک نہ ہو، اور اگرعوام میں سے ہے اور وہ حرام جلسہ جلسہ طعام کے مکان میں کھانے والوں کے سامنے ہوگا جب بھی ہرگز نہ جائے، اور اگرحرام جلسہ الگ ہے اور کھانے کامکان الگ تواختیارہے اور بہتریہی ہے کہ کوئی مسلمان شریک نہ ہو۔ ہندو کومزدوری میں لینا اور مزدوری کی خوراک دیناجائزہے۔ ضرورت کے سبب کوئی بات ہندو سے کرلینے میں حرج نہیں جبکہ وہ بات خود ایک جائزامرہو۔ دلی انس کسی کافر سے کرناحرام ہے، اور ظاہر میل جس میں نہ کافر کی تعظیم ہو نہ مسلمان کی ذلت نہ کوئی طریقہ ناجائز برتاجائے کسی جائزکام کے سبب ہندو سے کرلینے میں حرج نہیں، بلاضرورت اس سے بھی بچے کہ آپس میں راہ ورسم بڑھ کر اکثر ناجائزباتوں تک پہنچاکرتے ہیں،

ومن ارتع حول الحمٰی اوشک ان یقع فیہ ۱؎، واﷲ تعالٰی اعلم۔

جو شخص کسی چراگاہ کے آس پاس جانور چرائے تو ہوسکتاہے کہ اس کے اندر گھسے اورچلاجائے۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

(۱؎ صحیح البخاری کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۵)
(صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ الحلال وترک الشبہات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۸)

مسئلہ ۱۰۱ : ازلکھنو احاطہ محمدخاں متصل دکان ظہوربخش مسئولہ حضرت مولانا سیدمحمد میاں صاحب دامت برکاتہم بروزشنبہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۴ ھ

کافرمرتد مبتدع بدمذہب کوفاسق معلن یا اس کو جس کا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک مترود ہوکوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بھائی بیٹا وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کاکہناحالانکہ ان کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسے ہی مانع یہ کیسا ہے یا ایسے لوگوں کو ابتداءً سلام کہنا یا ان سے بخندہ پیشانی پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیادار ہنسنے بولنے کھیلنے کی رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں انہیں تحائف روانہ کرنا یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں توکھڑے ہوگئے تحریراً یاتقریراً انہیں عنایت فرمایاکرم فرمایا مشفق مہربان یاجناب صاحب لکھنا یا اسی طرح کے اور برتاؤ ان سے برتنا جیسے آج کل شائع ہیں کثرت سے خصوصاً ایسوں میں کے دنیاوی با اثر لوگوں سے، خلاصہ کلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسابرتاؤ جس سے وہ خوش ہوں یا اس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت اس خوش یاتعظیم کی ہو یانہ ہو جبکہ مذہبی نقطہ نظر سے انہیں ان کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز ہیں یا ناجائز؟ ناجائز تو کس درجہ کی؟ غرض کہاں تک اس حد تک نہیں پہنچتیں کہ فاعل پربھی خود ان کی طرح حکم کفریابدعت وغیرہ عائد ہو، اور اگریہ باتیں کسی دینی یادنیاوی غرض کے لئے کریں توکیاحکم ہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : ان لوگوں کو بے ضرورت ومجبوری ابتدا بسلام حرام اور بلاوجہ شرعی ان سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام، قرآن عظیم میں قعودمعہم سے نہی صریح موجود، اور حدیث میں ان سے بخندہ پیشانی ملنے پرقلب سے نورایمان نکل جانے کی وعید، افعال تعظیمی مثل قیام تو اور سخت تر ہیں تویوہیں کلمات مدح،

حدیث میں ہے :اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلہ عرش الرحمٰن۱؎۔جب کسی فاسق (مرتکب گناہ کبیرہ) کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالٰی غضبناک ہوجاتاہے اور اس کی اس حرکت سے عرش رحمان لرز جاتاہے (ت)

(۱؎شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴ /۲۳۰)

دوسری حدیث میں ہے ان میں فاسق کاحکم آسان ہے مطلقا حرج نہیں اور مصالح دینیہ پرنظر کی جائے گی اور مرتد مبتدع داعیہ سے بالکل ممانعت اور ضروریات شرعیہ ہرجگہ مستثنٰی فان الضرورات تبیح المحظورات(اس لئے کہ ضرورتیں ممنوع کاموں کومباح کردیتی ہیں۔ت) رشتہ بتانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمربن الخطاب وعلی بن ابی طالب مع ان الخطاب واباطالب لم یسلما(حضرت عمرخطاب کے بیٹے اور حضرت علی ابوطالب کے فرزند حالانکہ خطاب اور ابوطالب دونوں مسلمان نہ تھے۔ت) ان کے ساتھ جوبرتاؤ قولاً فعلاً ممنوع ہے بے

ضرورت ان کامرتکب عاصی ہے ان کامثل نہیں جب تک ان کے کفروبدعت وفسق کو اچھایاجائزنہ جانےـواللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲ : مرسلہ مصاحب علی طالب علم ۱۴ صفرالمظفر ۱۳۳۵ ھ
ایک شخص نے زناوشراب وسود وغیرہ گناہ کبیرہ کاارتکاب کیاہے اور نمازوروزہ وزکوٰہ وغیرہ افعال نیک بھی کرتاہے اور علماء ومشائخ سے محبت رکھتاہے تواگربہ سبب افعال نیک کے ایسے شخص سے محبت ودوستی ومیل جول رکھاجائے توان آیات اور احادیث کاخلاف لازم آتاہے جس میں فاسق سے بچنے اور دور رہنے اور بغض رکھنے کاحکم ہے اور اگربسبب افعال بد کے ایسے شخص سے پرہیزکیاجائے توان احادیث اور آیات کاخلاف لازم آتاہے جس میں مسلمانوں سے میل جول رکھنے اور اچھابرتاؤ کرنے کاحکم ہے توایسے شخص سے کیسابرتاؤ کیاجائے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : دو وجہ سے محبت وبغض جمع ہوسکتے ہیں بلکہ فاسق سے بغض حقیقۃً اس کے فعل کی طرف راجح ہے، نہ ذات کی طرف۔ ایسے شخص سے برتاؤ میں طریقہ سلف مختلف رہا اس کامبنٰی اختلاف احوال ہے جس فاسق کو یہ جانے کہ نرمی وایتلاف سے رو براہ ہوجائے گا وہاں یہی چاہئے جسے یہ جانے کہ شدت واعراض سے متاثر ہوکرافعال قبیحہ چھوڑدے گا وہاں یہی چاہئے اور جس سے کسی طرح امید نہ ہو اس سے مطلقاً احترازچاہئے خصوصاً دوشخصوں کو، ایک وہ جو اس کی صحبت بد سے متاثرہونے کا اندیشہ رکھے دوسرا وہ کہ عالم ومقتداء ہوکہ اسے اس سے میل جول کرتاہوا دیکھ کرقلوب عوام سے فسق کی شناخت کم ہوگی۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۰۳ : مرسلہ دوست خان فیلبان ریاست سکیت ضلع کانگڑہ پنجاب ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۵ ھ
ایک قوم پہاڑ میں چنڈیل کہلاتی ہے اس میں ان کے بڑے مسلمانوں سے ملتے جلتے تھے مگر اب یہ لوگ نہ ملتے ہیں نہ مردہ کی تجہیزوتکفین میں مسلمانوں کو بلاتے ہیں بلکہ مثل ہنود کے داڑھی مونچھ منڈواتے ہیں، نہ کسی مسلمان سے سلام علیک لیتے ہیں نہ کبھی نماز روزہ ہوتاہے۔ اب بعض مسلمان ان سے ملتے ہیں، جو ان سے ملتے ہیں ان کے واسطے کیاحکم ہے؟فقط

الجواب : یہ لوگ اگر اپنے آپ کومسلمان کہتے ہیں اور پھرکفر کرتے ہیں تومرتد ہیں اوران سے ملناجلنا مسلمان کو حرام ہے، جو مسلمان ان سے ملتے ہیں مستحق عذاب ہیں، اور اگر یہ لوگ سرے سے ہندو ہیں مسلمان ہوکرکافر نہ ہوئے تو ان سے کسی دنیاکے لین دین خریدوفروخت میں اُتنا ملناجائز ہے جتناہندو سے، اور

اگر اس سے زائد ملیں اور اپنادوست ولی بنائیں توپھرمستحق عذاب ہیں بلکہ سخت تر، واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۴ : بخدمت شمس العلماء رأس الفقہاء اعنی جناب مولانا مولوی حاجی ومفتی اعلٰحضرت مدظلہ العالی! حضورکی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض ہے کہ اگر کوئی قادیانی مسجد کے خرچ کے واسطے روپیہ وغیرہ دے یاکسی طالب علم یا اور شخص کومکان پربلاکرکھاناکھلائے یابھیج دے، ان دونوں صورتوں میں کھانا کھانا جائز ہے یانہیں؟ یاوہ روپیہ مسجد میں لگانا کیساہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : نہ وہ روپے لئے جائیں، نہ کھاناکھایاجائے، اور اس کے یہاں جاکر کھاناسخت حرام ہے، واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۵ : ازموضع سرنیا ضلع بریلی مرسلہ شیخ امیرعلی رضوی ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ ھ
ایک پترول آبپاشی نہرپر وہابی ہے اور ایک ڈاکیا خط تقسیم کرنے والا بھی شیعہ ہے، ان شخصوں سے بات چیت کرناپڑتی ہے کبھی روٹی کابھی اتفاق اپنے مطلوب کی غرض سے ہوتاہے اور ان کو اپنا دشمن ہی سمجھاجاتاہے میل جول کچھ نہیں کیاجاتا ہے جہاں تک ممکن ہوتاہے بچتے ہیں اور کام کے وقت بات کرناضرور ہوتی ہے۔

الجواب : اگریہ امرواقعی ہے کہ قلب میں ان سے نفرت وعداوت واقعی ہے اور کوئی میل جول نہیں رکھا جاتا نہر یا خط کے متعلق کوئی بات کبھی کرلی جاتی ہے یاکبھی روٹی دے دی جاتی ہے جس میں کوئی مصلحت صحیح خیال کی گئی ہو توحرج نہیں اور اﷲ دلوں کانورجانتاہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶ : ازبلرامپور ضلع گونڈہ محلہ پورنیا تالاب متصل یتیم خانہ مرسلہ نذر محمدآتشباز ۱۷صفر۱۳۳۸ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شراب خوروں اور چانڈبازوں او رغیرمقلدوں کی طرفداری کرنا اور ان کاساتھ دینابرابر نشست وبرخاست رکھناکیساہے، کچھ گناہ ہے یانہیں؟

الجواب : غیرمقلدوں کاساتھ اوران کی طرفداری کرناگمراہی وبددینی ہے اور شراب خوروں او رچانڈوبازوں کی طرف داری اگر ان کے اس گناہ میں ہے توسخت عظیم کبیرہ ورنہ بیجا وبد۔

قال االلہ تعالٰی وامّا ینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین ١ ؎۔ واالله تعالٰی اعلم۔

االلہ تعالٰی نے فرمایا: اگرتمہیں شیطان بھلادے توپھریاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واالله تعالٰی اعلم۔

(١؎ القرآن الکریم۶ /۶۸)

مسئلہ ١٠٧ : ازپنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفرپور مسئولہ نعمت شاہ خاکی بوڑاہ
وہابی غیرمقلد کے گھرشادی بیاہ کرنا، اس کے ساتھ نمازپڑھنا، اس کے گھرکھاناکیساہے؟ بیّنوارتوجروا۔q

الجواب : وہابی یاغیرمقلد سے میل جول مطلقاً حرام ہے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ خالص زنا، حدیث میں فرمایا :لاتواکلوھم ولاتشاربوھم ولاتجالسوھم ولاتصلومعھم ولاتصلوعلیھم٢؎۔ واالله تعالٰی اعلم۔

نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو، نہ ان کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ نمازپڑھو نہ ان کے جنازہ کی نمازپڑھو، واالله تعالٰی اعلم(ت)

(٢؎ کنزالعمال حدیث ٣٢٥٢٩ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ١١ /٥۴٠)

مسئلہ ١٠٨ : موتی بازار لاہور حاکم علی بی اے ٢۵/اکتوبر ١٩٢٠ء

(نقل خط) آقائے نامدار مؤید ملت طاہرہ مولانا وبالفضل اولٰنا جناب شاہ احمدرضاخاں صاحب دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ االلہ وبرکاتہ،۔

پشت ہذا پر کا فتوٰی مطالعہ گرامی کے لئے ارسال کرکے التجاکرتاہوں کہ دوسری نقل کی پشت پر اس کی تصحیح فرماکر احقرنیازمند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن ہوسکے یاکم ازکم دوسرے روز بھیج دیں انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بروزاتواربتاریخ ٣١ اکتوبر ١٩٢٠ء منعقد ہوناہے اس میں یہ پیش کرنا ہے، دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کرلی ہے اور مسلمانوں کےکاموں میں

روڑا اٹکانے کی ٹھان لی ہے، اللہ عالم حنفیہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور
عنداللہ ماجورہوں، نیازمند دعاگو ہے۔
حاکم علی بی اے   موتی بازار لاہور
۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء
اللہ تعالٰی نے ہمیں کافروں اور یہودونصارٰی کے ساتھ تولی سے منع فرمایاہے مگرابوالکلام زبردست تولی کے معنی معاملت اور ترک موالات کو ترک معاملت "نان کو آپریشن" قراردیتے ہیں اور یہ صریح زبردستی ہے جو اللہ تعالٰی کے کلام پا ک کے ساتھ کی جارہی ہے۔ مذکور نے ۲۰اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لاکر اطلاق یہ کردیاکہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی سرکاری امدادبند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیاجائے تب تک انگریزوں سے ترک موالات نہیں ہوسکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتوٰی دے دیا کہ اگرایسا نہ ہوتو کالج چھوڑدو، لہٰذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلادی کہ پھر پڑھائی کاسخت نقصان ہونا شروع ہوگیا، علامہ مذکور کایہ فتوٰی غلط ہے یونیورسٹی کے ساتھ الحاق رہنے سے اور امداد لینے سے معاملت قائم رہتی ہے نہ کہ موالات جن کے معنی محبت کے ہیں نہ کہ کام کے جو کہ معاملت کے معنی ہں مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ ہو رہے ہیں مذکور مولوی محمودحسن صاحب مولوی عبدالحی صاحب تودیوبند خیالات کے ہیں زبردستی فتوٰی اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں، لہٰذا میں فتوٰی دیتاہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امدادلینا جائزہے میرے فتوٰی کی تصحیح ان اصحاب سے کرائیں جودیوبندی نہیں مثلاً مؤیدملت طاہر حضرت مولٰنا مولوی شاہ احمدرضاخاں صاحب قادری بریلوی علاقہ روہیل کھنڈ، اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ممالک مغربی وشمالی۔

الجواب : موالات ومجرد معاملہ میں زمین وآسمان کافرق ہے دنیوی معاملت جس سے دین پرضرر نہ ہو سوا مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ وامثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں ذمی تومعاملت میں مثل مسلم ہے لھم مالنا وعلیھم ماعلینا(ان کے لئے ہے جوکچھ ہمارے لئے ہے، اور ان پروہی کچھ لازم ہے جوکچھ ہم پر لازم ہے۔ت) اور غیرذمی سے بھی خرید، فروخت، اجارہ، استجار، ہبہ، استیہاب بشروطہاجائز، خریدنا مطلقاً ہرمال کاہرمسلمان کے حق میں متقوم ہو اور بیچناہرجائز چیزکاجس میں اعانت حرب یا اہانت اسلام نہ ہو، اسے نوکررکھنا جس میں کوئی کام خلاف شرع نہ ہو اس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اس کا استعلا نہ ہو ایسے ہی امور میں اجرت پر اس سے کام لینایا اس کاکام کرنا بمصلت شرعی سے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہ ہو اس کاہدیہ قبول کرنا جس سے دین پراعتراض نہ ہو حتی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہٖ حلال ہے وہ صلح کی طرف جھکیں تومصالحت کرنامگروہ صلح کہ حلال حرام کرے یاحرام کوحلال،

یونہی ایک حد تک معاہدہ وموادعت کرنابھی اور جوجائز عہدکرلیا اس کی وفا فرض ہے اور عذر حرام الٰی غیرذٰلک من الاحکام (اور اس کے علاوہ باقی احکام۔ت)

درمختارمیں ہے : والمرتدۃ تحبس ابدا ولاتجالس ولاتؤاکل حتی تسلم ولاتقتل ۱؎اھ قلت وھوالعلۃ فانھا تبقی ولاتفنی وقد شملت المرتد فی اعصارنا وامصارنا فالامتناع القتل۔

(اسلام سے پھرجانے والی) مرتد عورت ہمیشہ قید وبند میں رکھی جائے۔ پس اس کے ساتھ نشست برخاست نہ کی جائے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوجائے لیکن وہ قتل نہ کی جائےاھ میں کہتاہوں یہی وہ علت ہے جوہمیشہ باقی رہتی ہے کبھی ختم نہیں ہوتی، پس ہمارے زمانے اور ہمارے شہروں میں یہی علت مرتد مرد کوبھی شامل ہے اس لئے کہ اسے قتل نہیں کیاجاسکتا۔(ت)

(۱؎ درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱ /۳۶۰)

محیط میں ہے :اذا اراد الخروج للتجارۃ الی ارض العدو بامان فان کان امیرا لایخاف علیہ منہ وکانوا قوماً یوفون بالعھد یعرفون بذلک ولہ فی ذلک منفعۃ فلاباس بان یعصیھما ۱؎۔

جب دشمن کے ملک میں اجازت نامہ لے کر پُرامن طورپرکاروبار کرنے کے لئے جائے پھراگر امیرایسا ہوکرجانے والے کو اس سے کوئی خوف وخطرہ نہ ہو اور وہ لوگ بھی وعدہ پورا کرتے ہوں بلکہ ایفائے عہد میں مشہور ومعروف ہوں، اور اس جانے اور سفرکرنے میں اس کاذاتی فائدہ بھی ہو تو اس کے جانے میں کچھ مضائقہ اور حرج نہیں۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الاول نورنی کتب خانہ پشاور ۲ /۱۸۹)

ہندیہ میں ہے :اذا اراد المسلم ان یدخل دارالحرب بامان للتجارۃ لم یمنع ذٰلک منہ و کذٰلک اذا اراد حمل الامتعۃ الیھم فی البحر فی السفینۃ۲؎۔

جب کوئی مسلمان دارِحرب میں امان لےکر تجارت کے لئے داخل ہوتو اسے اس سفر سے نہ روکاجائے اور یہی حکم ہے جب کوئی شخص بحری بیڑے میں سامان لادکر ان کی طرف جاناچاہے (تو اسے بھی اس سفر سے نہ روکاجائے)۔(ت)

(۲ـــفتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب السادس نورنی کتب خانہ پشاور ۲ /۲۳۳)

اسی میں ہے :قال محمد لاباس بان یحمل المسلم الی اھل الحرب ماشاء الاالکراع والسلاح فان کان خُمرا من باریسم او ثیابا رقاقا من القز فلاباس بادخالھا الیھم ولاباس بادخال الصفر والشبھۃ الیھم لان ھذا لایستعمل للسلاح۳ـــھ۔

امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا اگرکوئی مسلمان اہل عرب کی طرف جوکچھ اٹھاکر لے جاناچاہے تو اس میں کچھ حرج نہیں مگر یہ کہ گھوڑے اور ہتھیار(نہ لے جائے) پھراگرخالص ریشم یاسنہری باریک کپڑے ہوں تو انہیں وہاں جانے میں کچھ حرج نہیں نیز سونا، پیتل اور ان جیسی اشیاء کے وہاں لے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں،ا س لئے کہ اشیاء مذکورہ ہتھیاروں کے لئے استعمال نہیں کی جاتیں۔(ت)

(۳ـــفتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب السادس نورانی کتب خانہ پشاور ۲ /۲۳۳)

اسی میں ہے:لایمنع من ادخال البغال والحمیر والثور والبعیر۴ـــھ۔

خچر، گدھے، بیل اور اونٹ وغیرہ لے جانے سے نہ روکاجائے۔(ت)

(۴ـــفتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب السادس نورنی کتب خانہ پشاور ۲ /۲۳۳)

فتاوٰی امام طاہر بخاری میں ہے :مسلم آجر نفسہ من مجوسی لاباس بہ۱ـــھ۔

اگرکوئی مسلمان کسی آتش پرست کی نوکری کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(ت)

(۱ـــہ خلاصۃ القاری کتاب الاجارات الفصل العاشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳ /۱۴۹)

ہدایہ میں ہے :من ارسل اجیرالہ مجوسیا اوخادماً فاشتری لحما فقال اشتریتہ من یہودی اونصرانی اومسلم واکلہ۲ـــھ۔

اگر کسی نے اپنا آتش پرست مزدوریاخادم بھیجا پھر اس نے گوشت خریدا(پوچھنے پر) اس نے کہا میں نے یہ یہودی یاعیسائی یامسلمان سے خریدارہے (تو اسے سچاسمجھ کر) وہ گوشت کھایاجائے گا(ت)

(۲ـــہ الہدایۃ کتاب الکراھیۃ فصل فی الاکل والشرب مطبع یوسفی لکھنؤ ۴ /۴۵۱)

درمختارمیں ہے :الکافر یجوز تقلیدہ القضاء لیحکم بین اھل الذمۃ ذکرہ الزیلعی فی التحکیم۳ـــہ۔

اہل ذمہ پرحکم دینے میں کافر کے فیصلہ کی تقلید اوراتباع کرناجائزہے، چنانچہ علامہ زیلعی نے بحث تحکیم میں اس کو بیان فرمایاہے۔(ت)

(۳ـــہ درمختار کتاب القضاء مطبع مجبتائی دہلی ۲ /۷۱)

محیط میں ہے:قال محمد مایبعثہ ملک العدو من الھدیۃ ان امیرجیش المسلمین او الی الامام الاکبر وھو مع الجیش فانہ لاباس بقبولھا یصیر فیئاً للمسلمین وکذٰلک اذا اھدی ملکھم الی قائد من قوّاد المسلمین لہ منعۃ ولوکان اھدی الی واحد من کبار المسلمین لیس لہ منعۃ یختص ھوبھا۴ـــہ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دشمن کابادشاہ اسلامی لشکر کے امیریا امیراکبر کوجوکچھ تحفہ وہدیہ بھیجے جبکہ وہ لشکرمیں ہو تو اس کو قبول کرنے میں کچھ حرج نہیں، اور وہ اہل اسلام کے لئے مال غنیمت ہوجائے گا، یونہی ان کا بادشاہ مسلمانوں کے کسی ایسے قائد کو ہدیہ بھیجے کہ جس میں قوت وزورہو(تو اس کو لینے میں بھی کوئی حرج نہیں) اور اگر وہ مسلمانوں کے کسی بڑے فرد کو ہدیہ پیش کرے کہ جس میں قوت دفاع نہ تووہ پھر اس کے لئے مختص ہوگا۔(ت)

(۴ـــہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب السیر الباب السادس الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۲ /۲۳۶)

اسی میں ہے :لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا دارالحرب فاھدی امیرھم الی ملک العدو ھدیۃ فلاباس بہ وکذلک لوان امیرالثغور اھدی الی ملک العدوھدیۃ واھدی ملک العدو الیہ ھدیۃ۱ـــہ ۔

اگر اسلامی فوج دارحرب میں داخل ہو، پھر ان کا امیردشمن کے حکمران کو کوئی ہدیہ پیش کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اسی طرح اگرامیرسرحد اسلامی دشمن کے بادشاہ کو کوئی ہدیہ پیش کرے اور دشمن کابادشاہ اسلامی امیر کوکوئی تحفہ وہدیہ پیش کرے(تو دونوں صورتوں میں کچھ مضائقہ نہیں)،

(۱ــہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب السیر الباب السادس الفاصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۶)

وقال االلہ تعالٰی والمحصنٰت من الذین اوتوالکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن۲ــہ وتمام تحقیقہ فی فتاوٰنا وقال تعالٰی وان جنحواللسلم فاجنح لھا۳ــہ وقال تعالٰی الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدافاتمواالیھم عھدھم الٰی مدتھم ان االلہ یحب المتقین۴ــہ وقال تعالٰی واوفوابالعھد ان العھد کان مسئولا۵ــہ وعنہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم الصلح جائز بین المسلمین الاصلحا احل حراما او حرم حلالا۶ــہ وقال صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم لاتغدروا ۱ــہ۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا اور مسلمان پارساعورتیں، اور ان لوگوں کی پارسا عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب عطاہوئی(یعنی اہل کتاب یہودی اور عیسائی) جب تم انہیں ان کے مہر اداکردو(توپھر ان دونوں سے عقد نکاح کرنا جائز ہے) اور اس کی پوری تحقیق ہمارے فتاوٰی میں مذکورہے۔ اور اللہ تعالٰی نے ارشادفرمایا : اگر وہ صلح کے لئے جھک جائیں توپھر تم بھی اس کے لئے جھک جاؤ۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا : مگروہ شرک کرنے والے کہ جن سے تم نے معاہدہ کیاپھر انہوں نے تم سے کوئی کمی نہ کی اورتم پر کسی کو غلبہ نہ دیا۔ پھر ان سے ان کی طے شدہ مدت تک ان سے کیاہوا وعدہ پوراکرو بیشک اللہ تعالٰی ڈرنے والوں کوپسند کرتاہے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا : (لوگو!) وعدہ پوراکرو اس لئے کہ وعدے کے بارے میں (االلہ تعالٰی کے ہاں) بازپرس ہوگی اورحضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے کہ صلح مسلمانوں کے درمیان جائزہے، مگروہ صلح جوحرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرائے(ایسی جائزنہیں) اور حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا : (لوگو!) دھوکہ بازی نہ کیاکرو۔(ت)

(۲ــہ القرآن الکریم ۵/ ۵) (۳ــہ القرآن الکریم ۸/ ۶۱)
(۴ــہ القرآن الکریم ۹/ ۴) (۵ــہ القرآن الکریم ۱۷/ ۳۴)
(۶ــہ المعجم الکبیر حدیث ۳۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/ ۲۲)

(۱؎ مسنداحمد بن حنبل عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸ /۳۵۸)

وہ الحاق واخذ امداد اگرنہ کسی امرخلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ اس کی طرف منجر، تو اس کے جواز میں کلام نہیں۔ ورنہ ضرورناجائز وحرام ہوگا۔ مگر یہ عدم جواز اس شرط یالازم کے سبب سے ہوگا نہ بربنائے تحریم، مطلق معاملت جس کے لئے شرع میں اصلاً اصل نہیں اور خود ان مانعین کی طرز عمل ان کے کذب دعوٰی پرشاہد، ریل، تار، ڈاک سے تمتع کیا معاملت نہیں۔ فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال لینا ہے اور ان کے استعمال میں دینا، عجب کہ مقاطعت میں مال دیناحلال اور لیناحرام، اس کاجواب یہ دیاجاتاہے کہ ریل تارڈاک ہمارے ہی ملک میں ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں، سبحٰن اللہ! امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتاہے وہ بھی یہیں کاہے توحاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود لیناممنوع۔ اس الٹی عقل کا کیاعلاج۔ مگر اس قوم سے کیاشکایت جس نے نہ صرف شریعت بلکہ نفس اسلام کو پلٹ دیا۔ مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامہ وانقیاد فرض کیا۔ خوشنودی ہنود کے لئے شعاراسلام بند اور شعار کفرکاماتھوں پرعَلم بلند۔ مشرکین کی جے پکارنا ان کی حمد کے نعرے مارنا انہیں اپنی اس حاجت دینی میں جسے نہ صرف فرض بلکہ مدارایمان ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ اس میں شریک نہ ہونے والوں پرحکم کفرلگاتے ہیں اپنامال وہادی بنانا مسجد میں مشرک کو لے جاکر مسلمانوں سے اونچا کھڑاکرکے واعظ مسلمین ٹھہرانا مشرک کی ٹکٹّکی کندھوں پراُٹھاکر مرگھٹ میں لے جانا مسجد کو اس کاماتم گاہ بنانا اس کیلئے دعائے مغفرت ونمازجنازہ کے اشتہارلگانا وغیرہ وغیرہ ناگفتہ بہ افعال موجب کفروموررث ضلال، یہاں تک کہ صاف لکھ دیاکہ اگر اپنے ہندوبھائیوں کوراضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلوگے، صاف لکھ دیا کہ ہم ایسامذہب بنانے کی فکر میں ہیں جوہندو ومسلم کا امتیاز اٹھادے گا اور سنگم پریاگ کومقدس علامت ٹھہرادے گا صاف لکھ دیا کہ ہم نے قرآن وحدیث کی تمام عمربت پرستی نثارکردی یہ ہے موالات، یہ ہے حرام، یہ ہیں کفریات، یہ ہےضلال تام فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ الواحد القہار (پاک ہے دلوں اور آنکھوں کاپھیرنے والا، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت کسی میں نہیں بجز اس کے کہ اللہ تعالٰی یکتا اور سب سے زبردست، مددفرمائے ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

ظلم وایذائے مسلم وہجران وقطع تعلق

مسئلہ ۱۰۹ : ۹ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ ازشہر کہنہ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے گھر کسی تقریب میں گائے ذبح کی اور عمرو نے باوجودیکہ مردمسلمان ہے گائے ذبح کرنےکو منع کیا اور جھگڑا کیایہاں تک کہ زید پرنالش کردی یہ فعل عمروکاموافق شرع شریف کے کیساہے؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجوب : شرعاً وہ مرتکب گناہ ہوا او رنہ صرف حق اللہ بلکہ حق العبد میں بھی مبتلا اس پرفرض ہے کہ اللہ تعالٰی سے توبہ کرے اور زید سے اپناقصورمعاف کرائے۔

عن النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لاضرر ولاضرار فی الاسلام١؎۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اسلام میں نہ کوئی دکھ ہے نہ دوسرے کو دکھ پہنچانا۔(ت)

(١؎ المعجم الاوسط حدیث ۵۱۸۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۶ /۹۱)
(نصب الرایۃ باب مایحدثہ الرجل فی الطریق المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۴ /۳۸۴)

سائل مظہرکہ وہ ایسی جگہ نہ تھی جہاں قانوناً گائے ذبح کرناجرم ہو بلکہ وہاں ہمیشہ سے قربانی ہوتی ہے تو اس صورت میں عمرو کی ممانعت ہرگز اس پرمحمول نہیں ہوسکتی کہ اپنے بھائی مسلمان کو حضرت قانونی سے بچانا چاہتاتھا بلکہ محض قصداً ایذاء واضرارتھا اورنالش کرنا اس پردلیل واضح کمالایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت) واللہ تعالٰی علم ۔

مسئلہ ۱۱۰ : ۲۱صفر ۱۳۱۳ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سے محرم کے تخت بنانے میں چندہ کی شرکت کو کہاگیا دس دس آنے سب پر ڈالے تھے اس نے بھی دئیے مگر کہاہم اپنے ذمہ اس کی کرنہ باندھیں گے اگر چاہیں گے دیں گے اور جتنا چاہیں گے دیں گے، اس پرلوگوں نے اسے برادری سے نکال دیا اور حقہ پانی ڈال دیا اور کھچڑا جو حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیاز کا اس نے پکاکرمسلمانوں میں تقسیم کیا وہ لوگوں کو نہ لینے دیا اور کہایہ بھنگی کے یہاں کاہے، اس صورت میں شرع کاکیاحکم ہے؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : صورت مذکورہ میں اس شخص کے ذمہ جوالزام برادری والوں نے قائم کیا شرع کی رو سے بالکل باطل ہے وہ اس الزام سے بری ہے بلکہ اس وجہ سے جو لوگ اسے چھوڑے اور برادری سے نکالتے ہیں وہ گنہگار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لاتھاجروا ولاتدابروا ولاتباغضوا ولاتنافسوا وکونوا عباداللہ اخوانا ۱؎۔

لوگو! ایک دوسرے کو نہ چھوڑو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ آپس میں بغض وکینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے پر فخرکرو(اور نہ مقابلہ کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔(ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۶)

دوسرا الزام ان لوگوں پریہ ہے کہ ایک فضول وبیجا کام میں شرکت سے انکارپریہ تشدّد کیا اور نیاز میں کہ مقبول ومحمود کام ہے رخنہ ڈالنا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۱۱ : ازملک بنگالہ ضلع نواکھالی مرسلہ مولوی عبدالباری صاحب ۲۳شعبان ۱۳۲۰ھ

ماقولکم رحمکم اللہ

(اللہ تعالٰی آپ پررحم فرمائے آپ کاکیافرمان ہے۔ت) کہ ایک شخص مال یتیم زبردستی تمام اپنے صرف وخرچ میں لاتاہے اور بیچارہ یتیم حالانکہ اس کے پاس اور کچھ نہیں تھا سوائے اس جائداد کے جو اس شخص نے ظلماً لے لی دوسروں سے مانگ کرکھاتاہے اور بسراوقات کرتاہے اور وہ شخص حیلہ وحوالہ کرتاہے اور مشہورعلم داں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حج بھی کیاہے، یہ اعمال اس کے ایسی حالت میں مقبول ہوں گے یانہیں ودیگرعبارات بھی؟ اور نیز اس شخص سے سلام کلام یعنی طریقہ اہل اسلام برتنا چاہئے یانہیں؟ قرآن پاک واحادیث صحیح مع سندبیان فرمائیے۔بیّنواتوجروا۔

الجواب : ایساشخص سخت ظالم، فاجر، مرتکب کبائر، مستحق عذاب نار وغضب جبّار ہے۔

قال اللہ تعالٰی! ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا ۱؎۔

بیشک جولوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ میں جائیں گے ۔

(۱ـــ القرآن الکریم ۴ /۱۰)

قبول عمل وعبادت ہرشخص کاحق سبحانہ، وتعالٰی کے اختیار ہے، ہاں اس ناپاک سے جوعبادت مال کرے گا ہرگزقبول نہ ہوگی۔ حدیث میں ہے:ان االلہ طیّب لایقبل الاالطیب۲ـــہ۔

بیشک اللہ تعالٰی پاک ہے او رپاک چیزہی قبول فرماتاہے۔(ت)

(۲ـــہ سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب صلٰوۃ الاستسقاء دارالمعرفۃ بیروت ۳ /۳۴۶)

حج بھی اگر اسی روپے سے کیا تو مستحق مردود ہے۔ حدیث میں ہے : جوحرام مال سے حج کوجائے جب لبیک کہے فرشتہ اسے جواب دیتاہے:لالبیک ولاسعدیک وحجّک مردود علیک حتی تردمافی یدیک۳ـــہ۔

نہ تیری لبیک قبول، نہ خدمت قبول اور تیراحج تجھ پرمردود ہے یہاں تک کہ تویہ مال حرام جوتیرے پاس سے واپس دے۔

(۳ـــہ اتحاف السادۃ المتقین کتاب اسرارالحج الباب الثالث دارالمعرفۃ بیروت ۴ /۴۳۱)
(کنزالعمال حدیث ۱۱۸۹۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵ /۲۴)
(العلل المتناہیۃ حدیث فی الحج بمال حرام حدیث ۹۳۰ دارنشرالکتب الاسلامیہ مصر ۲ /۷۵)

ایسے شخص سے ابتدابسلام ناجائزوگناہ ہے۔درمختار میں ہے :یکرہ السلام علی الفاسق لومعلنا ۱ـــہ۔جوکوئی اعلانیہ فاسق ہو اسے سلام دینا مکروہ ہے۔(ت)

(۱ـــہ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۵۱)

مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول رکھنا، اس کے پاس موافقت کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا نہ چاہئے، کہیں اس کی آگ ان میں بھی سرایت نہ کرے۔قال االلہ

تعالٰی : واما ینسینّک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین۲؎۔

اگرتجھے شیطان بھلادے تویادآئے پرپاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

(۲؎ القرآن الکریم ۶/ ۶۸)

وقال تعالٰی : ولاتزکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۳؎۔

ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے۔

والعیاذ باﷲ تعالٰی، واﷲ تعالٰی اعلم

(۳؎القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳)

مسئلہ ۱۱۲ : مسئولہ فرحت اللہ صاحب ازبدایون ۲۹ محرم ۱۳۳۲ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص معزز باوقعت ہے اور علم بھی رکھتاہے اور نیز روزہ نماز کابھی پابند ہے، اس کی نسبت چندمعزز اشخاص وایک ہندوحکام اعلٰی کے روبروجن کے نزدیک وہ شخص باوقعت سمجھاگیایہ لفظ ایک توہین کے ساتھ کہنا کہ یہ شخص قوم کا جولاہہ ہے یہ کہنا بروئے شرع شریف کیساہے؟ اور نیز ایساکہنے والا گنہگار ہے یانہیں؟ اگرہے تو کس درجہ کا گنہگارہے؟ جواب سے تشفی بخشئے۔بیّنواتوجروا۔

الجواب : اگر وہ شخص واقع میں قوم کاجولاہہ نہیں توکذب ہوا، افتراہوا، مسلمان کی ناحق ایذا ہوئی، کہنے والا متعدد کبائرکا مرتکب ہوا، حق العبد میں گرفتا اور مستحق عذاب نارہوا، اس پرفرض ہےکہ توبہ کرے اور اس شخص سے اپنی خطا کی معافی چاہے ورنہ طینۃالخبال میں روکاجائے گا حتی یاتی بنفاد ماقال یہاں تک کہ جوبات کہی اس کا ثبوت لائے : اور جبکہ بات خلاف واقع ہے تو اس کا ثبوت کہاں سے لائے گا، طینۃ الخبال اس آگ سے زیادہ گرم اور کھولتے ہوئے پیپ اور لہو کی نہرکانام ہے جودوزخیوں کے منہ سے لے کر جمع ہوگی والعیاذباﷲ تعالٰی (اﷲ تعالٰی کی پناہ‌ت)، اور اگرواقع میں وہ شخص جولاہا تھا مگر اس کے اظہار میں اس و قت کوئی مصلحت شرعی نہ تھی صرف اس کی ایذا وتفضیح مقصود تھی جب بھی یہ شخص گنہگارہوا، توبہ کرنا اور اس سے معافی چاہنا اب بھی فرض

ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اﷲ۔ رواہ الطبرانی۱؎ فی الکبیر عن انس رضی اﷲ تعالٰی عنہ بسند حسن۔

جس نے کسی مسلمان کوبلاوجہ شرعی ایذادی اس نے مجھے ایذادی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی(طبرانی نے کبیرمیں اس کو حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندحسن کے ساتھ روایت کیا۔ت)

(۱؎کنزالعمال حدیث ۴۳۷۰۳ ۱۶/ ۱۰ والمعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲ ۴/ ۳۷۳)

اور اگر اس کے اظہار میں کوئی مصلحت شرعی تھی اور بات واقعی تھی تو اس قائل پرکوئی الزام نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۱۳: ازلکھنؤ امین آباد مسئولہ سیدبرکت علی صاحب بریلوی شنبہ ۲۵شوال ۱۳۳۴ھ
کسی سید کوصحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اس کوناجائز پیشہ وروں (میراثی وغیرہ) سے مثال دیناکیساہے اور اس مثال دینے والے کے پیچھے نمازجائزہے یانہیں؟ اور سید کی بے توقیری کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے یانہیں؟ فقط

الجواب : سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے :ستّۃ لعنتھم لعنھم اﷲ وکل نبی مجاب الزائد فی کتاب اﷲ والمکذب بقدراﷲ والمستحل من عترتی ماحرم اﷲ الحدیث۲؎۔

چھ شخص ہیں جن پرمیں نے لعنت کی اللہ اُن پرلعنت کرے، اور نبی کی دعاقبول ہے ازانجملہ ایک وہ جوکتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جوخیروشر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کاانکار کرے اور وہ جومیری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

(۲؎سنن الترمذی کتاب القدر حدیث ۲۱۶۱ دارالفکر بیروت ۴/ ۶۱)

اور ایک حدیث میں کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من لم یعرف حق عترتی فلاحدی ثلث امّا منافق وامّا ولدزانیۃ واما حملتہ امّہ علٰی غیر طھر

۱؎جومیری اولاد کاحق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں سے ایک سے خالی نہیں، یا تومنافق ہے یاحرام یاحیضی بچہ۔

(۱؎ کنزالعمال حدیث ۳۴۱۹۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲ /۱۰۴)

مجمع الانہرمیں ہے :من قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی استخفافا فقد کفر۲؎۔جو کسی عالم کو مولویا یاسید کومیرو اس کی تحقیر کے لئے کہے وہ کافرہے۔

(۲؎ مجمع الانہرشرح ملتقی الابحر باب المرتدثم ان الفاظ الکفرانواع داراحیاء التراث العربی بیروت ۱ /۲۹۵)

اور اس میں شک نہیں جوسید کی تحقیربوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافرہے اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ، اور جوسید مشہورہو اگرچہ واقعیت معلوم نہ ہو اسے بلادلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں اگرشرائط قذف کاجامع ہے توصاف کبیرہ ہے اور ایساکہنے والا اسّی کوڑوں کاسزاوار، اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود، اور اگر شرط قذف نہ ہو توکم ازکم بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم حرام، قال اللہ تعالٰی :والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیرما اکتسبوا فقداحتملوا بھتانا واثما مبینا۳؎۔

جولوگ ایماندار مردوں اورایماندارعورتوں بغیراس کے کہ انہوں نے (کوئی معیوب کام) کیاہو ان کادل دکھاتے ہیں توبیشک انہوں نے اپنے سرپربہتان باندھنے اور صریح گناہ کابوجھ اٹھالیا(ت)

(۳؎ القرآن الکریم ۳۳ /۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی االلّٰہ ۴؎۔

جس نے بلاوجہ شرعی سنی مسلمان کو ایذادی اس نے مجھے ایذادی اور جس نے مجھے ایذادی اس نے اللہ عزوجل کو ایذادی۔ والعیاذباللہ تعالٰی عنہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۴؎ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۳۶۳۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۴ /۳۷۳)

مسئلہ ۱۱۴ : قصبہ سادی آباد ضلع غازیپور مرسلہ شیخ محمدعلی حسین صاحب ۲۴ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک شخص مغل خاں نام قوم نٹ کا مسلمان ہوا اور بعدمسلمان ہونے کے وہ نمازپڑھتاہے روزہ رکھتاہے کلام مجید کی تلاوت کرتاہے اس نے مسجدبنوائی ہے اس میں نمازپنجگانہ اداکرتاہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے گھر کی عورتیں گودنا گودتی ہیں مگر اس نٹ نومسلم کو انکارہے کہ اب کچھ نہیں ہوتا ہے پس ایسے نومسلم کے ساتھ کھانا پینا اور اس کاجھوٹاکھانا اورپانی پیناشرعاً جائزہے یانہیں؟ اگرجائزہے توجولوگ ایسے نومسلم کے ساتھ کھانے والوں پرسختی کرتے ہیں ان کو ترک کرتے ہیں اور ان کافضیحتاکرتے ہیں وہ شرع شریف کا مقابلہ کرتے ہیں یانہیں؟ ایسے لوگوں کے بارے میں شرع کاکیاحکم ہے؟

الجواب : بدن گودوانا شرعاً حرام ہے، اور مسلمان پربدگمانی اس سے بڑھ کرحرام، جب وہ انکارکرتاہے اورکوئی ثبوت شرعی کافی نہ ہو تو محض بدگمانی کی بناء پر اسے ذلیل سمجھنا اور تفضیح کرناسخت حرام ہے، ہاں اگرثبوت شرعی سے ثابت کہ یہ فعل اس کے یہاں ہوتاہے تو اب دوصورتیں ہیں، یاتو وہ اس پرراضی نہیں منع کرتاہے بقدرضرورت بندوبست کرتاہے اور عورتیں نہیں مانتیں جب بھی اس پرالزام نہیں ، قال اللہ تعالٰی لاتزر وازرۃ وزر اخری۱ـــہ کوئی جان کسی دوسری جان کابوجھ (وزن) نہیں اٹھائے گی۔(ت)

(۱ـــہ القرآن الکریم ۶ /۶۴)

اوراگریہ ثبوت شرعی ثابت ہوکہ وہ اس فعل شنیع پرراضی ہے توبلاشبہہ قابل ملامت ولائق ترک ہے کہ یہ نراگناہ نہیں ہے بلکہ اس میں معاذاللہ بُوئے کفرآتی ہے کہ ابھی انہیں ناپاک عادتوں پرقائم ہے۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۱۵ : ازسوائی مادھوپور قصبہ سانگو ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ الف خان مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ۱۲ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

ولدالزنا کے ساتھ کھانا کھانا اور جبکہ وہ عالم ہوجائے تو اس کی امامت درست ہے یانہیں اور کیا اس کوحرامی کہاجائے گا؟

الجواب : اس کے ساتھ کھانا اور بشرط علم اس کے پیچھے نماز دونوں درست ہیں اور اسے اس طور پر حرامی کہنا کہ جس میں اسے ایذا ہوجائزنہیں۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۱۶ : ازشہر عقب کوتوالی مسئولہ قیصرحسین ۷شوال ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ایک تایا ہے اور ایک بہن ہے، زید کے تایا اور زید کے والد میں ہمیشہ رنج رہی یہاں تک کہ زید کے والد کاانتقال ہوگیا مگرزید کے والد اپنے بھائی سے ملے نہیں، زیداپنے والد کے مرنے کے بعد اپنے تایا سے اور اپنی ہمشیر سے ملتارہا، پھر زید کی والدہ کابھی انتقال ہوگیا، اس کے بعد زید کی بہن اور تایا کے درمیان سخت رنجش ہوگئی۔ اب زید کی بہن اپنے سگے بھائی زید سے یہکہتی ہے کہ تم اگر اپنے تایا سے ملوگے تومیں تم سے نہیں ملوں گی اگرتجھ سے ملنامنظور ہے تواپنے تایا سے مت ملو۔ اب زید کی شادی کاوقت آیا اور زیداپنی بہن کا ایک ہی بھائی ہے اگرزید اپنی بہن کاکہنا نہیں کرتا ہے توزید کی بہن کوانتہادرجہ کاصدمہ ہوتاہے۔ چونکہ اس کے والدین کاانتقال ہوچکاہے اوریہ ایک ہی اس کے بھائی ہے اور وہ اس کی شادی میں شریک نہیں ہوسکتی بوجہ تایا کی شرکت کے، ایسی حالت میں زید کو کیاکرناچاہئے یعنی زید کو اپنی بہن کاکہنا اور خوشی کرناچاہئے اوراپنی بہن کو شادی میں شریک کرناچاہئے یا اپنے تایاکو،اور اپنی بہن کو چھوڑنا چاہئے یا اپنے تایا کو، کیونکہ زیدبغیر اپنے تایا کو چھوڑے ہوئے اپنی بہن کادل خوش نہیں کرسکتا اور نہ اس کی بہن شادی میں شریک ہوسکتی ہے۔

الجواب : بہن اور چچادونوں ذی رحم محرم ہیں کسی سے قطع کرنا اس کوجائزنہیں اسے چاہئے اپنی بہن کو جس طرح ممکن ہو راضی کرے اگرچہ یوں کہ خفیہ اپنے چچا کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دے اور اپنی بہن سے کہہ دے کہ مجھے ہرطرح تیری خاطر منظور ہے نہ ان کوبلاؤں گا نہ شریک کروں گا اتنا تجھ سے چاہتاہوں کہ وہ اگر اپنے آپ آجائیں تو اس پرمجھ سے ناراض نہ ہو کیونکہ وہ تیرے اور میرے دونوں کے باپ کی جگہ ہیں غیرآدمی بے بلائے ہوئے آجائیں تو ان کونکالنا بے تہذیبی ہے نہ کہ باپ کو، غرض جھوٹے سچے فقرے ملاکر دونوں کو راضی کرسکے کرے اور اس پراجرپائے گا میں ان کو نہ بلاؤں گا۔ مراد یہ رکھے کہ مٰں خود ان کو بلانے نہ جاؤں گا اگرچہ آدمی یارقعہ بھیجوں، آپ چلے آنے سے یہ مراد رکھے کہ وہ اپنے پاؤں سے چلے آئیں نہ یہ کہ میں اٹھاکر لاؤں، غرض پہلودار بات کہے جھوٹے سچے فقرے سے مراد یہی ہے کہ اس کاظاہر جھوٹ اور مرادی معنی سچ۔

حدیث میں فرمایا :ان فی المعاریض لمندوحۃ عن الکذب ۱؎۔واﷲ تعالٰی اعلم۔
بیشک اشاروں میں گفتگو کرنے میں سے جھوٹ سے آزادی ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الشہادات باب المعاریض الخ دارصادر بیروت ۱۰ /۱۹۹)

مسئلہ ۱۱۷ تا ۱۲۰ : ازآگرہ سیدباڑھ عالم گنج مرسلہ تاج محمد صاحب ۱۱شوال ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ زیدشخص تارک صوم وصلٰوۃ، غاصب، سخت جابروظالم زبردست قابویافتہ ہے وہ چاہے جس کامال جبراً خریدلیتاہے اور پورا روپیہ نہیں دیتاہے ہزارہا روپیہ لوگوں کامارر کھاہے عام لوگ نالاں ہیں اور سخت ظلم یہ ہے کہ جن بندگان خدا کو اپنی مرضی کے خلاف پاتاہے تو اپنے میل کے دس پانچ اشخاص جمع کرکے چاہے جس کاکاروبار بازار نکاح شادی برادری سے خارج کرکے سب بند کردیتاہے کہ جوباعث اشد ایذا رسانی وآبرو ریزی بدنامی تنگی گرسنگی ہتک حرمت کاہوتاہے چونکہ جس شخص کا جوپیشہ ہوتاہے وہ اپنے گزر اوقات اس پیشہ سے کرتاہے جب پیشہ بند ہوجاتاہے تو وہ مظلوم مع اپنے متعلقین کے فاقہ کشی کرکے تباہ وبرباد ہوجاتا ہے حالانکہ تمام برادری کے لوگ اس سے نالاں ہیں لیکن بخوف دم نہیں مارتے خاموش ہیں اس لئے کہ سوال یہ ہے کہ :

(۱) یہ کہ ایساشخص ظالم جابرجہول بحکم خدا ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کس کس سزا کا سزاوارہے؟

(۲) یہ کہ جابرظالم کے مددگار انکہ جن کے زورظلم ظالم کرتاہے کس کس حکم کے لائق ہیں؟

(۳) دیگر اہل برادری ایمان داران کوظالم جابرکاناحق ماننا چاہئے یا اس کاحکم بجرم زنا وشراب خوری وجبر و ظلم کے اس کو برادری اسلام سے خارج کرنا اور اس سے سلام میل جول خورد نوش لین دین ترک کرنا واجب تھا یاکیا اور اس کے ساتھی ومددگاران کو ظالم سے توبہ کرکے حقارت واجب ہے یاکیا؟

(۴) جولوگ فتوٰی سن کرعمل نہ کریں ضدوہٹ کریں مظلوم کی دادرسی نہ کریں حکم ظالم کو خداورسول پر ترجیح دیں ان کے واسطے کیاحکم ہے؟

الجواب

(۱) جس شخص میں امور مذکورہ سوال ہوں وہ مستحق عذاب نار وغضب جبار ولعنت پروردگار والعیاذباللہ تعالٰی، وہ اللہ ورسول کوایذادیتاہے اور اللہ ورسول کا ایذا دینے والا فلاح نہیں پاتا۔اللہ عزوجل فرماتاہے :

ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثمّ لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق ۱؎۔

بیشک جن لوگوں نے مسلمان مردوں عورتوں کوفتنے میں ڈالا پھرتوبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کاعذاب ہے اور ان کے لئے آگ کاعذاب۔

(۱ــ القرآن الکریم   ۸۵/ ۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقداٰذی اﷲ۲ــــہ۔جس نے ناحق کسی مسلمان کو ایذا دی بیشک اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذادی اس نے اللہ عزوجل کوایذا دی۔

(۲ــالمعجم الاوسط   حدیث ۳۶۳۲   مکتبۃ المعارف الریاض   ۴/ ۳۷۳)

اللہ عزوجل فرماتاہے :الالعنۃ اﷲ علی الظّٰلمین ۳ــــہ۔

سنتاہے اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

(۳ــ القرآن الکریم   ۱۱ /۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :الظلم ظلمات یوم القٰیمۃ۴ــــہ۔ظلم اندھیریاں ہے قیامت کے دن۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۴ــ صحیح البخاری   کتاب المظالم   باب الظلم ظلمات یوم القٰیمۃ   قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۳۱)

(۲) ظلم کے مددگار ظالم ہین اور اس سے بڑھ کر عذاب وغضب ولعنت کے سزاوار۔

اللہ عزوجل فرماتاہے :لاتعاونوا علی الاثم والعدوان۵ــــہ۔

تم پرحرام ہےکہ گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مددکرو۔

(۵ــ القرآن الکریم   ۶/ ۲)

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من مشی مع ظالم لیعینہ و ھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام رواہ الطبرانی۱ــــہ فی المعجم

الکبیر والضیاء فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرحبیل رضی االلہ تعالٰی عنہ۔ واالله تعالٰی اعلم۔

جودیدہ ودانستہ کسی ظالم کے ساتھ اسے مدد دینے چلا وہ اسلام سے نکل گیا(اس کو طبرانی نے معجم کبیرمیں اور ضیاء نے صحیح المختارہ میں اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت) واالله تعالٰی اعلم

(۱ــہ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱ /۲۲۷)

(۳) ہاں مددگاروں پرفرض ہے کہ توبہ کریں اور اس کی مدد سے جداہوں، اللہ عزوجل قرآن کریم میں کسی مسلمان کے ساتھ مسخرگی کرنے، اس پر طعن کرنے، اس کا برا لقب رکھنے سے منع کرکے فرماتاہے :ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظّٰلمون۲ــہo

جو ان باتوں سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

(۲ــہ القرآن الکریم ۴۹ /۱۱)

ان باتوں کو افعال مذکورہ سوال سے کیانسبت، جو ان میں مدد سے توبہ نہ کریں کیسے سخت درجے کے ظالم ہوں گے، اہل برادری یاکسی مسلمان کو ظالم کاحکم اس کے ظلموں میں مانناجائزنہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ االلہ تعالٰی۳ــہ۔اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔

(۳ــہ المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳ /۱۲۳)

اور ظالم بازنہ آئے تو مسلمانوں کوچاہئے اسے برادری سے نکال دیں اس سے میل جول چھوڑدیں اس کے پاس نہ بیٹھیں کہ اس کی آگ انہیں بھی نہ پھونک دے۔ اور فرماتاہے اللہ تبارک وتعالٰی :واما ینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین۴ــہ۔

اگرتجھے شیطان بھلادے تویادآئے پرظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(ت)

(۴ـــ القرآن الکریم ۶ /۶۸)

(۴) جومظلوم کی دادرسی پرقادر ہو اور نہ کرے تو اس کے لئے ذلت کاعذاب ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من اغتیب عندہ اخوہ المسلم فلم ینصرہ وھو لیستطیع نصرہ ادرکہ االلّٰہ تعالٰی فی الدنیا والاٰخرۃ۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ و ابن عدی فی الکامل ۱ــــعن انس رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ۔

جس کے سامنے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور یہ اس کی مدد پرقادر ہو اور نہ کرے اللہ تعالٰی اسے دنیاوآخرت دونوں میں ذلیل کرے گا۔ اس کو محدث ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۱ـــ ذم الغیبۃ مع موسوعہ رسائل ابن ابی الدنیا حدیث ۱۰۸ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ ۲ /۱۰۰)
(الکامل لابن عدی ترجمہ ابان بن ابی عیاش دارالفکر بیروت ۱ /۳۷۷)
(المطالب العالیۃ باب الزجر عن الاستطاعۃ فی غرض العلم حدیث ۲۷۰۶ عباس احمدالبانی مکۃ المکرمۃ ۳ /۲)

اورحکم سن کرگناہ پرہٹ کرنااستحقاق عذاب نارہے۔ اللہ عزوجل فرماتاہے :واذا قیل لہ اتق االلّٰہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم وبئس المہاد۲ــــہ۔

جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اسے گناہ کی ضد چڑھے ایسے کو جہنم کافی ہے او رکیابرا ٹھکانا۔

(۲ـــ القرآن الکریم ۲ /۲۰۶)

ابلیس کی پیروی سے حکم خدا و رسول پرنہ چلنا اور ظالم کے حکم پرچلنا گناہ ہے کبیرہ ہے استحقاق جہنم ہے مگر کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق فاجر ہو یہ خیال نہیں کرتا کہ اللہ ورسول کے حکم پر اس کے حکم کو ترجیح ہے ایسا سمجھے توآپ ہی کافرہے۔والعیاذباللہ تعالٰی۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۲۱ : ازناتھ دوارہ ریاست اودے پور ملک میواڑ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو قطع رحم اپنی اولاد سے رکھنا اس کی بیماری میں اس کی عیادت ونان نفقہ کی خبر وعلاج ومعالجہ کی تدبیر نہ کرنا اور بعدمرجانے کے سامان تجہیزوتکفین میں شریک نہ ہونا اور کفن وغیرہ غیرشخص کا اللہ نام دینا حتی المقدور اپنے پاس ہوتے ہوئے یہ برتاؤ اپنی اولاد سے کرنا، ایسے شخص کے واسطے کیاحکم ہے چونکہ یہ شخص علم فقہ وحدیث سے بھی واقفیت رکھتے ہیں اور پندو وعظ کو بھی لوگوں کوکہاکرتے ہیں مگراپنا عمل خلاف شرع آتاہے یسے شخص کے واسطےکیاحکم ہے؟ اس کاجواب باصواب مع حدیث فقہ وآیت کلام کے تحریرفرمائیں خداتعالٰی آپ کو اجرعظیم عطافرجائے گا۔

الجواب : اگر اس کا نفقہ شرعاً باپ پرلازم تھا مثلاً نابالغ بچہ یالڑکی جس کی شادی نہ ہوئی یا جوان لڑکا کہ کچھ کمانے پرقادرنہیں اس کونفقہ نہ دیا توسخت شدیدگناہ میں مبتلاہے، اور اگرشرعاً اس کانفقہ باپ پر نہ تھا مثلاً لڑکی کہ شوہر والی یاجوان لڑکا کمائی پرقادرہے تواسے نفقہ نہ دینے میں کچھ گناہ نہیں اور علاج ودوا تو کسی پرواجب نہیں خود اپنی واجب نہیں اور اولاد اگرعقوق کرے اور بازنہ آئے یامعاذاللہ بدمذہب ہوجائے اور باپ اسے چھوڑدے تویہ قطع رحم اس کی اولاد کی طرف سے ہے باپ کی طرف سے نہیں، وبال اولاد پر ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمررضی اللہ تعالٰی عنہما نے ایک لفظ کے سبب اپنے ایک صاحبزادے سے عمربھرکلام نہ فرمایا، حضرت مولوی معنوی قدس سرہ شریف کے ایک صاحبزادے نے حضرت شمس تبریز قدس سرہ العزیز کی شان میں گستاخی کی، ان کے مرنے پرمولوی بیٹے کے جنازے میں شریک نہ ہوئے۔ ہاں اگر اولاد کاقصور نہیں توباپ پرقطع رحم کاوبال عظیم ہے، کفن نہ دینے کی وہی دوصورتیں ہیں جونفقہ میں تھیں، اگر اس کانفقہ باپ پرتھا اور اس نے کفن نہ دیاگنابگار ہوا اور نہ تھا توکفن نہ دینے کا کچھ الزام نہیں۔

مسئلہ ۱۲۲ : کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی چھدہ کی بیوی کو اس کے خسر نے روک رکھاہے اور باوجودتمام اہل محلہ کے کہنے پر اور خداورسول کاواسطہ دینے پربھی روانہ نہیں کرتا اور تمام اہل محلہ نے اس امرکابھی اطمینان دلایا کہ تیری بیٹی کو اگرکسی قسم کی تکلیف ہوگی تواہل محلہ ذمہ دار ہیں۔ پس جو شخص اہل محلہ کے کہنے کو اور خداورسول کاواسطہ دینے کو نہ مانے اس کے بارے میں شریعت نبوی کاکیاحکم ہے آیا اس سے تمامی کامیل جول جائزہے یاناجائز؟ صاف ارشاد فرمائیں۔بینواتوجروا۔

الجواب : سائل کوئی وجہ نہیں لکھتا کہ اس نے کیوں روک رکھا، اگرواقع میں اس کی کوئی وجہ شرع ہوتو اس پرکچھ الزام نہیں، نہ محلہ والوں کی ضمانت ماننا

اسے ضرور، اور واسطہ ان باتوں میں ہوتاہے جن میں ضرر نہ ہو اور دوسرے کی ضرر کی بات پرواسطہ دیاجائے تو وہ واسطہ دینے والا گنہگارہوتاہے، ہاں اگرکوئی وجہ شرعی روکنے کی نہیں ہے محض بلاوجہ روکا تووہ روکناہی ظلم، پھروہ واسطہ نہ ماننا دوسراظلم۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۲۳ : ازشہر محلہ گلاب نگر مسئولہ خدابخش صاحب رضوی صندوق ساز ۲۸رجب ۱۳۳۹ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص زید کو تکلیف دیتا رہتا ہے اور تکلیف دینے پر آمادہ ہے ہرطریق سے تعویذ یاجادو وگیرہا سے، اور زید اب تک خاموش ہے اور سب تکالیف سہہ رہاہے، ایک دوشخص سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اب جان لینے پرآمادہ ہے، قصہ یہ ہے کہ زیدکامکان ہے وہ یہ کہتاہے کہ مکان مجھ کو مل جائے اور اس کی دلی منشایہی ہے۔ زیدکاذاتی مکان ہے بلاوجہ مانگتاہے اب زیدمتحمل نہیں ہوسکا اب زید بھی یہ چاہتاہے کہ میں ہرطریق سے اس کو تکلیف رساہوں شریعت کہاں تک حکم دیتی ہے؟

الجواب : ایذارسانی کے ارادے پرایذا نہیں دے سکتا اپنے بچاؤ کی تدبیرکرسکتاہے جب تک کہ اس کا عزم ایسانہ ثابت ہو کہ بے ایذادئے اپنابچاؤ نہ ہوسکے گا تو اس وقت صرف اتنی بات جس میں اپنابچاؤ ہوسکے کرسکتاہے اور جوایذا اس نے پہنچائی ہے اس کاعوض اتناہی لے سکتاہے اس سے زیادہ کرے تو اس کا ظلم ہوگا اور اگرصبر کرے تو بہت بہتر ۔ واللہ تعالٰی اعلم

جھوٹ وغیبت وبدعہدی وغیرہ

مسئلہ ۱۲۴ : ۲۰محرالحرام ۱۳۱۳ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، زید اور عمرو نے مال بشراکت خریدکیا پھرزید نے عمرو سے کہا تم اس کو لو یامجھے دو۔ زید نے نفع دے کرلے لیا، عمرو سے۔ عمرونے پھرکہازید سے، تم نے بدعہدی کی یعنی شرکت نہیں کی۔ آیا یہ بدعہدی ہے یانہیں؟

الجواب : جبکہ عمروخودقطع شرکت پرراضی ہوگیا اور نفع لےکر مال دے دیا توزید کے ذمہ کوئی الزام بدعہدی کا نہیں بلکہ جوشخص کسی سے ایک امرکاوعدہ کرے اور اس وقت اس کی نیت میں فریب نہ ہو بعد کو اس میں کوئی حرج ظاہرہو اور اس وجہ سے اس امر کو ترک کرے تو اس پربھی خلاف وعدہ کاالزام نہیں،

حضورپرنور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لیس الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان یفی ولکن الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان لایفی۔ رواہ ابویعلٰی۱؎ مسندہ عن زید بن ارقم رضی االلہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔ وااللہ تعالٰی اعلم۔

یہ بدعہدی نہیں کہ آدمی (کسی شخص سے) وعہد کرے اور نیت اسے پورا کرنے کی ہو اور پورا نہ کرسکے، بلکہ بدعہدی یہ ہے کہ آدمی وعدہ کرے اور اسے پوراکرنے کاسرے سے ارادہ ہی نہ ہو۔(ابویعلٰی نے اپنی مسند میں سندحسن کے ساتھ زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیاہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(۱؎ کنزالعمال بحوالہ ع عن زیدبن ارقم حدیث ۶۸۷۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳ /۳۴۷)

مسئلہ ۱۲۵ : ازشہرکہنہ مرسلہ برکت اللہ خاں صاحب ۲۱ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین وہادیان متین اس مسئلہ میں کہ زید کے حقیت تعدادی ۳بسوہ جس کی قیمت تخمیناً دوہزارروپے کے تھی بعوض مبلغ دوسوبیس روپیہ بابت قرضہ بقال خود ذمہ زیدتھا نیلام ہوئی چونکہ بکرایک زبردست اور متمول تھا اس نے بلااطلاع زید کے نیلام حسب قاعدہ انگریزی خریدلیا زید کو بسبب خوف آبروقوت مقابلہ نہ تھی اور بکر نے بزعم زبردستی بجز اس قبضے کے جواز روئے نیلام حاصل ہواتھا اور کوئی کارروائی مثل داخل خارج وغیرہ نہ کرائی اس لئے نام زید کا کاغذات انگریزی میں بد ستورہے، پس اس صورت میں زید کو اپنے قبضہ کی چارہ جوئی بمقتضائے مصلحت ازروئے دروغ گوئی کہ جس سے زید کو اپناحق پانے کی قوی امیدہے یانہیں؟ دوسرے یہ کہ زید کو زر نیلام اس وقت بکر کو دیناچاہئے یاجوکچھ بکر نے اس وقت اس جائداد سے تحصیل کیاہے اس میں محسوب ہوناچاہئے، بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : اپنا حق مردہ زندہ کرنے کے لئے پہلوداربات کہنا کہ جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقعی میں اس کے سچے معنے مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بلاشبہہ باتفاق علمائے دین جائز اور احادیث صحیحہ سے اس کا جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق بے اس طریقے کے ملنامیسرنہ ہو، ورنہ یہ بھی جائزنہیں، پہلوداربات یوں کہ مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پرقبضہ مخالفانہ اس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں تمادی عارض ہوکر حق ناحق ہوجاتاہے مگرمخالف کے پاس اپنے قبضہ کاکاغذی ثبوت نہیں اس کے بیان پررکھاگیا، اگریہ اقرارکئے دیتاہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میراقبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم

فتح پاتا ہے، لہٰذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہاہے یعنی زمانہ گزشتہ میں، اور زیادہ تصریح چاہی جائے تویوں کہہ سکتاہے کہ "آج تک میرا قبضہ چلاآیا" اورنیت میں لفظ "آیا"" کو کلمہ استفہام لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیایہ بات حق ہے، تو استفہام انکاری کے طور پر اس کلمے کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلایعنی ایسانہ ہوا بلکہ میراقبضہ منقطع ہوکر مخالف کاقبضہ چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میراقبضہ منقطع ہوکرمخالف کاقبضہ ہوگیا، یایوں کہے "کل تک برابرمیراقبضہ رہا آج کاحال نہیں معلوم کہ کچہری کیاحکم دے"۔ اور لفظ "کل" سے زمانہ قریب مراد لے جیسے نوجوان لڑکے کوکہتے ہیں کل کابچہ، حالانکہ اس کی عمربیس بائیس سال کی ہے، اس معنی پرقیامت کو "روزفردا"کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے۔ یامخالف کے قبضے کی نسبت سوال ہوتوکہے "اس کاقبضہ کبھی نہ تھا" یا"کبھی نہ ہوا" اور مراد یہ ہے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اس کا قبضہ نہ تھا۔ زیادہ تصریح درکارہو تو کہے "اس کاقبضہ اصلاً کسی وقت ایک آن کو نہ ہوا نہ ہے" اور معنی یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہرشے پر اللہ عزوجل کاہے دوسرے کا قبضہ ہونہیں سکتا، غرض جو شخص تصرفات الفاظ ومعانی سے آگاہ ہے سَوپہلے نکال سکتاہے ، مگر ان کاجواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلوداربات کے ظلم سے نجات نہیں مل سکتی ورنہ اوپر مذکورہواکہ یہ بھی ہرگزجائزنہیں۔ اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلودار بات سے بھی کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم واحیائے حق کے لئے جائزہے اس بارے میں کلمات علماء مختلف ہیں، بہت روایات سے اجازت نکلتی ہے اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے حتی الوسع احتیاط اس سے اجتناب میں ہے اور شاید قول فیصل یہ ہو کہ اس ظلم کی شدت اور کذب کی مصیبت کو عقل سلیم ودین قویم کی میزان میں تولے جدھر کاپلہ غالب پائے اس سے احتراز کرے مثلاً اس کا ذریعہ رزق تمام وکمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اس کے اہل وعیال سب فاقے مریں، اور وہ بےکذب صریح نہیں مل سکتا تو اس ناقابل برداشت ظلم اشد کے دفع کو امیدہے کہ غلط بات کہہ دینے کی اجازت ہو اور اگر کسی مالدار شخص کے سَو دوسو روپے کسی نے دبالئے تو اس کے لئے صریح جھوٹ کی اجازت اسے نہ ہونی چاہئے کہ جھوٹ کافساد زیادہے اور اتنے ظلم کاتحمل اس مالدار پر ایساگراں نہیں، حدیث سے ثابت اور فقہ کاقاعدہ مقررہ بلکہ عقل ونقل کاضابطہ کلیہ ہے کہ

من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما ١ـــہ ھذا ماعندی والعلم بالحق عند ربی۔

جوشخص دوبلاؤں میں گرفتار ہو ان میں جو آسان ہے اسے اختیار کرے (یہ وہ کچھ ہے جومیرے پاس تھا اور حق کاپوراپورا علم تومیرے رب ہی کے پاس ہے۔ت)

(١ـــه الاشباہ والنظاء   الفن الاول   القاعدۃ الخامسۃ   ادارۃ القرآن کراچی   ١ /١٢٣)

درمختارمیں ہے : الکذب مباح لاحیاء حقہ ودفع الظلم عن نفسہ والمراد التعریض لان عین الکذب حرام قال وھو الحق قال تعالٰی "قتل الخرّاصون" الکل عن المجتبٰی وفی الوھبانیۃ قالــــہ
وللصلح جازالکذب اودفع ظالم
واھل لترضی والقتال لیظفروا ١ــــہ

جھوٹ حرام ہے او ریہی حق ہے البتہ اپنے حق کے اظہار اوراحیاء کے لئے یااپنی ذات کو ظلم ونقصان سے بچانے کے لئے جھوٹ سے کام لینا مباح ہے بشرطیکہ جھوٹ بصورت تعریض یعنی اشارہ کنایہ یاذومعانی الفاظ میں ہو اس لئے کہ صریح جھوٹ حرام ہے۔ اللہ تعالٰی کاارشاد ہے مارے جائیں اٹکل پچّو سے کام لینے والے۔ یہ سب "المجتبٰی" سے منقول ہے، اور وہبانیہ میں فرمایا: صلح یادفع ظلم کے لئے جھوٹ بولناجائزہے بیوی کی رضاجوئی کے لئے اور جنگ میں حوصلہ افزائی کے لئے بھی جھوٹ بولنا مباح ہے۔(ت)

(١ـــه درمختار   کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع   مطبع مجتبائی دہلی   ٢ /٢٥۴)

ردالمحتار میں ہے :الکذب مباح لاحیاء حقہ کالشفیع یعلم بالبیع باللیل فاذا اصبح یشھد ویقول علمت الاٰن وکذا الصغیرۃ تبلغ فی اللیل و تختار نفسھا من الزوج وتقول رأیت الدم الاٰن واعلم ان الکذب قدیباح وقد یجب والضابط فیہ کما فی تبیین المحارم وغیرہ عن الاحیاء ان کل مقصود محمود یمکن التوصل الیہ بالصدق والکذب جمیعا فالکذب فیہ حرام وان امکن التوصل الیہ بالکذب وحدہ فمباح ان ابیح تحصیل ذٰلک المقصود و واجب ان وجب کما لو رأی معصوما اختفی من ظالم یرید قتلہ اوایذائہ فالکذب ھنا واجب وکذالوسألہ عن ودیعۃ یرید اخذھا یجب انکارھا ومھما کان لایتم مقصود حرب اواصلاح ذات البین اواستمالۃ قلب المجنی علیہ الابالکذب فیباخ ولو سألہ سلطان عن فاحشۃ وقعت منہ سرا کزنا اوشرب فلہ ان یقول مافعلتہ لان اظھارھا فاحشۃ اخری ولہ ایضا ان ینکر سراخیہ وینبغی ان یقابل مفسدۃ الکذب المفسدۃ المترتبۃ علی الصدق فان کانت مفسدۃ الصدق اشد فلہ الکذب وان بالعکس اوشک حرم وان تعلق بنفسہ استحب ان لایکذب وان تعلق بغیرہ لم تجزالمسامحۃ بحق غیرہ والحزم ترکہ حیث ابیح ١ـــــہ۔

اپناحق ثابت کرنے کے لئے جھوٹ بولنامباح ہے جیسے شفعہ کرنے والے کو بیع کاعلم رات کوہوا تھا صبح کے وقت یہ گواہی دے کہ مجھے ابھی ابھی سودے کے بارے میں علم ہواہے، اسی طرح نابالغہ لڑکی رات کوبالغ ہوئی اور اس نے شوہر سے صبح یہ کہا کہ میں نے ابھی ابھی خون حیض دیکھا ہے، جان لیجئے کہ جھوٹ کبھی مباح اور کبھی واجب ہوتاہے اس میں ضابطہ جیسا کہ تبیین المحارم وغیرہ میں احیاء العلوم کے حوالہ سے مذکور ہے کہ ہراچھا مطلوب کہ جس تک صدق وکذب دونوں سے رسائی ہوسکے تو اس صور ت میں جھوٹ بولناحرام ہے اور ہراچھا مطلوب جس تک رسائی صرف کذب سے ہوسکے توجھوٹ بولنا مباح ہے جبکہ اس مطلوب کو حاصل کرنا مباح ہو اور اگر مطلوب حاصل کرنا واجب ہو تو پھرجھوٹ بولنا واجب ہے جیسا کہ بے گناہ(معصوم) کودیکھے جو کسی ایسے ظالم سے روپوش ہو رہاہے جو اسے مارڈالنے یا ایذا پہنچانے کا ارادہ رکھتاہو تو ایسی صورت میں (اس مظلوم کوبچانے کے لئے) جھوٹ بولنا اور یہ کہنا کہ میں نے اسے نہیں دیکھا یا مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں، واجب ہے۔ اس طرح اگرکوئی ظالم کسی کی امانت کے متعلق پوچھے جس کے لینے کا وہ ارادہ رکھتاہو تو اس امانت کے بارے میں لاعلمی کا اظہار اور انکارکردیناضروری یعنی واجب ہے حاصل یہ کہ جب کوئی مقصود ومطلوب بغیرجھوٹ کہے پورانہ ہو اس صورت میں جھوٹ بولنا مباح ہے خواہ اس کاتعلق جنگ سے ہو یا مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے سے ہو یا جس کا نقصان ہوا ہو اس کی دلجوئی کے لئے ہو اوراگربادشاہ وقت اس سے ایسے گناہ کے بارے میں دریافت کرے جو اس سے ایسے گناہ کے بارے میں دریافت کرے جو اس سے درپردہ سرزد ہواہو جیسے بدکاری۔ شراب نوشی وغیرہ تو اس کے لئے رواہ ہے کہ صاف کہہ دے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا کیونکہ اس کاظاہر کرنا دوسراگناہ ہے اور اس کے لئے یہ بھی جائزہے کہ کسی اور مسلمان بھائی کے بارے میں دریافت کئے پربھائی کابھید ظاہرکرنے سے انکارکر دے، اور مناسب ہے کہ آدمی جھوٹ کے فساد کاسچائی کے نتیجے سے تقابل کرے۔ اگرسچائی سے فساد کا اندیشہ ہو تو جھوٹ کہناحرام ہے اور اگر اس کا تعلق اس کی اپنی ذات سے ہوتو جھوٹ نہ بولنامستحب ہے، اور اگرکسی دوسرے سے تعلق ہوتودوسرے کے حق میں چشم پوشی سے کام لینا یاصرف نظرکرنا جائزنہیں ہے اور ہوشیاری چشم پوشی نہ کرنے میں ہے کیونکہ یہ مباح ہے۔(ت)

(۱ـــ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۷۴)

مسئلہ ۱۲۶ : ازدولت پور ضلع بلندشہر مرسلہ شیرمحمدخاں صاحب
۵/شعبان ۱۳۲۹ھ
کسی امر کاوعدہ مستحکم حلف شرعی محمدیہ سے کرے اس کے خلاف کرنا کیساہے؟

الجواب : اگر وہ امرواجب وفرض تھا تو اس وعدہ کاخلاف کرناحرام وناجائزہے اور اگر وہ امرناجائزوحرام تھا جیسے کسی نے شراب پینے کابحلف مستحکم وعدہ بحلف کیا تو اس کاخلاف کرنا فرض وواجب ہے اور اگر وہ مباح امرتھا اور کوئی عذر پیش آیا تو خلاف وعدہ جائزہے اور بلاعذر ناپسندہے ہاں وعدہ کرتے وقت ہی دل میں تھا کہ پورا نہ کرے گا توایسا وعدہ کرنابھی حرام ہے،

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لیس الخلف ان یعد الرجل ومن نیّتہ ان یفی ولکن الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان لایفی۔ رواہ ابویعلٰی۱؎ فی مسندہ عن زید بن ارقم رضی االلہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

یہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کہ آدمی کسی سے وعدہ کرے اور اس کاارادہ یہ ہو کہ وہ اسے پورا کرے، لیکن خلاف ورزی یہ ہے کہ آدمی کسی سے وعدہ کرے اور نیت یہ ہے کہ وہ اسے پورا نہ کرے گا۔ اس کو ابویعلٰی نے اپنی مسند میں زیدبن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے بسندحسن اس کو روایت کیاہے۔ اور اللہ تعالٰی سب کچھ اچھی طرح جانتاہے۔(ت)

(۱؎ کنزالعمال برمزع عن زید بن ارقم حدیث ۶۸۷۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳ /۳۴۷)

مسئلہ ۱۲۷ : خود جھوٹ بولنا اوردوسرے شخص کو مجبورکرکے جھوٹ بلواناکیساگناہے؟

الجواب : بلاضرورت شرعی جھوٹ بولنا اوربلوانا کبیرہ گناہ ہے،قال اللہ تعالٰی قتل الخراصون۲؎۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:مارے جائیں وہ لوگ جو اٹکل پچّو سے باتیں بنانے والے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۵۱ /۱۰)

مسئلہ ۱۲۸ : مسئولہ محمدقاسم کھوکھر ازدہامونکی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پنجاب برروزدوشنبہ بتاریخ ۱۱ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

کیافرماتے ہیں علمائے احناف رحمکم اللہ تعالٰی اس مسئلہ میں کہ جو مقتدی اپنے امام کی نیک نامی کوگزند پہنچانے کی غرض سے بچشم حقارت عوام الناس میں اس کی توہین وہجوکرے حالانکہ اس کو سابقہ کئی دفعہ فہمائش بھی کی گئی ہے مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آتاہے ایسے شخص کے حق میں ازروئے شرع شریف بطورتنبیہ سوائے توبہ کے کچھ کفارہ لازم ہے اگرہے تو کیااور کس قدر۔ سابقہ ازیں اس شخص نے ایک شرعی معاملہ میں ناجائز امداد دینے پرکفارہ بھی اداکیاہواہے، جواب اس کا تفصیل مع اپنے دستخط ومہرثبت تحریرفرمادیں اللہ تعالٰی آپ کو جزاء خیرعطافرمائے۔والسلام

الجواب : جوالزام وہ امام پر رکھتاہے اگرجھوٹا ہے تومفتری اورسخت عذاب کامستحق صحیح حدیث میں ہے جوکسی مسلمان پرجھوٹا الزام رکھے وہ سخت بدبواور سخت گرم پیپ جودوزخیوں کے بدن سے بہہ کر مثل دریا کے ہوجائے گا اس میں ڈالاجائے گا اور حکم دیاجائے گا کہ اسی میں رہ جب تک کہ اپنے کہے ہوئے کاثبوت نہ دے دے اور کہاں سے دے سکے گا جبکہ جھوٹی بات ہے اور اگرالزام سچاہے مگرامام مینوہ عیب خفیہ ہے جسے وہ چھپاتاہے اور ظاہرنہیں کرناچاہتا یہ اس پرمطلع ہوگیا اور اسے شائع کرتاہے توتین گناہوں کا مرتکب ہے اشاعت فاحشہ ایک اور امام کے پس پشت کہا تو غیبت جسے صحیح حدیث میں فرمایا : الغیبۃ اشدّ من الزنا۱؎۔ غیبت زنا سے سخت ترہے۔

(۱؎ شعب الایمان حدیث ۶۷۴۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۳۰۶)
(مجمع الزوائد باب ماجاء فی الغیبۃ الخ دارالکتب بیروت ۸/ ۹۱)

اور جوامام کے بر ردکہا تویہ ایذائے مسلم ہے اور صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:
من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ۔ رواہ الطبرانی۲؎ فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔

جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذادی اس نے مجھے ایذادی اور جس نے مجھے ایذادی اس نے اللہ کو ایذادی (طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن اسے روایت کیا۔ت)

(۲؎ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۳۶۳۳ مکتبہ المعارف ریاض ۴/ ۳۷۳)

اس پرتوبہ فرض ہے اور امام سے معافی چاہنا اور اسے راضی کرنا بھی کہ حق العبد ہے مگر سوا کوئی مالی کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔ واﷲتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۲۹ : ازضلع خاندیس محلہ ستارہ مسئولہ حافظ ایس محبوب بھوساول ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ
زید ایک دوسرے کی غیبت کرے تو اس کوکیاکرناچاہئے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : غیبت حرام ہے مگرمواضع استثناء میں، مثلاً فاسق کی غیبت اس کے فسق میں جائزہے، حدیث میں فرمایا:لاغیبۃ لفاسق۱؎ (اگرفاسق کی غیبت کی جائے تو وہ غیبت نہیں۔ت)

(۱؎ کشف الخفاء حدیث ۳۰۸۰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲ /۳۳۴)

او ربدمذہب کی برائیاں بیان کرنا بہت ضرورہے حدیث میں ہے :اترعوون عن ذکرالفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بمافیہ یحذرہ الناس۲؎کیاتم بدکار کاذکرکرنے سے گھبراتے ہو تو پھرکب لوگ اسے پہچانیں گے، لہٰذابدکار میں جوکچھ نقائص اور خرابیاں ہیں انہیں بیان کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں۔(ت)

(۲؎ تاریخ بغداد ترجمہ ۳۴۹ محمد بن احمد الرواطی دارالکتاب العربی بیروت ۱ /۳۸۲)
(نوادرالاصول للترمذی الاصل السادس والستون والمائۃ دارصادر بیروت ص۲۱۳)

ہاں جس کی غیبت جائز نہیں وہ سخت کبیرہ، حدیث میں فرمایا : الغیبۃ اشد من الزنا۳؎(غیبت زنا کرنے سے بدترہے۔ت) اسے سمجھانا چاہئے توبہ لیناچاہئے، نہ مانے تو اسے چھوڑدیناچاہئے۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

(۳؎ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب حفظ اللسان والغیبۃالفصل الثالث مجتبائی دہلی ص۴۱۵)
(شعب الایمان حدیث ۶۷۴۱ و ۶۷۴۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵ /۳۰۶)

دعوٰی وقضاء وشہادۃ

مسئلہ ۱۳۰ تا ۱۳۵ : ازمارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مرسلہ صاحبزادہ گرامی قدر مولوی سید محمد میاں صاحب زیدت برکاتہم ۳صفرالمظفر۱۳۳۴ھ
کیاحکم ہے بروئے شرع مطہر مطابق مذہب حنفی مسائل ذیل میں:
(۱) وہ کچہریاں اور وہ حکام جو اپنے فیصلوں اور کاروائی متعلقہ مثل گواہی گواہان وغیرہ میں پابندی شریعت محمدیہ ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ خود ساختہ قواعد

پر عمل درآمد کرتے ہیں اگر اتفاق سے کوئی امرشریعت حقہ کے مطابق ہوجائے یہ اور بات ہے ایسی کچہریوں اورایسے حکاموں کوبالخصوص جبکہ وہ کفار کی ہوں اور وہ حاکم بھی کفار سے ہو عدالت اور حاکم کوعادل یامنصف اور ان کارروائیوں کوفیصلوں کوعادلانہ اور منصفانہ کہنا آیا یہ شرعاً کفرہے یاکیا؟

(۲) بیان دعوی وجواب وامثالہا جن میں آج کل کے پیروکار وکلاقانونی اپنے حسب عادت ایسے الفاظ استعمال کرتے اور پھر ان کی تصدیق وتسلیم فریقین سے ایسے الفاظ سے کراتے ہیں کہ یہ عرضی دعوٰی وغیرہ ہم کو تسلیم اور ہمارے نزدیک اور علم میں کل مضمون مندرجہ عرضی دعوی ہذا صحیح ہے بلکہ بعض دفعہ لفظ لفظ صحیح کہلواتے لکھاتے ہیں اب بعض فریقین تو وہ ہیں جو ان الفاظ کی موجودگی پرمطلع پھر ان کو سن بھی لیاہو جب بھی توجہ ان کی نفس مطلب سے زائد ہونے کی وجہ سے ان پر کچھ لحاظ نہیں کرتے غافلانہ کبھی عرضی دعوی وغیرہ کوتسلیم کرتے ہیں بعض وہ ہیں جو ان الفاظ کوبراجانتے تسلیم نہیں کرتے ہیں مگر چونکہ اب عادت عام ہے لہٰذا لکھ وہ بھی دیتے ہیں کہ یہ سب عرضی دعوٰی وغیرہ ہم کو تسلیم ہے یا اور جیسے پیروکارکہتاہے ویسے بھی لکھ دیتے ہیں اب ان میں سے ہرہرکاکیاحکم ہے اگرفریق آخر الذکر لفظ سب بلکہ تاکیداً لفظ لفظ بھی تسلیم ہونالکھ دیں مگریہ نیت کرے کہ نفس بیان دعوٰی جو اس عرضی دعوی میں ہے وہ تسلیم ہے، نہ اس کے الفاظ قبیحہ نفس مطلب پر زائد تو کیاحکم ہے؟

(۳) بعض کاغذات ایسے ہوتے ہیں جن میں حکومت کی جانب سے یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں اور ان کی تصدیق وتسلیم منجانب حکومت چاہی جاتی ہے یافریقین کو اپنے اپنے کاموں میں ان کوجاری کرانے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے سمن وغیرہ یاحاکم خود ایساجملہ کہلواتاہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں ایسی حالت میں ان تصدیق کرنے والوں سمن اجرا کرنے والوں او ر ان الفاظ کہنے والوں کاکیاحکم ہے اور انہیں کیا زیباہے؟

(۴) پیروکار قانونی اپنی بحثوں میں حسب عادت خودبلااجازت صریح مؤکلان ایسے الفاظ استعال کرتے ہیں اور وہ بحث ہرپیروکار کے اپنے کے اپنے مؤکل کے حق میں حاکم کے یہاں مسلمہ مؤکل ہوتی ہے اور اگرمؤکل موجود ہوں تو اس پرساکت ہی رہتے ہیں تو اگر وہ دل سے ان الفاظ مخصوصہ کو نہ تسلیم کریں یا ان سے غافل رہیں لحاظ ہی نہ کریں اور اصل مطلب کی بحث کومانیں توپیروکار کے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے ان پر ان کے سکوت کی وجہ سے کوئی قباحت آتی ہے اگرہاں توپیروکار کہنے والے کے برابر یا کم زائد؟

(۵)انگریزی جوکچہری بنام منصفی ہےعام طور پر اس کو منصفی اور اس کے حاکم کو منصف کہتے ہیں اور اس سے مراد وہی مخصوص کچہری اور اس کاحاکم ہوتاہے انصاف کے اصل معنی سے نیت کاذہن یہ کہتے وقت خالی ہوتاہے اس صورت میں یہ اطلاق کیساہے؟

(۶)اگر لفظ عدالت سے صرف کچہری حکومت مراد لیاجائے اور عادل منصف سے صرف حاکم تو ان الفاظ کااطلاق کفار فجّار پرصحیح ہوگا یانہیں؟
بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب
سلطنت اگرچہ اسلامیہ ہو اور حاکم مسلم بلکہ خود سلطان اسلام اور حکم خلاف ماانزل اللہ کرے اسے عادل کہنے کو ائمہ نے کفربتایا۔
ہندیہ میں امام علم الہدٰی ابومنصور ماتریدی قدس سرہ، سے ہے :من قال لسلطان زماننا عادل فقد کفر ؎۱جس نے اپنے زمانے کو سلطان کوعادل کہا اس نے کفرکیا۔(ت)

(؎۱فتاوٰی ہندیۃ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲ /۲۸۱)

امام ممدوح اپنے وقت کے سلطان اسلام کی نسبت ایسافرمارہے ہیں ان کے وصال کو ۱۰۰۱ برس ہوئے، کاغذ دعوی کی تصدیق سے تصدیق مضمون مرادہوتی ہے اگرچہ یوہیں لکھاہو کہ لفظ لفظ صحیح ہے اس کامطلب بھی یہی ہوتاہے کہ اس کاکوئی ایجاب یاسلب خلاف واقع نہیں تقویت اطلاقات الفاظ کی طرف اصلاً نظرنہیں ہوتی نہ وہ کسی طرح اس سے مفہوم ہو تو خود ان پرکسی صورت میں کچھ الزام نہیں سوا اس کے کہ سکوت علی المنکر ہوا، وہ وقت قدرت وعدم فتنہ وجہل مرتکب و رجائے اجابت حرام والالا۔ شرط سوم کی مثال یہ ہے مثلاً داڑھی منڈانا، ہرمسلمان جانتاہے کہ شرعاً حرام ہے، تولازم نہیں کہ یہ داڑھی منڈے سے کہتے پھرئیے کہ یہ حرام ہے اسے چھوڑدے، ہاں جواپنے قابو کاہو اس سے کہنا ضرور ہے، یہی صورت تصدیق کاغذات واجراء میں ہے کہ وہاں بھی تصویب اطلاق لفظ نہ مراد نہ مفہوم اور قدرت علی التغیر معدوم، رہا ایساجملہ کہلوانا اس سے بھی وہ مضمون اداکرانا مقصود ہوتاہے نہ کہ نقل باللفظ تونقل بالمعنی میں وسعت عظیم جو باوصف قدرت تبدیل لفظ نہ کرے وہ ضرور مخالفت شرع کامرتکب ہے اور اس لفظ کے لائق حکم شرعی کامستوجب ومستحق ہوا، پیروکار بھ اصل ادائے مطالب میں اس کاوکیل ہے نہ کہ تعبیر اس سے بطور علم ہے ارادہ اصل معنی وضع اول اخلاق اس جرم میں نہیں آسکتا جیسے جارعبدالعزی الفاظ محرمہ اپنے اصل معنی سے تجرید کرکے کسی معنی جائز پرمحمول بناکر بولنا بھی بلاضرورت ملجیہ حرام ہے کہ لفظ کااطلاق ہی حرام تھا وہ موجود ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۳۶ : ازسہارنپور مدرسہ مخزن العلوم محلہ لکھی دروازہ مسئولہ محمداسحق ومحمودحسن ۲۴رمضان ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قاضی شہر ترک موالات پرباوجود فرض ہونے مسئلہ مذکورہ کے، عامل نہیں، آنریری مجسٹریٹ بھی ہے خلاف شرع انگریز قانون کے مطابق مقدمات فیصل کرتاہے مسلمانوں کی شکست پرموجودہ زمانے کی جنگ میں اعدائے اسلام کی خوشی کے جلسہ وجلوس میں شریک ہو، بارہ سال سے مجرد ہو باوجود استطاعت نکاح نہ کرے اور سود دیتاہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائزہے یانہیں؟ اور ایسی حالت میں اس کوقاضی شہرتسلیم کیاجائے یانہیں؟ اور اس کے لئے کیاحکم ہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : خلاف شرع مقدمہ فیصل کرناحرام ہے، قرآن عظیم میں اس کے لئے تین لفظ ارشاد ہوئے: فٰسقون، ظٰلمون، کٰفرون۔ اور معاذاﷲ شکست اسلام پراگر دل سے خوشی ہو کفرورنہ فسق، سوددینا اگرسچی ضرورت ومجبوری وناچاری سے ہے حرج نہیں ورنہ وہ بھی فسق ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے:لعن رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اٰکل الربا ومؤکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء ۱؎۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سوددینے والے اور اس کاکاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر، اور فرمایا وہ سب برابرہیں۔

(۱؎ صحیح مسلم کتاب المساقاۃ باب الربا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۷)

ایساشخص امام وقاضی بنانے کے لائق نہیں اگرچہ یہاں قاضی شہر نکاح خواں کوکہتے ہیں کہ اس میں اس کی تعظیم ہے، اور فاسق کی تعظیم منع۔

تبیین الحقائق میں ہے:لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا۲؎۔اس لئے کہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین واجب ہے(ت)

(۲؎ تبیین الحقاء باب الامامۃ والحدث فی الصلٰوۃ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۳۴)

رہابارہ برس سے مجرد ہونایہ کوئی ایسی وجہ نہیں جس پرجزماً مواخذہ کیاجائے۔ ترک موالات ہرکافر سے مطلقاً فرض ہے اور آج سے نہیں ہمیشہ سے فرض ہے یہودونصارٰی ومجوس کی طرح بلکہ ان سے بھی زائد ہنود سے بھی اتحادوموافقت حرام قطعی ہے اور مجرد معاملت جائزہ کسی کافراصلی سے اصلاً منع نہیں، اس کی تفصیل ہماری کتاب المحجۃ المؤتمنۃ (عہ) میں ہے۔ حکم شرعی کوالٹ دینا اور

اسے حکم شرعی ٹھہرانا دوہراجرم اور سخت ابتداع فی الدین ہےواﷲ یھدی من یشاء الٰی صراط مستقیم۳؎ (اور اﷲ تعالٰی جس کو چاہے سیدھا راستہ دکھاتاہے۔ت) واﷲ تعالٰی اعلم۔

عہ : کتاب الحجۃ المؤتمنہ فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور جلد ۱۴صفحہ ۴۱۹ پرمرقوم ہے۔

(۳؎ القرآن الکریم ۲ /۲۱۳)

مسئلہ۱۳۷ : ازیونادرعلاقہ پران ملک مالوہ مسئولہ قاسم علی ۱۸ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قاضی تارک نمازپنجگانہ رنڈیوں کواپنے گھرنچوائیں لوگوں کوجمع کرکے، گویا اعلان کے ساتھ بلواکے شریک معصیت کریں، کیاایسے کام کی اجازت ہے؟ اور ایسا شخص مسلمانوں کاقاضی ہوسکتاہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : شرع مطہر میں ایسے ناپاک کام سخت حرام ہیں اور ایسافاسق فاجرمرتکب کبائرقاضی بنانے کے لائق نہیں، اسے قاضی بنانا حرام ہے۔

تبیین الحقائق میں ہے:فان فی تقدیمہ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا۔۱؎چونکہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے جبکہ شریعت مینلوگوں پراس کی توہین وتذلیل واجب ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ تبیین الحقائق باب فی الامامۃ والحدث فی الصلٰوۃ بولاق مصر ۱ /۱۳۴)

حسن سلوک وحقوق العباد

ہدایاوتحائف وغیرہ کالین دین

مسئلہ ۱۳۸ : ازاٹاوہ مرسلہ مولوی وصی علی صاحب نائب ناظم کلکٹری اٹاوہ ۲ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں، اکثرعورات طوائف اپنے باغ کی پیداواری میں سے کبھی کبھی کچھ ترکاری یاپودینہ یااورپھلوں میں سے اور کبھی شیرینی گلگلے کھچڑا وغیرہ بطورہدیہ وتحفہ کے بھیجاکرتی ہیں ان کالینا عام

مسلمانوں کویا اس کے طبیب معالج کوشرعاً یاحکم رکھتاہے؟ بیّنوا توجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : رنڈیوں کے مال پانچ قسم ہیں :
ایک وہ چیز جو انہیں کسی فعل حرام مثلاً زنایاغنا یارقص کی اجرت یاآشنائی کی رشوت میں دی گئی یہ نقد ہو یاجنس مطلقاً حرام، اور حکم مغصوبہ میں ہے کہ وہ خود اس کی مالک نہیں ہوتیںکمانص علیہ فی الھندیۃ ودرالمختار وغیرھما (جیسا کہ فتاوٰی ہندیہ او ردرمختار وغیرہ میں صراحتاً فرمایاگیاہے۔ت)

دوسرے وہ چیز جوانہوں نے اس جنس حرام سے حاصل کی مثلاً کسی نے اجرت یارشوت مذکورہ میں کچھ تھان گلبدن کے دئیے رنڈی نے انہیں بیچ کرروپیہ حاصل کیا اُن تھانوں سے ناچ وغیرہ خریدکیا یہ بھی مطلقاً حرام ہےفان الحرام اذاکان البدل ایضا (کیونکہ جب حرام کابدل ہو تووہ بدل بھی حرام ہے۔ت)

تیسرے وہ چیز جوانہوں نے اسی نقد حرام کے بدلے یوں حاصل کی کہ اس کے نقد پرعقد واقع ہوا اور وہی اداکیا مثلاً جوروپیہ رنڈی کورشوت یا اجرت میں ملا یارشوت واجرت میں ملے ہوئے مثلاً تھانوں کو بیچ کرحاصل کیا اس نے بائع کو وہی روپیہ دکھاکر کہا کہ اس کے عوض شیرینی یاگیہوں یاگوشت یافلاں شیئ کی تخم یادرخت کی قلم دے دے یاروپیہ ا س کے سامنے ڈال دیا کہ فلاں فلاں چیز دے اس نے دیں اس نے وہی زرِ حرام ثمن دے دیا اس صورت میں بھی جو کچھ حاصل کیا مذہب صحیح پرسب حرام وغصب ہے،

وقول من قال بحلہ لعدم تعلق العقد بینہ بل مثلہ لعدم تعینہ وان کان قیاسا لکنہ خلاف الاستحسان کما افادہ فی الفتح۔اور جس نے اس کے حال ہونے کی بات کی اس لئے کہ عین شئی کے ساتھ عقد متعلق نہیں بلکہ مثل غیرمتعین کے ساتھ متعلق ہے اگرچہ قیاس کا تقاضایہی ہے لیکن خلاف استحسان ہونے کی وجہ سے حرام ہے جیسا کہ فتح القدیر میں (محقق ابن ہمام نے) اس کاافادہ دیا(ت)

چوتھی وہ چیز کہ نقد حرام سے خریدی مگر عقد وادا دونوں مال حرام پرجمع نہ ہوئے مثلاً زرِ حرام کہ خود اُجرت ورشوت میں ملایا ایسی جنس جوپائی تھی اسے بیچ کر حاصل کیا وہ روپیہ دکھاکر اس کے عوض دے دے جب اس نے دی ثمن میں حلال روپیہ دیاوہ حرام روپیہ الگ کرلیا یہاں عقد حرام پرہوا مگرادا اس سے ادانہ ہوئی یابغیرروپیہ دکھائے یا اس کی طرف اشارہ کئے یوہیں کہا کہ ایک روپیہ کی فلاں شَے دے اس نے دی اب ثمن میں زرحرام دیا کہ یہاں ادا تو اس سے ہوئی

مگر عقد اس پر واقع نہ ہوا تھا اس صورت میں علماء مختلف ہیں بہت سے علماء اسے بھی حرام مطلق بتاتے ہیں،

فان الفساد اذاکان لعدم الملک عمل فیما یتعین وما لایتعین اصلا وبدلا علی الاطلاق۔کیونکہ فساد جب عدم ملکیت کی وجہ سے ہوتو پھر متعین، غیرمتعین۔ اصل اوربدل سب میں علی الاطلاق کرتاہے(ت)
اور بہت سے علماء نے امام کرخی رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پرفتوٰی کیا کہ یوں جوچیز مول لے وہ حرام نہیں، نقد حرام کی خباثت اس کے بدل میں جبھی آتی ہے کہ عقد وادا دونوں اس پر مجتمع ہوں۔

تنویرالابصار میں ہے :بہ یفتی ومثلہ فی الذخیرۃ وغیرھا کما فی جامع الرموز وعلیہ مشت المتون المعتمدۃ النقایۃ والاصلاح والغرر۔اسی قول کے مطابق فتوٰی دیاگیا اور اسی کی مثل ذخیرہ وغیرہ میں ہے جیسا کہ جامع الرموز میں ہے تمام متون معتبرہ کی یہی روش ہے مثلاً النقایہ، الاصلاح اور الغرر وغیرہ(ت)
پانچویں مال مثلاً رنڈی نے کسی سے قرض لیا یا اسے گانے ناچنے زناوغیرہ محرمات کی اجرت اور آشنائی کی رشوت سے جدا کسی نے ویسے ہی کچھ انعام دیاہبہ کیا یاسینے پرونے وغیرہا افعال جائزہ کی اُجرت میں لیا کہ یہ سب حلال ہے او اس سے جوکچھ حاصل کیاجائے گا وہ بھی حلال ہے،

فی فتاوی الامام قاضی خان الرجل اذا کان معربا مغنینان ان اعطی بغیر شرط قالوا یباح وان کان یاخذہ علٰی شرط ذو المال علٰی صاحبہ ان کان یعرفہ وان لم یعرفہ یتصدق بہ ۱؂ اھ وتفصیل القول فی الحظرمن فتاوٰنا۔فتاوٰی قاضی خان میں ہے کہ اگرکوئی آدمی کسی مرد گویّا کوبغیرشرط کے کچھ دے دے یاگویّا اس شرط پرلے لے کہ بصورت تعارف اور پہچان کے وہ مال وصول کردہ اصل مالک کوواپس کردے گا اورمالک کاپتا نہ لگ سکنے کی صورت میں وہ مال صدقہ کردے گا اھ او ر اس قول کی تفصیل ہمارے فتاوٰی کی بحث حظرمیں موجودہے(ت)

(۱؂ فتاوٰی قاضی خان کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی تسلیم والتسلیم مطبع نولکشورلکھنؤ ۴ /۷۹۴)

پس اگرمعلوم ہو کہ یہ تحفہ جووہ لائی ہے اگلے تین مالوں سے ہے تو طبیب وغیرطبیب کسی کولیناجائزنہیں اور اگرمعلوم ہوکہ قسم پنجم سے ہے تو سب کولینا حلال اور قسم چہارم میں لے لے توگنہگارنہیں، یہ سب اس حال میں ہے کہ تحفہ

کاحاصل اس لینے والے کو معلوم ہو کہ کس قسم کاہے اور بحال عدم علم جب کہ اس کااکثر مال وجہ حرام سے ہوکہ رنڈیوں میں غالب یہی ہے توبہت علماء اس کاتحفہ لینا مطلقاً حرام بتاتے ہیں جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیزوجہ حلال سے ہے مگراصل مذہب وقول صحیح ومعتمد یہ ہے کہ بحال ناواقفی لیناجائزہے جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیزوجہ حرام سے ہے،

محررمذہب سیدناامام محمد رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں :بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ رضی االلہ تعالٰی عنھم، ذکرہ فی الھندیۃ ۱؎ عن الظھیریۃ عن ابی اللیث عن محمد رحمہ االلہ تعالٰی۔جب تک ہم کسی چیز کوبعینہٖ حرام نہ جانیں تو وہ جائزہے، ہم اسی کواختیار کرتے ہیں، اور یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم کاہے۔ اس کو ہندیہ میں بحوالہ ظہیریہ اس نے ابواللیث سے اس نے امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کیا۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۲)

تاہم شک نہیں کہ اگرچہ فتوٰی جوازہے تقوٰی احتراز ہے،وقد فصلنا القول فیہ فی فتاوٰنا (ہم نے اس کو تفصیل کے ساتھ اپنے فتاوٰی میں بیان کیاہے۔(ت)واالله سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۳۹ : کیافرماتے ہیں علمائے دین حقیقی مادر اور سوتیلی ماں کے حق حقوق کے بارہ میں، حقیقی اور سوتیلی ماں میں اور ان کے حق میں کیافرق ہے؟ سوتیلی ماں کو مثل حقیقی والدہ کے سمجھناچاہئے یا حفظ مراتب میں دونوں کے کچھ فرق کرناچاہئے اور کس قدر؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : حقیقی ماں اور سوتیلی کے حقوق میں زمین آسمان کافرق ہے، حقیقی ماں بذات خود مستحق ہرگونہ خدمت وادب وتعظیم واطاعت کی ہے اور اسے ایذادینی معاذاالله ورسول کو ایذادینی ہے، اور سوتیلی ماں کا اپنا ذاتی کوئی حق نہیں جوکچھ ہے باپ کے ذریعہ سے ہے یعنی وہ بات نہ ہو جس میں باپ کوایذاء ہو کہ باپ کی ایذاء اللہ ورسول کی ایذاء ہےجل جلالہ، وصلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم۔ واالله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۴۰ و ۱۴۱: از نجیب آباد ضلع بجنور مسئولہ جناب احمد حسین خاں صاحب ۷ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
(۱) مرید کے پیر پرکیاحقوق ہیں؟ (۲) پیر کے مرید پرکیاکیا حقوق ہیں؟

الجواب
(۱) مرید کاپیرپرحق یہ ہے کہ اسے مثل اپنی اولاد کے جانے، جوبات بری دیکھے اس سے منع کرے، روکے، نیکیوں کی ترغیب دے۔ حاضروغائب اس کی خیرخواہی کرے، اپنی دعامیں اسے شریک کرے، اس کی طرف سے براہ نادانی جوگستاخی بے ادبی واقع ہو اس سے درگزرکرے، اس پراپنے نفس کے لئے ناراض نہ ہو، اس کی ہدایت کے لئے غصہ ظاہر کرے اور دل میں اس کی بھلائی کاخواستگار رہے، اس کے مال سے کچھ طلب نہ رہے، تابمقدور اس کی ہرمشکل میں مددگار رہے وغیرہ وغیرہ۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

(۲) پیر کے حقوق مرید پر شمار سے افزوں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہوکررہے، اس کی رضا کواﷲ کی رضا اس کی ناخوشی کو اﷲ کی ناخوشی جانے، اسے اپنے حق میں تمام اولیائے زمانہ سے بہترسمجھے، اگرکوئی نعمت بظاہر دوسرے سے ملے تو اسے بھی پیر ہی کی عطا اور اسی کی نظرتوجہ کاصدقہ جانے، مال اولاد جان سب اس پرتصدّق کرنے کوتیار رہے، اس کی جوبات اپنی نظرمیں خلاف شرع بلکہ معاذاﷲ کبیرہ معلوم ہو اس پربھی نہ اعتراض کرے، نہ دل میں بدگمانی کوجگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے، دوسرے کو اگر آسمان پر اُڑتا دیکھے جب پیر کے سوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے، ایک باپ سے دوسرا باپ نہ بنائے، اس کے حضور بات نہ کرے، ہنسنا توبڑی چیز ہے، اس کے سامنے آنکھ کان دل ہمہ تن اسی کی طرف مصروف رکھے، جو وہ پوچھے نہایت نرم آواز سے بکمال ادب بتاکر جلدخاموش ہوجائے، اس کے کپڑوں، اس کے بیٹھنے کی جگہ، اس کی اولاد، اس کے مکان، اس کے محلہ، اس کے شہر کی تعظیم کرے۔ جو وہ حکم دے کیوں نہ کہے دیرنہ کرے، سب کاموں پراسے تقدیم دے، اس کی غیبت میں بھی اس کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے۔ اس کی موت کے بعد بھی اس کی زوجہ سے نکاح نہ کرے، روزانہ اگر وہ زندہ ہے اس کی سلامت وعافیت کی دعابکثرت کرتارہے، اوراگر انتقال ہوگیا تو روزانہ اس کے نام پرفاتحہ ودرود کاثواب پہنچائے۔ اس کے دوست کادوست، اس کے دشمن کادشمن رہے۔ غرض اﷲ ورسول جل جلالہ وصلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد اس کے علاقہ کوتمام جہان کے علاقہ پردل سے ترجیح دے اور اسی پرکاربند رہے وغیرہ وغیرہ۔ جب یہ ایساہوگا تو ہر وقت اﷲ عزوجل وسید عالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم وحضرات مشائخ کرام رضی اﷲ تعالٰی عنہم کی مدد زندگی میں نزع میں قبرمیں حشرمیں میزان پر صراط پر

حوض پر ہرجگہ اس کے ساتھ رہے گی۔ اس کا پیراگر خود کچھ نہیں تو اس کا پیرتو کچھ ہے یاپیر کا پیر یہاں تک کہ صاحب سلسلہ حضورپرنور غوث رضی اللہ تعالٰی عنہ پھر یہ سلسلہ مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اور ان سے سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان سے اللہ رب العٰلمین تک مسلسل چلاگیاہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ پیرچاروں شرائط بیعت کاجامع ہو، پھر اس کاحسن اعتقاد سب کچھ پھل لاسکتاہےان شاء اللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۴۲ : ازخیرآباد ضلع سیتاپور محلہ میاں سرائے قدیم مدرسہ عربیہ مرسلہ مولوی سیدفخرالحسن صاحب
تفصیل حقوق اللہ وحقوق العباد کے دیکھنے کی خاص ضرورت درپیش ہے اگرکتب دینیہ میں سے کسی کتاب میں مفصلاً حقوق درج ہوں تو نام کتاب سے مع پتہ باب وفصل مشکورفرمائی جائے ورنہ ایسی کچھ ہدایت فرمائی جائے جس سے پورے طورپر تفصیل حقوق اللہ وحقوق العبد کی دریافت ہوجائے۔

الجواب : حقوق اللہ وحقوق العباد بیشمار ہیں بلکہ تمام شریعت مطہرہ بلکہ فقہین اکبرواصغرسب انہیں کی تفصیل میں ہیں تمام علوم دینیہ کاکوئی حکم ان سے باہرنہیں۔ فتاوٰی فقیر میں حقوق الوالدین وحقوق زوجین وحقوق اولاد کاقدرے بےان ہے، کتاب مستطاب احیاء العلوم شریف میں زیادہ تفصیل ہے جلد ثانی کتاب آداب الاخوۃ ملاحظہ ہو۔واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۴۳ تا ۱۴۴ : مستفسرہ محمد میاں طالب علم بہاری بریلی محلہ سوداگران
کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں :
(۱) والدین کاحق اولاد بالغ کو تنبیہ خیرواجب ہے یافرض؟ (۲) حق والدین اولادپر کس قدر ہے؟

الجواب
(۱) جوحکم فعل کاہے وہی اس پرآگاہی دینی ہے فرض پرفرض، واجب پہ واجب، سنت پہ سنت، مستحب پہ مستحب۔

مگربشرط بقدرت بقدرقدرت بامیدمنفعت، ورنہ :علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم ۱ ؎۔واللہ تعالٰی اعلم۔ (لوگو!) اپنی جانوں کی فکرکرو، لہٰذا تمہیں کچھ نقصان نہیں جوبھٹک گیا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(۲) اتناہی کہ ادناممکن ہے مگریہ کہ وہ مرجائیں اور یہ ان کو ازسرنوزندہ کرسکے توکرے کہ وہ اس کے وجود کاسبب ہیں۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

(۱ـــہ القرآن الکریم ۵ /۱۰۵)

مسئلہ ۱۴۵ : ازشہر مدرسہ اہلسنّت وجماعت مسئولہ مولوی محمدافضل صاحب کابلی طالبعلم درجہ اول مدرسہ مذکور ۱۶ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ
اگر شخصے بچہ کودراتعلیم علم دین نکرد بغیر انگریزی وناگری وعلم خدا و رسول رابچہ نمی داند کہ چہ امرست وچہ نہی الحال ایں چنیں پدرِرابرپسر حق ست یانہ؟ بیّنواتوجروا۔

اگروالدنے اپنے بیٹے کو دین اسلام نہ سکھایا، لہٰذا وہ بچہ انگلش اورناگری کے بغیر اﷲ تعالٰی اور اس کے رسول گرامی کے علم کونہیں جانتا کہ ان کاحکم اور نہی کیاہے؟ لہٰذا اب اس طرح کے والد کا اپنے بیٹے پرکوئی حق ہے یانہیں؟ بیان فرماؤ اور اجرپاؤ۔(ت)

الجواب : پدراگردرحق پسر تقصیر کرد حقوق پدرذمہ پسر ساقط نتواں شد۔ واﷲ تعالٰی اعلم اگروالد سے بیٹے کاحق اداکرنے میں کوتاہی اور قصورہوگیا(تو اس کے باوجود) وال کے حقوق بحال ہیں وہ بیٹے سے کبھی ساقط (اور معاف) نہیں ہوسکتے۔ اور اﷲ تعالٰی سب کچھ بخوبی جانتاہے۔(ت)

مسئلہ ۱۴۶ و ۱۴۷ : مولوی نذیراحمدصاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج بریلی ۲۷محرم الحرام ۱۳۳۶ھ
کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل مفصلہ ذیل میں :
(۱) بی بی کے حقوق شوہرپرکیاہیں؟ (۲) شوہر کے حقوق بی بی پرکیاہیں؟بیّنواتوجروا۔

الجواب
(۱) نفقہ سکنی، مہرحسن معاشرت، نیک باتوں اور حیاء وحجاب کی تعلیم وتاکید اور اس کے خلاف سے منع التہدید،ہرجائزبات میں اس کی دل جوئی اور مردان خدا کی سنت پرعمل کی توفیق ہوتو ماورائے مناہی شرعیہ میں ، اس کی ایذا کاتحمل کمال خیرہے اگرچہ یہ حق زن نہیں۔
(۲) امورمتعلقہ زن شوی میں مطلقاً اس کی اطاعت کہ ان امور میں اس کی اطاعت والدین پربھی مقدم ہے، اس کے ناموس کی بشدت حفاظت، اس کے مال کی حفاظت، ہربات میں اس کی خیرخواہی، ہروقت امورجائز میں اس کی رضا کاطالب رہنا،

اسے اپنا مولٰی جاننا، نام لے کرپکارنا، کسی سے اس کی بے جا شکایت نہ کرنا، اور خداتوفیق دے توبجا سے بھی احتراز کرنا ہے اس کی اجازت کے آٹھویں دن سے پہلے والدین یاسال بھر سے پہلے اور محارم کے یہاں جانا وہ ناراض ہو تو اس کی انتہائی خوشامد کرکے اسے منانا اپناہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ کرکہنا کہ یہ میراہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ تم راضی ہو یعنی میں تمہاری مملوکہ ہوں جوچاہو کرومگر راضی ہوجاؤ واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۴۸ و ۱۴۹ : ازقصبہ حسن پور ضلع مرادآباد تحصیل چنور مرسلہ اشرف علی خاں ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

(۱) ایک شخص کاایک عورت ناکتخذا سے یعنی بلانکاحی کنواری عورت سے باہمی محبت تھی کوئی تعلق ناجائزنہ تھا، پھر ا س کانکاح ایک دوسرے مرد سے ہوگیا، بعد نکاح کے پہلے شخص نے اس عورت سے زناکیا، اس کے شوہر کومعلوم نہ ہوا، کچھ مدت کے بعد زناکرنے والے شخص نے اس کے شوہر سے اس طرح معافی چاہی کہ میں نے جوکچھ تمہارا گناہ کیا ہے اس کو معاف کرو یاجو کچھ کہاسناہے معاف کرو۔ اس نے کہا کہ معاف کیا۔ پھر وہ عورت مرگئی۔ اب آپ یہ فرمائیے گا کہ آیا یہ معافی جو اوپرتحریر ہے کافی ہے یانہیں؟ اور اگرناکافی ہے تو کس طرح معافی لیناچاہئے تاکہ یہ گناہ عظیم اﷲ تعالٰی معاف کردے۔

(۲) وہ کون کون سے گناہ ہیں جو اﷲ اس وقت معاف کرے گا پیشتر اس کابندہ جس کے ساتھ گناہ ہواہے معاف کرے جیسا کہ شوہر والی عورت کازنا۔

الجواب

(۱) یوں کہنا کہ "جوکہاسنا ہے معاف کرو" اصلاً کافی نہیں کہ زنا کہے سنے میں داخل نہیں اور یوں کہنا کہ "میں نے جوتیراگناہ کیاہے معاف کردے" یہ اگر ایسی تعمیموں کے ساتھ کہاکہ زناکوبھی شامل ہوا اور اس نے اسی عموم کے طور پر معاف کیا تو معاف ہوگیا اور اگر اتنی ہی گول مجمل لفظ تھے جس سے اس کا ذہن ایسی بڑی بات کی طرف نہ جاسکے ہلکی باتیں مثلاً برابھلاکہنا غیبت کرنا یاکچھ مال وبالینا ان کی طرف ذہن جائے تو یہ معافی انہیں باتوں کے لئے خاص رہے گی اور قول اظہر پر زنا کو شامل نہ ہوگی لہٰذا اسے اس سے یوں کہناچاہئے کہ دنیامیں ایک مرد دوسرے کا جس جس قسم کاگناہ کرسکتا ہے جسم یاجان یامال یا آبرو وغیرہ وغیرہ کے متعلق ان سب میں چھوٹے سے چھوٹا یابڑے سے بڑا جوکچھ بھی مجھ سے تمہارے حق میں واقع ہوا سب لوجہ اﷲ معاف کردو، اور اس تعمیم کو خوب اس کے ذہن میں کردے اور اس کے بعد وہ صاف معاف کرے تو امید واثق ہے کہ ان شاء اﷲ تعالٰی معاف ہوجائے۔

(۲) تمام حقوق العباد ایسے ہی ہیں کہ جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معافی نہ ہوگی، واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۵۰ : ازڈاکخانہ چیگانگ محلہ میدنگ ضلع اکیاب مرسلہ محمدعمر ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
ایک شخص نے ایک غیرعورت سے زناکیا او ر اسی عورت کاوالدین اور برادران اور خورداران وغیرہم موجود ہیں اب وہ شخص زناکار اس زانیہ عورت سے معافی لیناچاہتاہے آیا فقط اس زانیہ سے معافی لیناچاہئے یاوالدین اور برادران اور خورداران سے بھی معافی لیناضروری ہے اور اگرحقوق العباد معاف ہو تو حقوق اللہ معاف ہوگایانہیں؟ یاتوبہ استغفار سے ہوگا؟

الجواب : حقوق اللہ معاف ہونے کی دوصورتیں ہیں :
اوّل توبہ، قال اللہ تعالٰی :ھوالذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات۱؎ وہی (اللہتعالٰی)ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتاہے اور گناہ معاف کرتاہے (ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۴۲/ ۲۵)

دوم عفوالٰہی، قال اللہ تعالٰی :فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء۲؎ اللہ تعالٰی جس کو چاہے معاف فرمادے، اور جس کوچاہے سزادے۔(ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۲/ ۲۸۴)

وقال اللہ تعالٰی :ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۳؎ طیقینا اللہ تعالٰی سب گناہ بخش دیتاہے کیونکہ وہی گناہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔(ت)

(۳؎القرآن الکریم ۳۹/ ۵۳)

اور حقوق العباد معاف ہونے کی بھی دوصورتیں ہیں :
(۱) جوقابل اداہے اداکرنا ورنہ ان سے معافی چاہنا، صحیح بخاری شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ اوشیئ فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لایکون دینار ولادرھم ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمۃ وان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل

علیہ۔١ ـہجس کے ذمہ اپنے بھائی کاآبرو وغیرہ کسی بات کامظلمہ ہو اسے لازم ہے کہ یہیں اس سے معافی چاہ لے قبل اس وقت کے آنے کے کہ وہاں نہ روپیہ ہوگا نہ اشرفی، اگر اس کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی توبقدر اس کے حق کے اس سے لے کر اسے دی جائیں گی ورنہ اس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے۔

(١ــہ صحیح البخاری ابواب المظالم والقصاص باب من کانت لہ مظلمۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ١ /٣٣١)

(٢) دوسرا طریقہ یہ کہ صاحب حق بلامعاوضہ لئے معاف کردے،قال تعالٰی :فاعفوا واصفحوا٢ـــہ۔تم دوسروں کو معاف کردو اور ان سے درگزرکرو۔(ت)

(٢ــہ القرآن الکریم ٢ /١٠٩)

وقال تعالٰی :الاتحبون ان یغفراﷲ لکم٣ـــہ۔کیا تم اس بات کوپسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالٰی تمہیں بخش دے۔(ت)

(٣ــہالقرآن الکریم ٢۴ /٢٢)

اور بعض طرق جامعہ جن سےحقوق اﷲ وحقوق العباد باذن اﷲ تعالٰیسب معاف ہوجاتے جن کی تفصیل ہم نے تعلیقات ردالمحتار میں ذکرکی۔

منہا شہادۃ البحر، ومنہا قتل الصبر ومنہا الحج المبرور وغیرذٰلک۔ان میں سے دریائی شہادت ہے ان میں سے روک کرنشانہ سے مارڈالنا ہے، اور اُن میں سے حج مقبول، اور اسی نوع کے دوسرے کام ہیں۔(ت)

عورت اگرمعاذاللہ زانیہ ہے یعنی زنا اس کی رضا سے ہوا تو اس میں اس کاکچھ حق نہیں تو اس سے معافی کی حاجت کیابلکہ خوداوروں کے حق میں گرفتار ہے جبکہ شوہر یامحارم رکھتی ہو زنا کی اطلاع شوہریااولیائے زن کو پہنچ گئی توبلاشبہہ ان سے معافی مانگناضرورہے بے اُن کے معاف کئے معاف نہ ہوگا اور اگر اطلاع نہ پہنچی تو اب بھی ان کاحق متعلق ہوایانہیں، دربارہ غیبت علماء نے تصریح فرمائی کہ متعلق نہ ہوگا اور اس وقت ان سے معافی مانگنے کی حاجت نہیں صرف توبہ واستغفار کافی ہے،

شرح فقہ اکبر میں ہے :قال الفقیہ ابواللیث رحمہ اﷲ تعالٰی قد تکلم الناس فی توبۃ المغتابین ھل تجوز من غیر ان یستحل من صاحبہ قال بعضھم لایجوز وھو عندنا

علی وجہین احدھما ان کان ذٰلک القول قدبلغ الی الذی اغتابہ فتوبتہ ان یستحل منہ وان لم یبلغ الیہ فلیستغفراﷲ سبحٰنہ ویضمر ان لایعود الی مثلہ ؎۱۔فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا لوگوں نے غیبت کرنے والوں کی توبہ کے بارے میں اختلاف کیاہے، کیا جس کی غیبت کی اس سے معاف کرائے بغیرتوبہ کرنی جائزہے یانہیں؟ بعض نے فرمایا کہ جائزنہیں۔ اور اس کی ہمارے نزدیک دوصورتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کو غیبت کی اطلاع ہوگئی توپھر توبہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس سے معاف کرائے اور اگر اسے اطلاع نہیں ہوئی تو اس صورت میں صرف اللہ تعالٰی سے معافی مانگے اور اپنے دل میں یہ عہد کرے کہ پھرایسا کبھی نہ کرے گا۔(ت)

(؎۱ منح الروض الازھر شرح فقہ الاکبر مطلب یجب معرفۃ المکفرات الخ مصطفی البابی مصر ص۱۵۹)

درمختارمیں ہے :اذا لم تبلغہ یکفیہ الندم؎۲۔اگرغیبت کی اطلاع (جس کی غیبت کی گئی) اس کو نہ ہو تو پھر صرف ندامت کافی ہے۔(ت)

(؎۲ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۵۱)

اوردربارہ زنا اس کی کوئی تصریح نظر سے نہ گزری، ظاہراً یہاں بھی یہی حکم ہوناچاہئے۔وقدجاء فی الحدیث الغیبۃ اشد من الزناء؎۳۔حدیث شریف میں آیاہے کہ غیبت زنا(بدکاری) سے بھی بدترگناہ ہے۔(ت)

(؎۳ شعب الایمان حدیث ۶۷۴۱ و ۶۷۴۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵ /۳۰۶)

مگر ازاں جاکہ اس بارے میں کوئی تصریح نظر سے نہ گزری معافی چاہنا مناسب معلوم ہوتاہے کہ اگر اس نے معاف کردیا تواطمینان کافی ہے مگر طلب معافی میں نہ توصاف تصریح زناہوکہ شاید اس کے بعد معافی نہ ہوبلکہ ممکن کہ اس سے فتنہ پیداہو اور نہ اتنی ہی اجمالی پرقناعت کی جائے کہ مجھے اپنے سب حق معاف کردے کہ اس میں عنداللہ اُتنے ہی حقوق معاف ہوں گے جہاں تک اس کا خیال پہنچے لہٰذا تعمیم عام کے الفاظ ہونا چاہئیں جوہرقسم گناہ کویقینا عام بھی ہوجائیں اور وہ تصریح خاص باعث فتنہ بھی نہ ہومثلاً چھوٹے سے چھوٹا بڑے سے بڑا جوگناہ ایک مرد دوسرے کاکرسکتاہے جان مال عزت آبرو ہرشَے کے متعلق اس میں سے جوتیرا میں نے گناہ کیاہو سب مجھے معاف کردے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:فی النوازل رجل لہ علی آخر دین وھو لایعلم بجمیع ذٰلک فقال لہ المدیون ابرأنی ممالک علیّ فقال الدائن ابرأتک قال نصیر، لایبرأ الاعن مقدار مایتوھم ای یظن انہ علیہ وقال محمد بن سلمۃ یبرأ عن الکل قال الفقیہ ابواللیث حکم القضاء ماقالہ محمد بن سلمۃ وحکم الاٰخرۃ ماقالہ نصیر وفی القنیۃ من علیہ حقوق فاستحل صاحبہا ولم یفصلہا فجعلہ فی حل بعذران علم انہ لوفصلہ یجعلہ فی حل والا فلا قال بعضھم انہ حسن وان روی انہ یصیر فی حل مطلقا، وفی الخلاصۃ رجل قال الآخر حللنی من کل حق ھو لک فأبرأہ ان کان صاحب الحق عالما بہ برئ حکماً بالاجماع واما دیانۃ فعند محمد لایبرأ وعند ابی یوسف یبرأ وعلیہ الفتوی اھ و فیہ انہ خلاف ما اختارہ ابواللیث و لعل قولہ مبنی علی التقوٰی[1] ۔نوازل میں ہے ایک شخص کادوسرا مقروض ہو اور وہ اس کی پوری تفصیل نہ جانتاہوتومقروض نے قرضخواہ سے کہا جو کچھ بھی تیرامیرے ذمے ہے اس سے میری برأت کردے، اس پر قرض خواہ نے کہا میں نے تیری براءت کردی ۔ امام نصیر نے فرمایا اس کی صرف اتنی ہی مقدار سے برأت ہوجائے گی کہ جتنی مقدار کافرقرضخواہ کو وہم ہوا ہوکہ اس قدرقرض مقروض پرہے لیکن محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ سب سے اس کی برأت ہوجائے گی۔ فقیہ ابواللیث نے فرمایا قضاء میں تووہی حکم ہے جوکچھ محمد بن سلمہ نے فرمایالیکن آخرت کاحکم وہ ہے جو کچھ امام نصیر نے فرمایا۔ اور قنیہ میں ہے اگرکسی پرحقوق ہوں اور اس نے صاحب حقوق سے معاف کردینے کی درخواست کی لیکن اُن کی (اس کے آگے) کچھ تفصیل نہ بیان کیا، اور صاحب حقوق نے انہیں معاف کردیا اس عذر سے کہ وہ جانتاہے کہ اگر ان کی اس کے سامنے تفصیل پیش کی جاتی تو وہ لامحالہ معاف کردیتا تو اس صورت میں وہ معاف ہوجائیں گے ورنہ بصورت دیگر وہ معاف نہ ہوں گے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ اچھی تفصیل ہے۔ اگرچہ یہ بھی مروی ہے کہ وہ حقوق مطلقاً معاف ہوجائیں گے۔ خلاصہ میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ تیرا جوبھی میرے ذمّے حق ہے وہ مجھے معاف کردے یعنی میرے لئے حلال کردے، تو اس نے برأت کردی،اگرصاحب حق اُن تمام حقوق کا علم رکھتا ہے توپھر معاف کرانے والا حکماً بالاتفاق بری ہوجائے گا۔ رہامعاملہ دیانت تو اس میں امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک بری الذمہ نہ ہوگا لیکن قاضی امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بری الذمہ ہوجائے گا، اور اسی پرفتوٰی ہے اھ ۔ اور اس میں یہ اشکال ہے کہ یہ صورت اس کے مخالف ہے جو فقیہ ابواللیث سمرقندی نے اختیارکیا، شاید فقیہ موصوف کاقول تقوٰی پرمبنٰی ہو۔(ت)

بالجملہ امرمشکل جوسچے دل سے مولٰی عزوجل کی طرف رجوع لاتاہے اس کاکرم ضرور اسے قبول فرماتاہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم ۔

(۱ـــہ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر مطلب یجب معرفۃ المکفرات الخ مصطفی البابی مصر ص۱۵۹)

مسئلہ ۱۵۱ و ۱۵۲ : ازفیض آباد مسجد مغلپورہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن ومولوی عبدالعلی ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کسی سائل کو یا کسی نالشی کوجو ان کے پاس حاضر ہوامعافی مانگی توبہ کی توحضورسرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کس طرح پیش آئے؟
(۲) کیارسول اللہ صلی اللہ‌تعالٰی علیہ وسلم نے جو مسافر ومہمان معزز رئیس دنیا جس سے آمدنی ہوساتھ کھانا کھلایا اور غریبوں پرتوجہ نہیں کی، شریعت میں جائزہے؟

الجواب
(۱) حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کوجس کاسوال ناحق نہ تھا زجر نہ فرمایا، نالشیوں کی ہمیشہ بات سنی، اور اگر حق پرتھا توداد رسی وفریادرسی فرمائی، جس نے توبہ کی توبہ قبول فرمائی، جس نے معافی مانگی اسے معافی دی اگرچہ بعض مصلحت دینیہ سے بدیر مگرحدوداللہ میں کہ بعد وجوب حد اس سے درگزرکاحکم نہیں۔واﷲ تعالٰی اعلم

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غریب نوازی ہی کو تشریف لائے ہیں، شبانہ روز سرکار سے غریبوں امیروں سب کی پرورش جاری ہے مگریہ بھی حکم فرمایاہے :انزلوا الناس منازلھم۱ـــہ۔لوگوں کو ان کے مراتب ودرجات کے مطابق اتارو(یعنی ان کے مقام کے مطابق ان کی عزت افزائی اور مہمان نوازی کرو) ۔(ت)

(۱ـــہ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تنزیل الناس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۰۹)

اور حدیث میں ہے :اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ۔۲ـــہجب کسی قوم کامعزز تمہارے یہاں آئے تو اس کی عزت کرو۔

(۲؎سنن ابن ماجہ   کتاب الادب   باب اذا اتاکم الخ   ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۷۲)

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حضور ایک سائل حاضرہوا اسے ٹکڑا عطافرمایا ایک ذی عزت مسافر گھوڑے پرسوارحاضر ہوا اس کی نسبت فرمایا کہ باعزاز اتارکر کھاناکھلایاجائے، سائل کی حاجت اسی قدر تھی اور کسی رئیس کو ٹکڑا دیاجائے توباعث اس کی سُبکی اور ذلت کاہو لہٰذا فرق مراتب ضرورہے اور اصل مدارنیت پر ہے اگرسائل کوبوجہ اس کے فقر کے ذلیل سمجھے اور غنی کو بوجہ اس کی دنیا کے عزت دارجانے توسخت بیجاسخت شنیع ہے اور اگرہرایک کے ساتھ خلق حسن منظورہے توجتنا جس کے حال کے مناسب ہے اس پرعمل ضرور ہے ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۵۳ و ۱۵۴ : ازبلرام پورضلع گونڈہ محلہ پورینیا تالاب مرسلہ حافظ محمد عین اللہ صاحب ۱۴ رجب ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

(۱) ایک شخص عالم ہے اور اس کو اہل اسلام اور برادری پیشوا جانتے ہیں اور وہ عیال دار ہے اگر برادری میں شادی نکاح میں نیوتا مروّجہ لے لے اور کھانا بھی کھائے اور اُن کو بطریق نیوتاکچھ نقد دے اور اپنے یہاں کسی لڑکے کی شادی کرے اور برادری کونیوتا دے کرمدعو کرے تو وہ برادری میں منسلک ہوجائے گا اور علم کے درجہ سے گرجائے گا اور پیشوا نہ رہے گا اور برادری کے ہرمعاملہ جائزوناجائز میں شریک ہونا اور تسلیم کرنا اس پرواجب ہوگا۔

(۲) ایک شخص قناعت گزیں ہے اور بجز فتوح غیب کوئی وجہ معاش نہیں رکھتا اور قوم اس کو پیشوا جانتی ہے اور مدخیرات سے اس کو دیتی ہے اور عیال دار ہے اگر وہ بلااکراہ واجبار مثل مذکورہ رسم نیوتاجاری رکھے تو درجہ توکل سے گرجائے گا اور خیرات وغیرہ سے لینا ناجائزہوگا اور شرکت برادری ہرخیروشر میں اس پر واجب ہوگی۔

الجواب :

(۱) جوعالم دین اور پیشوائے مسلمین ہو اسے برادری سے میل جول اور ان کی جائز تقریبوں میں شرکت اور جائز رسموں میں موافقت اور اپنی تقریبوں میں انہیں شریک کرناہرگز نہ ممنوع ہے نہ اس کو درجہ سے کچھ کم کردے وہ کہ تمام عالم سے افضل واعلٰی ہیں۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے غلاموں سے ایسے برتاؤ رکھتے۔ ہاں ناجائز تقریبوں میں شریک ہونا، ناجائز رسموں میں ساتھ دینا یہ ضرورناجائز اور عالم وپیشوا کے لئے سخت ترناجائز، یہ ضرور درجہ گرادینے والی چیزہے اور یہ محض غلط ہے کہ برادری سے میل جول ناجائزباتوں میں

شرکت پربھی مجبورکرے گا کیوں مجبور کرے گا جب یہ عالم ہے اور وہ اسے پیشوا مانتے ہیں صاف کہہ دے کہ فلاں بات ناجائز ہے میں اسے نہیں کرسکتا اور تم بھی نہ کرو۔

(۲) شرکت برادری کاجواب اوپرآگیا، اور اگرصاحب نصاب وقادر علی الاکتساب ہے تو اسے اب بھی صدقات واجبہ لینا جائزنہیں۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لاتحل الصدقۃ لغنی ولذی مرۃ سوّی۱؎۔کسی مالدار کسی تندرست اورطاقتور کے لئے صدقہ وخیرات حلال نہیں۔(ت)

(۱؎ مسندامام احمدبن حنبل عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۲ /۱۹۲)

اور نظر مسبب جل وعلاء پررکھ کر جائزاسباب رزق کااختیارکرناہرگز منافی توکل نہیں، توکل ترک اسباب کانام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :اعقلھا وتوکّل علی اﷲ۲؎۔برتوکّل پائے اشتر رابیند، واللہ تعالٰی اعلم اونٹ کوباندھ کراللہ تعالٰی پربھروساکیجئے ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

(۲؎ جامع الترمذی ابواب القیامۃ امین کمپنی دہلی ۲ /۷۴)

مسئلہ ۱۵۵ : ازشہر محلہ پھوٹا دروازہ مسئولہ شیخ نعیم اللہ صاحب چناں میاں ۴شوال ۱۳۳۸ھ
ذمہ زید حقوق العباد ہوں تو ان کا کیاکفارہ ہے اور کفارہ نہ ہو تو سبکدوشی کی کیاضرورت ہے؟ بیّنواتوجروا۔
الجواب : جس کامال دبایاہے فرض ہے کہ اُتنا مال اسے دے، وہ نہ رہا ہواس کے وارث کو دے، وہ نہ ہوں فقیرکودے، بے اس کے سبکدوش نہیں ہوسکتا، اور جسے علاوہ مال کچھ ایذادی ہو یابراکہاہو اس سے معافی مانگے یہاں تک کہ وہ معاف کردے، جس طرح ممکن ہومعافی لے، وہ نہ رہا ہواور تھامسلمان تو اس کے لئے صدقہ وتلاوت ونوافل کاثواب پہنچاتا رہے، اورکافر تھا تو کوئی علاج نہیں سوا اس کے کہ اپنے رب کی طرف رجوع اورتوبہ واستغفار کرتا رہے وہ مالک وقادرہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۵۶ : ازشہر محلہ ذخیرہ مسئولہ منشی شوکت علی صاحب ۲۴صفر ۱۳۳۹ھ
کیا ارشاد ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ عورت پر مرد کے اور مرد پرعورت کے کیاکیاحق ہیں؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : مرد پرعورت کاحق نان ونفقہ دینا، رہنے کومکان دینا، مہروقت پراداکرنا، اس کے ساتھ بھلائی کابرتاؤ رکھنا، اسے خلاف شرع باتوں سے بچانا۔ قال تعالٰی :وعاشروھن بالمعروف ۱؎ (عورتوں سے اچھی طرح رہنا سہناکرو۔ت)او ر اللہ تعالٰی نے فرمایا :یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نار ۲؎۔اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھروالوں کو آگ سے بچاؤ۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۴ /۱۹) (۲؎ القرآن الکریم ۶۶ /۶)

اور عورت پرمرد کاحق خاص امورمتعلقہ زوجیت میں اللہ ورسول کے بعد تمام حقوق حتی کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت اور اس کے ناموس کی نگہداشت عورت پر فرض اہم ہے، بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جاسکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہرآٹھویں دن وہ بھی صبح سے شام تک کے لئے اور بہن، بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جاسکتی،
نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں : "اگر میں کسی کو غیرخدا کے سجدے کا حکم دیتا توعورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوھر کو سجدہ کرے" ۳؎

(۳؎ جامع الترمذی ابواب الرضاء باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ امین کمپنی دہلی ۱ /۱۳۸)
(کنزالعمال برمزحم حدیث ۴۵۸۶۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۵۵۸)

اورایک حدیث میں ہے : "اگرشوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھرگیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے تو اس کا حق ادانہ ہوگا"۴؎واللہ تعالٰی اعلم۔

(۴؎ مسند امام احمدبن حنبل حدیث معاذ بن جبل المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۲۳۹)
(کنزالعمال برمزکر حدیث ۴۵۸۶۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۵۵۷)

مسئلہ ۱۵۷ : ازریاست بھرت پورشرقی راجپوتانہ ڈیرہ سیدبشرالدین احمد عرف سیدفقیر احمدصاحب جمعدار ترب پنجم رجمنٹ اول مسئولہ حامد الدین احمدقادری ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

چہ میفرمایند علمائے دین احدی ومفتیان شرع محمدی اندریں مسئلہ کہ اخبار وآثاریکہ درمواخذہ وتصفیہ حقوق العباد در محشروارد اند مخصوص بحقوق مومنان بذمہ مومنان ہستند یابعموم بحقوق آدمیان یعنی مؤمن و غیرمومن بذمہ مومن اند۔ بالعموم حقوق مخلوقات بذمہ انسان مؤمن۔ واگرخصمان علاوہ انسان ہم باشند یا انسان زندہ نماندہ باشد یا ازیاد وارفتہ باشد یاقدرت ادائے حقوق نباشد یاگمان عفو از صاحبان حقوق نباشد یاصاحبان حقوق باوجود طلب عفو بحل نسازند۔ پس ازروئے شرع شریف حسب مذہب حنفیہ ماتریدیہ چارہ برأت مؤمن ہست یادخول نارواجب وحرمان نجات لابدست۔ بیّنواتوجروا۔

دین الٰہی کے علماء اور شرع محمدی کے مفتی حضرات اس مسئلہ میں کیافرماتے ہیں کہ احادیث اور آثار قیامت کے دن حقوق العباد کی صلح وصفائی وگرفت کے بارے میں جو وارد ہیں کیا وہ مومنوں کے حقوق، مومنوں کے ذمے لازم اور مخصوص ہیں یاصرف انسانی حقوق ہیں کہ جس میں مومن اور غیرمومن برابرہیں۔ البتہ وہ مومنوں کے ذمے لازم ہیں، یاعام طورپرمخلوق الٰہی کے حقوق بندہ مومن کے ذمے لازم ہیں۔ اگرانسان کے علاوہ دوسری مخلوق بھی فریق مخالف ہو، یاانسان زندہ نہ رہے یا اس کی یاد سے یہ بات نکل جائے یاحقوق اداکرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا اہل حقوق سے معاف کرنے کی امید نہ ہو یا اہل حقوق معافی طلب کرنے کے باوجود معاف نہ کریں، تو ان تمام صورتوں میں شریعت محمدیہ میں مذہب حنفی ماتریدی کے مطابق مومن کے بری الذمہ ہونے کی کیاصورت ہے، یاآگ میں جانا ضروری اور رہائی پانے سے محروم ہونا لازمی ہے، جوبھی صورت ہو بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔(ت)

الجواب: اخباروآثار درمطلق حقوق ست مؤمن راباشد یاکافرذمی راانسان راباشد یاحیوان وقد نصوا ان خصومۃ الدابۃ اشد من خصومۃ الذمی وخصومۃ الذمی اشد من خصومۃ المسلم کما فی الخانیۃ و الدر ۱؎ وغیرھما، وباجماع اہلسنّت ہیچ وعید درحق مسلم قطعی نیست قال اﷲ تعالٰیان اﷲ تعالٰی انّ اﷲ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء ۱؎انچہ دراشدیت خصومت ذمی گفتہ اند انہ لایرجی منہ العفو فیبقی فی خصومتہ فاقول ای یطول

خصومتہ ولیس فیہ ان الوعید ینفذ ولابد حقوق واصحاب بمہ راما لک حقیقی حضرت حق ست عز جلالہفیفعل مایشاء۲؎ ویحکم مایرید۳؎ نسأل اﷲ العفو والعافیۃ۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

اخبار اور آثار مطلق حقوق کے متعلق وارِد ہیں، خواہ مومن ہویاکافر ذمی، انسان ہو یاحیوان، اس لئے کہ ائمہ کرام نے تصریح فرمائی کہ جانوروں کاجھگڑنا اور فریق مخالف ہونا، ذمی کافر کی مخالفت سے زیادہ سخت ہے، اور ذمی کی مخالفت مسلمان کی مخالفت سے زیادہ سخت ہے جیسا کہ فتاوٰی قاضیخان اور درمختار وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور اہل سنّت کا اتفاق ہے کہ کوئی دھمکی مسلمان کے حق میں قطعی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالٰی کاارشاد ہے کہ بیشک اللہ تعالٰی اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیاجائے۔ اور اس سے کمتر جس کے لئے چاہیں معاف کردیتاہے اور یہ جو وارد ہوا ہے کہ ذمی کی مخالفت زیادہ سخت ہے اس کامطلب یہ ہے کہ اس سے معافی کی امیدنہیں۔ پھروہ اپنی مخالفت میں باقی رہے گا۔ میں کہتاہوں کہ اس کی مخالفت طویل ہوجائے گی اور اس میں یہ نہیں کہ عذاب کی دھمکی ضرورنافذ ہوگی، حقوق واصحاب سب کاحقیقی مالک اللہ تعالٰی ہے کہ جس کی عزت بڑی ہے۔ لہٰذا وہ کرتاہے جوچاہے۔ اور فیصلہ کرتاہے جس کا ارادہ فرمائے۔ ہم اللہتعالٰی سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

(۱؎ الدرالمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۹)
(۱؎ القرآن الکریم ۴ /۴۸ و ۱۱۶) (۲؎ القرآن الکریم ۳ /۴۰ و ۱۸/۲۲)
(۳؎القرآن الکریم ۵ /۱)

رسالہ
الحقوق لطرح العقوق(۱۳۰۷ھ)
(نافرمانی کوختم کرنے کے لئے حقوق کی تفصیل)

بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ، ونصلی علٰی رسول الکریم ط

مسئلہ ۱۵۸ تا ۱۶۱ : ۱۲شعبان ۱۳۱۱ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں :

مسئلہ اولٰی :
پسر نے اپنے باپ کی نافرمانی اختیارکرکے کل جائداد پدر پر قبضہ کرلیا اور باپ کے پاس واسطے اوقات بسری کے کچھ نہ چھوڑا بلکہ درپَے تذلیل وتوہین پدر کے ہے اور اللہ جل شانہ، نے واسطے اطاعت پد ر کے کلام اپنے میں فرمایا ہے، صورت ہذا میں اس نے خلاف فرمودہ خدا کیا وہ منکرحکم خداہوا ا نہیں؟ اور منکرکلام ربانی کے واسطے کیا حکم شرع شریف ہے؟ اور وہ کہاں تک گنہگار ہے؟ بیّنواتوجروا(بیان فرماؤ، اجرپاؤ۔ت)

الجواب : پسر مذکور فاسق فاجر مرتکب کبائر عاق ہے اور اسے سخت عذاب وغضب الٰہی کااستحقاق، باپ کی نافرمانی اللہ جبار وقہار کی نافرمانی ہے اورباپ کی ناراضی اللہ جبار وقہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ ہیں۔ جب تک باپ کو راضی نہ کرے گا اس کاکوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہوگا، عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلاء نازل ہوگی مرتے وقت معاذاللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کاخوف ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:طاعۃ اﷲ طاعۃ الوالد ومعصیۃ اﷲ معصیۃ الوالد۔ رواہ الطبرانی۱؎ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت، اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت (طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱؎ المعجم الاوسط حدیث ۲۲۷۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/ ۱۳۴)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :رضا اﷲ فی رضا الوالد وسخط اﷲ فی سخط الوالد۔ رواہ الترمذی ۲؎ وابن حبان فی صحیحہ والحاکم عن عبداﷲ بن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنھما۔اللہ کی رضاوالد کی رضامیں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے(ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اورحاکم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲؎ جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۲)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ھما جنتک ونارک۔ رواہ ابن ماجۃ ۳؎ عن ابی امامۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ۔ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۳؎ سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب برالوالدین ایچ ایم سعید کمپنی دہلی ص۲۶۹)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں : الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فاضع ذٰلک الباب او احفظہ۔ رواہ الترمذی۱؎ فی صحیحہ وابن ماجۃ وابن حبان عن ابی الدرداء رضی االلہ تعالٰی عنہ۔والدجنت کے سب دروازوں میں بیچ کادروازہ ہے اب توچاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے کھودے خواہ نگاہ رکھ (ترمذی نے اپنی صحیح میں اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوالدرداء سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱؎ جامع الترمذی ابواب البروالصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی ۲ /۱۲)

پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہتعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ثلثۃ لایدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ من النساء۲؎۔ رواہ النسائی والبزار باسناد جید والحاکم عن ابن عمر رضی االلہ تعالٰی عنہما۔تین اشخاص جنت میں نہ جائیں گے: ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور دیّوث او ر وہ عورت کہ مردانی کرنے والا اور دیّوث اور وہ عورت کہ مردانی وضع بنائے۔ (نسائی اوربزار نے اسناد جید کے ساتھ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲؎ سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باپ المنان بما اعطٰی نورمحمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱ /۳۵۷)
(المستدرک للحاکم کتاب الایمان ثلاثۃ لایدخلون الجنۃ دارالفکر بیروت ۱ /۷۲)

چھٹی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ثلثۃ لایقبل االلہ عزوجل منھم صرفا ولا عدلا عاق ومنان ومکذب بقدر۔ رواہ ابن ابی عاصم فی السنۃ۳؎ بسند حسن عن ابی امامۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ۔تین شخصوں کاکوئی فرض ونفل اللہ تعالٰی قبول نہیں فرماتا : عاق اور صدقہ دے کر احسان جتانے والا

اور ہرنیکی وبدی کو تقدیرالٰہی سے نہ ماننے والا (ابن ابی عاصم نے السنۃ میں سندحسن کے ساتھ ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت)

(۳ــہ العلل المتناہیۃ باب ذکرالقدر والقدریۃ حدیث ۲۳۹ دارنشر الکتب الاسلامیہ ۱/ ۱۵۱)
(مجمع الزوائد باب ماجاء فیمن یکذب بالقدر دارالکتب العربی بیروت ۷/ ۲۰۶)

ساتویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :کل الذنوب یؤخرمنہا ماشاء الی یوم القیٰمۃ الاعقوق الوالدین فان اﷲ یعجلہ لصاحبہ فی الحیاۃ قبل الممات رواہ الحاکم ۱ــہ والاصبہانی والطبرانی عن ابی بکر رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔سب گناہوں کی سز اﷲ تعالٰی چاہے تو قیامت کے لئے اٹھارکھتا ہے مگرماں باپ کی نافرمانی کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتاہے۔ (حاکم اور اصبہانی اور طبرانی نے ابی بکررضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱ــہ المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب کل الذنوب یؤخر اللہ ماشاء منہا دارالفکر بیروت ۴/ ۱۵۶)
(کنزالعمال حدیث ۴۵۵۴۵ بیروت و الدرالمنثور تحت آیات ۱۷/ ۲۳،۲۴ و ۴/ ۱۷۴)

آٹھویں حدیث میں ہے : ایک جوان نزع میں تھا اسے کلمہ تلقین کرتے تھے، نہ کہاجاتاتھا یہاں تک کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا : کہہلاالٰہ الا اﷲ،عرض کی نہیں کہاجاتا، معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے، اسے راضی کیا توکلمہ زبان سے نکلا۔رواہ الامام احمد۲ــہ والطبرانی عن عبداﷲ بن ابی اوفی رضی اﷲ تعالٰی عنہ (امام احمد اور طبرانی نے عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲ــہ شعب الایمان حدیث ۷۸۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۹۸)

ف: تلاش کے باوجود احمدوطبرانی سے ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی شعب الایمان میں انہی الفاظ سے ملاحظہ ہو۔

مگر ان امور سے وہ عاصی اور اس کافعل مخالف حکم خداہوا، اس کا منکرِخداہونا لازم نہیں آتا جب تک یہ نہ کہے کہ باپ کی اطاعت شرعاً ضروری نہیں یامعاذاللہ باپ کی توہین وتذلیل جائز ہے جومطلقاً بلاتاویل ایسا اعتقاد رکھتاہو وہ بے شک

منکرالٰہی ہوگا اور اس پرصریح الزام کفر،والعیاذباﷲ تعالٰی، واﷲ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ:
سوتی مادر پرتہمت بد طرح طرح کی لگائے اس کے واسطے کیاحکم ہے؟
اورسوتیلی مادر کا حق پسر علاتی پرہے یانہیں؟

الجواب : حقوق تومسلمان پرہرمسلمان رکھتاہے اور کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرام قطعی ہے خصوصاً معاذاﷲ اگرتہمت زنا ہو،جس پرقرآن عظیم نے فرمایا :یعظکم اﷲ ان تعودوا المثلہ ابدا ان کنتم مؤمنین۳؂۔اﷲ تمہیں نصیحت فرماتاہے کہ اب ایسانہ کرنا اگرایمان رکھتے ہو۔

(۳؂ القرآن الکریم ۲۴/ ۱۷)

تہمت زنالگانے والے کو اسی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اس کی گواہی مردود ہوتی ہے اﷲ تعالٰی نے اس کانام فاسق رکھا، یہ سب احکام ہرمسلمان کے معاملے میں ہیں اگرچہ اس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلاً نہ ہو، اور سوتیلی ماں توایک عظیم وخاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اس کی تعظیم وحرمت اس پربلاشبہ لازم، اسی حرمت کے باعث رب العزت جل وعلا نے اسے حقیقی ماں کی مثل حرام ابدی کیا۔

حدیث رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ان ابرالبر صلۃ الرجل اھل ودابیہ۔ رواہ مسلم۱؂ عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔بیشک سب نکوکاریوں سے بڑھ کر نکوکاری یہ ہے کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھاسلوک کرے(مسلم نے ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱؂ صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۱۴)

دوسری حدیث میں ہے، رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نکوکاری کے طریقوں میں یہ بھی شمارفرمایا :واکرم صدیقھما۔ ابوداؤد ۲؂ ابن ماجۃ و ابن حبان فی صحاحھم عن مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔ان کے دوست کی عزت کرنا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ اورابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اﷲ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲ــہ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی برالوالدین آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۴۴)
(سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب صل من کان ابوک یصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۹)

باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام تو اس کی منکوحہ اس کی ناموس کی تعظیم وتکریم کیوں نہ احق وآکد ہوگی خصوصاً جبکہ اس کی ناراضی میں باپ کی ناراضی اﷲ تعالٰی کی ناراضی ہے واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ثالثہ :
اولادپرحق پدرزیادہ ہے یاحق مادر؟ بیّنواتوجروا(بیان فرماؤ، اجرپاؤ۔ت)

الجواب :
اولاد پرماں باپ کاحق نہایت عظیم ہے او رماں کاحق اس سے اعظم، قال اللہ تعالٰی : ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا‌حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلٰثون شھرا‌ط۱ــــہ۔ آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی، اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے، اور اسے جنا تکلیف سے، او اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھُٹنا تیس مہینے میں ہے۔

(۱ــہ القرآن الکریم ۴۶/۱۵)

اس آیہ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرماکر ماں کو پھرخاص الگ کرکے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کوجو اسے حمل وولادت اور دوبرس تک اپنے خون کا عطرپلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کاحق بہت اشدواعظم ہوگیا شمارفرمایا اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا :ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک۲ــــہ۔تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی ماں نے سختی پرسختی اٹھاکر، اور اس کادودھ چھُٹنا دو برس میں ہے، یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

(۲ــہ القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴)

یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ انہیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمارکیا، فرماتاہے : شکربجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا،اﷲ اکبر اﷲ اکبر

وحسبنا اﷲ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الاباﷲ العلی العظیم،یہ دونوں آیتیں اوراسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کاحق باپ کے حق سے زائد ہے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں :سألت رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجھا قلت فای الناس اعظم حقا علی الرجل قال امہ۔ رواہ البزار بسند حسن والحاکم۳؎۔یعنی میں نے حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی عورت پرسب سے بڑا حق کس کاہے، فرمایا شوہر کا، میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کاہے، فرمایا اس کی ماں کا، (بزار نے بسند حسن اورحاکم نے اسے روایت کیا۔ت)

(۳؎ المستدرک للحاکم   کتاب البروالصلۃ اعظم الناس حقا علی الرجل امہ   دارالفکربیروت   ۴/ ۱۷۵)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :جاء رجل الٰی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فقال یارسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم من احق الناس بحسن صحابتی قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال ابوک۔ رواہ الشیخان ۱؎ فی صحیحھما۔ایک شخص نے خدمت اقدس حضورپرنورصلوات اللہ وسلامہ علیہ میں حاضرہوکر عرض کی یارسول اللہ سب سے زیادہ کون اس کامستحق ہے کہ میں اس کے ساتھ نیک رفاقت کروں، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیرا باپ۔ (امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الادب   باب من احق الناس بحسن الصحبۃ   قدیمی کتب خانہ کراچی   ۲ /۸۸۳)
(صحیح مسلم   کتاب البروالصلۃ   باب برالوالدین   قدیمی کتب خانہ کراچی   ۲ /۳۱۲)

تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اﷲصلی اﷲتعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بابیہ۔ رواہ الامام احمدوابن ماجۃ والحاکم والبیھقی فی السنن۲؎ عن ابی سلامۃ۔میں ایک آدمی کو وصیت کرتاہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتاہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتاہوں اس کی ماں کے حق میں،وصیت کرتاہوں اس کے باپ کے حق میں۔(امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے سنن میں ابی سلامہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲ـــ مسنداحمدبن حنبل   حدیث خداش ابی سلامہ   المکتب الاسلامی بیروت   ۴/ ۳۱۱)
(سنن ابن ماجہ   ابواب الادب   ایچ ایم سعید کمپنی کراچی   ص۲۶۸)
(المستدرک للحاکم   کتاب البروالصلۃ   باب بر امک   دارالفکر بیروت   ۴/ ۱۵۰)
(السنن الکبرٰی   کتاب الزکوٰۃ باب الاختیار فی صدقۃ التطوع   دارصادربیروت   ۴/ ۱۷۹)

مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفصیل مادرنہیں توباپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر، یاماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا توپہلے ماں کو پلائے پھرباپ کو، یادونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھرباپ کے، وعلٰی ہذاالقیاس، نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کرمعاذاللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی کرے یااسے جواب دے یابے ادبانہ آنکھ ملاکرباتیں کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں، نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں سے کسی کاایساساتھ دیناہرگز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت ونار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کامستحق ہوگا والعیاذباللہ، معصیت خالق میں کسی کی اطاعت نہیں، اگرمثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کاآزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، ہونے دے اور ہرگز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں، ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالٰی کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کوترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں، اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کابھی حاکم وآقا ہے،

عالمگیری میں ہے :اذا تعذر علیہ جمع مراعاۃ حق الوالدین بان یتأذی احدھما بمراعاۃ الاٰخر یرجح حق الاب فیما یرجع الی التعظیم والاحترام وحق الام فیما یرجع الی الخدمۃ والانعام وعن علاء الائمۃ الحمامی قال مشائخنا رحمھم اللہ تعالٰی الاب یقدم علی الام فی الاحترام والام فی الخدمۃ حتی لو دخلا علیہ فی البیت یقوم للاب ولوسألامنہ ماء ولم یاخذ من یدہ احدھما فیبدأ بالام کذا فی القنیۃ ۱؎، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔

جب آدمی کے لئے والدین میں سے ہرایک کے حق کی رعایت مشکل ہوجائے مثلاً ایک کی رعایت سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے توتعظیم واحترام میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت میں والدہ کے حق کی۔ علامہ حمامی نے فرمایا ہمارے امام فرماتے ہیں کہ احترام میں باپ مقدم ہے اورخدمت میں والدہ مقدم ہوگی

حتی کہ اگر گھرمیں دونوں اس کے پاس آئے ہیں توباپ کی تعظیم کے لئے کھڑاہو، اور اگر دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے والدہ کو پیش کرے، اسی طرح قنیہ میں ہے۔ واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیہ ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۵)

مسئلہ رابعہ: مابین زن وشوہر حق زیادہ کس کاہے اور کہاں تک؟

الجواب: زن وشوہر میں ہرایک کے دوسرے پرحقوق کثیرہ واجب ہیں ان میں جوبجانہ لائے گااپنے گناہ میں گرفتارہوگا، اگرایک ادائے حق نہ کرے تودوسرا اسے دستاویزبناکر اس کے حق کو ساقط نہیں کرسکتا مگروہ حقوق کہ دوسرے کے کسی حق پرمبنی ہوں اگریہ اس کا ایساحق ترک کرے وہ دوسرا اس کے یہ حقوق کہ اس پرمبنی تھے ترک کرسکتاہے جیسے عورت کانان ونفقہ کہ شوہر کے یہاں پابند رہنے کابدلہ ہے، اگرناحق اس کے یہاں سے چلی جائے گی جب تک واپس نہ آئے گی کچھ نہ پائے گی، غرض واجب ہونے مطالبہ ہونے، بے وجہ شرعی ادانہ کرنے سے گنہگار ہونے میں تو حقوق زن وشوہر برابر ہیں ہاں شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں اور اس پروجوب بھی اشدوآکد، ہم اس پرحدیث لکھ چکے کہ عورت پرسب سے بڑا حق شوہرکاہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ، اور مرد پر سب سے بڑاحق ماں کاہے یعنی زوجہ کاحق اس سے بلکہ باپ سے بھی کم، ذٰلک بمافضل اﷲ بعضھم علی بعض (یہ اﷲ تعالٰی کابعض پربعض کافضل ہے۔ت) واﷲ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲: مسئولہ منشی شوکت علی صاحب فاروقی ۱۴ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ

ماقولکم رحمکم اﷲ تعالٰی اندریں مسئلہ(آپ پر اﷲ تعالٰی کی رحمت ہو، اس مسئلہ کے بارے میں آپ کاکیا ارشاد ہے۔ت) کہ بعد فوت ہوجانے والدین کے اولاد پر کیاحق والدین کارہتاہے؟بیّنوابالکتاب توجروابالثواب۔

الجواب: (۱) سب سے پہلاحق بعدموت ان کے جنازے کی تجہیز، غسل وکفن ونماز ودفن ہے اور ان کاموں میں سنن ومستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہرخوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی امیدہو۔

(۲) ان کے لئے دعاواستغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ وخیرات واعمال صالحہ کاثواب انہیں پہنچاتے رہنا، حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نمازپڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنابلکہ جونیک کام کرے سب کاثواب انہیں اور سب مسلمانوں کوبخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پرکوئی قرض کسی کاہو تو اس کے ادا میں حددرجہ کی جلدی وکوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کاقرض اداہونے کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھرباقی اہل خیر سے اس کی ادامیں امداد لینا۔
(۵) ان پرکوئی فرض رہ گیا توبقدرقدرت اس کے ادامیں سعی بجالانا، حج نہ کیاہوتو ان کی طرف سے حج کرنا یاحج بدل کرانا، زکوٰۃ یاعشر کامطالبہ ان پر رہا تو اسے اداکرنا، نمازیا روزہ باقی ہوتو اس کاکفارہ دینا وعلٰی ہذاالقیاس ہرطرح ان کی برأت ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

(۶) انہوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہواگرچہ اپنے نفس پربارہومثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کرگئے توشرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کومناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشخبری پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعدمرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرابیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا یافلاں سے نہ ملے گا یافلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو نہیں ان کی قسم کاخیال نہیں بلکہ اس کاویسے ہی پابند رہنا جیساان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو اور کچھ قسم ہی پرموقوف نہیں ہرطرح امورجائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہرجمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا، وہاں یٰس شریف پڑھنا ایسی آواز سے کہ وہ سنیں اور اس کا ثواب ان کی روح کوپہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبرآئے بے سلام وفاتحہ نہ گزرنا۔
(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمربھر نیک سلوک کئے جانا۔
(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ ان کااعزاز واکرام رکھنا۔
(۱۱)کبھی کسی کے ماں باپ کوبراکہہ کرجواب میں انہیں برانہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر و عام تر ومدام تریہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبرمیں ایذا نہ پہنچانا، اس کے سب اعمال کی خبرماں باپ کوپہنچتی ہے، نیکیاں دیکھتے ہیں توخوش ہوتے ہیں اور ان کاچہرہ فرحت سے چمکتا اوردمکتاہے، اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پرصدمہ ہوتاہے، ماں باپ کایہ حق نہیں کہ انہیں قبرمیں بھی رنج پہنچائے۔
اللہ غفوررحیم عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے، ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور وسرورپہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز، وہ غنی ہے ہم محتاج،

وحسبنا اﷲ ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر ولاحول ولاقوۃ الاباﷲ العلی العظیم، وصلی اﷲ تعالٰی علی الشفیع علی الرفیع العفو الکریم الرؤف الرحیم سیّدنا محمّد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین اٰمین والحمدﷲ ربّ العٰلمین۔

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حقوق استخراج کئے ان میں سے بعض بقدرکفایت ذکرکروں :

حدیث ۱ : کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمت اقدس حضورپرنورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکرعرض کی : یارسول اللہ ! ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کاباقی ہے جسے میں بجالاؤں ۔فرمایا :نعم اربعۃ الصلاۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما واکرام صدیقھما وصلۃ الرحم التی لارحم لک الا من قبلھما فھذا الذی بقی من برھما بعد موتھما۔ رواہ ابن النجار ۱؎ عن ابی اسید الساعدی رضی اﷲ تعالٰی عنہ مع القصۃ، ورواہ البیھقی۲؎ فی سننہ عنہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ قال قال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لایبقی للولد من برالوالد الا اربع الصلٰوۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عھدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ۔

ہاں چار باتیں ہیں : ان پرنماز، اورا ن کے لئے دعاء مغفرت، اور ان کی وصیت نافذ کرنا، اور ان کے دوستوں کی بزرگ داشت، اور جو رشتہ صرف انہیں کی جانب سے ہونیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا، یہ وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے (ابن نجار نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مع قصہ کے روایت کیا۔ اوربیہقی نے اپنی سنن میں انہیں روایت کیا، اور بیہقی نے اپنی سنن میں انہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، کہافرمایا رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے : والد کے ساتھ نیکی کی چارباتیں ہیں: اس پر نماز پڑھنا اور اس کے لئے دعامغفرت کرنا، اس کی وصیت نافذ کرنا، اس کے رشتہ داروں سے نیک برتاؤ کرنا، اس کے دوستوں کا احترام کرنا۔ت)

(۱ـــہ کنزالعمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۹۳۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶ /۵۷۹)
(۲ـــہ السنن الکبرٰی کتاب الجنائز باب مالا یستحب لولی المیت الخ دارصادر بیروت ۴ /۶۱ و ۶۲)

حدیث ۲۔ : کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :استغفار الولد لابیہ من بعد الموت من البر۔ رواہ ابن النجار ۱ـــہ عن ابی اسید بن مالک بن زرارة رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لئے دعاء مغفرت کرے (ابن النجار نے ابی اسید بن مالک بن زرارہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱ـــہ کنزالعمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۴۴۹ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶ /۴۶۳)

حدیث ۳ : کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :اذا ترک العبد الدعاء للوالدین فانہ ینقطع عنہ الرزق ۔ رواہ الطبرانی ۲ـــہ فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالک رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔آدمی جب ماں باپ کے لئے دعاچھوڑ دیتا ہے اس کارزق قطع ہوجاتاہے (طبرانی نے تاریخ میں اور دیلمی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲ـــہکنزالعمال الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس حدیث ۴۵۵۵۶ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶ /۴۸۲)

حدیث ۴ و ۵ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعا فلیجعلھا عن ابویہ فیکون لہما اجرھا ولاینقص من اجرہ شیئا۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط۳ـــہ وابن عساکر۴ـــہ عن عبداﷲ بن عمر ورضی اﷲ تعالٰی عنہما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس ۵ـــہعن معٰویۃ ابن حیدة القشیری رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

جب تم سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب میں سے کچھ نہ گھٹے گا (اس حدیث کوطبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے عبداللہ بن

عمرورضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا اور ایسے ہی دیلمی نے مسند الفردوس میں معاویہ ابن حیدہ قشیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۳ـــہ المعجم الاوسط حدیث ۶۹۴۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۷ /۴۷۹)
(۴ـــہ الجامع الصغیر بحوالہ ابن عساکر حدیث ۷۹۴۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲ /۴۸۵)
(۵ـــہ الفردوس بماثور الخطاب عن معاویہ بن حیدۃ حدیث ۶۳۴۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴ /۱۰۹)

حدیث ۶ : کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضرہوکر عرض کی : یارسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتاتھا اب وہ مرگئے ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ فرمایا :ان من البربعد الموت ان تصلی لھما مع صلٰوتک وتصوم لھما مع صیامک۔ رواہ الدارقطنی ۱ـــہ۔بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تواپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے (اسے دارقطنی نے روایت کیا۔ت)

(۱ـــہ ردالمحتار بحوالہ الدارقطنی کتاب الحج باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ /۲۳۷)

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفلی نمازپڑھے یاروزے رکھے تو کچھ نفل نماز ان کی طرف کہ انہیں ثواب پہنچائے یانماز روزہ جونیک عمل کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرلے کہ انہیں ثواب ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا،کما یدل علیہ لفظ "مع" انہ یحتمل لوجھین بل ھذا الصق بالمعیۃ۔جیسا کہ لفظ "مع" اس پر دال ہے کیونکہ اس میں مذکورہ دونوں احتمال ہیں بلکہ آخری وجہ معیت کو زیادہ مناسب ہے۔(ت)

محیط پھرتاتارخانیہ پھرردالمحتار میں ہے :الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانھا تصل الیھم ولاینقص من اجرہ شیئ ۲ـــہ۔جوشخص نفلی صدقہ دے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام ایمان والوں کی نیت کرے کیونکہ انہیں بھی ثواب پہنچے گا اور اس کاثواب بھی کم نہ ہوگا۔ت)

(۲ـــہ ردالمحتار بحوالہ الدارقطنی کتاب الحج باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ /۲۳۶)

حدیث۷ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من حجّ عن والدیہ اوقضی عنہما مغرما بعثہ االلہ یوم القیٰمۃ مع الابرار ۔ رواہ الطبرانی ۳؎ فی الاوسط والدار قطنی ۴؎ فی السنن عن ابن عباس رضی االلہ تعالٰی عنہما۔

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض اداکرے روزقیامت نیکوں کے ساتھ اُٹھے (اسے طبرانی نے اوسط میں اور دارقطنی نے سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۳؎ المعجم الاوسط حدیث ۷۷۹۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۸ /۳۹۳)
(۴؎ سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۱۰ نشرالسنۃ ملتان ۲ /۲۶۰)

حدیث ۸ : امیرالمومنین عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اسی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بلاکرفرمایا :بع فیھا اموال عمر فان وفت والا فسل بنی عدی فان وفت والافسل قریشا ولاتعدھم۔میرے دین (قرض) میں اول تومیرا مال بیچنا اگرکافی ہوجائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کرپوراکرنا اگریوں بھی پورا نہ ہو توقریش سے مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔ پھرصاحبزادہ موصوف سے فرمایا : اضمنھا تم میرے قرض کی ضمانت کرلو، وہ ضامن ہوگئے اور امیرالمؤمنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین وانصار وگواہ کرلیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں، ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ سارا قرض ادافرمادیا۔رواہ ابن سعد فی الطبقات۱؎ عن عثمان بن عروۃ (اسے ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن عروہ سے روایت کیا۔ت)

(۱؎ الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکراستخلاف عمررضی اللہ عنہ دارصادر بیروت ۳ /۳۵۸)

حدیث ۹: قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خدمت اقدس حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضرہوکر عرض کی : یارسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادانہ کرسکیں اور ان کاانتقال ہوگیا کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں، فرمایا :حجی عنھا ارأیت لوکان علی امک دین اکنت قاضیتہ اقضوا االلہ فاالله احق بالوفاء۔ رواہ البخاری ۲؎ عن ابن عباس رضی االلہ تعالٰی عنہما۔ہاں اس کی طرف سے حج کر، بھلاتو دیکھ توتیری ماں پر اگر دَین ہوتا تو تو اداکرتی یانہیں؟ یونہی خدا کادَین اداکرو کہ وہ زیادہ حق ادارکھتاہے(اسے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۲ـــہ صحیح البخاری ابواب العمرۃ باب الحج والنذر عن المیت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۲۵۰)
(صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب شبّہ اصلاً معلوماً الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۰۸۸)

حدیث ۱۰ : فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منہ ومنھما واستبشرت ارواحھما فی السماء وکتب عند اﷲ برا۔ رواہ الدار قطنی۱ـــہ عن زید بن ارقم رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتاہے وہ حج اس کی اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیاجاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں، اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھاجاتا ہے(اسے دارقطنی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۱ـــہ سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۰۹ نشرالسنۃ ملتان ۲ /۲۶۰)

حدیث ۱۱ : کہ فرماتے ہیں رسول اﷲ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من حج عن ابیہ وامہ فقد قضی عنہ حجتہ فکان لہ فضل عشر حجج۔ رواہ الدارقطنی۲ـــہ عن جابر بن عبداﷲ رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج اداہوجائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔(دارقطنی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲ــــہسنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۱۲ نشرالسنۃ ملتان ۲ /۲۲۰)

حدیث ۱۲ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من حج عن والدیہ بعد وفاتھما کتب لہ عتقا من النار وکان للمحجوج عنھما اجر حجۃ تامۃ من غیران ینقص من اجورھما شیئا۔ رواہ الاصبھا نی فی الترغیب والبیھقی فی الشعب ۳ـــہ عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔جو اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالٰی اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے حج کاثواب ہو جس میں اصلاً کمی نہ ہو۔ (اسے اصبہانی نے ترغیب میں اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۳ـــہ شعب الایمان حدیث ۷۹۱۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶ /۲۰۵)

حدیث ۱۳ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من برقسمهما وقضی دینهما ولم یستسب لهما کتب بارا و ان کان عاقا نی حیاتہ و من لم یبر قسمهما ولم یقض دینهما و استسب لهما کتب عاقا وان کان بارا فی حیاتهما۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط۱ــــہ عن عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض اداکرے اور کسی کے ماں باپ کو براکہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھاجاتاہے اگرچہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اوروں کے والدین کو براکہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ عاق لکھاجائے اگرچہ ان کی حیات میں نکوکارتھا (اسے طبرانی نے اوسط میں عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۱ــہ المعجم الاوسط حدیث ۵۸۱۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۶ /۳۸۴)

حدیث ۱۴ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من زارقبر والدیہ اواحدهما فی کل یوم جمعۃ مرۃ غفراللّٰہ لہ وکتب برا۔ رواہ الامام الترمذی العارف باللّٰہ الحکیم فی نوادر الاصول ۲ــــہعن ابی هریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنهما۔جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پرہرجمعہ کے دن زیارت کوحاضرہوا اللہ تعالٰی اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھابرتاؤ کرنے والا لکھاجائے (الامام الحکیم عارف باللہ ترمذی نے نوادر الاصول میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲ــہ نوادرالاوصول للترمذی الاصل الخامس عشر دارصادر بیروت ص۲۴)

حدیث ۱۵ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من زارقبر ابویہ اواحدهما یوم الجمعۃ فقرأ عندہ یٰس غفرلہ۔ رواہ ابن عدی ۳ــــہ عن الصدیق الاکبر رضی اﷲ تعالٰی عنہ وفی لفظ من زار قبروالدیہ اواحدهما فی کل جمعۃ فقرأ عندہ یٰس غفراللّٰہ لہ بعدد کل حرف منها۔ رواہ هو دالخلیلی وابوشیخ والدیلمی۱ــــہوابن النجار والرافعی وغیرهم عن ام المؤمنین الصدیقۃ عن ابیها الصدیق الاکبر رضی اﷲ تعالٰی عنهما عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم۔جو شخص روزجمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس یٰس پڑھے بخش دیاجائے (اسے عدی نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور دیگر الفاظ میں۔ت) جو ہرجمعہ والدین یا ایک کی زیارت قبر کرکے وہاں یٰس پڑھے یٰس شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی گنتی کے برابر اللہ تعالٰی اس کے لئے مغفرت

فرمائے (اسے روایت کیاترمذی، الخلیلی اور ابوشیخ اور دیلمی اور ابن نجار اور رافعی وغیرھم نے ام المومنین صدیقہ سے انہوں نے اپنے والدگرامی صدیق اکبررضی اللہ تعالٰی عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے۔ت)

(۳ـــہ الکامل لابن عدی ترجمہ عمربن زیادبن عبدالرحمان بن ثوبان دارالفکر بیروت ۵/ ۱۸۰۱)
(۱ـــہ اتحاف السادۃ للمتقین بحوالہ ابی الشیخ وغیرہ بیان زیارۃ القبور والدعاء للمیت دارالفکر بیروت ۱۰/ ۳۶۳)

حدیث ۱۶ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من زارقبر ابویہ اواحدھما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ ومن کان زوارا لھما زارت الملئکۃ قبرہ۔ رواہ الامام الترمذی ۲ـــہ الحکیم وابن عدی۳ـــہ عن ابن عمر رضی االلّٰہ تعالٰی عنھما۔جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبرکرے حج مقبول کے برابرثواب پائے، اور جوبکثرت ان کی زیارت قبرکیاکرتاہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کوآئیں(حکیم ترمذی اور ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲ـــہ نوادرالاصول للترمذی الاصل الخامس عشر دارصادربیروت ص۲۴)
(۳ـــہ الکامل لابن عدی ترجمہ حفص بن سلمہ الخ دارالفکر بیروت ۲/ ۸۰۱)

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمدابن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفرکو گیا راہ میں باپ کا انتقال ہوگیا وہ جنگل درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کاتھا ان کے نیچے دفن کرکے بیٹا جہاں جاناتھا چلاگیا جب پلٹ کر آیا اس منزل میں رات کو پہنچا باپ کی قبر پر نہ گیا توناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والاکہتاہے :رأیتک تطوی الدوم لیلا ولاترٰی علیک باھل الدوم ان تتکلما

وبالدوم ثا ولو ثویت مکانہ فمر باھل الدوم عاج فسلما ۴ـــہ (میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتاہے اور وہ جو ان پیڑوں میں ہےاس سے کلام کرنا اپنے اوپرلازم نہیں جانتا حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر اس کی جگہ تو ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھرکر آتا اور تیری قبرپر سلام کرتا۔ت)

(۴ـــہ شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات باب زیارۃ القبور علم الموتی خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص۹۱)

حدیث ۱۷ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من احب ان یصل اباہ فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ من بعدہ۔ رواہ ابویعلٰی ۱؎ وابن حبان عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔جوچاہے کہ باپ کی قبرمیں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے(ابویعلٰی وابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱؎ مسند ابویعلٰی حدیث ۵۶۴۳ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۵ /۲۶۰)

حدیث ۱۸ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من البر ان تصل صدیق ابیک، رواہ الطبرانی۲؎ فی الاوسط عن انس رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔باپ کے ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اس کے دوست سے اچھابرتاؤ کرے۔ (طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲؎ المعجم الاوسط حدیث ۷۲۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۸ /۱۴۹)

حدیث ۱۹ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :ان البر ان یصل الرجل اھل ود ابیہ بعد ان یولی الاب ۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد و مسلم۳؎ فی صحیحہ وابوداؤد والترمذی عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔بے شک باپ کے ساتھ سب نکوکاریوں سے بڑھ کریہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پرنباہے (اسے ائمہ کرام احمد اور بخاری نے ادب المفرد میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۳؎ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۱۴)
(کنزالعمال بحوالہ حم خذم ، د، ت حدیث ۴۵۴۶۲ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶ /۴۶۵)

حدیث ۲۰ : کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :احفظ ودّ ابیک لاتقطعہ فیطفئ اﷲ نورک۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط۱؎ والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔اپنے ماں باپ کی دوستی پرنگاہ رکھ اسے قطع نہ کرنا کہ اللہ تعالٰی نور تیرا بجھادے گا(اسے بخاری نے ادب المفرد میں اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۱ـــہ المعجم الاوسط حدیث ۸۶۲۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/ ۲۸۸)
(کنزالعمال بحوالہ خد، طس، ھب عن ابن عباس حدیث ۴۵۴۶۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۶۴)

حدیث ۲۱ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی االلّٰہ تعالٰی وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامھات یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتھم ویزدادون وجوھھم بیضاء ونزھۃ فاتقوا االلّٰہ ولا توذوا موتاکم۔ رواہ الامام الحکیم۲ـــہ عن والد عبدالعزیز رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ۔ہردوشنبہ وپنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلٰوۃ والتسلیم اور ماں باپ کے سامنے ہرجمعہ کو، وہ نیکیوں پرخوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی وتابش بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ (اسے امام حکیم نے اپنے والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۲ـــہ نوادرالاصول للترمذی الاصل السابع والستون والمائۃ الخ دارصادر بیروت ص۲۱۳)

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآہو وہ اس کے حیات ووجود کے سبب ہیں تو جوکچھ نعمتیں دینی ودنیوی پائے گاسب انہیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہرنعمت وکمال وجود پرموقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کاموجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہوسکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں، اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیداہونے میں، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتاہے، خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت ورحمت کے مظہرہیں، ولہٰذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ، نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکرفرمایا کہان اشکرلی ولوالدیک۳ـــہحق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

(۳ـــہ القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴)

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہوکر عرض کی : یارسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگرگوشت ان پرڈالا جاتاکباب ہوجاتا میں ۶میل تک اپنی ماں کو گردن پرسوار کرکے لے گیاہوں کیا میں اب اس کے حق سے بری ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :لعلہ ان یکون بطلقۃ واحدۃ۔ رواہ الطبرانی۱؎ فی الاوسط عن بریدۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ۔تیرے پیداہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کابدلہ ہوسکے(اسے طبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)
اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطافرمائےاٰمین اٰمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی االلہ تعالٰی علٰی سیّدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین والحمداللہ ربّ العٰلمین۔ واالله تعالٰی اعلم۔

(۱؎ کنزالعمال بحوالہ طس عن بریدہ حدیث ۴۵۵۰۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶ /۴۷۳)
(مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الصغیر کتاب البروالصلۃ باب ماجاء فی البر وحق الوالدین دارالکتب ۸ /۱۳۷)

مسئلہ ۱۶۳ : ازبنگالہ ضلع کمرلا موضع ہرمنڈل مرسلہ مولوی عبدالجبار صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کچھ لیاقت رکھنے والا اپنے والدین صالحین کے ساتھ جنگ وجدل وزدوضرب و ظلم وستم کرتاہے اور خود اپنے والدین کوطعنے تشنیع ودشنام کرتا ہے اور لوگوں سے کرواتاہے اور وہ شخص غاصب وکاذب وسارق کے ساتھ موصوف ہے، ایسے شخص کے پیچھے نمازجائزہے یامکروہ؟ اگرمکروہ ہےتو کون قسم کی مکروہ ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے جوکوئی بسبب ناواقفی کے نمازپڑھے تونماز اس کودوبارہ پڑھناہوگی یانہیں؟ اور ایسے عاق الوالدین کودعوت کرنا کروانا صدقہ وغیرہ دینا دلوانا درست ہے یانہیں؟ اور اس کے مکان میں دعوت کھانا کیسی ہے اور وہ شخص از روئے شرع شریف کے کس تعزیر کے لائق ہے اوراس کی تائید کرنے والے پراز روئے شرع شریف کیاحکم ہے بادلائل قرآن وحدیث واقوال ائمہ ارشاد فرمایاجائے۔

الجواب
ایساشخص افسق الفاسقین واخبث مہین ومستحق غضب شدید رب العالمین وعذاب عظیم ونارجحیم ہے۔

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :الاانبئکم باکبر الکبائر، الا انبئکم باکبر الکبائر، الا انبئکم باکبر الکبائر۔میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب کبیرہ گناہوں سے سخت تر گناہ کیاہے، کیانہ بتادوں کہ سب کبائر سے بدترکیاہے، کیانہ بتادوں کہ سب کبیروں سے شدیدتر کیاہے۔

صحابہ نے عرض کی : ارشاد ہو۔ فرمایا :الاشراک باﷲ عقوق الوالدین، الحدیث۔ رواہ الشیخان ١؎ والترمذی٢؎ عن ابی بکرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔اللہ تعالٰی کاشریک ٹھہرانا اور ماں باپ کوستانا، الحدیث، (اسے امام بخاری ومسلم اور ترمذی نے ابی بکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(١؎ صحیح بخاری کتاب الشہادات باب ماقیل فی شہادۃ الزور قدیمی کتب خانہ کراچی ١/ ٣٦٢)
(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الکبائر قدیمی کتب خانہ کراچی ١/ ٦٤)
(٢؎ جامع الترمذی ابواب البروالصلۃ ٢/ ١٢ ابواب الشہادۃ ٢/ ٥٤ امین کمپنی دہلی)

حدیث ٢ : رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :ثلثۃ لایدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ من النساء۔ رواہ النسائی ٣؎ والبزار بسندین جیدین والحاکم٤؎ عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنھما۔تین شخص جنت میں نہ جائیں گے : ماں باپ کو ستانے والا اور دیّوث اورمردوں کی وضع بنانے والی عورت۔ (نسائی اور بزار نے جیدسندوں کے ساتھ اور حاکم نے ابن عمررضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(٣؎ سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب المنان بما اعطی نورمحمدکارخانہ تجارت کتب کراچی ١/ ٣٥١)
(٤؎ المستدرک الحاکم کتاب الایمان ثلثۃ لایدخلون الجنۃ دارالفکربیروت ١/ ٧٢)

حدیث ٣ : رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ثلثۃ لایقبل اﷲ عزوجل منھم صرفا ولاعدلا عاق ومنان ومکذب بقدر۔ رواہ ابن ابی عاصم ٥؎ فی السنۃ بسند حسن عن ابی امامۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔تین شخص ہیں کہ اللہ تعالٰی نہ ان کے فرض قبول کرے نہ نفل : ماں باپ کوایذادینے والا اور صدقہ دے کر فقیر احسان رکھنے والا اور تقدیر کاجھٹلانے والا۔ (اسے عاصم نے السنّۃ میں بسند حسن ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا۔ت)

(٥؎ العلل المتناہیۃ باب ذکر القدر والقدریۃ حدیث ٢٣٩ دارنشر الکتب الاسلامیہ ١/ ١٥٢)
(مجمع الزوائد باب ماجاء فیمن یکذب بالقدر دارالکتب العربی بیروت ٧/ ٢٠٦)

حدیث٤ : رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتاہے :ملعون من عق والدیہ ملعون من عق والدیہ ملعون من عق والدیہ۔ رواہ الطبرانی

والحاکم ١ ـــہ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے، ملعون ہے جو اپنے والدین کوستائے، ملعون ہے جو اپنے والدین کوستائے۔ (اسےطبرانی اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(١ــہ الترغیب والترھیب بحوالہ الطبرانی والحاکم من اللواط حدیث ۴ مصطفی البابی مصر ٣ /٢٨٧)

حدیث۵ : رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لعن اﷲ من سبّ والدیہ ۔ رواہ ابن حبان ٢ ـــہ عن ابن عباس رضی اﷲ تعالٰی عنہ ۔اللہ کی لعنت اس پرجو اپنے ماں باپ کوگالی دے (ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

(٢ــہ موارالظمأن باب فی الکبائر حدیث ۵٣ المطبعۃ السلفیہ ص۴٣)

حدیث ۶ : کہ ایک جوان کو نزع کے وقت کلمہ تلقین کیا، نہ کہہ سکا، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کوخبر ہوئی تشریف لے گئے، فرمایاکہہ لاالہ الااللہ۔ کہا: مجھ سے نہیں کہاجاتا۔ فرمایا کیوں؟ کہا : وہ شخص اپنی ماں کو ستاتا تھا، رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کی ماں کو بلاکرفرمایا : یہ تیرابیٹا ہے؟ عرض کی : ہاں۔ فرمایا؟ارأیت لو اججت نار ضخمۃ فقیل لک ان شفعت لہ خلیناہ والاحرقناہ اکنت تشفعین لہ۔بھلا سن تو اگر ایک عظیم الشان آگ بھڑکائی جائے اور کوئی تجھ سے کہے کہ تو اس کی شفاعت کرے جب تو ہم اسے چھوڑتے ہیں ورنہ جلادیں گے، کیا اس وقت تو اس کی شفاعت کرے گی۔

عرض کی : یارسول اللہ! جب توشفاعت کروں گی، فرمایا : تو اللہ کو اور مجھے گواہ کرلے کہ تو اس سے راضی ہوگئی۔ اس نے عرض کی : الٰہی ! میں تجھے اور تیرے رسول کوگواہ کرتی ہیں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوئی، اب سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جوان سے فرمایا : اے لڑکے! کہہلاالٰہ الااﷲ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ، ورسولہ۔جوان نے کلمہ پڑھا اور انتقال کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :الحمدﷲ الذی انقذہ بی من النار۔ رواہ الطبرانی١ ـــہ عن عبداﷲ بن ابی اوفٰی رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔شکر اس خدا کاجس نے میرے وسیلے سے اس کو دوزخ سے بچالیا۔ (اسے طبرانی نے عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(١ــہ شعب الایمان حدیث ٧٨٩٢ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶ /١٩٨)

حدیث ۷ : عوّام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ کو اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں ۱۴۸ھ میں انتقال کیا، فرماتے ہیں میں ایک محلے میں گیا اس کے کنارے پرقبرستان تھا عصر کے وقت ایک قبرشق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کاسرگدھے اورباقی بدن انسان کا، اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح کیں پھرقبربند ہوگئی، ایک بڑھیا بیٹھی کات رہی تھی ایک عورت نے مجھ سے کہا ان بڑی بی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: اس کاکیامعاملہ ہے؟ کہا: یہ قبروالے کی ماں ہے وہ شراب پیتاتھا جب شام کو آتا ماں نصیحت کرتی کہ اے بیٹے! خدا سے ڈر کب تک اس ناپاک کوپیئے گا؟ یہ جواب دیتا کہ تو توگدھے کی طرح چلاتی ہے، یہ شخص عصر کے بعد مرا جب سے ہر روز بعد عصر اس کی قبرشق ہوتی ہے اور یوں تین آوازیں گدھے کی کرکے پھربندہوجاتی ہےرواہ الاصبہانی۲؎ وغیرہ (اصبہانی وغیرہ نے اسے روایت کیاہے۔ت)

(۲؎ شرح الصدور بحوالہ اصبہانی فی الترغیب باب عذاب القبر خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص۷۱ و ۷۲)

اسی طرح غضب وکذب وسرقہ کی حرمتیں ضروریات دین سے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے مکروہ تحریمی قریب بحرام اور واجب الاعادہ ہے کہ نادانستہ پڑھ لی ہو توپھیرناواجب ہے۔

صغیرہ میں ہے :یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم۳؎۔فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ۱۲صغیری۔(ت)

(۳؎ الصغیری فی شرح منیۃ المصلی مباحث الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ص۲۶۴)

غنیہ میں ہے :وقدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریمۃ ۱؎۔قاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے، کیونکہ اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ غنیہ(ت)

(۱؎ غنیۃ المستملی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص۵۱۳)

درمختار میں ہے :کل صلٰوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم وجب اعادتھا۲؎۔ہروہ نماز جو کراہت تحریمہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۱۲(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الصلٰوۃ باب قضاء الفوائت مطبع مجتبائی دہلی ۱ /۱۰۰)

ایسے اشدفاسق فاجر سے شرعاً بغض رکھنے کاحکم ہے اور جس بات میں اس کا اعزاز واکرام نکلے بے ضرورت ومجبوری ناجائزوممنوع ہے۔ایسے اشدفاسق فاجر سے شرعاً بغض رکھنے کاحکم ہے اور جس بات میں اس کا اعزاز واکرام نکلے بے ضرورت ومجبوری ناجائزوممنوع ہے۔ تبیین الحقائق ومراقی الفلاح وفتح المعین وحاشیہ درمختار للعلامۃ الطحطاوی وغیرھا میں ہے :الفاسق وجب علیھم اھانتہ شرعاً۳؎۔شرعی طور پر فاسق کی توہین واجب ہے ۱۲(ت)

(۳؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ فصل فی الاجارۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱ /۲۴۳)
(تبیین الحقائق باب الامامۃ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱ /۱۳۴)
(فتح المعین کتاب الصلٰوۃ باب الامامۃ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۱ /۲۰۸)

اس کی دعوت کرنا کرانا اس کے یہاں دعوت کھاناکچھ نہ چاہئے۔ سنن ابی داؤد وجامع ترمذی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے،

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لما وقعت بنواسرائیل فی المعاصی نہتھم علماؤھم فلم ینتھوا فجالسوھم واٰکلوھم وشاربوھم فضرب اﷲ قلوب بعضھم ببعض فلعنھم علٰی لسان داؤد وعیسٰی بن مریم ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۴؎۔جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے علماء نے منع کیا وہ باز نہ آئے یہ علماء ان کے پاس ان کے جلسوں میں بیٹھے ان کے ساتھ کھانا کھایا پانی پیا تو اللہ تعالٰی نے ان مجرموں کے دلوں پر اثر ان پاس بیٹھنے والوں پربھی ڈالا کہ سب ایک سے ہوگئے پھر ان سب پرداؤد وعیسٰی بن مریم علیہم الصلٰوۃ والسلام کی زبان سے لعنت فرمائی یہ بدلہ تھا ان کے گناہوں او رحد سے بڑھنے کا۔

(۴؎ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ داؤد والترمذی کتاب الادب باب الامربالمعروف مطبع مجتبائی دہلی ص۴۳۸)

وہ سخت سے سخت تعزیر کے قابل ہے جس کی مقدار حاکم شرع کی رائے پرسپرد ہے اور اگر سرقہ شہادت شرعیہ سے ثابت ہوجائے توحاکم شرع اس کاہاتھ کلائی سے کاٹ دے گا اس کی تائید کرنے والے سب سخت گناہگار ہیں، قال اللہ تعالٰی :ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان۔۱؎اور گناہ اور زیادتی پرباہم مددنہ کرو۔ (ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۵ /۲)

ابھی حدیث سن چکے کہ پاس بیٹھنے، ساتھ کھانے والوں پر لعنت اُتری۔ پھرتائید کرنے کرانے والوں کاکیاحال ہوگا، اللہ عزوجل پناہ دے اور مسلمانوں کوتوفیق توبہ بخشے، آمین!
رہا صدقہ دینا دلانا، اگر اسے محتاج ضرورت مند ننگا بھوکا دیکھیں تو حرج نہیں جبکہ گناہوں میں اس کی تائیدواعانت کی نیت نہ ہو،

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :فی کل ذات کبد حراء اجر۔ رواہ الشیخان۲؎ عن ابی ھریرۃ وفی الباب عن عبداللّٰہ بن عمرو عن سراقۃ بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم۔ہرگرم جگروالی میں ثواب ہے۔(امام بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے اور اس باب میں عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اسے روایت کیا۔ت)

(۲؎ صحیح البخاری، کتاب المساقات ۱ /۳۱۸۔ ابواب المظالم ۱ /۳۳۳۔ کتاب الادب ۲ /۸۸۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)
(صحیح مسلم کتاب قتل الحیّات باب فضل سقی البہائم المحرمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۷)
(مسند احمدبن حنبل عن عبداللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۲۲)

صحیح حدیث میں ہے کہ کُتّے کوبھی پانی پلانا ثواب ہےحتی غفراللّٰہ تعالٰی بہ البغی کما فی الصحاح۳؎ (حتی کہ اللہ تعالٰی نے اس سبب سے فاحشہ عورت کی مغفرت فرمائی۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳؎ صحیح مسلم کتاب قتل الحیات باب فضل سقی البہائم المحرمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۷)

مسئلہ ۱۶۴ : ۷ ربیع الآخرشریف ۱۳۲۱ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو جب مرض الموت میں اپنے مرگ کایقین ہوا تو اپنے شوہر زید کو بمواجہہ موجودیں مخاطب کرکے عفو حقوق و تقصیرات کی مستدعی ہوئی اور اپنے جملہ حقوق زید کو معاف کئے دینِ مہر کو بہ تفصیل علیحدہ معاف کیا زید نے بھی اپنے حقوق وقصور خدمات کی معافی دی اب اس صورت میں کسی قسم کا مواخذہ ایک دوسرے پرعنداللہ باقی تونہ رہا یا لفظ مجمل جملہ حقوق وقصور کافی نہ تھا علیحدہ علیحدہ ہرخطا وحق کی تشریح ضرورتھی اور زید دَین مہر سے بری ہوگیا یایہ معافی زمانہ مرض الموت کی حکم وصیت میں متصور ہوکر دوثلث کامواخذہ دار رہے گا اگرچہ ورثاء دنیامیں شرم یارسم کے باعث متقاضی نہ ہوں۔بیّنواتوجروا۔الجواب : عام حقوق کی معافی جوزید

نے ہندہ اور ہندہ نے زید کو کی ان میں ہندہ کے حقوق مالیہ مثل مہر ودیگر دُیُون کی معافی تواجازت وارثان ہندہ پرموقوف رہے گیکما بیّناہ فی الھبۃ من فتاوٰنا (جیسا کہ ہمارے فتاوٰی میں ہبہ کے باب میں بیان کیاگیاہے۔ت) ان کے سوا ہندہ کے حقوق غیرمالیہ اور زید کے حقوق مالیہ وغیر مالیہ جو کچھ معاف کنندہ زید خواہ ہندہ کے علم میں تھا وہ سب معاف ہوگیا اور جو علم میں نہ تھا مگرمعمولی حقوق سہل وآسان سے تھا کہ بالخصوص معلوم ہوتا تو معافی میں باک نہ ہوتا وہ بھی معاف ہوگیا اور جو اتنا کثیریاعظیم یا شدید تھا کہ اگرتفصیلاً بتایاجائے توصاحب حق معاف نہ کرے ایسے عام مجمل لفظ میں ان حقوق کی معافی ہوجانا علماء میں مختلف فیہ ہے بعض بنظر ظاہر لفظ سب کی معافی مانتے ہیں اور بعض بالخصوص تفصیلاً ان کابتاکر معافی مانگنا ضروری جانتے ہیں اول اوسع ہے اور ثانی احوط۔

منح الروض الازہر میں ہے :ھل یکفیہ ان یقول لک علی دین فاجعلنی فی حل ام لابد ان یعین مقدارہ؟ ففی النوازل رجل لہ علی اخردین۔ وھو لایعلم بجمیع ذالک فقال لہ المدیون ابرئنی ممّا لک علی فقال الدائن ابرأتک، فقال نصیر لایبرأ الا مقدار مایتوھم ای یظن انہ علیہ، وقال محمد بن سلمۃ یبرأ عن الکل، قال الفقیہ ابواللیث حکم القضاء ماقالہ محمد بن سلمۃ وحکم الاٰخرۃ ماقالہ نصیر، وفی القنیۃ من علیہ حقوق فاستحل صاحبھا ولم یفصلھا فجعلہ فی حل یعذرُ اِن علم انہ فصلہ یجعلہ فی حل والا فلا قال بعضھم انہ حسن وان روی انہ یصیر فی حل مطلقا، وفی الخلاصۃ رجل قال الاٰخر حللنی من کل حق ھو لک ففعل فابرأہ ان کان صاحب الحق عالما بہ برئ حکما بالاجماع واما دیانۃ فعند محمد رحمہ اﷲ تعالٰی لایبرأ عند ابی یوسف یبرأ علیہ الفتوی انتھی، وفیہ انہ خلاف ما اختار ابوالیث ولعل قولہ مبنی علی التقوٰی ١ـــہ١ھ مافی منح الروض۔

کیامقروض کے لئے یہ کافی ہے کہ قرض خواہ سے کہے کہ مجھ پر تمہارا قرض ہے مجھے معاف کردے یاضروری ہے کہ قرض کی مقدار معین کرے؟ نوازل میں ہے کہ ایک آدمی کادوسرے پر قرض ہے اور اسے تمام قرض کاعلم نہیں مقروض اسے کہتا ہے کہ تومجھے اپنا قرض معاف کردے، اس نے کہا میں نے تجھے معاف کردیا۔ نصیر کہتے ہیں کہ اسی قدر معاف ہوگا جتنا کہ اس کے گمان میں تھا، محمدبن سلمہ کہتے ہیں کہ تمام معاف ہوجائے گا۔ فقیہ ابواللیث نے فرمایا : قاضی کافیصلہ وہی ہے جومحمدبن سلمہ کاقول ہے، اور آخرت کا حکم وہ ہے جو نصیر نے فرمایا، قنیہ میں ہے کہ جس شخص پر کسی کے،کچھ حق ہوں وہ صاحب حق سے کہے کہ مجھے معاف کردے اور حقوق کی تفصیل نہ کرے صاحب حق اسے

معاف کردے، تو اگر یہ معلوم ہو کہ صاحب حق حقوق کی تفصیل کوجان کربھی معاف کردے گا تو معاف ہوجائیں گے ورنہ نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا : یہ تفصیل عمدہ ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ اسے بہرصورت حقوق معاف ہوجائیں گے۔ خلاصہ میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کوکہا تم مجھے اپنا ہرحق معاف کردو، اس نے معاف کردیا، اگر صاحب حق کو علم ہے پھر تو معافی مانگنے والا قضاءً ودیانۃً (یعنی فیصلے کے اعتبار سے بھی اور عنداللہبھی) بری ہوجائے گا اور اگر اسے علم نہیں تو بالاتفاق یہ فیصلہ ہوگا کہ وہ بری ہوگیا، رہادیانۃً (عنداللہ) تو امام محمد کے نزدیک بری نہیں ہوگا امام ابویوسف کے نزدیک بری ہوجائے گا اسی پرفتوٰی ہے انتہٰی، اس میں اعتراض ہے کہ یہ فقیہ ابواللیث کے مختار کے خلاف ہے ہوسکتاہے ان کا قول تقوٰی پرمبنی ہو۔ منح الروض کاکلام ختم ہوا۔

(۱ــہ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحث التوبہ وشرائطہا مصطفی البابی مصر ص۱۵۹)

اقول : وفی مخالفتہ لما اختار الفقیہ نظر فان الکلام ھٰھنا فی البراءۃ من الحقوق المجھولۃ لصاحبھا اصلا وثمہ فیما اذا ظن مقدارا وکان الواقع ازید وبینھما بون بین فان من جعل فی حل مطلقا لم یرد خصوص مافی علمہ امامن جعل فی حل من حق معلوم لہ فانما یذھب ذھنہ الی قدر مافی علمہ، واﷲ تعالٰی اعلم۔

اقول : (میں کہتاہوں) کہ فقیہ ابواللیث کے مختار کے خلاف ہونے میں کلام ہے کیونکہ خلاصہ میں اس بارے میں گفتگو ہے کہ ایک شخص کو حقوق کابالکل علم نہیں وہ انہیں معاف کردیتاہے اور فقیہ ابواللیث کی کلام اس میں ہے کہ ایک شخص کے گمان میں حقوق کی ایک مقدار جبکہ وہ درحقیقت زیادہ تھے اور ان دونوں صورتوں میں بہت بڑافرق ہے کیونکہ جو شخص مطلقاً اپنے حقوق معاف کردیتاہے اس کا ارادہ یہ نہیں ہوتاکہ میں صرف وہ حقوق معاف کررہاہوں جومیرے علم میں ہیں اور جوشخص کسی معین حق کومعاف کرتاہے تو اس کا ذہن اسی طرف جاتاہے کہ جتنا مجھے علم ہے اسی قدرمعاف کررہاہوں۔واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

نیزمنح الروض میں ہے :ھل یکفیہ ان یقول اغتبتک فاجعلنی فی حل اَم لابد ان یبین مااغتاب؟ ففی منسک ابن العجمی لایعلمہ بھا ان علم ان اعلامہ یثیر فتنۃ، ویدل علیہ ان الابراء عن الحقوق المجھولۃ جائز عندنا لکن سبق انہ ھل یکفیہ حکومۃ ودیانۃ ۱ــــہ۱ھ مافی منح الروض اقول : و فی جریان الخلاف المذکور ھٰھنا نظر فان الغیبۃ لاتصیر من حقوق العبد مالم تبلغہ واذا بلغتہ لم تکن من الحقوق المجھولۃ وقد قال فی المنح نفسہ یانصہ قال الفقیہ ابواللیث قد تکلم الناس فی توبۃ المغتابین ھل

تجوز من غیر ان یستحل من صاحبہ؟ قال بعضھم یجوز وقال بعضھم لایجوز، وھو عندنا علی وجہین احدھما ان کان ذٰلک القول قد بلغ الی الذی اغتابہ فتوبتہ ان یستحل منہ وان لم یبلغ الیہ فلیستغفراﷲ سبحٰنہ ویضمران لایعود الی مثلہ، وفی روضۃ العلماء سألت ابامحمد رحمہ اﷲ تعالٰی فقلت لہ اذا تاب صاحب الغیبۃ قبل وصولھا الی المغتاب عنہ ھل تنفعہ توبۃ قال نعم فانہ تاب قبل ان یصیر الذنب ذنبا ای ذنبا یتعلق بہ حق العبد لانھا انھا تصیر ذنبا اذا بلغت الیہ، قلت فان بلغت الیہ بعد توبتہ؟ قال لاتبطل توبتہ بل یغفراﷲ تعالٰی لھما جمیعا المغتاب بالتوبۃ والمغتاب عنہ بما یلحقہ من المشقۃ، لانہ تعالٰی کریم ولایجمل من کرمہ رد توبتہ بعد قبولھا بل یعفو عنھما جمیعا ۱؎ انتھی الخ۔

کیایہ کافی ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں نے تمہاری غیبت کی ہے مجھے معاف کردو، یایہ ضروری ہے کہ یہ بھی بتائے کہ میں نے تمہاری یہ غیبت کی ہے۔ ابن العجمی کے منسک میں ہے کہ اگریہ سمجھتاہے کہ غیبت کے تفصیلاً بتانے سے فتنہ پیداہوگا تو اس کااظہار نہ کرے، ہمارے نزدیک نامعلوم حقوق کے معاف کرنے کاجواز اس پردلالت کرتاہے لیکن یہ بات گزرچکی ہے کہ آیا فیصلے کے اعتبار سے کافی ہے یادیانت کے طور پر ۱ھ (اعلٰحضرت قدس سرہ، فرماتے ہیں) اقول : (میں کہتاہوں کہ) یہاں گزشتہ اختلاف کے جاری ہونے میں کلام ہے کیونکہ غیبت اس وقت تک بندے کاحق نہیں بنتی جب تک اسے نہ پہنچ جائے، جب پہنچ جائے تونامعلوم حقوق میں سے نہ رہے گی، خود منح الروض میں ہے کہ فقیہ ابواللیث نے فرمایا : کہ غیبت کرنے والا صاحب غیبت (جس کی غیبت کی گئی) سے معافی مانگے بغیرتوبہ کرے تو توا س میں لوگوں نے مختلف باتیں کہی ہیں، بعض نے کہا جائزہے اور بعض نے کہاناجائزہے۔ ہمارے نزدیک اس کی دوصورتیں ہیں:

(۱) وہ بات اس شخص تک پہنچ گئی جس کی غیبت کی گئی تھی تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس شخص سے معافی مانگے۔
(۲) اور اگرغیبت اس شخص تک نہیں پہنچی تواﷲ تعالٰی سے مغفرت کی دعامانگے اوراپنے دل میں یہ عہد کرے کہ پھر غیبت نہیں کروں گا۔
روضۃ العماء میں ہے کہ میں نے ابومحمد رحمہ اﷲ تعالٰی سے پوچھا کہ اگرغیبت اس شخص تک نہیں پہنچی جس کی غیبت کی گئی تھی توغیبت کرنے والے کے لئے توبہ فائدہ مند ہوگی؟ انہوں نے فرمایا : ہاں کیونکہ اس نے بندے کے حق کے متعلق ہونے سے پہلے توبہ کرلی ہے ، غیبت بندے کاحق اس وقت ہوگی جب اس تک پہنچ جائے گی، میں نے کہا کہ اگرتوبہ کے بعد اس شخص تک غیبت پہنچ

جائے فرمایا کہ اس کی توبہ باطل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالٰی دونوں کو بخش دے گا غیبت کرنے والے کو توبہ کی وجہ سے اور جس کی غیبت کی گئی اسے اس تکلیف کی وجہ سے جو اسے غیبت سن کرہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالٰی کریم ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہاجاسکتا کہ وہ کسی کی تو بہ قبول فرماکر رد فرمابلکہ دونوں کو بخش دے گا انتہی الخ۔(ت)

(١ــہ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر   بحث التوبۃ وشرائطہا   مصطفی البابی مصر ص ۱۶۰)
(١ــہ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر   بحث التوبۃ وشرائطہا   مصطفی البابی مصر ص ۱۵۹)

فقیرکہتاہے غفراللہ تعالٰی لہ ایسے حقوق عظیمہ شدیدہ جن کی تفصیل بیان ہو تو صاحب حق سے معافی کی امید نہ ہو ظاہراً مجرد اجمالی الفاظ سے معاف نہ ہوسکیں کہ وہ دلالۃً مخصوص ہیں مگر اگر ان الفاظ سے معافی چاہی کہ "دنیا بھر میں سخت سے سخت جوحق متصور ہو وہ سب میرے لئے فرض کرکے معاف کردے" اور اس نے قبول کیا تو اب ظاہراً تمام حقوق بلاتفصیل بھی معاف ہوجائیں گے،

للنص علی التعمیم مع التنصیص بالتخصیص علی کل حق شدید عظیم والصریح یفوق الدلالۃ کما نصوا علیہ١ــہ فی غیرما مسألۃ واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔کیونکہ اس نے کہہ دیاہے کہ مجھے ہرحق معاف کردے او رساتھ ہی یہ بھی کہہ دیاہے کہ ہربڑے سے بڑا حق میرے بارے میں فرض کرکے معاف کردے اور تصریح دلالت پرفوقیت رکھتی ہے جیسے کہ علماء نے بہت سے مسائل میں تصریح کی ہے۔ واللہ سبحٰنہ، وتعالٰی اعلم۔(ت)

(١ــہ ردالمحتار   کتاب الدعوٰی   داراحیاء التراث العربی بیروت   ۴ /۴۳۹)

مسئلہ ۱۶۵ : کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد حقوق والدین کے استاد کے حقوق کس قدر ہیں، جس استاد نے کچھ علم دینی اور دنیوی کی تعلیم حاصل کی ہو اور ان علوم کے فیضان سے منافع دنیاوی اس کو ونیز دینی حاصل ہوئے ہوں ایسے استاد کے کچھ حقوق از روئے آیہ شریفہ وحدیث صحیح سے بیان فرمائیے گا۔

الجواب : عالمگیری میں نیز امام حافظ الدین کردری سے ہے :قال الزند ولیستی حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء و ھو ان لایفتتح

بالکلام قبلہ ولایجلس مکانہ وان غاب ولایرد علی کلامہ ولایتقدم علیہ فی مشیہ۲؎۔یعنی فرمایا امام زندویستی نے کہ عالم کا حق جاہل اور استاد کاحق شاگرد پریکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت (عدم موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

(۲؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثلاثون نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۷۳)

اسی میں غرائب سے ہے :ینبغی لرجل ان یراعی حقوق استاذہ وآدابہ لایضن بشیئ من مالہ ۱؎۔آدمی کوچاہئے کہ اپنے استاذ کے حقوق وآداب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیزسے اس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جوکچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضرکرے اور اس کے قبول کرلینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے،

(۱؎فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثلاثون فی المتفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۷۸)

اسی میں تاتارخانیہ سے ہے :یقدم حق معلمہ علی حق ابویہ وسائر المسلمین ویتوضع لمن علّمہ خیرا ولو حرفا ولاینبغی ان یخذلہ ولایساثر علیہ احد فان فعل ذٰلک فقد فصم عروۃ من عری الاسلام و من اجلالہ ان لایقرع بابہ بل ینتظر خروجہ ۲ ؎ اھ مختصر۔یعنی استاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھاعلم سکھایا اگرچہ ایک ہی طرف پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے، اپنے استاد پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں سے ایک رسّی کھول دی، استاذ کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازہ پرہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے اھ مختصراً۔

(۲؎فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثلاثون فی المتفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۷۸۔۷۹)

قال اللہ تعالٰی :ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لایعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفوررحیم۳؎۔ (اللہ تعالٰی نے فرمایا) بیشک اے حبیب! جو لوگ

حجروں سے باہرکھڑے ہوکر تمہیں بلاتے ہیں ان میں سے اکثر بیوقوف ہیں وہ صبرکرتے حتی کہ تم خود بخود باہرآجاتے تو ان کے لئے بہترتھا اللہ تعالٰی بخشنے والامہربان ہے۔(ت)

(۳؎ القرآن الکریم ۴۹/ ۴ و ۵)

عالم دین ہرمسلمان کے حق میں عموماً اور استاد علم دین اپنے شاگر کے حق میں خصوصاً نائب حضور پرنورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے، ہاں اگر کسی خلاف شرع بات کاحکم دے ہرگز نہ کرے۔لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ االلہ تعالٰی۴؎۔اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔(ت)

(۴؎ مسنداحمد بن حنبل بقیہ حدیث الحکم بن عمر والغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۶۶)

مگر اس نہ ماننے پربھی گستاخی وبے ادبی سے پیش نہ آئےفان المنکر لایزال بمنکر (کیونکہ ناپسندیدہ چیز ناپسند عمل سے زائل نہیں ہوتی۔ت) نافرمانی احکام کاجواب اسی تقریر سے واضح ہوگیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہو مستثنٰی کیاجائے گا بکمال عاجزی و زاری معذرت کرے اوربچے اورا گر اس کاحکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اس کی بجا آوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کاحکم معلوم ہوچکا اس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی۔ علماء فرماتے ہیں جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذاپہنچے وہ علم کی برکت سے محرورم رہے گا اور اگر اس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ ان کالزوم اور زیادہ ہوگیا ان میں اس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے،والعیاذباللہ، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶۶ :

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ درضلع ہزارہ از اضلاع پنجاب دستور آنچنانست کہ اہل علم وتقوٰی را در مساجد بہرامامت معین می کنند کہ ہم بمسجد نشینند واذان گویند وامامت نمایند وہرکہ ازطلبہ علم آید او را درس قرآن عظیم وعلوم دینیہ دہند وچوں ایشاں را از اشتغال بحوائج خود با باز می دارند لاجرم تکفل معیشت آناں می کنند وحسب مقدور ہدایا ونذور بخدمت ایشاں می گزارند ہم بریں معمول مردے شریف النسب کبیرالسن عالم دین ورع متقی کہ از نسل پاک حضرات سادات ست بمسجدے از زمانہ دراز مقرر وکارہائے مذکورہ

بحسن انتظام انجام میداد وطلبہ راقرآن وفقہ می آموخت مردے ازقوم گوجرکہ دریں دیار از اراذل واجلاف معدود شوند پیشہ آبادی ترک گرفتہ راہ تعلم پیش گرفت وبریں سیدقرآن خواند وکنز وقدوری وغیرہما کتب دینیہ نیزباز ہوائے فلسفہ درسرش جنبید وبربعضے مردمان چیزے ازطبیعیات والٰہیات آناں آنچناں کہ مقرر درس ہندیان ست خواند خود را عالمی کبیر گرفت وباستاذ اول کہ معلم علم دین بود بسرکشے برآمد و ازطمع او را معلوم کہ نصیب ائمہ می شود بروے ثابت شود از منصب امامت برآوردن وخود بجائے اوقیام کردن خواست وبربنائے حرفے چند کہ از علوم فلسفیہ آموختہ است خود را براں فقیہ فضل نہاد و اولٰی تربامامت وا نمود حالانکہ زنہار نہ درعلم دین ہمسنگ اوبود نہ در ورع وتقوٰی ہمرنگ او حتی کہ از حق استاذیش منکر شد ودر ابتدائ امرقرآن وغیرہ آموختن را وقعی نہ نہاد وموجب حقوق استاذی ندانست آیا ایں چنیں کس سزائے امامت است یانہ، و اگرباشد پس اولٰی بامامت آں سید ست یا ایں کس وبہرحال آیا رواباشد کہ آں پیر فقیہ شریف متقی رابے قصوری از منصب امامت برانداز واینکس رابجایش مقرر سازند ومعلوم ست کہ دریں اضلاع آنچنانکہ منصب امامت موجب اعزاز وکرامت ست ہمچناں درمعزولی ازاں تذلیل واہانت اگر کسے بورغلانیدن متصدی ایں کارشد شرعاً خاطی وآثم بود یا نہ؟ بیّنواتوجروا۔

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ضلع ہزارہ میں رواج ہے کہ اہل علم وتقوٰی کو امامت کے لئے مقرر کرتے ہیں وہ مسجد میں رہتے ہیں، اذان کہتے ہیں امامت کراتے ہیں اور جو طالب علم آئے اسے قرآن مجید اور علوم دینیہ پڑھاتے ہیں، چونکہ وہ اپنی ضروریات پوراکرنے کی طرف توجہ نہیں دے سکتے اس لئے لوگ ان کی ضروریات پورا کرنے کا ذمہ لے لیتے ہیں اور حسب طاقت ہدیے اور نذرانے ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اسی طریقے پر ایک شخص شریف النسب، معمر، عالم دین، متقی، پرہیزگار جو سادات کی نسل پاک سے ہے مدت سے ایک مسجد میں مقررتھا اور مذکورہ بالاکام اچھی طرح اداکرتاتھا، طلباء کو قرآن مجید اور فقہ پڑھاتاتھا گوجر قوم (جو لوگ اس علاقہ میں کم مرتبہ شمار کئے جاتے ہیں) کے ایک آدمی نے اپنا آبائی پیشہ ترک کرکے علم حاصل کرنا شروع کردیا اور انہی سیدصاحب سے قرآن مجید، کنز وقدوری وغیرہ کتب دینیہ پڑھیں پھر اسے فلسفے کاخبط(جنون سوار) ہواتو کچھ لوگوں نے طبعیات والٰہیات کاایک حصہ پڑھا جیسے کہ ہندوستان کے مدارس کاطریقہ ہے اور اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھنا شروع کردیا اور جس استاذ نے اسے علم دین پڑھایا تھا اس کامقابلہ شروع کردیاتھا اور آمدنی کی لالچ میں استاد کو برطرف کرواکرخود اس کی جگہ

مقرر ہونے کی کوشش شروع کردی اور فلسفے کے چند مسائل پڑھ لینے کی وجہ سے اس فقیہ پر اپنی فضیلت بگھارنے لگا اور اپنے آپ کو امامت کا زیادہ حقدار دکھانے لگا حالانکہ نہ علم دین میں اس کے برابر ہے نہ تقوٰی وپرہیزگاری میں، حتی کہ اس کے حق استاذی کاانکار کردیا اور ابتداء میں قرآن مجید وغیرہ پڑھنے کو کچھ اہمیت نہ دی اور نہ ہی اس بناء پر اس کے حق استاذی کو تسلیم کیا، آیا ایساشخص امامت کے لائق ہے یانہیں؟ اور اگر امامت کے لائق ہے توامامت کے لئے زیادہ بہتر وہ سیدصاحب ہیں یایہ شخص؟ بہرحال کیایہ جائزہے کہ اس معمرشریف (سید) فقیہ اور متقی کو بلاوجہ امامت سے ہٹادیں اوراس کی جگہ اس شخص کومقرر کردیں، اور یہ واضح ہے کہ اس علاقے میں جس طرح کسی کوامامت کے لئے مقرر کرنے میں اس کی عزت ہے اسی طرح اسے امامت سے برطرف کرنے میں اس کی توہین اور بے عزتی ہے اگرکوئی شخص بہکانے پر اس کام کے درپے ہوجائے توشرعاً گنہگار اور مجرم ہوگایا نہیں؟ بیان فرمائیں اور اﷲ تعالٰی سے اجرپائیں۔(ت)

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ہرکرا درکوچہ علم گزرے وبرفقہ وحدیث نظرے ست روشن تر از سپیدہ صبح می داند کہ آنکس بایں حرکات خودش دادِ ناحفاظیہا داد بوجوہ چنددرچند قدم از دائرہ شرع بیرون نہاد ویکے ناسپاسی اوستاذ کہ بلائیست بائل ودائست قائل وبرکات علم رامزیل ومبطل والعیاذ باﷲ سبحٰنہ وتعالٰی سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمودہ است لایشکراﷲ من لایشکر الناس خدائے را شکر نہ کند آنکہ مردمان راسپاس نیارد اخرجہ ابوداؤد والترمذی ۱؎ وصححہ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ وفرمودہ است صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم من لم یشکر الناس لم یشکراﷲ ہرکہ مردمان را شکرنہ کرد خدائے عزوجل راسپاس نیاورد اخرجہ احمد فی المسند والترمذی ۲؎ فی الجامع والضیاء فی المختارۃ بسند حسن عن ابی سعید الخدری رضی اﷲ تعالٰی عنہ وعبداﷲ بن احمد فی زوائد المسند عن النعمان بن بشیر رضی اﷲ تعالٰی عنہ،

اے اللہ! حق اورخالص صواب کی ہدایت فرما۔ جسے کوچہ علم میں گزر اور فقہ وحدیث پرنظرہے وہ صبح کی سفیدی سے بھی واضح طور پرجانتاہے کہ اس شخص نے اپنی ان حرکتوں سے نالائقی کاحق اداکردیا ہے اور بے شمار وجوہ کی بناپر شریعت کے دائرے سے قدم باہر رکھ چکاہے : اوّل استاذ کی ناشکری جوکہ خوفناک بلااور تباہ کن بیماری ہے اور علم کی برکتوں کوختم کرنے والی (خداکی پناہ) دوجہان کے سردار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے : وہ آدمی اللہ

تعالٰی کا شکربجانہیں لاتا جو لوگوں کا شکریہ ادانہیں کرتا (ابوداؤد وترمذی ازابوہریرہ) حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایالم یشکرالناس لم یشکراللّٰہجس نے لوگوں کاشکریہ ادانہیں کیا اس نے اللہ تعالٰی کاشکرادانہیں کیا۔ اس حدیث کوامام احمد نے مسند میں، امام ترمذی نے جامع میں، ضیا نے المختارہ میں سندحسن کے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد المسندمیں نعمان بن بشیر سے روایت کیا۔

(۱ـــ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی شکرالمعروف آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۶)
(جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الشکرالخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۷)
(۲ـــجامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الشکرالخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۷)
(مسنداحمدبن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۲ و ۴/ ۲۷۸)

حق عزوجل فرماید :لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید o ۱ـــــہ۔اللہ تعالٰی فرماتاہے :لئن شکرتم لازیدنکم و لئن کفرتم انّ عذابی لشدید oاگر تم نے شکر اداکیا تو بے شک میں تمہیں او رزیادہ دوں گا اور اگر ناشکری اختیارکرو گے تو(جان لوکہ) بیشک میراعذاب سخت ہے۔

(۱ـــ القرآن الکریم ۱۴/ ۷)

ہرآئینہ اگرسپاس آرید بیشک بیفزایم وبیشتر بخشم شمار او اگر ناسپاسی ور زید پس بدرستیکہ عذاب من سخت ست وفرمود جلت عظمتہان اللّٰہ لایحب کل مختال فخور o۲ـــــہبدرستیکہ خدائے دوست نمی دارد ہربسیار واغل سخت ناسپاس را، وفرمود عزشانہھل نجٰزی الا الکفور o۳ـــــہماکراسزامیدہم۔

نیزارشاد فرمایا :ان اللّٰہ لایحب کل مختال فخور oبے شک اللہ تعالٰی ہراَترانے والے اور فخرکرنے والے کوپسند نہیں فرماتا، یہ بھی فرمایا :ھل نجٰزی الاالکفور oہم ناشکرے ہی کو بدلہ دیں گے۔

(۲ـــالقرآن الکریم ۳۱/ ۱۸) (۳ـــالقرآن الکریم ۳۴/ ۱۷)

وسرورعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من اولی معروفا فلم یجدلہ جزاء الاالثنا فقد شکرہ ومن کتمہ فقد کفر ہرکہ بادے احسانے کردہ شد واو را عوض نیافت جزآنکہ برائے محسن ثنائے نیک نمودہ پس بہ تحقیق کہ سپاس او نجاآورد وہرکہ پوشید پس بدرستیکہ کافر نعمت شد اخرجہ البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد ۴؎ فی السنن والترمذی فی الجامع وابن حبان فی التقاسیم والانواع والمقدسی فی المختارۃ بروٰۃ ثقات عن جابر بن عبداﷲ رضی اﷲ تعالٰی عنہما ولفظ ت من اثنی فقد شکر ومن کتم فقد کفر۵؎۔

سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :من اولی معروفا فلم یجد لہ جزاءً الا الثناء فقد شکرہ و من کتمہ فقد کفرجس کے ساتھ نیکی کی گئی وہ سوائے تعریف کے محسن کے لئے کچھ نہ کرسکا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کردیا اور جس نے اس احسان کوچھپایا وہ کافر نعمت (ناشکرا) ہوا۔ (بخاری (ادب المفرد)، ابوداؤد، ترمذی،ابن حبان، مقدسی ازجابر بن عبداللہ) ۔

(۴؎ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی شکرالمعروف آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۰۷)
(الترغیب والترہیب الترغیب فی شکر المعروف مصطفی البابی مصر ۲ /۷۷)
(۵؎ جامع الترمذی ابواب البروالصلۃ امین کمپنی دہلی ۲ /۲۴)

دوم انکار حقوقش کہ صریح خرق اجماع مسلمین بلکہ کافہ عقلاء ست وھذا غیرالکفران فانہ ترک العمل وھذاجحد الاصل کما لایخفی وتخصیصش بتلمذ ابتدائے سودش ندہد کہ اجماع مطلق است و درحدیث مصطفی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ من لم یشکر القلیل لم یشکرالکثیر ۱؎ ہرکہ اندک راشکر نہ کند بسیار راسپاس نیارد اخرجہ عبداﷲ بن الامام فی الزوائد۲؎ باسناد لاباس بہ والبیہقی فی السنن عن نعمان بن بشیر رضی اﷲ تعالٰی عنہ وللحدیث تتمۃ وھو عند البیہقی اتم واوردہ ابن ابن الدنیا فی اصطناع المعروف مختصرا۔

دوم استاذ کے حقوق کا انکار جو کہ مسلمانوں بلکہ تمام عقل والوں کے اتفاق کے خلاف ہے، یہ بات ناشکری سے جدا ہے کیونکہ ناشکری تویہ ہے کہ احسان کے بدلے کوئی نیکی نہ کی جائے اور انکار یہ ہے کہ سرے سے احسان ہی کو نہ ماناجائے اور یہ کہنا کہ استاذ نے تو مجھے صرف ابتداء میں پڑھایا تھا اس شخص کے لئے کچھ مفید نہیں کیونکہ اس بات پراتفاق ہے اور حدیث شریف"من لم یشکر القلیل لم یشکرالکثیر"جس نے تھوڑے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے زیادہ

کابھی شکرنہیں کیا۔ اس حدیث کو عبداللہ بن امام نے زوائد میں باسناد (اس میں ہرج نہیں) روایت کیا۔ اور امام بیہقی نے سنن میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور اس حدیث کا تتمہ ہے کہ امام بیہقی کے نزدیک اتم ہے اس کو ابن ابی الدنیا نے اصطناع المعروف میں مختصر طوپر ذکرکیاہے۔

(۱ــہ مسند احمدبن حنبل عن نعمان بن بشیر المکتب الاسلامی بیروت ۴ /۲۷۸ و ۳۷۵)
(۲ــہ شعب الایمان حدیث ۹۱۱۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۵۱۶)

سوم آنکہ ایں تحقیر نکوئے واحسان است کہ تعلیم ابتدائی رابجوئے تسنجید ومصطفی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لاتحقرن من المعروف شیئا ولو ان تلقی اخاک بوجہ طلیق زنہار ہیچ نکوئے راخوار مپندار اگرچہ ایں قدر کہ برادر خود را برائے کشادہ پیش آئی۔ اخرجہ مسلم ۳ــــہ عن ابی ذر رضی اﷲ تعالٰی عنہ ۔

سوم اس شخص نے نیکی کو حقیرجانا اور ابتدائی تعلیم کے احسان کی کچھ قدر نہ کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا : لاتحقرن من المعروف شیئا ولو ان تلقٰی اخاک بوجہ طلیق ہرگز کوئی شخص نیکی کو معمولی نہ سمجھے گو کہ اتنی ہو کہ تو اپنے بھائی کومسکراکر ملے۔ اسے مسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

(۳ــہ صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ باب استحباب طلاقۃ الوجہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۲۹)

وفرمود صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم یانساء المسلمات لاتحقرن جارۃ لجارتھا ولو فِرسَنَ شاۃٍ اے زنان مسلماناں ہرگز خورد وخوارنہ پندارد ہیچ زن ہمسایہ مرزن ہمسایہ خودرایعنی ہدیہ وتصدق اگرچہ سُمِ گوسپند باشد اخرجہ الشیخان۱ــــہ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ ودرحدیث دیگرآمدہ ولو بظلف محرق ۲ــــہ اگرچہ سمِ سوختہ بود وتخصیص زناں ازبہر آں ست کہ سخط وکفران در طبع ایشاں بیشتر ازمرداں ست سبحٰن اﷲ مگر درا بتدائے کارتعلیم نصوح وتربیت روح کمتر وحقیر ترازسمِ سوختہ گوسپندست کہ اوراوقع ندرند وحقے نہ شمارند۔

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا :یانساء المسلمات لاتحقرن جارۃ لجارتھا ولو فِرسَنَ شاۃٍاے مسلمان عورتو! کوئی عورت بھی اپنی پڑوسن کے ہدیے

کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ بکری کا سُم ہی کیوں نہ ہو(بخاری ومسلم از ابوہریرہ) ایک اور حدیث میں ہے ولو بظلفِ محرق اگرچہ جلاہوا سُم ہی ہو۔ عورتوں کو خاص طور پر اس لئے فرمایا کہ ناپسندیدگی اور ناشکری میں عورتیں مردوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ! شاید اس شخص نے پرخلوص ابتدائی تعلیم اور روح کی پرورش کوجلے ہوئے سم سے بھی حقیر اور کم مرتبہ جانا کہ اسے کچھ اہمیت ہی نہیں دیتا اور نہ ہی اس کاکوئی حق شمارہوتاہے۔

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الھبۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۴۹)
(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی النفاق قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۳۱)
(۲؎ سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب ردالسائل نورمحمدکارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۳۵۸)

چہارم آنکہ ایں حقیر راجعست والعیاذباﷲ تعالٰی بسوئے تحقیرقرآن ومختصرات فقہ کہ ہرکہ اینہا آموخت گویا ہیچ نیاموخت العظمۃ ﷲ اگر کار بالتزام کشیدی خود کفرقطعی بودے حالانکہ نہ ازاں کہ حرام اشدوخبث ابعد باشد نسأل اﷲ العفو والعافیۃ علماء فرمود اند مردے صالح پسرش رامعلمی بمعلومے معین کرد ہمیں کہ فرزند سورہ فاتحہ آموخت پدر چارہزار دینار بشکر فرستاد معلم گفت ہنوز چہ دیدہ اند کہ اینہا بخشیدہ اند پدرگفت زیں باز پسرم رامعلم نباشی کہ عظمت قرآن در دل نداری، والعیاذ باﷲ سبحٰنہ وتعالٰی۔

چہارم خد اکی پناہ استاذ کی ابتدائی تعلیم کو حقیر جاننا قرآن مجید اور فقہ کی مختصرکتابوں کی بے ادبی کی طرف راجع ہے گویا کہ جس نے انہیں پڑھا اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا اگروہ شخص اسے لازم پکڑتا تو معاملہ یقینا کفر کی حد تک پہنچ جاتا اب بھی یہ بات شدید حرام اور بدترین خبیث ہے۔ ہم اللہ تعالٰی سے عفو وعافیت طلب کرتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں ایک نیک آدمی نے اپنے لڑکے کو ایک استاد کے سپرد کیا ابھی لڑکے نے سورہ فاتحہ پڑھی تھی کہ باپ نے چارہزار دینارشکریے کے طور پر بھیجے، استاد نے کہا ابھی آپ نے کیادیکھا ہے کہ اتنی مہربانی فرمائی، باپ نے کہا اس کے بعد میرے لڑکے کو ہرگزنہ پڑھانا کہ تمہارے دل میں قرآن مجید کی عزت ہی نہیں ہے-والعیاذباﷲ سبحٰنہ وتعالٰی۔

پنجم آنکہ باستاذ بمقابلہ برآمدواینہم زائد ناسپاسی ست زیرا کہ اوترک شکرست وایں ایتان خلاف الاتری ان من لم یذکر النعمۃ فقد کفرھا کما اثبتنا بالاحادیث ومن قابلھا باساءۃ فقد زاد وایں در رنگ عقوق باپدرست چراکہ اوستاذ را دروزان

پدرنہادہ اند لہٰذا مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمودہ انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم۔ ہمیں ست کہ من شمارا بجائے پدرم علم می آموزم شمارا اخرجہ احمد والدارمی وابوداؤد ۱؎ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

پنجم استاذ کامقابلہ کرنا یہ بھی ناشکری سے زائد ہے کیونکہ ناشکری تو یہ ہے کہ شکر نہ کیاجائے اور مقابلے کی صورت میں بجائے شکر کے اس کی مخالفت بھی ہے دیکھئے جو شخص احسان کو پیش نظر نہیں رکھتا اس نے احسان کی ناشکری کی ہے جیسے کہ ہم نے احادیث سے ثابت کیا جس نے احسان کے بدلے برائی کی اس لئے تو ناشکری سے بھی بڑا گناہ کیا اور یہ اسی طرح ہے کہ جیسے باپ کی نافرمانی کی جائے کیونکہ استاذ کو باپ کے برابر شمارکیاگیاہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکممیں تمہارے لئے باپ کی حیثیت رکھتاہوں میں تمہیں علم سکھاتا ہوں۔ اسے امام احمد، دارمی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب کراھیۃ استقبال القبلۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳)
(سنن النسائی باب النہی عن الاکتفاء فی استطابۃ باقل الخ نورمحمد کارخانہ کتب کراچی ۱/ ۱۶)
(سنن ابن ماجہ باب الاستنجاء بالحجارۃ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۲۷)

بلکہ علماء گفتہ اند حق استاذ را برحق والدین مقدم دارد کہ ازیشاں حیات بدن ست وایں سب حیات روح ست فی عین العلم یبرالوالدین فالعقوق من الکبائر یقدم حق المعلم علی حقھما فھو سبب حیٰوۃ الروح ۱؎ اھ ملخصًا۔بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ استاذ کے حق کو والدین حق پرمقدم رکھناچاہئے کیونکہ والدین کے ذریعے بدن کی زندگی ہے اور استاذ روح کی زندگی کا سبب ہے۔ عین العلم میں ہے: والدین کے ساتھ نیکی کرنی چاہئے کیونکہ ان کی نافرمانی بہت بڑاگناہ ہے اور استاذ کے حق کو والدین کے حق پرمقدم رکھناچاہئے کیونکہ وہ روح کی زندگی کا ذریعہ ہے (ملخصاً)

(۱؎ عین العلم الباب الثامن امرت پریس لاہور ص۳۳۳ تا ۳۳۵)

علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالٰی درتیسیر شرح جامع صغیرمی آرد ؎
من علم الناس ذاک خیر اب ذاک ابوالروح لا ابوالنطف۲؎

علامہ مناوی جامع صغیر کی شرح تیسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کو علم سکھائے وہ بہترین باپ ہے کیونکہ وہ بدن کا نہیں روح کاباپ ہے،

(۲ــہ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث انما انا لکم بمنزلۃ الوالد مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱ /۳۶۱)

وخود پیداست کہ شامت عقوق ازکجا تا کجا ست تا آنکہ مصطفی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اورا درجنب اشراک باﷲ داشت واز سخت ترین کبائر انگاشت فقد اخرج الشیخان والترمذی عن ابی بکرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ قال قال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم الا انبئکم باکبر الکبائر ثلثا قلنا بلٰی یارسول اﷲ قال الاشراک باﷲ وعقوق الوالدین۳ــہ الحدیث، وخود اگراحادیث ایں باب شمردن گیریم دفتری بالیست املاکرد۔

ظاہرہے کہ نافرمانی کی شامت کہاں تک ہے، حتی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے شرک کے پہلو میں شمارکیا اور بدترین کبیرہ گناہ خیال فرمایا۔ امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیامیں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں؟یہ بات آپ نے تین دفعہ فرمائی۔ صحابہ نے عرض کی: فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ اور اگر اس قسم کی حدیثیں گننا شروع کردی جائیں تو ان کے لئے دفتر درکاہوگا۔

(۳ــہ صحیح البخاری کتاب الشہادات باب ماقیل فی شہادۃ الزور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۶۲)
(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الکبائر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۶۴)
(جامع الترمذی ابواب البروالصلۃ ۲ /۱۲، ابواب الشہادات ۲ /۵۴ امین کمپنی)

ششم آنکہ ایں معنی باباق غلام از آقائے خودماناست طبرانی ازابوامامہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ روایت دارد کہ مولائے عالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من عَلَّمَ عبداً اٰیَۃً من کتاب اﷲ تعالٰی فھو مولاہٗ ۱ ــہ ہرکہ بندہ را آیتے ازکتاب خدعزوجل آموخت آقائے او شد ،

ششم: یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک غلام اپنے آقا سے بھاگ جائے ،طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ

وسلم فرماتے ہیں "من علم عبد ا اٰیۃ من کتاب اللہ تعالٰی فھو مولاہ" جس نےکسی آدمی کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھائی وہ اس کا آقا ہے ۔

(۱ــہ المعجم الکبیر حدیث ۷۵۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸ /۱۳۲)

وازامیرالمومنین سیدنا علی کرم االلہ تعالٰی می آرند کہ فرمود من عَلَّمنی حرفا فقد صیرنی عبدا ان شاء باع وان شاء اعتق۲ــــہ ہرکہ مراحرفے آموخت پس بہ تحقیق مرابندہ خود ساخت اگرخواہد فروشد واگرخواہد آزاد کند، وامام شمس الدین سخاوی درمقاصد حسنہ از امیرالمومنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج رحمہ االلہ تعالٰی مے آرد کہ گفت من کتبت عنہ اربعۃ احادیث اوخمسۃ فانا عبدہ حتی اموت۳ــــہ ہرکہ از وے چار یا پنج حدیث نوشتم بندہ اش شدم تاآنکہ بمیرم بلکہ در لفظ دگر گفت ماکتبتُ عن احد حدیثاالاوکنت لہ عبدا ماحیی۱ــــہ یعنی ازہرکہ یک حدیث نوشتہ ام مدۃ العمر اورا بندہ ام ۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیںمن علمنی حرفا فقد صیرنی عبدا ان شاء باع وان شاء اعتقجس نے مجھے ایک حرف سکھایا اس نے مجھے اپنا غلا م بنا لیا چاہے تو مجھے بیچ دے اور چاہے تو آزاد کردے ۔امام شمس الدین سخاوی حدیث کے امیر المومنین شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرما یا"من کتبت عنہ اربعۃ احادیث اوخمسۃ فانا عبدہ حتی اموت "جس سے میں نے چارياپانچ حدیثیں لکھیں میں اس کاتاحیات غلام ہوں بلکہ انہوں نے فرمایا"ماکتبتُ عن احد حدیثا الاوکنت لہ عبدا ماحیی"جس سے میں نے ایک حدیث لکھی میں اس کاعمربھر غلام رہاہوں۔

(۲ــہ)
(۳ــہ المقاصد الحسنۃ تحت حدیث ۱۱۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ص۴۲۱)
(۱ــہ المقاصد الحسنۃ تحت حدیث ۱۱۵۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ص۴۲۱)

وایں احادیث وروایات آں زعم باطل رانیز ازبیخ برمی کند کہ تعلیم ابتدائی راقد رے ندانست وخود معلوم ست کہ اباق ازمولی کبیرہ ایست عظمی تاآنکہ سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آبق راکافر گفتہ است کما رواہ مسلم۲ــــہ عن جریر بن عبدااللہ البجلی رضی االلہ تعالٰی عنہ وناپذیراشدن نمازش دراحادیث کثیرہ واردست کحدیث مسلم۳ــــہ عنہ وحدیث الترمذی عن ابی امامۃ و حدیث الطبرانی

وابن خزیمۃ وابن حبان عن جابر وحدیث الحاکم والمعجمین الاوسط والصغیر عن ابن عمر رضی االلہ تعالٰی عنھم کلھم عن النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم والسردیطول۔

یہ حدیثیں اور روایتیں اس باطل خیال کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہیں کہ ابتدائی تعلیم کی کیاقدر ہے اور واضح ہے کہ آقا سے بھاگ جانا بہت بڑاگناہ ہے حتی کہ سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بھاگنے والے غلام کو کافر فرمایا ہے جیسے کہ امام مسلم نے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیابھاگنے والے غلام کی نمازوں کا نامقبول ہونا بہت سی حدیثوں میں وارد ہے جیسے کہ امام مسلم نے جریر بن عبداللہ سے امام ترمذی نے ابوامامہ سے طبرانی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت جابر سے حاکم معجم اوسط اور معجم صغیر نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی تمام روایات کے نقل کرنے سے طوالت پیداہوگی۔

(۲ـــہ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تسمیۃ العبد الآبق کافراً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۵۸)
(۳ـــہصحیح مسلم کتاب الایمان باب تسمیۃ العبد الآبق کافراً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۵۸)

ھفتم خود رابراوستاذ فضل می نہد وایں خلاف ماموررست اخرج الطبرانی فی الاوسط وابن عدی فی الکامل عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ ۱؎ علم آموزید وبہر علم سکون ومہابت آموز وپیش استاذ کہ شمارا تعلیم کردہ است تواضع وفروتنی ورزید بخردان سعادتمند اگربر اوستاذ چربندہم ازبرکت وفیض اوستاذ دانند وبیشتر ازپیشتر روئے برخاک پالیش مالند،
ع کاخرای بادصبا ایں ہمہ آوردہ تست
وبیخرداں شریر دادند چوں سرپنجہ توانائی یابند برپدر پیر بسرہنگی شتابند وسراز خط فرمانش تابند زودبینی کہ چوں بہ پیری رسند کیفرکفران ازدست خود چشند کما تدین تدان ولعذاب الاٰخرۃ اشد وابقی۔

ھفتم اپنے آپ کو استاذ سے افضل قرار دیتاہے اور یہ خلاف مامور ہے طبرانی نے اوسط میں اور ابن عدی نے کامل میں ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیںتعلموا العلم وتعلموا للعلم

السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہعلم سیکھو اور علم کے لئے ادب
واحترام سیکھو، جس استاذ نے تجھے علم سکھایا ہے اس کے سامنے عاجزی اور
انکساری اختیارکرو عقلمند اور سعادت مند اگر استاذ سے بڑے بھی جائیں تو اسے
استاذ کا فیض اور اس کی برکت سمجھتے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ استاذ کے
پاؤں کی مٹّی پرسرملتے ہیں ع
آخر اے بادصبا! سب تیراہی احسان ہے
بے عقل اور شریر اور ناسمجھ جب طاقت وتوانائی حاصل کرلیتے ہیں تو بوڑھے
باپ پر ہی زورآزمائی کرتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی اختیار کرتے
ہیں جلد نظرآجائے گا کہ جب خود بوڑھے ہوں گے تو اپنے کئے ہوئے کی جز
اپنے ہاتھ سے چکھیں گے، جیسا کرو گے ویسابھروگے، اورآخرت کاعذاب سخت
اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

(۱ــہ المعجم الاوسط حدیث ۶۱۸۰ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/ ۱۰۵)
(الکامل لابن عدی ترجمہ عباد بن کثیر الثقفی دارالفکر بیروت ۴/ ۱۶۴۲)

ہشتم آنکہ علماء فرمودہ اند ازحق اوستاذ برشاگرد آنست کہ برفراش او نہ نشیند اگرچہ اوستاذ حاضرنہ باشد، فی ردالمحتار حاشیۃ الدرالمختار عن منح الغفار عن الفتاوی البزازیۃ عن الامام الزندویستی قال حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لایفتح الکلام قبلہ ولایجلس مکانہ وان غاب ولایرد علیہ کلامہ ولایتقدم علیہ فی مشیہ ۱ــہ پس چگونہ روا باشد کہ اوستاذ را بزور ازمنصبش افگنند وخودبجایش برآمدہ لافہا زنند حالانکہ ازمجلس تا معاش واز منصب تافراش فرقے کہ ہست پیداست۔

ہشتم علماء فرماتے ہیں کہ استاذ کا شاگرد پر یہ بھی حق ہے کہ استاذ کے بستر پر
نہ بیٹھے اگرچہ استاذ موجود نہ ہو، درمختار کے حاشیہ ردالمحتار میں منح الغفار
سے انہوں نے فتاوٰی بزازیہ سے انہوں نے امام زندویستی سے نقل کیا کہ عالم
کاحق جاہل پر اور استاذ کا حق شاگرد پربرابر ہے کہ اس سے پہلے بات نہ کرے
اس کی جگہ نہ بیٹھے اگر چہ وہ موجود نہ ہو اور اس کی بات کو رَد نہ کرے اور
چلنے میں اس سے آگے نہ ہو، لہٰذا کس طرح جائز ہوگا کہ استاذ کو طاقت کے
ذریعے اس کے مرتبے سے گراکر خود اس کی جگہ بیٹھاجائے اور لافیں ماری
جائیں حالانکہ بیٹھنے کی جگہ اور معاش میں اسی طرح بستر اورمرتبے میں
واضح فرق ہے(یعنی جب استاذ کی جگہ اور اس کے بستر پربیٹھنا نہیں چاہئیے تو
اس کے ذریعہ معاش اور مرتبے کو چھیننا کس طرح درست ہوگا)

(۱ــہ ردالمحتار مسائل شتّٰی داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۵۸۱)

نہم ہمچنیں فرمودہ اند کہ تلمیذ را در رفتن وسخن گفتن براوستاذ تقدم وسبقت نمی رسد کما سمعت اٰنفا پس چساں گوارا آید کہ اورا بالجبر پسترنمایند وخودپیشی وبیشی گرفتہ برمنصہ امامت برآیند۔

نہم اسی طرح علماء نے فرمایا ہے کہ شاگرد کو بات کرنے اور چلنے میں استاذ سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے جیسے کہ ابھی گزرا، پھر یہ کس طرح درست ہوگا کہ اوستاذ کو مجبور کرکے پیچھے ہٹادیاجائے اور خود منصب امامت سنبھال لیاجائے۔

دھم آنکہ سیدموصوف گو اوستاذ ایں کس مباش اما آخر مسلمانیست وایں کار کہ فلاں خواست بالبداہت موجب ایذائے اوست وایذائے مسلم بے وجہ شرعی حرام قطعی قال اﷲوالذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیرما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا۲؎oآنانکہ آزار دہند مردان مومن وزنان مومنہ رابے جرم پس بہ تحقیق کہ بہتان وگناہ آشکارا برخود بردا شتند ،

دھم سید موصوف اگرچہ اس شخص کے استاذ نہ ہوں آخرمسلمان توہیں اور یہ کام جو اس شخص نے اختیارکیاہے واضح ہے اس میں سیدصاحب کی تکلیف ہے اور مسلمان کو بغیر کسی شرعی وجہ کے تکلیف دینا قطعی حرام ہے اﷲ تعالٰی نے فرمایا :والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیرما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبیناoوہ لوگ جوایماندار مردوں اور عورتوں کو بغیرکسی جرم کے تکلیف دیتے ہیں بے شک انہوں نے بہتان اور کھلاگناہ اپنے ذمّے لے لیا۔

(۲؎ القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷)

سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماید من اٰذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اﷲ ہرکہ مسلمانے را آزار داد مرا اذیت رسانید وہرکہ مرااذیت رسانید حق تعالٰی را ایذا کرد، اے وہرکہ اوسبحانہ را ایذا کرد پس سرانجام ست کہ بگیرد او را اخرجہ الطبرانی فی الاوسط۱؎ عن انس رضی اﷲ تعالٰی عنہ بسند حسن، وامام اجل رافعی ازسیّدناعلی کرم اﷲ وجہہ روایت کرد مصطفی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لیس منّا من غش مسلما اوضرہ اوماکرہ۲؎ ازگروہ

مانیست آنکہ بدغا بدی مسلمانے خواہد یاباوضررے رساند یا باوے بمکرپیش آید واحادیث دریں باب بسیاراست بحیث لامطمع فی الاستقصاء۔

سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں : من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالٰی کو تکلیف دی یعنی جس نے اللہ تعالٰی کو تکلیف دی بالآخر اللہ تعالٰی اسے عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسندحسن روایت کیا۔ وامام اجل رافعی نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ولیس منّا من غش مسلما اوضرہ اوماکرہ یعنی وہ شخص ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے جو مسلمان کو دھوکادے یاتکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ مکرکرے، اس بارے میں بے شمار حدیثیں ہیں۔

(۱ــہ المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲ مکتبۃ المعارف ریاض ۴ /۳۷۳)
(۲ــہ التدوین فی اجناد قزوین باب الشین زیارات حرف ش بیروت ۳ /۸۷)

یازدھم آنکہ ایں معنی موجب تذلیل آں مسلمان ست کما بیّن السائل ومصطفی فرمود صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من اذلّ عندہ مؤمن فلم ینصرہ وھو یقدر علی ان ینصرہ اذلّہ اللّٰہ علٰی رؤس الاشہاد یوم القیٰمۃ یعنی ہرکہ پیش اوتذلل مسلما نے کردہ شود واوباوصف قدرت قیام بنصرت ننماید حق جل وعلا او را روزقیامت برملا ذلیل ورسوا فرماید اخرجہ الامام احمد۱ــــہ عن سھل بن حنیف رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ باسناد حسن العظمۃ اللہ چوں سکوت برتذلیل مسلم باعث چنیں عذاب مولم ست قیاس می باید کرد کہ خود بہ تذلیلش پرداختن ودر وجہ اعزازی کہ او را پیش مسلماناں ست بے وجہ رخنہ انداختن چہ قدرموجب عتاب وغضب رب الارباب باشد والعیاذباللّٰہ۔

یازدھم یہ بات اس مسلمان کی بے عزتی کاسبب ہے جیسے کہ سوال کرنے والے نے بیان کیا اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :من اذلّ عندہ مؤمن فلم ینصرہ وھو یقدر علی ان ینصرہ اذلّہ اللّٰہ علی رؤس الاشہاد یوم القیامۃیعنی جس شخص کے سامنے کسی مسلمان کی بے عزتی کی جائے اور طاقت کے باوجود اس کی امداد نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالٰی اسے برملا ذلیل ورسواکرے گا۔ اسے امام احمدنے سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا، تمام عظمتیں اللہتعالٰی کے لئے ہیں۔ اندازہ کیاجاسکتاہے کہ مسلمان کی

بے عزتی کو دیکھ کر خاموش رہنا ایسے عذاب کاباعث ہے توخود اسے ذلیل کرنے کے درپے ہونا اور جس مرتبہ کی وجہ سے اسے مسلمانوں کے نزدیک عزت حاصل ہو اس میں رخنہ اندازی کی کوشش کرنا کس قدرعذاب اور اﷲ تعالٰی کے غضب کاسبب ہوگا۔

(۱ـــہ مسنداحمد بن حنبل عن سہل بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۴۸۷)

دوازدھم آنکہ شناعت حسد خود نہ چنانست کہ محتاج بیان ست واگرہیچ نبودے جزآنکہ مصطفی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمودہ است لایجتمع فی جوف عبدالایمان والحسد بہم نشود دردل بندہ ایمان وحسد اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ۱ـــہ ومن طریقہ البیھقی عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ ۔

دوازدھم حسد(یہ کوشش کرنا کہ کسی کامرتبہ چھن جائے) کی برائی محتاج بیان نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لایجتمع فی جوف عبدالایمان والحسدآدمی کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوتے۔ اس ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

(۲ـــہ مواردالظمأن کتاب الجہاد حدیث ۱۵۹۷ المطبعۃ السلفیہ ص۳۸۵)
(شعب الایمان حدیث ۶۶۰۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۲۶۷)

وفرمودہ است صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب او قال العشب دور باشید ازحسد کہ می خورد حسنات راچنانکہ میخورد آتش ہیزم رایا فرمود گیاہ را۔ اخرجہ ابوداؤد والبیہقی۱ـــہ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ، وابن ماجۃ وغیرہ عن انس رضی اﷲ تعالٰی عنہ ولفظہ الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۲ـــہ الحدیث ۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کماتاکل النار الحطب وقال العشبحسد سے دور رہو کیونکہ حسدنیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جس طر ح آگ ایندھن کو، یافرمایا گھاس کوکھاجاتی ہے (ابوداؤد وبیہقی از ابوہریرہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔ ابن ماجہ وغیرہ از انس رضی اﷲ تعالٰی عنہما) ۔

(۱ـــہ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحسد آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۱۶)

(شعب الایمان حدیث ۶۶۰۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵ /۲۶۶)
(۲؎ سنن ابن ماجہ ابواب الزھد باب الحسد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۳۲۰)

ودرمسند الفردوس ازمعاویہ بن حیدہ رضی االلہ تعالٰی عنہ مرویست کہ سیدعالم صلی االلہ تعالٰی عنہ فرمود الحسد یفسد الایمان کما یفسد الصَّبِر العسل۳؎ حسدتباہ می کند ایمان راچنانکہ تباہ میکند صَبِر شہد را، وصَبِر بفتح صاد کسر باء عصارہ درختیست بہ تلخی معروف بازحسد نیست جزآنکہ از کسے زوال نعمتی خواہند کما عرفہ بذٰلک العلماء پس بخودی خودقیام بازالہ آں نمودن پیداست کہ وبال ونکالش تابکجا رسیدنی ست۔

مسند الفردوس میں معاویہ ابن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :الحسد یفسدالایمان کما یفسد الصَّبِر العسلحسدایمان کواسی طرح تباہ کردیتاہے جس طرح صَبِر شہد کوتباہ کردیتاہے۔ صَبِر، صاد پرفتحہ اورباء کے نیچے کسرہ ایک درخت کا انتہائی کڑوا نچوڑہے پھر حسد اسے کہتے ہیں کہ کسی کی نعمت کے چھن جانے کی آرزو کی جائے جیسے کہ علماء نے حسد کی تعریف کی ہے، پھر کسی کی نعمت کوختم کرکے خود اس کی جگہ پہنچنے کی خواہش کاوبال کہاں تک ہوگا۔

(۳؎ کشف الخفاء بحوالہ الدیلمی عن معاویۃ بن حیدہ حدیث ۱۱۲۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۳۱۷)

سیزدہم آنکہ شارع صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم بکمال رحمت وعنایتے کہ برحال مسلمانان دارد روا نداشتہ است کہ خطبہ برخطبہ مسلمانے کنند یاسوم برسوم وے نمایند اخرج الائمۃ احمد والشیخان عن ابی ھریرۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم قال لایخطب الرجل علٰی خطبۃ اخیہ ولایسوم علی سومہ۱؎ ۔

سیزدھم نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کومسلمانوں کے ساتھ بےحد شفقت ہے اس کے باوجود آپ نے اس بات کو جائز نہ رکھا کہ ایک مسلمان نے کسی عورت کونکاح کاپیغام دے رکھا ہو تو دوسرا بھی دے دے یا ایک آدمی سوداکررہاہو دوسرابھی سودا کرنے لگ جائے (امام احمد، بخاری ومسلم از ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ) حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :لایخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ ولایسوم علی سومہ۔

(۱ـہ صحیح البخاری کتاب البیوع ۱ /۲۸۷ و کتاب الشروط ۱ /۳۷۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)
(صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأۃ وعمتہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۵۳)
(مسنداحمدبن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامیۃ بیروت ۲ /۵۰۸ و ۵۲۹)

وفی الباب عن عقبۃ بن عامر وعن ابن عمر رضی االلہ تعالٰی عنھم یعنی یکے می خردوبائع ومشتری برچیزے تراضی کردہ اند دیگرے آیدوبہا افزاید وخودببردیایکے مرد زنے را خواستگاری کردہ است ورائے برتزویج قرار بگرفتہ دیگرے برخیزد وسببے انگیزد ومخطوبہ اورابحبالہ خود کشید ایں ھمہ ممنوع ونارواست حالانکہ دریں صورتہا محض قرار دادست نہ حصول پس چساں حلال باشد کہ برمسلمانے دست تعدی دراز نمایند وازوے نعمت موجودہ حاصلہ بربایند ایں خودستم صریح است ومصطفی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الظلم ظلمۃ یوم القٰیمۃ ستم تاریکیہاست روز قیامت اخرجہ البخاری ومسلم ۲ـــہ والترمذی عن ابن عمر رضی االلہ تعالٰی عنھما وبسندہ است قول او سبحٰنہ وتعالٰیالالعنۃ االلہ علی الظّٰلمین۱ـــہ۔والعیاذ بااللہ تعالٰی۔

اس سلسلہ میں عقبہ بن عامر اور ابن عمر رضی االلہ تعالٰی عنہم سے بھی روایت ہے یعنی ایک آدمی کوئی چیز خرید رہاہے خریدار اور فروخت کنندہ دونوں راضی ہوچکے ہیں ایک اور آدمی زیادہ قیمت دے کر وہ چیزلے جاتاہے یا ایک مرد نے کسی عورت کو نکاح کاپیغام دے رکھاہے اور دونوں رضامند ہوچکے ہیں ایک اور آدمی کسی طریقے سے اس عورت کے ساتھ نکاح کرلیتاہے یہ سب ناجائزاور ممنوع ہے حالانکہ ان صورتوں میں صرف رضامندی تھی کچھ حاصل نہ ہواتھا، جب یہ ناجائز ہے تو یہ کس طرح جائزہوگا کہ کسی کو ایک نعمت حاصل ہو اور اس پرزیادتی کرکے اس نعمت کو چھین لیاجائے، یہ صریح ظلم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :الظلم ظلمٰت یوم القٰیمۃقیامت کے روز کئی اندھیروں کے برابر ہوگا (بخاری، مسلم، ترمذی از ابن عمر رضی االلہ تعالٰی عنہما)اس کے لئے اللہ تعالٰی کایہ فرمان کافی ہےالالعنۃ االلہ علی الظّٰلمینظالموں پرخدا کی لعنت۔والعیاذبااللہ تعالٰی۔

(۲ـہ صحیح البخاری ابواب المظالم باب الظلم ظلمات یوم القٰیمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۳۱)
(جامع الترمذی ابواب البروالصلۃ باب ماجاء فی الظلم امین کمپنی دہلی ۲ /۲۴)

(۱ـــه القرآن الکریم ۱۱ /۱۸)

چہاردھم آنکہ ایں مسلمان کہ باوے ایں چنیں بدیہا میرود بالخصوص پیروکبیر السن ست وسیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ویعرف شرف کبیرنا از مانیست ہرکہ مہر نکند برخورد ما وبزرگی نشناسد بہرکلاں مااخرجہ احمد والترمذی والحاکم ۲ـــه عن عبداﷲ بن عمروبن العاص رضی اﷲ تعالٰی عنھما بسند حسن بل صحیح وفرمودے صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا یعنی بر روش مانیست ہرکہ برخوردان رحم ومرپیراں راتوقیر نکند اخرجہ الاولان وابن حبان عن ابن عباس۱ـــه رضی اﷲ تعالٰی عنھما واسنادہ حسن وبنحوہ للطبرانی فی العجم الکبیر عن واثلۃ بن الاسقع رضی اﷲ عنہ وفرمود صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا ولیس منّا من غشنا ولایکون المؤمن مؤمنا حتی یحب للمؤمنین مایحب لنفسہ یعنی ازمانیست ہرکہ برخورد سالاں شفقت ومرسال خورداں راحق نشناسد ونہ آنکہ مومناں راخیانت کند ومسلمان مسلماں نمی شود تا آنکہ ہمہ مومنین راہماں خواہد کہ ازبہرجان خود میخواہد اخرجہ الطبرانی ۲ـــه فی الکبیر عن ضمیرہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ باسناد فرمود صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ان من اجلال اﷲ تعالٰی اکرام الشیبۃ المسلم الحدیث، ازتعظیم خداست بزرگ داشتن مسلمان سپید موی اخرجہ ابوداؤد۳ـــه عن ابی موسٰی رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

چہاردھم خاص طور پر یہ برائیاں جس مسلمان کے ساتھ کی جارہی ہیں بوڑھا اور معمّرہے، سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ویعرف شرف کبیرناوہ ہم میں سے نہیں جو بچوں پرمہربانی نہیں کرتا اور بزرگوں کی عزت کونہیں پہچانتا (امام احمد،، ترمذی،حاکم ازعبداﷲ بن عمروبن عاص رضی اﷲ تعالٰی عنہما)یہ بھی فرمایا :لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرناوہ شخص ہمارے طریقے پرنہیں جو بچوں پرمہربانی نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا (امام احمد، ترمذی، وابن حبان از ابن عباس رضی اﷲ تعالٰی عنہما وطبرانی از واثلہ بن الاسقع رضی اﷲ تعالٰی عنہ)یہ بھی فرمایا :لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا ولیس منا من غشنا ولایکون المؤمن مؤمنا حتی یحب المؤمنین مایحب لنفسہوہ ہم میں سے نہیں جو بچوں پرشفقت نہیں کرتا او ربڑوں کاحق نہیں پہچانتا، اور وہ شخص جومومنوں کے ساتھ خیانت کرتاہے اور

آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک دوسروں کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتاہے (طبرانی ازضمیرہ رضی االلہ تعالٰی عنہ)نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :ان من اجلال االلہ تعالٰی اکرام ذی الشیبۃ المسلماللہ تعالٰی کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ سفیدبالوں والے مسلمان کی عزت کی جائے۔ (ابوداؤد از ابوموسٰی رضی االلہ تعالٰی عنہ) (۲؎ مسنداحمد بن حنبل عن عمروبن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۱۸۵ و ۲۲۲)

(جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۴)

(المستدرک للحاکم کتاب الایمان دارالفکر بیروت ۱ /۶۲)

(۱؎ جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان امین کمپنی دہلی ۲ /۱۴)

(مسنداحمدبن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۲۵۷)

(المعجم الکبیر حدیث ۱۲۲۷۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱ /۴۴۹)

(۲؎المعجم الکبیر عن ضمرہ بن ابی ضمرۃ حدیث ۸۱۵۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ /۳۰۹)

(۳؎ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تنزیل الناس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۰۹)

پانزدھم آنکہ پیربالتخصیص علم دینی دارد وباعلما بد بودن وبدی نمودن نچنداں برست کہ بگفتن آید، سرورعالم صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ از امت من نیست آنکہ تعظیم نکند بزرگ مارا وشفقت ننماید خورد مارا وحق نشناسد عالم مارا اخرجہ احمد۱؎ فی المسند والحاکم فی المستدرک والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی االلہ تعالٰی عنہ بسند حسن، وفرمود صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ثلٰثۃ لایستخف بحقھم الا منافق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم وامام متقسط سہ کساند کہ سبک نگیرد حق ایشاں را مگرمنافق یکے آنکہ دراسلام مویش سپیدشد، دوم عالم، سوم پادشاہ عادل اخرجہ الطبرانی ۲؎ عن ابی امامۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ بطریق حسنھا الترمذی لغیر ھٰذا المتن۔

پانزدھم وہ معمر بالخصوص علم دین سے بہرورہے اور علماء کے ساتھ براہونا اور ان کے ساتھ برائی کرنا اتنابرا ہے کہ بیان نہیں کیاجاسکتا سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہوہ شخص میری امت میں سے نہیں جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہیں کرتا او رہمارے بچے پرمہربانی نہیں کرتا اور ہمارے عالم کاحق نہیں پہچانتا

(امام احمد، حاکم، طبرانی فی الکبیر ازعبادہ بن صامت رضی االلہ تعالٰی عنہ)نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ثلٰثۃ لایستخف بحقھم الامنافق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم وامام متقسطتین شخص ہیں جن کے حق کو صرف منافق خفیف سمجھتاہے (۱) وہ مسلمان جس کے بال سفید ہوچکے ہوں (۲) عالم (۳) عادل بادشاہ (طبرانی نے اس حدیث کو ایسی سند سے روایت کیاجسے امام ترمذی نے ایک اور حدیث روایت کرتے ہوئے حسن قراردیا)

(۱ـــ مسنداحمدبن حنبل عن عبادہ بن الصامت المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۳۲۳)
(الترغیب والترہیب بحوالہ احمدوالطبرانی والحاکم الترغیب فی اکرام العلماء المصطفٰی البابی مصر ۱ /۱۱۴)
(۲ـــ المعجم الکبیر عن ابی امامۃ حدیث ۷۸۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸ /۳۳۸)

شانزدھم آنکہ ایں ذی علم بالخصوص سیدست وتعظیم ایں نسل طاہر ونسب فاخر از اہم واجبات وایذائے آناں و بدخواہی ایشاں ازاشد موبقات درحدیث ابوالشیخ ابن حبان ودیلمی آمدہ سیدعالم صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من لم یعرف حق عترتی و الانصار والعرب فھم لاحدی ثلث اما منافق واما ولد زانیۃ واما اِمرُؤ حملت بہ امہ لغیر طھر۔۱ـــ ہرکہ نشناسد حق آل من وحق انصار واہل عرب آن بہریکے از سہ وجہ است یامنافق ست یاچہ زنا یامردی کہ ماد رش باودر ایام بے نیای بارور شدہ است۔

شانزدھم بالخصوص وہ عالم سید ہیں او ران کی دشمنی سخت ہلاکت کاسبب ہے ابوالشیخ ابن حبان اور دیلمی کی روایت میں ہے :من لم یعرف حق عترتی والانصاروالعرب فھم لاحدی ثلث اما منافق واما ولد زانیۃ واما اِمرُؤ حملت بہ امہ لغیر طھرجوشخص میری آل، انصار اور اہل عرب کاحق نہیں پہچانتا وہ یا تومنافق ہے یاحرامزادہ، یا اس عورت کا بچہ ہے جوبے نمازی کے دنوں میں حاملہ ہوئی ہو۔

(۱ـــ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۵۹۵۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳ /۶۲۶)

واخرج ابن عساکر وابونعیم عن امیرالمؤمنین علی کرم االلہ تعالٰی وجہہ ایضا یرفعہ الی النبی صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم من اٰذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اٰذی االلہ ۲ـــ، زاد ابونعیم فعلیہ لعنۃ االلہ ملء السماء وملءالارض۳ـــ یعنی سید عالم فرمود صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم ہرکہ از من

موئ (یعنی ادنٰی متعلقے) را ایذا داد پس بہ تحقیق مرا آزار رسانید وہرکہ مرا آزار رسانید پس بدرستی کہ حق عزوجل را اذیت کرد پس برونفرین خداست بُپری آسمان وبُپری زمین واحادیث درجلال عترت طاھرہ وتاکید حقوق آنہا خیمہ بسرحد تواتر زدہ است، و بااللہ التوفیق۔

ابن عساکر اور ابونعیم نے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیںمن اٰذی شورۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اٰذی االلہ۲؎، زاد ابونعیم فعلیہ لعنۃ االلہ ملء السمآء وملء الارضیعنی سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا : جس شخص نے میرے ایک بال (یعنی معمولی سا تعلق رکھنے) کو تکلیف دی بے شک اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اس پر زمین وآسمان کے بھرنے کے برابر خدا کی لعنت، آل پاک کی عترت اور ان کے حقوق کی تاکید کے متعلق حدیثیں حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں وبااللہ التوفیق۔

(۲؎ کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن علی بن ابی طالب حدیث ۳۴۱۵۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۹۵)
(۳؎کنزالعمال بحوالہ کر وابن المغفل حدیث ۳۵۳۵۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۳۴۹)

ھفدھم آنکہ چوں سیدموصوف حسب تصریح سائل ہم بعلم وہم بتقوٰی وہم بسن دہم بنسب اجل وافضل ست مستحق بکرامت امامت وتعظیم تقدیم ہموں است کہ ایں برچہار از وجوہ احقیت ست کما صرح بہ فی تنویر الابصار وغیرہ عامۃ الاسفار پس منازعتش باوے صراحۃ برخلاف حکم شرع ستومن یتعد حدوداالله فقد ظلم نفسہ۱؎۔

ھفدھم جب سیدصاحب موصوف سائل کے کہنے کے مطابق علم وتقوٰی عمراورنسب میں اعلٰی اورافضل ہیں تو وہی امامت کی عزت وتعظیم کے لائق ہے اور یہ چاروں باتیں امامت کے زیادہ حقدار ہونے کاسبب ہیں جیسے کہ تنویرالابصار وغیرہ فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں تصریح ہے پس ایسے شخص کے ساتھ جھگڑا شریعت کے حکم کے خلاف ہے اور جو اللہ تعالٰی کی قائم کی ہوئی حدوں سے پھاند گیا اس نے اپنے اوپرظلم کیا۔

(۱؎ القرآن الکریم ۶۵/ ۱)

ہژدھم آنکہ ایں کس میخواہد کہ علم خود را ذریعہ تحصیل دنیا کند ودرحدیث مصطفی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ است من اکل بالعلم طمس اﷲ علی وجھہ و ردّہ علی عقبیہ وکانت النار اولٰی بہ یعنی ہرکہ علم راذریعہ جلب مال نماید حق عزوجل روئے اورامسخ فرماید واُو را بربردو پاشنہ اش، بازگرداند وآتش دوزخ باوسزاوارتر باشد اخرجہ الشیرازی۲؎ فی الالقاب عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ ۔

ہژدھم یہ شخص چاہتاہے کہ اپنے علم کو دنیا حاصل کرنے کاذریعہ بنائے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث شریف میں ہے :من اکل بالعلم طمس اﷲ وجہہ وردّہ علی عقبیہ وکانت النار اولٰی بہجو شخص علم کودنیاکمانے کاذریعہ بناتاہے اللہ تعالٰی اس کے چہرے کو بگاڑ دے گا اور اسے اس کی ایڑیوں پر واپس لوٹادے گا اور دوزخ کی آگ اس کے زیادہ لائق ہے (شیرازی نے القاب میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی)۔

(۲؎ کنزالعمال بحوالہ شیرازی فی الالقات حدیث ۲۹۰۳۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰ /۱۹۶)

ودر حدیث دیگر ست کہ فرمود صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ومن ازداد علما ولم یزدد فی الدنیا زھدا لم یزدد من اﷲ الا بعدا ہرکہ در علم افزود ودر دنیا بے رغبتی نیفزود ازخدا نیفزود مگردوری اخرجہ الدیلمی ۱؎ عن علی رضی اﷲ تعالٰی عنہ واحادیث دریں باب بسیارست۔

دوسری حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :من ازداد علما ولم یزدد فی الدنیا زھدا لم یزد من اﷲ الا بُعداجس شخص نے علم زیادہ حاصل کیالیکن دنیا سے بے رغبتی زیادہ نہ ہوئی اسے اللہ تعالٰی سے دوری کے سوا کچھ نہ ملا(دیلمی ازحضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ) اس بارے میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں۔

(۱؎ الفردوس بمأثور الخطاب عن علی حدیث ۵۸۸۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳ /۶۰۲)

نوزدھم آنکہ حرفے چند از فلسفہ مزخرفہ آموختن واندک فضلہ ازکفار سفسطہ بگدیہ اندوختن پیش او گرامی کاریست بدیع و منبع باعث فخر وشرف رفیع کہ

بربنایش خود را ازاں سید فقیہ افضل واولٰی تربامامت می انگارد حالانکہ ایں علوم فلاسفہ اعنی طبیعیات والٰہیات آنہا کہ مملو ومشحون ست ازضلالاتِ شنیعہ وبطالات فظیعہ تا آنکہ دروے انبارہا ست ازکفر وشرک وانکار ضروریات دین وخروارہا از مضادّت قرآن ومحادّت فرمان انبیاء ومرسلین صلوات االلہ وسلامہ علیہم اجمعین، وقد فصّلنا بعضھا عنقریب فی رسالتنا سمّیناھا ''مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید'' اقمنا فیھا الطامۃ الکبرٰی علی المتھورین من متفلسفی الزمان وبااللّٰہ التوفیق و علیہ التکلان قطعاً ازعلوم محرمہ است فی الدر المختار اعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین (الی ان قال) وحراما وھو علم الفلسفۃ والشعبدۃ والتنجیم والرمل وعلوم الطباعین والسحر ۱؎۔

نوزدھم وہ شخص جس کے نزدیک ملمع شدہ فلسفہ سیکھنا اورکافروں کی بیہودگی کے باقیماندہ حصے کو گداگری کے ذریعے جمع کرنا بہت بڑاکام ہے اور فخرو ناز کاباعث ہے جس کی بناپر اپنے آپ کو اس سید فقیہ سے امامت کے زیادہ لائق سمجھتاہے حالانکہ فلسفیوں کے یہ علوم یعنی طبیعیات اور الٰہیات جو بدترین گمراہیوں سے پُرہیں حتی کہ ان میں کفرو شرک اور ضرورت دین کے انکار کے ڈھیرلگے ہوئے ہیں اور بہت سی باتیں قرآن مجید اور انبیاء ومرسلین کے ارشادات کے مخالف ہیں جیسا کہ ہم نے بعض باتوں کی تفصیل اپنے رسالے"مقامع الحدید علی خدالمنطق الجدید" (جدید منطق کے منہ پرلوہے کے گرز) میں کی ہے ہم نے اس میں اس زمانے کے فلسفے کے دعویداروں پرقیامت قائم کردی ہے ان علوم کا (بغیرتردیدکے) پڑھنا قطعاً حرام ہے درمختارمیں ہے: بیشک علم کاپڑھنا فرض عین ہے، یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا اور کبھی علم کاپڑھنا حرام ہوتاہے جیسے کہ علم فلسفہ، شعبدہ، نجوم، رمل، حکمت، طبعیہ اور جادو۔

(۱؎ درمختار مقدمۃ الکتاب مطبع مجتبائی دہلی ۱ /۶)

وعلامہ زین بن نجیم مصری رحمہ االلہ تعالٰی دراشباہ والنظائر فرماید العلم قدیکون حراما وھو علم الفلسفۃ۲؎ الخ، علامہ ابن حجر مکی رحمہ االلہ تعالٰی درفتاوٰی خودش فرمود وماکان منہ (ای من الطبیعی) علی طریق الفلاسفۃ حرام۳؎۔

علامہ زین بن نجیم مصری رحمہ اللہ تعالٰی اشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں : علم کاپڑھنا کبھی حرام ہوتاہے جیسے کہ فلسفہ، علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی

اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں: حکمۃ طبعیہ کاجوحصہ فلاسفہ کے طریقے پرہو اس کاپڑھنا حرام ہے،

(۲؎ الاشباہ والنظائر الفن الثالث ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۲۵۸)
(۳؎ فتاوٰی حدیثیہ مطلب یجوز علم التنجیم مطبعۃ الجمالیۃ مصر ص۳۵)

وبہمدران ست اما الاشتغال بالفلسفۃ والمنطق فقد افتی بتحریمہ ابن الصلاح وشنع علی المشتغل بھما واطال فی ذٰلک ویجب علی الامام اخراج اھلھما من مدارس الاسلام وسجنھم وکف شرھم قال وان زعم انہ غیر معتقد لعقائدھم فان حالہ یکذبہ۴؎ ببیں چساں روشن وسپید میگوید کہ فلسفہ حرام ست وبربادشاہ اسلام واجب کہ اہل آں را از مدارس اسلام بیروں کند وزنداں فرماید تاشرآنہا بمسلماناں نرسد ومرد متفلسف کہ دریں جہالات مسمی بعلم توغل دارد وعمر می گزارد اگردعوٰی کند کہ من بدل عقائد آنہا راجائے ندادہ ام خود حال اوبہر تکذیب اوبسند ست کہ اگر نہ پسند ست چراپائے بندست ہیچ دیدہ انساں ہرچیزے راکہ دشمن دارد باختیار خود باوے عمرگزارد وشبہا باوے سحرکند ومدتہا چنگ بدامنش زند وبحصولش غلغلہ تفاخر افگند وکُلّہٗ گو شہا برآسمان شکند حاش اللہ ایں ہمہ علامات رضاوایثارست ورنہ بادشمن ساعتی بسربردن شوار ست یاغراب البین لیت بینی وبینک بعد المشرقین ایں ست تقریرکلامش برحسب مرامش رحمہ ااﷲ تعالٰی وماذکرہ فی الفلسفۃ صحیح ومن ثم قال الاوزاعی رحمہ ااﷲ تعالٰی تحریمھا ھو الصحیح الصواب واما ما ذکرہ فی المنطق الفلاسفۃ ھو الذی یحرم الاشتغال بہ ویدل لذلک قولہ کف شرھم وقولہ ومعتقد لعقائدھم ۱؎ ھ ملتقطا وفیہ طول کثیر۔

اسی میں ہے : ابن صلاح نے فلسفے اور منطق کی حرمت کافتوٰی دیا اور انہیں پڑھنے والے پر سخت طعن وتشنیع کی اور اس بارے میں طویل گفتگو کی بادشاہ اسلام پر واجب ہے کہ ایسے لوگوں کواسلامی مدارس سے نکال کرقید کردے اور ان کے شر کے دروازے کوبند کردے اگرچہ ان کاخیال یہ ہوکہ ہم فلاسفہ کے عقائد کے قائل نہیں کیونکہ ان کی حالت خود انہیں جھٹلارہی ہے اگرفلاسفہ کے عقائد کوپسند نہیں کرتا توفلسفے کاپابند کیوں ہے کبھی ایسابھی دیکھا ہے کہ انسان ایک چیز کو ناپسند رکھنا جوپھر اپنی مرضی سے اپنی تمام عمر اس میں صرف کردے، راتیں اس کے پیچھے گزاردے اور مدتوں اس کے ساتھ وابستہ رہے اور اس کے حاصل کرنے پرفخر کرے ہرگز نہیں، یہ سب پسندیدگی کی علامتیں ہیں ورنہ دشمن کے ساتھ ایک لحظہ گزارنا بھی مشکل ہوتاہے جدائی کے کوسے (دین سے دورکرنے والے) کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اورمغرب کافاصلہ ہوتا،

علامہ نے فلسفہ کے متعلق جوفرمایا وہ صحیح ہے اسی لیے امام اوزاعی نے فرمایا فلسفے کاحرام ہونادرست ہے۔ رہامنطق کامسئلہ توفلاسفہ کامنطق پڑھنا حرام، علامہ کاکلام خود اس طرف اشارہ کررہی ہے (کیونکہ ان کے منطق میں ان کے مذہب کے مطابق مثالیں درج ہوتی تھیں کچھ دورنہیں تھا کہ ان کے باربار تکرار سے ذہن میں بیٹھ جائیں ۱۲)

(۴ـــ الفتاوٰی الفقہیۃ   باب الاستنجاء   دارالکتب العلمیۃ بیروت   ۱ /۵۰)
(۱ـــ الفتاوٰی الفقہیۃ   باب الاستنجاء   دارالکتب العلمیۃ بیروت   ۱ /۵۰)

فقیرمیگویم واﷲ سبحٰنہ یغفرلی از اول دلیل برتحریم وتفلسف وتقبیح حالش حدیثی ست کہ امام عبدالرحمان دارمی درسنن خودش ازسیّدنا جابربن عبداﷲ رضی اﷲ تعالٰی عنہما روایت کردہ ان عمربن الخطاب رضی اﷲ تعالٰی عنہ اتی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم بنسخۃ من التورٰۃ فقال یارسول اﷲ ھذہ نسخۃ من التورٰۃ فسکت فجعل یقرأ و وجہ رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم یتغیر فقال ابوبکر رضی اﷲ تعالٰی عنہ ثکلتک الثواکل ماتری مابوجہ رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فنظر عمر الٰی وجہ رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فقال اعوذ باﷲ من غضب اﷲ وغضب رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم رضینا باﷲ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم نبیا فقال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم والذی نفس محمد صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم بیدہ لوبدا لکم موسٰی فاتبعتموہ وترکتمونی، لضللتم عن سواء السبیل ولوکان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی۱ـــہ ۔

فقیرکہتاہے کہ فلسفے کے حرام ہونے اور ا س کے برائی کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام ابوعبدالرحمان دارمی نے سنن میں سیدناجابربن عبداﷲ رضی اﷲ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ :ان عمربن الخطاب رضی اﷲ تعالٰی عنہ اتی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم بنسخۃ من التورٰۃ فقال یارسول اﷲ ھذہ نسخۃ من التورٰۃ فسکت فجعل یقرأ و وجہ رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم یتغیر فقال ابوبکر رضی اﷲ تعالٰی عنہ ثکلتک الثواکل ماتری مابوجہ رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فنظر عمر الٰی وجہ رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فقال اعوذ باﷲ من غضب اﷲ وغضب رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم رضینا باﷲ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم نبیا فقال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم والذی نفس محمد صلی اﷲ تعالٰی

علیہ وسلم بیدہ لوبدا لکم موسٰی فاتبعتموہ ترکتمونی، لضللتم عن سواء السبیل ولوکان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی۔

(۱؎ سنن الدارمی باب مایتقی من تفسیر حدیث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۴۴۱ نشر السنۃ ملتان ۱ /۹۵)

یعنی عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہ پیش سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم نسخہ ازتوریت آورد وعرضداشت کہ یارسول اللہ ایں نسخہ ایست ازتوریت سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم پاسخ نداد وسکوت فرمود عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہ خواندن گرفت وچہرہ مبارک سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ازحالی بحالی گردید بجہت شدت غضب وعمرازیں معنی آگاہی نداشت تا آنکہ صدیق اکبر رضی اﷲ تعالٰی عنہ گفت اے عمر ترابگریند زنان گریہ کنان نمی بینی حالتیکہ در روئے مبارک سید عالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم پیداست آنگاہ عمرنظر بالاکرد وجانب چہرہ اقدس دیدگوراً گفت بخداپناہ میبرم ازغضب خدا ورسول خدا صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم پسندیدم خدائے راپروردگار واسلام رادین ومحمدرانبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم وازیں کلمہا غضب سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فردمے نشست پس سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمود بخدائے کہ جان محمد بقبضہ قدرت اوست اگرظاہر شود شماموسٰی علیہ السلام وشما اتباع اوکنید ومرا بگزارید برآئینہ راہ راست گم کردہ باشید واگرموسٰی بدنیا بودے وزمانہ ظہورنبوتم دریافتی بدرستی کہ مراپیروی کردی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم حالاچشم انصاف کشادنی ست توریت کہ کلام الٰہی ست وقرآن بہ تصدیقش نازل محض بوجہ اختلاط تحریفات کارش بجائے رسید کہ قرأتش چنداں موجب غضب سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ایں فلسفہ ملعونہ بکفر و ضلال مشحونہ کہ جہلی چنداست برہم نسستہ وراہ دین برخدامش بستہ دربقہ یقین ازگلوئے شان گسستہ العزۃ اللہ چہ جائے آں دارد کہ او را اجرعظیم پندارند وعمرہا نظربروے گمارند وتخم ودادش بدلہا کارند با اینہمہ سلامت روند غضب اشد رامستحق نشوند لا واﷲ لایکون ولوکرہ المبطلون باز احمد درمسند وبیہقی درشعب الایمان ازجابر رضی اﷲ تعالٰی عنہ چناں آوردہ اند کہ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ باقدس بارگاہ عالم پناہ سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم حاضر آمد وبعرض قدسی رساند کہ انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتری ان نکتب بعضہا ما از یہود حدیثہا می شنویم کہ مارا خوش می آید آیا بروانگی باشد کہ چیزے

ازانہا بنویسیم سیدعالم فرمود صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم امتھوکون انتم کما تھوکت الیہود و النصارٰی آیا متحیرید دردین اسلام وکمال وتمام واغنائے تام او کہ دراحادیث دیگراں طمع دارید چنانکہ یہودونصارٰی دردین خود متحیر شدند وبرعلم الٰہی قناعت ناکردہ درایں وآں فتادن ودرقیل وقال زدند لقد جئتکم بھا بیضاء ونقیۃ من ایں ملت وشریعت راسپید وروشن وصاف وپاکیزہ آوردہ ام کہ نہ ہیچ شبہہ رادر ودخلی نہ باوے سوئے چیزے دگرحاجتی ولوکان موسٰی حیا ماوسعہ الااتباعی۱؎ ۔وخود یہود واحادیث آنہا چہ لائق التفات باشد اگرموسٰی ہم بدنیا بودے اورانیز جزپیری من گنجائش نداشتی صلی االلّٰہ تعالٰی علیک وسلم ومعلوم ست کہ احادیثکہ ہمچو عمررا خوش آید رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ زنہار مخالف ملت ومنافی شریعت نباشد با اینہمہ نہی نمودند وامت رابراستغناء بشرع مطہر ازہمہ اغیارش دلالت فرمودند فکیف کہ دامن کفار یونان گیرند وبحر صافی را پس پشت انداختہ درتیہ ضلالت بتلخی میرند لایاتی ذٰلک الاممن سفہ نفسہ O۔

بالجملہ ضرور فلسفہ وضلال متفلسفہ از شمس ازھر وازامس اظہر پس در تحریمش ارتیاب نکند مگرمریض القلب ضعیف الایمان والعیاذ بااللّٰہ وعلیہ التکلان بیاتا عنان بمطلب گردانیم متفلسف مذکور ایں حرام علماء راذریعہ تفاخر ووسیلہ تفضیل وباعث تقدیم درمناجات رب جلیل دانست پیداست کہ کدام تحسین بالاتر ازیں باشد وایں معنی العیاذبااللّٰہ پہلو بکفرزند چنانکہ علماء درفروع کثیرہ تنصیص کردہ اند وامام عبدالرشید بخاری تلمیذ امام اجل ظہیری وامام فقیہ النفس قاضی خان رحمہم االلّٰہ تعالٰی درخلاصہ فرماید من قال احسنت لماھو قبیح شرعا اوجودت کفر ۱؎ یارب مگرمتفلسفان برخویشتن نمی بخشایند کہ ہرفعل محرم بس ناکردہ زبان بتکبروتفاخر مے کشایند کلابل ران علٰی قلوبھم ماکانوا یکسبون۲؎، ونسأل االلّٰہ العافیۃ۔

یعنی عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں توراۃ کا ایک نسخہ لائے اور عرض کی : یارسول اللہ ! یہ توراۃ کاایک نسخہ ہے۔ سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا، عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پڑھنا شروع کردیا، سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاچہرہ مبارک شدت غضب کی وجہ سے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدل رہاتھا، حضرت عمرفاروق کو اس کی خبرنہ تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا : اے عمر! تجھے رونے والی عورتیں روئیں

تم نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرہ انور کی حالت نہیں دیکھ رہے۔ تب حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور کے چہرہ انور کودیکھا اور فوراً کہا اللہتعالٰی اور اس کے رسول کے غضب سے خد اکی پناہ ہم اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمدصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگرتم پر موسٰی علیہ السلام ظاہرہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرتے توراہ راست سے بھٹک جاتے اوراگرموسٰی علیہ السلام دنیامیں ہوتے اورمیری نبوت کے ظہورکے زمانے کو پاتے تومیری پیروی کرتے۔ اب انصاف کی آنکھ کھولنی چاہئے کہ توراۃ کلام الٰہی ہے اور قرآن مجید نے اس کی تصدیق کی ہے لیکن صرف اس بناء پر کہ اس میں تحریف ہوچکی ہے اس کا پڑھنا سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اس قدرناراضگی کاسبب بنا، یہ مردود فلسفہ جوکہ کفروضلالت سے بھراہوا اور جہالتوں کامجموعہ ہے اور جس نے دین کے خادموں کے لئے دین کاراستہ بند کیاہواہے اور فلسفیوں نے دین کی زنجیر اپنے گلے سے اتارپھینکی ہے وہ کب اس لائق ہے کہ اس کابہت بڑاثواب گمان کیاجائے اور عمریں اس پرصرف کردی جائیں اور اس کی محبت کودل میں جگہ دی جائے اس کے باوجود محفوظ رہیں اور شدید غضب کے مستحق نہ ہوں بخدا اس طرح نہیں ہوسکتا اگرچہ جھوٹے اسے پسند نہ کریں۔ امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سروردوجہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضرہوکر عرض گزار ہوئے کہ انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتری ان نکتب بعضھا ہم یہودیوں سے کئی ایسی باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم ان میں سے کچھ باتیں لکھ لیاکریں، نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :امتھوکون انتم کماتھوکت الیھود والنصارٰیکیا تم دین اسلام کے مکمل اور کافی ہونے میں متحیر ہوکہ دوسروں کی باتوں کی طرف توجہ دیتے ہو جیسے کہ یہودی اور عیسائی اپنے مذہب میں متحیر ہوگئے اور اللہ تعالٰی کے دئے ہوئے پراکتفا نہ کرکے اِدھر اُدھر مصروف ہوگئےلقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃمیں تمہارے پاس یہ واضح اور پاکیزہ شریعت لایاہوں کہ اس میں نہ تو شک وشبہہ کی گنجائش ہے اور نہ کسی او رچیز کی ضرورتولوکان موسٰی حیا ما وسعہ الا اتباعیاگرموسٰی علیہ السلام دنیامیں ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے سواچارہ نہ ہوتا۔ ظاہرہے کہ جو باتیں عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ ایسی شخصیت کوپسندآتی ہوں وہ ہرگز شریعت کے مخالف نہ ہوں گی، اس کے باوجود حضور نے منع فرمایا اور بتادیا کہ شریعت مطہرہ کے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کی ضرور نہیں، یہ کس طرح جائزہوگا کہ صاف وشفاف دریا(شریعت مقدسہ) کو پس پشت ڈال کر یونان

کے کافروں کادامن تھاماجائے اور گمراہی کے جنگل میں مصیبت کی موت مول لی جائے یہ وہی شخص کرسکتاہے جس نے اپنے آپ کو حقیر وذلیل بنادیاہو۔ الحاصل یہ فلسفے کانقصان اور فلسفے کے دعویداروں کی گمراہی گزشتہ دن اور سورج سے زیادہ ظاہرہے لہٰذا اس کی حرمت میں صرف وہی شخص شک کرے گا جس کادل بیمار اور ایمان کمزور ہو، نعوذباللہ من ذالک۔ آئیے تاکہ اصل مطلب کی طرف توجہ دیں کہ مذکورہ بالا شخص، فلسفے کادعویدار اس چیز پرفخرکرتاہے کہ بناء بریں اپنے آپ کو فضیلت والا اورامامت کے زیادہ لائق سمجھتاہے جسے علماء نے حرام کہاہے واضح ہے کہ اس سے بڑھ کر اس حرام فعل کی تعریف وتحسین اورکیاہوسکتی ہےنعوذباﷲ من ذٰلکاس میں تو ایک پہلو کفر کابھی نکلتاہے چنانچہ علماء نے بہت سے مسائل میں تصریح کی ہے، امام اجل ظہیری اور امام فقیہ النفس قاضیخاں کے شاگرد امام عبدالرشید بخاری رحمہم اللہ تعالٰی فرماتے ہیں : خلاصہ میں ہے کہمن قال احسنت لما ھو قبیح شرعا اجودت کفر (جس شخص نے شرعی قبیح کے مرتکب کوکہا کہ تونے اچھاکیا تو وہ کافرہوگیا) بارالٰہا! شاید یہ فلسفے کے دعویدار اپنے اوپر رحم نہیں کرتے کہ حرام فعل کی بناء پرفخر اور تکبرکرتے ہیں، ہاں ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی سیاہی چھاچکی ہے۔

(۱؎ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ احمدوبیہقی فی الشعب باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مطبع مجتبائی دہلی ص۳۰)
(مسنداحمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۳۸۷)
(شرح السنۃ للبغوی باب حدیث اھل الکتاب المکتب الاسلامی بیروت ۱۰ /۲۷۰)
(۱؎ منح الروض الازہرشرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص۱۸۹)
(۲؎ القرآن الکریم ۸۳ /۱۴)

بستم آنکہ فضل تفلسف رابرفضل تفقہ ترجیح دادن کہ ادعائے اولویت بامامت رامنشاء ومنزع ہمون تواند بودمتضمن تحقیر علم دین ست کما لایخفی وتحقیربروجہ صریح کفر قطعی ست اینجا چوں پائے تضمن درمیان ست نزاع لزوم والتزام عیان ست کمابیناہ فی مقام الحدید واللہ الھادی الی المسلک السدید۔

بستم فلسفے کی فضیلت کو ترجیح دینا (فقہ کی فضیلت پر) کیونکہ امامت کے زیادہ لائق ہونے کے دعوٰی کی یہی وجہ ہوسکتی ہے اس میں ضمناً علم دین کی توہین ہے جیسے کہ ظاہر ہے اور علم دین کی صراحۃً توہین کفرہے یہاں چونکہ یہ بات ضمناً آگئی ہے اس لئے یہی کہاجائے گا کہ علم دین کی توہین لازم آئی ہے اس شخص نے اس کا التزام نہیں کیا(اس لئے کفرکاقول نہیں کیاجائے گا) جیسے کہ ہم نے "مقامع الحدید" میں بیان کیا۔

ایں بست وجہ است، نجیح ووجیہ مفید فقیہ ومبید سفیہ کہ برنہج ارتجال بحال استعجال سپردخاتمہ نمودہ شد ومانا کہ اگرغوری رود وجوہ دیگر منجلی شود اما ہمیں قدرپسند ست وتطویل ممل ناپسند حالامسلماناں نگہ کنند کہ شرع مطہر امامت فاسق رانہ پسندیدہ تا آنکہ بسیارے ازعلماء امامتش رامکروہ تحریمی قریب حرام وآناں راکہ بتقدیمش بردارند مبتلائے اثام گفتہ اند علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اﷲ تعالٰی درشرح کبیر منیہ عبارت فتاوٰی الحجۃ نقل کردہ میفرماید فیہ اشارۃ الی انھم لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ باموردینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلایبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلٰوۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الـغالب بالنظر الی فسقہ ولذا لم تجز الصلٰوۃ خلفہ اصلاً عند مالک وروایۃ عن احمد١ـــہ، وہمیں است ارشاد امام زیلعی درتبیین الحقائق شرح کنزالدقائق۔

یہ بیس عمدہ او ربہترین وجہیں فقیہ کے لئے مفید اور بیوقوف کے لئے تباہ کن قلم برداشتہ فی البدیہ لکھ دی گئی ہیں، اگر مزید غورکیاجائے تو اور وجوہ بھی ظاہرہوسکتی ہیں تاہم انہیں پراکتفاء کیاجاتاہے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ اب مسلمانوں کو غور کرناچاہئے کہ شریعت مقدسہ نے فاسق کی امامت کو پسند نہیں کیا حتی کہ بہت سے علماء نے اسے مکروہ تحریمی اور حرام کے قریب فرمایا ہے اور ایسے شخص کوامام بنانے والوں کو گناہ عظیم کامبتلا قراردیاہے، علامہ ابراہیم حلبی کبیر شرح منیہ میں فتاوٰی حجہ سے نقل کرکے فرماتے ہیں : اس میں اشارہ ہے کہ فاسق کو امام بنانے والے گنہ گار ہوں گے، کیونکہ اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ وہ اموردین کاچنداں خیال نہیں کرتا اور شریعت کے لازمی امورکے اداکرنے میں سستی سے کام لیتا ہے کچھ بعیدنہیں کہ وہ نماز کی بعض شرطوں کوبھی ترک کردے اور نماز کے مخالف کوئی کام کربیٹھے بلکہ اس کے فسق کے پیش نظر غالب یہی گمان ہے اسی لئے امام مالک کے نزدیک اس کے پیچھے نمازبالکل جائزنہیں۔ تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق میں امام زیلعی کے ارشاد کابھی یہی مطلب ہے۔

(١ـــہ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص۵۱۳۔۵۱۴)

وعلامہ حسن شرنبلالی درمراقی الفلاح شرح متن خودش نورالایضاح ذکرکردش وعلامہ سیداحمد طحطاوی درحاشیہ مراقی رحمۃ اﷲ علیہم اجمعین سبحٰن اﷲ

چوں امامت فاسق بفسق واحدا رانوبت باینجا رسیدست ایں کسے کہ وجوہ عدیدہ ازفسق جمع کردہ کہ ازانہا بعضے روئے بسوئے کفر آوردہ والعیاذباللہ ہیچ محل آں باشد کہ امام کردن او روا دارند یادرحرمت اقتدایش نزاعی آرند گیرم کہ نماز پس فاسق وجہ حلت دارد اما کسیکہ درنفس اسلامش خلاف راگنجایشے باشد کیست کہ امامت او را حلال انگارد الاتری ان فی تقدیمہ تعظیمہ وھو حرام عند الشرع بالقطع معہذا علماء ما از امام ابویوسف رضی اﷲ تعالٰی عنہ روایت کردہ اند کہ امامت متکلمان جائزنیست اگرچہ باعتقاد صحیح باشند کما نقلہ الامام الاجل الھندوانی والزاھدی صاحب القنیۃ والمجتبٰی والامام البخاری صاحب الخلاصۃ والامام العلامۃ المحقق حیث اطلق فی الفتح وہمیں معنی فتوائے امام اجل شمس الائمہ حلوائی رحمۃ اﷲ تعالٰی علیہ بخط مبارکش یافتہ اند کما نص علیہ فی الخلاصۃ وایں روایت راہمہ ائمہ ممدوحین بقبول وتقریر گرفتہ اند ودرتوضیح مراد وتنقیح مفاد طرق عدیدہ رفتہ محط کلام اکثرے آنست کہ اینجا مرادبمتکلم کسے ست کہ درفنون کلامیہ زائد برحاجت توغل دارد ودرتکثیر شکوک وشقاشق عقلہ عمرعزیز ضایع برد افاد ذٰلک الامام الھندوانی وعلامہ عبدالغنی نابلسی درحدیقہ ندیہ شرح محمدیہ گوید المروی عن ابی یوسف رحمہ اﷲ تعالٰی ان امامۃ المتکلم وان کان بحق لاتجوز محمول علی الزائد علی قدر الحاجۃ والمتوغل فیہ کما قیل من طلب الدین بالکلام تزندق ولایرید المتکلم علی قانون الفلاسفۃ لانہ لایطلق علٰی مباحثھم علم الکلام لخروجہ عن قانون الاسلام و ھو من اجزاء الحد، کما فی البزازیۃ ۱؎، پس امامت متفلسفان اولٰی واجدربعدم جوازست کمالایخفٰی،

علامہ حسن شرنبلالی نورالایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں اور علامہ سید احمد طحطاوی نے حاشیہ مراقی میں بھی اسی طرح فرمایا سبحان اللہ جب اس شخص کی امامت درست نہیں جس میں ایک فسق پایاجاتا ہو تو اس شخص کو امام بنانا کس طرح درست ہوگا جس میں کئی وجہ سے فسق پایاجاتا ہے اور بعض وجہیں کفرتک پہنچاتی ہیں (نعوذباللہ من ذلک) کیاکچھ گنجائش ہے کہ علماء ایسے شخص کے امام بنانے کوجائز رکھیں یا اس کی اقتداء کے ناجائز ہونے میں کچھ اختلاف کریں یہ درست ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز ہونے کی ایک صورت ہے لیکن جس شخص کے اسلام ہی میں اختلاف پایا جاتا ہو اس کی امامت کو کون حلال گمان کرے گا کیا تجھے خبرنہیں کہ اسے امام بنانے میں اس کی تعظی ہے اور وہ شرعاً قطعی طور پر حرام ہے اس کے باوجود ہمارے علماء امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ متکلمین کی امامت جائزنہیں اگرچہ ان کا عقیدہ صحیح ہو جیسے کہ امام اجل ہندوانی زاہدی صاحب قنیہ ومجتبٰی امام بخاری

صاحب خلاصہ او ر ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے نقل کیا، امام ا لائمہ شمس الائمہ حلوائی کے فتوٰی میں جوان کے خط مبارک سے پایاگیا یہی بات لکھی ہے جیسے کہ خلاصہ میں ہے اس روایت کوتمام ائمہ کاملین نے قبول کیا اور اس کی مراد مختلف طریقوں سے بیان فرمائی ہے، اکثر اس طرف گئے ہیں کہ اس جگہ متکلم سے مراد وہ شخص ہے جو علم کلام کے مختلف فنون میں ضرورت سے زیادہ انہماک رکھتاہو اور شکوک وشبہات کی کثرت میں عمرعزیز کوضائع کردے، یہ مطلب امام ہندوانی نے بیان فرمایا، علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں کہ امام ابویوسف سے جو یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ متکلم اگرچہ صحیح عقائد رکھتاہو اس کی امامت ناجائز ہے اس کامطلب یہ ہے کہ جو شخص ضرورت سے زیادہ علم کلام میں توجہ اور توغل رکھتاہو اس کے پیچھے نمازناجائزہے جیسے کہاگیاہے کہ جس نے کلام کے ذریعے علم دین کو طلب کیا وہ زندیق ہوگیا متکلم سے امام ابویوسف کی مراد وہ شخص نہیں جوفلاسفہ کے قانون پرکلام کرتاہو کیونکہ فلسفیوں کی بحثوں کوعلم کلام نہیں کہاجاتا کیونکہ وہ تو قانون اسلام ہی سے خارج ہیں اور یہ اجزاء حد میں سے ہے، جیسا کہ بزازیہ میں ہے جب علم کلام میں غلوکرنے والوں کے پیچھے نمازناجائزہے توفلسفے کے دعویداروں کے پیچھے بطریق اولٰی ناجائزہوگی جیسا کہ مخفی نہیں۔

(۱ــہ فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب الامامۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۰۴)
(۲ــہ خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلٰوۃ الفصل الخامس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۴۹)
(۱ــہ الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الثانی من الانواع الثلٰثہ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱ /۳۳۲)

بالجملہ شرع مطہر زنہارنہ پسندد کہ سیدموصوف را باوصف چنیں فضائل واستحقاق کل از منصب امامت بہ آرند وایں کس راباآنہمہ معاصی ومناہی وذواہی وتباہی بجایش بردارند لاجرم ہرکہ بایں کار واجب الانکار پردازد شریک آں متفلسف باشد در اثم ومعاونش در ایذا وظلم مستخف بشان سیادت وعلم ومورد بسیاری ازشنائع مذکورۃ الصدر کمالایخفی علی المنشرح الصدر واﷲ الہادی فی کل ورد وصدر حضرت حق جل وعلافرمایدلاتعاونوا علی الاثم والعدوان۱ــــہوبمدگرمکنید برگناہ وستم ۔

الحاصل شریعت مطہرہ ہرگز پسند نہیں کرے گی کہ سید موصوف کو اتنے فضائل اور مستحق ہونے کے باوجود منصب امامت سے برطرف کردیاجائے اور اس شخص کو تمام گناہوں ممنوع حرکتوں کے باوجود ان کی جگہ مقرر کردیاجائے یقینا جو شخص یہ ناپسندیدہ کام کرے گا وہ گناہ اور اس کی امداد، ایذا، ظلم، شان

سیادت اور علم کی توہین اور بہت ساری سابقہ قباحتوں میں فلسفے کے اس دعویدار کاشریک ہوگا جیسے کہ صاحب شرح صدرپرمخفی نہیں، اللہ تعالٰی فرماتاہےلاتعاونوا علی الاثم والعدوانگناہ وظلم میں ایک دوسرے کی امداد نہ کرو۔

(۱ـــ القرآن الکریم ۲/۵)

وحاکم وعقیلی وطبرانی وابن عدی وخطیب بغدادی باسانید خود با ازعبداﷲ بن عباس رضی اﷲ تعالٰی عنہما روایت کنند کہ جناب سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم می فرمایند من استعمل رجل من عصابۃ وفیھم من ھو ارضی اللّٰہ منہ فقد خان اﷲ ورسولہ والمؤمنین۲ـــہ یعنی ہرکہ مردی را ازجماعتی برکارے از کارہائے ایشاں نصب کرد ودر ایشاں کسے ست کہ پسندیدہ ترستازوے نزد خدا پس تحقیق اوخیانت کرد خدا ورسول ومسلماناں را واخرج ابویعلٰی عن حذیفۃ بن الیمان رضی اﷲ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ایما رجل استعمل رجلا علی عشرۃ انفس وعلم ان فی العشرۃ افضل ممن استعمل فقد غش اﷲ وغش رسول وغش جماعۃ المسلمین۱ـــہ۔

حاکم، عقیلی، طبرانی، ابن عدی اور خطیب بغدادی نے اپنی سندوں سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں : من استعمل رجلا من عصابتہ وفیھم من ھو ارضی اللہ منہ فقد خان اﷲ ورسولہ والمؤمنین جو شخص ایک جماعت میں سے کسی آدمی کو ان کے کسی کام پرمقرر کرتاہے حالانکہ ان لوگوں میں اس سے زیادہ مقبول بارگاہ الٰہی آدمی موجود ہے تو اس نے اللہ ورسول اور مسلمانوں کی خیانت کی ابویعلٰی نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص دس آدمیوں کی جماعت پر ایک شخص کو مقرر کیا حالانکہ اسے علم ہے کہ ان دس آدمیوں میں مقررشدہ آدمی سے افضل موجودہے تو اس نے اللہ ورسول اورمسلمانوں سے خیانت کی،

(۲ـــ المستدرک للحاکم کتاب الاحکام دارالفکر بیروت ۴/ ۹۲)
(الضعفاء الکبیر ترجمہ ۲۹۵ حسین بن قیس دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۴۸)
(۱ـــ کنزالعمال بحوالہ ع عن حذیفہ حدیث ۱۴۶۵۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۹)

علامہ مناوی رحمہ اﷲ تعالٰی درشرح تیسیر شرح جامع صغیر زیرحدیث اول گوید من استعمل رجلا من عصابۃ ای نصبہ علیھم امیرا وقیما او عریفا او اماما للصلٰوۃ۲؎ امام بخاری درتاریخ وابن عساکر ازابوامامہ باہلی وطبرانی درمعجم کبیر ازمرثد غنوی رضی اﷲ تعالٰی عنہما راویندکہ سیدعالم صلی اﷲتعالٰی علیہ وسلم فرماید (وھذ حدیث ابی امامۃ) ان سرکم ان تقبل صلٰوتکم فلیؤمکم خیارکم۳؎ اگرشمارا خوش آید کہ نماز شمارمقبول شود باید کہ شمارا بہترین شما امامت کند دارقطنی وبیہقی ازعبداﷲ ابن عمررضی اﷲ تعالٰی عنہما روایت دارند، سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماید اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم۱؎ بہتران خودراامام کنید کہ ایشاں سفیر شمایند میان شما وپروردگار شما عزوجل وفی الباب عن واثلۃ بن الاسقع رضی اﷲ تعالٰی عنہ اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں سابقہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ من استعمل رجلا من عصابتہ یعنی جس شخص نے کسی آدمی کو ایک جماعت کا امیریامحافظ یانمائندہ یانماز کا امام بنادیا حالانکہ اس سے زیادہ مقبول الٰہی موجود تھے تو وہ خائن ہے، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن عساکر نے ابوامامہ باہلی سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان سرکم ان تقبل صلٰوتکم فلیؤمکم خیارکم اگرتمہیں پسند ہے کہ تمہاری نماز مقبول ہو تو ایسا شخص امام بنے جو تم میں سے افضل ہو، دارقطنی اور بیہقی حضرت عبداﷲ ابن عمررضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکماپنے بہترین آدمی کو امام بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان نمائندے ہیں۔ اس بارے میں طبرانی نے معجم کبیر میں واثلہ بن الاسقع سے بھی روایت کی ہے۔

(۲؎ التیسیرشرح الجامع الصغیر تحت حدیث من استعمل رجلا الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲ /۳۹۶)
(۳؎ کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر حدیث ۲۰۴۳۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۷ /۵۹۶)
(کنزالعمال بحوالہ طب حدیث ۲۰۴۳۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۷ /۵۹۷)
(المعجم الکبیر حدیث ۷۷۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲۰ /۳۲۸)
(۱؎ سنن الدارقطنی باب تخفیف القرأۃ الحاجۃ نشرالسنۃ ملتان ۲ /۹۸)

الحاصل خلاصہ حکم آنست کہ ایں کس ازبدترین فسّاق وفجّارست وبوجوہ چنددرچند تعزیر شدید راسزوار وامامتش ممنوع وناروا بلکہ مسلماناں را از صحبتش احتراز اولٰی وزنہار رخصت نباشد کہ آں سیّد فقیہ را از امامت براندازند و ایں متفلسف سفیہ رابجایش مقرر وموقر سازند کدمتصدی ایں کارشود خود واجب التعزیر وگنہ گار شود تقدیم کو وامامت ازکجابلکہ ایں کس رامی شاید کہ ازشناعات مذکورہ خود باز آید داغ کفران ازجبینش وفلسفہ ملعونہ راوداع گوید وبرفضل علم وبزرگی حقش ایمان آرد تکلکف وتفلسف و تشدق تصلف راقبیح پندارد وشنیع انگارد واز سرنوکلمہ طیبہ اسلام خواند وبعدازاں تجدیدنکاح بتقدیم رساند فان ذٰلک ھو الاحوط کما یظھر بمراجعۃ الدرالمختار وغیرہ من اسفارالکملۃ، واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔

خلاصہ جواب: یہ شخص بدترین فاسق وفاجرہے اور بے شمار وجوہ کی بناء پر سخت سزاکا مستحق ہے اس کی امامت ناجائزاورممنوع ہے اور مسلمانوں کو اس کی صحبت سے پرہیز کرناچاہئے اورہرگز اجازت نہیں کہ اس سید فقیہ کوامامت سے برطرف کیاجائے اور فلسفے کے اس دعویدار بیوقوف کو اس کی جگہ مقررکیاجائے جو شخص اس کام کے درپے ہوگا خود اس کے لئے سزاضروری ہے بلکہ اس شخص کو چاہئے کہ مذکورہ بالا خربیوں سے باز آئے اور ناشکری کاداغ اپنے ماتھے سے دھوئے اور مردود فلسفے کو رخصت کرے او رعلم دین کی فضیلت اور اس کے حق کی بزرگی پرایمان لائے فلسفہ پرستی تکلف اوربیہودگی کوبراسمجھے اورناپسند رکھے اور ازسرنوکلمہ طیبہ اسلام پڑھ کر اسلام کی تجدید اس کے بعد تجدیدنکاح کرے، اسی میں ا حتیاط ہے، جیسے کہ درمختار وغیرہ دیکھنے سے ظاہرہوجائے گاواﷲ سبحانہ، وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔

رسالہ
الحقوق لطرح العقوق
ختم ہوا

رسالہ
مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد

(والدین پر) اولاد کے حقوق کے بارے میں راہنمائی کی قندیل)

مسئلہ ۱۶۷: ازسورون ضلع ایٹہ محلہ ملک زادگان مرسلہ حامدحسن صاحب ۷جمادی الاولٰی ۱۳۱۰ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ باپ پربیٹے کا کس قدرحق ہے، اگرہے اور وہ ادانہ کرے تو اس کے واسطے حکم شرعی کیاہے؟ مفصل طور پر ارقام فرمائیے۔ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کاحق ولد پرنہایت اعظم بتایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کاذکرفرمایا کہاَنِ اشکر لی ولوالدیک ۱؎حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ مگرولد کاحق بھی والد پرعظیم رکھاہے کہ ولدمطلق اسلام، پھر خصوص جوار، پھر خصوص قرابت، پھر خصوص عیال، ان سب حقوق کاجامع ہوکر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتاہے، اور جس قدر خصوص بڑھتاجاتاہے حق اشدوآکد ہوتاجاتاہے۔

(۱؎ القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴)

علمائے کرام اپنی کتب جلیلہ مثل احیاء العلوم وعین العلوم ومدخل وکیمیائے سعادت وذخیرۃ الملوک وغیرہا میں حقوق ولد سے نہایت مختصر طور پر کچھ تعرض فرمایا مگر میں صرف احادیث مرفوعہ حضورپرنورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف توجہ کرتاہوں فضل الٰہی جل وعلا سے امید کہ فقیر کی یہ چندحرفی تحریر ایسی نافع وجامع واقع ہو کہ اس کی نظیر کتب مطولہ میں نہ ملے اس بارہ میں جس قدر حدیثیں بحمداللہ تعالٰی اس وقت میرے حافظہ ونظر میں ہیں انہیں بالتفصیل مع تخریجات لکھے تو ایک رسالہ ہوتاہے اور غرض صرف افادہ احکام لہٰذا سردست فقط وہ حقوق کہ یہ حدیثیں ارشاد فرمارہی ہیں کمال تلخیص واختصار کے ساتھ شمار کروں، وباللہ التوفیق:

(۱) سب سے پہلا حق وجوداولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم قوم سے نہ کرے کہ بُری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔
(۲) دیندارلوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پرناناوماموں کی عادات کابھی اثرپڑتاہے۔
(۳) زنگیوں حبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کاسیاہ رنگ بچہ کو بدنمانہ کردے۔
(۴) جماع کی ابتداء بسم اللہ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہوجاتاہے۔

(۵) اس وقت شرمگاہ زن پرنظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کااندیشہ ہے۔
(۶) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یاتوتلے ہونے کاخطرہ ہے۔
(۷) مردوزن کپڑااوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کااندیشہ ہے۔
(۸) جب بچہ پیداہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان وام الصبیان سے بچے۔
(۹) چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیزچباکر اس کے منہ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہے۔
(۱۰) ساتویں اور نہ ہوسکے توچودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے، دختر کے لئے ایک پسر کے لئے دو کہ اس میں بچے کاگویارہن سے چھڑاناہے۔
(۱۱) ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔
(۱۲) سر کے بال اُتروائے۔
(۱۳) بالوں کے برابرچاندی تول کرخیرات کرے۔
(۱۴) سرپرزعفران لگائے۔
(۱۵) نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کابھی جو کم دنوں کاگرجائے ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکی ہوگا۔
(۱۶) برانام نہ رکھے کہ بدفال بدہے۔

(۱۷) عبداللہ، عبدالرحمن، احمد، حامدوغیرہ باعبادت وحمد کے نام یاانبیاء واولیاء یااپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پرنام رکھے کہ موجب برکت ہے خصوصاً نام پاک محمدصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیاوآخرت میں کام آتی ہے۔
(۱۸) جب محمدنام رکھے تو اس کی تعظیم وتکریم کرے۔
(۱۹) مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔
(۲۰) مارنے بُراکہنے میں احتیاط رکھے۔
(۲۱) جومانگے بروجہ مناسب دے۔
(۲۲) پیار میں چھوٹے لقب بیقدرنام نہ رکھے کہ پڑا ہوانام مشکل سے چھوٹتاہے۔
(۲۳) ماں خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دوسال تک دودھ پلوائے۔
(۲۴) رذیل یابدافعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔
(۲۵) بچے کانفقہ اس کی حاجت کے سب سامان مہیاکرنا خود واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل۔
(۲۶) اپنے حوائج وادائے واجبات شریعت سے جوکچھ بچے اس میں عزیزوں قریبوں محتاجوں غریبوں سب سے پہلے حق عیال واطفال کاہے جو ان سے بچے وہ اوروں کوپہنچے۔
(۲۷) بچہ کوپاک کمائی سے روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں ڈالتاہے۔

(۲۸) اولاد کے ساتھ تنہاخوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کے تابع رکھے جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے کر ان کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہوتو انہیں کوکھلائے۔
(۲۹) خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہرولطف کابرتاؤ رکھے۔ انہیں پیارکرے بدن سے لپٹائے کندھے پر چڑھائے۔
(۳۰) ان کے ہنسنے کھیلنے بہلنے کی باتیں کرے ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت ومحافظت ہروقت حتی کہ نمازوخطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔
(۳۱) نیامیوہ پھل پہلے انہیں کودے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیامناسب ہے۔
(۳۲) کبھی کبھی حسب ضرورت انہیں شیرینی وغیرہ کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعاً جائزہے دیتارہے۔

(۳۳) بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائزہے جس کو پورا کرنے کاقصد رکھتاہو۔
(۳۴) اپنے چندبچے ہوں توجوچیز دے سب کوبرابر ویکساں دے، ایک کودوسرے پربے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔
(۳۵) سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔
(۳۶) بیمار ہوں توعلاج کرے۔
(۳۷) حتی الامکان سخت وموذی علاج سے بچائے۔

(۳۸) زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہلاالٰہ الااللہبھرپورکلمہ طیبہ سکھائے۔

(۳۹) جب تمیزآئے ادب سکھائے کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے،چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی عظیم، ماں باپ، استاز اور دختر کوشوہرکے بھی اطاعت کے طرق وآداب بتائے۔
(۴۰) قرآن مجید پڑھائے۔
(۴۱) استاذ نیک، صالح، متقی، صحیح العقیدہ، سن رسیدہ کے سپرد کردے، اور دختر کونیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔
(۴۲) بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔
(۴۳) عقائد اسلام وسنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی وقبول حق پرمخلوق ہے اس وقت کابتایا پتھر کی لکیرہوگا۔
(۴۴) حضوراقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت وتعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔
(۴۵) حضورپرنورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آل واصحاب واولیاء وعلماء کی محبت وعظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت وزیورایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔
(۴۶) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔

(۴۷) علم دین خصوصاً وضو، غسل، نمازوروزہ کے مسائل توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت صدورولسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل حرص وطمع ، حب دنیا، حب جاہ، ریا، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔
(۴۸) پڑھانے سکھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔
(۴۹) موقع پرچشم نمائی تنبیہ تہدید کرے مگر کوسنانہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ افساد کا اندیشہ ہے۔
(۵۰) مارے تو منہ پرنہ مارے۔
(۵۱) اکثراوقات تہدیدوتخویف پرقانع رہے کوڑاقمچی اس کے پیش نظررکھے کہ دل میں رعب رہے۔
(۵۲) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کابھی کہ طبیعت نشاط پرباقی رہے۔
(۵۳) مگرزنہارزنہاربُری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یارِبدماربد سے بدترہے۔

(۵۴) نہ ہرگز ہرگزبہادر دانش، مینابازار، مثنوی غنیمت وغیرہاکتب عشقیہ وغزلیات فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورہ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایاجائے کہ اس میں مکرزنان کاذکرفرمایا ہے، پھربچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجاہوسکتاہے۔
(۵۵) جب دس برس کاہونماز مارکرپڑھائے۔
(۵۶) اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے جدابچھونے جداپلنگ پراپنے پاس رکھے۔
(۵۷) جب جوان ہوشادی کردے، شادی میں وہی رعایت قوم ودین وسیرت وصورت ملحوظ رکھے۔
(۵۸) اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اسے امروحکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق ونرمی بطورمشورہ کہے کہ وہ بلائے عقوق میں نہ پڑجائے۔
(۵۹) اسے میراث سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائداد دوسرے وارث یاکسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔

(۶۰) اپنے بعد مرگ بھی ان کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دوتہائی ترکہ چھوڑجائے ثلث سے زیادہ خیرات نہ کرے۔
یہ ساٹھ ۶۰ حق توپسرودخترسب کے ہیں بلکہ دوحق اخیر میں سب وارث شریک، اور خاص پسر کے حقوق سے ہے کہ اسے لکھنا، پیرنا، سپہگری سکھائے۔ سورہ مائدہ کی تعلیم دے۔ اعلان کے ساتھ اس کاختنہ کرے۔ خاص دختر کے حقوق سے ہے کہ اس کے پیداہونے پرناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے، اسے سیناپرونا

کاتنا کھاناپکانا سکھائے، سورہ نور کی تعلیم دے، لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے، بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتاہے، دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول برابررکھے، جو چیز دے پہلے انہیں دے کربیٹوں کو دے، نوبرس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے، اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے، شادی برات میں جہاں گاناناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہوکہ گاناسخت سنگین جادوہے۔ اور ان نازک شیشوں کوتھوڑی ٹھیس بہت ہے، بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے گھر کو ان پر زنداں کردے بالاخانوں پرنہ رہنے دے، گھرمیں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں، جب کفوملے نکاح میں دیرنہ کرے، حتی الامکان بارہ برس کی عمرمیں بیاہ دے، زنہار کسی فاسق اجرخصوصاًبدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔

یہ اسی حق (۸۰) ہیں کہ اس وقت کی نظرمیں احادیث مرفوعہ سے خیال میں آئے ان میں اکثر تو مستحبات ہیں جن کے ترک پراصلاً مواخذہ نہیں۔ اوربعض آخرت میں مطالبہ ہو، مگردنیامیں بیٹے کے لئے باپ پرگرفت وجبرنہیں، نہ بیٹے کو جائزکہ باپ سے جدال ونزع کرے سواچند حقوق کے کہ ان میں جبر حاکم وچارہ جوئی واعتراض کودخل ہے۔
اول نفقہ کہ باپ پرواجب ہو اور وہ نہ دے تو حاکم جبراً مقرر کرے گا، نہ مانے تو قید کیاجائے گا حالانکہ فروع کے اور کسی دین میں اصول محبوس نہیں ہوتے۔

فی ردالمحتار عن الذخیرۃ لایحبس والد وان علافی دین ولدہ وان سفل الافی النفقۃ لان فیہ اتلاف الصغیر ۱؎۔فتاوٰی شامی میں ذخیرہ کے حوالے سے نقل کیاہے والد اپنے بیٹے کے قرض کے سلسلے میں قیدنہیں کیاجاسکتا خواہ سلسلہ نسب اوپر تک بلحاظ باپ اور نیچے تک بلحاظ بیٹاچلاجائے البتہ نان نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں والد کوقید کیاجائے گا کیونکہ اس میں چھوٹے کی حق تلفی ہے۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الطلاق باب النفقۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۷۱)

دوم رضاعت کہ ماں کے دودھ نہ ہو تو دائی رکھنا، بے تنخواہ نہ ملے تو تنخواہ دینا، واجب نہ دے توجبراً لی جائے گی جبکہ بچے کا اپنا مال نہ ہو، یوہیں ماں بعد طلاق ومرورعدت بے تنخواہ دودھ نہ پلائے تو اسے بھی تنخواہ دی جائے گی کما فی الفتح وردّ المحتار وغیرھما(جیسا کہ فتح اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔ت)

سوم حضانت کہ لڑکا سات برس، لڑکی نوبرس کی عمر تک جن عورتوں مثلاً ماں
نانی دادی ہیں خالہ پھپھی کے پاس رکھے جائیں گے، اگر ان میں کوئی بے تنخواہ
نہ مانے اور بچہ فقیر اور باپ غنی ہے توجبراً تنخواہ دلائی جائے گیکمااوضحہ
فی ردالمحتار (جیسا کہ ردالمحتار میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ت)

چہارم بعد انتہائے حضانت بچہ کو اپنی حفظ وصیانت میں لیناباپ پرواجب ہے
اگرنہ لے گا حاکم جبرکرے گاکما فی ردالمحتار عن شرح المجمع (جیسا کہ شرح
المجمع سے ردالمحتار میں نقل کیاگیاہے۔ت)

پنجم ان کے لئے ترکہ باقی رکھنا کہ بعد تعلق حق ورثہ یعنی بحالت مرض الموت
مورث اس پرمجبور ہوتاہے یہاں تک کہ ثلث سے زائد میں اس کی وصیت بے
اجازت ورثہ نافذ نہیں۔
ششم اپنے بالغ پسرخواہ دختر کو غیرکفو سے بیاہ دینا یامہرمثل میں غبن فاحش کے
ساتھ مثلاً دختر کامہرمثل ہزار ہے پانسو پرنکاح کردیایا بہو کا مہرمثل پانسو ہے
ہزارباندھ لینا یاپسر کانکاح کسی باندی سے یادختر کاکسی ایسے شخص سے جو
مذہب یانسب یاپیشہ یاافعال یامال میں وہ نقص رکھتاہو جس کے باعث اس سے نکاح
موجب عار ہو ایک بار تو ایسانکاح باپ کاکیاہوا نافذ ہوتاہے جبکہ نشہ میں نہ
ہومگر دوبارہ اپنے کسی نابالغ بچے کا ایسانکاح کرے گا تواصلاً صحیح نہ
ہوگاکماقدمنا فی النکاح (جیسا کہ بحث نکاح میں ہم نے اسے پہلے بیان کردیاہے۔ت)
ہفتم ختنہ میں بھی ایک صورت جبرکی ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ چھوڑدیں
سلطان اسلام انہیں مجبورکرے گا نہ مانیں گے تو ان پر جہاد فرمائے گاکما فی
الدرالمختار (جیسا کہ درمختار میں ہے۔ت)واﷲ تعالٰی اعلم۔

رسالہ
مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد
ختم ہوا

رسالہ
اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد(۱۳۱۰ھ)
(بندوں کے حقوق کاکفارہ اداکرنے والے امور کے بارے میں انتہائی حیران کن امداد)

بسم االله الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۶۸: حق العباد بھی کسی طرح معاف ہوسکتاہے بغیر اس کے معاف کے جس کا حق ہے صاف ارقام فرمائیے اور حق العباد کس قدرہیں؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : حق العبد ہروہ مطالبہ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمہ کسی کے لئے ثابت ہو اورہروہ نقصان وآزار جو بے اجازت شرعیہ کسی قول فعل ترک سے کسی کے دین، آبرو، جسم، مال یاصرف قلب کو پہنچایاجائے۔ تو یہ دوقسمیں ہوئیں، اول کودیون، ثانی کو مظالم، اور دونوں کو تبعات اور کبھی دیون بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں قسم میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے یعنی کہیں تودین پایاجاتاہے مظلمہ نہیں، جیسے خریدی چیز کی قیمت، مزدور کی اجرت، عورت کا مہروغیرہا دیون کہ عقود جائزہ شرعیہ سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اس نے ان کی ادا میں کمی وتاخیر ناروانہ برتی یہ حق العبد اس کی گردن پرہے مگرکوئی ظلم نہیں، اور کہیں مظلمہ پایاجاتاہے دین نہیں جیسے کسی کومارا، گالی دی، براکہا، غیبت کی کہ اس کی خبر اسے پہنچی، یہ سب حقوق العبد وظلم ہیں مگر کوئی دین واجب الادانہیں، اور کہیں دین اور مظلمہ دونوں ہوتے ہیں جیسے کسی کامال چرایا، چھینا، لوٹا، رشوت سود جوئے میں لیا، یہ سب دیون بھی ہیں اورظلم بھی۔ قسم اول میں تمام صورعقود ومطالبہ مالیہ داخل، دوسری میں قول وفعل وترک کو دین آبروجان جسم مال قلب میں ضرب دینے سے اٹھارہ انواع حاصل، ہرنوع صدہا صورتوں کوشامل، توکیونکر گناسکتے ہیں کہ حقوق العباد کس قدرہیں، ہاں ان کاضابطہ کلیہ بتادیاگیاہے کہ ان دوقسموں سے جو امرجہاں پایاجائے اسے حق العبد جانے پھر حق کس قسم کاہو جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا، حقوق اللہ میں توظاہر کہ اس کے سوا دوسرا معاف کرنےوالا کون ومن یغفر الذنوب الااللہ ۱؎ کون گناہ بخشے اللہ کے سوا۔

(۱؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۳۵)

الحمداللہ کہ معافی کریم غنی قدیر رؤف رحیم کے ہاتھ ہےوالکریم لایأتی منہ الاالکرم (کریم سے سوائے کرم کے کچھ اورصادرنہیں ہوتا۔ت) اور حقوق العباد میں بھی ملک دیان عزجلالہ نے اپنے دارالعدل کایہی ضابطہ رکھاہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا اگرچہ مولٰی تعالٰی ہمارا اور ہمارے جان ومال

وحقوق سب کامالک ہے اگروہ بے ہماری مرضی کے ہمارے حقوق جسے چاہے معاف فرمادے توبھی عین حق وعدل ہے کہ ہم بھی اسی کے اور ہمارے حقوق بھی اسی کے مقرر فرمائے ہوئے، اگر وہ ہمارے خون ومال وعزت وغیرہا کومعصوم ومحترم نہ کرتا تو ہمیں کوئی کیساہی آزارپہنچاتا نام کوبھی ہمارے حق میں گرفتارنہ ہوتا۔ یوہیں اب اس حرمت و عصمت کے بعد بھی جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑدے ہمیں کیامجال عذرہے مگر اس کریم رحیم جل وعلا کی رحمت کہ ہمارے حقوق کااختیارہمارے ہاتھ رکھاہے بے ہمارے بخشے معاف ہوجانے کی شکل نہ رکھی کہ کوئی ستم رسیدہ یہ نہ کہے کہ اے مالک میرے! میں اپنی داد کو نہ پہنچا۔

حدیث میں ہے حضورپرنورسیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:الدواوین ثلٰثۃ فدیوان لایغفراﷲ منہ شیئا ودیوان لایعبأ اﷲ بہ شیئا ودیوان لایترک اﷲ منہ شیئا فاما الدیوان الذی لایغفراﷲ منہ شیئا فالاشراک باﷲ عزوجل واما الدیوان الذی لایعبأ اﷲ بہ شیئا فظلم العبد نفسہ فیما بینہ وبین ربہ من صوم یوم ترکہ اوصلاۃ ترکہا فان اﷲ تعالٰی یغفر ذٰلک ان شاء ویتجاوزان شاء و اما الدیوان الذی لایترک اﷲ منہ شیئا فمظالم العباد بینہم القصاص لامحالۃ۔ رواہ الامام احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک۱؎ عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہا۔

یعنی دفترتین ہیں، ایک دفترمیں اللہ تعالٰی کچھ نہ بخشے گا اورایک دفتر کی اللہ تعالٰی کوکچھ پروا نہیں اور ایک دفترمیں اللہ تعالٰی کچھ نہ چھوڑے گا، وہ دفتر جس میں اصلاً معافی کی جگہ نہیں وہ توکفرہے کہ کسی طرح نہ بخشاجائے گا اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پروانہیں وہ بندے کاگناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں کہ کسی دن کاروزہ ترک کیایاکوئی نماز چھوڑدی اللہ تعالٰی چاہے تو اسے معاف کردے اوردرگزرفرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالٰی کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کاآپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضروربدلہ ہوناہے (امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں ام المومنین سیدعائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے اس کی روایت فرمائی۔ت)

(۱؎مسنداحمدبن حنبل حدیث ۲۵۵۰۰ داراحیاءالتراث العربی بیروت ۳۴۲/۷)
(المستدرک للحاکم کتاب الاھوال باب جعل اللہ القصاص بین الدواب المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۷۶۔۴۷۵)

یہاں تک کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لتؤدن الحقوق الٰی اھلھا یوم القٰیمۃ حتی یقادللشاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء تنطحھا۔ رواہ الائمۃ احمد فی المسند ومسلم ۲؎ فی صحیحہ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی فی الجامع عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

بیشک روزقیامت تمہیں اہل حقوق کو ان کے حق اداکرنے ہوں گے یہاں تک کہ مُنڈی بکری کابدلہ سینگ والی بکری سے لیاجائے گا کہ اسے سینگ مارے(ائمہ کرام نے اس کوروایت کیا مثلاً امام احمد نے مسندمیں، امام مسلم نے صحیح مسلم میں، اما م بخاری نے الادب المفرد میں اور امام ترمذی نے جامع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۲؎ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب نصرالاخ ظالماً اومظلوماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۲۰)
(مسنداحمدبن حنبل عن ابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۰۱)

ایک روایت میں فرمایا:حتی الذرۃ من الذرۃ۔ رواہ الامام احمد۳؎بسندصحیح۔ یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کاعوض لیاجائے گا۔ (اسے امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیاہے۔ت)

(۳؎ مسندامام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۶۳)

پھروہاں روپے اشرفیاں توہیں نہیں کہ معاوضہ حق میں دی جائیں طریقہ ادایہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اگر اداہوگیا غنیمت ورنہ اس کے گناہ اس پررکھے جائیں گے یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پوراہو۔ احادیث کثیرہ اس مضمون میں وارد،

ازاں جملہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ ابوہریرہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ: ان رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لادرھم لہ ولامتاع فقال ان المفلس من امتی من یأتی یوم القٰیمۃ بصلٰوۃ وصیام وزکوٰۃ ویأتی قدشتم ھذا وقد قذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ماعلیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار ۱؎۔ والعیاذباﷲ سبحٰنہ وتعالٰی۔

یعنی حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایاجانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس زرومال نہ ہو۔ فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے اور یو ں آئے کہ اسے گالی دی اسے زنا کی تہمت لگائی اس کامال کھایا اس کاخون گرایا اسے ماراتو اس کی نیکیاں اسے دی گئیں پھراگرنیکیاں ختم ہوچکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر اس پرڈالے گئے پھرجہنم میں پھینک دیا۔ اللہ تعالٰی پاک اور بلند وبرترذات کی پناہ۔(ت)

(۱ـــہ صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۲۰)

غرض حقوق العباد ہے ان کی معافی کے معاف نہ ہوں گے ولہٰذا مروی ہوا کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:الغیبۃ اشد من الزناغیبت زنا سے سخت ترہے ۔ کسی نے عرض کی: یہ کیونکر؟ فرمایا:الرجل یزنی ثم یتوب فیتوب االلہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لایغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والطبرانی فی الاوسط۲ـــہ عن جابر بن عبدااللّٰہ وابی سعیدالخدری والبیھقی عنھما وعن انس رضی االلہ تعالٰی عنھم۔زانی توبہ کرے تواللہ تعالٰی قبول فرمالے اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے (ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ(غیبت کی برائی میں) میں اور امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابربن عبداللہ اور حضرت ابوسعیدخدری سے اور امام بیہقی نے ان دونوں کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اس کی روایت فرمائی۔ت)

(۲ـــہ المعجم الاوسط حدیث ۶۵۸۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/ ۳۰۶)

پھریہاں معاف کرالینا سہل ہے قیامت کے دن اس کی امیدمشکل کہ وہاں ہرشخص اپنے اپنے حال میں گرفتار نیکیوں کاطلبگار برائیوں سے بیزارہوگا پرائی نیکیاں اپنے ہاتھ آتے اپنی برائیاں اس کے سر جاتے کسے بری معلوم ہوتی ہیں، یہاں تک کہ حدیث میں آیاہے کہ ماں باپ کابیٹے پرکچھ دین آتاہوگا اسے روزقیامت پیٹیں گے کہ ہمارادین دے وہ کہے گا میں تمہارابچہ ہوں، یعنی شاید رحم کریں وہ تمنا کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا۔

الطبرانی عن ابن مسعود رضی االلہ تعالٰی عنہ قال سمعت رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم یقول انہ یکون للوالدین علٰی ولد ھمادین فاذا کان یوم القٰیمۃ یتعلقان بہ فیقول انا ولد کما فیودان او یتمنیان لوکان اکثر من ذٰلک ۱ـــہ۔

طبرانی میں ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ والدین کابیٹے پر دین ہوگا قیامت کے روز والدین بیٹے پرلپکیں گے توبیٹا کہے گا میں تمہارابیٹا ہوں تووالدین کو حق دلایاجائے گا اور تمناکریں گے کاش ہماراحق اورزائدہوتا۔(ت)

(۱ـــہ المعجم الکبیر حدیث المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۲۷۰)

جب ماں باپ کایہ حال تواوروں سے امیدخام خیال، ہاں کریم ورحیم مالک ومولٰی جل جلالہ وتبارک وتعالٰی جس پررحم فرماناچاہے گا تو یوں کرے گا کہ حق والے کوبے بہا قصورجنت معاوضہ میں عطا فرماکر عفو حق پرراضی کردے گا ایک کرشمہ کرم میں دونوں کابھلا ہوگا نہ اس کی حسنات اسے دی گئیں نہ اس کی سیأت اس کے سررکھی گئیں نہ اس کا حق ضائع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں درجے بہتر افضل پایارحمت حق کی بندہ نوازی ظالم ناجی مظلوم راضی،فللّٰہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا و یرضٰی (پھر اللہ تعالٰی ہی کے لئے حمدوثناہے جس کی ذات بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت ہے۔ت)

حدیث میں ہے:بینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم جالس اذ رأیناہ اضحک حتی بدت ثنایاہ فقال لہ عمر مااضحکک یارسول اللّٰہ بابی انت وامّی۔یعنی ایک دن حضورپرنورسیدالعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرماتھے ناگاہ خندہ فرمایا کہ اگلے دندان مبارک ظاہرہوئے، امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضورپرقربان کس بات پرہنسی آئی؟

ارشاد فرمایا:رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزۃ فقال احدھما یارب خذلی مظلمتی من اخی فقال اللّٰہ تعالٰی للطالب کیف تصنع باخیک ولم یبق من حسناتہ شیئ قال یارب فیحمل من اوزاری، وفاضت عینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم بالبکاء ثم قال ان ذٰلک الیوم عظیم یحتاج الناس ان یحمل عنھم من اوزارھم فقال اللّٰہ للطالب ارفع بصرک فانظر فرفع فقال یارب اری مدائن من ذھب وقصورا من ذب مکللۃ باللؤلؤ لای نبی ھذا اولای صدیق ھذا اولای شھید ھذا قال لمن اعطی الثمن قال یارب ومن یملک ذٰلک قال انت تملکہ قال بماذا قال بعفوک عن اخیک قال یارب فانی قد عفوت عنہ قال اللّٰہ تعالٰی فخذ بید اخیک فادخلہ الجنۃ فقال رسول ا اللّٰہ

صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم عند ذٰلک اتقوا اﷲ واصلحوا ذات بینکم فان اﷲ یصلح بین المسلمین یوم القیٰمۃ۔ رواہ الحاکم فی المستدرک۱؎ والبیھقی فی کتاب البعث والنشور وابویعلٰی فی مسندہ وسعید بن منصور فی سننہ عن انس بن مالک رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔

دومردمیری امت سے رب العزت جل جلالہ کے حضورزانوؤں پرکھڑے ہوئے، ایک نے عرض کی: اے رب میرے! میرے اس بھائی نے جو ظلم مجھ پرکیا ہے اس کاعوض میرے لئے لے۔ رب تعالٰی نے فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ کیاکرے گا اس کی نیکیاں تو سب ہوچکیں، مدعی نے عرض کی: اے رب میرے ! تومیرے گناہ وہ اٹھالے۔ یہ فرماکر حضوررحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آنکھیں گریہ سے بہہ نکلیں، پھرفرمایا: بیشک وہ دن بڑا سخت ہے لوگ اس کے محتاج ہوں گے کہ ان کے گناہوں کاکچھ بوجھ اور لوگ اٹھائیں۔ مولٰی عزوجل نے مدعی سے فرمایا: نظراٹھاکر دیکھ اس نے نگاہ اٹھائی کہا اے رب میرے! میں کچھ شہر دیکھتاہوں سونے اور محل سونے کے سراپا موتیوں سے جڑے ہوئے یہ کس نبی کے ہیں یا کس صدیق یا کس شہید کے۔ مولٰی تبارک وتعالٰی نے فرمایا: اس کے ہیں جو قیمت دے کہا: اے رب میرے!بھلا ان کی قیمت کون دے سکتاہے؟ فرمایا: تو۔ عرض کی: کیوں کر؟ فرمایا: یوں کہ اپنے بھائی کو معاف کردے۔ کہا: اے رب میرے ! یہ بات ہے تو میں نے معاف کیا۔ مولٰی جل مجدہ نے فرمایا: اپنے بھائی کاہاتھ پکڑلے اور جنت میں لے جا۔ حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے بیان کرکے فرمایا کہ اللہ تعالٰی سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو کہ مولٰی عزوجل قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔(حاکم نے مستدرک میں امام بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں ابویعلٰی نے مسند اورسعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیاہے۔ت)

(۱؎ مستدرک للحاکم کتاب الاھوال دارلفکر بیروت ۴/ ۵۷۶)
(الدرالمنثور بحوالہ ابن ابی الشیخ وابی یعلی والحاکم مکتبۃ العظمی قم ایران ۳/ ۱۶۱)

اورفرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:اذا التقی الخلائق یوم القیٰمۃ نادی منادیا یااھل الجمع تتارکوا المظالم بینکم و ثوابکم علیّ۔ رواہ الطبرانی۲؎ عن انس ایضا رضی اﷲ تعالٰی عنہ بسندحسن۔جب مخلوق روزقیامت بہم ہوگی ایک منادی رب العزۃ جل وعلا کی طرف سے نداکرے گا اے مجمع والو! آپس کے ظلموں کاتدارک کرلو اور تمہاراثواب میرے ذمہ ہے۔ (امام طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسندحسن اس کو روایت کیاہے۔ت)

(۲ـہ المعجم الاوسط حدیث ۵۱۴۰ مکتبۃ المعارف الریاض ۶/ ۶۷)

اور ایک حدیث میں ہے حضوروالا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا:ان االلّٰہ یجمع الاولین والاٰخرین یوم القٰیمۃ فی صعید واحد ثم ینادی مناد من تحت العرش یااھل التوحید ان االلّٰہ عزوجل قدعفا عنکم، فیقوم الناس فیتعلق بعضھم ببعض فی ظٰلامات ثم ینادی منادیا اھل التوحید لیعف بعضکم عن بعض وعلیّ الثواب۔ رواہ ایضا ۱ـــہ عن ام ھانی رضی االلّٰہ تعالٰی عنھا۔یعنی بیشک اللہ عزوجل روزقیامت سب اگلوں پچھلوں کوایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیرعرش سے منادی نداکرے گا اے توحید والو! مولٰی تعالٰی نے تمہیں اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہوکر آپ کے دنیاوی مظلموں میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے منادی پکارے گا اے توحید والو! ایک دوسرے کو معاف کردو اور ثوا ب دنیا میرے ذمہ ہے۔ (اسے بھی طبرانی نے سیدہ ام ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ت)

(۱ـہ المعجم الاوسط حدیث ۱۳۵۸ مکتبۃ المعارف الریاض ۲/ ۲۰۰)

یہ دولت کبرٰی ونعمت عظمٰی کہ اکرم الاکرمین جلت عظمتہ اپنے محض کرم وفضل سے اس ذلیل روسیاہ سراپاگناہ کو بھی عطافرمائے۔ ؏کہ مستحق کرامت گنہگاراںند(گنہگار شرف وبزرگی (عطاکئے جانے کے لائق ہیں۔ت)
اس وقت کی نظرمیں اس کاجلیل وعدہ جمیل مژدہ صاف صریح بالتصریح یاکالتصریح تصریح پانچ فرقوں کے لئے وارد ہوا:
اوّل حاجی کہ پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کرے، اور اس میں لڑائی جھگڑے اورعورتوں کے سامنے تذکرہ جماع اورہرقسم کے گناہ ونافرمانی سے بچے، اس وقت تک جتنے گناہ کئے تے بشرط قبول سب معاف ہوجاتے ہیں،پھر اگر حج کے بعد فوراً مرگیا تو اتنی مہلت نہ ملی کے حقوق اللہ عزوجل یابندوں کے اس کے ذمہ تھے انہیں ادایاادا کی فکرکرتا توامیدواثق ہے کہ مولٰی تعالٰی اپنے تمام حقوق سے مطلقاً درگزرفرمائے یعني نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہا فرائض کہ بجانہ لایاتھا ان کے مطالبہ پربھی قلم عفوالٰہی پھرجائے اور حقوق العباد ودیون ومظالم مثلاً کسی کاقرض آتاہو، مال چھینا ہو، براکہاہو ان سب کو مولٰی تعالٰی اپنے ذمہ کرم پرلے لے اصحاب حقوق کو روزقیامت راضی فرماکر مطالبہ وخصومت سے نجات بخشے، یوہیں اگر بعد کو زندہ رہا اور بقدر قدرت تدارک حقوق اداکرلیا یعنی زکوٰۃ دے دی نماز روزہ کی قضاادا کی جس کاجومطالبہ آتاتھا دے دیا جسے آزار پہنچاتھا معاف کرالیا جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا یامعلوم نہیں اس کی طرف سے تصدق کردیا بوجہ قلت مہلت جو حق اللہ عزوجل یابندہ کا اداکرتے کرتے رہ گیا اس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کردی، غرض جہاں تک طرق برائت پر قدرت ملی

تقصیر نہ کی تو اس کے لئے امید اور زیادہ قوی کہ اصل حقوق کی یہ تدبیر ہوگئی اور اثم مخالفت حج سے دھل چکاتھا، ہاں اگربعد حج باوصف قدرت ان امورمیں قاصررہا تویہ سب گناہ ازسرنو اس کے سرہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے ان کی ادامیں پھرتاخیر وتقصیر گناہ تازہ ہوئے اور وہ حج ان کے ازالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے گناہوں کودھوتاہے آئندہ کے لئے پروانہ بیقیدی نہیں ہوتا بلکہ حج مبرور کی نشانی ہی یہ ہے کہ پہلے سے اچھاہوکر پلٹےفانّا اللّٰہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باﷲ العلی العظیم (بے شک ہم اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اور یقینا اسی کی طرف لوٹ کرجانے والے ہیں، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالٰی بزرگ وبرتر کی توفیق کے بغیر کسی میں نہیں۔ت) مسئلہ حج میں بحمداللہ تعالٰی یہ وہ قول فیصل ہے جسے فقیرغفراللہ تعالٰی لہ نے بعد تنقیح دلائل ومذاہب واحاطہ اطراف وجوانب اختیارکی نفیس تحقیق بعونہ تعالٰی فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے بعد ورود اس سوال کے ایک تحریر جداگانہ میں لکھی، یہاں اس قدرکافی ہے وباﷲ التوفیق (اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ت)

احایث ابن ماجہ اپنی سنن میں کاملاً اور ابوداؤد مختصراً اور امام عبداللہ بن امام احمد زوائد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ابویعلٰی مسند اور ابن حبان ضعفاء اور ابن عدی کامل اور بیہقی سنن کبرٰی وشعب الایمان وکتاب البعث والنشور اور ضیاء مقدسی بافادہ تصحیح مختارہ میں حضرت عباس بن مرداس اور امام عبداللہ بن مبارک بسندصحیح اور ابویعلٰی وابن منیع بوجہ آخر حضرت انس بن مالک اور ابونعیم حلیۃ الاولیا اور امام ابن جریر طبری تفسیر اور حسن بن سفیان مسند اور ابن حبان ضعفاء میں حضرت عبداللہ بن عمرفاروق اعظم اور عبدالرزاق مصنف اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبادہ بن صامت اور دارقطنی وابن حبان حضرت ابوہریرہ اور ابن مندہ کتاب الصحابہ اور خطیب تلخیص المتشابہ میں حضرت زید جدعبدالرحمن بن عبداللہ بن زیدرضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے بطرق عدیدہ والفاظ کثیرہ ومعانی متقاربہ راوی:

وھذا حدیث الامام عبداللہ بن المبارک علی سفٰین الثوری عن الزبیر بن عدی عن انس رضی اﷲ تعالٰی عنہ قال وقف النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم بعرفات وقد کادت الشمس ان تغرب فقال یابلال انصت لی الناس فقام بلال فقال انصتوا لرسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فنصت الناس فقال یامعاشرالناس اتانی جبریل اٰنفا فاقراٰنی من ربی السلام وقال ان اﷲ عزوجل غفر لاھل عرفات واھل المعشر وضمن عنھم التبعات فقام عمر بن الخطاب رضی اﷲ تعالٰی عنہ فقال

یارسول اﷲ ھذالنا خاصۃ قال ھذا لکم ولمن اتی من بعدکم الٰی یوم القٰیمۃ فقال عمر بن الخطاب کثر خیراﷲ وطاب۱؎۔

(یہ حدیث امام عبداللہ بن مبارک نے امام سفیان ثوری سے انہوں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے۔ت) یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یایہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پرآیا اس وقت ارشاد ہوا اے بلال! لوگوں کومیرے لئے خاموش کر، بلال نے کھڑے ہوکر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے خاموش ہوجاؤ، لوگ ساکت ہوئے۔ حضور پرنورصلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا اے لوگو! ابھی جبریل نے حاضرہوکر مجھے میرے رب کا سلام وپیام پہنچایا کہ اللہعزوجل نے عرفات ومشعرالحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہوگیا۔ امیرالمومنن عمررضی اللہتعالٰی عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کی یارسول اللہ کیایہ دولت خاص ہمارے لئے ہے؟فرمایا تمہارے لئے اور جوتمہارے بعد قیامت تک آئیں سب کے لئے عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی خیرکثیروپاکیزہ ہے انتہی(ت)

(۱؎ الدرالمنثور بحوالہ ابن مبارک عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ مکتبہ آیۃ العظمی قم ایران ۱/ ۳۱-۳۳۰)

والحمدﷲ رب العٰلمین (اور سب تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے جوتمام جہانوں کاپروردگار ہے۔ت)
دوم شہید بحرکہ خاص اللہ عزوجل کی رضاچاہنے اور اس کابول بالاہونے کے لئے سمندرمیں جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہوحدیثوں میں آیا کہ مولٰی عزوجل خود اپنے دست قدرت سے اس کی روح قبض کرتا او ر اپنے تمام حقوق اسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اس پرتھے اپنے ذمہ کرم پرلیتاہے۔

احادیث ابن ماجہ اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ اور ابونعیم حلیہ میں حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پھُپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور شیرازی کتاب الالقاب میں حضرت عبداللہ ابن عمروبن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے راوی:واللفظ لابی امامۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ قال قال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم یغفر لشھید البر الذنوب کلھا الاالدین، و یغفر لشھید البحر الذنوب کلھا والدّین۱؎۔

(حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے الفاظ ہیں۔ت) یعنی حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جوخشکی میں شہیدہو اس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگرحقوق العباد۔ اور جودریا میں شہادت پائے اس کے تمام گناہ و حقوق العباد سب معاف ہوجاتے ہیں۔

(۱؎ المعجم الکبیر حدیث ۷۷۱۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۲۰۱)
(سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد باب فضل الغزوالبحر ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۲۰۴)

اللھم ارزقنا بجاھہٖ عندک صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وبارک اٰمین (اے اللہ! حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس بلند پایہ رتبہ کے طفیل جو ان کا تیری بارگاہ میں ہے ہمیں یہ دولت نصیب فرماآمین۔ت)

سوم شہیدصبریعنی وہ مسلمان سنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کرکے بحالت بیکسی و مجبور ی قتل کیا، سولی دی،پھانسی دی کہ یہ بوجہ اسیری قتال ومدافعت پرقادرنہ تھا بخلاف شہید جہاد کہ مارتامرتا ہے اس کی بیکسی وبیدست پائی زیادہ باعث رحمت الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ وحق العبد کچھ نہیں رہتا ان شاء اللہ تعالٰی (اگراللہ تعالٰی چاہے۔ت)

احادیث بزار ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسندصحیح راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:قتل الصبر لایمر بذنب الا محاہ۲؎۔قتل صبرکسی گناہ پرنہیں گزرتا مگریہ کہ اسے مٹادیتاہے۔

(۲؎ کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الحدود باب قتل الصبر حدیث ۱۵۴۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۲۱۴)

نیزبزار ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:قتل الرجل صبرا کفارۃ لما قبلہ من الذنوب۳؎۔آدمی کابروجہ صبرماراجانا تمام گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۳؎کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الحدود باب قتل الصبر حدیث ۱۵۴۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۲۱۳)

قال المناوی فی التیسیر ظاھرہ وان کان المقتول عاصیا ومات بلاتوبۃ ففیہ ردّ علی الخوارج والمعتزلۃ۴؎اھ ورأیتنی کتبت علی ھامشہ مانصہ اقول: بل لامحمل لہ

سواہ فانہ ان لم یکن عاصیا لم یمر القتل بذنب وان کان تاب فکذالک فان التائب من الذنب کمن لاذنب لہ۔

علامہ مناوی نے تیسیر میں فرمایا اس کاظاہر مفہوم یہ ہے کہ اگرچہ مقتول گنہگار ہو اور بغیر توبہ مرجائے۔ پس اس میں خارجیوں اور معتزلہ کاردہے اھ، مجھے یاد ہے کہ میں نے اس کے حاشیہ پر لکھا کہ جس کی عبارت یہ ہے میں کہتاہوں بلکہ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی محمل نہیں اس لئے کہ اگرمقتول گنہگار نہ ہوتو پھرقتل کاگناہ پرگزرنہ ہوگا(گناہ ہی نہ ہوتو اس پرگزرکیسا) اور اگر اس نے توبہ کرلی توپھر بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہوجاتاہے کہ جس کاکوئی گناہ ہی نہیں۔ت)

(۴؎ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث قتل الصبر الخ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۲/ ۱۹۳)

احادیث مطلق ہیں اور مخصص مفقود وحدث عن البحر ولاحرج اورہم نے سنی المذہب کی تخصیص اس لئے کی کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لو ان صاب بدعۃ مکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرا محتسبا بین الرکن والمقام لم ینظراﷲ فی شیئ من امرہ حتی یدخلہ جہنم۔ رواہ ابوالفرج فی العلل۱؎ من طریق کثیر من سلیم تاانس بن مالک رضی اﷲ تعالٰی عنہ قال قال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فذکرہ۔

اگرکوئی بدمذہب تقدیرہرخیروشرکامنکر خاص حجراسود ومقام ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے درمیان محض مظلوم وصابر ماراجائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثواب الٰہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اسے جنہم میں داخل کرے، والعیاذباللہ تعالٰی۔ (ابوالفرج نے العلل میں کثیر بن سلیم تاانس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند سے روایت کیا اور فرمایا کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، پھرپوری حدیث کوذکرکیا۔ت)

(۱؎ العلل المتناہیۃ باب دخول المبتدع النار حدیث ۲۱۵ نشرالکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۱۴۰)

چہارم مدیون جس نے بحاجت شرعیہ کسی نیک جائز کام کے لئے دین لیا اور اپنی چلتی ادا میں گئی نہ کی نہ کبھی تاخیرناروارکھی بلکہ ہمیشہ سچے دل سے ادا پرآمادہ اور تاحد قدرت اس کی فکرکرتا رہا پھر بمجبوری ادانہ ہوسکا اورموت آگئی

تومولٰی عزوجل اس کے لئے ا س دین سے درگزرفرمائے گا اور روزقیامت اپنے خزانہ قدرت سے ادافرماکر دائن کوراضی کردے گا اس کے لئے یہ وعدہ خاص اسی دین کے واسطے ہے نہ تمام حقوق العباد کے لئے۔

احادیث احمدوبخاری وابن ماجہ حضرت ابوہریرہ اور طبرانی معجم کبیر میں بسند صحیح حضرت میمون کردی اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں حضرت ابوامامہ باہلی اور احمد وبزار وطبرانی وابونعیم بسندحسن حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرصدیق اور ابن ماجہ وبزارحضرت عبداللہ بن عمرو اور بیہقی مرسلاً قاسم مولائے حضرت امیرمعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راویواللفظ لمیمون رضی اللہ تعالٰی عنہ: قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ادان دینا ینوی قضائہ اداہ اللہ عنہ یوم القٰیمۃ ۱؎۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی دین کامعاملہ کرے کہ اس کے ادا کی نیت رکھتاہو اللہ عزوجل اس کی طرف سے روزقیامت ادافرمائے گا۔

(۱؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۹ ۲۳/ ۴۳۲ و حدیث ۷۹۴۹ ۸ /۲۹۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت)
(السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب البیوع باب ماجاء فی جواز الاستقراض دارالفکر بیروت ۵/ ۳۵۴)
(کنزالعمال بحوالہ طب عن میمونہ حدیث ۱۵۴۲۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۲۲۱)

حدیث ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ مستدرک میں یہ ہیں حضوراقدس صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:من تداین بدین وفی نفسہ وفاؤہ ثم مات تجاوزاللہ عنہ وارضی غریمہ بماشاء۲؎۔جس نے کوئی معاملہ دین کیا اور دل میں ادا کی نیت رکھتاتھا پھرموت آگئی اللہ عزوجل اس سے درگزر فرمائے گا اور دائن کو جس طرح چاہے راضی کرے گا۔ نیک وجائز کی قیدحدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ظاہر کہ اس میں ضرورت جہاد وضرورت تجہیزوتکفین مسلمان و ضرورت نکاح کو ذکر فرمایا بلکہ بخاری تاریخ اورابن ماجہ سنن اور حاکم مستدرک میں راوی حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ان اللہ تعالٰی مع الدائن حتی یقضی دینہ مالم یکن دینہ فیما یکرہ اللہ۔۳؎بیشک اللہ تعالٰی قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اپنا قرض اداکرے جب تک کہ اس کادین اللہتعالٰی کے ناپسندکام میں نہ ہو۔

(۲؎ المستدرک للحاکم کتاب البیوع ان اللہ مع الدائن الخ دارالفکر بیروت ۳/ ۲۳)

(۳ــالمستدرک للحاکم   کتاب البیوع   ان اللہ مع الدائن الخ   دارالفکر بیروت   ۳/ ۲۳)
(کنزالعمال   بحوالہ تخ، ھ، ک   حدیث ۱۵۴۳۰   مؤسسۃ الرسالہ بیروت   ۶/ ۲۲۱)

بمجبوری رہ جانے کی قیدحدیث ابن صدیق اکبررضی اللہ تعالٰی عنہما سے ثابت کہ رب العزت جل وعلا روزقیامت مدیون سے پوچھے گا تونے کاہے میں یہ دین لیا اور لوگوں کا حق ضائع کیا، عرض کرے گا اے رب میرے! توجانتاہے کہ میرے اپنے کھانے پینے پہننے ضائع کردینے کے سبب وہ دین نہ رہ گیا بلکہاتی علی اما حرق واما سرق واما وضیعۃآگ لگ گئی یاچوری ہوگئی یاتجارت میں ٹوٹا پڑا یوں رہ گیا،

مولٰی عزوجل فرمائے گا:صدق عبدی فانا احق من قضی عنک۱ـــہ۔میرابندہ سچ کہتاہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ تیری طرف سے ادافرمادوں۔

(۱ــہ مسند امام احمدبن حنبل   عن عبدالرحمن بن ابی بکر   المکتب الاسلامی بیروت   ۱/ ۱۹۸)
(الترغیب والترہیب   بحوالہ احمدوالبزاروالطبرانی وابی نعیم   مصطفی البابی مصر   ۲/ ۶۰۲)

پھرمولٰی سبحٰنہ وتعالٰی کوئی چیز منگاکر اس کے پلہ میزان میں رکھ دے گا کہ نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ بندہ رحمت الٰہی کے فضل سے داخل جنت ہوگا۔

پنجم اولیائے کرام صوفیہ صدق ارباب معرفتقدست اسرارہم ونفعنا اﷲ ببرکاتہم فی الدنیا والآخرۃ(ان کے راز پاک کردئیے گئے، اللہ تعالٰی ہمیں دنیااورآخرت میں ان کی برکتوں سے فائدہ پہنچائےـت) کہ بنص قطعی قرآن روزقیامت ہرخوف وغم سے محفوظ وسلامت ہیں۔

قال تعالٰی الا انّ اولیاء اﷲ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۲ـــہ۔اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) آگاہ ہوجاؤ یقینا اللہ تعالٰی کے دوست (ہرخوف اورغم سے محفوظ ہوں گے) نہ انہیں کوئی ڈرہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(ت)

(۲ــہ القرآن الکریم   ۱۰/ ۶۲)

توان میں بعض سے اگربتقاضائے بشریت بعض حقوق الٰہیہ میں اپنے منصب ومقام کے لحاظ سے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین کوئی تقصیر واقع ہو تومولٰی عزوجل اسے وقوع سے پہلے معاف کرچکاکہ:قداعطیتکم من قبل ان تسألونی وقداجبتکم من قبل ان تدعونی وقد غفرت لکم من قبل ان تعصونی۳؎۔میں نے تمہیں عطافرمادیا اس سے پہلے کہ تم مجھ سے کچھ مانگو، او رمیں نے تمہاری درخواست قبول کرلی قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو، اور یقینا تمہاری نافرمانی کرنے سے پہلے میں نے تمہیں معاف کردیا۔(ت)

(۳؎ مفاتیح الغیب التفسیر الکبیر تحت آیۃ سورۃ القصص وماکنت بجانب الغربی الخ المطبعۃ البہیۃ لمصریۃ ۲۴/ ۲۵۷)

یوہیں اگرباہم کسی طرح کی شکررنجی یاکسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے مشاجرات کہ:ستکون لاصحابی زلۃ یغفرھا االلہ تعالٰی لھم لسابقتھم معی۱؎۔عنقریب میرے ساتھیوں سے کچھ لغزشیں ہوں گی جنہیں ان کی پیش قدمی کے باعث اللہ تعالٰی معاف فرمادے گا۔(ت)

(۱؎ الجامع الصغیر حدیث ۳۳۵۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۰۱)

تومولٰی تعالٰی وہ حقوق اپنے ذمہ کرم پر لے کر ارباب حقوق کوحکم تجاوزفرمائے گا اور باہم صفائی کراکر آمنے سامنے جنت کے عالیشان تختوں پربٹھائےگاکہ:ونزعنا ما فی صدورھم من غلّ اخوانا علٰی سرر متقٰبلین۲؎۔ان کے سینوں کو کینوں اور کدورتوں سے ہم پاک صاف کردیں گے پھر وہ بھائی بھائی ہوکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے تخت نشین ہوں گے۔(ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۱۰/ ۶۲)

اسی مبارک قوم کے سروروسردار حضرات اہل بدررضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین جنہیں ارشاد ہوتاہے:اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم۳؎۔جوچاہوکرو کہ میں تمہیں بخش چکا۔

(۳؎ صحیح البخاری کتاب المغازی باب فضل من شہدبدرا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۵۶۷)

انہیں کے اکابرسادات سے حضرت امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جن کے لئے بارہا فرمایاگیا:ماعلی عثمٰن ماعمل بعد ھذہ ماعلی عثمٰن ماعمل بعد ھذہ۴؎۔آج سے عثمان کچھ کرے اس پرمواخذہ نہیں، آج سے عثمان کچھ کرے اس پرمواخذہ نہیں۔

(۴؎ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عثمان ابن عفان امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۱۱)

فقیرغفراللہ تعالٰی کہتاہے حدیث:اذا احب اﷲ عبداً لم یضرہ ذنب رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس ۵؎ و الامام القشیری فی رسالتہ وابن النجار فی تاریخہ عن انس بن مالک رضی اﷲ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم۔جب اللہ تعالٰی کسی بندے سے محبت کرنے لگے تو اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا، محدث دیلمی نے اسے مسند الفردوس میں، امام قشیری نے اپنے رسالہ میں اور ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا۔(ت)

(۵؎ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۲۴۳۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۷۷)
(الدرالمنثور بحوالہ القشیری وابن نجار تحت آیۃ ان اللہ یحب التوابین الخ منشورات مکتبۃ آیۃ العظمٰی قم ایران ۱/ ۲۶۱)

کاعمدہ محمل یہی ہے کہ محبوبان خدا اول توگناہ کرتے ہی نہیں ؏ان المحب لمن یحب مطیع(بے شک محبت کرنے والا جس سے محبت کرتاہے اس کافرمانبردار مطیع ہوتاہے۔ت)

وھذا مااختارہ سیدنا الوالد رضی اﷲ تعالٰی عنہ (اور اسی کو ہمارے والدگرامی (اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو) نے پسندفرمایا۔ت) اور احیاناً کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ وزاجرالٰہی انہیں متنبہ کرتا اور توفیق انابت دیتاہے پھرالتائب من الذنب کمن لاذنب لہ ۱؎ (گناہوں سے توبہ کرنے والا اس آدمی کی طرح ہوجاتاہے جس نے کوئی گناہ کیاہی نہ ہو۔ت) اس حدیث کاٹکڑا ہےوھذا مامشی علیہ المناوی فی التیسیر (یہ وہی ہے جس پر علامہ مناوی نے تیسیر میں روش اختیارفرمائی۔ت) اور بالفرض ارادئہ الٰہیہ دوسرے طورپرتجلی شان عفو ومغفرت واظہار مکان قبول ومحبوبیت پرنافذ ہوا تو عفومطلق وارضائے اہل حق سامنے موجود، ضرر ذنب بحمداللہ تعالٰی ہرطرح مفقود،والحمداللہ الکریم الودود، وبذا مازدتہ بفضل المحمود (سب تعریف اس خد اکے لئے جو بزرگ وبرتر، معزز اور بندوں کودوست رکھنے

والا اور ان کامحبوب ہے، یہ وہ ہے جس کا میں نے اللہ تعالٰی ستودہ صفات کے فضل وکرم سے اضافہ کیاہے۔ت)
فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کے گمان میں حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہاینادی مناد من تحت العرش یااھل التوحید، الحدیث٢؎ (عرش کے نیچے سے ایک نداکرنے والا نداکرے گا اے توحید پرستو، الحدیث۔ت) میں اہل توحید سے یہی محبوبان خدا مراد ہیں کہ توحید خالص تام کامل ہرگونہ شرک خفی واخفی سے پاک ومنزہ انہیں کاحصہ ہے بخلاف اہل دنیا جنہیں عبدالدینار عبدالدرہم عبد طمع عبدہوٰی عبدرغب فرمایاگیا۔

(١؎ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ٢۴٣٢ دارلکتب العلمیۃ بیروت ٢/ ٧٧)
(٢؎ المعجم الاوسط حدیث ١٣۵٨ مکتبۃ المعارف الریاض ٢/ ٢٠٠)

وقال اﷲ تعالٰی افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ١؎۔اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (اے محبوب!) کیا آپ نے دیکھا جس نے اپنی خواہش کواپنامعبود بنارکھاہے۔(ت)

(١؎ القرآن الکریم ۴۵/ ٢٣)

اور بیشک بے حصول معرفت الٰہی اطاعت ہوائے نفس سے باہرآناسخت دشوار، یہ بندگان خدا نہ صرف عبادت بلکہ طلب وارادت بلکہ خود اصل ہستی ووجود میں اپنے رب جل مجدہ کی توحید کرتے ہیںلاالٰہ الا اللہ (اللہ تعالٰی کے سواکوئی سچامعبود نہیں۔ت) کے معنی عوام کے نزدیکلامعبود الااﷲ (اللہ تعالٰی کے سوا کوئی ایسانہیں جس کی عبادت کی جائے۔ت)، خواص کے نزدیکلامقصود الااﷲ (اللہ تعالٰی کے سوا مقصود ومطلوب نہیں۔ت)، اہل ہدایت کے نزدیکلامشہود الااﷲ (اللہ تعالٰی کے کے سواکوئی ایسانہیں جس کی وحدانیت کی گواہی دی جائے اور جس کی بارگاہ میں مخلوق حاضر ہونے والی ہو۔ت) ان اخص الخواص ارباب نہایت کے نزدیکلاموجود الااﷲ (اللہ تعالٰی کے سواحقیقتاً کوئی موجود نہیں۔ت) تواہل توحید کاسچانام انہیں کوزیبا، ولہٰذا ان کے علم توحید کہتے ہیں:جعلنا اﷲ تعالٰی من خدامھم و تراب ا قدامھم فی الدنیا ولاٰخرۃ وغفرلنا بجاھھم عندہ انہ اھل التقوٰی واھل المغفرۃ اٰمین!اللہ تعالٰی ہمیں ان کے خادموں میں شامل فرمائے اور دنیاوآخرت میں ان کے قدموں کی مٹی بنادے اور ان کے اس مرتبہ عالیہ کے طفیل جو ان کا اس کی بارگاہ میں ہے ہمیں بخش دے بیشک وہی اس لائق ہے کہ اس سے خوف

رکھاجائے اور وہی بخش دینے کی اہلیت رکھتاہے۔ اے اللہ! میری دعا قبول ومنظور فرما۔(ت)

امیدکرتاہوں کہ اس حدیث کی یہ تاویل تاویل امام غزالی قدس سرہ العالی سے احسن واجود، وباللہ التوفیق۔
پھر ان صورتوں میں بھی جبکہ طرزیہی برتی گئی کہ صاحب حق کو راضی فرمائیں اور معاوضہ دے کر اسی سے بخشوائیں تو وہ کلیہ ہرطرح صادق رہا کہ حق العبد بے معافی عبدمعاف نہیں ہوتا۔ غرض معاملہ نازک ہے اور امرشدید اور عمل تباہ امل بعید، اور کرم عمیم اوررحم عظیم، اور ایمان خوف ورجا کے درمیان۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی شفیع المذنبین نجاۃ الہالکین مرتجی البائسین محمد واٰلہٖ وصحبہ اجمعین والحمد اللہ رب العٰلمین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔اور ہمیں اللہ تعالٰی ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے ، اور گناہوں سے کنارہ کش ہونے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قدرت اس کی توفیق وعنایت کے بغیرکسی میں نہیں، وہ بلندمرتبہ بزرگ وبرتر ذات ہے، اللہ تعالٰی کی بے پایاں رحمتیں ہوں گنہگاروں کیلئے سفارش کرنے والی ذات پر، تباہ حالوں کے وسیلہ نجات پر اور ناامید ہونے والوں کے مرکز امیدپریعنی ہمارے آقاومولٰی حضرت محمدمصطفی صلی اللہتعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم پر، ان کی سب اولاد اور ساتھیوں پر، سب تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کاپروردگارہے اور اللہ تعالٰی پاک بلند وبالا سب سے بڑا عالم ہے اور اس عظمت والی ذات کاعلم نہایت درجہ کامل اور محکم ومضبوط ہے۔(ت) ۱۴/جمادی الاولٰی ۱۳۱۰ھ

رسالہ
اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد
ختم ہوا

سوگ ونوحہ وجزع وفزع

مسئلہ ۱۶۹ تا ۱۷۱: ازمحمد گنج ضلع بریلی مرسلہ عبدالقادر خاں صاحب رامپوری ۱۹ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:
(۱) اگر کسی شخص مسلمان کے تین بچے سال سال بھر کے یادودوبرس یاتین تین کے کہ قضائے الٰہی سے فوت ہوجائیں اور وہ شخص رنج کی حالت میں نمازپڑھ

کر خدا کاشکر اداکرے اور صبرکرے جب اس شخص نے اپنے بچوں کے مرنے پر اﷲ کاشکرکیا اور صبرکیا تب اس صبر کی جزابچوں کے والدین کوقیامت میں کچھ ملے گی یانہیں؟ بیّنواتوجروا۔

(۲) جو شخص بچوں کے مرنے پرچلاکرروتے ہیں اس چلاکے رونے سے میت پرکچھ تکلیف ہوتی ہے یانہیں؟بیّنواتوجروا۔

(۳) چلاکے روناجائزہے یاناجائز؟ بیّنواتوجروا۔(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب

(۱) اﷲ عزوجل فرماتاہے:انما یوفی الصّٰبرون اجرھم بغیرحساب ۱؎۔یوہیں ہے کہ صبرکرنے والوں کو ان کااجرپوراپورا دیاجائے گابے شمار۔

(۱؎ القرآن الکریم ۳۹/ ۱۰)

اور فرماتاہے:اولٰئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون ۱؎۔ایسے لوگوں پردرودیں ہیں ان کے رب کی طرف سے اور مہربانی، اور یہی لوگ راہ پانے والے ہیں۔

(۱؎ القرآن الکریم ۲/ ۱۵۷)

رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:مامسلم یموت لہ ثلثۃ لم یبلغوا الحنث الا ادخلہ الجنۃ بفضل رحمتہ یاھم۔ رواہ الشیخان ۲؎ والنسائی وابن ماجۃ عن انس بن مالک واحمد عن امّہ وعن عمروبن عبسۃ وعن ابی ھریرۃ وعبداﷲ بن احمد فی زوائد المسند وابویعلٰی بسند صحیح والحاکم وصححہ عن الحارث بن اقیش رضی اﷲ تعالٰی عنھم۔جس مسلمان کے تین بچے نابالغی میں مریں گے اﷲ تعالٰی اسے جنت میں داخل فرمائے گا اس رحمت کی برکت سے جو ان بچوں پرفرمائے گا(امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک کے حوالہ سے اس کو روایت کیاہے۔ احمد نے اپنی والدہ، اور عمروبن عبداﷲ اور ابوہریرہ سے روایت کیا۔ ابن حبان نے حضرت ابوذر سے اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ سے اور عبداﷲ بن احمد نے زوائدمسندمیں اور ابویعلٰی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیاہے۔ اور حاکم نے اسے صحیح قراردے کر حضرت حارث بن اقیش سے روایت کیاہے، اﷲ تعالٰی ان سے راضی ہو۔(ت)

(۲ـــہ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماقیل فی اولاد المسلمین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۴)
(سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی ثواب من اصیب الخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۱۱۶)
(سنن النسائی کتاب الجنائز باب ثواب من احتسب الخ نورمحمدکتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۴)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:مامن مسلم یموت لہ ثلٰثۃ من الوالد لم یبلغوا الحنث الاتلقوہ من ابواب الجنۃ الثمانیۃ من ایھا شاء دخل۔ رواہ ابن ماجۃ۳ــــہ عن عتبۃ بن عبدالسلمی رضی االلہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔جس مسلمان کے تین بچے نابالغ مریں گے وہ جنت کے آٹھوں دروازوں سے اس کا استقبال کریں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو۔(ابن ماجہ نے اس کو سندحسن کے ساتھ عتبہ ابن عبدالسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیاہے۔(ت)

(۳ـــہ سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی ثواب من اصیب الخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۱۱۶)
(کنزالعمال حدیث ۶۵۶۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۲۸۴)

ایک بارحضوراقدس صلی اللہتعالٰی علیہ وسلم نے یہی حدیث کہ پہلے مذکورہوئی بیان فرمائی صحابہ نے عرض کی:

یارسول اللہ اواثنان یادو، فرمایا: اواثنا یادو۔ عرض کی: اوواحد یاایک، فرمایا: وواحد یاایک۔ پھرفرمایا:والذی نفسی بیدہ ان السقط لیجرامہ بسررہ الی الجنۃ اذا احتسبتہ۔ رواہ الامام احمد۱ــــہ بسند صالح والطبرانی عن معاذ رضی االلہ تعالٰی عنہ۔

قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کچابچہ جوگرجاتاہے اگرثواب الٰہی کی امید میں اس کی ماں صبرکرے تو وہ اپنے نال سے اپنی ماں کو جنت میں کھینچ لے جائے گا۔(اس کو امام احمد نے سندصالح کے ساتھ اور امام طبرانی نے حضرت معاذرضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیاہے۔ت)

(۱ـــہ مسنداحمد بن حنبل معاذبن جبل المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۴۱)

اورفرماتے ہیں صلی اللہتعالٰی علیہ وسلم:اذا مات ولد العبد قال االلہ لملٰئکتہ قبضتم ولد عبدی، فیقولون نعم فیقول قبضتم ثمرۃ فوادہ، فیقولون نعم، فیقول ماذاقال عبدی، فیقولون حمدک واسترجع، فیقول ابنوالعبدی بیتاً فی الجنّۃ وسمّوہ بیت الحمد۔رواہ

احمد والترمذی ۲؎ وحسنہ وابن حبان فی صحیح التقاسیم والانواع عن ابی موسی الاشعری رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

جب مسلمان کابچہ مرتاہے اللہ عزوجل فرماتاہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی۔ عرض کرتے ہیں: ہاں۔ فرماتاہے: تم نے اس کے دل کاپھل لے لیا۔ عرض کرتے ہیں: ہاں۔ فرماتاہے: پھرمیرے بندے نے کیاکہا: عرض کرتے ہی:تیراشکر اداکیااورانا اللہ واِنّا الیہ رٰجعونکہا فرماتاہے: میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھربناؤ اور اس کانام "حمدکامکان" رکھو۔(امام احمد نے اسے روایت کیاہے اور امام ترمذی نے اس کی تحسین فرمائی اور محدث ابن حبان نے "صحیح التقاسیم والانواع" میں حضرت ابوموسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیاـت) واللہ تعالٰی اعلم

(۲؎ جامع الترمذی ابواب الجنائز باب فصل المصیبۃ اذ احتسب امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۱۲)

(۲) چِلاّ کے رونے سے مُردے کو ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ اہلسنت کے مذہب میں موت سے روح نہیں مرتی، نہ اس کا علم وسمع وبصر زائل ہوتا ہے بلکہ ترقی پاتا ہے، جنازہ رکھاہوتاہے لوگ جوکچھ کہتے کرتے ہیں مردہ سب سنتادیکھتاہے۔ یہ سب امور احادیث کثیرہ سے ثابت ہیںکما بیّنّاہ فی ''حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات'' (جیساکہ ہم نے اس مسئلہ کو''حیات الموات فی بیان سماع الاموات''میں بیان کیاہےـت) چلاکے رونے سے زندے پریشان ہوجاتے ہیں ایذاپاتے ہیں نہ کہ مردہ جس پر ابھی ایسی سخت تکلیف چلانے کی گزرچکی ہے اس کی پریشانی اس کی ایذا، بیان سے باہرہے۔ پھر وہ تودارحق میں گیا اب اسے ہرمصیبت رنج دیتی اور ہرحسنہ سروربخشتی ہے یہ امر اس کے لئے صدگونہ ایذا کاباعث ہوتاہے، بچہ ہو یاجوان اس میں سب یکساں ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لاتؤذوا امواتکم بعویل۔ رواہ ابن مندۃ والدیلمی ۱؎ عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہا ۔چلا کر رونے سے اپنے مردوں کو ایذا نہ دو (محدث ابن مندۃ اوردیلمی نے ام المومنین سیدہ ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا سے اس کو روایت کیا ہے ـت)

(۱؎ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۳۱۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۹۸)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک جنازے میں کچھ عورتیں دیکھیں فرمایا:ارجعن مازورات غیرماجورات انکن لتفتن الاحیاء وتؤذین الاموات۔ رواہ سعید۲؂ بن منصور فی سننہ۔پلٹ جاؤ وبال سے بھری ثواب سے بَری، تم زندوں کو فتنوں میں ڈالتی اور مُردوں کوایذادیتی ہو (سعیدبن منصور نے اس کو اپنی سنن میں روایت کیاہے۔ت)

(۲؂ کنزالعمال بحوالہ الخطیب عن ابی ھدیۃ حدیث ۴۲۶۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۶۵۷)

امام بکر بن عبداللہ مزنی تابعی فرماتے ہیں:انہ مامن میت یموت الاوروحہ فی ید ملک الموت فھم یغسلونہ ویکفنونہ وھویری مایصنع اھلہ فلم یقدر علی الکلام لنھاھم عن الرنۃ والعویل۔ رواہ الامام ابوبکر۱؂ بن ابی الدنیا۔مجھے حدیث پہنچی کہ جو مرتاہے اس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے لوگ اسے غسل وکفن دیتے ہیں اور وہ دیکھتاہے جوکچھ اس کے گھروالے کرتے ہیں ان سے بات نہیں کرتاکہ انہیں شوروفریاد سے منع کرے(امام ابوبکر بن ابی الدنیا نے اس کو روایت کیا۔ت)

(۱؂ شرح الصدور بحوالہ ابن ابی الدنیا باب معرفۃ المیت من یغسلہ الخ خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص۴)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ماں باپ پر ان کی موت کے بعد آدمی کے اعمال پیش ہوتے ہیں، نیکیوں پرشاد ہوتے ہیں اور ان کے منہ اور زیادہ چمکنے لگتے ہیںفاتقوا اﷲ ولاتؤذوا امواتکمتو اللہ سے ڈرو اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے ایذا نہ دو۔رواہ الامام الترمذی۲؂ الحکیم عن والد عبدالعزیز (امام حکیم ترمذی نے عبدالعزیز کے والد سے اس کوروایت کیاہے۔ت)

(۲؂ الجامع الصغیر بحوالہ الحکیم عن والد عبدالعزیز حدیث ۳۳۱۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ ۳؂۔ رویاہ الشیخین عن عمروعمررضی اﷲ تعالٰی عنھما۔بیشک مردے پر جو اس کے گھروالے روتے ہیں اس سے اسے عذاب والم ہوتاہے (اس کو بخاری مسلم نے عمروعمررضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۳ـــہ جامع الترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی کراہیۃ البکاء امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۱۹)

علماء فرماتے ہیں:المراد بالعذاب ھوالالم الذی یحصل للمیّت اذ سمعھم یبکون اوبلغہ ذلک فانہ یحصل لہ تألم بذٰلک نقلہ ملاعلی القاری فی المرقاۃ۱ـــہ عن السید الشاہ میرک المحدّث عن الامام شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری انہ قال فی تصحیح المصابیح عندی واﷲ اعلم لکن المراد بالعذاب الخ قلت وقد تخالج صدری قبل ان اطلع علیہ حتی رأیتہ فیھما وﷲ الحمد، واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

(حدیث مذکورمیں) عذاب سے وہ احساس دکھ مراد ہے جومیت کوحاصل ہوتاہے جو انہیں روتے پیٹے سنتی ہے کیونکہ اس رویہ سے وہ درد والم محسوس کرتی ہے، چنانچہ ملاعلی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں سیدمیرک شاہ محدث بخاری کے حوالہ سے اسے نقل فرمایا اس نے امام شمس الدین محمد بن محمد جزری سے نقل کیا انہوں نے تصحیح المصابیح میں ذکر فرمایا اللہ تعالٰی سب کچھ بہترجانتاہے مگرمیرے نزدیک حدیث مذکور میں عذاب سے دردوکرب مراد ہے الخ میں کہتاہوں اس پرمطلع ہونے سے پہلے میرے دل میں بھی یہی بات کھٹکتی تھی یہاں تک کہ میں نے ان دونوں بزرگوں کے کلام میں اسے دیکھ لیا۔ اور اللہ تعالٰی ہی کے لئے تمام خوبیاں، محاسن، محامد ہیں۔ او ر اللہ تعالٰی پاک اوربرتربڑا عالم ہے۔(ت)

(۱ـــہ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃالمصابیح کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۲۲۴)

(۳) میت پر چلا کررونا جزع فزع کرنا حرام سخت حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:اثنتان فی الناس ھما بھم کفرفی النسب والنیاحۃ۔ رواہ مسلم۲ـــہ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ و رواہ ابن حبان والحاکم وزادا شق الجیب۔لوگوں میں دو یا تین کفرہیں کسی کے نسب پرطعنہ اور میت پرنوحہ۔ (امام مسلم نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کیا، ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیاہے مگرحاکم نے یہ اضافہ "اورگریبان پھاڑنا"۔(ت)

(۲ـــہ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۸)

اورفرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:صوتان ملعونان فی الدنیا والاٰخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنّۃ عندالمصیبۃ، رواہ البزار۳؎ عن انس رضی اﷲ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔دوآوازوں پردنیاوآخرت میں لعنت ہے، نعمت کے وقت باجا اور مصیبت کے وقت چلانا (محدث بزار نے اس کو صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اﷲتعالٰی عنہ کے حوالہ سے روایت کیاہے۔ت)

(۳؎ کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الجنائز باب ماجاء فی النوح مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۳۷۷)

اورفرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:النائحۃ اذا لم تتب قبل موتھا تقام یوم القٰیمۃ وعلیھا سربال من قطران ودرع من جرب رواہ مسلم۱؎ عن ابی مالک الاشعری۔چلاّکررونے والی جب اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے توقیامت کے دن کھڑی کی جائے گی یوں کہ اس کے بدن پرگندھک کاکُرتاہوگا اور کھجلی کادوپٹہ۔(امام مسلم نے اسے ابومالک اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کیاہے۔ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الوعید للنائحۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۳)

اور ایک روایت میں ہے:قطع اﷲ ثیابا من قطران ودرعا من لھب النار۔ رواہ ابن ماجۃ عنہ ۲؎۔اللہ تعالٰی اسے گندھک کے کپڑے پہنائے گا اور اوپر سے دوزخ کی لپٹ کادوپٹہ اڑھائے گا۔ (ابن ماجہ نے اس کو ابومالک اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیاہے۔ت)

(۲؎ سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز، باب فی النہی عن النیاحۃ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۱۱۴)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ان ھٰؤلاء النوائح یجعلن یوم القٰیمۃ صفین فی جہنّم صف عن یمینھم وصف عن یسارھم فینبحن علی اھل النار کماتنبح الکلاب۔ رواہ الطبرانی ۳؎ فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔یہ نوحہ کرنے والیاں قیامت کے دن جہنّم میں دوصفیں کی جائیں گی دوزخیوں کے دائیں بائیں وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے کتیاں

بھونکتی ہیں۔ (امام طبرانی نے اس کو "الاوسط" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے روایت کیاہے۔ت)

(۳؎ المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۵۲۲۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۱۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:انابریئ ممن حلق وسلق وخرق۔ رواہ الشیخان ۱؎ عن ابی موسی الاشعری رحمہ اﷲ تعالٰی۔میں بیزارہوں اس سے جو بھدراکرے اور چلاکر روئے اور گریبان چاک کرے (بخاری ومسلم نے حضرت ابوموسٰی اشعری رحمہ اللہ تعالٰی کے حوالہ سے اسے روایت کیا۔ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم ضرب الخدود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷۰)

اورفرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:الاتسمعون ان اﷲ لایعذب بدمع العین ولابحزن القلب ولکن یعذب بھذا واشار الٰی لسانہ اویرحم وان المیت یعذّب ببکاء اھلہ علیہ۔ رویاہ عن ابن عمر۲؎ رضی اﷲ تعالٰی عنھما۔ارے سنتے نہیں ہوبیشک اللہ نہ آنسوؤں سے رونے پرعذاب کرے نہ دل کے غم پر(اور زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) ہاں اس پرعذاب ہے۔ یارحم فرمائے اور بیشک مردے پرعذاب ہوتاہے اس کے گھروالوں کے اس پرنوحہ کرنے سے۔ (اس کو بخاری ومسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیاہے۔ت)

(۲؎ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب البکاء عندالمریض قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۴)

عالمگیری میں جامع المضمرات سے ہے:النوح العالی لایجوز والبکاء مع رقۃ القلب لاباس بہ۳؎۔بلندآواز سے رونا اور بین کرنا (اسلام میں) جائزنہیں لیکن بغیرآواز کے رونا اور آنسوبہاناممنوع نہیں۔(ت)

(۳؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصلوٰۃ الفصل السادس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۶۷)

درمختارمیں ہے:لاتصح الاجارۃ لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاھی۴؎۔گناہوں پراجارہ (مزدوری کرنا) درست نہیں، گانا بجانا رونا‌پیٹنا یہ افعال گناہ ہیں، واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(۴؎ درمختار کتاب الاجارہ فاسدہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۷۹)

مسئلہ ۱۷۲: ۱۲شعبان ۱۳۱۷ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس حدیث کاترجمہ کیاہے اور اس سے میت پر نوحہ کرنے کاجواز بعض غیرمقلدنکالتے ہیں، یہ صحیح ہے یانہیں؟

عن انس قال لما ثقل النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم جعل یتغشّاہ فقالت فاطمۃ واکرب اباہ فقال لھا لیس علٰی ابیک کرب بعد الیوم فلما مات قالت یاابتاہ اجاب ربادعاہ یاابتاہ من جنّۃ الفردوس ماواہ یاابتاہ الٰی جبرئیل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمۃ یاانس اطابت انفسکم ان تحثوا علٰی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم التراب۔ رواہ البخاری۱؎۔ بیّنواتوجروا۔ (ترجمہ جواب میں موجود ہے)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۴۱)

الجواب : انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کومرض سے گرانی ہوئی، بے چینی نے غلبہ کیا، حضرت بتول زہرانے کہاہائے میرے باپ کی بے چینی، سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ پرکبھی کسی قسم کی بے چینی نہیں، جب حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انتقال فرمایا حضرت بتول زہرا نے کہا اے باپ میرے اللہ کے بلانے پرتشریف لے گئے، اے باپ میرے وہ کہ فردوس کے باغ میں جن کاٹھکانا، اے باپ میرے ہم ان کے انتقال کی مصیبت جبریل سے بیان کرتے ہیں جب سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کودفن کرچکے حضرت بتول زہرا نے فرمایا اے انس! تمہارے دلوں نے کیونکرگواراکیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم اطہر کو خاک میں پنہاں کرو۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی۔

حضرت بتول زہرانے یہ کلمات نہ صحیحہ وفریاد کے ساتھ کہے نہ ان میں کوئی غلطی یابے تحقیق وصف بیان فرمایانہ کوئی کلمہ شکایت رب العزۃ وناراضی قضائے الٰہی پردال تھا، لہٰذا اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ زرقانی میں ہے:فقال لھا لاکرب علی ابیک بعدالیوم وھذا یدل علٰی انھا لم ترفع صوتھا والاانھاھا۱؎۔حضوراقدس صلی اللہتعالٰی علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سے فرمایا آج کے بعد تیرے والد گرامی کو گھبراہٹ اور کوئی بے چینی نہ ہوگی، یہ ارشاد اس پردلالت کرتاہے کہ سیدہ نے اپنی آواز (کلمات مذکورہ کہتے ہوئے) بلندنہ کی تھی ورنہ آپ منع فرمادیتے۔(ت)

(۱؎ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الاول دارالمعرفۃ بیروت ۸/ ۲۷۳)

اسی میں فتح الباری سے ہے :یؤخذ منہ ان تلک الالفاظ کان المیت متصفا بھا انہ لایمنع ذکرہ بھابعد موتہ بخلاف ما اذا لایتحقق اتصافہ بھا فتدخل فی المنع۲؎۔

اس سے استدلال کیاجاتاہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد یہ الفاظ کہناجبکہ وہ ان سے متصف ہو منع نہیں بخلاف اس کے کہ آدمی ان سے متصف نہ ہوتو پھرایسے الفاظ کہنا ممانعت میں داخل ہیں۔(ت)

(۲؎شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الاول دارالمعرفۃ بیروت ۸/ ۲۸۳)

تحریم نوحہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں اس سے جواز نوحہ ثابت نہ کرے گا مگرجاہل۔واﷲ الہادی (اﷲ تعالٰی ہدایت فرمانے والاہے۔ت)واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۷۳: مسؤلہ سیدمقبول عیسٰی میاں صاحب بریلی نومحلہ صفر ۱۳۳۵ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس امر کے اہلسنت وجماعت کو عشرہ محرم الحرام میں رنج وغم کرنا جائزہے یانہیں؟بیّنواتوجروا۔

الجواب : اہل سنت وجماعت کامدارایمان حضورسیدالمرسلین صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت ہے جبتک اپنے ماں، باپ، اولاد، تمام جہان سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں، خودحضوراقدس صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۳؎۔تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اوراولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارانہ ہوں۔

(۳؎ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷)

اور محب کومحبوب کی ہرشے عزیزہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی گلی کاکتابھی۔ حضرت مولاناقدس سرہ مثنوی شریف میں حضرت مجنوں رحمہ اللہ تعالٰی کی حکایت تحریرفرمائی کہ کسی نے ان کودیکھا کمال محبت کے طورپر ایک کتے

کے بوسے لے رہے ہیں، اعتراض کیا کہ کتانجس ہے چنیں ہے چناں ہے۔
فرمایانہیں جانتا ؂

کاین طلسم بستہ مولٰی ست ایں   پاسبان کوچہ لیلٰی ست ایں۱؂ (جیسے یہ اللہ کی بنائی ہوئی تصویرہے، یہ(کتا) لیلٰی کی گلی کاچوکیدارہے۔ت)

(۱؂مثنوی معنوی   قصہ نواختن مجنون آن سگ الخ   نورانی کتب خانہ پشاور دفترسوم ص۱۷)

یہ کتا لیلٰی کی گلی کا ہے محبان صادق کاجب دنیا کے محبوبوں کے ساتھ یہ حال ہے جن میں ایک حسن فانی کا کمال سہی ہزاروں عیب ونقص بھی ہوتے ہیں، توکیاکہنا ہے ہمارے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلٰی کمال، اور جن کا ہرکمال ابدی اور لازوال اور جو ہرعیب ونقص سے منزہ وبے مثال، ان کا ہرعلاقہ والاسنی کے سرکاتاج ہے، صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہلبیت رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔ پھریہ کہنا ہے ان کا جو حضور کے جگرپارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:حسین منّی وانا من حسین، احب اﷲ من احب حسینا، حسین سبط من الاسباط۲؂۔حسین میرااور میں حسین کا، اللہ دوست رکھے اسے جو حسین کودوست رکھے، حسین ایک نسل نبوت کی اصل ہے۔

(۲؂جامع الترمذی   ابواب المناقب   مناقب ابی محمد الحسن الخ   امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۱۹)

یہ حدیث کس قدرمحبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے، ایک بار نام لے کر تین بارضمیر کافی تھی مگرنہیں ہربارلذت محبت کے لئے نام ہی کااعادہ فرمایا،کماقالوا فی قول القائل ؂

تاﷲ یاظبیات القاع قلن لنا   الیلای منکن ام لیلٰی من البشر

(خدا کی قسم اے ہموارزمین کے ہرنوں! ہمیں یہ بتادو کیالیلٰی تم میں سے ہے یاانسانوں میں سے ہے۔ت)
کون ساسنی ہوگا جسے واقعہ ہائلہ کربلاکاغم نہیں یا اس کی یاد سے اس کادل محزون اور آنکھ پرنم نہیں،ہاں مصائب میں ہم کو صبر کاحکم فرمایا ہے، جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے، اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اسے جھوٹا اظہارغم ریاء ہے اور قصداً غم آوری وغم پروری خلاف رضاہے جسے اس کاغم

نہ ہو اسے بیغم نہ رہناچاہئے بلکہ اس غم نہ ہونے کاغم چاہئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کاایمان ناقص۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۷۴: جناب انتظام علی خاں چھتہ شیخ منگلو زیرجامع مسجددہلی ۱۸جمادی الآخرہ

ہرمیلاد شریف میں شہادت کابیان اور نوحہ اشعاروں کے پڑھتے ہی میلاد خواں خود روتے ہیں اور دوسروں کوبھی رُلاتے ہیں۔ مثال کہ زینب، کلثوم، صغرٰی وغیرہ وغیرہ اس طرح سے پڑھتی تھیں اور روتی تھیں جائزہے یانہیں؟ یعنی اس طرح سے پڑھنا۔

الجواب : نوحہ ماتم حرام ہے، بیان شہادت حسین ناجائزطورپرجاہلوں میں رائج ہے خود ہی ممنوع اورمجلس میلاد مبارک میں کہ مجلس سرورعالم کے ساتھ اس کاملانا اور حماقت۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۷۵ تا ۱۷۸: ۱۱محرالحرام ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین وخلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں:

(۱) بعض سنت جماعت عشرہ ۱۰محرم الحرام کونہ تودن بھرروٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

(۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے ہیں۔

(۳) ماہ محرم میں بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں۔

(۴) ان ایّام میں سوائے امام حسن وامام حسین رضی اﷲ تعالٰی عنہ کے کسی کی نیازفاتحہ نہیں دلاتے ہیں،آیا یہ جائز ہے یانہیں؟

الجواب : پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اورسوگ حرام ہے،اور چوتھی بات جہالت ہے ہرمہینہ ہرتاریخ میں ہرولی کی نیاز اورہرمسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

تعزیہ اور اس سے متعلقہ بدعات

مسئلہ ۱۷۹: ازبسولی ضلع بدایوں مرسلہ خلیل احمدصاحب ۹شوال ۱۳۱۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ کابنانا اور دیکھنا ان پردل سے معتقد ہونا اہل سنت وجماعت کوچاہئے یانہیں؟ اور جوایساکرے اس پربموجب شرع کیاحکم صادرہوگا؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب: تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیئہ ہے، اس کابنانادیکھنا جائزنہیں، اور تعظیم وعقیدت سخت حرام واشد بدعت۔ اﷲ سبحانہ وتعالٰی مسلمان بھائیوں کوراہ حق کی ہدایت فرمائے۔آمین!واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸۰ : ازعیسٰی نگر ضلع کھیری ملک اودھ مرسلہ سیدمظہرحسن صاحب ۱۵صفر ۱۳۲۰ھ
جناب مولوی صاحب! ہم لوگ ساکنان عیسٰی نگر ضلع کھیری وڈاک خانہ خاص عیسٰی نگر کے ہیں اور جناب کانام سناہے کہ بریلی میں جناب مولوی احمدرضاخاں صاحب محلہ سوداگران میں بہت بڑے مولوی ہیں اور بہت اچھاحکم شریعت کادیتے ہیں، ہمارے یہاں تھوڑے دنوں سے ایک شخص نے واہی بات مچائی ہے کہ محمدی جھنڈا مت کھڑاکرو اور تعزیہ مت بناؤ اورتعزیہ پرمٹھائی چڑھاتے ہیں اسے کھانے کو منع کرتاہے اور خدائی رات میں ڈھول بجانے کو منع کرتا ہے اور مولودشریف رنڈی اور بھانڈی کے یہاں پڑھنے کو نہیں جاتا کہتاہے مزدوری کرکے لاؤ شیرینی توپڑھ دوں گا یاشیرینی مت لاؤ تمہارے یہاں ویسے ہی پڑھ دوں گا تومولوی صاحب ہم کوشیرینی بغیرثواب کیوں کریں اور ہم تعزیہ وغیرہ بنانا چھوڑدیں تو یہاں م کانام بھی نہ رہے گا اب ایک مولوی صاحب آئے ہیں وہ مولود شریف اور گیارہویں کوبھی منع کرتے ہیں تومولوی صاحب اور احمد کا جھگڑا خوب ہوا اور جھگڑا ہوکر یہ بات ٹھہری کہ وہ دودوتین تین آدمی مل کر غزلیں سرہلاکرنہ پڑھاکریں اور قصہ ہرنی کانہ پڑھیں صحیح کتاب کی روایات پڑھاکریں اور کھڑے نہ ہوں جب سے احمد ویسے ہی کھڑاہوکر مولود شریف پڑھتاہے اور مولوی صاحب بھی ویسے ہی کھڑے رہتے ہیں اور جوڑ کے خمسہ پڑھتے ان کے پڑھنے کو کہتے ہیں اور جوغزل خود پڑھتے ہیں۔

اب یہ بات ٹھہری ہے کہ جس بات کو تحریر مذکورہ بالامیں اچھا لکھ دیں گے مولوی احمدرضاخاں صاحب بریلوی کے وہ ہم سب مل کر کریں گے اور کسی بات کا جھگڑا نہیں ہے جوباتیں اس کاغذ میں اوپر درج ہیں ان میں سے جوجوبات بہتر اورثواب زیادہ جس کے کرنے میں ہو وہ تحریر کردیجئے گا اور گیارہویں کی بابت یہ فیصلہ ہوگیاہے چاہے جس تاریخ میں فاتحہ کرو اور اس کاثواب نذراﷲ کرکے حضرت بڑے پیرصاحب کی روح کو ایصال ثواب کریں، یہ مت خیال کرو کہ اگرگیارہویں کو نہ کریں گے تو ہم کو کچھ نقصان ہوگا جس کادل چاہے گیارہویں کرے جس کا دل چاہے دسویں نویں کرے ہروقت ثواب ہے۔
اب ایک بات کو اور منع کرتے ہیں کہ غازی میاں سید سالار کے بیاہ میں مت جاؤ بہرائچ، اب ہمارے کچھ لوگ وہاں کوبھی نہیں جاناچاہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے نشان کو بھی منع کرتے ہیں اور ہماری آپس میں شادی ہے، آپ کے جواب آنے کے

بعد شادی میں شریک ہوں گے، صاف صاف جواب لکھ دیجئے گا، بہت ثواب کے مرتکب ہوں گے، جواب کے واسطے ارسال خدمت منسلک ہے۔

الجواب : جھنڈا ایک توجہاد کاہوتاہے وہ لشکرسلطانِ اسلام کے ساتھ خاص ہے یہاں ا س کا اصل محل نہیں کہ یہاں نہ سلطان اسلام نہ لشکراسلام تو اس جھنڈے کاکیاکام۔ اور اگرکسی اور غرض سے کوئی جھنڈا بنایاجاتاہو تو اس کامعلوم ہوناچاہئے، اگرغرض محمودہ اور اس میں شہرت اور علامت کی حاجت ہے تو حرج نہیںوقدحققنا فی فتاوٰنا (اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاوٰی میں کردی ہے۔ت) اور اگرغرض مذموم یاعبث وفضول ہے تو منع کرناٹھیک ہے تعزیہ ممنوع ہے شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات ان کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائزہیںوفصلت بعضھا فی الفتاوٰی (بیشک میں نے فتاوٰی میں بعض مسائل کی تفصیل بیان کردی ہے۔ت)مسلمان اتباع احکام شرع سے ہوتے ہیں نہ امورناجائزہ سے تعزیہ پرجومٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہوجاتی مگر اس کے کھانے میں جاہلوں کی نظرمیں ایک امرناجائز شرعی کی وقعت بڑھانے اور اس کے ترک میں اس سے نفرت دلانی ہے لہٰذا نہ کھائی جائے۔ ڈھول بجاناحرام ہے اور جس رات کانام خدائی رات رکھا ان میں بجائے عبادت گناہ ومعصیت کرناگویا گناہ کومعاذاللہ عبادت ٹھہرانا ہے اور یہ اور زیادہ حرام ہے۔ رنڈیوں، ڈومنیوں، بھانڈوں کے یہاں جو مجلس میلادشریف ان کے حرام مال سے کی جائے ان میں شرکت ہرگز نہ کی جائے،

فان اللّٰہ طیب لایقبل الاالطیب۱؎۔بلاشبہہ اللہ تعالٰی پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول فرماتاہے۔(ت)

(۱؎ السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب صلوٰۃ الاستسقاء دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۳۴۶)

بلکہ رنڈیوں ڈومنیوں کے یہاں کسی طرح جانانہ چاہئے اگرچہ وہ حلال مزدوری کے مال سے مجلس کریں کہ ان کے یہاں جانے میں تہمت ہے اورتہمت سے بچنے کاحکم ہے۔

حدیث میں ہے:من کان یومن باللّٰہ والیوم الاٰخر فلایقفن مواقف التھم۲؎۔جو اللہ اورقیامت پرایمان رکھتاہو وہ تہمت کی جگہ کھڑانہ ہو۔

(۲؎ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب ادراک الفریضہ نورمحمدکارخانہ تجارت کتب کراچی ص۲۴۹)

یہ سمجھنا محض غلط ہے کہ بغیر شیرینی کے ثواب نہ ہوگا، کیارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت شریف کاذکراقدس ویسے ہی موجب ثواب نہیں! ہاں شیرینی میں زیادہ ثواب ہے کہ ذکرشریف کے ساتھ صدقہ فقراء وہدیہ احبّا بھی شامل ہوگیا قربت بدنی کے ساتھ قربت مالی بھی ہوگئی، مجلس میلادشریف اعلٰی مستحب ومندوب وبہتر وخوب ہے اور ان میں قیام بھی مستحسن ومرغوب ہے اور گیارہویں شریف بھی حسن ومحبوب ہے اور گیارہویں تاریخ کی تخصیص میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں، ہاں یہ سمجھنا غلط ہے کہ خاص گیارہویں ہی کو ثواب ملے گا اور دن نہ ملے گا۔ چندآدمیوں کامل کرخوش الحانی سے پڑھنا بھی جائزہے جبکہ شعرشرعاً اچھے ہوں اور راگنی کاقصدنہ کریں مگر امردلڑکوں کو ان میں شریک نہ کیاجائے کہ ان میں فتنہ ہے۔ یہ سب مسائل بارہا ذکرہوگئے ہیں۔ ہرنی کاقصہ جس قدرحدیث میں آیاہے ضرورمقبول ومعتبرہے اور اس کا پڑھنا اور سنانا سب ثواب ہے ہاں اپنی طرف سے کچھ بڑھادیاہو توغلط ہے اسے نکال دینا ضرورہے۔ حدیث میں یہ قصہ یوں ہے کہ رسو ل اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جنگل میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی کے پکارنے کی آواز آئی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دیکھا کسی کونہ پایا پھرنظر فرمائی تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی اور اس نے عرض کی:ادن منّی یارسول اللہ! حضورمیرے پاس تشریف لائیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہرنی کے قریب تشریف لے گئے، فرمایا: تیری کیاحاجت ہے؟ اس نے عرض کی:

ان لی خشفین فی ذٰلک الجبل فحلّنی حتی اذھب فارضیعھا ثم ارجع الیک۔اسی پہاڑ میں میرے دوبچے ہیں حضورمجھے کھول دیں کہ میں جاکر انہیں دودھ پلاآؤں پھرحضورکے پاس حاضرہوجاؤں گی۔

حضوررحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تواپنا سچاکرے گی؟ ہرنی نے عرض کی:عذبنی اﷲعذاب العشار ان لم افعل۔میں ایسانہ کروں تو اﷲتعالٰی مجھ پر ان لوگوں کا عذاب کرے جو ظلماً لوگوں سے مال تحصیلتے تھے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے کھول دیا، وہ گئی، بچوں کو دودھ پلاکرواپس آئی، مصطفی صلی اﷲتعالٰی علیہ وسلم نے اسے پھر باندھ دیا، وہ بادیہ نشین جس نے یہ ہرنی باندھی تھی ہوشیارہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! حضورکاکوئی کام ہے کہ میں بجالاؤں۔ فرمایا: ہاں یہ کہ تو اس ہرنی کوچھوڑدے اس نے چھوڑدی۔ وہ ہرنی دوڑتی ہوئی یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ:اشھد ان لاالٰہ الااﷲ وانک رسول اﷲ۔میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچامعبود نہیں اور یہ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں،

یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر ۱؎ میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی۔
غازی میاں کابیاہ کوئی چیزنہیں محض جاہلانہ رسم ہے، نہ ان کے نشان کی کوئی اصل۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۱؎ المعجم الکبیر مرویات ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حدیث ۷۶۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳/ ۳۲۔۳۳۱)

مسئلہ ۱۸۱ : ۲۶محرم ۱۳۳۰ھ
عَلم تعزیہ کوبنانا، ڈھول تاشہ یا کسی انگریزی باجے کے ساتھ ہندوکہاربیلداروں سے اٹھوانا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اسم مقدس کو بتشدید کہنا اور زورزور سے دونوں ہاتھ سے سینہ پیٹنا اور تعزیہ کوبازاروں میں لئے پھرنا، ہندومسلمانوں کوبطورتماشہ کے دکھانا اور دس محرم کو ایک میلہ لگانا اور امام باڑہ میں تعزیہ رکھ کر بتاشہ ریوڑی ہندومسلمانوں سے پڑھوانا اور امام باڑہ پرنوبت رکھوانا اور اس میں روشنی کرنا اور خوب مرصّع کرنا اور دس محرم کو ہندوکہاروں یا بیلداروں سے گڑھا کھدواکر اس میں تعزیہ دفن کرادینا اور تخت کو واپس لانا اور عوام الناس کی یہ مرادیں مانگنا اور ان کافقیر بنانا، گھرگھر سے مانگ کرنیاز دلوانا اور رنگین ہرے ہرے کپڑے نئے نئے پہننا، اکثر ایساہوتاہے کہ بچہ پیداہوتے ہی مرجاتاہے ایسی حالت میں یہ مرادمانگنا کہ یاحضرت امام حسین! آپ کی دعا سے اگرہمارابچہ زندہ رہا تو ہم دس برس تک آپ کے نام کے بچہ کوفقیر یابہشتی یاپیک بنادیں گے،اور بعد دس برس کے برادری محتاج یامساکین کونہایت خوشی اور جلوس کے ساتھ کھاناکھلاکر فقیری کوختم کرائیں گے اور جابجا مرثیہ جاکر پڑھنا دھنیا بناکربرادری میں بطور حصہ یا عیدی کی طرح بٹووں میں رکھ کر بچوں کے لئے بھیجنا اور کھچڑا پکاکر برادری میں تقسیم کرنا اور خود کھانا محتاجوں کوکھلانا اور یہ کہاں سے ثابت ہواہے اور روٹیاں پکواکر اس طرح لنگر لٹانا کہ ہاتھ میں گرے یاجہاں کہیں اس فعل کا کرنے والا کون ہے اور یہ افعال کس کے ہیں او رمومن کوامام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے واقعہ میں ان دس ایام میں کیاکرناچاہئے۔
بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب: مسلمانوں کو ان ایام میں صدقات وخیرات ومیراث وحسنات کی کثرت چاہئے خصوصاً روزے خصوصاً روزعاشورکاکہ سال بھر کے روزوں کاثواب اور ایک سال گزشتہ کے گناہوں کی معافی ہےکما ثبت فی الحدیث الصحیح (جیسا کہ

صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ت) اوربہتریہ ہے کہ نویں دسویں دونوں کا روزہ رکھے۔

لقولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع ۱؎۔اس لئے کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگرمیں آئندہ سال میں زندہ رہا تو ضرور میں نوتاریخ کابھی روزہ رکھوں گا(ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب الصیام باب یوم عاشوراء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۹)

حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہیدکربلا ودیگرشہدائے کرام رضی اﷲ تعالٰی عنہم کے نام پاک پرجس قدر ہوسکے تصدق وایصال ثواب کریں بلکہ ان روزوں وغیرہا تمام حسنات کاثواب اسی جناب گردوں قباب کی نذرکریں گرمیوں میں ان کے نام پرشربت بلائیں جاڑے میں چائے پلائیں اور نیک نیت پاک مال سے شربت چائے کھانے کوجتناچاہیں لذیذوبیش قیمت کریں سب خیرہے کھچڑا پلاؤفرنی جوچاہیں اور بے دقت میسر ہو برادری میں بانٹیں محتاجوں کوکھلائیں اپنے گھروالوں کوکھلائیں نیک نیت سے، سب ثواب ہے۔

کما ثبت فی الاحادیث الصحاح حتی قال صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم مااطعمت نفسک فھو لک صدقۃ ۱؎۔جیساکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، یہاں تک کہ حضورانورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوکچھ تو اپنے آپ کوکھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔(ت)

(۱؎ مسند امام احمدبن حنبل حدیث حضرت مقدام بن معدی کرب دارالفکر بیروت ۴/ ۱۳۱)

رہایہ کہ کھچڑا کہاں سے ثابت ہوا، جہاں سے شادی کاپلاؤ دعوت کا زردہ ثابت ہوا۔ یہ تخصیصات عرفیہ ہیں نہ شرعیہ، ہاں جو اسے شرعاً ضروری جانے وہ باطل پرہے۔ روٹیاں پکاکر تقسیم کرنا بھی خیرہے مگرپھینکنامنع ہے اور ان کاپاؤں کے نیچے آنا یاناپاک جگہ گرناسخت شدیدمواخذہ کاموجب، ایک توروٹی کی بیحرمتی جس کی تعظیم کاحدیث میں حکم فرمایا، دوسرے نیاز کی چیز کی بے توقیری نیاز کی چیز معظم ہوتی ہےکما دلّ علیہ حدیث نفیس فی بھجۃ الاسرار (جیسا کہ اس پرایک عمدہ حدیث دلالت کرتی ہے جو بہجۃ الاسرار میں مذکورہے۔ت) بے ادب وہابیوں کاکہنا کہ اس میں توصدقہ کے سبب سے اورخباثت آگئی، ان کی قلبی خباثت ہے کہ محبوبان خدا کے نام سے انہیں عداوت ہے، بہشتی بنناا گربدعات سے

خالی ہو اوربدعات سے خالی ہو اور محض نام ونقل نہ ہو بلکہ کام اور فعل ہو یعنی پانی بھربھرکر مسلمانوں کوپلائیں وضوکرائیں توضرور اچھاکام اور باعث اجرہے اور اس کاثواب بھی نذرشہدائے کرام ہوسکتاہے اور پیک بننانری نقالی اوربیہودہ بے معنی ہے اور گھنٹے لٹکانا حدیث میں منع فرمایا، یوہیں فقیربن کر بلاضرورت ومجبوری بھیک مانگنا حرام،کما نطقت بہ احادیث مستفیضۃ (جیسا کہ بہت سی مشہورومعروف حدیثیں اس معنی پرناطق ہیں ۔ت) اور ایسوں کودینا بھی حراملانہ اعانۃ علی المعصیۃاس لیے کہ یہ گناہ کے کام پر دوسرے کی امداد کرنا ہے جیسا کہ درمختارمیں مذکورہے۔ت) اور وہ منت ماننی کہ دس برس تک ایساکریں گے سب مہمل وممنوع ہے۔

قال صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لانذر فی معصیۃ٢؎۔حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گناہ کے کام میں کوئی نذر (منت) نہیں۔(ت)

(٢؎ سنن ابی داؤد کتاب الایمان باب من رأی علیہ کفارۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ٢/ ١١١)

ہاں سیدنا حضرت عالی مقام علٰی جدہ الکریم ثم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اپنی حاجت میں استمداد واستعانت وطلب دعاوشفاعت جائزومحبوب،

قال اللّٰہ تعالٰی وابتغوا الیہ الوسیلۃ ١؎۔ وقال اللّٰہ تعالٰی اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ٢؎۔اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالٰی کی بارگاہ تک رسائی کے لئے وسیلہ تلاش کرو، اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: یہی وہ ہیں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔(ت)

(١؎ القرآن الکریم ٥/ ٣٥)(٢؎القرآن الکریم ١٧/ ٥٧)

دھنیابنانے کھانے بٹوؤں میں رکھ کر بچوں کو بھیجنے میں فی نفسہٖ کچھ حرج نہ تھا مگر وہ مبنی جس کی بنا پریہ کیاجاتاہے شرعاًناجائزہے، اس کی اصل یوں ہے کہ پان کھانے کے عادی ہیں محرم کے عشرہ میں سوگ کے خیال سے پان چھوڑدیتے ہیں اس کی جگہ پر دھنیا ایجادہوا ہے، شریعت نے عورت کو شوہرکی موت پر چارمہینے دس دن سوگ کاحکم دیاہے اوروں کی موت کے تیسرے دن تک اجازت دی ہے باقی حرام ہے اور ہرسال سوگ کی تجدیدتو کسی کے لئے اصلاً حلال نہیں پھرحقیقت دیکھئے تودعوٰی غم بھی جھوٹا، غم میں آدمی سے پان نہ

کھایاجائے تو دھنیئے کے یہ تکلفات کہ وقت میں اس سے سوجگہ زائد اور خرچ بھی زیادہ اور لذت بھی افزوں، یہ ضرور ہوسکیں گے، یوہیں عشرہ محرم کے سبزرنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائزہیں یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں، سوگ میں اصل سیاہ لباس ہے وہ تورافضیوں نے لیا اور انہیں زیبابھی تھا کہ ایک تو ان کے دلوں کی بھی یہی رنگت ہے۔ دوسرے یہ کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:الشیعۃ نساء ھذہ الامّۃ۳؎۔شیعہ اس امت کی عورتیں ہیں۔

(۳؎)

سوگ وماتم عورتوں ہی کو خوب آتے ہیں۔ ہمارے جاہل سنی بھائی سیاہی سے توبچے کہ رافضیوں کی مشابہت نہ ہو مگر اس سے قریب تررنگت سبزی پائی اسے اختیارکیا، سبزی جب گہری ہوگی سیاہی لے آئے گی ہلکی سیاہی کوسبزی کہتے ہیں، آسمان نیلاہے اسے عربی میں خضراء، فارسی میں چرخ سبزہ فام، کہتے ہیں، اردو میں مسیں بھیگنے کو، اس وقت بالوں کی سیاہی خوب گہری نہیں ہوتی، سبزہ آغاز کوکہتے ہیں،

لہٰذا اس نیت سے یہ بھی ناجائز، مسلمان کوچاہئے عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے: سیاہ، سبز، سرخ، سیاہ، سبز کی وجہیں تومعلوم ہوگئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں، سیاہ میں اُودا، نیلا، کاسنی۔ سبز میں کاہی، دھانی، پستیئ۔ سرخ میں گلابی، عنابی، نارنجی سب داخل ہیں۔ غرض جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یاخوشی کی نیت سے پہنے جب توخود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہترہے، یوہیں مرثیے کہ رائج ہیں سب حرام وناجائزہیں۔حدیث میں ہے:نھٰی رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی۱؎۔رسول اللہ صلی اللہ‌تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔

(۱؎ مسندامام احمد بن حنبل عن عبداللہ بن ابی اوفٰی المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۵۶)

اور ماتم کرنا، چھاتی پیٹنا بھی حرام ہےنطقت بتحریمہ احادیث بالغۃ حدالاشتھار (درجہ شہرت تک پہنچی ہوئی حدیثیں اس کے حرام ہونے پر ناطق ہیں۔ت) حسّن حسّن بتشدید کہنا تو جہالت ہی تھا مگرماتم سخت منع ہے۔ یوہیں عَلَم، تعزیے، تخت، جریدے، باجے، کھیل تماشے سب بیہودہ وبدعت وممنوع ہیں۔ یوہیں تعزیہ، چڑھاوا، امام باڑے کا مکان، اس کی نوبت، روشنی، آرائش سب بشرح صدرہیں، غم والم کانام اور لہوولعب کی یہ دھوم دھام اور اس پر امیدخوشنودی حضرت امام۔ اور اس الٹی مت کاکیاٹھکانا کہ یہ توتعزیہ کی وہ تعظیم کہ گویا معاذاللہ بعینہٖ یہی نعش

مبارک حضورپرنور امام عالی مقام ہے بلکہ اس سے بھی زائد، یہاں تک کہ اسے سجدہ کرنے سے بھی باک نہیں۔ اور کہاں یہ حرکت کہ کہاربیلدار وغیرھم کفار اسے اٹھائے پھریں اور اس پر پڑھایہ جائے کہ اسے مومنو! اٹھاؤ جنازہ حسین کا۔ استغفراالله ، پھرگلی کوچوں میں گشت، پھرتوڑتاڑ کردبادینا کتنی شترگربگی ہے، پھر مصنوعی کربلا میں جسے حقیقی کے مثل ٹھہراتے ہیں، کوئی دقیقہ لغویات وممنوعات کااٹھا نہیں رکھتے، رنڈیوں کے جھولے تک ہوتے ہیں بلکہ تختوں پرایک ایک رنڈی جلوہ گرہوتی ہے، کہاں امام عالی مقام کی طرف نسبت اور کہاں یہ سخت شنیع حرکت، کاش الله عزوجل ہمارے بھائیوں کوسمجھ دیتاکہ ہزاروں روپے جویوں نیکی برباد گناہ لازم میں تباہ کرتے انہیں حضرات شہیدان پاک کے نام پرتصدّق کرتے، مساکین کودیتے جاڑے میں ان کے لحاف رضائی گرم کپڑے بناتے وغیرہ وغیرہ افعال حسنہ کرتے تو کتنا بہترہوتا۔ االله ہدایت دے آمین! واالله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸۲ و ۱۸۳: مسئولہ مولانا ظفرالدین صاحب ۲۶محرم الحرام ۱۳۳۰ھ

ملفوظات حضرت سیدعبدالرزاق ہانسوی قدس سرہ میں یہ حکایتیں ہیں یانہیں؟

(۱) محرم کی دس تھی کہ حضرت مولاناممدوح ایک تعزیہ کے ساتھ ہولئے جو جلاہوں کاتھا اور مصنوعی کربلا میں دفن ہونے کے لئے لوگ لئے جاتے تھے آپ کی وجہ سے اورخدام ومریدین بھی ساتھ ہولیے کربلا تک ساتھ ساتھ رہے بلکہ دیر تک قیام فرمایا کچھ دنوں بعد بعض خاص مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہولئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کامجمع تھا۔

(۲) انہیں بزرگ کاقصہ ہے کہ ایک دن عاشورہ کومسجد میں بیٹھے وضوکررہے تھے ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی کہ یکایک اسی طرح سربرہنہ نیچے تشریف لے آئے اور ایک تعزیہ کے ساتھ ہولئے اس دفعہ لوگوں نے دریافت کیا توفرمایا کہ حضرت سیدۃ النساء تشریف فرماتھیں۔

دونوں روایتیں کہاں تک صحیح ہیں؟

الجواب: دونوں حکایتیں محض غلط وبے اصل ہیں، تعزیہ داروں کونہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کاقول، مجبورانہ حکایت بناتے ہیں، اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتاہے، کوئی مولانا شاہ عبدالمجیدصاحب سے، کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے، کوئی مولوی فضل الرحمن سے، کوئی میرے حضرت جدامجد سے، رحمۃ الله علیہم، او ر سب باطل ومصنوع ہیں۔ میں توابھی زندہ ہوں میری نسبت کہہ دیا کہ ہم نے اسے تعزیہ شاید عَلَم بتائے کہ ان کے ساتھ جاتے دیکھا اور اس حکایت کاکذب تو خود اسی سے روشن کہ فرمایا: "مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم توامام عالی مقام کودیکھ

کر ساتھ ہولئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کامجمع تھا"۔ سبحان اللہ! جب تعزیے ایسے معظم ومقبول ومحبوب بارگاہ ہیں کہ خود حضور پرنورامام انام علٰی جدہ الکریم ثم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفس نفیس ان کی مشایعت فرماتے ہیں، ان کے ساتھ چلتے ہیں تو ان سے کچھ مطلب نہ ہونا اللہ عزوجل کے محبوب ومعظم سے مطلب نہ ہوناہے جوولی تو ولی کسی مسلمان کی شان نہیں۔ پھرآگے تتمہ کلام ملاحظہ ہو کہ "اُن کے ساتھ اولیائے کرام کامجمع تھا" یہ کاف بیانیہ توہونہیں سکتا ضرور تعلیلیہ ہے یعنی حضرت امام کے ساتھ ہونے پربھی کچھ توجہ نہ ہوتی مگر کیاکیجئے ان کے ساتھ مجمع اولیاء تھا لہٰذا شامل ہوناپڑا۔ عیب بھی کرنے کوہنرچاہئے، ہاں خوب یاد آیا ۳جمادی الآخرہ ۱۳۲۷ھ کوتلہر سے ایک سوال آیاتھا کہ تُونے تعزیہ داری کوجائزکردیاہے اس خبرکی کیاحقیقت ہے؟ ایک رافضی بڑے فخر سے اس روایت کونقل کرتاہے ایضاً تیرا اوردیگر چندعلمائے بریلی کافتوٰی تیارہوا ہے کہ آیت تطہیر کے تحت میں ازواج مطہرات داخل نہیں، اس فتوٰی کی نقل اس رافضی کے پاس دیکھنے میں آئی ہے فقط، اب فرمائیے اس سے بڑھ کر اورکیاثبوت درکار، جب زندوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہے تواحیائے عالم برزخ کی نسبت جوہوکم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۸۴: امیرعلی سرنیا ضلع بریلی ۱۱محرم ۱۳۳۱ھ

کیافرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جواشخاص سنت جماعت ہوں وہ منت تعزیہ وعَلَم ومہندی کی مانتے ہیں ان کواصل تعزیہ دارکے تعزیہ پر لے جاکر چڑھاتے ہیں اور شیرینی اور کھانا ہرقسم کالیجاکروہاں فاتحہ دیتے ہیں اور اس کوبطورتبرک کے تقسیم کرتے ہیں اور گھر سے لیجاتے وقت چارچارقدم پرمرثیہ بآواز بلند پڑھتے ہیں اور ڈھول تاشے مجیرے وغیرہ کی آوازبلندہوتی ہے اوراکثرچھاتی کوٹتے ہیں اس کوماتم قراردیتے ہیں، اکثرعورات کودیکھاہے کہ سات ونوتاریخ کی شام سے اور دس کی فجر سے گشت کرتی ہیں عَلَم ومہندی وتعزیہ اور آدمیوں وغیرہ کانظارہ کرتی ہیں اور اکثر عشرہ کو صبح سے شام تک جس کو کربلا شریف قراردیا ہے ہرایک تماشے دیکھتے ہیں اکثرلوگ اور عورات تعزیہ کودفن کرکے روٹی اور شیرنی قبرپررکھ کرماتم کرتے اور پھرفاتحہ دیتے ہیں، دیگر زیدسنت جماعت ہوکر تعزیہ پرجاکر ذکرشہادت یعنی جس کو مجلس قراردیتے ہیں شوق سے جاکر پڑھتے ہیں مرثیہ بھی، دیگرایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں یاایک محلہ سے دوسرے محلہ میں تخت یاعَلَم وغیرہ جائے عمرودیکھنے نہ جائے اور شرکت تربت دے، دیگربکرکہتاہے کہ ان یوم میں فاتحہ سوائے امام حسین علیہ السلام کے اور کسی پیغمبر اوراولیاء کرام کی نہیں ہوگی۔
دیگرزیدکہتاہے کہ تخت اورتعزیہ وغیرہ کا کام اور خوشنمائی دیکھنے جائے توکوئی نقصان نہیں ہے۔ دیگرزیدکہتاہے کہ دس یوم روزہ رکھنا حرام ہے کیونکہ

یزید کی ماں نے بغرض لڑائی جیت کے رکھی تھی۔ ان سب سوالوں کاشرع میں کیا حکم ہے؟

الجواب: عَلَم، تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا کوجانا، عورتوں کاتعزیے دیکھنے کونکلنا، یہ سب باتیں حرام وگناہ وناجائز ومنع ہیں۔ فاتحہ جائزہے روٹی شیرینی شربت جس چیز پر ہو، مگرتعزیہ پررکھ کریا اس کے سامنے ہوناجہالت ہے اور اس پرچڑھانے کے سبب تبرک سمجھنا حماقت ہے ہاں تعزیہ سے جداجوخالص سچی نیت سے حضرات شہدائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی نیازہو وہ ضرور تبرک ہے وہابی خبیث کہ اسے خبیث کہتاہے خود خبیث ہے۔ تعزیہ داروں کے شربت میں بھی شرکت نہ کرے کہ تعزیہ میں شرکت سمجھی جائے گی بلکہ الگ شربت کرے اور آجکل کہ جاڑے کاموسم ہے شربت کی جگہ چائے ہوناچاہئے۔ محرم وغیرہ ہروقت ہرزمانہ میں تمام انبیاء واولیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیاز اورہرمسلمان کی فاتحہ جائزہے اگرچہ خاص عشرہ کے دن ہو۔بکرغلط کہتاہے اور شریعت مطہرہ پرافتراء کرتاہے، جوکام ناجائزہے اسے تماشے کے طورپردیکھنے جانا بھی گناہ ہے۔ عشرہ محرم کے روزے بہت ثواب نہایت افضل ہے۔ حدیثوں میں ان کی فضیلت ارشاد ہوئی ہے خصوصاً دسویں محرم کاروزہ کہ سال بھر کے روزوں کے برابر ثواب ہے اور ایک سال کے گناہوں کی معافی ہے۔ زیدجھوٹا ہے اور شرع شریف پرافتراء کرتا ہے کہ ان روزوں کو حرام بتاتاہے۔ واﷲتعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۸۵ : ازبدایوں محلہ جالندھری مسئولہ محمدادریس خاں صاحب ۲۸محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بنا برشوکت ودبدبہ اسلام تعزیہ بنانا اور نکالنا وعَلَم وبیرق اور مہندی وغیرہ نکالنا جائزہے یانہیں؟ نیز تعزیہ کوحاجت رواسمجھنا یایہ کہنا کہ تعزیہ ہماری منت کاہے اگربندکریں نہ بنائیں توہمارا نقصان اولادومال ہوگا، کیسا ہے؟ تعزیہ دار یا تعزیہ پرست کے ہاتھ کاذبیحہ کھانا درست ہے یانہیں؟

الجواب : عَلَم، تعزیہ، بیرق، مہندی جس طرح رائج ہیں بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت رواسمجھنا جہالت پرجہالت ہے اور اسے منت جاننا اور حماقت، اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات وخیال سے باز آناچاہئے بایں ہمہ تعزیہ دار مسلمان ہے اور اس کے ہاتھ کاذبیحہ ضرورحلال ہے کوئی جاہل ساجاہل مسلمان بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا، تعزیہ پرست کالفظ وہابیہ شرک پرست کی

زیادتی ہے جس طرح تعظیم وتکریم مزارات طیبہ پرمسلمانوں کوقبرپرست کالقب دیتے ہیں، یہ سب اُن کاجہل وظلم ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۸۶: ازسیتاپور محلہ قضیارہ مکان قاضی سیّدمحمد رضاصاحب ۷ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بناناکیساہے؟ اور اس پرشیرینی وغیرہ چڑھاناکیساہے؟ اور بنانے والے اور تعظیم کرنے والے کاعندالشرع کیاحکم ہے؟ اور جوشخص تعزیہ کے ناجوازی کاقائل ہے اس کو کافر یامرتد کہنا اور کافرسمجھ کر اس کے پیچھے نمازنہ پڑھنا کیساہے؟ اور تعزیہ داری میں غلو کرنے والے کے پیچھے نمازپڑھناکیساہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : تعزیہ رائجہ ناجائز وبدعت ہے اور اس کابناناگناہ ومعصیت اور اس پرشیرینی وغیرہ چڑھانا محض جہالت اور اس کی تعظیم بدعت وجہالت۔ اور جوتعزیہ کوناجائزکہے اس بناپر اسے کافر یامرتد کہنااشدعظیم گناہ کبیرہ ہے، کہنے والے کوتجدیداسلام ونکاح چاہئے، یوہیں اس وجہ سے اس کے پیچھے نمازنہ پڑھنا مردودوباطل ہے البتہ اگر کسی وہابی کوکافرمرتد کہا تومضائقہ نہیں، اوروہابی کے پیچھے نمازبیشک ناجائزہے، جوتعزیہ داری میں غلو رکھے یا اس سے معروف ہو اگرچہ غلو نہ رکھے اس کے پیچھے بھی نمازنہ چاہئے مگرپڑھیں توہوجائے گی، ہاں اسے امام بنانا منع ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ۱۸۷ تا ۱۹۱: مرسلہ جناب مولوی محمدابوذر ازسنبھل ضلع مرادآباد محلہ دیپاسرائے
کیافرماتے ہیں علمائے اہل سنت وجماعت رحمہم اﷲ وکرمہم اﷲ تعالٰی مسائل ذیل میں:
(۱) ایصال ثواب برروح سیدناامام حسین علیہ السلام بروزعاشورہ جائزہے یانہیں؟
(۲) تعزیہ بنانا اور مہندی نکالنا اور شب عاشورہ کوروشنی کرنا جائز ہے یانہیں؟
(۳) مجلس ذکرشہادت قائم کرنا اور اس میں مرزادبیر اور انیس وغیرہ روافض کے کلام پڑھنا بطور سوزخوانی یاتحت اللفظ جائز ہے یانہیں اور اہل سنت کو ایسی مجالس میں شریک ہونا مکروہ ہے یاحرام یاجائزہے؟
(۴) حضرت قاسم کی شادی کامیدان کربلامیں ہونا جس بناپرمہندی نکالی جاتی ہے اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے یانہیں؟ درصورت عدم ثبوت اس واقعہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی کی نسبت حضرت قاسم کی طرف کرنا خاندان نبوت کے ساتھ بے ادبی ہے یانہیں؟

(۵) روزعاشورہ کومیلہ قائم کرنااور تعزیوں کودفن کرنا اور ان پرفاتحہ پڑھنی جائزہے یانہیں؟ اور بارھویں اور بیسویں محرم اور بیسویں صفر کو تیجااور دسواں اور چالیسواں اور مجلسیں قائم کرنا اور میلہ لگاناجائزہے یانہیں؟

الجواب:
(۱) روح پرفتوح ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اﷲتعالٰی عنہ کو ایصال ثواب بروجہ صواب عاشورہ اور ہرروزمستحب ومستحسن ہے۔
(۲) تعزیہ مہندی روشنی مذکور سب بدعت وناجائزہے۔
(۳) نفس ذکر شریف کی مجلس جس میں ان کے فضائل ومناقب واحادیث وروایات صحیحہ ومعتبرہ سے
بیان کئے جائیں اور غم پروری نہ ہو مستحسن ہے اور مرثیے حرام خصوصاً رافضیوں کے کہ تبرائے ملعونہ سے کمترخالی ہوتے ہیں اہلسنت کو ایسی مجالس میں شرکت حرام ہے۔
(۴) نہ یہ شادی ثابت نہ یہ مہندی سوا اختراع اخترائی کے کوئی چیز۔ نہ یہ غلط بیانی حد خاص توہین تک بالغ۔
(۵) عاشورہ کامیلہ لغو ولہو وممنوع ہے۔ یوہیں تعزیوں کادفن جس طورپرہوتاہے نیت باطلہ پرمبنی اور تعظیم بدعت ہے اور تعزیہ پرفاتحہ جہل وحمق وبے معنٰی ہے۔ مجلسوں اور میلوں کاحال اوپر گزرا، نیز ایصال ثواب کاجواب کہ ہرروز محمود ہے جبکہ بروجہ جائزہو۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۲: ازمرادآباد بازار سنبھل مرسلہ اللہ بخش صاحب
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے تعزیہ پرجاکر یہ منت مانی کہ میں یہاں سے ایک خرمالئے جاتاہوں درصورت کام پورا ہونے کے سال آئندہ میں نقرئی خرما تیارکراکر چڑھاؤں گا۔ بیّنوا توجروا۔
الجواب: یہ نذر محض باطل وناجائز ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۳: ازملک برار مقام نیریبر سوئنیتھ محلہ داروہ ضلع ایوت محل محمدزماں عرف شیخ جھو چہار شنبہ بتاریخ ۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص تعزیہ داری کوجائز کہتاہے اگرکوئی انکارکرتاہے توسخت کلامی سے پیش آتاہے چنانچہ پیش امام مسجد نیز واقع تعلقہ دار وہ ضلع ایوت محل ملک برار نے جب انکارکرکے کہا کہ تعزیہ داری سخت منع ہے تواس نے کہا کہ تم خلاف کہتے ہو اور تمہاری امامت جائز نہیں ہے تم سورکھاتے اور حرام کھاتے ہو۔ اس پرتمام بستی کے مسلمانوں نے جمع ہوکر اس سے پوچھا توتمام مسلمانوں کوکہا کہ تم سب سورکھاتے ہو۔اور کہا

کہ اجرت پر امامت جائزنہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کاقول کہاں تک صحیح ہے؟ کیاتعزیہ داری درست ہے اور اجرت پر امامت جائزنہیں؟اور جو تمام مسلمانوں کوسورکھانے والا بولے تو وہ گنہگار ہے فاسق ہے یانہیں اسے توبہ کرناچاہئے یانہیں؟ مسلمانوں کو ایسے شخص سے برتاؤ کیارکھناچاہئے؟ ایک مسلمان کی آمدنی کھیتی وتجارت سے بھی ہے اور سود سے بھی ہے ایسے شخص کے یہاں کھاناکھانا درست ہے یانہیں؟ اگر کسی مسلمان نے اس کے یہاں کھاناکھایا تو اس کو سود کھانے والا کہیں گے یاایساکہنا اس کوجائزہے یانہیں؟ شاہ مدار کے مہینہ سولہ چراغوں کی عید کرنا کتب فقہ سے جائزہے یانہیں؟

الجواب: تعزیہ داری ناجائزہے اور فتوٰی اس پرہے کہ امامت پراجرت لیناحلال ہےکما فی ردالمحتار وعامۃ الاسفار (جیسا کہ فتاوٰی شامی اور عام بڑی بڑی کتابوں میں مذکورہے۔ت) جس کے یہاں حلال وحرام دونوں طرح کی آمدنی ہے اس کاکھاناحرام نہیں ہوتا جب تک معلوم نہ ہوکہ یہ خاص کھاناحرام مال سے ہے۔

ذخیرہ وفتاوٰی عالمگیریہ میں امام محمدرضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ ۱؎۔ہم اسی کو اختیارکرتے ہیں جب تک کسی معین چیز کے حرام ہونے کونہ جانیں۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲)

یہ دوسری بات ہے کہ سودخور کے یہاں کھانااگرچہ حلال مال سے ہوچاہئے یانہ چاہئے مگرمطلقاً اس کے کھانے والے کو سود کھانے والا کہناشریعت پرافتراٗ ہے اور عام مسلمانوں کوایساکہنا اور زیادہ شیطانی لفظ ہے اس پرتوبہ فرض ہے اور مسلمانوں سے معافی مانگے، اگرنہ مانے اور اصرار کئے جائے تووہ فاسق ہے اس سے وہی برتاؤ چاہئے جوایک فاسق سے کرنے کاحکم ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من اٰذی مسلمًا فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللّٰہ۲؎۔جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذادی اس نے مجھے ایذادی اور جس نے مجھے ایذادی اس نے اللہ عزوجل کو ایذادی ۔

(۲؎ المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/ ۳۷۳)

اس نے اتنے مسلمانوں کو ایذادی بےشک وہ ظالم ہوا اور ظالم کے پاس بیٹھنے کو قرآن عظیم میں منع فرمایا،قال اللّٰہتعالٰی: واما ینسینّک الشیطٰن فلاتقعد

بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین۳؎۔اگرتمہیں شیطان بھلادے توپھریاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو(ت)

(۳؎ القرآن الکریم ۶/ ۶۸)

یہ سولہ چراغوں کی عیدکیسی ہوتی ہے اس میں کیاکیاجاتاہے کیانیت ہوتی ہے ہمارے دیار میں یہ بالکل نہیں اس کاحال کبھی سننے میں نہیں آیا تفصیل ہونے پرجواب ہوسکتاہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۴: مسئولہ سیدمقبول عیسٰی میاں صاحب بریلی نو محلہ ۷صفر۱۳۳۵ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس امر کے کہ تعزیہ بنانا بدعت سیئہ ہے۔ یاشرک وگناہ کبیرہ؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)
الجواب: تعزیہ بنانا شرک نہیں یہ وہابیہ کاخیال ہے، ہاں بدعت وگناہ ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۵ : ازبدایوں اسلام نگر مرسلہ عزیز حسن کانسٹیبل ۲۴ربیع الاول ۱۳۳۶ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ، اگرکوئی شخص تعزیہ بنائے یا تعزیہ پرچڑھاوا چڑھائے یامرثیہ پڑھے یامرثیہ کی مجلس میں شریک ہو یاباجابجائے بجوائے یا اس میں شریک ہو یاشیرینی تقسیم کرے یاکھائے یاکھلائے یاتاریخ مقرر کرکے خیرات کرے، محرم کی ساتویں نویں دسویں تاریخ کو یہ باتیں مذہب اسلام میں جائز ہیں یانہیں؟ اگرجائز ہیں توکیاثبوت ہے ثبوت مع نام کتاب صفحہ وسطر اور قرآن وحدیث سے ہو اگرناجائز ہوتو بھی ثبوت مع صفحہ وسطر قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔

الجواب: شیرینی تقسیم کرنا، کھاناکھلانا، فاتحہ دینا، نیازدلانا اگرچہ تعین تاریخ کے ساتھ ہو جبکہ اس تعین کو واجب شرعی نہ سمجھے یہ باتیں شریعت میں جائزہیں۔
رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۱؎۔جوکوئی تم میں سے اپنے بھائی کوفائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتاہے تو اسے اپنے بھائی کوفائدہ پہنچانا چاہئے۔(ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب الرقیۃ من العین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۴)

امام بدرالدین محمود عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں خوبی ایصال ثواب پراجماع امت نقل فرمایا ہے اور فرمایا اہلسنت وجماعت کایہی مذہب ہے، باقی جوباتیں سوال میں

ہیں تعزیہ اور باجا اور مرثیہ اور مرثیہ کی مجلسیں اور تعزیہ کاچڑھاوایہ سب ناجائزوبدعت وگناہ ہیں۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۶: ازموضع اومری کلاں ڈاکخانہ کانٹھ ضلع مرادآباد مرسلہ ظفراحسن صاحب ۶محرم الحرام ۱۳۳۷ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول محرم کاجاری ہونا شاہ تیمور کے وقت سے ہوا جب سنت وجماعت نہیں تھا وہاں کے روضوں کی تصویریں جومنسوب امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضے تھے اُترواکر رکھ کر شاہ اپنا خیال پوراکرلیتاتھا اور چونکہ یہ امربھی حکم خداونیز کسی حدیث نبوی سے ثابت نہیں ہے اس لئے وہ کیاحکم رکھتاہے اور جبکہ محرم کوجاہل لوگ سجدہ کرتے ہیں اورمنتیں لوگ تازیوں پرازقسم اناج پکاہواياشیرینی چڑھاتے ہیں فاتحہ دیتے ہیں تازیہ کے ساتھ باجہ ہوتاہے اور مرثیہ انیس وغیرہ کے جو سنی نہیں ہیں ان کی تصنیف کے جواصل واقع کے برخلاف طویل ہیں وہ سُرراگنی اور کئی آواز سے ڈھپ سے پڑھتے ہیں بازارگلی کوچوں میں آل عبا کی عورتوں کی حالت وہ بیان کرتے ہیں معاذاللہ تازیوں پرروٹی پکواکر رکھتے ہیں کربلا ایک مخصوص جگہ مقرر کرکے وہاں روٹی بانٹتے ہیں اکثر یہاں بھی آگے پیچھے کی بحث میں لڑائیاں ہوجاتی ہیں عورتیں اکثرمسلمانوں کی بلاپردہ تازیوں پرجاتی ہیں تازیوں کاسوم چہلم کرتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں معذرات گروہ تازیہ داری یہ ہیں ہمیشہ سے یہی رسم جاری ہے ناتعلیم یافتہ کہتے ہیں کہ ہم سجدہ نہیں کرتے محض یادگاری امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ وشہیدان وشب کربلابناتے ہیں اور تازیہ کی وجہ سے صدقہ ہوتاہے تازیہ یادگاری کاباعث، بعض کہتے ہیں پھری گدکہ کھیلنے کاموقع ملتاہے، نتیجہ صدہاسال سے یہ نکل رہاہے کہ جابجالڑائی دنگہ فساد اس تازیہ کے بدولت ہوتے ہیں، امروہہ کاواقعہ قریب کاہے جس میں بہت سے مسلمان جیل خانہ گئے قتل بھی ہوا ہزاروں روپیہ مسلمانوں کامقدمہ بازی میں خرچ ہو ابہت سے گھرویران ہوگئے۔ پس گزارش عالمان ومفتیان شرع سے ہے کہ تازیہ بنانے والے، ہمدردی کرنے والے، باجہ بجانے والے، اس گروہ میں شامل ہونے والے، اس طریقہ متذکرہ بالا کہ بموجب صدقہ کے نام سے خرچ کرنے والے کس امر کے مستحق ہیں اور اس طریقہ سے خرچ کسی مد میں شمارہوتاہے یانہیں؟

الجواب : تعزیہ جس طرح رائج ہے ضروربدعت شنیعہ ہے، جس قدربات سلطان تیمور نے کی کہ روضہ مبارک حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحیح نقل تسکین شوق کو رکھی وہ ایسی تھی جیسے روضہ منورہ وکعبہ معظمہ کے نقشے اس وقت تک اس قدرحرج میں نہ تھا اب بوجہ شیعی وشبیہ اس کی بھی اجازت نہیں، یہ جوباجے، تاشے، مرثیے، ماتم، برق پری کی تصویریں، تعزیے سے مرادیں مانگنا اس کی منتیں ماننا، اسے جھک جھک کر سلام کرنا، سجدہ کرنا

وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اس میں ہوگئی ہیں اور اب اسی کانام تعزیہ داری ہے یہ ضرور حرام ہے دبیروانیس وغیرہ اکثرروافض کے مرثیے تبرا پرمشتمل ہوتے ہیں اگرچہ جاہل نہ سمجھیں اور نہ بھی ہوتوجھوٹی ساختہ روایتیں خلاف شرع کلمات اہل بیت طہارت کی معاذاللہ نہایت ذلت کے ساتھ بیان اور سرے سے غم پروری کے مرثیے کس نے حلال کئے۔

حدیث میں ہے:نہٰی رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی۱؎۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔

(۱؎ مسنداحمدبن حنبل بقیہ حدیث عبداللہ بن ابی اوفٰی المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۵۶)

اور اس کے سبب صدقہ خیرات ہوناجھوٹا عذرہے اللہ کے بندے کہ تعزیہ وغیرہابدعات کوحرام جانتے ہیں نیازوخیرات کرتے ہیں ربیع الاول شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیازیں ہوتی ہیں ربیع الآخر شریف میں حضورسیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیازیں ہوتی ہیں ان میں کون سا تعزیہ ہوتاہے اور بفرض غلط اگرتعزیہ ہی باعث خیرات ہوتوخیرات ایک مستحب چیزہے اور بدعات حرام، مستحب کے لئے حرام حلا ل نہیں ہوسکتا، عجب ان سے کہ مستحب نہ کریں گے جب تک حرام اس کی یاد نہ دلائے، پھری گدکا ایک مباح بات ہے، مباح کے لئے حرام کیونکر حلال ہوسکتاہے غرض عذرات سب بیہودہ ہیں اور ان افعال کے مرتکب سب گنہگار اورانہیں مدددیناناجائزاور علم تعزیے تخت میں جوکچھ صرف ہوتاہے سب اسراف وحرام اور تعزیے کی نیاز لنگرکا لٹانا روٹیوں کازمین پرپھینکنا پاؤں کے نیچے آنا سب بیہودہ ہے ہاں نیاز کے طورپر سب بدعات سے بچ کر حضرات شہدائے کرام کی نیازکریں تو عین برکت وسعادت ہے۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۷ تا ۲۰۳: ازلہرپور ضلع سیتاپور مدرسہ اسلامیہ مرسلہ محمدفیض اللہ طالب العلم بنگالی ۶شعبان ۱۳۳۷ھ

بسم االلہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مدعی حنفیت کہتاہے کہ تعزیہ چونکہ نقشہ ہے سیدناحضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضہ مقدسہ کا، اورمنسوب ہے سیدنا امام ہمام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف، لہٰذا اس کابنانا امرضروری ہے اور باعث ثواب وقابل تعظیم وذریعہ نجات ہمارے لئے ہے اور

جوشخص ان کی تعظیم وبنانے کامخالف ہے وہ یزیدہے پس امور ذیل تحقیق طلب ہیں:
(۱) تعزیہ بناناجائزہے یابدعت اورحرام اور باعث ثواب وتعظیم ہے یاباعث عذاب نارجحیم ہے۔
(۲) اس کے بنانے میں کسی قسم کی امدادجائزہے یانہیں؟
(۳) اس کابنانے والافاسق مشابہ اہل تشیع ہے یانہیں اوربرتقدیر حرام وبدعت اس کاجائز سمجھنے والا کافرہے یااشدفاسق؟

(۴) مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں بھی اس کاثبوت ہے یانہیں برتقدیرثانی اس کا بنانے والامتبع امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہے یانہیں او ر اس کایہ دعوٰی کہ میں حنفی ہوں جس سے عوام بھی تعزیہ بنانے کی طرف راغب ہوتے ہیں یہ دھوکادینا ہے یانہیں اور باعث گمراہی ہے یانہیں؟
(۵) ایسے شخص کواگرحنفی لوگ اپناپیشواوپیربنائیں توجائزہے یاحرام، اور مریدین پرفسخ بیعت واجب ہے یانہیں اور ایسے شخص کی اقتدافی الصلوٰۃ جائزہے یامکروہ بکراہت تنزیہی یاتحریمی یاحرام؟
(۶) منکرین تعزیہ کویزیدیابددین کہنا کیساہے اگرمنکرین محل اس طعن وتشنیع کے نہیں ہیں تویہ قول خود قائلین کی طرف رجوع کرتاہے یانہیں یعنی اس کاوبال وگناہ قائلین پرکتناہوگا اور حدیث شریف کے اس قاعدے کے تحت میں داخل ہوں گے یانہیں کہ اگر کسی کوکافر کہے اور وہ فی الحقیقت ایسانہیں تو قائل خود کافرہوتاہے۔
(۷) بانی تعزیہ چونکہ عام مسلمانوں کے حضوری کاباعث ہوتاہے پس برتقدیر حرام وبدعت حاضرین وبانی دونوں گناہ میں مساوی ہیں یااکمل وانقص ہیں۔

الجواب: تعزیہ جس طرح رائج ہے نہ ایک بدعت مجمع بدعات ہے نہ وہ روضہ مبارک کانقشہ ہے اور ہوتو ماتم اور سینہ کوبی اورتاشے باجوں کے گشت اورخاک میں دبانا یہ کیا روضہ مبارک کی شان ہے اور پریوں اور براق کی تصویریں بھی شاید روضہ مبارکہ میں ہوں گی امام عالی مقام کی طر ف اپنی ہو سات مخترعہ کی نسبت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی توہین ہے کیاتوہین امام قابل تعظیم ہے۔ کعبہ معظمہ میں زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے سیدنا ابراہیم وسیدنا اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں بنائیں اور ہاتھ میں پانسے دئے تھے جن پر لعنت فرمائی اور ان تصویروں کومحوفرمادیا یہ توانبیائے عظام کی طرف نسبت تھی کیا اس سے وہ ملعون پانسے معظم ہوگئے یاتصویریں قابل ابقا۔ اور اسے ضروری کہنا تو اور سخت ترافترائے اخبث ہے وہ بھی کس پر شرع مطہر پر،

ان الذین یفترون علی االلہ الکذب لایفلحون ١؎۔بے شک جو االلہ تعالٰی کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب اوربامرادنہ ہوں گے۔(ت)
اور اس کے منکر کو یزیدکہنا رفض پلید ہے تعزیہ میں کسی قسم کی امدادجائزنہیں۔قال االلہ تعالٰی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان ١؎۔االلہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیاکرو(ت)

(١؎ القرآن الکریم ١٠/ ٦٩) (١؎ القرآن الکریم ٥/ ٢)

طریقہ مذکورہ ضرور فسق واتباع روافض اور تعزیہ کوجائزسمجھنا فسق عقیدہ مگر انکارضروریات دین نہیں کہ کافر ہو نہ اس سے حنفیت زائل ہوکہ گناہ مزیل حنفیت ہو تو سوااجلہ اکابراولیاء کے کوئی حنفی نہ ہوسکے معتزلہ اصولاً بددین تھے اور فروعاً حنفی، جوقول باطل دوسرے کوکہاجائے اس کاوبال قائل پرآتاہے بعینہٖ وہی قول پلٹنا مطلق نہیں کسی کوناحق گدھاکہنے سے قائل گدھانہ ہوجائے گا، یوہیں کسی مسلمان سنی کو یزیدکہنے والا یزیدنہ ہوجائے گا بلکہ اس میں روافض کاپیرو۔ اس کے پیچھے نمازمکروہ تحریمی ہے اور اس سے بیعت ممنوع وناقابل ابقا۔ حاضرین میں ہرایک پراپناگناہ ہے اوربانی دواعی پر اُن سب کے برابر۔لاینقص من اوزارھم شیئ٢؎ (اور ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی نہ ہوگی۔ت) واالله تعالٰی اعلم

(٢؎ صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ٢/ ٣٤١)

مسئلہ ٢٠٤: ازحبیب والا ضلع بجنور تحصیل دھامپور مرسلہ منظوراحمد صاحب ١١شوال ١٣٣٧ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانے اور ان پرملیدے چڑھانے اور ایسی مجلسیں کرناکہ جس میں اہلبیت کی فضیحت اوررسوائی ہو اور نتیجہ یہ ہوکہ ان کو سجدے کئے جائیں اورمنتیں ان سے مانگی جائیں، یہ فعل یا اس فعل میں شرکت کرنے والے کیسے ہیں جائزہیں یاناجائز؟ حالانکہ مسئلہ اصول کاہے کہ فعل مستحب جب کسی لوازم کی وجہ سے وہ اپنے درجہ کو چھوڑ کر واجب یافرضیت میں آجائے تو اس وقت اس کاترک مستحب ہے توا ب بنابراصول کہ یہ مسائل مذکورہ بالاجائزہیں یانہیں نقصان ہے؟ مدلّل تحریر کیجئے۔

الجواب : تعزیہ ناجائزہے اور ایسی مجلس جس میں معاذاللہ توہین اہلبیت کرام ہو قطعاً حرام اور ان میں شرکت ناجائزوحرام۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۰۵ : سلطان الاسلام احمدصاحب اجمیرشریف
تعزیہ بناکے نکالنا، اس کے ساتھ ڈھول نقارے بجانا، قبر کی صورت بناکر جنازہ کی طرح نکالنا، اس پرپھول وغیرہ چڑھانا جائزہے یانہیں؟ فقط
الجواب : یہ سب باتیں ناجائزہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۰۶: ازریاست راجگڑھ بیادرہ، ایجنسی بھوپال، سنٹرل انڈیا، مسئولہ محمداسمٰعیل سوار رسالہ باڈی گارڈ ۱۵محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ محرم میں تعزیہ بنانا اور اس سے منتیں مرادیں مانگنی، عَلَم اٹھانے، مہندی چڑھانا، بچوں کو سبزکپڑے پہنانے او ر ان کے گلوں میں ڈوریاں باندھ کر ان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کافقیربنانا، دس روز تک سوگواررہنا، اور اس کے بعد سوئم اور دسواں چالیسواں کرنا، ایسے مرثیوں کاپڑھنا جس میں اہلبیت کے سرپیٹنے اور بین کرنے، خلاف شرع امورکاذکرہے، اور یہ کہ ان مراسم کی ادائیگی کوحب اہلبیت سمجھنا عام طورسے ہمراہیان یزید کو لعین مردود کافرکہنا حضرت امیرمعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کوبراکہنا اور اس کو مقتضائے حب علی رضی ا اللہ تعالٰی عنہ سمجھنا، حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو جملہ انبیاء سے بھی رتبہ میں بڑھ کرسمجھنا بایں خیال کہ حضرات صوفیہ کرام نے بھی ایساہی سمجھاہے اور ایساسمجھنے کو عین ایمان کہنا کیساہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : حضرات امامین رضی اللہ تعالٰی عنہما خواہ کسی غیرنبی کوکسی نبی سے افضل کہنا کفرہے۔ حضرت امیرمعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یاکسی صحابی کوبراکہنا رفض ہے۔ ہمراہیان یزید یعنی جو ان مظالم ملعونہ میں اس کے ممدومعاون تھے ضرور خبیث ومردودتھے، اور کافروملعون کہنے میں اختلاف ہے، ہمارے امام کامذہب سکوت ہے، اور جو کہے وہ بھی موردالزام نہیں کہ یہ بھی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہلسنت کامذہب ہے، سوم، دسواں، چالیسواں ایصال ثواب ہیں اور یہ تخصیصات عرفیہ ہیں اور ایصال ثواب مستحب، باقی مراسم کہ سوال میں مذکورہوئے سب ممنوع وناجائزہیں۔واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۰۷ تا ۲۱۹ : ازسنبھل ضلع مرادآباد محلہ کھگرسرائے متصل زیارت حبیب اللہ شاہ مسئولہ محمد فاروق حسین صاحب ۱۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین جزاہم اللہ تعالٰی خیرالجزاعن المسلمین ان مسائل میں کہ:

(۱) حضرت قاسم بن حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کانکاح جناب کبرٰی بنت حسین علیہ السلام سے بروزعاشورہ بمقام کربلاہواتھا یانہیں اور روایات صحیح سے ثابت ہے یانہیں، نزدیک اہلسنت وجماعت کے؟
(۲) تعزیہ داری کس وقت سے جاری ہے؟
(۳) تعزیہ داری مروجہ، شب شہادت کور وشنی وغیرہ کرنا، بروزعاشورہ تعزیہ کودفن کرنا،
بروز ۱۲محرم سوم کی فاتحہ دینا یوم عاشورہ کے حساب سے چالیسواں کرنااہلسنت وجماعت کے نزدیک جائزہے یانہیں؟
(۴) ایسی مجلسوں میں شریک ہونا جس میں مرثیہ وغیرہ ہوتے ہیں؟
(۵) جولوگ ڈھول تاشے بجاتے ہوں ان کوسبیل کاشربت پلانا یامیلہ میں سبیل لگاناجائزہے یانہیں؟ اور ایسی سبیل موجب ثواب ہوگی یاموجب عذاب؟
(۶) بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کی زوجہ جناب شہربانو کہاں گئیں؟
(۷) حضرت مسلم کے صاحبزادے کوفہ میں شہید ہوئے یانہیں؟ تاریخ طبری میں ہے کہ کوفہ میں صاحبزادے ہمراہ نہ تھے۔

(۸) قوالی کا سننا کن اشخاص کوجائزہے؟
(۹) تعزیہ بناناجائزہے یانہیں؟
(۱۰) اگرتعزیہ بنائے تو کس قدرگناہ ہے؟
(۱۱) انگوٹھے چومنا وقت تلاوت آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ۱؎ (محمدصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ت) اور اذان میں لفظ اشھد انّ محمداً رسول اللّٰہ پر جائزہے یانہیں؟

(۱؎ القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰)

(۱۲) بعد شہادت کس قدر سرمبارک دمشق کو روانہ ہوئے تھے اور کس قدر واپس آئے؟
(۱۳) مہندی وغیرہ کاکس وقت سے رواج ہے؟

الجواب:
(۱) اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم
(۲) بہت جدید، ہندوستانیوں کی ایجادہے۔ واللہ تعالٰی اعلم
(۳) فاتحہ ہروقت جائزہے اور تعزیہ وغیرہ بدعات ناجائز۔ واللہ تعالٰی اعلم
(۴) حرام ہے۔واللہ تعالٰی اعلم

(۵) پانی یاشربت ہرمسلمان کو پلاسکتے ہیں اورمیلہ میں سبیل نہ لگائی جائے، نہ اس وجہ سے کہ سبیل کی مخالفت ہے بلکہ میلہ میں شرکت کی۔ واﷲ تعالٰی اعلم
(۶) مدینہ طیبہ۔ واﷲ تعالٰی اعلم
(۷) یہ نہ مجھے اس وقت یاد، نہ تاریخ دیکھنے کی فرصت، نہ اس سوال کی حاجت۔
(۸) قوالی مع مزامیرسننا کسی شخص کو جائزنہیں۔ واﷲ تعالٰی اعلم
(۹) ناجائز۔واﷲ تعالٰی اعلم
(۱۰) بدعت کاجوگناہ ہے وہ ہے، گناہ کی ناپ تول دنیامیں نہیں۔ واﷲ تعالٰی اعلم
(۱۱) اذان سنتے وقت جائز بلکہ مستحب ہے اور آیہ کریمہ سنتے وقت جس طرح رائج ہے ناجائزہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم
(۱۲) حدیث میں فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتیں چھوڑے۔
(۱۳) مہندی ناجائزہے اور اس کاآغاز کسی جاہل سفیہ نے کیاہوگا۔ واﷲ تعالٰی اعلم

رسالہ
اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الھندوبیان شھادۃ(۱۳۲۱ھ)
(ہندوستان میں تعزیہ داری اور بیان شہادت کے احکام سے متعلق بلندپایہ فوائد)

مسئلہ ۲۲۰ تا ۲۲۷:

بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم

ان احسن تعزیۃ لقلوب المسلمین فیماھجم من البدعات علی اعلام الدین ان الحمدﷲ رب العٰلمین وافضل الصلٰوۃ واکمل السلام علٰی سیّد الشھداء بالحق یوم القیام وعلٰی اٰلہ وصحبہ الغرر الکرام اٰمین!

دینی شعائر پربدعات کے ہجوم کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں کے لئے بہترین تعزیت، اللہ تعالٰی رب العالمین کی حمد، اور قیامت کے روز حق کی شہادت دینے والوں کے سردار پربہترین صلوٰۃ اورکامل ترین سلام اور ان کی آل واصحاب ممتاز عزت والوں پر۔آمین!

سوال اول: ۲۴صفر۱۳۰۸ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کاکیاحکم ہے؟بیّنواتوجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجرپاؤ۔ت)

الجواب: تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پرنورشہزادہ گلگوں قباحسین شہید ظلم وجفاصلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علٰی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بناکر بہ نیت تبرک مکان میں ر کھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویرمکانات وغیرہا ہر غیرجاندار کی بنانا، رکھنا، سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہوکر عظمت پیداکریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاًجائز، جیسے صدہاسال سے طبقۃً فطبقۃً ائمہ دین وعلمائے معتقدین نعلین شریفین حضورسیدالکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشباہ ہو (عہ) امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے،

عہ: ہمارا رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ دیکھئے صلی االلہ تعالٰی علی الحبیب وآلہٖ وبارک وسلم ۱۲منہ ۔

مگرجہال بیخردنے اس اصل جائزکوبالکل نیست ونابود کرکے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں، اول تونفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہرجگہ نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اوربیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت، اشاعت غم کے لئے ان کاگشت، اور ان کے گردسینہ زنی، اور ماتم سازشی کی شورافگنی، کوئی ان تصویروں کوجھک جھک کرسلام کررہاہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گراہے، کوئی ان مایہ بدعات کومعاذاللہ جلوہ گاہ حضرت امام علٰی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا منّتیں مانتاہے، حاجت روا جانتاہے، پھرباقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کاراتوں کومیل، اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پرطرہ ہیں۔غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہراہواتھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا پھر وبال ابتداع کاوہ جوش ہواکہ خیرات کوبھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاء وتفاخر علانیہ ہوتاہے پھروہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کودیں بلکہ چھتوں پربیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہورہی ہے، مگرنام توہوگیا کہ فلاں صاحب لنگرلٹارہے ہیں، اب بہارعشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کاہرطرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویایہ ساختہ تصویریں بعینہا

حضرات شہداء رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے جنازے ہیں، کچھ نوچ اتارباقی توڑتا ڑدفن کردیئے۔ یہ ہرسال اضاعت مال کے جرم ووبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالٰی صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کونیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطافرمائے، آمین! اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کانام ہے قطعاً بدعت وناجائزوحرام ہے،ہاں اگر اہل اسلام جائز طورپرحضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کوایصال ثواب کی سعادت پراقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظرشوق ومحبت میں نقل روضہ انور کی حاجت تھی تو اسی قدرجائز پرقناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امورشنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگراب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کاخدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یااہل اعتقاد کے لئے ابتلاء بدعات کااندیشہ ہے،

اور حدیث میں آیاہے:اتقوا مواضع التهم۱؎ (تہمت کے مواقع سے بچو۔ت)

(۱؎ کشف الخفاء حدیث ۸۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۷)
(اتحاف السادۃ کتاب عجائب القلب بیان تفصیل مداخل الشیطان الی القلب، دارالفکربیروت ۷/ ۲۸۳)

اور وارد ہوا:من کان یؤمن باﷲ والیوم الاٰخر فلایقفن مواقف التهم۲؎۔جو شخص اللہ تعالٰی اور آخرت پرایمان رکھتاہے وہ ہرگزتہمت کے مواقع میں نہ ٹھہرے۔(ت)

(۲؎ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوٰۃ باب ادراک الفریضۃ نورمحمدکارخانہ تجارت کراچی ص۲۴۹)

لہٰذا روضہ اقدس حضورسیدالشہداء رضی اللہتعالٰی عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرت کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یادلائل الخیرات شریف میں قبورپرنور کے نقشے لکھے ہیںوالسلام علی من اتبع الهدی، واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

سوال دوم : ازامروہہ مرسلہ مولوی سیدمحمدشاہ صاحب میلادخواں ۲۲شعبان ۱۳۱۱ھ

کیاارشاد ہے علمائے دین متین کااس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھناجائزہے یانہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب : شہادت نامے نثریانظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثرروایات باطلہ وبے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پرمشتمل ہیں، ایسے بیان کاپڑھنا سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ، اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام وناجائزہے، خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کومتضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہرقاتل ہے، ایسے ہی وجوہ پر نظرفرماکر امام حجۃ الاسلامی محمد محمد محمدغزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھناحرام ہے۔

علامہ ابن حجرمکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:قال الغزالی وغیرہ یحرمہ علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایتہ۱ـــہ الخ امام غزالی وغیرہ نے فرمایا کہ واعظ کے لئے حرام ہے کہ وہ شہادت حسنین کریمین اور اس کے بے سروپاواقعات لوگوں کو سنائے الخ (ت)

(۱ـــہ الصواعق المحرقۃ الخاتمۃ فی بیان اعتقاد اہل السنۃ مکتبۃمجیدیہ ملتان ص۲۲۳)

پھرفرمایا:ماذکرہ من حرمۃ روایۃ قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبرائتھم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الوعاظ الجھلۃ فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولایبیّنون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ۲ـــہالخ۔

امام حسین کی شہادت اوراس کے بعد کے واقعات کی روایات کاحرام ہونا جو بیان کیاگیا وہ اس کے خلاف نہیں جو کچھ میں نے اس کتاب میں ذکر کیاکیونکہ یہ سچابیان جو صحابہ کرام کی جلالت شان اور ہرنقص وکمزوری سے ان کی برأت پرمشتمل ہے اس پراعتقاد رکھناواجب ہے بخلاف اس کے جوجاہل واعظین بیان کرتے ہیں، وہ جھوٹی، بناوٹی اور خودساختہ خبریں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کامحمل نہیں بیان کرتے حالانکہ حق پر عقیدہ رکھناضروری ہے الخ (ت)

(۲ـــہالصواعق المحرقۃ الخاتمۃ فی بیان اعتقاد اہل السنۃ مکتبۃمجیدیہ ملتان ص۲۲۴)

یونہی جبکہ اس سے مقصود غم پروری وتصنع وحُزن ہوتو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود، شرع مطہر نے غم میں صبروتسلیم اورغم موجود کو حتی المقدور دل سے دورکرنے کاحکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا نہ کہ بتصنع وزوربنانا، نہ کہ اسے باعث قرب وثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سنی کو احتراز لازم، حاشاالله اس میں کوئی خوبی ہوتی توحضورپرنورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی، دیکھو حضوراقدس صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلٰی آلہٖ کاماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھرعلمائے امت وحامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا،

امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں:ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ ای یوم العاشوراء ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ والحزن اذلیس ذٰلک من اخلاق المؤمنین والا لکان یوم وفاتہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اولٰی بذٰلک واحرٰی ۱؎الخبچے اور پرہیزکرے اس بات سے کہ کہیں یوم عاشورہ میں روافض اور ان جیسے لوگوں کی بدعات میں نہ مشغول ہوجائے جو رونا پیٹنا اور غم کرناہوتاہے کیونکہ یہ امور مومنوں کے اخلاق سے نہیں ورنہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کایوم وصال ان چیزوں کازیادہ حق رکھتاہے اھ(یعنی اگررونے پیٹنے اور دکھ غم کے مظاہروں کی گنجائش اور اجازت ہوتی تو سب سے زیادہ یہ چیزیں آپ کے یوم وصال پرعمل میں آتیں اور دیکھی جاتیں)۔(ت)

(۱؎ الصواعق المحرقۃ الباب الحادی عشر مکتبہ مجیدیہ ملتان ص۱۸۳)

عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتاہے کہ ذکرشہادت شریف پڑھنے سے ان کامطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہہ ہے، ہاں اگرخاص بہ نیت ذکرشریف حضرات اہلبیت طہارت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علٰی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم ان کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل صبرجمیل کے اظہار کوذکرشہادت بھی آجاتااورغم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احترازہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگریہاں ان کے اطوار ان کی عادات اس نیت خیر سے یکسرجداہیں، ذکرفضائل شریف مقصودہوتا تو کیا ان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی، بے شمار مناقب عظیم اللہ عزوجل نے انہیں عطافرمائے انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیارکرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نماومعانی حُزن انگیز وغم افزابیان کووسعتیں دینا انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہاہے، غرض

عوام کے لئے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائک مآنس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں اذکار غم وماتم اس کے مناسب نہیں، فقیر اس میں ذکر وفات والابھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائیوالحمداللّٰہ رب العٰلمین،

آخر کتاب مستطاب مجمع بحارالانوار میں فرماتے ہیں:شہرالسرور والبھجۃ مظھر منبع الانوار والرحمۃ شہرربیع الاول، فانہ شھر امرنا باظھارالحبور فیہ کل عام، فلانکدرہ باسم الوفاۃ، فانہ یشبہ تجدید الماتم، وقد نصوا علی کراھیتہ کل عام فی سیدنا الحسین مع انہ لیس لہ اصل فی امھات البلاد الاسلامیۃ، وقد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس الاولیاء فکیف فی سیّدالاصفیاء صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم۱؎۔

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی کامہینہ ہے اور سرچشمہ انواررحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کازمانہ ظہورہے، ہمیں حکم ہے کہ ہرسال اس میں خوشی کریں، تو اسے وفات کے نام سے مکدرنہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے، اور بیشک علماء نے بتصریح کی کہ ہرسال جوسیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کاماتم کیاجاتاہے شرعاً مکروہ ہے، اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیادنہیں، اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضورپرنورسیدالاصفیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معاملہ میں اسے کیونکر پسند کرسکتے ہیں۔فالحمداللّٰہ علی ماالھم، وااللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

(۱؎ مجمع بحارالانوار خاتمہ الکتاب دارالایمان المدینۃ المنوّرۃ ۵/ ۳۰۷)

سوال سوم : ازریاست رامپورمحلہ میانگاناں مرسلہ مولوی محمدیحیٰی صاحب
محرم ۱۳۲۱ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیساہے اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیاہے؟بیّنواتوجروا۔

الجواب : ذکرشہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہےعند ذکرالصّٰلحین تنزّل الرحمۃ۱؎۔صالحین کے ذکر پراللہ تعالٰی کی رحمت نازل ہوتی ہے(ت)

(۱ـــہ اتحاف السادۃ المتقین   کتاب آداب العزلۃ   الباب الثانی   دارالفکربیروت   ۶/ ۳۵۰)

اس کی تفصیل جمیل فتاوٰی فقیرمیں ہے اوراس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتاہے،فاقول: وباﷲ التوفیق (میں کہتاہوں کہ اﷲ تعالٰی ہی کی مدد سے توفیق حاصل ہوتی ہےـت) شے کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائدکہ لوازم یاعوارض ہوتے ہیں، احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرداعتبار عقلی ناصالح وجود مطمح احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آنہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغائراعتبار سے تغائراحکام وہیں ہوسکتاہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شَے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے، تو ہردوانحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیاجاسکتاہے اور ایسی جگہ مقصود ہے کہ نفس شے کاحکم ان بعض احکام شے مع بعض الاعتبار سے جداہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جداکوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سلخ ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن ، پھر ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اور بعد اجزاء سے سلخ ماہیت کاتغیراعتبار شے نہیں بلکہ تغیرماہیت عرفیہ ہے مثلاً نمازعرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیأت معلومہ کانام ہے، اب اگرکوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نمازرکھے جوقعود سے شروع اور قیام پرختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم، تو یہ حقیقت نمازہی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل، اور اعتبار مبتدل، جب یہ مقدمہ ممہد ہولیا فرق احکام ظاہرہوگیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکرشہادت شریف حضرات ریحانین رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھاجائے، معاذاﷲ روایات کاموضوع وباطل یاذکر کاتنقیص شان صحابہ پرمشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود، ولہٰذا جولوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سرالشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تومعلوم ہواکہ وہ امورنامشروعہ کہ عارض ہوگئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شیئ مباح یاحسن قبیح نہیں ہوجاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پررہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمیں کپڑے پہن کر نمازپڑھنا کہ نفس ذات نماز کومعاذاﷲ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض وزوائد کو توشہادت ناموں میں ان عوارض کالحوق بعینہٖ ایساہے جیسے آ ج کل بعض جہّال ہندوستان نے مجلس میلادمبارک میں روایاتٖ موضوعہ وقصص بے سروپا بلکہ کلمات توہین ملائکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء

پڑھنا اختیارکیاہے، اس سے حقیقت مبتدل نہ ہوئی، نہ عوارض نے دائرہ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ ظاہرہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلادمبارک ہی کہاجاتاہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شیئ ہے جو ان مجالس سے حقیقت وجداگانہ رکھتی ہے، بخلاف تعزیہ داری کہ اس کا آغاز اگرچہ یوں ہی سناگیاہے کہ سلطان تیمور نے ازانجاکہ ہرسال حاضری روضہ مقدسہ حضورسیدالشہداء شہزادہ گلگوں قبا علٰی جدہ الکریم علیہ اصلوٰۃ والثناء کومخل امورسلطنت دیکھا تو بنظرشوق وتبرک تمثال روضہ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امرحقیقت متعارفہ سے وجوداً وعدماً بالکل بے علاقہ ہے اگرکوئی شخص روضہ انورمدینہ منورہ وکعبہ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پرتمثال روضہ حضرت سیدالشہداء آئینہ میں لگاکررکھے ہرگز نہ اسے تعزیہ کہیں گے نہ اس شخص کو تعزیہ دار، حالانکہ اُتنا امرقطعاً موجودہے اور یہ ہرسال نئی نئی تراش وخراش کی کھپچی پتّیاں، کسی میں براق، کسی میں پریاں، جوگلی کوچے گشت کرائی جاتی ہیں، ہرگز تمثال روضہ مبارک حضرت سیدالشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف، انہیں ضرورتعزیہ اور ان کے مرتکب کوتعزیہ دارکہاجاتاہے تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امورنامشروعہ کانام ٹھہراہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امرجائزہو اور یہ نامشروعات امور زوائدوعوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں، ولہٰذا فقیر نے اپنے فتاوے میں قدرمباح کوذکرکرکے کہا کہ جہال بیخردنے اس اصل جائزکوبالکل نیست ونابود کرکے الخ، اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کانام ہے قطعاً بدعت وناجائزوحرام ہے۔ یہ اُسی فرق جلیل ونفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا۔

بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوزوہی امرمباح ومحمود ہے اور شنائع زوائدوعوارض اگر ان سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہوضرورمباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امورناجائزہ ہیں، "اس قدرجائزہے" سے کوئی تعلق نہ رہا، نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اس کے عدم سے معدوم، تویہ فی نفسہٖ ناجائزوحرام ہے۔ اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے، وَد وسواع ویغوث ویعوق ونسرصالحین تھے ان کے انتقال پراُن کی یاد کے لئے ان کی صورتیں تراشیں، بعد مرورزماں پچھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا توکوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی انہیں ابتدائی حقیقت پرباقی تھی یہ شنائع زوائد عوارض خارجہ تھے، ولہٰذا شرائع الٰہیہ مطلقاً ان کے رَدّوانکار پرنازل ہوئیں، بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

كانوا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحی الشیطٰن الٰی قومھم ان انصبوا الٰی مجالسیھم التی کانوا یجلسون انصابا وسمّوھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولٰئک ونسخ العلم عبدت ١؎۔

وَد، سواع وغیرہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے نام تھے جب وہ وفات پاگئے توشیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھاکرتے تھے ان کے مجسمے بناکر کھڑے کردو او ر ان کے اسماء کاذکرکرو (یعنی انہیں یادکرو) چنانچہ لوگوں نے ایساہی کیا مگر وہ ان کی عبادت میں مشغول نہیں ہوئے تاآنکہ وہ لوگ دنیا سے رخصت ہوگئے اور علم مٹ گیا اور پچھلے لوگ یعنی بعد میں آنے والی نسل حقیقت سے ناآشناہوتے ہوئے ان کی پوجاکرنے لگی۔(ت)

(١؎ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورہ نوح ٧١ باب وداً اولا سواعاً الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ٢/ ٧٣٢)

فاکہی عبیداللہ بن عبیدبن عمیرسے راوی:قال اول ماحدثت الاصنام علی عھد نوح وکانت الابناء تبرالآباء فمات رجل منھم فجزع علیہ ابنہ فجعل لایصبر عنہ فاتخذ مثالاعلٰی صورتہ فکلما اشتاق الیہ نظرہ ثم مات ففعل بہ کما فعل ثم تتابعوا علٰی ذٰلک فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ اٰباؤنا ھٰذہ الا انھا اٰلھتھم فعبدوھا ١؎۔

عبداللہ ابن عبید نے کہا سب سے پہلے بت پرستی کاظہورزمانہ نوح میں ہوا، اوربیٹے اپنے آباء سے حسن سلوک کیاکرتے تھے، پھر ان میں سے کوئی شخص مرجاتا تو اس کابیٹا اس کے لئے بیقرار اور بے چین ہوجاتا اور صبرنہ کرسکتااور اپنی تسکین کے لئے اس کی مورتی بنالیتا اور جب اصل کودیکھنے کاشوق ہوتا تو اس شبیہہ کودیکھ کر دل کو تسلی دے لیتا اور جب وہ مرجاتا تو اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیاجاتا، عرصہ دراز تک لگاتار اور مسلسل یہ کام ہوتارہا، اور جب پہلے باپ دادامرگئے تو آنے والی اولاد کہنے لگی کہ یہ توہمارے پہلے باپ دادوں کے معبودتھے پھر یہ ان کی عبادت کرنے لگے (پس اس طرح بت پرستی کاآغاز ہوا)۔(ت)

(١؎ فتح الباری بحوالہ فاکہی عن عبیداللہ بن عبید سورۃ نوح مصطفی البابی مصر ١٠/ ٢٩٥)
(الدرالمنثور بحوالہ فاکہی عن عبیداللہ بن عبید سورۃ نوح منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۶/ ٢۶٩)

یہ فرق نفیس خوب یادرکھنے کاہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پرحکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کواختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑجاتے ہیںوباﷲ العصمۃ واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (اور اللہ تعالٰی ہی کی توفیق سے بچاؤ ممکن ہے اور اللہ سبحانہ وتعالٰی بڑاعالم ہے۔ت)

سوال چہارم : ازدھام پورضلع بجنور مرسلہ حافظ سیدبنیاد علی صاحب ۸محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگرلٹانے کے بارے میں دیوبند کے علماء ممانعت کرتے ہیں ونیز کتب شہادت کوبھی، جوامرصحیح ہو عندالشرع ارقام فرمائیے اور مجلس محرم میں ذکرشہادت اورمرثیہ سنناکیساہے؟ بیّنواتوجروا(بیان فرماؤ تاکہ اجرپاؤ۔ت)

الجواب: پانی یاشربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہوبلاشبہہ بہترومستحب وکارثواب ہے،
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:اذا کثرت ذنوبک فاسق الماء علی الماء تتناثر کما یتناثر الورق من الشجرفی الریح العاصف۔ رواہ الخطیب ۱؎ عن انس بن مالک رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔جب تیرے گناہ زیادہ ہوجائیں توپانی پرپانی پلاگناہ جھڑجائیں گے جیسے آندھی میں پیڑ کے پتّے۔ (اس کو خطیب نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا۔ت)

(۱؎ تاریخ بغداد ترجمہ ۳۴۶۴ اسحٰق بن محمد دارالکتاب العربی بیروت ۶/ ۴۰۳ و ۴۰۴)

اسی طرح کھاناکھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب وباعث اجرہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ان اﷲ عزوجل یباھی ملٰئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ۔ رواہ ابوالشیخ فی الثواب۲؎ عن الحسن مرسلا۔اللہ تعالٰی اپنے اُن بندوں سے جولوگوں کوکھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتاہے کہ دیکھو یہ کیسااچھاکام کررہے ہیں(اس کو ابوالشیخ نے ثواب میں حسن سے مرسلاً روایت کیا(ت)

(۲؎ الترغیب والترھیب بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب الترغیب فی اطعام الطعام حدیث ۲۱ مصطفی البابی مصر ۲/ ۶۸)

مگرلنگرلٹاناجسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پربیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے، بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کالٹانا جس طرح دلہن دولہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اﷲعزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایاہے تو اسے پھینکنا نہ چاہئے، روٹی کاپھینکنا توسخت بیہودہ ہے،

بزازیہ کتاب الکراہیۃ، النوع الرابع فی الہدیۃ والمیراث میں ہے:هل يباح نثرالدراهم قيل لاوقيل لاباس بہ وعلی هذا الدنانير والفلوس وقد يستدل من كره بقولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم الدراهم والدنانير خاتمان من خواتيم اﷲ تعالٰی فمن ذهب بخاتم من خواتیم اﷲتعالٰی قضیت حاجتہ۳؎۔کیادراہم لٹانامباح ہے، بعض نے کہامباح نہیں اور بعض نے کہا کوئی حرج نہیں ہے، اسی حکم میں دنانیر اور پیسے ہیں، ناپسند کہنے والوں نے حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کہ "دراھم ودنانیر اللہ تعالٰی کی مُہروں سے مُہریں ہیں تو جس نے کوئی مہرپائی اس نے اللہ تعالٰی کی مُہر سے حاجت پائی" سے استدلال کیا۔(ت)

(۳؎ فتاوٰی بزازیہ علٰی ہامش فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الہدیۃ والمیراث نورانی کتب خانہ پشاور۶/ ۳۶۴)

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ وروایات باطلہ پرمشتمل ہیں،یوہیں مرثیے ایسی چیزوں کاپڑھنا سننا سب گناہ وحرام ہے۔ حدیث میں ہے:نھٰی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی۔ رواہ ابوداؤد ۱؎ والحاکم عن عبداﷲ بن ابی اوفٰی رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا(اسے ابوداؤد اور حاکم نے عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۱؎ سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۱۵)
(المستدرک للحاکم کتاب الجنائز البکاء علی المیت دارالفکربیروت ۱/ ۳۸۳)

ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیںکما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ (جیسا کہ امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اسے روایت کیاہے۔ت) ہاں اگرصحیح روایات بیان کی جائیں

اور کوئی کلمہ کسی نبی یاملک یااہلبیت یاصحابی کی توہین شان کامبالغہ مدح وغیرہ میں مذکورنہ ہو، نہ وہاں بَین یانوحہ یاسینہ کوبی یاگریبان دری یا ماتم یاتصنّع یاتجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں توذکر شریف فضائل ومناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کابلاشبہہ موجب ثواب ونزول رحمت ہےعند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۲؎ (صالحین کے ذکر پررحمت الٰہیہ نازل ہوتی ہے۔ت)

(۲؎ اتحاف السادۃ المتقین کتاب آداب العزلۃ الباب الثانی دارالفکربیروت ۶/ ۳۵۰)

ولہٰذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں:ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھٰذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبرائتھم من کل نقص، بخلاف مایفعلہ الوعاظ الجھلۃ، فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ ونحوھا ولایبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ۱؎ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔شہادت حسین رضی اللہتعالٰی عنہ کے بیان کی حُرمت اور اس کے بعد جوکچھ ذکرکیاوہ میری اس کتاب میں ذکرکردہ روایات کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کی جلالت اورہرنقص سے ان کی برأت پرمشتمل حق کابیان ہے بخلاف جاہل واعظین کے کہ وہ جھوٹ اورموضوع قسم کی خبریں سناتے ہیں اورصحیح محمل اور قابل اعتقاد کوبیان نہیں کرتے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ الصواعق المحرقۃ الخاتمۃ فی بیان اعتقاد اھل السنۃ مکتبہ مجیدیہ ملتان ص۲۲۴)

سوال پنجم : ازمفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاک خانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمدنواب صاحب قادری ودیگر سُکّانِ مفتی گنج ۲۷/رمضان شریف ۱۳۱۸ھ

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے، اور مرثیے صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں، اور سینہ کوبی وبَین نہیں ہوتا، اورمیرمجلس سنی المذہب ہے، ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیاحکم ہے؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : جو مجلس ذکرشریف حضرت سیدنا امام حسین واہلبیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل ومناقب ومدارج بیان کئے جائیں اور ماتم وتجدید غم وغیرہ امورمخالفہ شرع سے یکسرپاک ہوفی نفسہٖ حسن ومحمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یانظم، اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدّس ہونے کے جس میں ذکرحضرت سیدالشہداء ہے عرف حال میں بنام

مرثیہ موسوم ہوکہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے:نہٰی رسول االله صلی االله تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی۲؎۔ واالله سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔ والله سبحٰنہ وتعالٰی اعلم(ت)

(۲؎ المستدرک للحاکم کتاب الجنائز البکاء علی المیت دارالفکر بیروت ۱/ ۳۸۳)
(سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۱۱۵)

سوال ششم : ازنواب گنج ۲۰ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں:
(۱) ایک شخص کہتاہے کہ میں تعزیہ کاچڑھاہوا نہیں کھاتاہوں حضرت امام حسین (رضی الله تعالٰی عنہ) کی نیاز کاکھاتاہوں۔
(۲) ایک شخص کہتاہے تعزیہ پرکیامنحصرہے چڑھونا کوئی ہومیں نہیں کھاتا ہوں نیازکھاتا ہوں۔
(۳) ایک شخص کہتاہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جوکچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتاہے دس روزتک تعزیہ کاچڑھاہوتاہے۔
(۴) ایک شخص کہتاہے تعزیہ بُت ہے بہ سبب لگانے صورت کے۔
(۵) ایک شخص کہتاہے کہ یہ صورت وہ ہے جوبُراق اور حُورِ جنت میں ہیں۔
(۶) ایک شخص کہتاہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتاہے کہ مسجدمیں کیاہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جووہاں سجدے کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاکاغذ وغیرہ ہیں۔
(۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو، آپس میں جھگڑامت کرو۔
(۸) ایک شخص کہتاہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔
(۹) ایک شخص نے کہاکہ جس حالت میں تم شرع کونہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کوحرام سمجھتاہوں۔

الجواب
(۱) پہلاشخص اچھی بات کہتاہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہئے اورتعزیہ کاچڑھاہواکھانانہ چاہئے، اگر اس کے قول کایہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کاچڑھاہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کاچڑھاہواہے بلکہ اس نیت سے کھاتاہے کہ وہ امام کی نیازہے تو یہ غلط اور بیہودہ ہے، تعزیہ پرچڑھانے سے حضرت امام حسین رضی الله تعالٰی عنہ کی نیازنہیں ہوجاتی، اور اگرنیاز دے کرچڑھائیں یاچڑھاکرنیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہئے اور وہ نیت کاتفرقہ اس کے مفسدہ کودفع نہ کرے گا، مفسدہ اس میں ہے کہ اس کے کھانے سے

جاہلوں کی نظر میں ایک امرناجائز کی وقعت بڑھانی یاکم ازکم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرتاہے، اور دونوں باتیں شنیع ومذموم ہیں لہٰذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہئے۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پرجوشیرینی کھانا بہ نیت تصدق لے جاتے ہیں اسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔
(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیایہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پریا اس کے پاس لے جاکر سب کے سامنے نذرتعزیہ کی نیت سے رکھاجائے باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھاوانہیں ہوسکتے۔
(۴) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں، اس معنٰی پروہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں اور مجازاً کل کوبھی کہہ سکتے ہیں اور اگربت سے مرادمعبود مطلق ہوتو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کوئی جاہل ساجاہل بھی تعزیہ کومعبود نہیں جانتا۔
(۵) اس شخص کایہ محض افتراء ہے کہاں حُوروبراق اور کہاں یہ کاغذ پنّی کی مُورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روزبنتی ہیں، اور اگر ہوبھی توحُوروبراق کی تصویریں بنانی کب حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ وبدعقل وبدزبان ہے، مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا،نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نمازوعبادت الٰہی بجالانے کے لئے تمام حقوق عباد سے جُدا کرکے اﷲ عزوجل کے حکم سے اس کی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الٰہی پرچھوڑی گئی اب وہ شعائراﷲ سے ہوگئی اور شعائراﷲ کی تعظیم کاحکم ہے قال اﷲ تعالٰی:ومن یعظم شعائر اﷲ فانھا من تقوی القلوب۱؎۔اور جواﷲ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۲۲/ ۳۲)

اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیانسبت، مگرجہل مرکب سخت مرض ہے، والعیاذباﷲ۔
(۷) اس شخص نے اچھاکیا مسلمانوں کویہی حکم ہے کہ جوبات نہ جانے خود اس پرکوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے، قال اﷲ تعالٰی:فاسئلوا

اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون۲؎۔اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگرتمہیں علم نہیں۔(ت)

(۲؎القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳ و ۲۱/ ۷)

(۸) اس کے قول کااگریہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو اہل شرع سے پوچھو تو اچھاکیا، اور اگریہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیزہے تم شرع نہیں سمجھتے تویہ بہت براکہا اور شرع پرافتراء کیا اور اگریہ مقصود ہوکہ شرع سے تومذمت صاف ظاہرہے مگرتم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھاکیا۔

(۹) اس کاقول حد سے گزرا ہواہے تعزیہ کاچڑھاواکھانا ان وجوہ سے جوہم نے ذکرکیں مکروہ وناپسند ضرورہے مگرحرام کہناغلط ہے،
فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے: "اس بکری کوجوہندو نے اپنے بُت کے نام پرمسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمانوں نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کرذبح کردی تصریح فرمائی کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کے لئے مکروہ ہے"۔۱؎
جب وہاں صرف کراہت کاحکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۱؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب الذبائح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۲۸۶)

سوال ہفتم : از اترولی ضلع علی گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸جمادی الاولٰی ۱۳۲۱ھ
مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہلسنت وجماعت کوشریک وشامل ہوناجائزہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب: حرام ہے: حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من کثر سواد قوم فھو منھم۲؎۔جس نے کسی قوم کاتشخص کثیربنایا وہ ان میں کاہے۔(ت)

(۲؎ المقاصد الحسنۃ حدیث ۱۱۷۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت ص۴۲۶)

وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبربھی نہیں ہوتی اور متواتر سناگیاہے کہ سنیوں کوجوشربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کے ناپاک قلتین کاپانی ملاتے ہیں او رکچھ نہ ہوتو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ وماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی

اور یہ دیکھیں سنیں گے، اور منع نہ کرسکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے، اللہ تعالٰی فرماتاہے:فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین٣؎۔واللہ تعالٰی اعلم۔تویاد آئے پرظالموں کے پاس نہ بیٹھ واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(٣؎ القرآن الکریم ۶/ ۶۸)

سوال ہشتم : کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا اور اس پرنذرنیاز کرناعرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا او رموافق شریعت ان امور کو اور جوکچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتناگناہ ہے، اورزید اگر ان باتوں کوجو فی زماننا متعلق تعزیہ داری وعلم داری کے ہیں موافق مذہب اہل سنت کے تصورکرے تو وہ کس قسم کے مرتکب ہوااور اس پرشرع کی تعزیرکیالازم آتی ہے،اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یانہیں، او ر اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یانہیں، درصورتیکہ وہ امور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت وجماعت بنظرثواب عمل میں لاتاہو۔بیّنواتوجروا۔

الجواب : افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ وممنوع وناجائزہیں انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت مذہب اہلسنت ماننا اس سے سخت تروخطائے عقیدہ وجہل اشد ہے، شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پرمفوض ہے باایں ہمہ وہ شرک وکفرہرگز نہیں، نہ اس بناء پرعورت نکاح سے باہرہو، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے جو اس کاجہل ہے کہ امورممنوعہ لائق توسل نہیں ہوتے باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گوحضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ کوبھی نہیں جانتا کہ معاذاللہ تعالٰی شرک ہو، یہ وہابیہ کاجہل وضلال ہے، واللہ تعالٰی اعلم فقط

رسالہ
اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند وبیان شہادۃ
ختم ہوا

تشبّہ بالغیر

شعارِکفّار وغیرہ

مسئلہ ۲۲۸ : ازپیلی بھیت   محلہ محمدواصل   مرسلہ مولوی محمدوصی احمدصاحب سورتی ۲۴صفر ۱۳۱۳ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دھوتی لباس ہند ہے یاکہ خاص ہنود کالباس ہے، ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ دھوتی لباس ہنود ہے اوربموجب من تشبّہ بقوم فھو منھم۱؎ (جوکوئی کسی قوم سے مشابہت اختیارکرے گا تو وہ انہی میں سے شمارہوگا۔ت) کے جومسلمان دھوتی پہنے وہ ہندو ہے اور نماز روزہ وغیرہ کوئی عمل صالح اس کامقبول نہیں مسلمانوں کو دھوتی پہننے والے کے ساتھ مناکحت ونشست برخاست کھاناپینا کھلانا پلانا صاحب سلامت سب منع ہے بلکہ دھوتی پہننے والا سلام علیک کرے تو اس کے سلام کاجواب بھی نہ دے، پس دھوتی پہننے والے کے ساتھ وہی برتاؤ چاہئے جیسا کہ عالم صاحب کہتے ہیں یاکہ مسلمانوں کاسا، اس بارہ میں جو حکم شریعت ہو ارشاد فرمایاجائے۔بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد   کتاب اللباس   باب لبس الشہرۃ   آفتاب عالم پریس لاہور   ۲/ ۲۰۳)

الجواب : اقول: وباﷲ التوفیق (میں اﷲتعالٰی کی توفیق ہی سے کہتاہوں۔ت) اس جنس مسائل میں حق تحقیق وتحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پرہے: التزامی ولزومی۔ التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرزووضع خاص اسی قصد سے اختیارکرے کہ ان کی سی صورت بنائے ان سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کانام ہےفان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیہ کمالایخفی (اس لئے کہ قصداورتکلف کے مفہوم کااس میں لحاظ رکھاگیاہے جیساکہ پوشیدہ نہیں۔ت) اور لزومی یہ کہ اس کاقصد تومشابہت کانہیں مگروہ وضع اس قوم کاشعارخاص ہورہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیداہوگی، التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ اس قوم کومحبوب ومرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے یہ بات اگرمبتدع کے ساتھ ہو بدعت اور کفّار کے ساتھ معاذاﷲ کفر، حدیثمن تشبہ بقوم فھو منھم۱؎ (جو کسی قوم سے مشابہت اختیارکرے تو وہ انہی میں سے شمارہوگا۔ت) حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے۔

(۱؎ سنن ابی داؤد   کتاب اللباس   باب لبس الشہرۃ   آفتاب عالم پریس لاہور   ۲/ ۲۰۳)

غمزالعیون والبصائر میں ہے:اتفق مشائخنا ان من رأی امرالکفار حسنا فقد کفر حتّٰی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس اوترک المضاجعۃ عندھم حال الحیض حسن فھوکافر۲؎۔ہمارے مشائخ کرام کاا س پر

اتفاق ہے کہ جو کوئی کافروں کے کسی کام کواچھا سمجھے تو وہ بلاشبہہ کافرہوجاتاہے یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ جوکوئی کھانا کھاتے وقت باتیں نہ کرنے کو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ لیٹنے کو مجوسیوں اور آتش پرستوں کی اچھی عادت کہے تو وہ کافرہے۔(ت)

(۲؎ غمزعیون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵)

دوم کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیارکرے وہاں اس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کاموازنہ ہوگا اگرضرورت غالب ہوتو بقدرضرورت کاوقت ضرورت یہ تشبیہ کفرکیا معنی ممنوع بھی نہ ہوگا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا او ر اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پرباذن اللہ غلبہ پایا اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالٰی برہانہ کے زمانے میں جبکہ تمام کفار یورپ نے سخت شورش مچائی تھی دوعالموں نے پادریوں کی وضع بناکر دورہ کیا اور اس آتش تعصب کوبجھادیا۔

خلاصہ میں ہے:لوشد الزنار علی وسطہ ودخل دارالحرب لتخلیص الاساری لایکفر ولودخل لاجل التجارۃ یکفر ذکرہ القاضی الامام ابوجعفر الاستروشنی۱؎۔اگر کوئی شخص اپنی کمر میں زُنّار باندھے او رقیدیوں کو چھڑانے کے لئے دارحرب میں داخل ہوتو کافر نہیں ہوگا او راگر اس مدت میں تجارت کے لئے جائے توکافرہوجائے گا۔ امام ابوجعفر استروشنی نے اس کو ذکرکیاہے۔(ت)

(۱؎ خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی المجلس السادس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۷)

ملتقط میں ہے:اذا شد الزنار او اخذ الغل اولبس قلنسوۃ المجوس جادا اوھازلا یکفر الا اذا فعل خدیعۃ فی الحرب۲؎۔جب کسی شخص نے زُنّار باندھا یاطوق لیا یا آتش پرستوں کی ٹوپی پہنی خواہ سنجیدگی کے ساتھ یاہنسی مذاق کے طور پر توکافرہوگیا، مگرجنگ میں (دشمن کومغالطے میں ڈالنے کے لئے) بطورتدبیر اُکساکرے توکافرنہ ہوگا۔(ت)

(۲؎ منح الروض الازہر بحوالہ الملتقط فصل فی الکفرصریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

منح الروض میں ہے:ان اشد المسلم الزنار ودخل دارالحرب للتجارة کفرای لانہ تلبس بلباس کفر من غیر ضرورة شدیدة و لافائدہ مترتبۃ بخلاف من لبسھا لتخلیص الاساری علی ماتقدم۳؎۔

اگرمسلمان زنّار باندھ کر دارالکفرمیں کاروبار کیلئے جائے توکافر ہوجائے گا اس لئے کہ اس نے بغیر کسی شدید مجبوری کے اور بغیر کسی ترتب فائدہ کے لباس کفرپہنا(جو اس کے لئے روانہ تھا) بخلاف اس شخص کے جس نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے لباس کفر(برائے حیلہ) استعمال کیا، جیسا کہ پہلے ذکرہوا(ت)

(۳؎ منح الروض الازہر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفرصریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

سوم نہ تو انہیں اچھاجانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پرحامل ہے بلکہ کسی نفع دنیوی کے لئے یایوہیں بطورہزل واستہزاء اس کامرتکب ہوا توحرام وممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگروہ وضع ان کفارکامذہبی دینی شعارہے جیسے زنّار، قشقہ، چُٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفردیاکماسمعت اٰنفا (جیسا کہ تم نے ابھی سناـت) اور فی الواقع صورت استہزاء میں حکم کفر ظاہرہےکمالایخفی (جیساکہ پوشیدہ نہیںـت) اور لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے جبکہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں جیسے انگریڑی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون، اُلٹاپردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگرآخرشعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ۔ ولہٰذا علماء نے فسّاق کی وضع کے کپڑے موزے سے ممانعت فرمائی۔

فتاوٰی خانیہ میں ہے:الاسکاف اوالخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلک کثیراجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ۱؎۔موچی یادرزی فسّاق وفجّار کی وضع کے مطابق معمول سے زیادہ اُجرت پرلباس تیارکرے تو اس کے لئے یہ کام مستحب نہیں اس لئے کہ یہ گناہ پر امداد واعانت ہے۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظروالاباحۃ مطبع نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰)

مگر اس کے تحقق کو اس زمان ومکان میں ان کاشعار خاص ہونا قطعاً ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو ورنہ

لزوم کا کیا محل، ہاں وہ بات فی نفسہٖ شرعاً مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یامکروہ رہے گی نہ کہ تشبّہ کی راہ سے،
امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں دربارہ طیلسان کہ پوشش یہود تھی فرماتے ہیں:اما ماذکرہ ابن اقیم من قصۃ الیہود فقال الحافظ ابن حجر انما یصح الاستدلال بہ فی الوقت الذی تکون الطیالسۃ من شعارھم وقد ارتفع ذٰلک فی ھذہ الازمنۃ فصار داخلا فی عموم المباح وقد ذکرہ ابن عبدالسلام رحمہ االلہ تعالٰی فی امثلۃ البدعۃ المباحۃ۱؎۔

رہایہ کہ جوکچھ حافظ ابن قیم نے یہودیوں کاواقعہ بیان کیاہے تو اس بارے میں حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ استدلال اس وقت درست تھا جبکہ مذکورہ چادر اُن کا (مذہبی) شعار ہواکرتی تھی لیکن اس دَور میں یہ چیز ختم ہورہی ہے لہٰذا اب یہ عموم مباح میں داخل ہے، چنانچہ علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بدعت مباح کی مثالوں میں ذکرفرمایاہے۔(ت)

(۱؎ المواہب اللدنیۃ النوع الثانی اللباس لبس الطیلسان المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۵۰)

امام اجل فقیہ النفس فخرالملۃ والدین قاضی خاں پھر امام محمدمحمدمحمد ابن الحاج حلبی حلیہ شرح منیہ فصل مکروہات الصلوٰۃ پھر علامہ زین بن نجیم مصری بحرالرائق پھر علامہ محمد بن علی دمشقی درمختارمیں فرماتے ہیں:التشبہ باھل الکتاب لایکرہ فی کل شیئ فانا ناکل ونشرب کما یفعلون ان الحرام التشبہ بھم فیما کان مذموما اوفیما یقصد بہ التشبہ۲؎۔ہرچیز میں اہل کتاب سے مشابہت مکروہ نہیں جیسے کھانے پینے وغیرہ کے طورطریقے میں کوئی کراہت نہیں۔ ان سے تشبہ ان کاموں میں حرام ہے جومذموم یعنی برے ہیں یاجن میں مشابہت کاارادہ کیاجائے۔(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۰)

علامہ علی قاری منح الروض میں فرماتے ہیں:اناممنوعون من التشبیہ بالکفرۃ واھل البدعۃ المنکرۃ فی شعارھم لامنھیون عن کل بدعۃ ولوکانت مباحۃ سواء کانت من افعال اھل السنۃ اومن افعال الکفر واھل البدعۃ فالمدار علی الشعار۳؎۔ہمیں کافروں اورمنکر بدعات کے مرتکب لوگوں کے شعار کی مشابہت سے منع کیاگیاہے ہاں اگر وہ بدعت جو مباح کادرجہ رکھتی ہو اس سے نہیں روکاگیا خواہ وہ اہل سنت کے افعال ہوں یاکفار اوراہل بدعت کے۔ لہٰذا مدارِکارشعار ہونے پرہے۔(ت)

(۳ــہ منح الروض الازھر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفرصریحاً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

فتاوٰی عالمگیری میں محیط سے ہے:قال ھشام فی نوادرہ ورأیت علی ابی یوسف رحمہ االلہ تعالٰی نعلین محفوفین بمسامیر الحدید فقلت لہ اتری بھٰذا الحدید بأسا قال لافقلت لہ ان سفین و ثوربن یزید کرھا ذٰلک لانہ تشبہ بالرھبان فقال ابویوسف رحمہ االلہ تعالٰی کان رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم یلبس النعال التی لہا شعور وانھا من لباس الرھبان۱ــــہالخ

ہشام نے نوادر میں فرمایا میں نے امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی کوایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا جن کے چاروں طرف لوہے کی کیلیں لگی ہوئی تھیں، میں نے عرض کی، کیاآپ اس لوہے سے کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ توفرمایا کہ نہیں، میں نے عرض کی لیکن سفیان اورثوربن یزیدتو انہیں پسندنہیں فرماتے کیونکہ ان میں عیسائی راہبوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایسے جوتے پہنتے تھے جن کے بال ہوتے تھے حالانکہ یہ بھی عیسائی راہبوں کالباس تھا الخ۔(ت)

(۱ــہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳)

اس تحقیق سے روشن ہوگیا کہ تشبُّہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یاوہ شے ان بدمذہبوں کاشعارخاص یافی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ اب مسئلہ مسئولہ کی طرف، چلئے دھوتی باندھنے والے مسلمانوں کایہ قصد تو ہرگز نہیں ہوتاکہ وہ کافروں کی سی صورت بنائیں، نہ مدعی نے اس پربنائے کلام کی بلکہ مطلقاً دھوتی باندھنے کو ان سخت شدید اختراعی احکام کاموردقراردیا نہ زنہار قلب پر حکم روا نہ بدگمانی جائز،قال االلہ تعالٰی ولاتقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا۲ــــہ۔اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: ان باتوں کے پیچھے نہ پڑو جن کاتمہیں کچھ علم نہیں۔ بے شک کان، آنکھ اور دل کے متعلق(بروزقیامت) پوچھاجائے گا۔(ت)

(۲ــہ القرآن الکریم ۱۷/ ۳۶)

اور فی نفسہٖ دھوتی کی حالت کودیکھاجائے تو اس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں بلکہ ساتر مامور بہ کے افراد سے ہے اصل سنت ولباس پاک عرب یعنی تہبند سے صرف لٹکتاچھوڑنے اور پیچھے گھرس لینے کافرق رکھتی ہے اس میں کسی امرشرعی کاخلاف نہیں تو دووجہ ممانعت توقطعاً منتفی ہیں۔ رہا خاص شعارکفارہونا، وہ بھی باطل۔ بنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام سکان ہندومسلمان سب کایہی لباس ہے۔ یوہیں سب اضلاع ہند کے دیہات میں ہندومسلمین یہی وضع رکھتے ہیں۔ رہے وسط ہند کے شہری لوگ، ان میں بھی فنائے شہر اور خود شہر کے اہل حرفہ وغیرہم جنہیں کم قوم کہاجاتاہے بعض ہروقت اور بعض اپنے کاموں ضرورتوں کی حالت میں دھوتی باندھتے ہیں۔

ہاں یہاں کے معزز شہریوں میں اس کارواج نہیں مگر اس کاحاصل اس قدر کہ اپنی تہذیب کے خلاف جاتے ہیں نہ یہ کہ جوباندھے اسے فعل کفرکامرتکب سمجھیں تو غایت یہ کہ ان اضلاع کے شہری وجاہت دار آدمی کوگھر سے باہر اس کاباندھنا مکروہ ہوگا کہ بلاوجہ شرعی عرف وعادت قوم سے خروج بھی سبب شہرت وباعث کراہت ہے۔ علامہ قاضی عیاض مالکی، امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شارحان صحیح مسلم پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی شارح طریقہ محمدیہ فرماتے ہیں: خروجہ عن العادۃ شھرۃ ومکروہ۱؎۔ عادت اور عرف کی خلاف ورزی مکروہ اورباعث شہرت ہے(ت)

(۱؎ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن اعظامہٖ الخ عبدالتواب اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان ۲/ ۴۴)

اور اگروہاں کے مسلمان اسے لباس کفارسمجھتے ہوں تواحتراز مؤکد ہے، حرج پیچھے گھرسنے میں ہے، ورنہ تہ بند تو عین سنت ہے۔ اس سے زائد کچھ لفّاظیاں شخص مذکور نے کہیں محض بے اصل وباطل اور حلیہ صدق وصواب سے عاطل ہیں، بالفرض اگردھوتی باندھنا مطلقاً ممنوع بھی ہوتا تاہم اس میں اُتناوبال نہ تھا جوشرع مطہر پردانستہ افتراکرنے میں۔

والعیاذباللّٰہ تعالٰی، نسئل اللّٰہ ھدایۃ سبیل الرشاد والعصمۃ عن طریق الزیغ والفساد، اٰمین، واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ اوراللہ تعالٰی کی پناہ، ہم اللہ تعالٰی سے راہ راست کی رہنمائی چاہتے ہیں اور کجی اور فساد کی راہ سے اے اللہ! حفاظت چاہتے ہیں، یا اللہ میری دعا قبول فرما، اللہ تعالٰی پاک وبرتربڑا عالم ہے(ت)

مسئلہ ۲۲۹: مسئولہ مولٰینا مولوی عبدالحمید صاحب ازبنارس محلہ پرکنڈہ ۱۰ شعبان ۱۳۳۵ھ

زیدکوٹ وکالر ونکٹائی پہنتا ہے اور پیشوری پائجامہ وترکی ٹوپی وبُونٹ جُوتاپہنتا اور انگریزی فیشن کے بال رکھتا ہے۔ عمروکہتاہے کہ اس میں تشبّہ بالنّصارٰی ہے، اور زید کہتاہے کہ ہرگز نہیں اس لئے کہ ادنی فرق تشبیہ کے لئے کافی ہے۔ ان دونوں میں کون حق پرہے؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : جو بات کفار یا بدمذہباں اشرار یافسّاق فجّار کاشعار ہو بغیرکسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اس کا اختیار ممنوع وناجائزوگناہ ہے اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہوکہ اس سے اس وجہ خاص میں ضرور اُن سے تشبّہ ہوگا اسی قدرمنع کوکافی ہے اگرچہ دیگروجوہ سے تشبّہ نہ ہو، اس کی نظیر گلاب اور پیشاب ہیں۔ شیشہ بھراہوا گلاب اور اس میں ایک قطرہ پیشاب ہے تو وہ ناپاک وخراب ہے نہ کہ پورا شیشہ پیشاب ہو جبھی نجس وخراب ہو۔ ولہٰذا عموماً احادیث ارشادات فقہ میں ہرایسی چیز پر حکم حرمت وممانعت دیاہے نہ یہ کہ سر سے پاؤں تک من جمیع الوجوہ ان سے تشبّہ ہو اسی وقت منع ہو، یہ محض جہل یاعقل کافساد ہے اور اگردانستہ ہو تو شریعت مطہرہ سے کھلاعناد ہے، ابطال و وہم کو یہاں صرف پچیس مسائل حدیث وفقہ سے سنائیں:

مسئلہ۱ : صحیح بخاری میں عبداﷲ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:لعن اﷲ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشابھات من النساء بالرجال۱؎۔اللہ کی لعنت اُن مردوں پرجوعورتوں سے تشبہ کریں اور ان عورتوں پرجومردوں پر۔

(۱؎ صحیح البخاری کتاب اللباس باب المتشبہین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۴)

یہ اصل کلی ہے اس کے فروع دیکھئے زنان عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں حفاظت کے لئے سرپرپیچ دے لیتیں اس پرارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ ہوں کہ عمامہ سے مشابہت نہ ہو عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تشبہ حرام ہے: امام احمد وابوداؤد وحاکم نے بسند حسن ام المومنین ام سلمہ رضی ا اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی:ان النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم دخل علیھا وھی تختمر فقال لیۃ لالیتین۲؎۔نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو (کیادیکھا) کہ وہ اوڑھنی اوڑھ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا سرپر صرف ایک پیچ دو دو(۲) پیچ نہ ہوں۔(ت)

(۲؎ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب کیف الاختمار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۲)

(مسنداحمد بن حنبل عن ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۹۴ و ۲۹۶)

تیسیرشرح جامع صغیرمیں ہے:حذرامن التشبہ بالمتعممین۱؎۔اس خطرہ سے کہ کہیں پگڑی باندھنے والے مردوں سے مشابہت نہ ہوجائے۔(ت)دیکھو تمام زنانہ لباس دفع تشبّہ کے لئے کافی نہ ہوا صرف دوپٹہ کے سرپردوپیچ مورث تشبّہ ہوئے۔

(۱؎ التیسیر شرح الجامع الصغیرتحت حدیث لیۃ لالیتین مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۳۳۵)

مسئلہ۲: ایک عورت کندھے پرکمان لگائے گزری رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:لعن االلہ المتشابہات من النساء بالرجال رواہ الطبرانی۲؎ فی الکبیر عن ابن عباس رضی االلہ تعالٰی عنہما والحدیث من دون القصۃ عند احمد وابی داؤد والترمذی وابن ماجۃ بل قدتقدم عن البخاری و ایہام التیسیر انہم جمیعا رووا القصۃ لیس بالواقع۔اللہ تعالٰی نے ان عورتوں پرلعنت فرمائی ہے جو مردوں سے تشبّہ کریں(امام طبرانی نے معجم کبیرمیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی سند سے اس حدیث کو روایت فرمایا۔ امام احمد(مسنداحمد)، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ بلکہ امام بخاری سے پہلے گزرچکی، ان تمام محدثین نے بغیر قصہ ذکرکئے اس کو روایت فرمایامگر مصنف التیسیر کایہ وہم کرناکہ سب نے قصہ مذکورہ سمیت اس کو روایت کیاہے خلاف واقع ہے (لہٰذا وہم درست نہیں۔ت)

(۲؎ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۱۶۴۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۲۵۲)
(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب فی المتشبہین ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۳۸)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ام سعید بنت ام جمیل کوکمان لگائے مردانی چال چلتے دیکھا، فرمایا:سمعت رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم یقول لیس منّا من تشبّہ بالرجال من النساء ولامن تشبّہ بالنساء من الرجال، رواہ احمد۳؎ والطبرانی۔میں نے حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کوارشاد فرماتے سنا، وہ عورت ہم میں سے نہیں جومردوں سے مشابہت اختیارکرے، اور وہ مرد بھی ہم میں سے نہیں جوعورتوں سے تشبہ اختیارکرے۔ امام احمد اور امام طبرانی نے اس کو روایت فرمایا۔(ت)

(۳؎ مسنداحمدبن حنبل مسندعبداللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۰۰)
(مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب الادب فی المتشبہین دارالکتاب بیرو ت ۸/ ۱۰۳)

مسئلہ۳: عورتوں کوحکم فرمایا کہ ہاتھوں میں مہندی لگائیں کہ مردوں کے ہاتھ سے مشابہ نہ ہو۔ ابوداؤد ام لمومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہاسے راوی:ان ھندۃ بنت عتبۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنہا قالت یانبی االلّٰہ بایعنی قال لاابایعک حتی تغیری کفیک کانّہما کفاسبع ۱؎۔عتبہ کی بیٹی ہندہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی: اے اللہ تعالٰی کے مکرم نبی! مجھے بیعت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا: میں تمہیں بیعت نہیں کرتا جب تو اپنی ہتھیلیوں میں (انہیں رنگین کرکے) تبدیلی نہ لائے، تیری ہتھیلیاں تودرندے کی ہتھیلیوں کی طرح ہیں۔(ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۸)

مرقاۃ میں ہے:شبہ یدیہا حین لم تخضبھما بکفی سبع فی الکراھیۃ لانہا حینئذ شبیھۃ بالرجال۲؎۔حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناپسندیدگی کی وجہ سے اسے غیر رنگین ہاتھوں کو جنگلی درندے سے تشبیہ دی کیونکہ اس حالت میں وہ مردوں کے مشابہ ہوگئی۔(ت)

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل تحت حدیث ۴۴۶۶ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۴۴)

ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ زیادہ نہ ہوتوناخن ہی رنگین رکھیں۔ احمدوابوداؤد ونسائی بسند حسن ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی:اومأت امرأۃ من وراء ستر بیدھا کتاب الی رسول االلّٰہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فقبض النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یدہ فقال ماادری اید رجل ام ید امرأۃ قالت بل ید امرأۃ قال لوکنت امرأۃ لغیرت اظفارک بالحناء۱؎۔ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیاکہ جس کے ہاتھ میں حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ایک خط تھا، توحضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کاہاتھ پکڑلیا، پھرارشاد فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ کیا یہ کسی مرد کاہاتھ ہے یاعورت کا۔ اس نے عرض کی یہ مرد کاہاتھ نہیں بلکہ عورت کاہاتھ ہے۔ ارشاد فرمایااگرتوعورت ہوتی تو ضرور اپنے ہاتھوں کی سادگی کومہندی لگاکرتبدیل کردیتی۔(ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۸)
(مسنداحمدبن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۶۲)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:وگفتہ اند کہ وجہ کراہت وانکار تشبہ برجال ست وسابقا معلوم شد کہ زنان راتشبّہ برجال مکروہ ست۲؎۔ائمہ کرام نے فرمایا حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناپسندیدگی اور انکارکرنے کی وجہ مردوں سے مشابہت ہے۔ اور پہلے معلوم ہوگیا ہے کہ عورتوں کامردوں سے مشابہت کرنامکروہ ہے(یعنی ناپسندیدہ امرہے) (ت)

(۲؎ اشعۃ اللمعات کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۵۸۱)

اقول: (میں کہتاہوں۔ت) بلکہ یہ تعلیل منصوص ہے کہ فرمایا: بے مہندی لگائے اپناہاتھ مرد کاسارکھتی ہو۔احمد فی مسندہ عن امرأۃ صلت القبلتین مع رسول اﷲ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قالت دخل علی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فقال اختضبی تترک احدٰکن الخضاب حتی تکون یدھا کیدالرجل قالت فماترکت الخضاب حتی لقیت اﷲ تعالٰی وھی بنت ثمانین۳؎۔مسنداحمدمیں ایک ایسی خوش نصیب عورت سے روایت ہے کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اقتداء میں دوقبلوں (کعبہ شریف اور بیت المقدس) کی طرف منہ کرکے نمازپڑھی، اس نے کہا کہ میں ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضرہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاتھوں کو خضاب سے رنگین کیجئے۔ تم میں سے ایک، ہاتھوں کو خضاب وغیرہ سے رنگنا چھوڑدیتی ہے، یہاں تک کہ اس کے ہاتھ مردوں کے ہاتھوں کی طرح (سفید) ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد انہوں نے ہاتھوں پرخضاب لگانانہ چھوڑا حالانکہ ا ن کی عمر اسی سال کی ہوگئی(ت)

(۳؎ مسنداحمدبن حنبل عن امرأۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۴۳۷)

مسئلہ ۴: جامع ترمذی میں سیدنا بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:نظفوا افنیتکم ولاتشبّھوا بالیھود۱؎۔اپنے پیش دروازہ زمینیں ستھری رکھو یہودیوں سے تشبّہ نہ کرو کہ جب سے ان پرذلّت ومسکنت ڈالی گئی ان کی زمینیں میلی کثیف رہتیں۔ یہاں محض ایک بیرونی شَے پرجسے جسم ولباس سے بھی علاقہ نہیں تشبّہ فرمایاگیا۔

(۱؎ جامع الترمذی ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی النظافۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۳)

مسئلہ ۵: سنن ابی داؤد میں ابن ابی ملیکہ سے ہے:قیل لعائشۃ ان امرأۃ تلبس النعل فقالت لعن رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء۲؎۔ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اﷲ تعالٰی عنہا سے عرض کی گی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے، فرمایا رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم نے ان عورتوں پرلعنت فرمائی جومردانی وضع اختیارکریں۔

(۲؎ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰)

مرقاۃ میں ہے:تلبس النعل ای التی تختص بالرجال۳؎۔تلبس النعل یعنی عورت وہ جوتاپہنتی جومردوں سے خصوصیت رکھتاہے۔(ت)

(۳؎ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس حدیث ۴۴۷۰ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۴۶)

مسئلہ ۶: نمازمیں کسی فعل وحالت میں اہل کتاب سے تشبّہ منع ہوا اور نماز مسلمین کا اپنے عامہ افعال وصفت وہیأت میں ان کی نماز سے جداہونا مانع تشبہ نہ ہوا اسی لئے امام کامحراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

ہدایہ میں ہے:یکرہ ان یقوم فی الطاق لانہ یشبہ صنیع اھل الکتاب من حیث تخصیص الامام بالمکان۴؎۔امام کامکمل طور پرمحراب میں کھڑاہونا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ کارروائی اہل کتاب سے مشابہت رکھتی ہے اس حیثیت سے کہ امام کی ایک جگہ (محراب) سے تخصیص کردی۔(ت)

(۴؎ الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۰)

مسئلہ ۷: اسی لئے امام کاسب مقتدیوں سے بلندی ممتازپرہونا مکروہ ہوا۔

ہدایہ میں ہے:یکرہ ان یکون الامام وحدہ علی الدکان لماقلنا۱؎۔تنہا امام کاکسی بلندممتاز جگہ کھڑاہونا مکروہ ہے،اور اس کی وجہ وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کردی۔(ت)

(۱؎ الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۰)

بحرالرائق وردالمحتار میں ہے:عللوہ بانہ تشبہ باھل الکتاب فانھم یتخذون لامامھم دکّانا۲؎۔فقہائے کرام نے اس کی علت یہ قراردی کہ یہ رویہ اہل کتاب سے

مشابہت رکھتاہے کیونکہ وہ لوگ اپنے امام کے لئے (سب سے الگ) ایک نمایاں، ممتاز اوربلند چبوترہ متعین کرتے تھے(ت)

(۲ــہ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۴)

مسئلہ ۸: نماز میں قرآن مجید دیکھ کرپڑھنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک تومفسد نمازہے صاحبین رحمہما اللہ تعالٰی نماز صحیح مانتے ہیں مگرمشابہت اہل کتاب کے باعث مکروہ جانتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے:اذا قرأ الامام من المصحف فسدت صلاتہ عند ابی حنیفۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنہ وقالا ھی تامۃ الاانہ یکرہ لانہ تشبہ بصنع اھل الکتاب۳ــہ۔جب امام (بحالت نماز) قرآن مجید دیکھ کرتلاوت کرے توامام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک نمازفاسد ہوجائے گی(یعنی ٹوٹ جائے گی) لیکن ان کے دونامورشاگردوں نے فرمایا نمازپوری ہوگئی مگر اس طرح کرنامکروہ ہے اس لے کہ یہ طریقہ اہل کتاب کی کارروائی سے مشابہت رکھتاہے(ت)

(۳ــہ الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۱۶)

مسئلہ ۹: جہاں جاندار کی تصویر کھلی ہوئی بے اہانت رکھی ہو اگرچہ نمازی کے پس پشت، وہاں نمازبوجہ تشبہ مکروہ ہے ۔ردالمحتارمیں ہے:وعلۃ حرمۃ التصویر المضاھاۃ لخلق االلّٰہ تعالٰی وعلۃ کراھۃ الصلاۃ بھا التشبہ۴ــہ۔تصویر کے حرام ہونے کی علت (وجہ) اللہ تعالٰی کی تخلیق (بنائی ہوئی چیزوں) میں مشابہت اختیارکرناہے (جوشرکت کاوہم پیداکرتاہے) اور تصویر کے ساتھ نمازپڑھنا مکروہ ہے، پس اس کی علت تشبّہ ہے۔(ت)

(۴ــہ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

مسئلہ ۱۰: یونہی جہت قبلہ میں اگر صلیب ہو نمازمکروہ ہے کہ نصارٰی سے تشبّہ ہے۔ ردالمحتار میں بعدعبارت مذکورہ یہ مسئلہ تصویرہے۔اقول: والظاھر انہ یلحق بہ الصلیب وان لم یکن تمثال ذی روح لان فیہ تشبھا بالنصارٰی ویکرہ التشبہ بھم فی المذموم وان لم یقصدہ۱ــہاقول: فی الصورۃ علۃ اخری سوی التشبہ و ھو امتناع الملٰئکۃ من دخول بیت ھی فیہ غیرمھانۃ ولم یثبت مثلہ فی الصلیب فلایتأتی

الالحاق علی الاطلاق الااذاکانت فی جهۃ القبلۃ وح یلتحق بکافون فیہ ضرام من جمراونار۔ واﷲ تعالٰی اعلم ۔

اقول: ظاہریہ ہے کہ تصویر کے ساتھ صلیب کاالحاق کیاجائے جبکہ تصویر کسی جاندار کی نہ ہو، یعنی صلیب اور تصویر دونوں کاحکم ایک ہے۔ اس لئے کہ اس میں عیسائیوں سے مشابہت ہے اور برے کاموں میں ان سے مشابہت رکھنامکروہ ہے اگرچہ غیرارادی طور پرہواھاقول: (میں کہتاہوں) یہاں تصویر میں "تشبہ" کے علاوہ ایک اور علت (وجہ) بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس گھر میں بغیرتذلیل تصویررکھی ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور یہ وجہ (علت) صلیب میں نہیں۔ لہٰذا تصویر کے ساتھ صلیب کاعلی الاطلاق الحاق نہیں ہوسکتا، مگریہ کہ صلیب جہت قبلہ میں ہو۔ پھراس صورت میں اس چولہے او رانگیٹھی سے اس کاالحاق کردیاجائے گا کہ جس میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ واﷲ تعالٰی اعلم (ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

مسئلہ ۱۱: مرد کو ہتھیلی یاتلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبّہ ہے۔ شرعۃ الاسلام ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:الحناء سنّۃ للنساء ویکرہ لغیرھن من الرجال الا ان یکون لعذر لانہ تشبہ بھن۲؎ اھاقول: والکراھۃ تحریمیۃ للحدیث المار لعن اﷲ المتشبھین من الرجال بالنساء فصح التحریم ثم الاطلاق شمل الاظفاراقول: وفیہ نص الحدیث المار لوکنت امرأۃ لغیرت اظفارک بالحناء۱؎اما ثنیا العذر فاقول ھذا اذا لم یقم شیئ مقامہ ولاصلح ترکیبہ مع شیئ ینفی لونہ واستعمل لاعلی وجہ تقع بہ الزینۃ۔

مہندی لگانی عورتوں کے لئے سنت ہے لیکن مردوں کے لئے مکروہ ہے مگرجبکہ کوئی عذر ہو (توپھر اس کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کے مہندی استعمال کرنے میں عورتوں سے مشابہت ہوگی اھاقول: (میں کہتاہوں) کہ یہ کراہت تحریمی ہے گزشتہ حدیث پاک کی وجہ سے کہ جس میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالٰی نے ان مردوں پرلعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت اختیارکریں، لہٰذا تحریم یعنی کراہت تحریمی صحیح ہوئی۔ اور اطلاق (الفاظ حدیث) ناخنوں کوبھی شامل ہے۔اقول: (میں کہتاہوں) اس میں بھی گزشتہ حدیث کی صراحت موجود ہے(حدیث: اگرتُوعورت ہوتی توضرور اپنے سفیدناخنوں کومہندی لگاکرتبدیل کردیتی) رہاعذر کااستثناء کرنا، تو اس کے متعلق میری صوابدید یہ ہے کہ (عذر اس وقت تسلیم کیاجائے گا کہ) جب مہندی کے قائم مقام کوئی دوسری

چیزنہ ہو، نیز مہندی کسی ایسی دوسری چیز کے ساتھ مخلوط نہ ہوسکے جو اس کے رنگ کوزائل کردے۔ اور مہندی استعمال میں بھی محض ضرورت کی بناپر بطور دوااورعلاج ہو، زیب وزینت اورآرائش مقصود نہ ہو۔(ت)

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس حدیث ۴۴۲۸ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۱۷)
(شرعۃ الاسلام فصل فی اللباس مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص۳۰۱۔۳۰۲)
(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء ۲/ ۲۱۸ ومسند امام احمدبن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا ۶/ ۲۶۲)

مسئلہ ۱۲: عورت کو اپنے سرکے بال کترنا حرام ہے اور کترے توملعونہ کہ مردوں سے تشبّہ ہے۔
درمختارمیں ہے:قطعت شعر رأسھا اثمت ولعنت والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال ۲؎۔کسی عورت نے سرکے بال کترڈالے تو وہ گنہگارہوئی، نیزاللہ تعالٰی کی اس پرلعنت برسی۔ اور اس میں جو علت مؤثرہ ہے وہ مردوں سے "تشبّہ "ہے۔(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۰)

مسئلہ ۱۳: مرد کو اپنا سرکھلوانا جسے پان بنواناکہتے ہیں حلال ہے جبکہ اطراف کے بال باقی رکھے اور گوندھے نہیں ورنہ پیشانی یاقفا کے بال مونڈنا مجوس سے تشبّہ ہے اور گوندھنا بعض دیگرکفار سے۔
ذخیرہ وتاتارخانیہ وہندیہ وردالمحتار میں ہے:لاباس للرجل ان یحلق وسط رأسہ ویرسل شعرہ من غیر ان یفتلہ وان فتلہ فذٰلک مکروہ لانہ یصیر مشابھا ببعض الکفرۃ والمجوس فی دیارنا یرسلون الشعر من غیر فتل ولٰکن لایحلقون وسط الرأس بل یجزون الناصیۃ، ینابیع ۱؎۔

کوئی حرج نہیں کہ مرد اپنے سرکادرمیانی حصہ منڈوائے اور بقیہ بال بغیرگوندھے کھلے چھوڑدے، اوراگراس نے انہیں گوندھ ڈالا تو ایساکرنا مکروہ ہے کیونکہ اس صورت میں وہ بعض کافروں سے مشابہ ہوجائے گا۔ اور ہمارے علاقائی آتش پرست بغیرگوندھے اپنے بال کھلے چھوڑتے ہیں لیکن وہ سرکی چوٹی کے بال نہیں مونڈھتے بلکہ پیشانی کے بال کترڈالتے ہیں۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۱)

عالمگیریہ میں ہے:عن ابی حنیفۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ یکرہ ان یحلق قفاہ الاعندالحجامۃ۲؎۔امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ گُدّی کے بال مونڈھنا مکروہ ہیں مگرجبکہ پچھنے لگوائے۔(ت)

(۲؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۷)

مسئلہ ۱۴: مرد کو ساڑھے چارماشے سے کم وزن کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی جائزہے دو یا زیادہ نگ حرام کہ زیورِ زنان ہوگیا۔

جامع الرموز وردالمحتارمیں ہے:انما یجوزالتختم بالفضۃ لو علی ھیأۃ خاتم الرجال اما لولہ فصان او اکثر حرم۳؎۔چاندی کی انگوٹھی پہننا جائزہے بشرطیکہ مردانہ انگوٹھیوں کی شکل وصورت پرہو(نیزاس کا ایک نگینہ ہو) اگردویازیادہ نگینے ہوں توحرام ہے۔(ت)

(۳؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۱)

مسئلہ ۱۵: چاندی کی مردانی انگوٹھی عورت کو نہ چاہئے اورپہنے توزعفران وغیرہ سے رنگ لے۔

شیخ محقق اشعۃ اللعات میں فرماتے ہیں:زنان را تشبّہ برجال مکروہ است تاآنکہ انگشتری نقرہ زنان رامکروہ است واگر بکنند باید کہ رنگ کنند بزعفران ومانندآں۴؎۔عورتوں کومردوں سے مشابہت اختیارکرنی مکروہ ہے اور اس کالحاظ اس حد تک ہے کہ عورتوں کوچاندی کی انگوٹھی پہننی مکروہ ہے اگر کبھی اتفاقاً پہننی پڑے تو اسے زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔(ت)

(۴؎ اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس باب الترجل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۵۸۱)

مسئلہ۱۶: مرد کو عورت کی طرح چرخہ کاتنامکروہ ہے کہ زنانہ کام ہے تشبّہ ہوگا۔ درمختارمیں ہے:غزل الرجل علٰی ھیأۃ غزل المرأۃ یکرہ۱؎۔کسی مرد کا عورتوں کی طرح چرخے پرسُوت کاتنا مکروہ ہے(ت)

(۱؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۳)

طحطاوی میں ہے:لمافیہ من التشبہ وقد لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم المتشبہین والمتشابہات۲؎۔اس لئے کہ اس میں تشبّہ ہے(اور وہ ممنوع ہے)اس لئے کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں، اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پرلعنت فرمائی ہے(ت)

(۲؎ طحطاوی علی الدرالمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۴/ ۲۱۱)

مسئلہ۱۷: بلاضرورت صحیحہ عورت کو گھوڑے پرچڑھنا منع ہے کہ مردانہ کام ہے، حدیث میں اس پر لعنت آئی، ابن حبان اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمررضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:یکون فی اخر امّتی نساء یرکبن علی مرج کاشباہ الرجال الحدیث وفی اٰخرہ العنوھن فانھن ملعونات۳؎۔میری اُمت کے آخر میں کچھ ایسی عورتیں ہوں گی جو مردوں کی طرح جانوروں پرسوارہوں گی، الحدیث، اور اس کے آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں: اُن عورتوں پرلعنت بھیجوکیونکہ وہ ملعون ہیں۔(ت)

(۳؎ مواردالظمٰان باب فیما یحرم علی النساء مما یصف البشرۃ حدیث ۱۴۵۴ المطبعۃ السلفیہ ص۳۵۱)

اقول: وکانّ مااشتھر حدیثا بلفظ لعن اللّٰہ الفروج علی السروج۴؎ ماخوذ من ھذا نقلا بالمعنی۔

اقول:(میں کہتاہوں کہ) گویا مشہورحدیث کے جوالفاظ ہیں وہ اسی حدیث مذکورسے نقل معنوی کے طورپر لئے گئے ہیں "اللہ تعالٰی ان فروج (شرمگاہوں) پرلعنت کرے جو زینوں(کاٹھیوں) پرسوارہوں"۔(ت)

(۴؎ اسرارالموضوعۃ حدیث ۷۱۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ص۱۸۵)

مسئلہ ۱۸: مردسیدھے ہاتھ میں انگوٹھی نہ پہنے کہ رافضیوں کاشعارہے۔
درمختارمیں ہے:یجعلہ لبطن کفہ فی یدہ الیسری و قیل الیمنی الاانہ من شعار الروافض فیجب التحرز عنہ قہستانی۱؎ وغیرہ اھاقول: والجواز فی نفسہ لاینافی وجوب الاحتراز لغیرہ، علی انہ لم یعزہ للقہستانی وحدہ فلعلہ عن غیرہ فاندفع مافی ش ھذا وقال فی الدر بعدہ قلت ولعلہ کان وبان فتبصر۲؎،

انگوٹھی اپنے بائیں ہاتھ میں اس طرح پہنے کہ اس کا نگینہ ہاتھ کی اندرونی سطح کی طرف ہو۔ اور یہ بھی کہاگیا کہ دائیں ہاتھ میں پہنے۔ مگریہ رویہ رافضیوں کاشعار(علامت) ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے، قہستانی وغیرہ اھ اقول: (میں کہتاہوں کہ) کسی چیز کابذاتہٖ جواز، احتراز لغیرہٖ کے وجوب کے منافی نہیں۔ (وضاحت: ایک چیز بالذات جائزہے لیکن کسی اورچیز کی بناء پرقابل ترک ہے تو ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں، لہذایہ نہ کہاجائے گا کہ یہ کیسے ہوسکتاہے کہ ایک چیز جائزبھی ہو اور منع بھی ہو، اس لئے کہ یہاں جوازوعدم جواز کی جہات بدل گئیں لہٰذا تناقض نہ پایاجائے گا کیونکہ وجود تناقض کے لئے اتحادجہات ضروری ہے جیسا کہ کتب منطق میں مذکورہے۔ یہاں غورکیجئے اصل کے اعتبار سے انگوٹھی دونوں ہاتھوں میں پہننی جائزہے، اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن چونکہ روافض دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہیں لہٰذا ان کی مشابہت سے بچنے کے لئے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی نہ پہنے۔ لہٰذا اگر وہ اس معمول کو چھوڑدیں تو پھردائیں ہاتھ میں بھی پہن سکتاہے۔ مترجم) اور اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ اس مسئلہ کاانتساب صرف علامہ قہستانی ہی کی طرف نہیں(جیسا کہ ظاہرہے) لہٰذا یہ قہستانی کے علاوہ دوسرے اہل علم سے بھی منقول ہے، لہٰذا اس کی شرح "ش" میں جوکچھ کہاگیا اس کا دفاع ہوگیاہے۔ اور پھر اس کے بعد درمختار میں ہے اقول: (میں مصنف درمختار) کہتاہوں) شاید یہ زمانہ سابقہ میں شعارِ روافض تھا لہٰذا اب ان کاشعارنہیں رہا(لہٰذا غور سے دیکھئے اور سوچئے)

(۱؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۰)
(۲؎درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۰)

قال ش "ای کان ذٰلک من شعارھم فی الزمن السابق ثم انقطع فلاینھی عنہ و فی غایۃ البیان قدسوی الفقیہ ابوالليث فی شرح الجامع الصغير بين اليمين واليسار وھو الحق لانہ قد اختلف الروايات عن رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فی ذٰلک وقول بعضھم انہ فی اليمين من علامات اھل البغی ليس بشيئ لان النقل الصحيح عن رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ينفی ذٰلک۱؎اھ وتمامہ فيھاقول: ليس فيہ زيادۃ علی ھذا بل ذکر روايتين بيانا لقولہ قداختلف الروايات لکن فی المرقاۃ عن شرح السنۃ للامام البغوی تحت حديث الصحيحين عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما قال اتخذ النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم خاتما من ذھب وجعلہ فی يدہ اليمنی ثم القاہ الحديث، ھذا الحديث يشتمل علٰی امرين تبدل الامر فيھما من بعد، احدھما لبس خاتم الذھب، وصارالحکم فيہ ای التحريم فی حق الرجال، وثانيھما لبس الخاتم فی اليمين وکان اٰخرالامرين من النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لبسہ فی

الیسار۲؎ اھ وانما یؤخذ بالاٰخرفالاٰخر من فعلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

ش (شارح) نے فرمایا یعنی دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنناگزشتہ زمانے میں رافضیوں کا شعارتھا اور وہ ختم ہوگیاہے لہٰذا اب وجہ اشتباہ زائل ہوجانے کی بنا پرممانعت نہ رہی۔ اور غایۃ البیان میں ہے کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح جامع صغیر میں دائیں اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کویکساں طورپرجائز قراردیاہے، اور یہی حق ہے کیونکہ اس باب میں حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے مختلف روایات مروی ہیں۔ اور بعض کایہ کہنا کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا باغیوں کی علامت ہے اپنے اندر کچھ حقیقت اور وزن نہیں رکھتا، کیونکہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح طور پر منقول ہونا اس کی نفی کرتا۔عبارت مکمل ہوگئی اور پوری تفصیل اس میں موجود۔اقول: (میں کہتاہوں) اس میں اس سے زائد نہیں، بلکہ موصوف نے دوروایتیں اپنے قول (قداختلف الروایات) کی وضاحت کے لئے ذکرفرمائیں۔ لیکن شرح مشکوٰۃ ملاعلی قاری میں امام بغوی کی شرح السنۃ کے حوالے سے بخاری اور مسلم کی حدیث جو حضرت عبداﷲ بن عمررضی اللہ تعالٰی عنہما کی سند سے مروی ہے اس کے ذیل میں ارشاد فرمایا حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے سونے کی انگوٹھی بنوائی پھر اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہناپھر اسے پھینک دیا(الحدیث)، اوریہ حدیث دوباتوں پرمشتمل ہے، پھر اس کے بعد دونوں میں امر تبدیل ہوگیا، ان دونوں میں سے ایک یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی پہنی، اس میں حکم کی تبدیلی اس طرح ہوئی کہ سونامردوں کے حق میں حرام ہوگیا، دوسری بات یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ لیکن حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کاآخری امر(طرزعمل) کتب روایات میں یہ آیاہے) کہ آپ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی اھ(اور اصول یہ ہے کہ) حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری عمل کولیاجاتاہے (یعنی اس پرعمل کیاجاتاہے) اور آپ کاآخری عمل یہی ہے کہ آپ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۰)
(۲؎ مرقاۃ المفاتیح کتاب اللباس باب الخاتم حدیث ۴۳۸۳ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۱۷۷)

مسئلہ۱۹: بعض اعصار وامصار میں ایک ٹوپی لباس روافض تھی علماء نے فرمایا اس کاپہننا گناہ ہے منح الروض میں ہے:لبس تاج الرفضۃ مکروہ کراھۃ تحریم وان لم یکن کفرا بناء علی عدم تکفیرھم لقولہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم من تشبہ بقوم

فھومنھم۱؎۔رافضیوں کی ٹوپی پہننامکروہ تحریمی ہے اگرچہ کفرنہیں، اس وجہ سے کہ ان کی تکفیرمروی نہیں(اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ) حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو کسی قوم سے مشابہت اختیارکرے وہ (درحقیقت) اُن ہی میں سے ہے(ت)

(۱؎ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

مسئلہ ۲۰: یہ تومرد وعورت کاتشبّہ تھا یاگمراہ سے پھرمعاذاللہ اس کی خباثت کاشمار جس میں کفّار سے تشبّہ ہو، ائمہ دین نے فرمایا بلاضرورت شرعیہ مجوس کی ٹوپی پہننی کفرہے اگرچہ ہنسی سے پہنے اور اگرکوئی پہنے اور اس پراعتراض ہوتو کہے، دل مستقیم چاہیے کپڑا کسی وضع کاہو، وہ کافرہوجائے گا کہ اس نے احکام شریعت کو رَد کیا۔ خزانۃ المفتین میں ہے:اذا وضع قلنسوۃ مجوس علی راسہ الاصح انہ یکفر۲؎۔جب کوئی شخص اپنے سرپر آتش پرستوں کی ٹوپی رکھے تو زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہوجائے گا۔(ت)

(۲؎ خزانۃ المفتین فصل فی الالفاظ الکفر قلمی نسخہ ۱/ ۲۰۱)

ملتقط پھرمنح الروض میں ہے:لبس قلنسوۃ المجوس جادا اوھازلا یکفر الا اذا فعل خدیعۃ فی الحرب۱؎۔آتش پرستوں کی ٹوپی پہنی خواہ سنجیدگی سے ایساکیا خواہ ہنسی مذاق سے۔ دونوں صورتوں میں کافر ہوگیامگرجبکہ جنگ میں کفار کو فریب دینے کےلئے ایساکیا(ت)

(۱؎ منح الروض الازہر شرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

اسی میں فتاوٰی امام ظہیرالدین مرغینانی سے ہے:من وضع قلنسوۃ المجوس علی راسہ فقیل لہ فقال ینبغی ان یکون القلب سویاکفر "قال" ای لانہ ابطل حکم ظواھر الشریعۃ۲؎۔جس نے اپنے سر پرآتش پرستوں کی ٹوپی رکھی، پھر اس سے کہاگیا(تو نے ایساکیوں کیا) تو اس نے کہا دل سیدھاہوناچاہئے۔ تو وہ کافرہوگیا فرمایا(یعنی اس کے کفر کی وجہ یہ ہے کہ) اس نے ظاہرشریعت کے حکم کوباطل قراردیا اور اس کارَد کیا۔(ت)

(۲؎منح الروض الازہر شرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

مسئلہ ۲۱: وضع کفار کی ٹوپی، الگ رومال اس شکل پربناکر سرپررکھنا بھی حرام ہے یہاں تک کہ بعض ائمہ نے اس صورت میں حکم کفر دیا۔
جامع الفصولین میں ہے :جعل مندیلہ یشبہ قلنسوۃ المجوسی ووضعہ علی راسہ کفر، لاعنداکثرھم۳؂۔آتش پرستوں کی ٹوپی کے مشابہ رومال بناکر اپنے سرپررکھاتو ائمہ کرام کے نزدیک کافرہوگیا لیکن اکثرائمہ کے نزدیک ایسانہیں۔(ت)

(۳؂ جامع الفصولین الفصل الثامن فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۲)

مسئلہ ۲۲ و ۲۳: ماتھے پرقشقہ تِلک لگانا یاکندھے پرصلیب رکھناکفرہے،وفی منح الروض، لووضع الغل علی کتفہ فقد کفر اذا لم یکن مکرھا۴؂ وفیہ عن الملتقط، اخذ الغل جادا اوھازلا یکفر الا اذا فعل خدیعۃ فی الحرب ۵؂اھاقول: وھذا شیئ لایعرف فی دیارنا ولفظ جامع الفصولین وضع صلیبا علی کتفہ کفر۱؂اھ وھذا واضح فلعل مافی المنح تصحیف۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔

منح الروض میں ہے اگر کسی نے اپنے کندھے پر زنجیر(صلیب) رکھی تو کافرہوگیا بشرطیکہ مجبورنہ کیاگیاہو، اور اسی (منح الروض) میں فتاوٰی ملتقط کے حوالے سے ہے۔ زنجیر خواہ سنجیدگی سے رکھی یاہنسی مذاق سے، دونوں صورتوں میں کافرہوگیا مگریہ کہ جنگ میں کفار کومغالطہ دینے کے لئے ایساکیا(توگنجائش ہے)اھاقول: (میں کہتاہوں) (غل کے معنی زنجیرہیں) اور یہ اس معنی میں ہمارے شہروں میں متعارف نہیں۔ اور جامع الفصولین کے الفاظ یہ ہیں"کسی نے اپنے کندھے پرصلیب رکھی توبلاشبہ کافرہوگیا اور یہ واضح ہے، لہٰذا منح الروض میں جوکچھ مذکورہواوہ کتابت کی غلطی ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۴؂ منح الروض الازشرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)
(۵؂منح الروض الازہر شرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)
(۱؂ جامع الفصولین الفصل الثامن فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۲)

مسئلہ ۲۴: زنّار باندھنا کفرہے۔ منح الروض میں ہے:لوشد الزنار علی وسطہ فقد کفر ای اذا لم یکن مکرھا۲؎۔اگر کسی نے اپنی کمرپرزنّار (علامت کفرکادھاگہ) باندھا توبیشک کافرہوگیا بشرطیکہ اس پرزبردستی نہ کی گئی ہو۔(ت)

(۲؎منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

اسی میں ملتقط سے ہے:شدالزنار جادا اوھاز لا یکفر الا اذافعل خدیعۃ فی الحرب۳؎۔زنّار باندھا خواہ سنجیدگی سے ایساکیا یاہنسی مذاق سے، تو کافرہوگیا مگر جبکہ جنگ میں دشمن کودھوکے میں ڈالنے کے لئے ایساکیا(تو کسی قدرگنجائش ہے)(ت)

(۳؎منح الروض الازہر شرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

اسی میں محیط سے ہے:ان شدالمسلم الزناورودخل دارحرب للتجارۃ کفر۴؎۔اگر کسی مسلمان نے زنّار گلے میں باندھا اور دارحرب (دارکفر) میں کاروبار کے لئے گیا تو کافرہوگیا۔(ت)

(۴؎منح الروض الازہر شرح فقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

اسی طرح جامع الفصولین وخزانۃ المفتین میں ہے اشباہ والنظائر میں ہے:عبادۃٰ الصنم کفروکذا لوتزنربزنار الیہود والنصاری دخل کنیستھم اولم یدخل۱؎۔بُت کی پرستش کفرہے، اور اسی طرح حکم کفرہے اگر کسی نے یہودیوں یاعیسائیوں کازنّار گلے میں باندھا (تو اس حرکت سے کافرہوجائے گا) خواہ ان کے گِرجے میں جائے یانہ جائے۔(ت)

(۱؎الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵)

بحرالرائق میں ہے:یکفربشدالزنار فی وسطہ الااذا فعل ذٰلک خدیعۃ فی الحرب وطلیعۃ للمسلمین۲؎۔کمر میں زنّار باندھنے سے کافرہوجائے گا مگرجبکہ جنگ میں کفار کومغالطہ اور دھوکا دینے کے لئے ایساکرے یالشکراسلام سے کفار کے حالات معلوم کرنے کے لئے پہلے جائے(اورزنّار باندھ لے)۔(ت)

(۲؎ بحرالرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۵/ ۱۲۳)

مسئلہ ۲۵: زُنّار بھی نہیں کوئی رسّی کاٹکڑا کمر سے باندھا کسی نے کہایہ کیاہے، کہازُنار،کافر ہوجائے گا۔
خلاصہ وعالمگیریہ وبزازیہ وظہیریہ وجامع الفصولین وخزانۃ المفتین وغیرہ میں ہے:امرأۃ شدت علی وسطہا حبلا وقالت ھذا زنار تکفر۳؎۔کسی عورت نے اپنی کمر میں کوئی رسی باندھی(تو اس سے پوچھا گیایہ کیاہے؟) اس نے جواب دیا یہ زنّار ہے تو وہ کافرہ ہوجائے گی۔(ت)ظہیریہ ومنح الروض میں ہے:وحرم الزوج۴؎ (اس عورت پرشوہر حرام ہوگیا یعنی وہ نکاح سے نکل گئی۔ت)

(۳؎ فتاوٰی ہندیہ بحوالہ خلاصہ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۷)
(۴؎ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفرصریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص۱۸۵)

یہاں تو خود اس چیز ہی میں مشابہت صوری میں کتنافرق ہے مگرنام رکھنے سے کفر آیا توجہاں صورت ونام سب موجود حکم تشبہ کیونکر مفقود۔ بالجملہ ایک بات میں تشبّہ کواورباتوں میں تشبّہ نہ ہونے سے مندفع جاننا ہرگزکام نہیں مگرمجنوں یابددین کا، نہ کہ زید کا ادعاء باطل، جس کاحاصل یہ کہ سوباتیں تشبّہ کی ہوں ایک نہ ہوتو تشبّہ نہ رہے گا، ایسوں کی نگاہ میں شریعت مطہرہ کی توجوقدرہوتی ہے بدیہی ہے مگر انسانی عقل وتہذیب کوبھی رخصت کردیا، کیازید کے سے مسلک والا بشرطیکہ مجنون نہ ہوگوارا کرے گا کہ سرسے پاؤں تک زنانہ لباس انگیا، کُرتی، کلیوں دارپائچے، ہاتھ پاؤں میں مہندی رچائے صرف ٹوپی سرپررکھ لے تشبّہ نہ رہا، کہ ادنٰی فرق دفع تشبّہ کے لئے کافی ہے بلکہ ٹوپی کی بھی کیاحاجت ہے اس زنانے کپڑے کے ساتھ بنت کادوپٹہ بھی سرپر اوڑھئے اور چوٹی بھی گندھوئیے، منہ کی مونچھیں ہی دفع تشبّہ کو بس ہوں گی حالانکہ ہر عاقل ایسے شخص کو زنانہ جانے گا بلکہ اگرتمام لباس مردانہ ہو ہتھیار لگائے گھوڑے پرسوارہو اور بات کرے ناک پرانگلی رکھ کر تویقینا تمام عقلاء اس پرہنسیں گے اور اسے زنانہ کہیں گے، اس ایک ہی بات کے آگے وہ تمام لباس وسلاح واسپ کام نہ دیں گے، جس وضع کفارمیں وہ جھوٹی تاویلیں سوجھیں کیایہ حرکت کرنا بھی قبول کرےگا کہ آخرکافر سے تشبہ، عورت سے تشبّہ پرخبث وشناعت میں ہزار درجہ فائق ہے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔آمین! واللہ تعالٰی اعلم۔

حقہ وپان

مسئلہ ۲۳۰ تا ۲۳۲: ازمظفرنگرکھاتولی مسئولہ اخترمیاں محرر بروزشنبہ تاریخ ۱صفر المظفر ۱۳۳۴ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھاتولی میں ایک مولوی صاحب مقیم ہیں، حقہ اور پان دونوں استعمال کرتے ہیں اوردونوں کوجائزجانتے ہیں اور سرپرپان کھلوانا جائزبتلاتے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ امرہے کہ اس کا حکم قرآن وحدیث سے مفصل ومدلل تحریرفرمائیے گا۔

الجواب
(۱ و ۲) پان بلاشبہہ جائزہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فریدالدین گنج شکر وحضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ الدین علیہما الرضوان سے مسلمانوں میں بلانکیر رائج ہے، حقہ کا دم لگانا جس طرح جہّال وقت افطار کرتے ہیں جس سے حواس صحیح نہیں رہتے حرام ہے اور کثیف اور بدبو رکھاجائے تو مکروہ تنزیہی، جیسے کچالہسن اور پیاز، ورنہ مباح خالص ہے۔

(۳) سرپرپان کھلوانا بھی جائزہے جبکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں، ہندیہ میں ہے:ولابأس للرجل ان یحلق وسط راسہ ۱؎۔کوئی حرج نہیں کہ مرد اپنے سر کی چوٹی (سنٹر) مونڈ ڈالے، واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۷)

مسئلہ ۲۳۳: مسئولہ حافظ عبدالمجیدصاحب ازقصبہ تحصیل سوارخاص علاقہ ریاست رامپور بروزسہ شنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاہ مولانا عبدالحق صاحب اور اصحاب کہف کا جو توشہ ہوتاہے اس میں حقہ پینے والوں کو اگر شریک کرلیاجائے تو کیاقباحت لازم آئے گی اور حقہ پیناشرع شریف میں کیاحکم رکھتاہے؟

الجواب : حقے تین قسم ہیں، ایک وہ جس طرح جہّال رمضان شریف میں افطار کے وقت دم لگاتے ہیں جس سے آنکھیں چڑھ جاتی ہیں حواس متغیر ہوجاتے ہیں وہ حرام ہے، حدیث میں ہے:نہٰی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم عن مسکر ومفتر ۱؎۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہرنشہ آور اورجسم میں سستی پیدا کرنے والی چیزکے استعمال سے منع فرمایا ہے۔(ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب ماجاء فی السکر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۶۳)

دوسرا وہ جسے بے احتیاط لوگ پیتے ہیں جن کے تازہ ہونے کااہتمام نہ ہو اور تمباکو کثیف وبدبو ہو وہ مکروہ تنزیہی وخلاف اولٰی ہے جیسے کچا لہسن اور کچی پیاز،
درمختار میں ہے:الحاقا بالثوم والبصل۲؎۔اس کو کچے لہسن اور پیاز کے ساتھ الحاق کیاگیا لہٰذا دونوں کاایک حکم رکھاگیا(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الاشربہ مطبع مجتبائی ۲/ ۲۶۱)

تیسرا وہ کہ اسے بدبو سے بچایاجائے اور کسی منکر شرعی پرمشتمل نہ ہو وہ مباح خالص ہے،
قال اللہ تعالٰی:خلق لکم مافی الارض جمیعا۳؎۔ (وہی اللہ تعالٰی ہے کہ جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدافرمایا جو زمین میں موجود ہے۔(ت)

(۳؎ القرآن الکریم ۲/ ۲۹)

توشہ اصحاب کہف میں حقہ نہ پینے کی کوئی شرط نہیں البتہ توشہ حضرت شاہ عبدالحق ردولوی قدس سرہ العزیز میں یونہی معمول ہے کہ حقہ پینے والے کو نہ دیاجائے اس میں کوئی حرج نہیں، نہ اس سے حقہ پینے کی مطلقا مذمت ثابت ہوتی، حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی ایک صاحبزادی کے دفن میں فرمایا ان کی قبرمیں وہی اترے جو آج کی رات اپنی عورت کے پاس نہ گیا ہو"۔ اس سے اپنی عورت کے پاس جانے کی مذمت ثابت نہیں ہوتی، یہ مصالح خاصہ ہیں جن کے اسرار اہل باطن جانتے ہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۳۴ : ازگونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ عبدالستار بن اسمٰعیل رضوی بروزشنبہ ۱۷ رجب ۱۳۳۴ھ
تمباکو کاکھانا پان میں یایوں ہی بلاپان کے جائزہے یانہیں، تمباکو خالص ہو یا خوردنی خوشبودار جولکھنؤ میں بنتاہے؟

الجواب: تمباکو اور حقہ کاایک حکم ہے، جیساوہ حرام ہے یہ بھی حرام ہے اور جیساوہ جائزہے یہ بھی جائز، بدبو ہے توباکراہت ورنہ بلاکراہت۔ فقط ایک فرق ہے جولوگ غیرخوشبو دارتمباکو کھاتے ہیں اور اسے منہ میں دبارکھنے کے عادی ہیں

ان کامنہ اس کی بدبو سے بس جاتاہے کہ قریب سے بات کرنے میں دوسرے کو احساس ہوتا ہے اس طرح تمباکو کھاناجائزنہیں کہ یہ نمازبھی یوں ہی پڑھے گا اور ایسی حالت سے نماز مکروہ تحریمی ہے بخلاف حقہ کے کہ اس میں کوئی جرم منہ میں باقی نہیں رہتا اوراس کا تغیّرکلیوں سے فوراً زائل ہوجاتاہے۔ واﷲتعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۳۵:مسئولہ معرفت آدم جی سیٹھ اٹم بیگ گونڈل اور کاٹھیاواڑ شنبہ یکم شعبان ۱۳۳۴ھ
حقہ، چروٹ، بِیڑی کاپیناکیساہے؟
الجواب : چرٹ بوجہ نصارٰی مکروہ ہے اور بِیڑی میں حرج نہیں اور حقہ جیساعام طورپررائج ہے مباح اور ترک اولٰی۔

مسئلہ ۲۳۶: ازتوپخانہ بازارکمپ مسئولہ محمدحسین ۱۶جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسافر پانی پت کرنال سے آیاہے وہ یہ کہتاہے کہ حقّہ پینا اورپان کھاناحرام ہے، جو شخص حقہ پیئے گا اور پان کھائے گا اس کے مکان کا آٹا تک نہیں کھائیں گے جنہوں نے کھاناچھوڑدیا وہی لوگ جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کونہیں ہونے دیتے وہ یہ کہتے ہیں علیحدہ اپنی نمازپڑھ لو، ظہر کے وقت جماعت تیارتھی میں نے وضو کرکے جماعت میں شامل ہوناچاہا مجھ کو منع کردیا اور یہ کہا کہ اپنی نماز علیحدہ پڑھ لو میں نے اپنی نماز علیحدہ پڑھ لی، عصر کاوقت ہوا جب بھی جماعت تیارتھی اس وقت بھی منع کردیاگیا۔

الجواب : پان بیشک حلال ہے، حضرت محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اﷲ تعالٰی عنہ بلکہ ان سے پہلے اولیاء کرام نے اس کا استعمال فرمایا ہے، حضرت امیرخسرو علیہ الرحمۃ نے اس کی مدح فرمائی اس میں چونے کاجواز کتاب نصاب الاحتساب میں مصرح ہے، حقہ کاجواز غمزالعیون وشرح ہدیہ ابن العماد وکتاب الصلح بین الاخوان ودرمختار وطحطاوی وردالمحتار وغیرہ کتب معتمدہ میں مصرح ہے، حلال کو حرام کہنا اس شخص کی بڑی جرأت اور یہ کہ پان کھانے والا یا حقہ پینے والاجماعت میں شریک نہ ہو اس کاظلم شدیدبلکہ ضلال بعیدہے وہ اسے حکم شرع ٹھہراکر شرع مطہر پرافتراء کرتاہے اور اﷲپرافتراء کرنے والا عذاب شدید کامستحق ہے،

اﷲ تعالٰی فرماتاہے:ولاتقولوا لماتصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اﷲ الکذب ان الذین یفترون علی اﷲ الکذب لایفلحون۱ ؎۔جوکچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں، اس کے متعلق یہ

نہ کہاکرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام، تاکہ تم اللہ تعالٰی کے ذمے جھوٹ لگاؤ، بے شک جو اللہ تعالٰی پرجھوٹ باندھتے ہیں یعنی اس کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب اور بامرادنہیں ہوسکتے۔(ت)

(۱ـــه القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶)

اس پرتوبہ فرض ہے، اگرتوبہ نہ کرے اور اپنے ان احوال وحرکات سے باز نہ آئے تووہی اس کامستحق ہے کہ مسلمان اسے مسجد میں نہ آنے دیں۔

درمختارمیں ہے:وکذا یمنع منہ کل موذ ولوبلسانہ ۱ـــه۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔اسی طرح ہرتکلیف دینے والے کو خواہ زبانی ہی ہو اسے مسجد روک دیناچاہئے۔ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۲ـــه درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۴)

مسئلہ ۲۳۷ تا ۲۴۱ : کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:
(۱) حقہ جائزہے یانہیں؟ مولوی پاک بتلاتاہے۔
(۲) تصویرکارکھنابناناجائزہے یانہیں اورجائزکرنے والے پرکیاحکم ہے؟
(۳)گاناسنناجائزہے یانہیں؟ مزامیر باجے کے ساتھ یاشادی یاسنت (ختنہ) وغیرہ میں جائزہے یانہیں یعنی بچہ کی سنت وغیرہ میں؟
(۴) ایک مولوی پیش امام نے یہ فتوٰی دیاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کھڑے پیشاب کیاتھا اورجائزہے۔
(۵) تعزیہ داری جائزہے یانہیں؟ اورایک مولوی نے ان سب کو جائزکردیاہے۔

الجواب
(۱) حقہ جائزہے مگردَم لگانا جس سے حواس میں فرق آتاہے حرام ہے، حقہ کاپانی شریعت کے نزدیک پاک ہے اسے ناپاک کہنے والا شرع پرافتراکرتاہے۔
(۲) جاندارکی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، جو اسے جائز کہے شریعت پرافتراء کرتاہے گمراہ ہے مستحق تعزیروسزائے نار ہے رکھناتین صورتوں میں جائزہے: ایک یہ کہ چہرہ کاٹ دیاہو یابگاڑ دیاہو۔ دوسرے یہ کہ اتنی چھوٹی ہوکہ زمین پررکھ کر کھڑے ہوکردیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نظرنہ آئے۔تیسرے یہ کہ خواری وذلت کی جگہ پڑی ہو جیسے فرش پاانداز میں ورنہ رکھنابھی حرام، ہاں غیرجاندار مثل درخت ومکان کی تصویر کھینچنا رکھناسب جائزہے۔
(۳) مزامیر حرام ہیں، بغیر باجے کے سادہ گانا سنت وغیرہ کی شادی میں جائزہے جبکہ نہ اندیشہ فتنہ ہو نہ خفیف الحرکاتی۔

(۴) کھڑے ہوکر پیشاب کرنابدتہذیبی وبے ادبی وسنت نصرانی ومکروہ ومنع ہے، حضوراقدس نے ایک باردرد کے عذر سے ایساکیا وہ بھی بڑے اہتمام کے ساتھ، اور صریح حدیث میں اسے منع فرمایا۔
(۵) تعزیہ داری ناجائزہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۴۲: ازبیکانیرمارواڑہ محلہ مہاوتان مرسلہ قاضی قمرالدین ۹ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پان کھانا سنت ہے یاکیا؟ بیّنواتوجروا (بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)
الجواب : پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب صرف مباح ہے، ہاں بعض عوارض خارجیہ کے باعث مستحب ہوسکتاہے جیسے نہ کھانے میں میزبان کی دل شکنی ہو یابوسہ زوجہ کے لئے منہ کو خوشبودارکرنے کی نیت سے
بلکہ واجب بھی جیسے ماں باپ حکم دے اورنہ ماننے میں اس کی ایذا ہویونہی عارض کے سبب مکروہ بھی ہوسکتاہے جیسے تلاوت قرآن مجید میں بلکہ حرام بھی جیسے نمازمیں۔واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۴۳: ازپنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفرپور نعمت شاہ خاکی بوڑاہ
پان، چونا اور حقہ اور تمباکو اور سرتی کھاناکیساہے؟
الجواب : پان کھاناجائزہے اور اُتنا چُونا بھی کہ ضرر نہ کرے اوراتناتمباکو بھی کہ حواس پراثرنہ آئے، یہاں سرتی تمباکو ہی کہتے ہیں۔ واﷲ تعالٰی اعلم

تصویر

مسئلہ ۲۴۴ : ازپیلی بھیت ۱۹ربیع الآخر۱۳۱۰ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہرمسلمان کاریگر شبیہ شکرکی حلال جانور اور حرام جانور کی بناتے ہیں نیزشبیہ مسجد جامع دہلی کی بناتے ہیں۔ کس شبیہ کابنانا جائزہے اور کس تصویر کاکھاناجائزوناجائزہے؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب: جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:ان اشد الناس عذابا یوم القیٰمۃ المصورون۔ اخرجہ احمد۱؎ ومسلم عن ابن مسعود رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔سب سے زیادہ سخت عذاب روزقیامت ان پر ہوگا جوجاندار کی تصویر بناتے ہیں(امام احمد اور مسلم نے حضرت عبداﷲ بن مسعود رضی اﷲ تعالٰی عنہ سے اس کی تخریج فرمائی ہے۔ت)

(۱ــه مسندامام احمد بن حنبل عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۲۶)
(صحیح مسلم کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۱)

اور اس کی خریدوفروخت بھی جائزنہیں یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں: جوتصویر دارکپڑے بنائے بیچے اس کی گواہی مردودہے۔فی الھندیۃ عن المحیط عن الاقضیۃ اذا کان الرجل یبیع الثیاب المصورۃ اوینسجھا لاتقبل شہادتہ ۱ــه۔فتاوٰی ہندیہ میں محیط عن الاقضیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص تصویروں والے کپڑے بنائے یابیچے تو اس کی گواہی نامقبول ہے۔(ت)

(۱ــه فتاوٰی ہندیۃ کتاب الشہادات الباب الرابع نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۴۶۹)

اورحرام جانور کی تصویر میں ایک شنیع وبدنسبت ہے جو کھانے والے کی طرف ہوگی کہ اہل عرف تصویر کواصل ہی کے نام سے یادکرتے ہیں تو مثلاً تصویر کاکتا کسی نے کھایا تو اسے بھی کہاجائے گا کہ فلاں شخص نے کتاکھایا، آدمی کو جیسے بُرے کام سے بچنا ضرورہے یوہیں برے نام سے بھی بچناچاہئے۔ غیرجاندار کی تصویربنانی اگرچہ جائزہے مگردینی معظم چیزمثل مسجدجامع وغیرہ کی تصویروں میں انہیں توڑنا اور کھانا خلاف ادب ہوگا اور وہی بری نسبت بھی لازم آئے گی کہ فلاں شخص نے مسجد توڑی مسجد کوکھالیا اور ان سب باتوں سے خالی ہو توکفار کے تہوار وں ان کے بیہودہ رسم میں ایک طرح کی شرکت ہے جس سے شرعاً اجتناب کاحکم، بلکہ اگر معاذاللہ یہ چیزیں خریدنا کھانا خاص بہ نیت دوالی منانے کے ہوتو حکم نہایت سخت ہے اورنرے کھانے پینے کی نیت سے ہو جب بھی ان ایام میں احتراز چاہئے، ہاں دوالی سے پہلے یاختم کے بعد ایسی چیزوں کی تصویرجوجاندارنہ ہوں نہ ان کے توڑنے یاکھانے سے کوئی مکروہ نسبت لازم آئے بنائیں بیچیں خریدیں کھائیں تو کچھ حرج نہیں۔

فی الدر المختار لواھدی لمسلم ولم یرد تعظیم الیوم بل جری علی عادۃ الناس لایکفر وینبغی ان یفعلہ قبلہ اوبعدہ نفیا للشبھۃ ولو شری فیہ مالم یشترہ قبلہ ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد الاکل والشرب التنعیم لایکفر زیلعی ۲ــه اھ وفی ردالمحتار عن جامع الفصولین، الاولی للمسلمین ان لایوافقواھم علی مثل ھذہ الاحوال لاظہار الفرح والسرور ۱ــه اھ ذکرہ فی حق دعوۃ اتخذھا مجوسی لحلق راس ولدہ، قلت

ولیس ذٰلک شیئا من رسوم مذھبھم الباطل فماکان کذٰلک کان اولی بالاجتناب واجدرو الامرواضح لاینکر۔

درمختار میں ہے اگر کسی مسلمان نے تحفہ وہدیہ دیا (اگرکسی مسلمان کو ہدیہ دیاگیا) لیکن ہندوتہوار کی تعظیم کاارادہ نہ کیا بلکہ لوگوں کی عادت کے مطابق ایساہوا تو کافرنہ ہوگا۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ یہ کام تہوار سے پہلے یابعد میں کرے تاکہ شبہہ نہ ہونے پائے اور اگراس نے ہندو تہوار والے دن کچھ خریدا جو پہلے نہیں خریدا تھا تو اگر اس نے تعظیم کاارادہ کیا تو کافرہوگیا، اور محض کھانے پینے اور عیش وعشرت کاارادہ کیاتو کافرنہ ہوگا،زیلعی اھ، فتاوٰی شامی میں جامع الفصولین کے حوالے سے منقول ہے کہ مسلمانوں کے لئے بہتریہ ہے کہ وہ ان حالات میں خوشی اور سرور کااظہارکرتے ہوئے غیرمسلموں کی موافقت ہرگزنہ کریں اھ، اس کو اس دعوت کے حق میں ذکرفرمایا جو کسی مجوسی نے اپنے بچہ کے سرمنڈوانے کے موقع پر کی ہو۔ میں کہتاہوں کہ ان کے باطل مذہب کی رسومات میں سے کوئی چیزنہ ہو، پھربھی جو اس طرح کاکام ہو اس سے بھی بچنازیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے اور معاملہ واضح ہے جس سے انکار نہیں کیاجاسکتا۔(ت)

(۲ـــہ درمختار مسائل شتّٰی مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۵۰)
(۱ـــہ ردالمحتار مسائل شتّٰی داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۴۸۱)

یوہیں ان ایام کے قبل یا بعد حلال جانور کی تصویر اگر خود نہ خریدی بلکہ دوسرے نے دی تو اس کے کھانے میں بھی مضائقہ نہیں،فان البأس فی اتخاذہ واشترائہ فاذا عدمالم یبق الا اعدامہ وھو مطلوب لامھروب کما لایخفی واﷲ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔کیونکہ حرج تصویر بنانے اور خریدنے میں ہے۔ جب یہ دونوں کام نہ ہوں تو صرف اعدام یعنی نہ ہونا باقی رہے گا اور وہی مطلوب ہے نہ کہ مہروب یعنی اس سے بھاگاجائے۔ جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتاہے اور اس بڑی بزرگی والے کا علم زیادہ کامل اور پختہ ہے۔(ت)

مسئلہ ۲۴۵ : ازملاحسن پیشاوری ۲ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ازجناب سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم امتناع تصاویر مطلقہ بہ ثوت رسیدہ است یامقید یعنی کامل یاناقص کہ عکسی ودستی مشہور ست جابجادریں امرمعارضہ ومباحثہ بوقوع رسیدہ بعضے می گویند کہ مطلق تصویر ممنوع ست وبعضے میگویند کہ

تصویرے کہ مثل سایہ برکاغذ یابردیوار کشیدہ شدہ باشد ودستی نباشد وسطح نیزہموار باشدآں تصویرکشیدن وباخودداشتن جائزست وانچہ جسم می دارد وازہیزم وآہن ساختہ باشد کہ سطح آں ہموار نباشد جائزنباشد ونگاہ داشتن آں نیزممنوع غیرمشروع ست۔ بیّنواتوجروا۔

علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیافرماتے ہیں کہ جناب سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تصویروں کامطلق ممنوع ہونا ثابت ہے یانہیں؟ یامقید تصویریں یعنی کامل یاناقص، عکسی یادستی ممنوع ہیں یانہیں؟ جگہ جگہ تصاویرسازی کے متعلق مقابلے، ان کی نمائش اورمباحثوں تک نوبت پہنچ چکی ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بلاقید مطلق تصویرمنع ہے جبکہ بعض کہتے ہیں کہ جو تصویر سایہ کی طرح کاغذ یادیوار پر بنائی گئی ہو اور ہاتھ سے بنی ہوئی نہ ہو اور اس کی سطح بھی ہمواراوربرابر ہو ایسی تصویر کھینچنا اور اپنے پاس رکھنا جائزہے لیکن وہ تصویر جوجسم رکھتی ہو مٹی، لکڑی یالوہے سے بنائی گئی ہو اس کی سطح ہموار اور برابرنہ ہو وہ جائزنہیں پس اس کا محفوظ رکھنا ممنوع اور ناجائزہے۔ بیان فرماؤاجرپاؤ(ت)

الجواب : صورت گری مطلقاً حرام ست سایہ دارباشد یابے سایہ دستی باشد یاعکس، درزمان برکت نشان سیدالانس والجان صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ہردوگانہ تصویرمے ساختند ہم بجسم وہم مسطح ودراحادیث ازمطلق صورت گری نہی اکیدوبرصنعت اووعیدشدید بے تخصیص وتقیید ورود یافت پس جمیع اقسام اوزیرمنع درآمد تصویربے سایہ را رواداشتن مذہب بعض روافض ست وبس،

کسی جاندار کی تصویربنانابغیرکسی قید اورشرط کے حرام ہے خواہ سایہ دارہو یا بے سایہ خواہ ہاتھ کی بنی ہوئی ہو یامحض عکس ہو۔ آقائے انس وجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ بابرکت میں لوگ دونوں قسم کی تصاویر بنایاکرتے تھے جومجسمات کی صورت میں یامحض عکس اور سایہ کی صورت میں ہوتی تھیں چنانچہ احادیث میں مطلق تصویر سازی پرنہی اوربغیرکسی تخصیص وتقیید کے سخت وعیدوارد ہوئی ہے لہٰذا تصویر کی تمام اقسام ممانعت میں داخل ہیں، اور بے سایہ تصویر کوجائزقراردینا صرف بعض روافض کامذہب ہے

ام المومنین صدیقہ رضی اﷲ تعالٰی عنہا وساوہ باتصویر خریدسیدالمرسلین صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ملاحظہ فرمود درون خانہ قدم مبارک نہ نہاد ام المومنین چوں اثر خشم وملال درچہرہ باجمال محبوب ذی الجلال صلی اﷲ تعالٰی علیہ

وسلم می بیند برخودبمچو بیدمی لرزدوعرضہ می وارد یارسول االلہ اتوب الی االلہ والٰی رسولہ ماذا اذنبت یارسول االلہ من توبہ می کنم بسوئے خدا و رسول خدا چہ گناہ کردم سرورعالم صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود ان اصحاب ھٰذہ الصور یعذبون یوم القٰیمۃ ویقال لھم احیوا ماخلقتم وقال ان البیت الذی فیہ الصور لاتدخلہ الملٰئکۃ ایں صورتگراں روزقیامت عذاب کردہ شوندوایشاں را گفتہ شود کہ زندہ کنند انچہ آفریدہ اید وفرمودہ خانہ کہ دروتصویر ست فرشتگاں در ودر نیایند اخرجہ الشیخان۱؎ عنھا رضی االلہ تعالٰی عنھا پیداست کہ انچہ بروساوہ باشد ہمیں تصویر منقوش وبے سایہ است نہ منحوت ومجسم،

چنانچہ ام المومنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ایک دفعہ تصویر والاتکیہ خرید لائیں اور سیدالانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گھرمیں تشریف لاتے ہی دیکھ لیاتوآگے جانے سے قدم مبارک روک لئے، ام المومنین نے رب ذوالجلال کے محبوب مکرم کے چہرہ مقدس پرغصے اورناراضگی کے اثرات دیکھے توبیدکے درخت کی طرح لرزنے اور کانپنے لگیں اور عرض کرنے لگیں اے اللہ کے رسول! میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں مجھ سے کونسی خطاہوئی ہے؟ یارسول اللہمیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع لاتی ہوں میں نے کون ساقصورکیا؟ سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقینا تصویرساز قیامت کے دن عذاب دئیے جائیں گے ا ور ان سے کہاجائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں جان (روح) ڈالو۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔ بخاری و مسلم نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے اس کو روایت کیاہے ظاہرہے کہ تکیہ پرتصویر تھی وہ عکسی اور نقاشی ہی ہوگی نہ کہ تراشیدہ مجسّمہ۔

(۱؎ صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم صورۃ الحیوان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۱)
(صحیح البخاری کتاب البیوع باب التجارۃ فیما یکرہ لبسہ للرجال والنساء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۳)

لاجرم علماء بتحریم مطلق تصریح فرمودہ اند مولاناعلی قاری علیہ الرحمۃ الباری درمرقات فرمود قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھٰذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث سواء صنعہ فی ثوب اوبساط اودرھم اودینار او غیرذٰلک۱؎ علامہ شامی درردالمحتار فرماید فعل التصویر غیرجائز مطلقا لانہ مضاھاۃ لخلق االلہ

تعالٰی۲؎ ہمدران ازبحرالرائق ست صنعتہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اﷲ تعالٰی وسواء کان فی ثوب اوبساط اودرھم واناء وحائط وغیرھا۳؎

بلاشبہ اہل علم نے بلاقید مطلق تصویر کے حرام ہونے کی صراحت فرمائی ہے، چنانچہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں فرمایاہمارے اصحاب اوردیگر علماء کرام نے فرمایا حیوانات کی تصویربنانا شدید حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہے کیونکہ اس پرشدید وعید آئی ہے جواحادیث میں مذکور ہے خواہ کسی کپڑے پرتصویربنائی جائے، کسی بچھونے پربنائی جائے یا درہم ودینار اور سکے پربنائی جائے یاان کے علاوہ کسی بھی اورچیزپر تصویرکشی ناجائز، حرام اور شریعت کی خلاف ورزی کاارتکاب ہے۔ علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں تصویربنانا مطلقاً جائزنہیں اس لئے کہ یہ اللہ تعالٰی کی تخلیق سے مشابہت ہے۔ اسی میں بحرالرائق سے نقل ہے کہ تصویرسازی ہرحال میں حرام ہے کیونکہ اس میں تخلیق الٰہی سے مشابہت ہے، خواہ یہ کام کپڑے پرہو یاکسی اورچیزپر مثلاً بچھونا، درہم دینار، برتن، دیوار اورکاغذ وغیرہ۔

(۱؎ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس باب التصاویر مکتبہ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۶۶)
(مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس باب من لم یدخل شیئا مکتبہ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۸۸۱)
(۲؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۷)
(۳؎ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

وچوں علت تحریم مشابہت بخلق الٰہی ست تفاوت نمی کند کہ بخامہ کشند یاعکس رامنطبع سازند زیراکہ علت ہمہ جاحاصل ست سیدعالم صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فرمود اشدالناس عذابا یوم القیٰمۃ الذین یضاھون بخلق اﷲ تعالٰی روزقیامت درسخت عذاب آناں باشند کہ مشابہت می کنند بآفرینش خداوند عزوجل رواہ الائمۃ احمدوالبخاری۱؎ ومسلم والنسائی عن اُمّ المؤمنین رضی اﷲ تعالٰی عنہا عبارات ردالمحتار حالاگذشت وبمدر انست علّۃ حرمۃ التصویر المضاھاۃ لخلق اﷲ تعالٰی وھی موجودۃ فی کل ماذکر۲؎ ایں حکم تصویرگری وصورت کشی ست

جب حرام ہونے کی علت اوروجہ بناوٹ الٰہی کے ساتھ مشابہت ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قلم سے تصویربنائی جائے یاعکسی چھاپ سے، کیونکہ یہ علت سب جگہ موجود ہے، سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب پانے والے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالٰی کی تخلیق سے مشابہت کرتے تھے۔ قیامت کے دن سخت عذاب والے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالٰی کی صفت پیدائش (بناوٹ) سےمشابہت کرتے رہے۔ ائمہ کرام مثلاً حضرت امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے اس کو ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیاہے، ابھی ردالمحتار کی عبارات گزری ہیں اور اسی میں یہ بھی ہے کہ تصویر کے حرام ہونے کی علت تخلیق الٰہی سے مشابہت ہے، اور یہ علت تمام مذکورہ صورتوں میں موجود ہے اور یہ حکم تصویر سازی اورتصویرکشی کے بارے میں ہے۔

(۱ـــ صحیح البخاری کتاب اللباس باب ماوطی من التصاویر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۰)
(صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویرصورۃ الحیوان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۱)
(۲ـــ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسدالصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

اما تصویر پیش خود یادرخانہ نگاہداشتن ایں جا تفصیل ست تحریم ومنع اوراچند شرط مشروط کردہ اند کہ اگرھمہ بہم آید نگاہداشتن ناروا باشد ورنہ جائز، یکے آنکہ صورت جاندار بحالت جانداری باشد نہ چنانکہ بدیدن نفس صورت بیجان بودنش پیدابود چنانکہ تصویرچہرہ بخلاف آنکہ دست یاپائے چشم یابینی یاگوش ندارد کہ عدم اینہا موجب خروج ازاعضائے ظاھریہ ازسرنساختہ اند یاساختہ راقطع یامحونمودہ اندنگاہداشتنش روا باشد۔ دوم آنکہ تصویر درنہایت صغروباریکی نباشد بحدیکہ اگربرزمین نہادہ استادہ ببیند تفصیل اعضایش پدیدارنشود ہمچو صورت ساختن حرام وداشتن جائز۔ سوم آنکہ صورت راخوار نداشتہ باشد چنانکہ درفرش پانداز یادر بساط پامال یابروئے خاک وامثال ذٰلک کہ ایں چنیں داشتن منظورنیست فی الدرالمختار لایکرہ لوکانت تحت قدمیہ اومحل جلوسہ لانہا مہانۃ ۱ـــھاھ فی ردالمحتار وکذا لوکانت علی بساط یوطاء او مرفقۃ یتکاء علیہا کما فی البحر۲ـــھاھ وفی الدراوکانت صغیرۃ لاتتبین تفاصیل اعضائہا للناظر قائما و ھی علی الارض ذکرہ الحلبی اومقطوعۃ الرأس اوالوجہ اوممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ۳ـــھاھ وتمام تفصیلہ فی حواشیہ، واﷲ تعالٰی اعلم۔

تصویراپنے سامنے اورروبرو رکھنے اوراپنے گھرمیں محفوظ کرنے وغیرہ کے بارے میں کچھ تفصیل ہے۔ تصویر کے حرام ہونے کو اہل علم حضرات نے چندشرائط کے ساتھ مشروط کیاہے اگر سب جمع ہوں تو پھر اس کاحفاظت سے رکھنا ناجائزہے ورنہ جائز۔(۱) زندہ چیز کی تصویر اس کی زندگی کی حالت میں ہو، نہ اس طرح کہ صرف صورت دیکھنے سے اس کا بے جان ہوناظاہر ہوجائے، جیسا کہ چہرہ کی تصویر بخلاف ہاتھ پاؤں، آنکھ ناک یا کان نہ رکھتی ہو کہ ان کا نہ ہونا اعضائے ظاہری سے نکلنے کا سبب ہے کہ سر کے ساتھ یہ نہیں بنائے گئے یابنائے گئے مگرانہیں کاٹ دیاگیا ایسی تصویرکو بحفاظت رکھناجائزہے۔ (۲) دوسری شرط: تصویرانتہائی چھوٹی اور باریک نہ ہو۔ اگرزمین پر رکھی جائے توکھڑی صورت میں دکھائی دے تو دے مگر اس کے اعضاء کی تفصیل ظاہرنہ ہو۔ پس اس نوع کی تصویر بناناحرام ہے مگرا س کارکھناجائزہے(۳) تیسری شرط:تصویر کوذلیل حالت میں نہ رکھاجائے کہ فرش پرپاؤں میں پڑی ہو یابچھونے (قالین وغیرہ) پر پامال ہو یاسطح زمین پرپڑی ہو یااس نوع کی دوسری صورتیں ہوں کہ اس طرح رکھنا منظورنہ ہو۔ درمختارمیں ہے تصویررکھناممنوع نہیں جبکہ قدموں کے نیچے ہو یابیٹھنے کی جگہ پرہو کیونکہ اس صورت میں اس کی تذلیل ہے، ردالمحتارمیں ہے اسی طرح اگرپامال شدہ بچھونے پرہو یامِرفق (آرام گاہ) پرہو جس پرتکیہ لگایاجائے جیسا کہ بحررائق میں ہے۔ درمختارمیں ہے یازمین پر ہو مگراتنی چھوٹی ہو کہ اس کے اعضاء کی تفصیل دیکھنے والے پرواضح نہ ہو۔ ابراہیم حلبی نے اس کو ذکرکیاہے یا سرکٹاہوا یاچہرہ یا ایسے اعضاء مٹے ہوئے ہوں کہ جن کے بغیرزندگی نہ ہوسکے۔ اس کی مکمل تفصیلات اس کے حواشی میں ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲)
(۲؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۴۳۵)
(۳؎ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲)

مسئلہ ۲۴۶: ۷ شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگرکسی کپڑے پرتصویریں چھپی ہوئی ہوں اس سے نماز پڑھنا جائزہے یانہیں؟ اور اس کو فروخت کرناجائزہے یانہیں؟ اور وہ تصویریں پرندوں کی ہوں۔ اور اگر اسی کپڑے کاکوئی عدد تیارہوگیا

تو اس کاکیاکرناچاہئے اور وہ تصویریں جس میں جاندار زندہ رہ سکتاہے؟ بیّنواتوجروا۔واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

الجواب: کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کاچہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہوکہ زمین پررکھ کرکھڑے سے دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہرہو، اس طرح کی تصویر جس کپڑے پرہو اس کاپہننا، پہنانا یابیچنا، خیرات کرنا سب ناجائزہے، اور اسے پہن کرنمازمکروہ تحریمی ہے جس کادوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ ایسے کپڑے پرسے تصویرمٹادی جائے یا اس کاسریاچہرہ بالکل محوکردیاجائے۔ اس کے بعد اس کاپہننا، پہنانا، بیچنا، خیرات کرنا، اس سے نماز، سب جائزہوجائے گا۔ اگر وہ ایسے پکے رنگ کی ہوکہ مٹ نہ سکے دھل نہ سکے توایسے ہی پکے رنگ کی سیاہی اس کے سریاچہرے پراس طرح لگادی جائے کہ تصویر کااُتنا عضومحوہوجائے صرف یہ نہ ہوکہ اتنے عضو کارنگ سیاہ معلوم ہوکہ یہ محوومنافی صورت نہ ہوگا۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۴۷: مرسلہ محمدصدیق بیگ صاحب مرادآباد ازبریلی
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل دنیامیں عام رواج مصوری کایہ ہے کہ بغیرقلم وروشنائی کے اور بغیر ہاتھ لگائے اس طرح پرتصویر بناتے ہیں کہ ایک بکس سامان مصوری کاہوتاہے جس کو انگریزی میں کیمرہ میں لگاکر جس شیئ کی تصویرلینامقصود ہواس کوسامنے رکھتے ہیں شیشہ کے اثرسے کشش کے ساتھ تصویر معمولی شیشہ پرجو آتشی شیشہ یعنی لَینس کے پاس لگاہوتا ہے آجاتی ہے۔ اس کو انگریزی مصالحہ میں ڈال کر کاغذ پرلکھ کر خشک کرتے ہیں اس طرح سے تصویربن جاتی ہے۔ شرع شریف میں اس کی بابت کیاحکم ہے یعنی ایسی تصویر کھینچنے والے، کھنچوانے والے، رکھنے والے، فروخت کرنے والے، خریدنے والے کس حد تک گنہگار ہوسکتے ہیں اور جس مکان میں تصویریں ہوں وہاں نماز جائزہے یانہیں؟ یاشرع کے موافق اس میں کوئی گناہ نہیں ہے؟ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: شرع نے تصویر حرام فرمائی اور کسی طریقہ ساخت کے ساتھ حکم کومقید نہ فرمایا، نہ کسی خصوصیت طریقہ کو اس میں دخل، نہ فوٹو بے اس کے عزم وفعل وحرکات کے خودبخود بن سکے، دستی وعکسی میں صرف تخفیف عمل کا فرق ہے جیسے پیادہ اور ریل۔ جہاں جاناشرعاً حرام ہے پیادہ وریل دونوں یکساں ہیں۔ وہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں مجھے پاؤں کو حرکت دینی نہ پڑی نہ منزل منزل ٹھہرتاگیا، بالجملہ تصویر عکس ودستی کے بنانے، رکھنے سب باتوں کے احکام قطعاً ایک ہیں اور فرق کی کوئی وجہ نہیں، عرف ہی کودیکھے، کیاجوتصویربنانی عرفاً توہین وبے حیائی اور قانونی جرم ہے وہ عکسی بناسکتاہے اور وہی عذر

کرسکتاہے کہ بے قلم وروشنائی اور بے ہاتھ لگائے بنانی، ہرگزنہیں، توظاہرہوا کہ عکسی ہونے سے تصویر کے مقاصد میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ بسااوقات کچھ زیادت ہی ہوجاتی ہے اور شیئ اپنے مقاصد ہی کے لحاظ سے ممنوع یامشروع ہوتی ہے،کمالایخفی (جیساکہ پوشیدہ نہیں ت)واﷲ سبحانہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۴۸ : مرسلہ سیدعبدالرشید صاحب جواہرکن ازبمبئی نیاقاضی محلہ چاندبلڈنگ ۴۰ پوسٹ ۹ ۱۶جمادی الاولٰی ۱۳۳۲ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ فوٹو نصف شکل کابنوانا اورخود بنانا کس حد تک جائزہے اور تمام قد کا سراپاعکس کیوں ناجائزہے؟ حدیث وآیات سے جواب مرحمت فرمائیں، دونوں صورتوں کانصف قد اور قدتمام کن کن شرعی دلائل سے جائزاورناجائزقراردیاجاتاہے؟

الجواب: فوٹو ہویادستی تصویرپوری ہویانیم قد، بنانا، بنوانا سب حرام ہے نیز اس کاعزت سے رکھناحرام اگرچہ نصف قد کی ہوکہ تصویر فقط چہرہ کانام ہے، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:اشد الناس عذابا یوم القیامۃ من قتل نبیا اوقتلہ نبی والمصورون۱؎ ۔قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس پرہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا اسے نبی نے قتل فرمایااورتصویروالوں پر۔

(۱؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۹۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۲۶۰)
(کنزالعمال حدیث ۹۳۶۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۳۵)

اورفرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:ان الملٰئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب ولاصورۃ۲؎ ۔رحمت کے فرشتے اس گھرمیں نہیں جاتے جس میں کتایاتصویرہو۔

(۲؎ سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب الصور فی البیت ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۲۶۸)

امام اجل ابوجعفرطحاوی سیدناابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرماتے ہیں:الصورۃ ھو الرأس۳؎ ۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔فقط چہرہ تصویرہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳؎ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب التصاویرفی الثوب ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۳۶۶)

مسئلہ ۲۴۹: مرسلہ محمدتقی مقام بکسرمتصل اسٹیشن ریلوے بتوسط حاجی رحیم بخش ۳۰ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

تصویرکھینچنا جائزہے یانہیں؟

الجواب : جاندار کی تصویر کھینچنی حرام ہے۔ صحیح حدیث میں ارشاد ہوا:اشد الناس عذابا یوم القیٰمۃ من قتل نبیا اوقتلہ نبی والمصورون۱؎۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔قیامت میں سب سے سخت ترعذاب اس پرہوگا جس نے کسی نبی کو شہیدکیایاجسے کسی نبی نے قتل کیا اور مصور۔ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۹۷ و ۱۰۵۱۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۲۶۰،۲۶۶)
(کنزالعمال حدیث ۹۳۶۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۳۵)

رسالہ
العطایاالقدیرفی حکم التصویر(۱۳۳۱ھ)
(تصویرکے حکم کے بارے میں قدرت والے کی عطائیں)

بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم

الحمدﷲ وحدہ والصلٰوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ المکرمین عندہ

مسئلہ ۲۵۰: ازاحمدآباد محلہ جمالپور متصل مسجدکانچ مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۲۹صفرالمظفر۱۳۳۱ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہراحمدآباد میں کاپیاں فوٹوگراف کی قیمت ۰۲/کے بک رہی ہیں او رنمونہ اصل خدمت میں آپ کی مرسل ہے آپ اس کوملاحظہ فرمائیں، یہ فوٹو حضرات پیرابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت غوث اعظم حضرت پیران پیرقدس سرہ العزیز کاہے اس کو احمدآبادی وغیرہ تبرک کے طورپر رکھتے ہیں اس کارکھنامکانوں میں حرام ہے یانہیں؟ اور جن مکانوں میں یہ فوٹو ہوگا ان میں رحمت کے فرشتے آئیں گے یانہیں؟ اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یانہیں؟ اور برزخ شیخ جمانے کے لئے فوٹو شیخ کاسامنے رکھ کر اس کابرزخ جماناشریعت وطریقت میں جائزہے یانہیں؟بیّنوابیانا شافیا توجروااجرا وافیا
(شفابخش بیان فرماؤ اور اﷲ تعالٰی کی بارگاہ سے پوراپورا اجروثواب پاؤ۔ت)

الجواب

بسم االلهالرحمن الرحيم

الحمدالله الخالق الباری المصور الذی صورنا فاحسن صورنا وخلق وحدہ العالم فقیرہ وقطیرہ وقضی بالعذاب اشد ھو العقاب علی الذین یضاھؤن خلق االله فیخلقوا ذرۃ اولیخلقوا حبۃ اویخلقوا شعیرۃ اوالصلٰوۃ والسلام علی من اتی بمحق الاوثان و توحیدالرحمٰن وحرم التصویر صغیرۃ وکبیرۃ وجعلہ کبیرۃ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم وسائر حزبہ صلوٰۃ وسلاما توازیان عزہ وتوقیرہ رب انی اعوذبک من ھمزات الشیطین واعوذ بک رب ان یحضرون۔

ہرقسم کی تعریف وتوصیف اس االله تعالٰی کے لئے ہے جو (تخلیق کا) اندازہ کرنے والا، بنانے والا اورتصویرکشی کرنے والا کہ جس نے ہماری صورتیں بنائیں اور ہمیں حسین وجمیل صورتوں سے نوازا، اور اس نے تنہا ساری دنیا کو پیدا فرمایا خواہ تخم خُرما کاگڑھاہو یااورکوئی معمولی چیزہو،اور اس نے عذاب دینے کا بڑا سخت فیصلہ فرمایا کہ ان لوگوں پرنزول عقاب ہے جواالله تعالٰی کی تخلیق میں اس سے مشابہت اختیارکرتے ہیں تو وہ کوئی ذرہ یاکوئی دانہ یا جَو پیداکردکھائیں اوردرودوسلام ان پر جوبتوں کومٹانے اور وحدانیت رحمان کوبیان فرمانے کیلئے تشریف لائے اور انہوں نے چھوٹی بڑی تصویر کوحرام ٹھہرایا او اس کام کو کبیرہ گناہ قراردیا، اور ان کی آل اورساتھیوں پر، اور ان کے مکرم شہزادے غوث اعظم (بڑے فریادرس) پرَ، اور ان کے باقی تمام گروہ پر (ہدیہ درودوسلام ہو) ایساشاندار درودوسلام کہ ان کی عزت وتوقیر کے برابر اور مساوی ہو۔ اے میرے پروردگار! میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتاہوں، میرے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتاہوں، کہ وہ میرے پاس آئیں (اور مجھے اپنے مکروفریب سے پریشان کریں)۔(ت)

االله عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے، دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یوہیں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بناکرگھروں اورمسجدوں میں تبرکا رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی، شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں، صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبدااللهِ بن عباس رضی االله تعالٰی عنہما سے آیہ کریمہ:وقالوا لاتذرن اٰلھتکم ولاتذرن ودّا ولاسواعا ولایغوث ویعوق ونسرا ١؎۔کافروں نے کہا ہرگز اپنے خداؤں کونہ چھوڑو، اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کبھی نہ چھوڑو۔(ت)
کی تفسیرمیں ہے:

قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الٰی قومھم ان نصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولٰئک ونسخ العلم عبدت۲؎۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا یہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے نیک اور پارسالوگوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پاچکے توشیطان نے بعد والوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ جہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہیں اُن مجالس میں انہیں نصب کردو(یعنی قرینے سے انہیں کھڑاکردو) اور جو ان کے نام (زندگی میں) تھے وہی نام رکھ دو، تو لوگوں نے (جہالت سے) ایساہی کیا۔ پھر کچھ عرصہ ان کی عبادت نہ ہوئی، یہاں تک کہ جب وہ تعظیم کرنے والے مرگئے اور علم مٹ گیا(اور ہرطرف جہالت پھیل گئی) توپھر ان کی عبادت شروع ہوگئی۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۷۱/ ۲۳)
(۲؎ صحیح البخاری کتاب التفاسیر باب وَدّاً وسواعاً الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۳۲)

عبدبن حمیداپنی تفسیرمیں ابوجعفر بن المہلب سے راوی:قال کان ود رجلا مسلماً وکان محببا فی قومہ فلما مات عسکروا حول قبرہ فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رأی ابلیس جزعھم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال اری جزعکم علی ھذا فھل لکم ان اصورلکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ بہ قالوا نعم فصورلھم مثلہ فوضعوہ فی نادیھم وجعلوا یذکرونہ فلما رأی مالھم من ذکرہ قال ھل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالامثلہ فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصورلکل اھل بیت تمثالامثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرک ابنائھم فجعلوا یرون مایصنعون بہ وتناسلوا ودرس امر ذکرھم ایاہ حتی اتخذوہ الٰھا یعبدونہ من دون اﷲ قال وکان اول ماعبد غیراﷲ فی الارض ود الصنم الذی سموہ بود۱؎۔

ابوجعفرنے فرمایا:"ود" ایک مسلمان شخص تھا جو اپنی قوم میں ایک پسندیدہ اور محبوب شخص تھا جب وہ مرگیا توسرزمین بابل میں لوگ اس کی قبرکے آس پاس جمع ہوئے اور اس کی جدائی پر بیقرار ہوئے (اور صبرنہ کرسکے) جب شیطان نے اس کی جدائی میں لوگوں کوبیتاب پایا تو وہ انسانی صورت میں اُن کے پاس آیا او رکہنے لگامیں اس شخص کے مرنے پرتمہاری بیقراری دیکھ رہاہوں کیامناسب سمجھتے ہو کہ میں بالکل اس جیسی تمہارے لئے اس کی تصویربنادوں، پھروہ تمہاری مجلس میں رہے پھر اس کی تصویردیکھ کرتم اسے یادکرو۔ لوگوں نے کہا ہاں یہ تواچھی تجویز ہے۔ پھرشیطان نے لوگوں کے لئے بالکل اسی جیسی اس کی

تصویربنادی اور لوگوں نے اسے اپنی مجالس میں سجارکھا اور اس کی یادکرنے لگے۔ پھرجب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ذکر سے لوگوں کی جوحالت ہوتی ہے۔ پھرشیطان کہنے لگا کیاتم یہ مناسب کہتے ہوکہ میں تم میں سے ہرشخص کے لئے اس کے گھرمیں اس کے بزرگ کاعکس تیارکرکے سجادوں تاکہ وہ اس کے گھرمیں موجود ہو، اور تم سب لوگ (انفرادی اوراجتماعی طورپر) اس کاتذکرہ کرتے رہو۔ لوگ کہنے لگے ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اس نے سب گھروالو ں کے لئے بالکل اسی جیسااس کاایک فوٹوتیارکردیا پھرلوگ اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس کافوٹو دیکھ کر اُسے یادکرتے رہے۔ راوی نے کہا اور ان کی اولاد نے یہ دَور پالیا، پھر وہ دیکھتے رہے کہ جو کچھ ان کے بڑے کرتے رہے، اور پھر نسل آگے بڑھی (اورپھیلی) اور جب اس کے ذکر کاسلسلہ کچھ پرانا ہوگیا یہاں تک کہ جہالت سے پچھلے اورآنے والی نسلوں نے اسے خدابنالیا کہ اللہ تعالٰی کوچھوڑکر اس کی عبادت کرنے لگے۔ (راوی نے کہا) سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالٰی کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ یہی بت ہے کہ جس کانام لوگوں نے وَد رکھاہے۔(ت)

(۱ــہ الدرالمنثور بحوالہ عبدبن حمید تحت آیۃ ۷۱/ ۲۳ دارحیاء التراث العربی بیروت ۸/ ۲۷۳۔۷۴)

نیزصحیحین بخاری ومسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:لمااشتکی النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لہا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنھما اتتاارض الحبشۃ فذکرتا من حسنھا وتصاویرفیھا فرفع صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم رأسہ فقال اولٰئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوّروا فیہ تلک الصور و اولٰئک شرار خلق اللّٰہ عنداللّٰہ۱ــــہ۔

جب حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیمارہوئے توآپ کی بعض بیویوں نے ایک گرجے کاذکر فرمایا کہ جس کوماریہ کہاجاتاتھا چنانچہ سیدہ ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہما (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) ملک حبشہ میں تشریف لے گئیں، پھرانہوں نے وہاں یہ گرجا دیکھا، دونوں نے اس کے حسن او ر اس میں سجی تصویروں کاتذکرہ فرمایا، تو حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا سرمبارک اٹھاکرفرمایا: جب ان لوگوں میں کوئی نیک اور صالح آدمی مرجاتا تو اس کی قبرپرمسجد تعمیرکرتے پھر ان تصویروں کوسجاکر اس میں رکھ دیتے وہی اللہ تعالٰی کی بدترین مخلوق ہیں۔(ت)

(۱ـــہ صحیح البخای   کتاب الجنائز   باب بناء المسجد علی القبر   قدیمی کتب خانہ کراچی   ۱/ ۱۷۹)
(صحیح مسلم   کتاب المساجد   باب النہی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ ۱/ ۲۰۱)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:صوروا ای صور الصلحاء تذکیرابھم ترغیبا فی العبادۃ لاجلھم ثم جاء من بعدھم فزیّن لھم الشیطٰن اعمالھم وقال لھم سلفکم یعبدون ھذہ الصور فوقعوا فی عبادۃ الاصنام۲ـــہ۔ (حدیث شریف میں ہے کہ) وہ نادان لوگ اچھے اورصالح لوگوں کی تصویریں بناکر اپنی عبادت گاہوں میں سجاکررکھ دیتے تاکہ ان کی یاد آتی رہے اور ان کے ذریعے عبادت الٰہی کی طرف رغبت پیدا ہو۔ پھر ان کے بعد جب اورلوگ دنیامیں آئے توشیطان نے پہلوں کے کارنامے ان آنے والے لوگوں کی نگاہوں میں آراستہ کرکے پیش کئے اور ان سے کہاکہ تمہارے اسلاف ان تصویروں کی پرستش کیاکرتے تھے، توپھر یہ بھی ان کی عبادت میں مصروف ہوگئے۔(ت)

(۲ـــہ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس   باب التصاویر   المکتبۃالحبیبیہ کوئٹہ   ۸/ ۲۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب و لاصورۃ۱ـــہ۔ رواہ الائمۃ احمد والستۃ والطحاوی عن ابی طلحۃ۲ـــہ، والبخاری والطحاوی عن ابن ۳ـــہ عمر وعن ابن عباس، ومسلم وابوداؤد والنسائی الطحاوی۴ـــہ عن ام المؤمنین میمونۃ، ومسلم وابن ماجۃ والطحاوی عن ام المؤمنین الصدیقۃ واحمد ومسلم والنسائی والطحاوی و ابن حبان عن ابی ھریرۃ ۵ـــہ والامام احمد والدارمی وسعید بن منصور وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابویعلٰی والطحاوی وابن حبان والضیاء والشاشی وابونعیم فی الحلیۃ عن امیرالمؤمنین ۱ـــہ علی والامام مالک فی المؤطا، والترمذی والطحاوی عن ابی سعید۲ـــہ الخدری، واحمد والطحاوی والطبرانی فی الکبیر۳ـــہ عن اسامۃ بن زید والطحاوی عن ابی ایوب الانصاری رضی اﷲ تعالٰی عنہم وقد فصلناھا فی فتاوٰنا۔

رحمت کے فرشتے اس گھرمیں نہیں آتے جس میں کتایاتصویر ہو(ائمہ محدثین مثلاً امام احمد، دوسرے چھ ائمہ حدیث اورامام طحاوی نے حضرت ابوطلحہ سے اس کو روایت فرمایا، نیزبخاری اورطحاوی نے حضرت عبداللہ ابن عمر، اورحضرت ابن عباس سے اس کوروایت کیا۔ امام مسلم، ابوداؤد، سنن نسائی اورطحاوی نے ام المؤمنین سیدہ میمونہ سے اورمسلم وابن ماجۃ اورطحاوی نے ام المومنین سیدہ

عائشہ صدیقہ سے اس کوروایت کیاہے۔مسنداحمد، مسلم، نسائی، طحاوی اورا بن حبان نے بحوالہ حضرت ابوہریرہ اس کوروایت کیاہے(اوراسی طرح) امام احمد، دارمی، سعیدبن منصور، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلٰی، طحاوی، ابن حبان، الضیاء، الشاشی، اورابونعیم نے حلیہ میں امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیاہے۔ نیزامام مالک نے "موطا" میں ترمذی اورطحاوی نے "معجم کبیر" میں حضرت اسامہ بن زید سے اس کو روایت فرمایا۔ اور اسی طرح طحاوی نے حضرت ابوایوب انصاری کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا، اللہ تعالٰی ان تمام بزرگوں سے راضی ہو۔ اور ہم نے ان سب باتوں کو اپنے فتاوٰی میں تفصیل سے بیان فرمایاہے(ت)

(۱ـــ مسنداحمد بن حنبل، عن ابی طلحہ ۴/ ۲۸ و صحیح البخاری کتاب بدؤالخلق ۱/ ۴۵۸، ۴۶۸)
(صحیح مسلم کتاب اللباس ۲/ ۲۰۰ و سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲/ ۲۱۶)
(جامع الترمذی ابواب الاب ۲/ ۱۰۳ و وسنن النسائی ص۲۹۹)
(شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصورتکون فی الثیاب ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰)
(۲ـــشرح معانی الآثار عن ابن عباس ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۱/ ۴۰۰)
(صحیح البخاری کتاب المغازی ۲/ ۵۷۰ و کتاب اللباس ۲/ ۸۸۱)
(۳ـــ صحیح مسلم ۲/ ۱۹۹ و مسنداحمدبن حنبل ۶/ ۳۳۰ وسنن ابی داؤد ۲/ ۲۱۷)
(۴ـــ صحیح مسلم ۲/ ۲۰۰ و ۲۰۱ سنن ابن ماجہ ص۲۱۸ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۰۱و۴۰۰)
(۵ـــصحیح مسلم ۲/ ۲۰۲ و سنن النسائی ۲/ ۳۰۱ وشرح معانی الآثار ۲/ ۳۰۴)
(۱ـــ سنن ابی داؤد ۲/ ۲۱۶ و سنن النسائی ۲/ ۳۰۰ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۰۰)
(۲ـــ جامع الترمذی ۲/ ۱۰۴ و مؤطا امام مالک ماجاء فی الصور والتماثیل ص۷۲۶)
(۳ـــ مسند احمدبن حنبل ۵/ ۲۰۳ و المعجم الکبیر حدیث ۳۸۷ ۱/ ۱۶۲ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۰۰)

او ر اس میں کسی معظم دینی کی تصویرہونانہ عذرہوسکتاہے نہ اس وبال عظیم سے بچاسکتاہے بلکہ معظم دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاصی بت پرستی کی صورت اورگویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔ ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیاء ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر ان کوبدترین خلق اللہ فرمایا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دین ہوگا اورنبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدناابراہیم علٰی ابنہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ ہمارے حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلٰی ہیں ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ وحضرت بتول مریم علیہم الصلوٰۃ کی تصویریں دیوارکعبہ پرکفارنے منقش کی تھیں، جب مکہ معظمہ فتح ہوا

حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پہلے بھیج کروہ سب محوکرادیں،جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرماہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے پانی منگاکر بنفس نفیس انہیں دھویا اوربنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا اللہ انہیں قتل کرے،

ھذا معنی ماروی البخاری۴؎ فی صحیحہ والامام الطحاوی عن ابن عباس والامام احمد وابوداؤد عن جابر بن عبداللّٰہ وعمر بن شیبۃ والامام الطحاوی عن اسامۃ بن زید رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم کما فصلناہ فی فتاوٰنا۔

جوکچھ امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا اس کامفہوم او رمعنی یہی ہے، امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے۔ امام احمد، ابوداؤد نے حضرت جابربن عبداللہ کے حوالہ سے۔ اور عمربن شیبہ اورامام طحاوی نے اسامہ بن زید سے اس کو روایت کیاہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کو مفصل بیان کیاہے۔(ت)

(۴؎ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰)
(صحیح البخاری کتاب المناسک ۱/ ۲۱۸ و کتاب الانبیاء ۱/ ۴۷۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)
(سنن ابی داؤد کتاب المناسک ۱/ ۲۷۷ و مسنداحمدبن حنبل عن ابن عباس ۱/ ۳۳۵ و ۳۶۵)

ہاں بادی النظرمیں یہاں یہ شبہ گزرسکتاہے کہ صاحبزادہ موصوف کی یہ تصویر صرف سینے تک ہے اور انسان اتنے جسم سے زندہ نہیں رہتا۔ اوردرمختارمیں ہے کہ جب تصویر سے وہ عضو محوکردیاجائے جس کے بغیرحیات نہ ہو تو وہ ممانعت سے مستثنٰی ہے۔

حیث قال (اوکانت صغیرۃ) لاتتبین تفاصیل اعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی (اومقطوعۃ الراس اوالوجہ) اوممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ (اولغیرذی روح) لایکرہ۱؎۔چنانچہ فرمایا اگرتصویر اتنی چھوٹی ہوکہ زمین پررکھی ہو توکھڑے ہوکردیکھنے والے کو اس کے اعضاء کی تفصیل معلوم نہ ہوسکے۔ چنانچہ حلبی نے اس کو بیان فرمایا یا اس کا سریاچہرہ کاٹ دیاگیاہو یا اس کے کسی ایسے اندام کو مٹادیاگیاہو کہ جس کے بغیروہ زندہ نہ رہ سکے، یاکسی غیرجاندار کی تصویر ہو تو ان ساری صورتوں میں کراہت نہ ہوگی(ت)

اوربنانے کے بعد مٹادینا اور سرے سے نہ ہونا دونوں کاایک حکم ہے۔
ردالمحتارمیں ہے:قولہ اومقطوعۃ الرأس ای سواء کان من الاصل اوکان لھا رأس ومحی٢ـــہمصنف کاقول کہ یاتصویر کاسرکاٹ دیاگیا، یعنی اصل سے اس کاسرنہ ہو، یاسرہولیکن اسے مٹادیاگیاہو۔

(١ـــہ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی ١/ ٩٢)
(٢ـــہ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ١/ ٤٣٦)

اقول: و بااللّٰہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔ اقول: (میں کہتاہوں) اللہ تعالٰی کے کرم ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے آدمی تحقیق کی چوٹی تک پہنچ سکتاہے(ت)

یہاں یہ قول اس کاہوسکتا ہے جس نے خدمت فقہ وحدیث نہ کی، نہ اسے مقاصد شرع پرنظرملی، اولاً مقام تنقیح میں سرے سے یہ عبارت دُرہی محل نظرہے فقیرنے جس قدرکتب فقہیہ متون وشروح وفتاوٰی حاضرہیں سب کی طرف مراجعت کی، بیان حکم میں اس تعمیم میں درمختار کاسلف نہ پایا یہاں تک کہ بحرودررکہ اکثرماخذ کتاب ہیں ان میں بھی اس کانشان نہیں،عامہ کتب مثل بدایہ ووقایہ ونقایہ وکنزووافی وغرر واصلاح ومنتقی ومنیہ ونورالایضاح وبدایہ وشرح وقایہ وبرجندی وتبیین وکافی ودرر و ایضاح ومجمع الانہر ومراقی الفلاح وفتح القدیروعنایہ وخانیہ وخزانۃ المفتین وہندیہحتی کہ خود جامع صغیر محررمذہب امام محمدرحمہ اللہ تعالٰی میں صرف ذکررأس پر اقتصار فرمایا کہ اگر تصویربے سرکی ہویااس کاسر کاٹ دیں توکراہت نہیں، اورخلاصہ پھر اس کی تبعیت سے تنویر الابصار وحلیہ وبحرالرائق وجامع الرموز و غنیہ وصغیری وشرنبلالی وعبدالحلیم علی الدرر میں "وجہ" کا اضافہ کیاکہ چہرہ مٹادینا بھی سرکاٹ دینے کی مثل ہے ذخیرۃ العقبٰی وشلبی علی الزیلعی وحسن عجیمی علی الدرر وسعدی افندی علی العنایہ ومسکین علی الکنزکہ سیدابوالسعود ازہری نے بھی کہ درمختارسے کثیرالاخذ ہیں زیادت سے اصلاً تعرض نہ کیا اقول: اور ذکر "وجہ" حقیقۃً زیادت نہیں کہ رأس کااطلاق اکثرچہرہ پرآتاہے گردن جداکردینے کو سرکاٹنابھی کہتے ہیں تو مقصود خلاصہ اس کاافادہ بھی ہے کہ محوبھی مثل قطع ہے اس کی عبارت یہ ہے:ان کان مقطوع الراس لاباس بہ ولو محی وجہ الصورۃ فھو

کقطع الراس۱؎۔اگرتصویر کاسرکاٹ دیاگیاتو پھر اس کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ، اور تصویر کے چہرے کو مٹادیناسرکاٹنے کی طرح ہے۔(ت)

(۱؎ خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الفصل الثانی الجنس فیمایکرہ فی الصلوٰۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۵۸)

ثم اقول: (پھرمیں کہتاہوں۔ت) دیگراعضاوجہ وراس کے معنی میں نہیں اگرچہ مدارحیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندارمیں اصل ہے، ولہٰذا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسی کا نام تصویر رکھا اورشک نہیں کہ فقط چہرہ کوتصویرکہتے اوربنانے والے بارہا اسی پراقتصار کرتے ہیں ملوک نصارٰی کہ سکہ میں اپنی تصویر چاہتے ہیں اکثر چہرہ تک رکھتے ہیں اور بیشک عامہ مقاصدتصویرچہرہ سے حاصل ہوتے ہیںوانما الشیئ بمقاصدہ (یہی بات ہے کہ شَے اپنے مقاصد پرمبنی ہوتی ہے۔ت)امام اجل ابوجعفر طحاوی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:قال الصورۃ الراس فکل شیئ لیس لہ راس فلیس بصورۃ۲؎۔فرمایا: تصویر"سر" کانام ہے لہٰذا جس چیزکاسرنہ ہو وہ تصویرنہیں(ت)

(۲؎ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصورۃ تکون فی الثیاب ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۳)

اور اسی طرف عبارت ہدایہ ناظر:حیث قال اذا کان التمثال مقطوع الراس فلیس بتمثال۱؎۔چنانچہ (صاحبہ ہدایہ نے) فرمایا کہ جب کسی مجسّمے کا سرکاٹ دیاگیاہو توپھر وہ مجسمہ نہ ہوگا۔(ت)

(۱؎ الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسدالصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲)

بلکہ یہ جامع صغیرمیں نص امام کبیرہے:محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اﷲ تعالٰی عنھم اذا کان راس الصورۃ مقطوعا فلیس بتمثال۲؎۔امام محمدنے امام ابویوسف کے حوالہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت فرمائی کہ اگرتصویرکاسرکاٹ دیاگیاہے توپھر وہ بلاشبہہ تمثال(مورتی) نہیں(ت)

(۲؎ الجامع الصغیر کتاب الصلوٰۃ باب فی الامام این تستحب لہ ان یقوم مطبع یوسفی لکھنو ص۱۱)

لاجرم امام نسفی نے وافی وکافی میں تصریح فرمائی کہ اگرتصویر کاسرمقطوع نہیں کراہت مدفوع نہیںوھذا نصہ لوکان فوق راسہ فی السقف اوبین یدیہ اوبحذائہ صورۃ غیرمقطوع راسھا کرہ۳؎۔امام نسفی کی تصریح یہ ہے، اگرتصویر کسی شخص کے سرکے اوپرچھت میں موجود ہو یا اس کے سامنے ہو یا اس کے مقابل ہو لیکن اس کاسرنہ کاٹاگیاہو توکراہت ہوگی(ت)

(۳؎کافی شرح وافی)

ظاہرہے کہ نیم قد یاسینہ تک کی تصویر پربھی صادق ہے کہ اس کاسرمقطوع نہیں توحکم منع مدفوع نہیں۔ واﷲ تعالٰی اعلم

ثانیاً قول درمختار ہی لیجئے جس پرمحشیوں نے تقریراورخادمی نے حاشیہ دررمیں تبعیت کی،حیث قال مقطوعۃ الراس والمراد ممحوۃ عضولاتعیش بدونہ کالوجہ۴؎۔چنانچہ اس نے کہا تصویر کاسرکاٹ دیاگیاہو، مراد یہ ہے کہ اس کے کسی ایسے اندام کومٹادیاگیا ہو کہ جس کے بغیر زندگی نہیں ہوسکتی جیسے چہرہ۔(ت)

(۴؎ حاشیۃ الدرر علی الغرر للخادمی کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ مطبعہ عثمانیہ ص۷۰)

بیان مسئلہ میں اگرچہ یہ تعمیم فقیرنے کہیں نہ پائی مگرایک مسئلہ کی دلیل میں کلام فتح سے اس کی طرف اشارہ سمجھاگیا:اذ قال لوقطع یدیھا ورجلیھا لاترفع الکراھۃ لان الانسان قدتقطع اطرافہ وھو حی۱؎۔جبکہ فتح القدیرمیں فرمایا اگرکسی نے تصویر (فوٹو) کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئیے توکراہت مرفوع نہ ہوگی اس لئے کہ کبھی انسان کے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹ دئیے جاتے ہیں مگراس کے باوجودوہ زندہ ہوتاہے۔(ت)

(۱؎ فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ فصل ویکرہ للمصلی الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳)

علامہ طحطاوی نے اس سے وہ تعمیم استنباط فرمائی حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا:افاد بھذا التعلیل ان قطع الراس لیس بقید بل المراد جعلھا علی حالۃ لاتعیش معھا مطلقا۲؎۔اس تعلیل نے یہ فائدہ دیا کہ قطع الراس کاذکر بطور قیدنہیں بلکہ

اس سے مراد یہ ہے کہ تصویر کوایسی حالت میں کردینا کہ جس کی موجودگی میں وہ مطلقاً زندہ نہ رہ سکے۔(ت)

(۲؎ حاشیۃ الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح کتاب االصلوٰۃ فصل فی المکروہات نورمحمدکارخانہ تجارت کتب ص۱۹۹)

اقول: (میں کہتاہوں۔ت) اس استنباط میں نظرظاہرہے،فان حاصل کلام الفتح ان ھذا مکروہ لکونہ علی حالۃ یعاش معھا وکل ماکان کذا فھو مکروہ ولایلزم منہ ان کل ماھو مکروہ فھو کذا فان الموجبۃ الکلیۃ لاتنعکس کنفسھا ووجدت نظیرہ فی الھدایۃ اذقال الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ و طلقتک فھذا یقع بہ الطلاق الرجعی لان ھذہ الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولاتستعمل فی غیرہ فکان صریحا وانہ یعقب الرجعۃ بالنص ولایفتقر الی النیۃ لانہ صریح فیہ لغلبۃ الاستعمال۱؎ اھ

فتح القدیر کے کلام کاحاصل یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اس لئے کہ شیئ ایسی حالت پرہے کہ جس کی موجودگی میں زندگی پائی جاسکتی ہے(مرادیہ کہ وہ حالت مانع حیات نہیں) اورہرکام جو اس طرح ہو وہ مکروہ ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ ہرکام جومکروہ ہے وہ اس طرح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ موجبہ کلیہ کاعکس بنفسہا نہیں(یعنی موجبہ کلیہ کاعکس موجبہ کلیہ نہیں) میں نے ہدایہ میں اس کی نظیرپائی ہے کیونکہ صاحب ہدایہ نے فرمایا کہ طلاق کی دوقسمیں ہیں:(۱) صریح ، (۲) کنایہ، چنانچہ طلاق صریح کی مثال مثلاً یہ کہنا (اپنی منکوحہ کومخاطب کرتے ہوئے) توطلاق والی ہے(انت طالق)، توطلاق ہوگئی ہے (انت مطلقۃ) میں نے تجھے طلاق دے دی (طلقتک) پس ان الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اس لئے کہ الفاظ مذکورہ صرف طلاق میں استعمال کئے جاتے ہیں لہٰذا کسی دوسرے مفہوم میں استعمال نہیں کئے جاتے(اس لئے یہ طلاق کے الفاظ صریحہ ہیں) لہٰذا ان میں سے کسی ایک کے وقوع کے بعد رجعت ہوگی، او ریہ محتاج نیت نہیں، اس لئے کہ یہ افادیت معنٰی نہیں، "صریح" ہیں، اور اس کی وجہ غلبہ استعمال ہے اھ

(۱؎ الہدایۃ کتاب الطلاق باب ایقاع الطلاق المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۳۲۹)

اقول: فمناط الصراحۃ ھو غلبۃ الاستعمال کما افاد اٰخرا ممالم یستعمل فی غیرالطلاق کان اولٰی بالصراحۃ فیہ فلذا علل الصراحۃ بہ فی الالفاظ الثلٰثۃ وھو لایفید ان یستعمل فی غیرہ نادرا لایکون صریحا فیہ وبالجملۃ وھو تعلیل بما یتضمن

العلۃ مع شیئ زائد یفیدہ من باب اولٰی کذا ھٰھنا مناط المنع ھو الراس ولووحدہ فاذا کان جمیع مایحتاج الیہ للحیاۃ باقیا تضمن العلۃ شیئ مع زائدہ افاد المنع بالاولٰی فلاتدافع بین کلامی الھدایۃ اولاواٰخرا و قد کان افاد ھذا فی الفتح نفسہ اذقال ما غلب استعمالہ فی معنی بحیث یتبادر حقیقۃ اومجازاً صریح فان لم یستعمل فی غیرہ فاولٰی بالصراحۃ فلذا رتب الصراحۃ فی ھذہ الالفاظ علی الاستعمال فی الطلاق دون غیرہ۱؎ اھ ثم زعم التدافع مع انہ قد اندفع بماقرر۔

اقول: (میں کہتاہوں۔ت)صراحت کامدار غلبہ استعمال ہے جیسا کہ آخر میں صاحب ہدایہ نے یہ افادہ پیش کیا، جو الفاظ بغیر طلاق نہ استعمال کئے جائیں وہ باب طلاق میں صریح ہونے کے زیادہ لائق ہیں۔ لہٰذا یہی وجہ ہے کہ مصنف نے الفاظ ثلاثہ مذکورہ میں صراحت بالطلاق ہونے کی تعلیل ذکرفرمائی ہے، یعنی الفاظ مذکورہ طلاق صریح کے الفاظ ہیں اور علت غلبہ استعمال ہے اور یہ اس بات کیلئے مفیدنہیں کہ اگر الفاظ مذکورہ بطورنادر غیرطلاق میں استعمال کئے جائیں توپھر وہ مفہوم طلاق میں صریح نہ ہوں گے (بلکہ اس کے باوجود وہ صریح طلاق کے الفاظ ہیں)(خلاصہ کلام) وہ ایک ایسی چیز کے ساتھ تعلیل ہے جو شیئ زائد سمیت علت پر مشتمل ہے، جو بطریق اولٰی حکم کے لئے مفیدہے پس یہاں بھی اسی طرح ہے کہ منع کامدار رأس (سر) ہے اگرچہ اکیلاہو، پھرجب تمام محتاج الیہ حیات باقی ہوں توپھرعلت شیئ زائد پرمشتمل ہوگی، توپھر اس سے ممانعت بطریق اولٰی کافائدہ ہوگا، لہٰذا صاحب ہدایہ کے پہلے اور پچھلے کلام میں کوئی تدافع اورتناقض نہیں، فتح القدیر میں بالکل یہی افادہ پیش فرمایا، جس لفظ کااستعمال کسی معنٰی میں غالب اور زیادہ ترہوکہ بطور حقیقت یامجازوہی معنٰی متبادر ہوتو پھر وہ لفظ اس معنی میں "صریح" ہے۔ اور اگرکسی دوسرے معنی میں بالکل استعمال نہ کیاجائے توپھر وہ اولٰی بالصراحۃ ہوگا، لہٰذا یہی وجہ ہے کہ ان الفاظ میں صراحت اس بات پر مرتّب ہے کہ الفاظ مذکورہ صرف معنی طلاق میں مستعمل ہیں نہ کہ کسی دوسرے معنی میں اھ پھر اس نے تدافع سمجھا حالانکہ وہ اس کی تقریر(اور اثبات) سے دفع ہوگیاہے۔(ت)

(۱؎ فتح القدیر کتاب الطلاق باب ایقاع الطلاق مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۳۵۱)

واللہ الحمداسی طرز پرایک بحث میں اُن کے تلمیذ امام ابن امیرحاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتاہے اور ویساہی اس کاجواب ہے،حیث یقول اما قطع الراس عن الجسد بخیط مع بقاء الراس علی حالہ فلاینفی الکراھۃ لان من الطیر ماھو مطوق فلایتحقق القطع بذٰلک کذا ذکروہ ھو قاصر علی الطیر والظاھر ان الکراھۃ لاتنتفی

فی غیرہ من الحیوانات بھذا الضنیع کمالاتنتفی فیہ فیحتاج الغیر الی توجیہ غیرھذاولعل الاولی ان یقال لان الحیوان الحی قدیجعل علی رقبتہ شیئ ساترلھا من خیط اوغیرہ لغرض من الاغراض فیکون ھذا بمنزلتہ فلاتزول بہ الکراھۃ ثم لم اقف علی انہ لو فصل بین نصفہ الاعلی والاسفل بخیط حتی صار کانہ مقطوع شطرین ھل تزول الکراھۃ الظاھر انھا لاتزول کمافی الراس لنحو ماذکرنا انفا فی الراس ولاسیما فی الاٰدمی فان ذٰلک یکون فیہ بمنزلۃ شد الوسط واﷲ تعالٰی اعلم۱؎ اھ

چنانچہ موصوف فرماتے ہیں اگرسر کو کسی دھاگے سے جدا اورقطع کیاجائے باوجودیکہ سربدستور اپنے حال پرباقی رہے تو اس سے کراہت منفی نہ ہوگی کیونکہ کچھ پرندے مطوق (یعنی طوق کئے ہوئے ہوتے ہیں) تو اس سے قطع نہیں پایاجاتا چنانچہ ائمہ کرام نے اسی طرح ذکرفرمایا۔ اور یہ صرف پرندے میں منحصر (بند) ہے۔ لیکن ظاہریہ ہے کہ کراہت باقی حیوانات میں بھی اس توجیہ کے علاوہ کسی اورتوجیہ کی ضرورت ہے، شاید اولٰی یہ ہے کہ کہاجائے کہ کبھی ایساہوتاہے کسی نہ کسی غرض کی وجہ سے۔ اکثردھاگہ وغیرہ کسی حیوان کی گردن پررکھ دیاجاتاہے جو اس کی گردن کوڈھانپ دیتاہے۔ لہٰذا یہ اس کی جگہ یعنی اس کے قائم مقام ہے، پس اس سے کراہت زائل نہ ہوگی۔ پھرمیں اس پرواقف اور مطلع نہیں ہواکہ اگرنصف اعلٰی اورنصف اسفل(یعنی اوپراورنیچے کے حصہ میں) کسی دھاگے سے فصل کردیاجائے اور وہ اس طرح ہوجائے کہ گویا دوحصوں میں قطع کردیاگیاہے تو کیااس صورت میں کراہت زائل ہوجائے گی یانہیں؟ ظاہریہ ہے کہ کراہت زائل نہ ہوگی، جیسا کہ حالت رأس (سر) میں کراہت زائل نہ ہوگی بشرطیکہ رأس میں اس طریقہ کے مطابق کارروائی کی جائے کہ جس کو رأس میں ہم نے بیان کیاہے، خصوصاً انسان میں، کیونکہ اس میں وہ کارروائی کمربستگی کے قائم مقام ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم،

(۱؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

اقول: والاتیان بلفظ الظاھر فی الموضعین من شدۃ ورعہ رحمہ اﷲ تعالٰی والا فالحکم مقطوع بہ فیھما ولایتوھم احد ان لو ربط خیط فی عنق صورۃ انسان لابھیمۃ اوفی وسطھا ذھب الحکم الشرعی وجاز اقتناؤھا، ثم لیس حاصلہ الامثل مافی الفتح ان کل ما لاینافی الحیاۃ لاینفی الکراھۃ ولایلزم منہ ان کل ماینافی الحیاۃ ینفی الکراھۃ کمالایخفی الاتری ان کل مالاینافی الانسانیۃ لاینفی الحیوانیۃ اذ لونفی الحیوانیۃ ینافی الانسانیۃ ولیس ان کلما ینافی الانسانیۃ ینفی الحیوانیۃ کالصھیل والنھیق و التوھب فان کل ذٰلک ینافی الانسانیۃ و لاینافی الحیوانیۃ۔

اقول: (میں کہتاہوں) لفظ "ظاہر"دوجگہ ذکرکرنے سے مصنف علیہ الرحمۃ کی شدت ورع اور احتیاط ہے ورنہ دونوں میں حکم یقینی ہے اورکوئی یہ وہم نہ کرے کہ اگرکسی انسانی تصویر کی گردن میں کوئی دھاگہ باندھاجائے یا اس کے وسط (درمیان) میں ایساکیاجائے نہ کہ چوپایہ میں۔ پس اس صورت میں حکم شرعی ختم ہوجائے گا اورپھر اس کومحفوظ رکھناجائزہوگا۔ پھر اس کا حاصل بالکل وہی ہے جو فتح القدیر میں مذکورہے، جوچیزحیات کے منافی نہ ہو تووہ کراہت کی نفی نہیں کرتی اور اس سے یہ لازم نہیں آتاکہ جوچیزحیات کے منافی ہو وہ کراہت کی نفی کرتی ہے جیساکہ یہ امرمخفی اورپوشیدہ نہیں، کیاتم دیکھتے نہیں کہ جوچیز انسانیت کے منافی نہیں وہ حیوانیت کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اگر حیوانیت کی نفی ہوتوانسانیت کی نفی ہوجائے، اورایسانہیں کہ جوانسانیت کے منافی ہو اس سے حیوانیت کی نفی ہوجائے جیسے صہیل (گھوڑے کا ہنہنانا) اور نہیق (گدھے کاڈِھیچوں کرنا) اور ترہب (راہب بننا) اس لئے کہ یہ سب کچھ انسانیت کے منافی ہے لیکن حیوانیت کے منافی نہیں۔(ت)

عجب نہیں کہ مدقق علائی نے انہیں عبارات فتح وحلیہ کودیکھ کریہ تعمیم اضافہ فرمائی ہوحالانکہ وہ مفیدتعمیم نہیں، ہاں کلام امام ابوجعفر طحاوی میں فقیر نے اس کی طرف اشارہ پایا،

حیث قال رحمہ اﷲ تعالٰی بعد مااحتج علی من قال بکراھۃ الصورۃ مطلقا ولو لغیر حیوان کشجر مثلاً باحادیث فیھا الامر بقطع راس التماثیل مانصہ فلما ابیحت التماثیل بعد قطع راسھا الذی لو قطع من ذی الروح لم یبق، دل ذلک علی اباحۃ تصویر مالاروح لہ وعلی خروج مالاروح لمثلہ من الصورمماقدنھی عنہ فی الاثار التی ذکرنا فی ھذا الباب وقدروی عن عکرمۃ فی ھذا الباب ایضا ماحدثنا محمد بن النعمٰن (نذکربسندہ) عن عکرمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اﷲ تعالٰی عنہ قال الصورۃ الراس۱؎ الٰی اٰخرماتقدم۔

چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے خلاف استدلال پیش کرنے کے بعدفرمایا جنہوں نے یہ کہہ دیا کہ تصویر مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ غیرحیوان کی کیوں نہ ہو، مثلاً درخت وغیرہ کی تصویر، ان روایات کی وجہ سے کہ جن میں تماثیل (مجسمے) کے سرکاٹنے کاحکم دیاگیا ہے، چنانچہ موصوف کی یہ نص ہے۔ جب قطع راس (سرالگ کردینا) کے بعد تماثیل کی اجازت دی گئی (اور اسے مباح قراردیاگیا) لہٰذا اگرذی روح کاسرکاٹ دیاجائے توپھر وہ ذی روح کی صورت نہ

رہے گی، او ریہ غیرذی روح کی تصویرکے مباح ہونے کی دلیل ہے اور جس میں روح نہ ہو وہ اس تصویر سے خارج ہے کہ جس سے ان آثار میں منع کردیاگیا کہ جنہیں ہم نے اس باب میں ذکر کیاہے، چنانچہ اس باب میں نیزحضرت عکرمہ سے وہ حدیث مروی ہے کہ جس کو ہم سے محمدبن نعمان نے بیان فرمایا ہم اسے سند سے بحوالہ عکرمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کرتے ہیں، فرمایا: تصویرسر کانام ہے۔ آخرتک وہی کلام ہے جوپہلے بیان ہوچکا۔(ت)

(۱؎ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصورتکون فی الثیاب ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۳)

کلام دُر کے لئے یہ غایت ابدائے سند ہے اقول: اگرچہ ان کاآخر کلام اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استناد بتارہاہے کہ تصویرنہ رہناحکم منع سے خارج کرنے کامدارہے اور یہی چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیرمستہان پرفرمایا تو جب تک تمثال بلااہانت ظاہر ہے منع باقی ہے، ہاں جب تمثال نہ رہے یااہانت ہومنع نہ رہے گا کہ مناط منع منتفی ہوگیا قطع سرمیں تمثال نہیں رہتی جیسا کہ حدیث ا بوہریرہ وعبارت ہدایہ سے خود کلام امام اعظم سے گزرابخلاف دیگراعضا کہ جب تک چہرہ باقی تصویرباقی اگرچہ اور اعضانہ ہوں ولہٰذا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حدیث آئندہ اورمحرر مذہب امام محمدنے جامع صغیر اورجملہ کتب مذکورہ مذہب متون وشروح وفتاوٰی میں صرف نفی راس پراقتصارفرمایا، واللہ تعالٰی اعلم، بہرحال اگراسی پرچلئےفاقول: وباللہ التوفیق (اللہ تعالٰی کی توفیق ہی کے سہارے میں کہتاہوں۔ت) تصویر میں حیات آپ توکسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضائے مدارحیات کااستیعاب کرتی ہے عکسی میں توظاہرکہ اگرپورے قدکی بھی ہوتوصرف ایک طرف کی سطح بالا کاعکس لائے گی خول میں نصف جسم بھی ہوتا تو عادۃً حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اوربت میں بھی اندرونی اعضا مثل دل وجگر وعروق نہیں ہوتے اورڈاکٹری کی ایک تصویرخاص لیجئے جس میں اندرباہر کے رگ پٹھے تک سب دکھائے جاتے ہیں تورگوں میں خون کہاں سے آئے گا غرض تصویر کسی طرح استیعاب مابہ الحیاۃ نہیں ہوسکتی فقط فرق حکایت وفہم ناظرکاہے اگر اس کی حکایت محکی عنہ میں حیات کاپتادے یعنی ناظریہ سمجھے کہ گویا ذوالتصویر زندہ کودیکھ رہاہے تووہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگرحکایت حیات نہ کرے ناظر اس کے ملاحظہ سے جانے کہ یہ حی کی صورت نہیں، میت وبے روح کی ہے تو وہ غیرذی روح کی ہے،

سنن ابی داؤد جامع ترمذی وسنن نسائی وصحیح ابن حبان وشرح معانی الآثار امام طحاوی ومستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:قال قال رسول

اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اتانی جبریل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیہ تماثیل کلب فمربراس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کھیأۃ الشجرۃ ومربالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطان ومرالکلب فلیخرج ففعل رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم۱؎۔

(حضرت ابوہریرہ نے) فرمایاکہ حضورعلیہ الصلوٰہ والسلام نے فرمایا کہ میری خدمت میں حضرت جبرائیل حاضرہوئے اور فرمایا کہ میں گزشتہ رات آپ کی خدمت میں حاضرہواتھا لیکن مجھے اندرداخل ہونے سے صرف اس چیزنے روکاکہ دروازے پرتصویریں تھیں اور گھر میں بھی باریک پردہ تھا کہ جس پرتصویریں موجود تھیں نیزگھرمیں کتاتھا لہٰذا آپ اس تصویر کے متعلق فرمادیں کہ اس کاسرکاٹ دیاجائے تاکہ وہ درخت کی طرح ہوجائے، اورپردے کے بارے میں فرمادیں کہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیاجائے اور دومسندیں بنائی جائیں جوزمین پرڈالی اورپاؤں سے روندی جائیں، اور کتے کے بارے میں فرمادیجئے کہ اسے باہرنکال دیاجائے توحضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ اس طرح کیا۔(ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الصور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۷)
(جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ان الملائکۃ لاتدخل بیتا الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۴)
(شرح معانی الآثار کتاب الکراہۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۲)

دیکھئے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی عرض کی کہ ان تصویروں کے سرکاٹنے کاحکم فرمادیجئے جس سے ان کی ہیأت درخت کے مثل ہوجائے حیوانی صورت نہ رہے اس کا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قطع راس حکم منع نہ جائے گا کہ بغیر اس کے نہ پیڑ کی مثل ہوسکتی ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج، اور اگرتنزل کیجئے تو اس قدرتولازم کہ ایساکردیجئے جس سے وہ ایک بے جان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو،

ولہٰذا علامہ سیدطحطاوی رحمہ اللہ تعالٰی نے اسی قولِ دُر کی شرح میں فرمایا:قولہ لاتعیش بدونہ انما لاتکرہ الصلٰوۃ الیھا لانھا صورۃ میت وھو لایعبد۱؎ اھ اقول: والاولٰی وھی لاتعبد لان المشرکین انمایعبدون المیت قال اﷲ تعالٰی اموات غیراحیاء۲؎،نعم لایصورونھم صورۃ میت بل حی۔

مصنف کاارشاد کہ اس کے بغیر زندگی نہ ہو۔ پس ایسی تصویر کی طرف منہ کرکے نمازپڑھنا مکروہ نہیں کیونکہ وہ مردے کی تصویر ہے جبکہ مردے کی عبادت نہیں کی جاتی اھ اقول: (میں کہتاہوں کہ) زیادہ بہتریہ ہے کہ کہاجاتا کہ مردے کی صورت کی عبادت نہیں کی جاتی، اس لئے کہ مشرک تومُردوں کی عبادت کیاکرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: "وہ مُردے ہیں جو زندہ نہیں" ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ مُردوں کی صورت پر ان کی تصویریں نہیں بناتے بلکہ زندوں کی صورت پر ان کی تصویریں بناتے ہیں۔(ت)

(۱؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۷۴)
(۲؎ القرآن الکریم ۱۶/ ۲۱)

اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یاسینہ تک بلکہ اگر صرف چہرہ کی ہو ہرگزنہ مثل شجرہوتی ہیں نہ مردہ، ذوالصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقینا جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں، اور ناظرین کا ذہن ان سے حالت حیات ذوالصورۃ ہی کی طرف جاتاہے کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار حکم اسی فہم پرتھا، نہ حیات وموت حقیقی پرجس سے تصویر کوبہرہ نہیں۔ آیا نہیں دیکھتے کہ سلاطین نصارٰی اپنی ایسی ہی ناقص تصویریں سکہ پرمنقوش کراتے ہیں اگر اس سے حالت موت مفہوم ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ سکہ میں اپنی مردہ کی صورت دکھائیں تو انصافاً یہ عبارتِ دُرمختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں کرتی وہ اس تصویر کے لئے ہے جسے توڑپھوڑ کر اس حالت پرکردیں کہ اس میں حالت حیات کی حکایت نہ رہے جو اسے دیکھے میت بے روح کی صورت جانے اقول: (میں کہتاہوں۔ت) اور اب عجب نہیں کہ چہرہ کے سوادیگر اعضائے مدارحیات کے عدم اصلی واعدام بنقض وابطال میں معنی مقصود بحکایۃ الحیاۃ عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صورمیں فرق پیداہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا بناہوا توڑدیا بہرحال حکایت نہیں ہوتیکمالایخفی فلیتسأل وبااللہ التوفیق (جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں، پھرپوچھنا چاہئے، او راللہ تعالٰی کے فضل ہی سے توفیق حاصل ہوسکتی ہے۔ت)

ثالثاً بتوفیق اللہ وجل کے وہ تحقیق بیان کریں جس سے اس مبحث کے تمام علل واحکام واصول وفروع متجلی ہوں۔ تصویر ممنوع میں کراہت نمازوحکم ممانعت کی علت مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے مشابہت عبادت صنم بتائی،

ہدایہ میں صراحۃً اسی میں حصر فرمایا:حیث قال لاباس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق اوسیف معلق لانہما لایعبد ان وباعتبارہ تثبت الکراھۃ ۱؎۔چنانچہ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی نمازپڑھے جبکہ اس کے سامنے مصحف شریف یاتلوار لٹکی ہوئی ہو اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی، اور باعتبار عبادت کراہت ثابت ہوتی ہے۔(ت)

(۱؎ الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲)

فتح القدیرمیں ہے:قولہ وباعتبارہ تثبت الکراھۃ قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر۲؎۔مصنف کایہ کہنا کہ عبادت کی وجہ سے کراہت ثابت ہوتی ہے اس میں معمول کومقدم کیاگیاہے تاکہ حصرکافائدہ حاصل ہو۔(ت)

(۲؎ فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ فصل ویکرہ للمصلی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۱)

تبیین الحقائق میں ہے:لاتعبد اذاکانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر والکراھۃ باعتبار العبادۃ فاذا لم یعبد مثلہا لایکرہ۳؎۔جب تصویر چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کے لئے واضح نہ ہوتو اس کی عبادت نہیں کی جاتی اور کراہت بلحاظ عبادت ہے، پھرجب اس قسم کی تصویر کی عبادت نہ کی گئی توکراہت نہیں۔(ت)

(۳؎ تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۶)

اورمصلی کے کپڑوں پرتصویر ہونے کی ممانعت کوحامل صنم کی مشابہت سے تعلیل فرمایا جیسا کہ ہدایہ وکافی وتبیین میں ہے:واللفظ للھدایۃ، لو لبس ثوبافیہ تصاویر یکرہ لانہ یشبہ حامل الصنم والصلٰوۃ جائزۃ فی جمیع ذٰلک لاستجماع شرائطہا وتعاد علی وجہ غیرمکروہ۔۱؎ہدایہ میں یہ الفاظ ہیں کہ اگرکسی نے ایساکپڑاپہنا کہ جس میں تصویریں ہیں تومکروہ ہے اس لئے کہ یہ حالت بت اٹھانے والے کے مشابہ ہے اور نماز ان تمام صورتوں میں جائز ہے، اس لئے کہ اس کی تمام شرائط موجود ہیں البتہ غیرمکروہ صورت پرنماز کولوٹایاجائے۔(ت)

(۱؎ الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲)

اس حصر کے منافی نہیں کہ وقت عبادت حامل صنم سے مشابہت بھی عبادت صنم سے مشابہت ہے مگرانہیں کتب سے تعلیل مسائل میں دو علتیں اور مفہوم ہوتی ہیں، ایک یہ کہ جہاں تصویر ممنوع رکھی ہو ملائکہ اس مکان میں نہیں جاتے اور جس مکان میں ملائکہ رحمت نہ آئیں وہ ہرجگہ سے بدترہے، دوسرے تعظیم تصویر۔

ہدایہ میں ہے:یکرہ ان یکون فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ اوبحذائہ تصاویر اوصورۃ معلقۃ لحدیث جبریل انا لاندخل بیتا فیہ کلب وصورۃ۲؎۔یہ مکروہ ہے کہ کسی انسان کے سر کے اوپرچھت میں تصویرلگی ہوئی ہو یا اس کے سامنے ہو یااس کے مقابل تصویریں ہوں یاکوئی تصویرلٹکی ہوئی ہو، اور اس کراہت کی وجہ حدیث جبرائیل ہے کہ انہوں نے فرمایا:"ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتایاتصویرہو۔(ت)

(۲؎الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا ۱/ ۱۲۲)

کافی میں اتنا زائدکیا:وبیت لاتدخل فیہ الملٰئکۃ شرالبیوت۳؎۔جس گھر میں فرشتے داخل نہ ہوں وہ بدترین گھرہے۔(ت)

(۳؎ کافی شرح وافی)

امام زیلعی نے دونوں تعلیلوں کو جمع فرمایا:حیث قال لقولہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ ولانہ یشبہ عبادتھا فیکرہ۱؎۔چناچہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے فرمایا او روہ یہ ہے کہ فرشتے ایسے گھرمیں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتایاتصویرہو۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں عبادت تصویر کی مشابہت ہے لہٰذا یہ مکروہ ہے۔(ت)

(۱؎ تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبری بولاق مصر ۱/ ۱۶۶)

نیزکتب ثلٰثہ میں ہے:لوکانت الصورۃ علی وسادۃ ملقاۃ او بساط مفروش لایکرہ لانہا تداس و توطأ بخلاف ماذا کانت الوسادۃ منصوبۃ اوکانت علی السترۃ لانہ تعظیم لہا۲؎ اھ ھذالفظ الہدایۃ ولفظ الکافی والتبیین اوکانت علی الستر۳؎اعنی بدون التاء وھواولی کمالایخفی۔اگرکوئی تصویر پڑے ہوئے تکیے پرہویابچھے ہوئے بچھونے پرہوتو مکروہ نہیں اس لئے کہ اس صورت میں اسے پامال کیاجاتاہے اور پاؤں میں رکھاجاتاہے بخلاف اس صورت کے کہ جب تکیہ کھڑاکیاجائے یاپردے

پرکوئی تصویر ہو(اس صورت میں کراہت ہوگی) اس لئے کہ تصویر کی تعظیم پائی گئی اھ یہ الفاظ ہدایہ کے ہیں، اورکافی اورتبیین کے یہ الفاظ ہیں یاکسی پردے پرتصویر کے نقوش ہوں۔ میری مراد یہ ہے کہ لفظ ستر کے آخر میں حرف تاء نہیں ہوناچاہئے اور یہ زیادہ بہترہے، جیسا کہ مخفی نہیں۔(ت)

(۲ـــ الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲)
(۳ـــ تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۷)

محقق نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویرممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نماز کی طرف ساری بتایا اگرچہ تشبّہ عبادت نہ ہو،حیث قال لوکانت الصورۃ خلفہ او تحت رجلیہ ففی شرح عتاب لاتکرہ الصلٰوۃ ولکن تکرہ کراھۃ جعل الصورۃ فی البیت للحدیث ان الملٰئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب اوصورۃ الا ان ھذا یقتضی کراھۃ کونہا فی بساط مفروش وعدم الکراھۃ اذاکانت خلفہ وصریح کلامھم فی الاول خلافہ وقولہ (ای صاحب الھدایۃ) اشدھا کراھۃ ان تکون امام المصلی الی ان قال ثم خلفہ یقتضی خلاف الثانی ایضا لکن قدیقال کراھۃ الصلٰوۃ ثبت باعتبار التشبہ بعبادۃ الوثن ولیسوا یستدبرونہ ولایوطونہ فیھا ففیما یفھم مماذکرنا من الھدایۃ (ای من الکراھۃ اذاکانت خلف المصلی) نظروقدیجاب بانہ لابعد فی ثبوتھا فی الصلٰوۃ باعتبارالمکان کما کرھت الصلٰوۃ فی الحمام علی احد التعلیلین وھو کونھا ماوی الشیاطین فان قیل فلم لم یقل بالکراھۃ ان کانت تحت القدم وماذکرت یفیدہ لانھا فی البیت، وبہ یعترض علی المصنف ایضا حیث یقول لایکرہ کونھا فی وسادۃ ملقاۃ فالجواب لایکرہ جعلھا فی المکان کذٰلک لیتعدی الی الصلٰوۃ وحدیث جبریل مخصوص بذٰلک ۱ـــہ اھ ملخصا۔

چنانچہ فتح القدیر نے فرمایا اگرتصویرپس پشت ہو یا اس کے دونوں پاؤں کے نیچے پڑی ہو تو شرح عتاب میں فرمایا کہ اس صورت میں نمازمکروہ نہ ہوگی لیکن تصویر کاگھرمیں رکھنا مکروہ ہے اس حدیث کی بناء پر کہ "اس گھرمیں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتایاتصویر ہو"۔مگر اس کاتقاضاتو یہ ہے کہ اگرتصویر کسی بچھے ہوئے بچھونے پرہوتو کراہت ہوگی لیکن اس وقت کراہۃ نہ ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔ اور درصورت اول ائمہ کرام کاصریح کلام اس کے خلاف ہے۔ او رصاحب ہدایہ کاارشاد کہ شدیدترکراہت ہوگی، اگرکوئی تصویرنمازی کے آگے ہو۔ یہاں تک کہ فرمایا پھر اس سے کم درجہ

کراہت ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔ اور یہ صورت ثانیہ کے خلاف کاتقاضاکرتی ہے لیکن کبھی یہ بھی کہہ دیاجاتا ہے کہ نمازمیں ثبوت کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عبادت صنم سے تشبہ ہے، حالانکہ کسی صنم کے پجاری دونوں صورتوں میں نہ تو اس سے پیٹھ پھیرتے ہیں نہ ہی اسے پامال کرتے ہیں لیکن جوکچھ ہم نے ہدایہ سے ذکرفرمایا اس سے تویہی مفہوم ہوتاہے کہ اگرتصویر نمازی کے پیچھے ہوتوبھی کراہت ہوگی۔ لہٰذا اس قول میں نظر اور اشکال ہے۔ لیکن کبھی یہ جواب دیاجاتاہے کہ بحیثیت مکان کراہت نماز کے ثبوت میں کوئی بعد نہیں۔ جیسا کہ ایک تعلیل کے مطابق حمام میں نمازپڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کاٹھکانا (اورمرکز) ہے۔ اگرکہاجائے کہ یہ کیوں نہ کہاگیا کہ اگرتصویر پاؤں میں پڑی ہو توبھی کراہت ہوگی، حالانکہ جوکچھ بیان فرمایاگیا اس سے تویہ فائدہ حاصل ہوتاہے، اس لئے کہ تصویر گھرمیں موجود ہے، باوجودیکہ اس سے مصنف علیہ الرحمۃ پراعتراض کیاجاسکتاہے اس لئے کہ وہ فرمارہے ہیں کہ اگرپڑے ہوئے گدے میں تصویرہوتوکراہت نہ ہوگی، تو اس کاجواب یہ ہے کہ مکان میں بایں طور تصویررکھنا مکروہ نہیں تاکہ نمازکی طرف تعدیہ ہو۔ اور حدیث جبریل اس سے مخصوص ہے اھ ملخصاً(ت)

(۱ـــہ فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۲)

ان کے تلمیذ محقق ابن امیرالحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملٰئکہ کے علت ہونے کااستظہار اور تشبہ پرمدار سے انکارفرمایا، ہاں اسے موجب زیادت کراہت بتایا،وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلٰوۃ لاتدخلہ الملٰئکۃ حینئذ لان شرالبقاع بقعۃ لاتدخلہ الملٰئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلٰوۃ فی بیت فیہ الصورۃ سواء کانت مھانۃ اوغیرمھانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ یقتضی انہ لاتدخل الملٰئکۃ ھذا البیت ایضا (ای مافیہ الصورۃ مھانۃ) لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلٰوۃ فیما اذا کانت الصورۃ فی موضع سجودہ اوامامہ اوفوقہ اشد وان کانت العلۃ فی الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلاتکرہ اذالم تکن امامہ ولافوق راسہ لان التشبہ لایظھر الااذاکان علی احد ھٰذین الوجہین فالجواب ان الذی یظھر ان العلۃ ھی الامر الاول واما الباقی فعلاوۃ تفید اشدیۃ الکراھۃ غیر ان عموم النص المذکور مخصوص باخراج ماتقدم اخراجہ من الکراھۃ۱ـــہ اھ ملخصاً۔

چنانچہ محقق موصوف کی یہ تصریح ہے، اگرکہاجائے کہ کراہت کی علت گھر میں فرشتوں کاداخل نہ ہونا ہے تو جس گھر میں تصویر موجود ہووہاں نمازمکروہ ہو وہ تصویر خواہ تذلیل کی صورت میں ہو یاغیرتذلیل کی صورت میں ہو، کیونکہ بخاری اورمسلم کی ظاہر نص یہی چاہتی ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہ ہوں گے جس میں تصویر بصورت تذلیل ہی رکھی ہو کیونکہ نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتاہے، اور نص جوحضوراکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتایاتصویرموجودہو۔ (نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتاہے، اس کامطلب یہ ہے کہ حدیث پاک میں لفظ "بیتا"" نکرہ ہے جس کامعنی "کوئی گھر" ہے اور یہ "لاتدخلہ" جوجملہ منفیہ ہے اس کے تحت داخل ہے یعنی فرشتے کسی ایسے گھرمیں نہیں جاتے جہاں کسی بھی حالت میں تصویرموجودہو۔مترجم) انتہائی امریہ ہے کہ نمازمیں اس صورت میں شدید ترکراہت ہوگی جبکہ تصویر محل سجدہ میں ہو یانمازی کے آگے یااس کے اوپر، اور اگرکراہت کی علت عبادت تصویر سے تشبہ ہو تو اگرتصویر نمازی کے آگے یا اس کے سرکے اوپر نہ ہوتوکراہت نہ ہوگی کیونکہ تشبّہ صرف ان دوصورتوں میں ظاہرہوتاہے۔ جواب یہ ہے کہ جوکچھ ظاہرہوتاہے وہ یہ ہے کہ علت صرف پہلاامرہے اور اس کے علاوہ جوکچھ باقی ہے وہ شدیدترکراہت کافائدہ دیتاہے۔ علاوہ یہ کہ نص مذکور کاعموم، مخصوص منہ البعض ہے کہ اس سے وہ کراہت خارج کرد ی گئی کہ جس کے اخراج کا ذکرپہلے آگیاہے اھ ملخصاً(ت)

(١ـــ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

اسی بناپر صورصغار سے نفی کراہت کی دلیل کہ بدایہ وکافی وتبیین وعامہ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پرتقریر کی، اعتراض فرمادیا،

فقال اما عدم الکراھۃ اذاکانت الصورۃ صغیرہ لاتظھر للناظر علی بعد فقالوا لانھا لاتعبد والکراھۃ انماکانت باعتبار شبہ العبادۃ٢ـــہ وقد عرفت مافی ھذا۔

محقق ابن ہمام نے فرمایا، رہی یہ بات کہ کراہت نہ ہوگی جبکہ تصویر اتنی چھوٹی ہوکہ دیکھنے والے کے لئے دور سے واضح اورنمایاں نہ ہوتوائمہ فقہ نے عدم کراہت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس قدر چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور تحقق کراہت باعتبار شبہ عبادت ہے، بلاشبہہ اس میں جو نقص ہے آپ اسے پہچان گئے(ت)

(٢ـــہحلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

صاحب بحرنے بحرمیں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظہار پر جزم کیا،فقال انما لم تکرہ الصلٰوۃ فی بیت فیہ صورۃ مہانۃ مع عموم الحدیث ان الملٰئکۃ لاتدخلہ وھو علۃ الکراھۃ لوجود مخصص (الٰی ان قال) الا ان تکون صغیرۃ لان الصغار جدا لاتعبد والکراھۃ انما کانت باعتبار شبہ العبادۃ کذا قالوا وقد عرفت مافیہ۱؎ اھ قال فی منحۃ الخالق مافیہ ای ان العلۃ لیست التشبہ بل عدم دخول الملٰئکۃ علیھم السلام۲؎ اھ اقول: کل کلامہ ھٰھنا ماخوذ عن الحلیۃ وان لم یعزالیھا ولم یقدم ماقدم ھو لنفی علیۃ التشبہ من لزوم ان لاتکرہ اذا لم تکن امامہ ولافوقہ فلم یستقم لہ قولہ قدعرفت مافیہ۔

مصنف بحررائق نے فرمایا، ایسے گھرمیں نمازپڑھنی مکروہ نہیں کہ جس میں تصویر کی تذلیل ہو باوجود عموم حدیث کہ تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، اور ان کا غیردخول کراہت کے لئے علت ہے باوجودیکہ اس کامخصص موجودہے، یہاں تک کہ فرمایا، مگریہ کہ تصویرچھوٹی ہو، کیونکہ بلاشبہہ چھوٹی تصویروں کی عبادت نہیں ہوتی، اور کراہۃ باعتبار شبہ عبادت ہے، ائمہ کرام نے یونہی ذکرفرمایا۔ اور تمہیں معلوم ہے جوکچھ اس میں کمزوری ہے اھ، منحۃ الخالق میں فرمایا جوکچھ اس میں ہے (مافیہ) یعنی علت محض تشبّہ نہیں بلکہ ملائکہ کرام علیہم السلام کاوہاں عدم دخول ہے اھ اقول: (میں کہتاہوں) یہاں ان کاسارا کلام الحلیہ سے ماخوذ ہے اگرچہ اس کی طرف نسبت نہیں کی اورمقدم نہیں کیا (یعنی پہلے ذکرنہیں کیا) جوکچھ اس نے مقدم کیاتھا"علیۃ" تشبّہ کی نفی کے لئے بوجہ اس لزوم کے کہ نمازمکروہ نہیں ہوتی جبکہ تصویرآگے اوراوپرنہ ہو۔ لہٰذا اس کایہ کہنا کہ قدعرفت مافیہ ٹھیک اور مستقیم نہیں۔(ت)

(۱؎ بحرالرائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۱/ ۲۷،۲۸)
(۲؎ منحۃ الخالق علی البحرالرائق باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۱/ ۲۷،۲۸)

پھرمحقق حلبی نے اثنائے کلام میں دوعلت باقی اعنی تشبّہ وتعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک کہ صورت تشبّہ وشبہہ تعظیم کوموجب ٹھہرایا، اور بحرنے بدستوراتباع کیا،

وھذا نص الحلیۃ بعد ماقدمنا عنھا وذکر الاحادیث المخصصۃ، قال نعم علی ھذا یقال ینبغی ان لاتکرہ الصلٰوۃ علی بساط فیہ صورۃ وان کانت فی موضع السجود لان

ذٰلک لیس بمانع من دخول الملٰئکۃ کما افادتہ ھذہ النصوص۱؎، فان قلت الکراھۃ فی ھذہ الصورۃ انما ھی معللۃ بالتشبہ بعبادۃ الاصنام لاغیر قلت یمکن ان یقال وجود التشبہ المذکور فی ھذہ الصورۃ ممنوع فان عباد التماثیل والصور لایسجدون علیھا وانما ینصبونھا ویتوجہون الیھا بل الذی ینبغی ان یکرہ علی ھذا ماذا کانت الصورۃ امامہ لافی موضع سجودہ اللھم الا ان یقال انھا اذاکانت امامہ فی موضع سجودہ تکون فی الصلٰوۃ صورۃ الشبہ بالعبادۃ لھا فی حالۃ القیام والرکوع ثم فی حالۃ السجود علیھا ان لم یوجد التشبہ بعبادتھا فھو لایعری عن نوع شبہ بتعظیم الصور لان ذٰلک یشبہ فی صورۃ الخضوع لھا وتقبیلھا ولاباس بھذا التوجیہ وان لم یذکروہ۔

حلیہ کی یہ تصریح، اس کے بعد سے جوکچھ ہم اس کے حوالہ سے پہلے بیان کرآئے ہیں اور بعد ذکرفرمانے احادیث مخصصہ کے فرمایا چنانچہ اس نے کہا کہ ہاں اس روش پریہ کہاجاسکتاہے کہ پھرتومناسب ہے کہ نماز ایسے بچھونے پر مکروہ نہ ہوکہ جس میں تصویرہواگرچہ وہ جائے سجدہ میں ہو کیونکہ یہ دخول ملائکہ سے مانع نہیں جیساکہ ان نصوص نے افادہ بخشا۔ اگرکہاجائے کہ اس صورت میں کراہت معللہ کی علت صرف تشبہ عبادت اصنام ہے اورکچھ نہیں۔ میں کہتاہوں ممکن ہے یہ کہاجائے کہ اس صورت میں "تشبہ" مذکورکاپایاجانا ممنوع (غیرمسلم) ہے اس لئے کہ مورتیوں اور تصویروں کے پجاری ان پرسجدہ نہیں کرتے بلکہ انہیں کھڑاکرکے ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس صورت میں کراہت اس وقت ہو کہ جب تصویر اس کے آگے ہونہ کہ اس کے محل سجدہ میں ہو۔ اے اللہ! تیری ہی نصرت سے یہ کہا جائے کہ جب تصویر اس کے آگے اس کی جائے سجدہ میں ہوتو پھرنماز میں بحالت قیام اوررکوع تشبہ عبادت صورتاً پایاجائے گا، پھرتصویر پرسجدہ کرنے کی صورت میں اگرچہ تصویر کے لئے تشبہ عبادت نہ پایاجائے گا تاہم یہ حال اس سے خالی نہ ہوگا کہ اس میں تعظیم تصویر کا ایک نوع شبہ ہوگا، کیونکہ یہ صورت تصویر کے لئے عاجزی اور اس کی بوسہ زنی کے مشابہ ہوگی اور اس توجیہ کے ذکر کرنے میں کچھ حرج نہیں اگرچہ ائمہ کرام نے اسے ذکرنہیں فرمایا۔(ت)

(۱؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

علامہ شامی نے تشبّہ وتعظیم دوعلتیں رکھیں اورامتناع ملائکہ سے تعلیل کونامناسب ٹھہرایااولاً باتباع ہدایہ وغیرہا فرمایا: علۃ کراھۃ الصلٰوۃ بھا التشبہ۱؎،تصویر کے ساتھ نمازپڑھنے کی کراہت کی علت تشبہ عبادت ہے(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

پھرچندقول کے بعد لکھا:قد ظہر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلھا اما التعظیم او التشبہ علی خلاف مایاتی۲؎۔اس سے یہ ظاہر اور واضح ہوا کہ ان تمام مسائل میں کراہت کی علت دوچیزوں میں سے ایک چیزہے۔
(۱) تعظیم
(۲) یاتشبہ عبادت۔ اس کے خلاف ہے جوکچھ آگے آئے گا۔(ت)

(۲؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

پھرایک صفحہ کے بعد کلام مذکورحلیہ وبحرتلخیص کرکے فرمایا: اقول:الذی یظھر من کلامھم ان العلۃ اما التعظیم او التشبہ کما قدمناہ والتعظیم اعم کما لوکانت عن یمینہ اویسارہ اوموضع سجود فانہ لاتشبہ فیھا بل فیھا تعظیم، وماکان فیہ تعظیم وتشبہ فھو اشد کراھۃ، وخبر جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام معلول بالتعظیم بدلیل الحدیث الاٰخر وغیرہ فعدم دخول الملٰئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ وتعلیل کراھۃ الصلٰوۃ بالتعظیم اولٰی من التعلیل بعدم الدخول لان التعظیم قدیکون عارضا لان الصورۃ اذا کانت علی بساط مفروش تکون مھانۃ لاتمنع من الدخول ومع ھذا لوصلی علی ذٰلک البساط وسجد علیھا تکرہ لان فعلہ ذٰلک تعظیم لھا والظاھر ان الملٰئکۃ لاتمنع من الدخول بذٰلک الفعل العارض۱؎۔

میں کہتاہوں جوکچھ ان کے (ائمہ کرام کے) کلام سے ظاہرہوتاہے وہ یہ ہے کہ کراہت کی علت تعظیم یاتشبّہ ہے، جیسا کہ ہم نے اس کو پہلے بیان کردیاہے، او رتعظیم زیادہ عام ہے جیسا کہ اگر تصویر اس کی دائیں یابائیں طرف ہو یا اس کے محل سجدہ میں ہو(توتعظیم پائی جائے گی) کیونکہ ان صورتوں میں تشبہ عبادت نہیں بلکہ ان میں صرف تعظیم ہے، لیکن جس صورت میں تعظیم اورتشبہ دونوں ہوں توپھر اس میں شدید ترکراہت ہوگی، اورحضرت جبریل علیہ السلام کی خبرمعلول بالتعظیم ہے اس کی دلیل دوسری حدیث وغیرہ ہے اور فرشتوں کاداخل نہ ہونا وہاں ہے جہاں تصویرتعظیم سے رکھی ہو، او رنماز کے مکروہ ہونے کی تعلیل تعظیم کو قراردینا عدم دخول ملائکہ کوتعلیل قراردینے سے کہیں بہترہے کیونکہ تعظیم کبھی عارضی ہوتی ہے مثلاً تصویر کسی بچھے ہوئے بچھونے پرتذلیل سے پڑی ہوتوپھریہ دخول ملائکہ سے مانع نہ ہوگی۔ اس کے باوجود اگر

اس بچھونے پرنمازپڑھے اور اس تصویر پرسجدہ کرے تو کراہت ہوگی، کیونکہ اس کا یہ فعل تصویر کی تعظیم ہے، اور ظاہرہے کہ اس عارضی فعل کی وجہ سے فرشتے وہاں جانے سے نہیں رکتے۔(ت)

(۱ـــہ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶)

عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صورتیں تعظیم وتشبّہ دونوں منتفی مان کرکراہت ثابت مانی۔درمختارمیں ہے:اختلف فی ماذا کان التمثال خلفہ والاظہر الکراھۃ۲ـــہ۔اس میں اختلاف کیاگیا جبکہ تصویر پیٹھ پیچھے ہو، زیادہ ظاہریہ ہے کہ کراہت ہوگی الخ (ت)

(۲ـــہ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲)

ردالمحتار میں ہے:لکنہا فیہ ایسرلانہ لاتعظیم فیہ ولاتشبہ معراج۳ـــہ۔لیکن کراہت اس میں زیادہ آسان ہے کیونکہ اس میں نہ تو تعظیم ہے او رنہ تشبہ ہے، معراج۔(ت)

(۳ـــہ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی:قلت وکان عدم التعظیم فی التی خلفہ وان کانت علی حائط اوستران فی استدبارھا استہانۃ لہا فیعارض مافی تعلیقہا من التعظیم بخلاف ماعلی بساط مفروش ولم یسجد علیہا فانہا مستہانۃ من کل وجہ۱ـــہ۔میں کہتاہوں اگرتصویر پیٹھ پیچھے ہوتو گویا اس کی کوئی تعظیم نہیں اگرچہ دیوار یاپردے پر ہو اس لئے کہ اسے پیٹھ پیچھے رکھنے میں اس کی توہین وتذلیل ہے، اور تصویرلٹکانے میں جو اس کی تعظیم ہے وہ اس کے معارض ہے بخلاف اس صورت کے تصویر بچھائے گئے بچھونے پرہو لیکن اس پرسجدہ نہ کرے پھروہ توبہروجہ ذلیل وخوارہے۔(ت)

(۱ـــہ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

اقول: (میں کہتاہوں) او رعجب تریہ کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرماکر اس کے متصل ہی وہ لکھاکہ:قدظھر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلھا التعظیم اوالتشبہ وھل ھوالاتفریع علی النقض۲؎۔اس میں اختلاف کیاگیاجبکہ تصویرپیٹھ پیچھے ہو(کہ اس کاحکم کیاہے) پس زیادہ ظاہریہ ہے کہ کراہۃ ہوگی بیشک اس سے واضح ہوا کہ ان مسائل میں کراہت کی علت تعظیم یاتشبہ ہے، او ریہ تونہیں مگرتفریع برنقض۔(ت)

(۲؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

یہ ہیں بظاہرسات رنگ کےاقوال وانا اقول: وبااللّٰہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (اورمیں کہتاہوں اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے اور اسی سے ہے تحقیق کی بلندیوں تک پہنچنا۔ت) افادات مشائخ کرام کہ ہدایہ واتباع ہدایہ میں مذکورہوئے ضرور حق وصحیح، اورہرغبار سے پاک ونجیح ہیں بیشک سواتشبّہ کے کچھ علت نہیں، اور بیشک تعظیم علت ہے، اور بیشک امتناع ملائکہ علت ہے، متاخرین کے اختلافات وترددات کامنشا ان امورثلٰثہ میں تفارق سمجھناہے حالانکہ ان میں باہم تلازم ہے تشبہ عبادت بے تعظیم ناممکن ہوناتو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلاً کسی طرح شائبہ تعظیم نہ ہو وہاں شبہ عبادت کیامعنی، ولہٰذا اگربساط مفروش میں تصویر ہو اور وہ بساط جانمازنہ ہو نہ مصلی تصویر پرسجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ اب کوئی وجہ تعظیم نہ پائی گئی توتشبہ عبادت کہ یہی علت تھا متحقق نہ ہواکماتقدم من الکتب الثلٰثۃ ومثلہ فی سائرھن (جیساکہ تین کتابوں کے حوالے گزرچکے اورباقی کتابوں میں بھی اسی طرح ہے۔ت) یوہیں تعظیم تصویر تشبہ عبادت کومستلزم کہ تعظیم دونوں کوجامع ہے جب اس کادرجہ اعلٰی عبادت ہے ادنٰی میں اس سے مشابہت ہے اقول: (میں کہتاہوں) یہ اس لئے کہ تصویر کوکوئی علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہرتعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزجلالہ ہے معظمان دینی کی تعظیم اس کی طرف نسبت وعلاقہ سے ہے وہ غایت عظمت میں ہے تو غایت تعظم اعنی عبادت اسی کے لائق، دوسرے کہ اس سے منتسب ہیں، اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اس کے حکم سے دیگرمعظمات نازلہ کے مستحق، تویہ تعظیمیں "اعطاء کل ذی حق حقّہ" کے قبیل سے ہوئیں بلکہ حقیقۃً اسی کی تعظیم ہیں، ولہٰذا حضورسیدالعالمین اعظم المعظمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من اجلال االلّٰہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القراٰن غیرالغالی فیہ والجافی عنہ واکرام السلطان المقسط رواہ ابوداؤد۱؎ بسند حسن عن ابی موسی الاشعری

رضی اللہ تعالٰی عنہ۔بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اورعادل بادشاہ کی تعظیمیں اللہ ہی کی تعظیم ہیں (امام ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کوروایت فرمایا ہے۔ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلہم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۹)

مگرجس وجہ کو اس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلاً لائق تعظیم نہیں اور اب جو اس کی ذرا بھی تعظیم کی جائے گی استقلال کی ہودے گی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مفرنہ ہوگا، ولہذا امام علام فخرالاسلام نے شرح جامع صغیرمیں فرمایا:امساک الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاھرا مکروہ لان ذٰلک یشبہ عبادۃ الصنم اھ نقلہ عنہ فی الحلیۃ۲؎۔برملا بطورتعظیم کسی تصویر کواٹھانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں عبادت صنم سے مشابہت ہے اھ "الحلیہ" میں اس کو اسی راوی (ابوموسٰی اشعری) سے نقل کیاہے۔(ت)

(۲؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

یوہیں امتناع ملائکہ اسی گھرمیں جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگزنہیں، حدیث مذکور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی اس میں نص صریح ہے، امین الوحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پرتصویریں منقوش تھیں اور اس کاعلاج یہ گزارش کیاکہ اسے کاٹ کر دومسندیں بنائی جائیں کہ زمین پرڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں، اگر اس کے بعد بھی امتناع باقی رہتا توعلاج کیاہوا،

فانتفی قول العتابی فیماکانت تحت قدمیہ انہا تکرہ کراھۃ جعلہا فی البیوت لاجل الحدیث وقد تقدم عن الفتح انہ خلاف صریح کلامھم اقول: بل خلاف صریح کلام محررالمذھب محمد حیث قال فی مؤطاہ بعدماروی حدیثا فی المعنی وبھذا ناخذ ماکان فیہ من تصاویر من بساط یبسط اوفراش یفرش اووسادۃ فلاباس بذٰلک انما یکرہ من ذٰلک فی الستر وماینصب نصبا وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقہائنا۱؎ اھ وقدروی الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ رخص فیما کان یوطأ وکرہ ماکان منصوبا۲؎۔

لہٰذا علامہ عتابی کاقول منفی اورزائل ہوگیا کہ اگر تصویرقدموں میں پڑی ہو توپھربھی کراہت ہوگی کہ وہ گھرمیں موجودہے اور ایساحدیث کی وجہ سے ہے،

اور فتح القدیر کے حوالہ سے پہلے بیان ہوچکاکہ بات کلام ائمہ کرام کے بالکل صریح خلاف ہے اقول: (میں کہتاہوں)(یہی نہیں) بلکہ یہ محررمذہب (مذہب کوقلمبند کرنے والا) امام محمد کے کلام کے بھی صریح خلاف ہے جیسا کہ امام محمد نے اپنی موطامیں ارشاد فرمایا، بعد روایت کرنے حدیث کے اس معنی میں، یہی وجہ ہے کہ ہم اسی کواختیارکرتے ہیں کہ جس بچھائے ہوئے بچھونے پرتصویریں ہوں یابچھائے گئے فرش یاتکیے میں ہوں تو ان میں کچھ حرج نہیں، ہاں اگرپردے پرنقش ہوں یاکسی کھڑی کی ہوئی چیزمیں ہوتو ضرور کراہت ہوگی اور یہی امام ابوحنیفہ اورہمارے عام فقہائے کرام کاارشاد ہے اھ اورامام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے نبی مکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت فرمائی کہ جوتصویر پامال اورذلیل شدہ ہو آپ نے س کی رخصت اوراجازت دی، اور جواستادہ اوربحالت قیام ہو اسے ناپسند فرمایا۔(ت)

(۱؎ مؤطا الامام محمد باب التصاویر والجرس ومایکرہ منہا آفتاب عالم پریس لاہور ص۳۸۲)
(۲؎ المعجم الاوسط حدیث ۵۶۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۲۹)

ردالمحتارمیں ٹھیک کہاکہ:عدم دخول الملٰئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ۳؎۔فرشتوں کاکسی گھرمیں داخل نہ ہونا اس وقت ہے جبکہ تصویر عظمت سے رکھی ہو۔(ت)

(۳؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:قال الخطابی انما لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب اوصورۃ مما یحرم اقتناؤہ من الکلاب والصور واما مالیس بحرام من کلب الصید والزرع والماشیۃ ومن الصورۃ التی تمتھن فی البساط والوسادۃ وغیرھما فلایمنع دخول الملٰئکۃ بیتہ، قال النووی والاظھرانہ عام فی کل کلب وصورۃ وانھم یمتنعون من الجمیع لاطلاق الاحادیث ولان الجر والذی کان فی بیت النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم تحت السریر کان لہ فیہ عذر ظاھر لانہ لم یعلم بہ، ومع ھذا امتنع جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام من دخول البیت وعللہ بالجرو۱؎ اھ مانقلہ القاری مقرا علیہ۔

علامہ خطابی نے فرمایا: فرشتے اس گھرمیں نہیں داخل ہوتے کہ جس میں ایساکتا یاایسی تصویر ہو ان کتوں یاان تصویروں میں سے کہ جن کامحفوظ رکھنا حرام ہے۔ لیکن جس کتے اورتصویر کامحفوظ رکھناحرام نہیں مثلاً شکاری کتا یاکھیتی باڑی اور مال مویشی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا، یاوہ تصویر جوتوہین وتذلیل کی صورت میں بچھونے اور تکیے وغیرہ پرہو(اورایسی تصویرکارکھنا حرام نہیں) لہٰذا یہ فرشتوں کوگھرمیں داخل ہونے سے نہیں روکتی۔ امام نووی نے فرمایا: زیادہ ظاہر یہ ہے کہ حکم مذکورعام ہے ہرکتے اور ہرتصویر کو شامل ہے لہٰذا فرشتے ان سب وجہوں سے جانے سے رک جاتے ہیں اس لئے کہ احادیث واردہ میں اطلاق ہے(یعنی ان میں کوئی قید مذکورنہیں) اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو بچہ سگ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاشانہ اقدس میں تھا وہ تخت کے نیچے روپوش تھا اور اس میں حضورپاک کے لئے ایک واضح عذرتھا کیونکہ آپ کو اس کی پوری تفصیل معلوم نہ تھی(اور اس کی وجہ آپ کی توجہ تھی) پس اس کے باوجود حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام گھرمیں داخل ہونے سے رک گئے، اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ گھرمیں بچہ سگ موجود ہے اھ جو حضرت ملاعلی قاری نے اقرار کرتے ہوئے نقل فرمائی۔

(۱ـــہ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس تحت حدیث ۴۴۸۹ ۸/ ۲۶۵ و ۲۶۶)

اقول: ماقالہ الامام النووی رحمہ االلّٰہ تعالٰی ورحمنا بہ محتمل فی الکلب علی نزاع ظاھر فیما استدل لہ بہ وان تبعہ فیہ الشیخ فی اشعۃ اللمعات ورجع اخرا الی استثناء کلب یحل اقتناؤہ وذٰلک لانہ کم من فرق بین مارخصہ الشرع لحاجۃ وبین ماوقع من غیرالمرخص بدون علم وما مثلہ الا کنجاسۃ معفوۃ شرعا واخری کثیرۃ صلی معھا من دون علم بھا، اما ماذکر فی الصورۃ فلایصرح حدیث جبریل المذکور، وایضا اخرج البخاری والامام احمد عن ام المؤمنین انھا کانت اتخذت علی سھوۃ لھا ستر افیہ تماثیل فھتکہ النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قالت فاتخذت منہ نمرقتین فکانتا فی البیت نجلس علیھما ۱ـــہ زاد احمد ولقد رأیتہ متکئا علی احدٰھما وفیھاصورۃ ۱ـــہ اھ

اقول: (میں کہتاہوں) جوکچھ امام نووی نے ارشاد فرمایا (االلّٰہ تعالٰی ان پررحمت برسائے او ران کے طفیل ہم پربھی رحمت کانزول فرمائے) کتے میں واضح نزاع کی وجہ سے اس کااحتمال ہے کہ جس سے موصوف نے استدلال کیاہے اگرچہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ میں ان کاساتھ دیاہے، او رآخرمیں اس کتے کااستثناء فرمایا کہ جس کی حفاظت کرنا شرعاً حلال

اورجائزہے، یہ اس لئے کہ بڑا فرق ہے اس کے درمیان کہ جس کی کسی ضرورت سے شریعت نے اجازت اور رخصت دی اور اس کے درمیان کہ بغیررخصت دئیے بغیر علم واقع ہوا۔ اور اس کی مثال نہیں مگر اس مقدارنجاست کی طرح جوشرعاً معاف ہے۔ اوردوسری مقدارعفو سے بہت زیادہ ہے کہ بغیرعلم اس کے ساتھ کسی شخص نے نماز پڑھی۔ لیکن جوکچھ تصویر(صورۃ) کے بارے میں ذکرکیاگیاہے توذکرکردہ حدیث جبریل اس کی کوئی تصریح نہیں کرتی، نیزبخاری اور امام احمد نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے حوالے سے اس کی تخریج فرمائی کہ مائی صاحبہ نے طاق پر ایک پردہ لٹکایا جس میں نقشی تصویریں تھیں، توحضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے پھاڑدالا، مائی صاحبہ نے فرمایا: پھرمیں نے اس کے دو چھوٹے تکیے بناڈالے، وہ گھر میں رکھے ہوتے، اور ہم اہل خانہ ان پربیٹھتے (یعنی ان سے ٹیک لگاکربیٹھتے) امام احمد نے اس پر اتنا اضافہ کیا، بلاشبہہ میں نے حضورپاک کودیکھا کہ آپ ان دونوں میں سے ایک پرٹیک لگاکر تشریف فرماہوتے جبکہ اس پر تصویرتھی اھ،

(۱ـــہ صحیح البخاری کتاب المظالم والقصاص باب ھل تکسرالدنان التی فیہا الخمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۳۷)
(۱ـــہ مسنداحمدبن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۴۷)

وماکان رسول االلّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لیترک فی البیت شیئا یمنع دخول جبریل علیہ الصلٰوۃ والتسلیم بل فی حدیثھا رضی االلّٰہ تعالٰی عنھا عند الطحاوی قالت اشتریت نمرقۃ فیھا تصاویر فلمادخل علیّ رسول االلّٰہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فراٰھا تغیر ثم قال یاعائشۃ ماھٰذہ فقلت نمرقۃ اشتریتھا لک تقعد علیھا قال انا لاندخل بیتا فیہ تصاویر۲ـــہ، فالحق ان الامتناع مختص بغیر المھانۃ، وااللّٰہ تعالٰی اعلم۔

حضوراقدس صلی اللہتعالٰی علیہ وسلم کی برگزیہ شان نہیں کہ گھرمیں کوئی ایسی چیزچھوڑدیتے جو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کوگھرمیں داخل ہونے سے روک رکھتی، بلکہ امام طحاوی کے نزدیک مائی صاحبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت کچھ اس طرح ہے، فرمایا: میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں نقشی تصویریں تھیں پھرجب حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور اسے دیکھا توچہرہ اقدس کارنگ تبدیل ہوگیا اورارشاد فرمایا: (اے عائشہ!) یہ کیاہے؟ میں عرض کی ایک چھوٹا ساتکیہ ہے جومیں نے آپ کی خاطر خریداہے، کہ اس سے آپ سہارالگائیں گے، ارشاد فرمایا: ہم ایسے گھرمیں داخل

نہیں ہوتے کہ جس میں تصویریں ہوں۔ حق یہ ہے امتناع اُن تصویروں سے مختص ہے جوبغیرتذلیل وتوہین باعزت طریقے سے رکھی ہوں۔واﷲ تعالٰی اعلم

(۲ــہ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصورتکون فی الثیاب ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰)

توظاہرہواکہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہرایک میں حصربھی کرسکتے ہیں، اورمغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیداہوتاہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے، ولہٰذا اہانت کی صورتیں جائزرکھی گئیں کہ فرش میں ہوں جن پربیٹھیں، کھڑے ہوں، پاؤں رکھیں، یہ تقریر کلام مشائخ ہے واﷲ الحمد۔
ثم اقول: (پھرمیں کہتاہوں۔ت) جبکہ ہرتعظیم تشبّہ عبادت صورت ہے اور ہرتشبّہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعاً موجب نفرت، توعارض ولازم میں تفرقہ محض بے اصل، تعلیق ونصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہو ئی نہ کہ نفس ذات صورت کولازم تھی توبساط مفروش میں جب تصاویر کوموضع سجود میں رکھ کر ان پرسجدہ کیاجائے گا بعینہٖ انہیں معلق ومنصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اس وقت دخول ملٰئکہ کومنع کرے گا کہ ان کاامتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی،

فمااستظھرہ الشامی غیر ظاھر فان فرق بان جعلھا فی المفروش اھانۃ لہا فتعارض تعظیم السجود علیھا فذٰلک امراٰخر غیر کون التعظیم عارضا وستعلم مافیہ بعون اﷲ تعالٰی اما قول الحلیۃ ذٰلک لیس بمانع من دخول الملٰئکۃ ۱ــــہ کما افادتہ ھذہ النصوص اقول: لم تفد النصوص ان مجرد جعلھا فی فراش اووسادۃ یخرجھا عن منع الملٰئکۃ بل قیدتہ بقولہ منبوذتین توطّان وللنسائی فی روایۃ یجعل بساطا یوطأ ۲ــــہ

لہٰذا علامہ شامی نے جس کوظاہر قراردیا ہے وہ (درحقیقت) ظاہرنہیں اور اگریہ فرق کیاجائے کہ بچھے ہوئے فرش میں کسی تصویرکاہونا(اورپیوستگی رکھنا) اس کی توہین وتذلیل ہے اور اس پر سجدہ کرنے کی وجہ سے حصول تعظیم اس کے متعارض ومتصادم ہے تویہ اورچیزہے نہ یہ کہ تعظیم کا عارض ہوناہے اور ابھی تمہیں اﷲ تعالٰی کی مددسے معلوم ہوجائے گا جوکچھ اس میں کمزوری اورنقص ہے لیکن صاحب حلیہ کایہ کہنا کہ یہ دخول ملائکہ سے مانع نہیں جیسا کہ ان نصوص نے افادہ دیا۔ میں اس کے متعلق گزارش کرتاہوں کہ نصوص سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہواکہ کس تصویر کوفرش یا تکیے میں رکھنا اسے امتناع ملائکہ سے نکال دیتاہے بلکہ نصوص نے اس کو اس قول سے مقیدکیاہے کہ وہ تصویریں

پھینکی ہوئی پامال شدہ ہوں (تاکہ ان کی صحیح اہانت اور تذلیل ہو) اور امام نسائی کی رائے میں، تصویر کسی ایسے بچھونے میں ہوکہ اسے پامال کیاجائے۔

(۱ــہ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)
(۲ــہ سنن النسائی کتاب الزینۃ ذکراشد الناس عذابا میرمحمدکارخانہ کتب کراچی ۲/ ۳۰۱)

وللطبرانی فی الاوسط رخص فیماکان یوطأ ۱ــــہ فمن جعلہا فی بساط ثم علقہ علی الجدار کالاستار اووضعہ علی الراس حرم قطعا ومنع الملٰئکۃ من الدخول، فکذا من جعلہا فی بساط ثم سجد علیھا وبالجملۃ القصد ھوالاستھان ولم یحصل، الاتری الی مافی البحر عن المحیط اذاکانت علی الوسادۃ ان کانت قائمۃ یکرہ لانہ تعظیم لھا وان کانت مفروشۃ لایکرہ۲ــــہ اھ والی مافی الحلیۃ من شرح الجامع الصغیر للامام النووی یکرہ مایکون علی الوسائد الکبار (ای لانتصابہ یکرھا) وکذٰلک کل شیئ نصیب فیصیر تعظیما لہ فاما اذاکان تحقیر الہ فلاباس کالبساط المفروش والوسادۃ الملقاۃ لان فی ذٰلک استہانۃ بالصورۃ ۳ــــہ اھ وقدتقدم معناہ عن الھدایۃ والکافی والتبیین۔

اورامام طبرانی کی "الاوسط" میں ہے۔ اس تصویر کی رخصت دی گئی جوپامال کی جائے، لہٰذا جس نے تصویر کوکسی بچھونے میں رکھا، پھر پردوں کی طرح دیوار پرلٹکادیا یا اسے سرپررکھ دیا تویہ قطعی طورپرحرام ہے اور دخول ملائکہ سے مانع ہے اور اسی طرح جس نے اسے فرش میں رکھا اورپھراس پر سجدہ کیا۔ (خلاصہ کلام) مقصود اس کی توہین وتذلیل ہے جویہاں حاصل نہیں ہوا، کیاتم نہیں دیکھتے کہ جوکچھ بحررائق میں بحوالہ محیط نقل کیاہے۔ اگر کوئی تصویر کسی تکئے پرہو اگروہ کھڑا ہے توکراہت ہوگی کیونکہ اس صورت میں تصویر کی تعظیم ہوگی، اور اگر وہ بچھاہواہے تو پھرکراہۃ نہ ہوگی اھ (ارے) تم وہ نہیں دیکھتے جوکچھ حلیہ شرح جامع صغیر امام نووی میں مذکورہے بڑے بڑے تکیوں میں جونقشی تصویریں ہوں (ان کے استعمال میں)کراہت ہے، اس لئے کہ ان کے اونچا کرنے سے تصویریں کھڑی رہتی ہیں، اور یہ حکم ہرکھڑی چیزکاہے کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے، لیکن جب ان کی تحقیر اورذلت ہوتوپھر کچھ حرج نہیں جیسے بچھے ہوئے فرش اورپاؤں میں پڑے ہوئے تکئے وغیرہ، کیونکہ اس میں تصویر کی توہین وتذلیل ہے (جومقصد شریعت ہے) اھ اور اس کامفہوم ہدایہ، کافی اور تبیین کے حوالہ سے پہلے گزرچکاہے(ت)

(۱ــہ المعجم الاوسط حدیث ۵۶۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۲۹)

(۲ــہ بحرالرائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ مایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۲۷)
(۳ــہ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

ثم اقول: (پھرمیں کہتاہوں۔ت) تصویر کہ مصلی کے پس پشت ہو اسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یامعلق یادیوارپر منقوش یاچسپاں یاآئینہ میں لگی ہو او ریہ قطعاً تعظیم ہے،

فانتفی قول المعراج، لاتعظیم فیہ ولاتشبہ کماتقدم ولیت شعری اذا انتفیا فما الموجب للکراھۃ فان میل الی التمسک بامتناع الملٰئکۃ قلنا اذلاتعظیم فلاامتناع۔

لہٰذا مصنف معراج الدرایہ کاقول منفی اور زائل ہوگیا کہ اس صورت میں تعظیم اورتشبہ دونوں نہیں، جیسا کہ پہلے گزرچکاہے، کاش میں (اس رازکو) سمجھ لیتاکہ جب تعظیم اورتشبّہ دونوں منتفی اورزائل ہیں توپھروجہ کراہت کیا ہے۔ اگرامتناع ملٰئکہ کے استدلال کی طرف میلان کیاجائے توہم کہتے ہیں جب تعظیم نہیں توامتناع کہاں ہے(ت)
ثم اقول: شرع مطہر نے جس شے کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اس سے اگرایسابرتاؤکیجئے جس میں ایک جہت سے توہین اوردوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام وناجائزہی ہوگا اوریہ نہیں کہہ سکتے کہ تعظیم وتوہین متعارض ہوکربرابرہوگئیں۔

اذلایجتمع الحلال والحرام الاغلب الحرام واعتبرھذا لمن یقبل الوثن ویضربہ بالنعل فھل یقال تکافا التقبیل والضرب فیجوز، کلابل یحرم لانہ خلط عملاصالحا واخرسیئا۔

اس لئے کہ حلال اور حرام جمع نہیں ہوتے (مگر بربنائے احتیاط) حرام غالب ہوگا۔ اور اس کا اعتبار اس شخص کے (متضاد کام سے) کیاجاسکتاہے کہ وہ ایک طرف توصنم کوچومتا چاٹتاہے اور دوسری طرف دیکھئے تو اس کی حالت یہ ہے کہ وہ جوتوں سے اسے مارتا پیٹتاہے توپھر اس کے متعلق یہ کہاجاسکتاہے کہ بوسہ بازی اورمارپیٹ دونوں کام باہم برابرہوگئے۔ لہٰذایہ دونوں فعل جائزہوگئے، ہرگزایسانہیں، بلکہ اس کاصنم کوبوسہ دیناحرام ہے، یہاں اس صورت میں اس نے اچھے اوربرے فعل کوباہم مخلوط کردیاہے۔(ت)

ولہٰذا محررالمذہب امام محمدرحمہ االلہ تعالٰی ورحمنابہ (پس اس لئے مذہب کوقیدتحریر میں لانے والے حضرت امام محمد ، اللہ تعالی ان پر رحم وکرم فرمائے

اور ان کے صدقے ہم سب پر بھی رحمت برسائے۔ت) نے کتاب الاصل میں سجادہ یعنی جانمازمیں تصویر کاہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا اگرچہ تصویر پرسجدہ نہ ہوکہ جانمازمعظم ہے تو اس میں تصویرہوناتصویرکی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ جانمازِزمین پربچھائی جائے گی اور زمین پربچھانا تصویر کی توہین ہے اس پرپاؤں رکھاجائے گا اور یہ غایت توہین ہے تو وجہ وہی ہے کہ تعظیم مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ اس کے ساتھ توہین بھی ہوجیسے معظمان دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کے ساتھ ہزارتعظیمیں بھی ہوں۔

ہدایہ میں ہے:اطلق الکراھۃ فی الاصل لان المصلی معظم۱؎۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاصل میں کراہۃ کومطلق رکھا اس لئے کہ جانماز ایک قابل تعظیم چیزہے۔(ت)

(۱؎ الہدایۃ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱ /۱۲۲)

عنایہ میں ہے:معناہ ان البساط الذی اُعِد للصلٰوۃ معظم من بین سائرالبسط فاذا کان فیہ صورۃ کان نوع تعظیم لھا ونحن امرنا باھانتھا فلاینبغی ان تکون فی المصلی مطلقا سجد علیھا اولم یسجد۲؎۔اس کامعنی ہے کہ جوفرش (اورقالین وغیرہ) نماز کے لئے تیارکئے گئے وہ دوسرے تمام فرشوں سے اعلی، عمدہ اوربڑے ہیں اور قابل تعظیم ہیں، پھرجب ان پرکوئی تصویر ہوتو اس کی ایک گونہ تعظیم ہوگی حالانکہ ہمیں اس کی توہین وتذلیل کرنے کاحکم دیاگیاہے لہٰذا علی الاطلاق موزوں اورمناسب نہیں کہ تصویر کسی جانمازمیں موجودہو خواہ کوئی اس پرسجدہ کرے یاسجدہ نہ کرے۔(ت)

(۲؎ العنایۃ شرح الہدایہ علی ہامش فتح القدیر باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ رضویہ سکھر ۱ /۳۶۲)

اسی طرح تبیین وغیرہ میں ہے:فانتفی ماوجہ بہ العلامۃ الشامی عدم التعظیم فیما اذاکانت خلفہ علی ستراوحائط، واستقر عرش التحقیق علی التلازم والعلل الثلاث واللّٰہ الحمد۔لہٰذا وہ کلام زائل اورمنتفی ہوگیا کہ جس سے علامہ شامی نے عدم تعظیم کی توجیہ فرمائی تھی۔ اگرکوئی تصویرکسی پردے یادیوار پرنمازی کے پس پشت ہو(توکراہۃ نہ ہوگی) لہٰذا عرش تحقیق تینوں علتوں اور تلازم پرقرارپذیرہوگیا، اوراللہ تعالٰی کے لئے ہی ہرنوع تعریف وتوصیف ہے(ت)

ثم اقول : وباللّٰہ التوفیق (پھرمیں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتاہوں۔ت) تشبّہ دوقسم ہے: ایک عام کہ مطلقاً تصویر ممنوع کوبروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتاہے کما تقدم تحقیقہ والتصریح بہ عن الامام فخر الاسلام(جیسا کہ اس کی تحقیق پہلے ہوچکی، اور امام فخرالاسلام کے حوالے سے اس کی تصریح آگئی۔ت)، دوسرا تشبّہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل یاہیأت سے ظاہرہومثلاً تصویر کوسامنے رکھ کر اس کی طرف افعال نمازبجالانا یہ اشد واخبث ہے یہ ضرور نفس تعظیم سے اخص ہے،

وعلیہ یصدق قول الشامی ان التعظیم ۱؎ اعم وقول الحلیۃ ان لیس مدار بل یوجب زیادۃ۲؎۔اور اس پر علامہ شامی کایہ ارشاد کہ تعظیم زیادہ عام ہے بلاشبہہ صادق آتاہے، اور مصنف الحلیہ کایہ کہنا کہ یہ "مدار" نہیں بلکہ موجب زیادت ہے۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶)
(۲؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

جہاں یہ نمازمیں کراہت تحریم ہوگی ورنہ مکان میں اس کابروجہ تعظیم رکھنا توقطعاً ممنوع وگناہ ہے،فی الحلیۃ والبحر وردالمحتار ھذہ الکراھۃ کراھۃ تحریم زاد فی البحر ینبغی ان یکون حراما لامکروھا ان ثبت الاجماع اوقطعیۃ الدلیل لتواترہ۴؎۔حلیہ، بحررائق اورفتاوٰی شامی میں ہے یہ کراہۃ تحریمی ہے۔ اور بحررائق میں یہ اضافہ فرمایا: مناسب ہے کہ یہ بجائے مکروہ ہونے کے حرام ہو، اگراجماع اوردلیل کاقطعی ہوناثابت ہوجائے اس کے تواتر کی وجہ سے۔(ت)

(۳؎ ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)
(۴؎ بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۲۷)

اور اس کے سبب نمازمیں کراہت تنزیہی آجائے گی۔عنایہ میں ہے:لان تنزیہ مکان الصلٰوۃ عما یمنع دخول الملٰئکۃ مستحب۵؎۔اس لئے کہ جائے نمازکواپنی چیزسے بچانا جوفرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہومستحب ہے(ت)

(۵؎ العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳)

حاشیۃ علامہ سعدی افندی میں ہے :فتکون الکراھۃ تنزیھیۃ ۱؎لہٰذا یہ کراہت، کراہت تنزیہی ہوگی(ت)

(۱؎ حاشیہ سعدی چلپی علی العنایۃ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا دار احیاء التراث ۱ /۳۶۳)

یہ ہے وہ کراہت جومحقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی، ہمارے اس بیان سے ظاہرہوا کہ مسئلہ تصاویر میں دربارہ نمازجولفظ کرہ کتب میں ارشاد ہوا اس سے مراد کراہت تحریمی وتنزیہی سے عام ہے،

وعلیہ یستقیم قول الشامی، ظاھر کلام علمائنا ان مالایؤثر کراھۃ فی الصلٰوۃ لایکرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصورۃ الصغیرۃ لاتکرہ فی البیت۲؎ اھ والافعلۃ کراھۃ التحریم فی الصلٰوۃ ھوا لتشبہ الخاص وفی الابقاء ھو التعظیم وقد اعترف انہ اعم من التشبہ وانتفاء الاخص لایوجب الانتفاء الاعم۔

اور اس پرعلامہ شامی کا قول ٹھیک صادق آتاہے کہ ہمارے علمائے کرام کاظاہرکلام یہ ہے کہ جوچیز نمازکے مکروہ ہونے میں مؤثرنہ ہو تو اس کاباقی رکھنا بھی مکروہ نہیں۔ اور فتح القدیر وغیرہ میں یہ تصریح فرمائی کہ گھر میں چھوٹی تصویرہو توکراہت نہ ہوگی اھ ورنہ نماز میں کراہت تحریمی کی علت تشبّہ خاص ہے اور اس کے باقی رکھنے میں تعظیم ہے، علامہ موصوف نے اس بات کااعتراف کیاہے کہ تشبّہ سے تعظیم زیادہ عام ہے او ر(قاعدہ یہ ہے کہ) خاص کاانتفاء عام کے انتفاء کاموجب نہیں ۔

(۲؎ ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبری بولاق مصر ۱ /۴۳۷)

اقول : وظھر لماقررنا ان السؤال الذی ذکرہ المحقق لم یکن وارد امن اصلہ فان المنتفی عندالاستدبار ھوالتشبہ الخاص والتنحصر الکراھۃ فیہ واقول : ظھرایضا ان الجواب الذی ابداہ لیس مماابداہ بل ھو مفاد کلام المشائخ وتعلیلھم بامتناع الملٰئکۃ۔

اقول :(میں کہتاہوں) جوکچھ ہم نے ثابت کیا اس سے یہ واضح ہوگیا کہ جس سوال کومحقق نے ذکرفرمایا وہ بالکل واردنہیں، اس لئے کہ وقت استدبار تشبّہ خاص منتفی اور زائل ہے، اور کراہۃ اس میں منحصرنہیں واقول : (اورمیں کہتاہوں) اوریہ بھی ظاہرہوگیا کہ موصوف نے جس جواب کوظاہرقراردیا وہ ظاہرنہیں بلکہ

وہ کلام مشائخ اور ان کی تعلیل امتناع ملائکہ سے حاصل ہے

واقول : ظهر ايضا ان السؤال الذی اوردالمحقق الحلبی علی مسألۃ السجود علی التصوير لم يكن من الوارد ايضا لانہ ان انتفی فيہ فالتشبہ الخاص بل لانسلم انتفائہ ايضا فان السجود علی التصوير يشبہ عبادتہ قطعا كما نص عليہ فی الكافی ولفظہ السجود عليها يشبہ عبادة الاوثان١ـــہ والتبيين ونصہ السجود عليها يشبہ عبادتها فيكره٢ـــہ فانتفی ماذكر العلامۃ الشامی ان لاتشبہ فيہ اقول : وظهر ايضا ان الجواب الذی ابداه فی الحليۃ وظن انهم لم يذكروه كلامهم محيط بہ كماعلمت والله الحمد۔

واقول : (اور میں کہتاہوں)اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ تصویر پرسجدہ کرنے کے مسئلہ پرمحقق حلبی نے جوسوال اٹھایا وہ اصلاً واردنہیں کیونکہ اس میں اگر انتفاء بھی ہوتو تشبّہ خاص کاانتفاء ہوگا بلکہ ہم اس کاانتفاء بھی تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ تصویر پرسجدہ کرنا یقینا اس کی عبادت کے مشابہ ہے جیسا کہ "الکافی" میں اس کی تصریح پائی گئی چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں: کسی تصویر پرسجدہ کرناعبادت صنم کے مشابہ ہے۔ اور التبیین کی تصریح یہ ہے: تصویر پرسجدہ کرنا اس کی عبادت کے مشابہ ہے لہٰذا مکروہ ہے، لہٰذا علامہ کایہ ذکرکرنا کہ اس میں کوئی تشبّہ نہیں، بلاشبہہ زائل ہوگیا۔ اقول : (میں کہتاہوں) اوریہ بھی واضح ہوگیا کہ "الحلیہ" میں اس کے مصنف نے جس جواب کوظاہرکیاہے اور یہ گمان کیاکہ ائمہ کرام نے اسے ذکر نہیں فرمایا حالانکہ ان کاکلام اس جواب پرمحیط ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں، اور اللہ تعالٰی کے لئے ہی تعریف وتوصیف ہے۔

(١ـــہ الکافی شرح الوافی)
(٢ـــہ تبیین الحقائق کتا ب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ١ /١٦٧)

اقول : وبتحقيقنا هذا يحصل التوفيق فی مسألتين الاولٰی كراهۃ الصلاة حيث كانت الصورة خلف فمن اثبت وهم الاكثرون وجعلہ فی التنوير الاظهر، اثبت كراهۃ التنزيہ ومن نفی وهو الذی مشی عليہ صدرالشريعۃ فی شرح الوقايۃ وجزم بہ فی متنہ النقايۃ واعتمده فی الغايۃ كما فی التبيين والدرر والامام العتابی كما فی الفتح وتبعہ ابن كمال باشافی الايضاح نفی كراهۃ التحريم۔

اقول : (میں کہتاہوں) ہماری اس تحقیق سے دومسئلوں کے درمیان موافقت (اورمطابقت) پیداہوگئی۔ پہلامسئلہ جہاں تصویر پس پشت ہو توبھی نمازمکروہ ہے۔ جن حضرات نے اس کو ثابت کیاہے وہ اکثریت رکھتے ہیں اور "التنویر" میں اس کو زیادہ ظاہرقراردیاتوکراہت تنزیہی کااثبات فرمایا اور جن لوگوں نے اس کی نفی فرمائی، چنانچہ شرح وقایہ میں صدرالشریعہ نے یہی روش اختیارفرمائی اورمتن "النقایہ" میں اس پر اظہاریقین کیا اور "الغایہ" میں اسی پراعتماد کیا جیساکہ تبیین اوردرر اورامام عتابی سے منقول ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے ،اور الایضاح میں ابن کمال پاشا نے بھی اس کاساتھ دیا توکراہت تحریمی کی نفی کی۔

والثانیۃ الصلٰوۃ علی سجادۃ فیھا تصاویر اذا لم یسجد علیھا نفی الامام محمد الکراھۃ فی الجامع الصغیر، واثبتھا فی الاصل والکل صحیح بالتوزیع ای یکرہ تنزیھا لاتحریما والوجہ فیھما وجود التشبہ العام دون الخاص وذٰلک ظاھر فی الاولی ،اما الثانیۃ فلان وضع التصویر فی المصلی تعظیم لہ کما سمعت وکل تعظیم لہ تشبہ بعبادتہ کما علمت وکل صلٰوۃ کان معھا التلبس بھٰذا التشبہ کرھت و لاینافیھا وجود الاستھانۃ بوجہ اٰخر کما قدمنا فانتفی ماذکر ھٰھنا فی الحلیۃ حیث قال، قلت یلزم علی ھذا ان یکون مافی الاصل موضوعا فی المصلی لاغیر ومافی الجامع فیما عداہ وفیہ مالایخفی۱؎ اھ

دوسرامسئلہ : ایسی جانماز پرنمازپڑھنا کہ جس میں تصویریں ہوں جبکہ ان پرسجدہ نہ کرے تو اس صورت میں حضرت امام محمد نے جامع صغیر میں کراہت کی نفی فرمائی۔ لیکن کتاب الاصل میں کراہت کو ثابت کیاہے، اور یہ سب کچھ بلحاظ توزیع (تقسیم) صحیح ہے یعنی مکروہ تنزیہی اور تحریمی پر، اور دونوں میں "وجہ" تشبّہ عام کاپایاجاناہے نہ کہ تشبہ خاص، اورپہلی صورت میں ظاہرہے لیکن دوسری صورت، اس لئے کہ جانماز میں تصویررکھنا بلاشبہہ اس کی تعظیم ہے جیسا کہ آپ سن چکے، اور تعظیم میں اس کی عبادت سے تشبّہ ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے، او رہرنماز کہ جس میں اس "تشبّہ" سے تلبس ہو تو وہ مکروہ ہے اور کسی اوروجہ سے اس میں توہین کاپایاجانا اس کے منافی (اورمتصادم) نہیں، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کردیاہے، لہٰذا یہاں جوکچھ حلیہ میں ذکرکیاگیاوہ زائل اورختم ہوگیا، چنانچہ مصنف حلیہ نے فرمایا میں کہتاہوں اس طور پرلازم آتاہے کہ جو کچھ اصل میں مذکورہے وہ اس تصویر کے بارے میں ہو جوصرف جانماز میں رکھی ہوئی ہو، اورجوکچھ جامع صغیر میں مذکورہے وہ اس کے علاوہ میں ہے اور اس میں جوکمزوری ہے وہ کسی پرپوشیدہ نہیں اھ ۔

(۱ــہ التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی بحوالہ الحلیہ مکروہات الصلٰوۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص۳۶۵)

اقول : بل کلاھما فی المصلی ولابعد فیہ التطبیق ماذکرنا قال رحمہ االلہ تعالٰی والاحسن ان یقال ظاھر الکتابین التعارض فیما عداموضع السجود فاما ان یکون مافی الجامع من القید المذکور قیدا اتفاقیا واما ان یکون ما فی الاصل مقیدا بما فی الجامع۲ــــہ اھ ویزید، ان التوفیق اما بارجاع مافی الجامع الی مافی الاصل من اطلاق الکراھۃ سواء کانت فی محل السجود اوغیرہ والتقیید بکونھا فیہ وقع وفاقا اوبارجاع مافی الاصل الی مافی الجامع بحمل المطلق علی المقید۔

اقول :(میں کہتاہوں) بلکہ یہ دونوں جانماز کے متعلق ہیں، اور اس میں کوئی بعد نہیں بلکہ اس میں وہ طریقہ تطبیق ہے جو ہم نے ذکرفرمایامصنف حلیہ رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ کہاجائے کہ بظاہر دونوں کتابوں میں محل سجود کے علاوہ تعارض ہے (اور دونوں میں مطابقت کی صورت یہ ہے کہ) یایہ ہو کہ جامع صغیر میں جوقیدمذکورہے اس کو قید اتفاقی تسلیم کیاجائے یاجوکچھ اصل میں ہے وہ جامع صغیر کی عبارت سے مقیدہےاھ اورمزید موافقت کی صورت یہ ہے کہ جوکچھ جامع صغیر میں مذکورہے اسے اصل کی طرف راجع کیاجائے یعنی کراہت سے مطلق کراہت مراد ہو خواہ تصویر محل سجدہ میں ہو یامحل سجدہ میں نہ ہو، اور جامع صغیر میں جوتقیید واقع ہوئی وہ قیداتفاقی تسلیم کی جائے یاجوکچھ اصل میں مذکورہے وہ جامع صغیر کی طرف بایں طریقہ راجع ہے کہ یہاں مطلق مقید پرمحمول ہے۔

(۲ــہالتعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی بحوالہ الحلیہ مکروہات الصلٰوۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص۳۶۵)

اقول : وکانہ عند ھذا التحریر لم یتیسرلہ مراجعۃ الجامع الصغیر فان عبارتہ لاتحتمل ماذکر من الغاء القید وانما کان مساغہ لوکان منطوقہ کراھۃ الصلٰوۃ مقیدا بکون الصورۃ فی محل السجود فکان یفید عدم الکراھۃ فی غیرہ بطریق المفہوم فقال ان القید اتفاقی ولیس کذٰلک بل اصل منطوقہ ماینافی الاصل اعنی عدم الکراھۃ فاین المساغ لما ذکروھذا نص الجامع، لاباس ان یصلی علی بساط فیہ تصاویر ولایسجد علی التصاویر۱ـــہاھ قال رحمہ االلہ تعالٰی وھذا اولی (ای الثانی) لانہ لایظھر وجہ القول بکراھۃ الصلٰوۃ علی بساط کبیر فیہ صورۃ تحت قدم المصلی وھو لازم الاول بخلاف الثانی ۲ـــہاھ ۔

اقول : (میں کہتا ہوں) یہ تحریر کرتے وقت محقق موصوف کوجامع صغیر کی طرف مراجعت کی توفیق حاصل نہیں ہوئی اس لئے اس کی عبارت قید مذکور کو لغوقراردینے کااحتمال نہیں رکھتی، اور اس کے جواز کی صورت تب ہوسکتی کہ اس کامنطوق (عبارت ملفوظ) یہ ہوتاکہ نماز مکروہ ہوگی جبکہ تصویرمحل سجدہ میں ہو۔پھر اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتاکہ اگر محل سجدہ میں تصویر نہ ہوتوکراہت نہ ہوگی۔ اوریہ فائدہ بلحاظ مفہوم حاصل ہوتا، اور کہا کہ قید اتفاقی ہے، حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ اس کااصل منطوق کتاب الاصل کے منافی ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ وہ عدم کراہۃ ہے توجوکچھ علامہ موصوف نے ذکرکیا اس کاجواز کہاں ہے، (دیکھئے) جامع صغیر کی یہ تصریح ہے، کوئی حرج نہیں اگر ایسے فرش پرنمازپڑھے کہ جس پرتصویریں ہوں جبکہ ان تصویروں پرسجدہ نہ کرےاھ ، موصوف نے فرمایا (اللہ تعالٰی ان پررحم فرمائے) یہ اولٰی ہے(یعنی دوسری) وجہ کیونکہ اس قول کی وجہ ظاہرنہیں کہ بڑے فرش پرنمازمکروہ ہے کہ جس میں تصویر نمازی کے زیرقدم ہو، اور یہ اول کولازم ہے بخلاف ثانی اھ

(۱ـــہ الجامع الصغیر کتاب الصلٰوۃ باب فی الامام این یستحب ان یقوم الخ مطبع یوسفی لکھنؤ ص۱۱)
(۲ـــہ التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی بحوالہ الحلیہ مکروہات الصلٰوۃمکتبہ قادریہ لاہورص۳۶۵)

اقول : قدافدناک الوجہ فتشکر، ثم لاوجہ یظہر لتقییدہ بالکبیر بعد فرض الصورۃ تحت القدم واﷲ تعالٰی اعلم وتبعہ البحر فی ھذا البحث کلہ غیرانہ قال اطلق الکراھۃ فی الاصل فیما اذا کان علی البساط المصلی علیہ صورۃ لان الذی یصلی علیہ معظم فوضع الصورۃ فیہ تعظیم لھا بخلاف البساط الذی لیس بمصلی۱ـــہاھ فحمل البساط علی السجادۃ کما حملنا ثم تبع الحلیۃ فقال، وتقدم عن الجامع الصغیر التقیید بموضع السجود فینبغی ان یحمل اطلاق الاصل علیہ وانھا اذا کانت تحت قدمیہ لایکرہ اتفاقا۲ـــہاھ۔

اقول :(میں کہتاہوں) بیشک ہم نے تمہیں اس وجہ کافائدہ بخشا لہٰذا شکریہ ادا کیجئے، پھر لفظ "بساط" کولفظ "کبیر" سے موصوف اور مقیدکرنے کی کوئی ظاہروجہ موجودنہیں جبکہ یہ فرض کرلیاکہ تصویر(نمازی کے) زیرقدم ہے واﷲ تعالٰی اعلم، بحررائق نے اس پوری بحث میں ا س کی متابعت کی ہے مگریہ کہ فرمایا اصل میں کراہت کومطلق رکھا اس حالت میں جبکہ بچھی ہوئی جانماز پرتصویر ہوکیونکہ جس فرش پرنماز پڑھی جائے وہ قابل تعظیم ہے، پھر اس میں

کسی کا رکھنا اس تصویر کی بلاشبہہ تعظیم ہے لیکن وہ فرش ہوجانمازنہ ہواھ
(یہاں) موصوف نے فرش کو جانمازپرحمل کیاہے جیسا کہ ہم نے حمل کیاہے،پھرحلیہ کے اتباع میں فرمایا کہ جامع صغیر کاحوالہ پہلے آچکاکہ اس نے اسے محل سجدہ سے مقیدکیاہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اصل کے اطلاق کو اس پرحمل کیاجائے، او رجب تصویر دونوں پاؤں کے نیچے ہوتوباتفاق کراہت نہیں اھ۔

(۱ـــہ و ۲ـــہ بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب یفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۲۸)

اقول : قولہ وانہا معطوف علی قولہ ان یحمل، داخل تحت ینبغی فھو بحث منہ بناءً علی ماحمل علیہ کلام الاصل وقد علمت مافیہ بل تکرہ فی المصلی مطلقا وان کانت تحت القدم و مافی الدر وغیرہ لایکرہ ولوکانت تحت قدمیہ اومحل جلوسہ لانہا مہانۃ۱ـــہ مخصوص بغیر السجادۃ بدلیل الدلیل وقد نقلوا قاطبۃ عن الاصل الاطلاق المرسل فی المصلی وما عللوہ بہ شامل لکل صورۃ کمالایخفی نعم فی بساط غیرہ لایکرہ اذاصلی علیہ ولم یسجد علیہا وان لم تکن تحت قدمیہ بل ولوکانت امامہ لوجودالاھانۃ مطلقا مع عدم التعظیم لوجہ قال فی الحلیۃ نقلا من شرح الجامع الصغیر لفخرالاسلام لایکرہ ان یصلی دون وسادۃ علیہا تصاویر۲ـــہ اھ

اقول : (میں کہتاہوں) اس کایہ کہناکہ "وانہا" اس کے قول "ان یحمل" پرمعطوف ہے اور "ینبغی" کے ذیل میں داخل ہے او ریہ اس کی بحث ہے اس بناء پرکہ جس پر اس نے کلام اصل کو حمل کیاہے اور تمہیں معلوم ہے جوکچھ اس میں کمزوری ہے، بلکہ جانماز میں تصویر کاہونا علی الاطلاق مکروہ ہے اگرچہ تصویرزیرقدم ہو، اور جوکچھ دُروغیرہ میں ہے کہ یہ مکروہ نہیں اگرچہ تصویردونوں قدموں کے نیچے ہویا اس کے بیٹھنے کی جگہ میں ہو اس لئے کہ وہ بحالت توہین وتذلیل ہے اوریہ بغیر جانمازمخصوص ہے دلیل وہی دلیل ہے حالانکہ سب نے بالاتفاق کتاب الاصل سے "اطلاق مرسل" نقل کیاہے، اور انہوں نے جو اس کی تعلیل ذکرفرمائی وہ ہرتصویر کوشامل ہے جیسا کہ یہ پوشیدہ نہیں، ہاں کسی دوسرے تصویروالے بچھونے پرنمازپڑھے او رتصویر پرسجدہ نہ کرے تو کراہت نہ ہوگی اگرچہ تصویر اس کے قدموں کے نیچے نہ ہو، بلکہ اگرچہ تصویر اس کے آگے ہی ہو اس لئے کہ اس حالت میں مطلقاً توہین پائی گئی باوجویکہ تعظیم کسی وجہ سے بھی نہیں۔ الحلیہ میں شرح جامع صغیر سے نقل کرتے ہوئے فرمایا جانماز کے علاوہ کسی اور فرش پر کہ جس میں تصویریں ہوں نمازپڑھے تو کراہت نہیں اھ۔

(۱ـــ درمختار　　کتاب الصلٰوۃ　　باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا　　مطبع مجتبائی دہلی　۱/ ۹۲)
(۲ــــ التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی　　مکروہات الصلٰوۃ　　مکتبہ قادریہ لاہور　　ص۳۶۳)

اقول : ھو نص نفس الجامع الصغیر ثم المراد بالوسادۃ الصغیرۃ دون کبیرۃ تورث الصورۃ انتصاباکما تقدم ، ثم لایخفی علیک ان التوفیق الذی ذکرہ الفقیر اولی مما اختارہ ھذا المحقق لان فیہ اھمال احدھما فی بعض متناولاتہ وفیما ذکرت اعمال کلیھما فی کلہ فانظر الی کثرۃ الفوائد فی کلام المشائخ رحمھم اﷲ تعالٰی وھکذا کلامھم اذا امعن فیہ النظر وساعد التوفیق فی اللطیف الخبیر عزجلالہ واﷲ الحمد۔

اقول : (میں کہتاہوں) یہ خود جامع صغیر کی تصریح ہے وسادہ یعنی جانماز سے چھوٹی جانمازمرادہے نہ بڑی کہ جس سے تصویر کاقیام پیداہوتاہے، جیسا کہ پہلے گزرچکا، اورتم پریہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ جوموافقت فقیر(امام احمدرضا) نے پیش کی وہ اس سے بہترہے جو اس محقق نے اختیارکی کیونکہ اس میں دومیں سے ایک کے بعض مشمولات کو نظرانداز کردینا ہے، اور جوکچھ میں نے اس باب میں ذکرکیا اس میں یہ فوقیت وخوبی ہے کہ سب میں دونوں کو عمل دیناہے۔ لہٰذا مشائخ رحمہم اللہ تعالٰی کے کلام میں کثیرفوائد کوملاحظہ فرمائیے، اور ان کاکلام ایساہی ہوتا ہے جبکہ اس پرگہری نظرڈالی جائے او رتوفیق دینے میں پروردگار لطیف وخبیر ہے کہ جس کا جلال غالب اور زبردست ہے، اور اللہ تعالٰی کے لئے ہرتعریف وتوصیف ہے۔(ت)

ثم اقول : وبہ استعین (پھرمیں کہتاہوں اسی سے طلب مدد کرتے ہوئےـت)تنقیح علت اگرچہ بفضلہ تعالٰی بروجہ احسن ہوئی مگر ابھی ایک اورتنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علت کراہۃ تشبّہ عبادت ہے خاص ہویاعام، توضرور ہے کہ وہ تصویرجنس مایعبدہ المشرکون (تصویر اس جنس سے ہوکہ جس کی مشرکین عبادت کرتے ہیں۔ت) سے ہوکہ جسے مشرکین پوجتے ہی نہیں وہ بت کے حکم میں نہیں کہ اس کے بروجہ تعظیم رکھنے یا اس کی طرف نمازپڑھنے میں معاذاللہ عبادت بت سے تشبہ ہو، ولہٰذا جابجا کراہت کوعبا دت اور اس کے عدم کو عدم سے تعلیل فرماتے ہیں کہ یہ مشرک اس کی عبادت نہیں کرتے، لہٰذا کراہت نہیں، مثلاً:

(۱) اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پررکھ کردیکھو تواعضاکی تفصیل نہ معلوم ہومورث کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت مشرکین کی عادت نہیں۔

ہدایہ وکافی وتبیین میں ہے:لوکانت الصورۃ صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر لایکرہ لان الصغار جدالاتعبد ١؎۔اگرتصویراتنی چھوٹی ہوکہ دیکھنے والے کیلئے واضح نہ ہو تومکروہ نہیں اس لئے کہ اتنی چھوٹی تصویروں کی پرستش نہیں ہوتی۔(ت)

(١؎ الہدایۃ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا المکتبۃ العربیہ کراچی ١ /١٢٢)

فتح القدیرمیں ہے:فلیس لہا حکم الوثن فلاتکرہ فی البیت ١؎۔لہٰذا ایسی تصویر کے لئے حکم صنم نہیں لہٰذا اس کاگھر میں رکھنا مکروہ نہیں۔(ت)

(١؎ فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ١/ ٣٦٣)

اور اس بارے میں امیرالمومنین فاروق اعظم وحضرت عبداللہ بن مسعود وحذیفہ بن الیمان ونعمٰن بن مقرن وعبداللہ بن عباس وابوہریرہ وابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم صحابہ اور سیدنا دانیال علیہ الصلٰوۃ والسلام سے آثارمروی ومذکورہیں کمابیّنّھا فی الحلیۃ(جیسا کہ انہیں حلیہ میں بیان فرمایا۔ت)

(٢) سربریدہ یاچہرہ محوکردہ کہ اس کی بھی عبادت نہیں ہوتی، اور بھنویں اورآنکھیں مٹادینا کافی نہیں، نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کرے۔

تبیین وبحرمیں ہے :مقطوعۃ الراس لاتکرہ لانہا لاتعبد بدون الراس عادۃ ولااعتبار بازالۃ الحاجبین اوالعینین لانہا تعبد بدونہما ٢؎۔سربریدہ تصویررکھنا مکروہ نہیں اس لئے کہ بغیرسر عادتاً اس کی عبادت نہیں کی جاتی لیکن دونوں ابرواوردونوں آنکھیں مٹادینے کاکچھ اعتبارنہیں، اس لئے کہ ان کے بغیر بھی اس کی عبادت کی جاتی ہے۔(ت)

(٢؎ تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ ١ /٦٦ و بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ١ /٢٨)

ہدایہ میں فرمایا:ممحو الراس لیس بتمثال لانہ لایعبد بدون الراس ٣؎۔اگرسرمحوکردیاجائے یعنی مٹادیاجائے تووہ تصویر اورمورتی نہ رہے گی کیونکہ بغیرسراس کی عبادت نہیں کی جاتی(ت)

(٣؎ الہدایہ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ الخ المکتبۃ العربیہ کراچی ١ /١٢٢)

عنایہ میں ہے:انہ لایعبد بلاراس فکان کالجمادات۴؎۔اگرسر نہ ہوتو اس کی عبادت نہ ہوگی کیونکہ وہ محض بے جان چیزوں کی طرح ہے۔(ت)

(۴؎ العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر باب مایفسدالصلٰوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳)

خلاصہ وفتح و حلیہ وبحرمیں ہے:واللفظ لہ لااعتبار بقطع الیدین او الرجلین۱؎ اھ وکذا ھو فی الخلاصۃ ثمّ الحلیۃ بحرف الترديد ولفظ المحقق لوقطع یدیھا ورجلیھا لاترفع الکراھۃ۲؎ اھ اعنی بحرف الجمع وھو المراد۔بحرالرائق کے الفاظ یہ ہیں: اگردونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں تو ان کاکچھ اعتبار نہیں اھ او راسی طرح خلاصہ اورپھر حلیہ میں حرف تردید (لفظ او) کے ساتھ ہے اور محقق کے الفاظ یہ ہیں: اگردونوں ہاتھ اوردونوں پاؤں کاٹ ڈالے توکراہت ختم نہ ہوگی اھ میری مراد یہ ہے کہ (یہاں پر عبارت) حرف جمع(یعنی لفظ واؤکے ساتھ) ہے اور یہی مراد ہے۔(ت)

(۱؎ بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲/ ۲۸)
(۲؎ فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳)

غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ ومقطوعۃ الراس کی تعلیل میں لکھا :لانھا لاتعبد فانتفی التشبہ الذی ھو سبب الکراھۃ۳؎۔اس لئے کہ (تصویرصغیر اورمقطوع الرأس) کی عبادت نہیں کی جاتی، لہٰذا وہ شبہہ زائل ہوگیا جوکراہۃ کاسبب ہے۔(ت)

(۳؎ غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل کراھیۃ الصلٰوۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص۳۵۹)

(۳) شمع یاچراغ یاقندیل یالیمپ یالالٹین یافانوس نمازمیں سامنے ہوتو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اوربھڑکتی آگ اور دہکتے انگاروں کا تنور یابھٹی یاچولہا یاانگیٹھی سامنے ہوں تومکروہ کہ مجوس ان کوپوجتے ہیں،

عنایہ میں بعد عبارت مذکورہ آنفا ہے:فصار کالصلٰوۃ الٰی شمع اوسراج فی انھما لایعبد ان ویکرہ لوکان بین یدیہ کانون فیہ جمراونارموقدۃ۴؎۔پھر وہ شمع یاچراغ کی طرح ہے کہ ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے کیونکہ ان کی عبادت نہیں کی

جاتی (لہٰذا کراہت نہیں) لیکن نماز مکروہ ہے جبکہ نمازی کے سامنے ایساچولہا رکھاہو کہ جس میں بھڑکتی ہوئی آگ کے انگارے ہوں۔(ت)

(۴؎ العنایۃ شرح الہدایۃ علٰی ہامش فتح القدیر باب مایفسدالصلٰوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۶۳)

فتح زیرمسئلہ شمع ہے:لانھم لایعبدونہ بل الضرام جمرا اونارا ۱؎۔اس لئے کہ مشرکین اس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ بھڑکتے انگارے یاآگ کی۔(ت)

(۱؎ فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ فصل ویکرہ للمصلی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۶۴)

تبیین الحقائق وبحرالرائق میں ہے :قال رحمہ اﷲ تعالٰی او شمع اوسراج لانھما لایعبدان والکراھۃ باعتبارھا وانما یعبدھا المجوس اذاکانت فی الکانون وفیھا الجمر اوفی التنور فلایکرہ التوجہ الیھا علی غیرذٰلک الوجہ۲؎ اھ اقول : البحر تبع التبیین فی قولہ والکراھۃ باعتبارھا فرجع الی الصواب۔

دونوں نے فرمایا(اﷲ تعالٰی ان پررحم فرمائے) شمع یاچراغ کی طرف (بحالت نماز)منہ کرنا مکروہ نہیں اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی، اور کراہت عبادت کی وجہ سے ہواکرتی ہے، اور آتش پرست آگ کی عبادت کرتے ہیں جبکہ چولھے اورتنور میں آگ کے انگارے ہوں۔ لہٰذا اس کی طرف رخ کرنا بغیر اس وجہ کے ہو تو مکروہ نہیں اھ اقول : (میں کہتاہوں) مصنف بحررائق نے تبیین کے اس قول "کراہت بلحاظ عبادت ہوتی ہے" میں اس کا اتباع کیا لہٰذا وہ راہ صواب کی طرف لوٹ گیا۔(ت)

(۲؎ تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ الخ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱ /۱۶۷)
(بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ الخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۳۲)

کافی میں ہے:ان قطع الراس فلاباس بہ لانہ لایعبد بلا راس ولہذا لوصلی الی تنور اوکانون فیہ نارکرہ لانہ یشبہ عبادتھا والی قندیل اوشمع اوسراج لا، لعدم التشبہ۳؎۔

اگرتصویر کاسرکاٹ دیاجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ بغیر سرتصویر کی عبادت نہیں کی جاتی۔ لہٰذا اگر ایسے چولہے یاتنور کی طرف نماز

پڑھے کہ جس میں آگ ہو تو مکروہ ہے کیونکہ اس کی عبادت کے مشابہ ہے، اور اگرقندیل یاشمع یا چراغ کی طرف (منہ کرکے نمازپڑھے) توکراہۃ نہیں، اس لئے کہ اس میں کوئی تشبہ عبادت نہیں۔(ت)

(۳ـــہ الکافی شرح الوافی)

محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھرہندیہ میں ہے:من توجہ فی صلٰوتہ الٰی تنور فیہ نار تتوقد اوکانون فیہ ناریکرہ ولوتوجہ الی قندیل اوالٰی سراج لم یکرہ۱ـــہ۔

جو شخص اپنی نمازمیں ایسے تنور یاچولہے کی طرف منہ کرے کہ جس میں آگ بھڑک رہی ہو توکراہۃ ہوگی، لیکن اگرقندیل یاچراغ کی طرف منہ کرے تو کراہت نہ ہوگی۔(ت)

(۱ـــہ فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ محیط السرخسی کتاب الصلٰوۃ الباب السابع الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱ /۱۰۸)

فتاوٰی امام اجل قاضی خاں میں ہے:یکرہ ان یصلی وبین یدیہ تنوراوکانون فیہ نار موقدۃ لانہ یشبہ عبادۃ النار وان کان بین یدیہ سراج اوقندیل لایکرہ لان لایشبہ عبادۃ النار۲ـــہ۔

یہ مکروہ کہ آدمی (اس حالت میں نمازپڑھے) کہ اس کے آگے ایساتنور یاچولہا ہوکہ جس میں آگ بھڑک رہی ہو، اس لئے کہ یہ صورت عبادت آگ کے مشابہ ہے اور اگر اس کے سامنے چراغ یاقندیل ہوتومکروہ نہیں کیونکہ یہ عبادت آگ کے مشابہ نہیں۔(ت)

(۲ـــہ فتاوٰی قاضی خان کتاب الصلٰوۃ باب الحدث فی الصلٰوۃ ومایکرہ فی الصلٰوۃ نولکشور لکھنؤ ۱ /۵۷)

اسی طرح اس سے لایکرہ تک خزانۃ المفتین میں ہے:اقول : ھذہ نصوص الائمۃ الاجلۃ فسقط مافی القنیۃ ان المجوس یعبدون الجمر لاالنار الموقدۃ۳ـــہ اھ وان تبعہ فی الدر والتمرتاشی ثم السید ابوالسعود الازھری ثم السید الطحطاوی فی حاشیۃ المراقی وایضا الدررولفظہ لان المجوس لایعبدون اللھب بل الجمر۵ـــہ اھ ومثلہ فی مجمع الانھر واشار الیہ الشرنبلالی فی مراقیہ ثم الزاھدی نفسہ اظھر ضعفہ اذ قال بعدہ حتی قیل لاتکرہ الی النار الموقدۃ۱ـــہ اھ

اقول : (میں کہتاہوں) یہ جلیل القدر ائمہ کی تصریحات ہیں۔ لہٰذا قنیہ میں جو ہے وہ ساقط ہوگیا کیونکہ آتش پرست آگ کے انگاروں کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ آگ کے شعلوں کی اھ مصنف درمختار، امام تمرتاشی، سیدابومسعود ازہری، سیدطحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح اور مصنف الدرر ان سب بزرگوں نے اس کا اتباع کیا ہے، اور اس کے الفاظ یہ ہیں: مجوس آگ کے شعلوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ آگ کے انگاروں کی عبادت کیاکرتے ہیں اھ اور اسی طرح مجمع الانہر میں ہے، اور علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں اس کی طرف اشارہ کیاہے، پھرخودعلامہ زاہدی نے اس کے ضعف کی طرف لفظ قیل کے ساتھ اس کی تعبیر فرمائی، چنانچہ اس کے بعد اس نے کہا یہاں تک کہ یہ کہاگیاہے کہ شعلہ زن آگ کی طرف (نمازمیں منہ کرنا) مکروہ نہیں اھ۔

(۳؎ القنیۃ المنیۃ کتاب الکراھیۃ باب الکراہۃ فی الوضووکیفیات الصلٰوۃ مطبوعہ کلکتہ ص۱۴۹)
(۴؎ الدرالمختار کتاب الکراھیۃ باب مایفسدالصلٰوۃ وکیفیات الصلٰوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱ /۹۳)
(فتح المعین بحوالہ تمرتاشی کتاب الکراھیۃ باب مایفسدالصلٰوۃ وکیفیات الصلٰوۃ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۱ /۲۴۶)
(۵؎ الدررالحکام شرح غررالاحکام باب مایفسدالصلٰوۃ وکیفیات الصلٰوۃ میرمحمدکتب خانہ کراچی ۱ /۱۱۰)
(۱؎ القنیۃ المنیۃ کتاب الکراھیۃ باب الکراھیۃ فی الوضوء الخ مطبوعہ کلکتہ انڈیا ص۱۴۹)

اقول : ان کان صحیحا انھم لایعبدونھا فما معنی تعبیرھذا القیل بقیل الا ان یقال ان الموقدۃ فلما تخلو عن جمر وفیہ نظر بل لاتشمل علیہ الاقرب الانتھاء ثم ربما تکون الموقدۃ من حشیش ونحوہ ولاجمر ثمہ وااللہ تعالٰی اعلم۔

اقول : (میں کہتاہوں) اگریہ بات صحیح ہے کہ آتش پرست نری آگ کی عبادت نہیں کرتے تو اس کی تعبیر لفظ قیل کے ساتھ کرنے کاکیامطلب ہے، مگریہ کہ کہاجائے کہ شعلہ زن آگ بہت کم انگاروں سے خالی ہوتی ہے، لیکن یہ موجب اشکال ہے۔ بلکہ انگاروں پرصرف آخرمیں مشتمل ہوتی ہے (اور یہ بھی غورکرناچاہئے کہ) بسااوقات آگ، گھاس اور اس جیسی چیزوں سے جس میں بالکل (برائے نام بھی) انگارے نہیں ہوتے۔واللہ تعالٰی اعلم

(۴) مصحف شریف

(۵) تلواروغیرہ ہتھیار کاسامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی۔

کما فی الکتب الثلٰثۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام الزیلعی، انھما لایعبدان و باعتبارھا تثبت الکراھۃ وفی استقبال المصحف تعظیمہ وقدامرنابہ۲؎۔جیسا کہ تین کتابوں اور عام کتابوں میں مذکورہے اور امام زیلعی کے الفاظ یہ ہیں ان دونوں کی (مصحف شریف اورتلوار کی) عبادت نہیں کی جاتی۔ اورکراہت باعتبار عبادت ثابت

ہوتی ہے او رمصحف شریف کی طرف منہ کرنا، اس میں اس کی تعظیم، اور ہمیں اس کی تعظیم کرنے کاحکم دیاگیاہے۔(ت)

(۲؎ تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ الخ المطبعۃ الکبری بولاق مصر ۱/ ۱۶۷)

اقول : (میں کہتاہوں) یہ وہی فرق نفیس ہے کہ صدرکلام میں فقیرنے گزارش کیا،ولفظ البحر اما المصحف فلان فی تقدیمہ تعظیمہ وتعظیمہ عبادۃ والاستخفاف بہ کفرفانضمت ھذہ العبادۃ الی عبادۃ اخری فلاکراھۃ ۱؎ اھ فاحفظہ فانہ ینفعک۔

بحرالرائق کے الفاظ یہ ہیں رہا مصحف تو اس کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے اور اس کی تعظیم بلاشبہ عبادت ہے اور اس کا استخفاف کفرہے۔ پھر یہ عبادت ایک دوسری سے پیوستہ ہوگئی لہٰذا بالکل کراہت نہ رہی اھ پھراس کو یادرکھئے بلاشبہہ یہ آپ کو فائدہ دے گا۔(ت)

(۱؎ بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۳۱)

(۶) تصویر صغیرپرقیاس فرماکر مستورسے بھی نفی کراہت کی، کہ ظاہر نہ ہونے میں اس کے مثل ہے جیسے جیب یابٹوے میں روپیہ یابعض ترکی ٹوپیوں میں کہ نصارٰی کی بنائی ہوتی ہیں اندر کی جانب تصویرہوتی ہے ان صورتوں میں نمازمکروہ نہیں مگرناجائزتصویریں حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نمازمکروہ نہ ہوگی۔

محیط وخلاصہ وحلیہ وبحرمیں ہے :رجل فی یدہ تصاویر وھویؤم الناس لاتکرہ امامتہ لانھا مستور بالثیاب فصار کصورۃ فی نقش خاتم وھو غیر مستبین۲؎ اھ ولفظ الخلاصۃ اذا کانت فی یدہ (وفی نسخۃ علی یدیہ) وھو یصلی لاباس بہ لانہ مستور بثیابہ وکذا لوکانت علی خاتمہ۳؎ اھ عزافی الحلیۃ العبارۃ الاولی للمحیط والخلاصۃ معا وفرق فی البحر فاحسن وقال تحت قول المحیط وھو یفید ان المستبین فی الخاتم تکرہ الصلٰوۃ معہ ۱؎ اھ

کسی شخص کے بازو میں تصویریں ہیں اور لوگوں کی امامت کراتاہے تو اس کی امامت مکروہ نہ ہوگی اس لئے کہ یہ تصویریں کپڑوں سے چھپی ہوئی ہیں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے انگوٹھی کے نقش میں تصویر ہوجبکہ وہ واضح نہ ہو اھ خلاصہ کے الفاظ یہ ہیں: اگرکسی کے بازو میں، اورایک نسخہ میں ہے اس کے دونوں بازوؤں میں تصویر ہو اور وہ اس حالت میں نمازپڑھے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ کپڑوں سے ڈھانپی ہوئی ہیں۔ اور اسی طرح اگر انگوٹھی پرتصویرہو اھ

چنانچہ حلیہ میں پہلی عبارت کی محیط اورخلاصہ کی طرف نسبت کی، اور بحرر ائق میں بہت اچھے انداز سے فرق کیاہے، اور محیط کے قول کے ذیل میں فرمایا اور اس سے یہ فائدہ برآمد ہواکہ اگرانگوٹھی میں نقوش واضح ہوں تو اس کے ساتھ نمازپڑھنا مکروہ ہے اھ۔

(۲ــہ بحرالرائق بحوالہ المحیط کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۲۷)

(۳ــہ خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلٰوۃ الجنس فیمایکرہ فی الصلٰوۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱ /۵۸)

(۱ــہ بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۲۷)

اقول : العادۃ ان الخاتم لایکون علیھا الاغیرمستبین بل لعل الخاتم لایحتمل الا ایاہ فقول المحیط وھو غیرمستبین لبیان العلۃ الجامعۃ بین نقش الخاتم والمستور، قال البحرویفیدانہ لایکرہ ان یصلی ومعہ صرۃ اوکیس فیہ دنانیر اودراھم فیھا صور صغار لاستتارھا۲ــہ اھ واعترض فی النھر بان عدم الکراھۃ فی الصغار غنی عن التعلیل بالاستتاربل مقتضاہ ثبوتھا اذا کانت منکشفۃ وسیأتی انھا لاتکرہ الصلٰوۃ لکن یکرہ کراھۃ تنزیہ جعل الصورۃ فی البیت لخبر ان الملٰئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب اوصورۃ اھ نقلہ فی المنحۃ ۱ــہ مقرا علیہ اقول : وھو کماقال وکانّ زیادۃ الصغار وقع وفاقا فان المعھود فی الدراھم والدنانیر ھی الصغار لکن فی قولہ لکن ماقد علمت ان الصغار لاتکرہ فی البیت ایضا کما مرتصریحہ عن الفتح، وقد تظافروا علی نقل اٰثارفیھما عن الصحابۃ رضی اﷲ تعالٰی عنھم وقدمنا عن الامام فخرالاسلام ان امساک الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاھرا مکروہ الخ فقید بالظاھر فغیرہ لایؤثر کراھۃ لافی الصلٰوۃ ولافی الامساک، قال البحر ویفیدانہ لوکان فوق الثوب الذی فیہ صورۃ ثوب ساتر لہ فانہ لایکرہ ان یصلی فیہ لاستتارھا بالثوب الاٰخر واﷲ سبحنہ اعلم۲ــہ اھ

اقول :(میں کہتاہوں) عادت کے مطابق انگوٹھی پرنقوش واضح نہیں ہوتے بلکہ شاید انگوٹھی غیرواضح نقوش کے علاوہ کوئی اوردوسرا احتمال ہی نہیں رکھتی، لہٰذامحیط کایہ کہنا کہ انگوٹھی کے غیرواضح نقوش ہواکرتے ہیں، ایسی علت کے بیان کے لئے ہے جو انگوٹھی کے نقش مستور کے لئے جامع ہے۔ صاحب بحررائق نے فرمایا: اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اگرتھیلی یابٹوہ میں درھم، دیناررکھے ہوں اور ان کے ساتھ نمازپڑھے جبکہ ان میں چھوٹی چھوٹی تصویریں ہوں توکراہۃ نہ ہوگی اس لئے کہ وہ مستورہیں اھ النہرالفائق میں اس پر اعتراض کیا کہ چھوٹی تصویروں میں بوجہ صغر عدم کراہت کے لئے کافی ہے لہٰذا تعلیل بالاستتار کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا مقتضٰی ثبوت کراہت ہے جبکہ وہ کھلی ہوں۔ ابھی آئے گا

کہ نمازمکروہ نہ ہوگی، لیکن گھرمیں تصویررکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس حدیث کی بناء پر کہ "اس گھرمیں فرشتے نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو اھ منحۃ الخالق میں اس کا اقرارکرتے ہوئے اسے نقل فرمایا۔ اقول : (میں کہتاہوں) او روہ اسی طرح ہے جیسا کہ موصوف نے کہا ہے، گویاچھوٹے پن کا اضافہ اتفاقیہ واقع ہو اکیونکہ درھم ودینار میں نقوش تصویر کاچھوٹا ہوناایک امرمعہود ہے لیکن اس کے قول "لکن یکرہ" میں آپ جانتے ہیں کہ چھوٹی تصویر گھرمیں ہوتو کوئی کراہت نہیں۔ جیسا کہ اس کی تصریح فتح القدیر کے حوالہ سے پہلے گزرچکی۔ ائمہ کرام نے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ایسے آثار نقل کرنے پر باھم اتفاق اور تعاون فرمایا اور ہم اس سے پہلے فخرالاسلام کے حوالے سے ذکرکرچکے ہیں کہ برملاکسی تصویر کوبطور تعظیم اٹھائے رکھنامکروہ الخ موصوف نے اپنے کلام میں "الظاھر" کی قیدلگائی، پس اس کاواضح مفہوم یہ ہے کہ اگرتصویر ظاہرنہ ہوتوپھرکراہت میں اس کاکوئی اثرنہیں، نہ نمازمیں اورنہ اسے اٹھائے رکھنے میں، مصنف بحرر ائق نے فرمایا: اس سے یہ فائدہ برآمد ہواکہ جس کپڑے میں کوئی تصویر ہوپھر اس کے اوپر کوئی دوسرا کپڑا ڈال کر اسے چھپالیا جائے تو پھرایسے کپڑے پر نمازپڑھنی مکروہ نہیں اس لئے کہ وہ دوسرے کپڑے سے چھپالیاگیاہے۔ اور اللہ تعالٰی پاک ومنزّہ ہے، وہ سب سے زیادہ علم رکھنے والاہے۔

(۲؎بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۲۷)

(۱؎ منحۃ الخالق علی البحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۲۷)

(۲؎ بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۲۷)

اقول : ولاقرۃ عین فیہ لمن یمسک التصاویر فی صندوقہ لینظر فیھا متی شاء فانھا وان کانت مستورۃ مادامت فی الصندوق لکنہ یفتحہ ویخرجھا فتظھر فیاتی التحریم والامساک لامر ممنوع ممنوع کمن امسک امرأۃ لیفجربھا فھو فی اثم الفجورحین لایفجر لان الاعمال بالنیات، نسأل اﷲ السلامۃ، بل لوامسکھا ولم یقصد النظر فیھا متی شاء، کان فیہ حفظ مافیہ الفساد فکان کامساک اٰلۃ اللھو کمن لایضرب قال الامام الاجل قاضی خان فی فتاواہ لوامسک شیئا من ھذہ المعازف والملاھی یکرہ ویاثم وان کان لایستعملھا لان امساک ھذہ الاشیاء للھو عادۃ۱؎۔

اقول : (میں کہتاہوں) اس میں کوئی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں اس آدمی کے لئے جو اپنے صندوق میں تصویریں بند کررکھے اس مقصد کے لئے کہ جب چاہے صندوق کھول کرانہیں دیکھ لے، مذکورہ تصویریں اگرچہ صندوق میں بند ہونے کی وجہ سے مستورہیں جب تک کہ صندوق میں ہیں لیکن جب وہ صندوق کوکھولے گا اور انہیں نکالے گا تو وہ سامنے آجائیں گی پھرحرمت پیداہوجائے گی کیونکہ کسی

امرممنوع کے لئے کسی چیز کو روکے رکھنا بھی ممنوع ہے، اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے کہ جس نے کسی عورت کو اپنی نگرانی میں پابندکررکھاتھا تاکہ موقع پر اس سے بدکاری کاارتکاب کرے، پھرجس وقت تک وہ بدکاری نہ کرے گا اس وقت بھی بدکاری کرنے کے گناہ میں گرفتارہوگا اور اس لئے کہ اعمال کامدارانسانی ارادوں پرہے، لہٰذاہم اللہ تعالٰی سے سلامتی کاسوال کرتے ہیں، بلکہ اگر اس نے اسے روک رکھا اور جب چاہے دیکھنے کاارادہ بھی نہ کیا تو پھربھی اس میں یہ خرابی ہے کہ اس نے اس صورت میں اسی چیز کی حفاظت کی جس میں فساد ہے اور اسی طرح یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی گانابجانا نہیں کرتا لیکن گانے کے آلات واسباب کو اپنے پاس روکے رکھتاہے چنانچہ ہمارے ایک جلیل القدرامام فقیہ قاضی خاں نے اپنے فتاوٰی میں ارشادفرمایا کہ اگرکوئی شخص گانے بجانے اورلہو میں سے کسی چیز کو اپنے پاس روکے رکھے مکروہ ہے اور وہ اسی طرح کرنے سے گنہگارہوگا اگرچہ انہیں اپنے استعمال میں نہ لائے، کیونکہ اس قسم کے آلات واسباب کو روکے رکھنا عادتاً کھیل تماشے کے لئے ہی ہوتاہے۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی قاضیخان کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی التسبیح والتسلیم الخ نولکشور لکھنؤ ۴ /۷۹۳)

(۷) چاند، سورج، ستاروں اوردرختوں کی تصویریں نمازمیں سامنے ہوں توحرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کوپوجا مگران تصویروں کی عبادت نہیں کرتے،سومنات اگرچہ معبدقمرتھا، سوم بمعنی قمرہے اورناتھ بمعنی مالک، مگر اس میں بت تھا جسے صورت روحانیت قمرقراردیاتھا نہ شکل ہلالی یاقمری یابدری کی تصویر،

ردالمحتارمیں درایہ شرح ہدایہ سے ہے :فان قیل عبدالشمس والقمر والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ لاتمثالہ ۱؎ اھ اقول : وبہ ظھر بطلان مابحث القاری فی المرقاۃ اذ قال ماعبد من دون اﷲ ولو کان من الجمادات کالشمس والقمر ینبغی ان یحرم تصویرہ ۲؎ اھ وھو کماتری بحث غریب ساقط لادلیل علیہ ولااثر لہ فی کلام الائمہ بل مخالف لاطلاقات جمیع کتب المذھب متونا وشروحا وفتاوی واﷲ الموفق ھذا،ثم قال العلامۃ الکاکی فعلی ھذا ینبغی ان یکرہ استقبال عن ھذہ الاشیاء قال الشامی ای لانھا عین ماعبد بخلاف مالوصورھا واستقبل صورتھا ۱؎۔

اگریہ کہاجائے سورج، چاند، ستارے اور سرسبزدرختوں کی عبادت کی جاتی ہے(توپھر ان کی تصویروں کاکیاحکم ہے) ہم اس کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اشیاء مذکورہ کی عین ذات کی عبادت کی جاتی ہے نہ کہ ان کی تصویروں کی اھ اقول : (میں کہتاہوں) اس سے اس قول کا باطل ہوناواضح ہوگیا کہ ملاعلی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں جس سے بحث کی، چنانچہ موصوف نے فرمایا کہ اللہ

تعالٰی کے سوا جس کی عبادت کی جائے اگرچہ وہ بے جان چیزوں میں سے ہو جیسے سورج اورچاند وغیرہ، تومناسب یہ ہے کہ اس کی تصویرحرام قراردی جائے اھ یہ جوکچھ فرمایاجیسا کہ آپ دیکھتے ہیں ایک بحث غریب ہے جودرجہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اس امرپرکوئی دلیل نہیں، اورنیزائمہ کرام کے کلام میں اس کی کوئی نشانی موجودنہیں بلکہ وہ ایک مخالف کلام ہے، ان تمام اطلاقات کے لئے جو مذہبی کتابوں میں متون، شروح اورفتاوٰی کی صورت میں موجودہیں، اور اللہ تعالٰی ہی اس کی توفیق بخشنے والا ہے، علامہ کاکی نے فرمایا کہ پھر تو اس بناپر مناسب یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کی بعینہٖ ذات کی طرف منہ کرنامکروہ ہے، چنانچہ اورعلامہ شامی نے فرمایا کہ تمام وہ چیزیں جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا عین ہیں بخلاف اس کے کہ ان کی تصویر بنائیں اور پھر اس تصویر کی طرف منہ کریں اھ

(۱؎ ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶)

(۲؎ مرقات المفاتیح شرح المشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس باب التصاویر الفصل الاول ۸/ ۲۷۳)

(۱؎ ردالمحتار بحوالہ معراج الدرایہ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ الخ داراحیاء التراث العربی ۱/ ۴۳۶)

اقول : تفریع عجیب وبحث غریب فالمسافرون فی الفضاء والبحر بمالایجدون ملجاء من استقبال الشمس فی العصروالقمرفیھا وفی المغرب اوفی العشاء ولامحید لھم عن استقبال الکواکب فی العشاء واین یھرب المصلی فی الغیاض والریاض عن استقبال شجرۃ خضراء بل ربما لایجدلہ سترۃ غیرھا فیلجأ الیھا بحکم الشرع وروی الامام احمد وابوداؤد وعن المقداد بن الاسود رضی اﷲ تعالٰی عنہ قال مارایت رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی عیہ وسلم صلی الی عود ولاعمود ولاشجرۃ الاجعلہ علی حاجبہ الایسر اوالایمن ولایصمدلہ صمدا ۱؎ ثم ان النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم انما نھی عن الصلٰوۃ حین تشرق الشمس وحین تستوی وحین تتدلی للغروب ولم یقیدہ بکونھا قبالۃ المصلی بل اینما کانت و لو وراء ظھرہ ولوفی غیم غلیظ و عللہ بانھا تکون اذ ذاک بین قرنی الشیطٰن لابانھا عبدت من دون الرحمٰن ولعل شدۃ بعدھا و القمر والنجوم تغنی عن السترۃ فلابی داؤد عن ابن عباس رضی اﷲ تعالٰی عنھما قال قال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی غیر السترۃ فانہ یقطع صلٰوتہ الحمار والخنزیر والیھودی والمجوسی والمرأۃ ویجزئ عنہ اذا مروا بین یدیہ علی قذفۃ بحجر۲؎ وللطحاوی یکفیک اذا کانوامنک قدررمیۃ۱؎

اقول : (میں کہتاہوں) یہ ایک عجیب تفریع اورنادربحث ہے کہ مسافر کھلی فضا اور سمندر میں کوئی ٹھکانا نہیں پاتے، عصر کے وقت سورج کی طرف منہ کرنے

سے اور چاند کی طرف منہ کرنے سے اور مغرب یاعشاء میں اور عشاء کے وقت ستاروں کی طرف منہ کرنے سے لوگ کہیں نہیں بھاگ سکتے۔ اور جنگلات اورباغات میں نمازی کہاں بھاگ کر جاسکتاہے کیونکہ جنگلوں اورباغوں میں ہرے بھرے درختوں کی طرف منہ کرنے سے بلکہ بسااوقات وہ ان کے بغیر کوئی سترہ ہی نہیں پاتا، پھرحکم شریعت کی بناپر ان کی طرف پناہ لیتاہے، امام احمد اور امام ابوداؤد نے مقداد بن اسود سے روایت کی(اﷲ تعالٰی ان سے راضی ہو) موصوف نے فرمایا میں نے حضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام کو کسی لکڑی، کسی ستون اور کسی درخت کی طرف نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا مگر آپ نے انہیں اپنے دائیں یابائیں ابرو کی طرف رکھا اور بالکل ان کی طرف سیدھ نہ فرمائی، اورحضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے لوگوں کو اس وقت نمازپڑھنے سے روکا جب سورج چڑھ رہاہو یا دوپہر کے وقت وسط آسمان میں ٹھہرجائے یاغروب کے قریب ہوجائے، اور اس کو اس بات سے مقیدنہ کیاکہ وہ نمازی کے سامنے اور اس کے مقابل ہو بلکہ جہاں بھی ہو اس کے لئے یہی حکم دیا اگرچہ وہ اس کے پس پشت ہو اور گھرے بادل میں چھپاہواہو، اور اس کی تعلیل یہ بیان فرمائی کہ اوقات مذکورہ میں سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان ہوتاہے نہ یہ کہ اس وقت خدائے رحمان کے علاوہ اس کی پرستش کی جاتی ہے شاید اس کی وجہ زیادہ دورہوناہے، چاند اور ستارے نمازی کو سُترہ سے بے نیاز کردیتے ہیں(مطلب یہ کہ ان کے آگے کسی آڑ کی ضرورت نہیں) چنانچہ ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام کی ذات گرامی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگرتم میں سے کوئی شخص بغیرسترہ کے نمازپڑھے توگدھا، سور، یہودی، آتش پرست اور عورت اس کی نماز کو قطع کردیتے ہیں، اور جب وہ اس کے آگے سے گزریں تو اس کی طرف سے یہی کافی ہے کہ ایک پتھرپھینکنے کی مقدار دورہو(یعنی اگر اتنی مقدار دور سے گزریں تو کوئی حرج نہیں) اور امام طحاوی کی روایت میں ہے (اے نمازی!) تجھے یہی کافی ہے کہ گزرنے والا تجھ سے ایک تیرپھینکنے کی مقدارہو۔

(۱ـــہ سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب اذاصلی الٰی ساریۃ اونحوھا آفتاب عالم پریس لاہور ۱ /۱۰۰)
(۲ـــہ سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب مایقطع الصلٰوۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱ /۱۰۲)
(۱ـــہ شرح معانی الآثار باب المرور بین یدی المصلی الخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۱ /۳۰۹)

وفی صلٰوۃ الھندیۃ عن التتارخانیۃ ان کانت القبور وراء المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار مالوکان فی الصلٰوۃ ویمر انسان لایکرہ فھٰھنا ایضا لایکرہ۲ـــہ اھ

فتاوٰی عالمگیری بحث صلٰوۃ میں تاتارخانیہ کے حوالے سے منقول ہے اگرقبریں نمازی کے پس پشت ہوں تو کوئی کراہت نہیں بشرطیکہ نمازی اور قبر کے درمیان

اتنی مقدار مسافت ہوکہ جتنی نمازمیں نمازی کے آگے ہونی چاہئے کہ اگرکوئی آدمی اس کے آگے سے گزرے توکراہت نہ ہوتو یہاں بھی اس قدر مسافت ہو تو کراہت نہ ہو گی اھ

(۲ــہ فتاوٰی ہندیۃ الباب السابع الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱ /۱۰۷)

اما الشجر، فاقول : کونہم عبدوا نوعا اوشخصا من الشجر لایلزم کراھۃ الاستقبال الا الی ذٰلک النوع او الشخص بخصوصہ لاالی کل شجرۃ ولیس ذٰلک مثل التمثال فان الحکم متعلق بنفسہ من دون نظر الٰی کونہ صورۃ ماعبدوہ اولا کما سیاتیک تحقیقہ ان شاء االلّٰہ تعالٰی بخلاف الاعیان فلا یعتبر فیھا الجنس بل خصوص ماعبد علی وجہ عبد الا تری الی مامر من الفرق بین تنور فیہ نار وبین شمع وسراج اَولا تری ان النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان یستتر فی صلوتہ براحلتہ ولم یمنعہ عن ذٰلک کونھا من جنس الحیوان الذی یعبدہ المشرکون نوع البقر وعبدوا شخص عجل السامری، اخرج الشیخان عن ابن عمر رضی االلّٰہ تعالٰی عنھما ان النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیھا۱ــہ، وفی الفتح ان استتر بظھر جالس کان سترۃ وکذا الدابۃ واختلفوا فی القائم۲ــہ اھ وفیہ وفی الھندیۃ عن النھایۃ قالوا حیلۃ الراکب ان ینزل فیجعل الدابۃ بینہ وبین المصلی فتصیر ھی سترۃ فیمر۱ــہ اھ فالذی تحرر بماتقرر کراھۃ استقبال خصوص حیوان اوشجر اخضر یعبدہ المشرکون ان نوعا فنوعا اوشخصا فذلک الشخص عینا دون غیرہ من نوعہ بشرط ان لایکون بینہ وبین المصلی اکثر ممایؤثم المار ھذا ماظھر لی وارجو ان یکون صوابا ان شاء االلّٰہ تعالٰی وااللّٰہ تعالٰی اعلم۔

رہادرختوں کامعاملہ، فاقول : (تو اس کے متعلق میں کہتاہوں کہ) مشرکین کسی نوع یاکسی فرد معین درخت کی عبادت کرنے سے اس کی طرف منہ کرنے سے کراہت لازم آئے گی مگریہ اس وقت ہوگا جبکہ اس نوع یاخصوصی فرد کی طرف منہ کرے اور یہ معاملہ ہردرخت کے ساتھ نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کامعاملہ تصویرجیسانہیں اس لئے کہ حکم اس کی ذات سے وابستہ ہے اس پرنظرکئے بغیر کہ یہ اس کی تصویر ہے کہ جس کی پہلے مشرکین نے عبادت کی یانہیں جیسا کہ ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب اس کی تحقیق تیرے پاس آجائے گی بخلاف اعیان (ذوات) کہ ان میں جنس کااعتبارنہیں کیاجاتا بلکہ اس میں جس کی عبادت کی جائے جس وجہ پر عبادت کی جائے اس خصوص کو پیش نظر رکھاجاتاہے۔ کیاآپ نہیں دیکھتے اس گزشتہ فرق کو جو ایسے تنور کہ جس میں آگ ہو اور شمع اورچراغ کے درمیان کیاگیاہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی نمازمیں اپنی سواری (ناقہ) کوپردہ اورآڑ بناتے اور اس رویّہ سے آپ کو یہ چیز نہ روکتی کہ ناقہ اس جنس حیوان میں سے ہے کہ جس کی ایک قسم گائے کی

مشرکین عبادت کرتے رہے اورسامری کے بنائے ہوئے فرد معین بچھڑے کی پرستش کرتے رہے، چانچہ بخاری اورمسلم نے حضرت عبداﷲ بن عمررضی اﷲ تعالٰی عنہما کے حوالے سے تخریج فرمائی کہ حضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام جب نمازپڑھنے کاارادہ فرماتے تواپنی سواری (ناقہ) کوچوڑائی میں بٹھادیتے پھر اس طرف منہ کرکے نمازپڑھتے۔ فتح القدیر میں ہے اگرکسی بیٹھے ہوئے شخص کی پیٹھ کو (نمازپڑھتے وقت) پردہ بنائے توپھر اس کے لئے سُترہ کے قائم مقام ہے، اور کسی دوسرے جانور کابھی یہی حکم ہے، اور کھڑے ہونے والے شخص میں ائمہ کرام نے اختلاف کیاہے اھ اوراس میں اورفتاوٰی عالمگیری میں نہایہ کے حوالے سے ہے۔ ائمہ فقہ نے فرمایا(سفرمیں سُترہ کے لئے تجویز وتدبیر یہ ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا سوار ہے توزمین پراترے، پھرگزرنے والا اپنے اورنمازی کے درمیان اپنے جانور کوآڑبنالے، پس یہی اس کے لئے سُترہ کی حیثیت رکھتاہے اھ اور جوکچھ اثبات کردہ حقیقت کے مطابق تحریرہوا کہ مشرکین جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں بربنائے خصوص خواہ وہ حیوان ہو یاکوئی سرسبزوشاداب درخت ہو، نمازمیں اس کی طرف منہ کرنامکروہ ہے، اگرنوع ہوتواس نوع کایہی حکم ہے۔ اگرشخص (یعنی فردمعین ہوتو) پھرعین (یعنی اس فرد معین کا یہی) حکم ہے۔ لہٰذا اس نوع میں سے کوئی دوسرا مرادنہ ہوگا۔ بشرطیکہ اس کے اور نمازی کے درمیان اتنی زیادہ مسافت نہ ہو کہ جس سے گزرنے والا گناہگارہوتاہے۔ اور یہ وہ تحقیق ہے جو مجھ پرظاہرہوئے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ ضرورمبنی برصواب ہوگی بشرطیکہ اﷲ تعالٰی چاہے۔ اور اﷲ تعالٰی سب سے بڑاعالم ہے(ت)

(۱ـــہ صحیح البخاری کتاب الصلٰوۃ باب الصلٰوۃ الی الراحلۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۷۲)
(۲ـــہ فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ رضویہ سکھر ۱ /۳۵۴)
(۱ـــہ فتح لقدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۵۴)

ان تمام مسائل سے واضح ہواکہ تشبّہ کے لئے اس شے کاجنس مایعبدہ المشرکون سے ہوناضروری ہے،

اقول : (میں کہتاہوں) اب یہاں متعدد سوال پیداہوتے ہیں:
اول اعیان میں تو اس کے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یاشخص ہوجس کی عبادت مشرکین کرتے ہیں مگرتصویر میں ہرگزیہ معنی نہیں شمس وقمر کی تصویر نہ گھرمیں رکھنا مکروہ نہ نمازمیں سامنے ہونے سے کراہت، حالانکہ وہ معبودان باطل ہیں، اور ہرانسان وحیوان کی تصویررکھنا بھی حرام، اور اس سے نمازبھی مکروہ، حالانکہ مشرکین ان سب کی عبادت نہیں کرتے، اس کامنشاکیاہے، وہ جوگزراکہ شمس وقمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے،نہ تصویر کی، یہاں بدرجہ

اولٰی وارد ہے کہ ان کے نہ عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویرکی، اگرکہئے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں، ہم کہیں گے یہی توسوال ہے کہ جب مدارعبادت پرہے تو معبودباطل توغیرذی روح کی تصویرکیوں نہ منع ووجہ کراہت ہوئی، اور ذی روح غیرمعبود کی تصویرکیوں حرام وموجب کراہت ٹھہری۔

دوم سربریدہ وچہرہ محوکردہ کو استثناء فرمایا کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ یہ نفی نفی امکان نہیں کہ مشرکوں کی بدعقلی سے کسی چیز کی عبادت محال کیا مستبعد بھی نہیں، جب وہ صرف لنگ اور جلہری کی پوجاکرتے ہیں توان کے ساتھ باقی بدن بھی اگرہو ا اور سرنہ ہوا توکون مانع ہے مگرمراد نفی عادت ہے کہ تن بے سر کی عبادت ان کی عادت نہیں۔

تبیین الحقائق وبحرالرائق سے گزرا: لانھا لاتعبد بدون الراس عادۃ ١؂۔اس لئے کہ بطورعادت، بغیرسر، تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی(ت)

(١؂ تبیین الحقائق باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ١/ ١٦٦)
(بحرالرائق باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ٢/ ٢٨)

اب واضح سوال ہے کہ تصویر کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کے بعد جوازکیوں نہ ہوا کہ ایسے لوتھڑے کی عبادت بھی ان کی عادت نہیں بلکہ بھنویں او رآنکھیں مٹادینے پربھی یہی سوال ہوسکتاہے کہ اس حالت پربھی عبادت کی عادت محل منع ہے، اگرکہئے بے سروچہرہ حیات نہیں رہتی اور ان اعضاء کے بغیرممکن ہے، ہم کہیں گے تومدارحیات پرہوا، نہ عادت عبادت پر، ہذا خلف حیات کو اس لئے تھا کہ اصل مناط یعنی عادۃ معبود ہونا بے حیات منتفی ہے نہ اس لئے کہ حیات ہی اصل مناط ہے کہ وہ باقی ہوتو حکم ثابت رہے اگرچہ عادت عبادت معدوم ہو۔

سوم سربریدہ واطراف بریدہ میں تو موت وحیات سے فرق کرلیا چھوٹی تصویر اوراطراف بریدہ میں کیافرق ہے، قابلیت حیات دونوں میں ہے اور عادۃً عبادت دونوں کی نہیں ہوتی بلکہ بڑی تصویر صرف مستوررہنے سے کیوں قابل استثناء ہوگئی، اتناخارجی تغیر کہ صرف ایک ہیأت بدلی مفید ہوا اور یہ عظیم تغیر نفس جسم میں کہ چاروں ہاتھ پاؤں جڑ سے کاٹ دئیے کام نہ آیا حالانکہ پردہ ڈالنا اعزاز کابھی پہلو رکھ سکتاہے اور دست وپاکاٹ دیناصریح اہانت ہے۔

چہارم کیافرق ہے کہ زید یامثلاً بکر کی تصویر گھرمیں بے اہانت رکھنا حرام اور مانع ملٰئکۃ رحمۃ علیہم الصلٰوۃ والسلام، حالانکہ مشرکین نہ زید اوربکری کوپوجتے ہیں نہ اُن کی تصویروں کو، اور گائے کاگھرمیں بے اہانت رکھناجائزحالانکہ وہ خود ان کی معبودہ باطلہ ہے اور باندھنا بغرض اہانت نہیں بلکہ حفظ ہے اور بہت گائے بیل بے باندھے بھی رکھے جاتے ہیں، اگرکہئے گائے کارکھنا دودھ کے لئے ہے اور تصویر سے کوئی غرض صحیح نہیں، ہم کہیں گے غرض صحیح کے چاردرجے ہیں، ضرورت، حاجت، منفعت، زینت۔ گائے اگرچہ درجہ سوم میں ہے لوگ تصویر کو درجہ چہارم میں رکھتے ہیں توبے غرض یہ بھی نہ ہوئی،معہذا

اور اغراض بھی تصویر میں ہوسکتی ہیں مثلاً معرکہ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطافرمایا ہوکہ اس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت کفار کی ذلت کاسماں نظرآئے گا نعمت الٰہی کی یادہوگی ان بندگان خدا کی طرح دین کے لئے جانفشانی کاشوق پیداہوگاالٰی غیرذٰلک من المصالح (اُن بیان کردہ فوائد کے علاوہ اور بھی بہت سے مصالح ہیں۔ت) حالانکہ ان نیتوں سے بھی اس کارکھنا حرام وناجائزہی ہے توواجب ہوا کہ تصویر میں مایعبد کے وہ معنی لئے جائیں اور ایسامناط تجویزکیاجائے جس سے یہ سب سوالات مرتفع ہوجائیں اور تمام مسائل منع واجازت اس پرمنطبق آئیںفاقول : وباﷲ التوفیق (پھرمیں اللہ تعالٰی کی توفیق سے ہی کہتاہوں۔ت) یہاں مناط منع، نہ صورت کی عبادت ہوناہے نہ ذوالصورۃ کی، نہ اس کی نوع نہ جنس قریب کی۔ نہ اس کا اس حالت پرہونا کہ ذوالصورۃ اس حال پر ہو تو زندہ رہے ان میں سے کچھ کسی وجہ پر، نہ وہ سوال مرتفع ہوں نہ فروع ملتئم بلکہ مناط تصویر کا معنی وثن میں ہوناہے جیسا کہ محقق نے فتح میں اشارہ فرمایا :حیث قال کما تقدم لیس لھاحکم الوثن فلاتکرہ فی البیت۱؎۔جیسا کہ پہلے گزرچکا(کہ اس حالت میں) تصویر کے لئے حکمِ صنم نہیں، لہٰذا اس کاگھرمیں ہونا مکروہ نہیں۔(ت)

(۱؎ فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۶۳)

ولہٰذا صورت حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ غیرحیوان کی تصویربت نہیں، بت ایک صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ کے لئے مرأت ملاحظہ ہو اور شک نہیں کہ ہرحیوانی تصویرمجسم خواہ مسطح کپڑے پرہو یاکاغذ پردستی ہویاعکسی اس معنی میں داخل ہے توسب معنی بت میں ہیں اور بت اللہ عزوجل کامبغوض ہے توجوکچھ اس کے معنی میں ہے اس کابلااہانت گھرمیں رکھناحرام اور موجب نفرت ملائکہ کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام اسی قدر سے بحمداللہ تعالٰی سب سوال حل ہوگئے تصویر کواکب تصویرحیوانی نہیں کہ معنی بت میں ہو اور تصویر انسان وحیوان اگرچہ مشرکین ان کی عبادت نہ کرتے ہوں معنی بت میں ہے تومبغوض رب العزت ہے، سوال اول حل ہوا، تنورصورت حیوانی ہی نہیں اورگائے ہے مگرخودمخلوق رب العزت نہ کہ مضاہات خلق اللہ میں مرات ملاحظہ ہونے کوبنائی ہوئی کہ مبغوض الٰہی ہوتویہ بھی معنی بت میں نہیں، سوال چہارم حل ہوا، پھرصورت حیوانی کہاجانا اور اس کے لئے مرأۃ ملاحظہ ہونا دونوں کامدارچہرہ پرہے، اگرچہرہ نہیں تو اسے صورت حیوانی نہ کہاجائے گا، اس پرایک توامین الوحی جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام کا قول گزراکہ ان کے سرکاٹ دیجئے کہ ہیأت درخت پرہوجائیں، دوسرے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کاارشاد گزرا کہ صورت سرکانام ہے جس کے سرنہیں وہ صورت نہیں، تیسرے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کاارشاد گزرا کہ سرکاٹ دیا تو صورت نہ رہی،

چوتھے اس پر اول دلیل ارشاد اقدس حضور پرنور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہے:

اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ فان اﷲ خلق اٰدم علٰی صورتہ، رواہ ۱؎ مسلم عن ابی ھریرہ رضی اﷲ تعالٰی عنہ حکی النووی فی شرحہ ثلثۃ اقوال امثلہا واعدلہا واصحہا واحملہا ان المراد اضافۃ تشریف واختصاص کقولہ تعالٰی ناقۃ اﷲ وکما یقال فی الکعبۃ بیت اﷲ ونظائرہ ۲؎ اھ

تم میں سے جب کوئی شخص اپنے بھائی سے آمادہ جنگ ہوتو اس کے چہرے کو بچائے کیونکہ اللہ تعالٰی نے حضرت آدم کواپنی صورت پر پیدافرمایا۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت فرمایا۔ امام نووی نے اپنی شرح صحیح مسلم میں علٰی صورتہ کے متعلق تین اقوال کی حکایت فرمائی ان میں سب سے زیادہ حمل والا قول یہ ہے کہ اس اضافت سے شرافت واختصاص مراد ہے۔ اللہ تعالٰی کے اس ارشاد "ناقۃاللہ" (اللہ تعالٰی کی اونٹنی) کی طرح، اورجیسا کہ کعبہ شریف کے بارے میں کہاجاتاہے "بیت اللہ" (اللہ تعالٰی کاگھر) اور اسی طرح اس کے باقی نظائروامثال اھ (ت)

(۱؎ صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ باب النہی عن ضرب الوجہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۲۷)

(۲؎ شرح صحیح مسلم للنووی مع صحیح مسلم باب النہی عن ضرب الوجہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۲۷)

تکریم صورت کو صرف تعظیم وجہ پرمقصود فرمایا اور مرأۃ ملاحظہ ہونے کاوجوداً وعدماً اس پر دوران خودظاہر چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے چہرہ دیکھا اور باقی بدن کپڑوں سے چھپاہے تو کہے گا میں اسے پہچانتاہوں، اورچہرہ نہ دیکھا تونہیں کہہ سکتا اگرچہ باقی بدن دیکھاہو، ولہٰذا اگرعورت نے اپنا منہ کھول کرگواہوں کو دکھایا اورکہا میں لیلی بنت زید ہوں اورکچھ اقراریا عقدکیا گواہوں کواس پرگواہی دیناجائزہے او رانہیں اس کی زندگی بھرگواہان شناخت کی اصلاً حاجت نہیں کہ منہ دیکھ کرانہیں خودشناخت ہوگئی وہ اسے دیکھ کر بتاسکتے ہیں کہ یہی وہ عورت ہے جس نے ہمارے سامنے اقرارکیااوراگرمنہ کھول کرنہ دکھایاتوگواہان شناخت کے بعد بھی یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ فلاں عورت نے یہ اقرارکیابلکہ اتناکہیں کہ ہمارے سامنے ایک عورت نے یہ اقرار کیا اورفلاں فلاں شہود نے ہم سے بیان کیاکہ یہ فلاں عورت ہے۔

عالمگیری میں ہے :لوکشفت امرأۃ وجھھا وقالت انا فلانۃ بنت فلان لایحتاجون الی شھود المعرفۃ فان ماتت یحتاجون الی شاھدین یشھدان انھا کانت فلانۃ بیت فلان واذالم تسفر وجھھا وشھد شاھدان انھا فلانۃ بنت فلان لم یحل لھما ان یشھدا بذلک یعنی علی اقرار فلانۃ انما یجوز ان یشھدا ان امرأۃ اقرت بکذا وشھد عندنا شاھدان انھا فلانۃ بنت فلان ھکذا فی الملتقط ۱؎۔

اگرکسی عورت نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا اور کہامیں فلاں دختر فلاں ہوں تو اس صورت میں لوگوں کوپوری زندگی شناخت کرانے کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں(اس لئے کہ چہرے سے پوری طرح شناخت اور تعارف حاصل ہوگیا) پھر اگروہ مرجائے تولوگوں کو اس بات کی ضرورت ہوگی کہ دوگواہ یہ گواہی دیں گے کہ فلاں، دخترفلاں ہے اور اگر اس نے اپناچہرہ کھول کرنہ دکھایا تو پھردوگواہ یہ گواہی دیں گے کہ وہ فلاں دخترفلاں ہے لیکن ان دو گواہوں کے لئے یہ جائزنہیں کہ وہ یہ گواہی دیں کہ وہ فلاں عورت ہے کہ جس نے اقرار کیاتھا۔ ہاں البتہ یہ جائزہے کہ وہ یونہی گواہی دیں کہ ایک عورت نے اقرارکیا ہے اورہمارے پاس دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ عورت فلاں دخترفلاں ہے،فتاوٰی ملتقط میں اس طرح مذکورہے۔(ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب الشہادات الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳ /۴۵۳)

اسی میں فتاوٰی ظہیریہ سے ہے:اختلف المشائخ فی جوازتحمل الشہادۃ علی المرأۃ اذکانت متنقبۃ، بعض مشائخنا قالوا لایصح التحمل علیھا بدون رؤیۃ وجھھا وبعض مشائخنا توسعوا فی ھذہ وقالوا یصح عندالتعریف وتعریف الواحد کفی والمثنی احوط والی ھذا مال الشیخ الامام المعروف بخواھر زادہ والی القول الاول مال الشیخ الامام شمس الاسلام الاوزجندی والشیخ الامام ظہیرالدین وضرب من المعقول یدل علی ھذا فانا اجمعنا علی انہ یجوز النظر الی وجھھا لتحمل الشہادۃ۱؎ اھ قلت فقد اجمعوا علی حصول المعرفۃ برؤیۃ الوجہ حتی جاز التحمل اجماعا وعلی عدمھا بعدم معرفتھا لم یجزالتحمل عند قوم اصلا واحتیج لما التعریف عند اٰخرین مقاصد ۔

مشائخ کرام نے اس بارے میں اختلاف کیاہے کہ جب عورت نقاب پوش ہوتو اس پرگواہی دینے کے جواز کی کیاصورت ہوگی، چنانچہ ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ چہرہ دیکھے بغیرعورت کے متعلق گواہی نہیں دی جاسکتی، لیکن ہمارے بعض مشائخ نے اس میں کچھ وسعت وگنجائش رکھی ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ تعارف اورشہرت کے وقت اس کے متعلق گواہی دینا صحیح ہے اورصرف ایک آدمی کی پہچان کافی ہے اور دو میں زیادہ احتیاط ہے۔ چنانچہ شیخ امام جو خواہرزادہ کے لقب سے مشہورہیں اسی طرف مائل ہیں جبکہ شیخ امام شمس الاسلام اوزجندی اور شیخ امام ظہیرالدین پہلے قول کی طرف مائل ہیں چنانچہ معقول قسم اس پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ ہم نے اتفاق کیاہے کہ تحمل شہادت کے لئے عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائزہے اھ میں کہتاہوں ائمہ کرام نے اس بات پراتفاق کیاہے کہ چہرہ دیکھنے سے شناخت اور معرفت حاصل ہوتی ہے

یہاں تک کہ (اس صورت میں) تحمل شہادت بالاتفاق جائزہے، اور اگررؤیت نہ ہوتو معرفت نہ ہوگی لہٰذا بعض لوگوں کے نزدیک (اس صورت میں) تحمل شہادت بالکل جائزنہیں۔ لیکن کچھ دوسروں کے نزدیک مقاصد میں اس کے لئے شناخت کی ضرورت ہوتی ہے۔(ت)

(۱ـــ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الشہادات الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳ /۴۵۲)

اہل تصویر ہی کودیکھئے جوتصویر کسی کی یادگارکے لئے بنوائیں ہرگز بے چہرہ اس پرراضی نہ ہوں گے نہ اپنے مقصود کو مفیدجانیں گے اگرچہ باقی تمام بدن کی تصویر ہو اور بارہانیم قد بلکہ صرف چہرہ پرقناعت کرتے اور اسے اپنے مقصد کے لئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مصوّروں میں بکثرت دائروسائر اورسکہ کی تصویروں سے ظاہر، اورخودیہ تصویر جس سے سوال ہے اس پرشاہد کہ اس کابنانا یادگارہی کے لئے تھا اور نصف سینہ تک قناعت کی توبداہۃً ثابت ہواکہ صرف چہرہ ہی وہ چیز ہے کہ تصویرکو معنی بت میں کرتا ہے اور صرف چہرہ ہی اس معنی کے افادہ میں کافی ہوتا ہے تویہاں جنس مایعبد سے مراد صرف معنی بت میں ہونا ہے اگرچہ نہ خود وہ معبود مشرکین ہو نہ اس کاذوالصورۃ تو وہ اس حالت پرہوکہ مشرکین اپنی عبادت کے لئے عادۃً لازم رکھتے ہیں کہ یہ سب زوائد ہیں اور یہاں غیرملحوظ یہاں صرف اس قدردرکارہے کہ تصویر کسی صورت حیوانیہ کے لئے مرأۃ ملاحظہ ہو اور اس کامدار صرف چہرہ پرہے توقطعاً یہ سب تصویریں معنی بت میں ہیں اور ان کامکان میں باعزاز رکھنا، نصب کرنا، چوکھٹوں میں رکھ کردیوارپرلگانایاپردے یادیواریاکسی اونچی رہنے والی شے پراس کامنقوش کرنا اگرچہ نیم قدیاصرف چہرہ ہو یادیوارگیروں پرانسان یا حیوان کے چہرے لگانا یاپانی کے نل کے منہ یالاٹھی کی بالائی شام پرکسی حیوان کاچہرہ بنوانا یاایسی کسی بنی ہوئی چیزکورکھنا استعمال کرنا سب ناجائزوحرام ومانع دخول ملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام اور اس مکان میں نمازیقینا مکروہ، پھر اگرتشبہ خاص بھی پایاجائے جیسے مصلی کے سامنے ہوناتونمازمکروہ تحریمی واجب الاعادہ، کیا کوئی کہہ سکتاہے کہ قدآدم آئینے جن میں اتنی بڑی بڑی آدمیوں اورجانوروں کی تصویریں ہوں دیوارقبلہ میں نصب کرکے ان کی طرف نماز پڑھنے میں نہ عبادت صورت کی مشابہت ہے نہ شرع مطہر کی مخالفت، حاشاہرگزکوئی نہیں کہہ سکتا، توثابت ہواکہ صواب عامہ کتب ائمہ کے ساتھ ہے جن میں صرف قطع راس ومحو وجہ پراکتفافرمایا اوردیگراعضاء کا ان پرقیاس ہرگزنہ روایۃً منقول نہ درایۃً مقبول۔ لاجرم سربریدہ میں ممانعت نہ ہوئی کہ معنی بت میں نہ رہی، اور دست وپا بریدہ ناجائزہوئی کہ معنی بت باقی سوال دوم حل ہوا،اتنی چھوٹی تصویر کہ نظرمیں متمیزنہ ہو مرأۃ ملاحظہ نہیں کہ آپ ہی زیرملاحظہ نہیں یونہی مستورکہ وہ بھی خود ملاحظہ سے مہجور، مرأۃ ملاحظہ ہونا تواوردور، اورمعنی بت کے حصول کویہ بھی ضرورکہ مشرکین بتوں کواسی لئے بناتے ہیں کہ ان کے آلہ مزعومہ باطلہ کے مرأۃ ملاحظہ ہوں تویہاں بھی وہ معنی مفقود، سوال سوم حل ہوا،

واللہ الحمد حمداکثیراً طیباً مبارکاً فیہ کمایحب ربنا ویرضی وصلی االلہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا واٰلہ وصحبہ ابدا، ھکذا ینبغی التحقیق وااللہ تعالٰی ولی التوفیق وقدکان یختلج فی قلبی الکلام علیہ منذزمان وکنت ارجوان یفتح االلہ تعالٰی بالحق فھذا او ان یسرہ المولی سبحٰنہ وتعالٰی ولہ الحمد اقول وبہ انفصل واللہ الحمد خلاف مانقلہ القھستانی عن المحیط فی اتخاذ الراس ونقلہ عنہ فی ردالمحتار ولم یذکروا فیہ ترجیحا فثبت بحمدااللہ تعالٰی ترجیح المنع اقول : ثم لایذھبن عنک وان المراد بالاتخاذ الاقتناء کما فی قول القھستانی بعدہ باسطر، یکرہ اتخاذ الصور فی البیوت۱ـــہ، ثم قولہ بعدہ لایکرہ اتخاذھا۲ـــہ ان صغرت اما اصطناعہ فلایجوز بحال وان صرح علماؤنا بجواز اتخاذ الانف والسن والاصبع من فضۃ لمقطوعھا فان الفرق بین ماذکروا وبین اتخاذ الرأس ممالایخفی علی بلید فضلا عن عاقل، وااللہ تعالٰی اعلم۔

االلہ تعالٰی کے لئے ہی بے حساب وشمار تعریف وتوصیف ہے پاکیزہ ، ایسی میں برکت رکھی گئی جیسا کہ ہمارا پروردگار پسندفرمائے اور االلہ تعالٰی ہمارے آقا اورہمارے مولاپررحمت برسائے اوران کی تمام آل اورساتھیوں پرہمیشہ ہمیشہ رحمت ہو، اور مناسب یہ ہے کہ تحقیق اسی طرح ہونی چاہئے اور االلہ تعالٰی ہی توفیق دینے کامالک ہے۔ مدت سے میرے دل میں اس پرکلام کرنے کی بات کھٹک رہی تھی او رمیں یہ بھی امیدرکھتاتھا کہ (اس معاملہ میں) االلہ تعالٰی مجھ پرحق کھول دے گا یہاں تک کہ یہ وقت آپہنچاکہ جس میں االلہ تعالٰی پاک اوربرترنے (اس عقدہ کو) مجھ پرآسان کردیا لہٰذا اسی کے لئے تعریف وستائش ہے اقول : (میں کہتاہوں) جبکہ االلہ تعالٰی کے لئے حمدوستائش ہے اس سے وہ اختلاف الگ اورجداہوگیا کہ جس کو علامہ قہستانی نے محیط کے حوالے سے سربنانے کے متعلق نقل کیااور فتاوٰی شامی میں اس کونقل فرمایا لیکن اس میں ائمہ کرام نے کوئی ترجیح ذکرنہیں، میں کہتاہوں پھرآپ سے کہیں یہ بات رہ نہ جائے کہ یہاں اتخاذ سے اقتناء (حفاظت کرنا) مرادہے جیسا کہ چندسطروں بعد علامہ قہستانی کایہ قول موجود ہے گھروں میں حفاظت سے تصویریں رکھنا منع ہیں"۔ لیکن اس کے کچھ بعد انہوں نے فرمایا کہ اگر تصویریں چھوٹی چھوٹی ہوں تو ان کاگھروں میں رکھنامکروہ نہیں لیکن ان کابنانا کسی حال میں بھی جائزنہیں، اگرچہ ہمارے علماء کرام نے یہ تصریح فرمائی کہ چاندی کی ناک، دانت اور انگلی بنانا جائزہے اور اس کی وجہ ان کامقطوع ہونا ہے اس لئے کہ جوکچھ انہوں نے ذکرفرمایا اس کے اور سربنانے کے درمیان واضح فرق ہے جو کسی بے عقل سے بھی پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ صاحب عقل سے مخفی رہ جائے، واالله تعالٰی اعلم (ت)

(۱ـــہ جامع الرموز کتاب الصلٰوۃ فصل مایفسدالصلٰوۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبدقاموس ایران ۱/ ۱۹۶)

(۲؎ جامع الرموز کتاب الصلٰوۃ فصل مایفسدالصلٰوۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبدقاموس ایران ۱/ ۱۹۵)

رابعاً اقول: وباللہ التوفیق (میں تعالٰی کی توفیق ہی کے حوالے سے کہتاہوں) ایک اورنکتہ بدیعہ ہے جس پرتنبہ لازم، یہاں چارصورتیں ہیں:

اول تصویر کی توہین مثلاً فرش یا انداز میں ہونا کہ ا س پرچلیں پاؤں رکھیں یہ جائزہے اورمانع ملائکہ نہیں اگرچہ بنانا بنوانا ایسی تصویروں کابھی حرام ہےکما فی الحلیۃ والبحر وغیرھما (جیسا کہ حلیہ، بحررائق اور ان دوکے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکورہے۔ت)

دوم جس چیزمیں تصویرہو اسے بلااہانت رکھنا مگروہ ترک اہانت بوجہ تصویرنہ ہو بلکہ اور سبب سے جیسے روپے کوسنبھال کررکھنا زمین پرپھینک نہ دینا کہ یہ بوجہ تصویرنہیں بلکہ بہ سبب مال، اگرسکہ میں تصویر نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی ہی احتیاط سے رکھاجاتا، یہ بحال ضرورت جائز ہے جس طرح روپے میں کہ تکریم تصویر مقصود نہیں اوربے تصویرکایہاں چلنانہیں اور اس پرسے تصویرمٹائیں توچلے گانہیںالضرورات تبیح المحظورات (ضرورتیں ممنوع کاموں کومباح کردیتی ہیں۔ت) یوہیں اسٹامپ کی تصویریں اورڈاک کے ٹکٹ، اگر ان کی تصویریں ایسی چھوٹی نہ ہوں کہ زمین پررکھ کر کھڑے ہوکر دیکھنے سے تفصیل اعضا ظاہرنہ ہو جیسے اشرفی، مہر، اس کے رکھنے کاویسے ہی جوازہے کہ اس کی تصویریں ایسی ہی چھوٹی ہیں اور بلاضرورت داخل کراہت کہ اگرچہ ترک اہانت دوسری وجہ سے ہے مگر لازم توتصویر کی نسبت بھی آیاحالانکہ ہمیں اس کی اہانت کاحکم ہے،

عنایہ سے گزرا :نحن امرناباھانتھا ۱؎۔ہمیں تصویروں کی توہین وتذلیل کاحکم دیاگیاہے۔(ت)

(۱؎ العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسدالصلٰوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۶۲)

توترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لائے، چاقو وغیرہ جوتصویریں ہوتی ہیں اسی حکم میں داخل ہیں اگربڑی ہوں تو انہیں مٹادے یاکاغذ وغیرہ لگادے ورنہ مکروہ ہے۔ یہ بھی اس وقت کے رکھنے والے کو اس شے سے کام ہو تصویر مقصود نہ ہوورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔

سوم ترک اہانت بوجہ تصویرہی ہومگرتصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہوجیسے جہال زینت وآرائش کے خیال سے دیواروں پرتصویریں لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام کہ خود صورت ہی کااکرام مقصود ہوا اگرچہ اسے معظم وقابل احترام نہ مانا۔

چہارم صرف ترک اہانت نہ ہوبلکہ بالقصد تصویر کی عظمت وحرمت کرنا، اسے معظم دینی سمجھنا، اسے تعظیماً بوسہ دینا، سرپررکھنا، آنکھوں سے لگانا، اس کے

سامنے دست بستہ کھڑاہونا، اس کے لائے جانے پرقیام کرنا، اسے دیکھ کرسرجھکانا وغیرذلک افعال تعظیم بجالانا یہ سب سے اخبث اورقطعاً یقینا اجماعاً اشدحرام وسخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا اگرچہ لاکھ مقطوع یاصغیر یامستور ہو، یہ قیدیں سب صورت سوم تک تھیں قصداً تعظیم تصویر ذی روح کی حرمت شدیدہ عظیمہ میں نہ کوئی تقیید ہے نہ کسی مسلمان کاخلاف متصوربلکہ قریب ہے کہ اس کی حرمت شدیدہ اس ملت حنفیہ کے ضروریات سے ہوتو اس کااستحسان بلکہ صرف استحلال یعنی جائزجاننا ہی سخت امرعظیم کاخطرہ رکھتا ہے والعیاذباللہ تعالٰی(اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت) صورت مذکورہ سوال یہی صورت چہارم ہے کہ اسے تبرک کے طورپررکھنا اس کے سبب نزول برکت جاننا اسے برزخ ٹھہرانا رب عزوجل تک وصول کاذریعہ بنانایہ سب وہی سخت اشدکبیرہ ہے او رعادۃً اس حالت میں اس کے ساتھ وہی افعال تعظیم بجالائیں گے جن کے حلال جانے پرتجدیداسلام مناسب ہے۔

نسأل اﷲ السلامۃ ولاحول ولاقوۃ الاباﷲ العلی العظیم۔ہم اللہ تعالٰی سے (جان وایمان کی سلامتی کاسوال کرتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے اوربھلائی کرنے کی کسی میں طاقت نہیں مگریہ کہ اللہ تعالٰی بڑی شان والاتوفیق عطافرمائے۔(ت)

ناواقف سمجھتے ہیں کہ حضورپُرنورسیدالاسیاد، امام الافراد، واہب المراد باذن الجواد، غوث الاقطاب والاوتاد، سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ (سادات کے سردار، افراد کے پیشوا، اللہ تعالٰی سخی کی اجازت سے مرادیں پوری کرنے والے، قطبوں کے فریادرس اور اوتاد کے فریادرس، ہمارے آقا، سب سے بڑے فریاد رس، اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو۔ت) ان کی اس حرکت سے خوش ہوں گے کہ ان کے صاحبزادہ کی ایسی تعظیم کی حالانکہ سب سے پہلے اس پرسخت ناراض ہونے والے سخت غضب فرمانے والےحضوراقدس ہوں گے رضی اﷲ تعالٰی عنہ۔اللہ تعالٰی ہدایت واستقامت بخشے،آمین!

واذقد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ وکان ترصیفھا فی النصف الاول من شھرالنور والسرور شھر ربیع الاول ۱۳۳۱ ھ ناسب ان اسمیھا بعطایاالقدیر فی حکم التصویر وصلی اﷲ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا محمد واٰلہ وصحبہ وسلم واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اچانک جلدی میں کیاہوا کام ایک رسالے کی صورت میں معرض وجود میں آگیا جبکہ ا س کی ترتیب وتالیف نوروسرور کے مہینے کے نصف اول یعنی ماہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ میں ہوئی، لہٰذا مناسب معلوم ہواکہ میں اس کایہ نام رکھوںالعطایاالقدیرفی حکم التصویر (بے پایاں قوت وطاقت رکھنے والے پروردگار کے بے شمار عطیات ونوازشات سے تصویر کاحکم بیان کرنے کے بارے میں۔ت) اور اللہ تعالٰی درودوسلام ہمارے آقااورہمارے مولاپربھیجے جو کہ محمدکریم صلی

اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور ان کی آل اورسب ساتھیوں پر اور اللہ تعالٰی پاک وبرتر سب سے زیادہ علم رکھتاہے اوراس کاعلم کہ جس کی شان بڑی ہے سب سے زیادہ کامل اور سب سے زیادہ پختہ ہے(ت)

رسالہ

العطایا القدیر فی حکم التصویر

ختم ہوا

جانوروں کاپالنا، لڑانا اور ان پررحم وظلم

مسئلہ ۲۵۱ : ازبلگرام شریف ضلع ہردوئی محلہ میدان پورہ مرسلہ حضرت سیدابراہیم ۸ذیقعدہ ۱۳۱۱ ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پالنا طیور جیسے طوطا، طوطی، لال، مینا، پِدّی وخروس خانگی کابغرض جی لگنے کے اور لڑوانا ان کا علی الرسم کیساہے؟ بیّنوا توجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : لڑانا مطلقاً ناجائزوگناہ ہے کہ بے سبب ایذائے بیگناہ ہے حدیث صحیح میں ہے :نہٰی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم عن التحریش بین البہائم، رواہ ابوداؤد ۱؎ والترمذی وحسّنہ وصحّحہ عن ابن عباس رضی اﷲ تعالٰی عنہما۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جانوروں کو (لڑائی پر) اکسانے اورآمادہ کرنے سے منع فرمایاہے، ابوداؤد اورترمذی نے اس کو روایت کیاہے اورحضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اس کی تحسین وتصحیح فرمائی۔(ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی التحریش بین البہائم آفتاب عالم پریس لاہور ۱ /۳۴۶)

(جامع الترمذی ابواب الجہاد باب فی التحریش بین البہائم امین کمپنی دہلی ۱ /۲۰۴)

اورجانوران خانگی مثل خروس وماکیان وکبوتراہلی وغیرہا کاپالنا بلاشبہ جائزہے جبکہ انہیں ایذاسے بچائے اور آب ودانہ کی کافی خبرگیری رکھے،

خودحدیث میں مُرغ سپید پالنے کی ترغیب ہے :البیہقی عن ابن عمر رضی اﷲ تعالٰی عنہما قال قال رسول اﷲ تعالٰی علیہ وسلم الدیک یؤذن بالصلٰوۃ من اتخذ دیکا ابیض حفظ من ثلٰثۃ من شرکل شیطان وساحر وکاھن۱؎ وفی الباب عن ابی زید الانصاری عند الحارث فی مسندہ وعن انس بن مالک عند ابی الشیخ فی العظمۃ وعن خالد بن معدان مرسلا عندالبغوی فی المعجم وعن امّ المؤمنین وعن انس عند الحارث وعن غیرھم رضی اﷲ تعالٰی عنہم۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مرغ نماز کے لئے اذان دیتاہے جس کسی نے سفید مُرغ پالا وہ تین آفتوں سے محفوظ

ہوگیا(شیطان کے شرسے(۲)جادوگرکے شرسے(۳)کاہن کے شرسے۔ اس باب میں حضرت ابوزید انصاری سے روایت ہے جوحارث نے اپنی سندمیں ذکر کی ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے جوابوالشیخ نے العظمۃ میں بیان فرمائی اور خالد نے بن معدان سے مرسلاً (یعنی سند کے ذکرکے بغیر) روایت ہے جوامام بغوی نے المعجم میں ذکرفرمائی۔ اور حارث اوردوسرے ائمہ کے نزدیک ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔(ت)

(۱؎ کنز العمال عن ابن عمر رضی اللہ عنہما حدیث ۳۵۲۷۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۳۳۴)

مگرخبرگیری کی یہ تاکید ہے کہ دن میں ستردفعہ پانی دکھائےکماورد فی الحدیث (جیساکہ حدیث میں وارد ہواہے۔ت) ورنہ پالنا اوربھوکاپیاسارکھناسخت گناہے،

فانہ ظلم والظلم علی الحیوان اشد من الظلم علی الذمی الاشد من الظلم علی مسلم کمانص علیہ فی الدر المختار۲؎۔کیونکہ یہ ظلم ہے اور کسی جانور پرظلم کرنا ذمی (کافر) پرظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے جوکہ مسلمان پر ظلم کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے، جیسا کہ درمختار میں اس کی تصریح فرمائی گئی ہے

(۲؎ الدرالمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۹)

وقد قال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم کفٰی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت، رواہ الامام احمد۱؎ وابوداؤد والنسائی والحاکم والبیھقی عن عبداﷲ بن عمررضی اﷲ تعالٰی عنہما بسند صحیح۔

اور رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ جس کی روزی کا وہ ذمہ دار ہو اس کوضائع کردے۔ امام احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم اوربیہقی نے صحت سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمرورضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کی روایت فرمائی۔(ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب صلۃ الرحم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۳۸)
(مسند احمدبن حنبل عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۶۰و۱۹۴و۱۹۵)

رہاجانور ان وحشی کاپالنا جیسے طوطی، مینا، لال ، بلبل وغیرہا، عالمگیری میں قنیہ سے اس کی ممانعت نقل کی اگرچہ آب ودانہ میں تقصیرنہ کرے،حیث قال حبس بلبلا فی قفس وعلفھا لایجوز کذا فی القنیۃ۲؎۔جیسا کہ صاحب قنیہ نے کہاکہ کسی نے بلبل پنجرے میں قیدکیاہو اور اگراسے آب ودانہ دے تب بھی جائزنہیں، القنیہ میں اسی طرح مذکورہے(ت)

مگرنص صریح حدیث صحیح واقوال ائمہ نقد و تنقیح سے صاف جواب واباحت مستفادہے جبکہ خبرگیری مذکور بروجہ کافی بجالائے۔واﷲ تعالٰی اعلم۔

(۲ـــہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثلاثون فی المتفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۸۱)

مسئلہ ۲۵۲ : کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قتل کرناسانپ کاجائزہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : قتل سانپ کامستحب ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کے قتل کاحکم کیاہے یہاں تک کہ اس کے قتل کی حرم میں اورمحرم کوبھی اجازت ہے اور جو خوف سے چھوڑدے اس کے لئے لفظلیس منّی۳ـــہ (وہ شخص مجھ سے یعنی میرے طریقے سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ت)

(۳ـــہ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قتل الحیات آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۵۶)

حدیث میں وارد،فی صحیح البخاری قال عبداللّٰہ بینا نحن مع رسول اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فی غار اذ نزلت علیہ والمرسلٰت فالتلقیناھا من فیہ وان فاہ لرطب بھا وخرجت حیۃ فقال رسول اللہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوھا قال فابتدرناھا فسبقتنا قال فقال وقیت شرکم کما وقیتم شرھا ۱ـــہ۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودنے فرمایا کہ ہم ایک دفعہ حضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام کے ساتھ غارمیں تھے جبکہ آپ پرسورہ مرسلٰت نازل ہوئی اورہم نے اسی وقت آپ کے منہ مبارک سے اسے حاصل کیا جبکہ آپ کامبارک دہن اس سے تروتازہ تھا،پھراچانک وہاں ایک سانپ نکلا توحضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے مارڈالو۔ ہم نے اس کے مارنے میں بڑی جلدی کی لیکن وہ ہم سے سبقت کرتے ہوئے بھاگ گیا۔ اس آپ نے یہ ارشاد فرمایا وہ تمہارے شر سے بچ گیا اورتم اس کے شر سے بچ گئے۔(ت)

(۱ـــہ صحیح البخاری کتاب ابواب العمرہ باب مایقتل المحرم من الدواب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۲۴۷)

(صحیح البخاری بدأالخلق باب خمس من الدواب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۶۷)

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ ۷۷ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۷۳۴۔۳۵)

اور اسی کے مثل مسلم ونسائی نے روایت کیا :وفی صحیح مسلم، سأل رجل ابن عمر مایقتل الرجل من الدواب وھو محرم قال حدثنی احدی نسوۃ النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یامربقتل الکلب العقور والفارۃ والعقرب والحدیا والغراب والحیۃ قال وفی الصلٰوۃ ایضا ۲ـــہ ۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ ابن عمر سے پوچھ رہاتھا کہ جب کوئی آدمی حالت احرام میں ہوتو وہ کون کون سے جانور مارسکتاہے؟ آپ نے فرمایا کہ امہات المومنین میں سے ایک بی بی صاحبہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ حضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے بحالت احرام بعض جانوروں کومارڈالنے کاحکم فرمایا اوروہ بعض یہ ہیں: (۱) کاٹنے والاکتا (۲) چوہا (۳) بچھو(۴)

چیل(۵)کوا(۶)سانپ۔ ان سب کومارڈالنے کاآپ حکم فرمایاکرتے تھے اور فرمایا: نماز میں بھی ان کے بارے میں یہی حکم ہے۔
(۲ـــہ صحیح مسلم کتاب الحج باب ماینذب للمحرم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۸۲)

وفی سنن النسائی عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال خمس یقتلھن محرم، الحیّۃ و والفارۃ والحدأۃ والغراب الابقع والکلب العقور ۱ـــہ وفی سنن ابی داؤد عن ابی ھریرۃ ان رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال خمس قتلھن حلال فی الحرم الحیۃ والعقرب واحداءۃ والفارۃ والکلب العقور۲ـــہ ۔
سنن نسائی میں ہے کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے رویت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ انہیں محرم مارسکتاہے : (۱) سانپ(۲)چوہا(۳)چیل(۴) سیاہ وسفید نشان والا کوا(۵)کاٹنے والاکتا۔ سنن ابوداؤد میں حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ انہیں حدودِحرم میں بھی مارڈالنا حلال اورجائزہے :(۱) سانپ (۲) بچھو (۳) چیل(۴) چوہا (۵) کاٹ کھانے والا کتا۔
(۱ـــہ سنن النسائی کتاب الحج باب یقتل المحرم من الدواب نورمحمدکارخانہ تجارت کتب کراچی ۲ /۲۵)
(۲ـــہ سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب یقتل المحرم من الدواب آفتاب عالم پریس لاہور ۱ /۲۵۴)

وفی صحیح مسلم ان رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم امر محرما بقتل حیّۃ ۳ـــہ بمعنٰی وفی سنن ابی داؤد عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم قال اقتلوا الحیات کلھن فمن خاف ثأرھن فلیس منّی۴ـــہ۔
صحیح مسلم میں ہے کہ حضورعلیہ الصلٰوۃوالسلام نے محرم کومنٰی میں سانپ مارڈالنے کاحکم فرمایانیزسنن ابی داؤد میں حضوراکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمام سانپوں کومارڈالو پھرجوکوئی ان کے خون کے مطالبے سے خوف کھائے وہ مجھ سے نہیں۔(ت)
(۳ـــہ صحیح مسلم کتاب قتل الحیات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۵)
(۴ـــہ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قتل الحیات آفتا ب عالم پریس لاہور ۲ /۳۵۶)

لیکن قتل اسی سانپ کاکہ سپیدرنگ ہے اور سیدھاچلتاہے یعنی چلنے میں بل نہیں کھاناقبل انداز وتحذیرکے ممنوع ہے،
فی سنن ابی داؤد عن رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم : اقتلوا الحیات کلھا الاالجان الابیض الذی کانہ قضیب فضۃ ۵ـــہ وروی الزیلعی عنہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا ذا الطفیتین والابتر وایاکم والحیۃ البیضاء فانھا من الجن۱ـــہ

وفی الترمذی قال عبداﷲ بن المبارک انما یکرہ من قتل الحیات الحیۃ التی تکون دقیقۃ کانھا فضّۃ ولاتلتوی فی مشیۃ۲؎ـ

سنن ابوداؤد میں حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے روایت ہے کہ تمام قسم کے سانپ مارڈالو مگر وہ سفید سانپ جواس طرح نظرآئے کہ گویاوہ چاندی کی چھڑی ہے۔ امام زیلعی نے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس سانپ کی پیٹھ پردوسفیدخط ہوں یاوہ چھوٹی دُم والاہو اسے مارڈالو لیکن سفید سانپ کرمارنے سے پرہیزکرو اس لئے کہ وہ جِنّات میں سے ہے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا اس سانپ کو مارڈالنا مکروہ یعنی ناپسندیدہ عمل ہے جو باریک ہوتاہے جو دیکھنے میں چاندی کی طرح ہے اور اپنی چال میں بل کھاتے ہوئے نہیں چلتا۔(ت)

(۵؎سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قتل الحیات آفتا ب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۵۷)
(۱؎ الاشباہ والنظائر بحوالہ الزیلعی الفن الثالث ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۱۸۳)
(۲؎ جامع الترمذی ابواب الصید باب فی قتل الحیات امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۷۹)

اور اسی طرح وہ سانپ جومدینہ کے گھروں میں رہتے ہیں بے انذار وتحذیرکے نہ قتل کئے جائیں مگرذوالطیفتین کہ اس کی پیٹھ پر دوخط سپید ہوتے ہیں اورابتر کہ ایک قسم ہے سانپ کی کبود رنگ کوتاہ دم، اور ان دونوں قسم کے سانپوں کاخاصہ ہے کہ جس کی آنکھ پر ان کی نگاہ پڑجائے اندھاہوجائے، زنِ حاملہ اگرانہیں دیکھ لے حمل ساقط ہو کہ اس طرح کے سانپ اگرمدینہ طیبہ کے گھروں میں بھی رہتے ہوں تو ان کامارنا بے انذارکے جائزہے۔فی صحیح مسلم قال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم ان بالمدینۃ نفرا من الجن قداسلموا فمن رأی شیئا من ھٰذہ العوامر فلیؤذنہ ثلاثا فان بدالہ بعد فلیقتلہ فانہ شیطان۳؎اھ (والعوامر ھی التی تسکن البیوت تؤذی) وفی روایتہ ان لھذہ البیوت عوامر فاذا رأیتم شیئا ھنا فخرجوا علیھا ثلاثا فان ذھب والافاقتلوہ فانہ کافر۱؎ وفی روایۃ ان بالمدینۃ جنا قداسلموا فاذارأیتم منھم شیأا فاٰذنوہ ثلٰثۃ ایام فان بدالکم بعد ذٰلک فاقتلوہ انما ھو شیطان۲؎ وفی سنن ابوداؤد، وقال القاضی عیاض۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کچھ ایسے جنّات ہیں جومسلمان ہوگئے ہیں لہٰذا جوکوئی گھروں میں ان سے کسی کوآباد دیکھے توتین مرتبہ انہیں آگاہ کردے اگراس کے بعد بھی ان میں سے کوئی دکھائی دے یعنی وہ غائب نہ ہوتو اسے مارڈالاجائے اس لئے وہ شیطان ہے اھ عوامر وہ ہیں جوگھروں میں رہتے ہیں اورلوگوں کوایذاپہنچاتے ہیں اوراسی کی

روایت میں ہے کہ ان گھروں میں کچھ رہنے والے سانپ ہیں اگرتم ان میں سے یہاں کسی کودیکھو تو اسے تین مرتبہ نکل جانے کاکہو، اگروہ چلاجائے تو فبہا ورنہ اسے مارڈالو کیونکہ وہ کافرہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ میں کچھ جِن مسلمان ہوگئے ہیں اگران میں سے تم کسی کوگھروں میں دیکھو تو تین روز تک اسے متنبہ کرتے رہو لیکن اس کے بعد بھی وہ اگردکھائی دے تواسے مارڈالو، اس لئے کہ وہ شیطان ہے۔ اور سنن ابی داؤد میں ہے اورقاضی عیاض نے فرمایا۔(ت)

(۳ـــ صحیح مسلم کتاب قتل الحیات وغیرہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۵)
(۱ـــ و ۲ـــ صحیح مسلم کتاب قتل الحیات وغیرہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۵)

لیکن بعض علماء نے قتل ان سانپوں کاکہ گھروں میں رہتے ہیں مطلقاً بے انذار کے ممنوع ٹھہرایاہے اورمنشاء اس کا اطلاق لفظ بیوت ہے بعض احادیث میں ہے :فی صحیح مسلم کان ابن عمر یقتل الحیات کلھن حتی حدثنا ابولبابۃ بن عبدالمنذر البدری ان رسول اللّٰہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نہٰی عن قتل جنان البیوت فامسک۳ـــــ وفی روایۃ نہٰی عن قتل الجنان التی فی البیوت۴ـــــ انتہت، والجنان بجیم مکسورۃ ونون مفتوحۃ ھی الحیات جمع جان وھی الحیۃ الصغیرۃ وقیل الدقیقۃ الخفیفۃ وقیل الدقیقۃ البیضاء کذا قال النووی ۱ـــــ، وفی روایۃ انہ قدنھٰی عن ذوات البیوت۲ـــــ۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرہرقسم کے سانپوں کومارڈالتے تھے یہاں کہ کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر بدری نے بیان فرمایا کہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کومارڈالنے سے منع فرمایاہے توپھر وہ اپنے اس عمل سے بازآگئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کومارڈالنے سے منع فرمایا اھ حدیث میں لفظ الجِناَن حرف جیم کے زیر اورنون کے زبر کے ساتھ متلفظ ہے جس کے معنی سانپ کے ہیں یہ لفظ جان کی جمع ہے اور جان چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں، اوریہ بھی کہاگیاہے کہ باریک اورہلکا پھلکا سانپ، اور یہ بھی کہاگیاکہ باریک اور سفید سانپ۔ امام نووی نے اسی طرح فرمایاہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کے مارڈالنے سے ممانعت فرمائی۔(ت)

(۳ـــصحیح مسلم کتاب قتل الحیات وغیرہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۴)
(۴ـــصحیح مسلم کتاب قتل الحیات وغیرہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۴)

(۱؎ شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم کتاب قتل الحیات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۵)
(۲؎ صحیح مسلم کتاب قتل الحیات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۴)

مگریہ مذہب ضعیف غیرمختارہے اور جواب اس کایہ ہے کہ یہاں مرادبیوت سے بیوتِ مدینہ ہیں، نہ بیوت مطلقاً اور احادیث مذکور جن میں اذن بیوت مقیدہے مفسران حدیثوں کے مفسّرہیں-قال الامام النووی قال المارزی لاتقتل حیات مدینۃ النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم الابانذارھا کماجاء فی ھٰذہ الاحادیث فاذا انذرھا ولم تنصرف قتلھا واماحیات غیرالمدینۃ فی جمیع الارض والبیوت والدور فیندب قتلھا من غیرانذار لعموم الاحادیث الصحیحۃ فی الامر بقتلھاو''قال الامام النووی ایضا'' قالوا فاخذ بھذہ الاحادیث فی استحباب قتل الحیات مطلقا وخصت المدینۃ بالانذار للحدیث الوارد فیھا وسببہ ماصرح بہ فی الحدیث انہ سلم طائفۃ من الجن بھا۳؎ اھامام نووی نے فرمایا کہ امام مارزی نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کے سانپوں کوبغیرمتنبّہ کرنے کے نہ مارا جائے، جیسا کہ ان احادیث میں آیاہے، پھر جب انہیں تنبیہ کرے اور اس کے باوجود وہ غائب نہ ہوں توپھرمارڈالے۔ لیکن جوسانپ مدینہ طیبہ کے علاوہ باقی زمین، مکانات اور گھروں میں رہتے ہوں مستحب ہے کہ انہیں بغیرڈرائے مارڈالاجائے۔ ان صحیح احادیث کی بناپر جوسانپوں کومارڈالنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں امام نووی نے بھی فرمایا کہ اہل علم نے علی الاطلاق فرمایاہے کہ سانپوں کومار ڈالنے کے استحباب میں ان احادیث کو لیاگیا ہے، البتہ مدینہ منورہ کے سانپوں کی انذار یعنی ڈراوے کے ساتھ تخصیص کی گئی ہے یہ اس حدیث کی بناپرہے جومدینہ شریف کے بارے میں وارد ہوئی اور اس کاسبب وہ حدیث ہے کہ جس میں صراحت کی گئی کہ مدینہ طیبہ میں جِنّات کا ایک گروہ مسلمان ہوگیاہے اھ ۔(ت)

(۳؎ شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب قتل الحیات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۴)

اورطریقے انذاروتحذیر کے مختلف ہیں، ایک یہ کہ یوں کہاجائے میں تم کو قسم دلاتاہوں اس عہد کی جو تم سے سلیمان بن داؤدعلیہما السلام نے لیاکہ ہمیں ایذامت دو اور ہمارے سامنے ظاہر مت ہو۔

قال الامام النووی واما صفۃ الانذار فقال القاضی روی ابن حبیب عن النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم انہ یقول انشد کن بالعھد الذی اخذ علیکم سلیمٰن ابن داؤد ان لاتؤذونا ولاتظھرن لنا ۱؎۔

امام نووی نے فرمایا کہ انذار کی کیفیت کے متعلق قاضی عیاض کا ارشاد ہے کہ ابن حبیب نے حضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام سے روایت فرمائی کہ آپ فرماتے تھے کہ سانپوں کوڈرانے والا یوں کہے کہ میں قسم دلاتاہوں اس عہد کی جو تم سے سلیمان بن داؤد(علیہماالسلام) نے لیاتھا کہ ہمیں تکلیف نہ دو او رنہ ہمارے سامنے آؤ۔(ت)

(۱ـــه شرح صحیح مسلم للنووی مع صحیح مسلم کتاب قتل الحیات قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۳۴)

دوسرے یہ کہ اس طرح کہاجائے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں بوسیلہ عہدنوح وعہدسلیمان ابن داؤدعلیہم السلام کے کہ ہمیں ایذامت دے،

قال رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم اذا ظهرت الحیۃ فی المسکن فقولوا لها انا نسئلک بعهد نوح وبعهد سلیمان بن داؤد ان لاتؤذینا فان عادت فاقتلوها رواہ ابوعیسٰی الترمذی ثم قال ھذا حدیث حسن غریب۲ـــه۔

حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب گھر میں کوئی سانپ دکھائی دے تو اس سے یوں کہو کہ ہم تجھ سے عہدنوح اورعہدسلیمان بن داؤدکے طفیل یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ایذا نہ پہنچاؤ(اگر وہ یہ عہد نہ مانیں اوردوبارہ گھر میں ظاہرہوں توانہیں مارڈالو) امام ابوعیسٰی ترمذی نے اس حدیث کوروایت کرکے فرمایا یہ حسن غریب ہے۔(ت)

(۲ـــه جامع الترمذی ابواب الصید باب فی قتل الحیات امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۷۹)

تیسرے یہ کہ میں تمہیں قسم دلاتاہوں اس عہد کی جوتم سے نوح علیہ السلام نے لیا میں تمہیں قسم دلاتاہوں اس عہد کی جو تم سے سلیمان علیہ السلام نے لیا کہ ایذامت دو۔کما فی سنن ابی داؤد ان رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم سئل عن حیات البیوت فقال اذارأیتم منهن شیأا فی مساکنکم فقولوا انشد کن العهد الذی اخذ علیکن سلیمان ان لاتؤذوا فان عدن فاقتلوهن ۱ـــه۔جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام سے گھروں میں رہنے والے سانپوں کے متعلق پوچھاگیاتوفرمایا کہ جب تم لوگ اپنے گھروں میں سانپوں کی طرح کوئی چیزدیکھو تو ان سے یوں کہو کہ میں تمہیں اس عہد کی قسم دلاتاہوں جوتم سے حضرت نوح

نے لیاتھا میں تمہیں اس عہد کی قسم دلاتاہوں جوتم سے حضرت سلیمان نے لیاتھا (ان دونوں پرسلام) کہ ہمیں ایذامت دو۔(ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الآداب باب فی قتل الحیات آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۵۷)

چوتھے یہ کہ لوٹ جاخداکے حکم سے۔
پانچویں یہ کہ مسلمان کی راہ چھوڑدے۔

قال الطحاوی یقال لہا ارجعی باذن اﷲ تعالٰی او خلی طریق المسلمین ۲؎اھ ملخصاً وغیرذٰلک۔امام طحاوی نے فرمایا کہ سانپ سے یوں کہاجائے کہ تو اﷲ تعالٰی کے حکم سے واپس چلاجا، یا یوں کہاجائے کہ مسلمانوں کاراستہ چھوڑدے، یا اس کے کچھ اور الفاظ کے ذریعے اس چلے جانے کوکہے اھ ملخصاً(ت)

(۲؎ الاشباہ والنظائر بحوالہ الطحاوی الفن ثالث احکام الجان ادارۃ القرآن کراچی ۲ /۱۸۳)

بالجملہ قتل سانپ کامستحب اورسپید اورساکن بیوت مدینہ کاسوا ذوالطیفتین اورابتر کے بے انذاروتحذیر کے ممنوع ہے مگرطحاوی کے نزدیک بے انذار میں بھی کچھ حرج نہیں او رانذار اولٰی ہے۔

فی الاشباہ والنظائر قال الطحاوی لابأس ان بقتل الکل لانہ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم عاھدالجن ان لایدخلوا بیوت امتہ ولایظھروا انفسھم فاذا خالفوا فقد نقضوا عھدھم فلاحرمۃ لھم اولاولٰی ھو الانذار والاحذار ۱؎اھ واﷲ تعالٰی اعلم۔

الاشباہ والنظائر میں ہے کہ امام طحاوی نے فرمایاکہ ہرقسم کے سانپوں کو بغیرڈرائے مارڈالنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ حضورصلی اﷲتعالٰی علیہ وسلم نے جِنّات سے عہدلیاتھاکہ میری امت کے گھروں میں نہ داخل ہونا اورنہ ان کے سامنے ظاہرہونا، جب وہ اس عہد کی مخالفت کریں تو گویا وہ عہدشکنی کے مرتکب ہوئے لہٰذا ان کی حرمت باقی نہ رہی ہاں البتہ انہیں ڈرانا اورہوشیارکرنازیادہ بہترہے اھ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ الاشباہ والنظائر بحوالہ الطحاوی الفن الثالث احکام الجان ادارۃ القرآن کراچی ۲ /۵۸۴)

مسئلہ ۲۵۳ : کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اوربکرے کو خصّی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : بالاتفاق جائزہے کہ اس میں منفعت ہے۔ خصی کاگوشت بہترہوتاہے اور خصی بیل محنت کی زیادہ برداشت کرتاہے، اورتحقیق یہ ہے کہ اگرجانورکے خصی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یادفع مضرت مقصود ہوتو مطلقاً حلال ہے اگرچہ جانور غیرماکول اللحم ہومثلاً بلی وغیرہ ورنہ حرام ہے، اسی اصل کی بناء پرہمارے گھوڑے کوخصی کرنا بھی جائزجانتے ہیں جبکہ مقصود دع شرارت ہواگرچہ بعض منع فرما تے ہیں:

لمافیہ من تقلیل آلۃ الجہاد اقول الموجود لایعدم والمرھوم لایعتبر الاتری ان العزل یجوز عن الاٰمۃ مطلقا وعن الحرۃ باذنھا بخلاف الاکل فان فیہ اعدام موجود۔

اس لئے کہ اس میں آلہ جہاد کی تقلیل ہے، میں کہتاہوں کہ موجود معدوم نہیں ہوتا اورموہوم کا اعتبارنہیں ہوتا کیاتم نہیں دیکھتے کہ لونڈی سے "عزل" علی الاطلاق جائزہے جبکہ آزاد عورت سے اس کی اجازت پرموقوف ہے بخلاف کھانے کے کہ اس میں موجود کومعدوم کرناہے۔(ت)

ہاں آدمی کاخصی کرنا بالاجماع مطلقاً حرام ہے۔درمختارمیں ہے:وجاز خصاء البھائم حتی الھرۃ واما خصاء الاٰدمی فحرام قیل والفرس وقیدوہ بالمنفعۃ والافحرام ۲؎۔چوپایوں کوخصی کرنا جائزہے لیکن آدمی کوخصی کرنا حرام ہے اور کہاگیا کہ گھوڑے کوبھی۔ اورفقہائے کرام نے خصی کرنے میں فائدہ اورنفع کی قید لگائی ہے اور اگریہ نہ ہو تو پھرحرام ہے۔(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۶)

ردالمحتارمیں ہے :قولہ قیل والفرس ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لاباس بہ عند اصحابنا وذکرشیخ الاسلام انہ حرام۱؎۔ واﷲ تعالٰی علم۔مصنف کاقول "والفرس" شمس الائمہ حلوانی نے ذکرفرمایا کہ گھوڑے خصی کرنے میں ہمارے اصحاب کے نزدیک کوئی حرج نہیں جبکہ شیخ الاسلام نے ذکرفرمایا کہ اسے خصی کرناحرام ہے، ط واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۴۹)

مسئلہ ۲۵۴: ۲۰ربیع الآخرشریف
کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ سگ کاپالناجائزہے یانہیں؟ اورکبوتر پالنا بِلااڑانے کے، بٹیربازی ومرغ بازی وشکرہ وبازپالنا اور ان سے شکارپکڑوانا اورکھانا درست ہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : شکراوب ازپالنادرست ہے، اور ان سے شکار کرانا اوراس کاکھانا بھی درست ہےلقولہ تعالٰی وماعلمتم من الجوارح۲؎ الآیۃ۔اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کی وجہ سے "اورجن زخمی کرنے والے جانوروں کوتم نے شکار کرنے کاطریقہ سکھارکھاہے۔(ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۵ / ۴)

مگریہ ضرورہے کہ شکارغذا ودوا یاکسی نفع صحیح کی غرض سے ہو، محض تفریح ولہوولعب نہ ہو، ورنہ حرام ہے، یہ گنہگار ہوگا، اگرچہ ان کامارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پاگئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کرچھوڑا ہو حلال ہوجائے گا

فان حرمۃ فی کونہ ذکاۃ شرعیۃ لکن سمی اﷲ تعالٰی وضرب الغنم من قفاہ حر الفعل وحل الاکل۔کسی شکاری جانور کومحض تفریح طبع کے طورپر شکار کرنے کے لئے چھوڑنے کی حرمت اس کے شرعی طورپرذبح ہونے کے منافی یامخالف نہیں لیکن اللہ تعالٰی کانام لے کرچھوڑے جیسے کسی شخص نے اللہ تعالٰی کانام لے کربکری کی گدّی کی طرف سے ضرب لگائی اگرچہ فعل حرام ہے مگر اس کاکھانا حلال ہے۔(ت)
اوربٹیر بازی، مرغبازی اور اسی طرح ہرجانور کالڑانا جیسے مینڈھے لڑاتے ہیں لعل لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کالڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کوایذاہے،

حدیث میں ہے :نہٰی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم اخرجہ ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اﷲ تعالٰی عنھما وقال الترمذی حسن صحیح ۱؎۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا (امام ابوداؤد اورامام ترمذی نے اس کوحضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا : حدیث حسن صحیح ہے۔ت)

(۱؎ جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی التحریش بین البہائم امین کمپنی دہلی ۱/ ۲۰۴)
(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب ماجاء فی التحریش بین البہائم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۴۶)

کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لئے ہو اور کسی امرناجائز کی طرف مؤدی نہ ہوجائزہے اور اگرچھتوں پرچڑھ کراڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پرنگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کوکنکریاں پھیکنے جوکسی کاشیشہ توڑیں یاکسی کی آنکھ پھوڑیں یاکسی کادم بڑھائے اورتماشا ہونے کے لئے دن بھر انہیں بھوکا اُڑائے جب اُترنا چاہیں نہ اُترنے دیں ایساپالنا حرام ہے

،درمختارمیں ہے :یکرہ امساک الحمامات ولو فی برجھا ان کان یضربالناس بنظر او جلب والاحتیاط ان یتصدق بھا ثم یشتریھا اوتوھب لہ، مجتبی، فان کان یطیرھا فوق السطح مطلعاً علی عورات المسلمین و یکسر زجاجات الناس برمیہ تلک الحمامات عزر ومنع اشدالمنع فان لم یمتنع ذبحھا المحتسب وصرح فی الوھبانیۃ بوجوب التعزیر وذبح الحمامات ولم یقیدہ بما مر ولعلہ اعتمد عادتھم واما للاستیناس فمباح ۱؎اھ۔

کبوتروں کوروک رکھنا اگرچہ ان کے برجوں میں ہو مکروہ ہے اگرلوگوں کونقصان پہنچاہودیکھنے یا پکڑنے کی وجہ سے، اور احتیاط یہ ہے کہ انہیں خیرات کردیاجائے پھرانہیں خریدے یا اسے ہبہ کئے جائیں، مجتبٰی، پھراگرچھتوں پرچڑھ کر اڑائے کہ مسلمانوں کی پردہ دار خواتین پرنگاہ پڑے یا انہیں اڑانے کے لئے کنکرپھینکنے جن سے لوگوں کے گھروں کی کھڑکیوں روشندانوں کے شیشے ٹوٹنے کی نوبت آئے تو یہ سخت منع ہے اور اگر اس حرکت سے بازنہ آئے توحاکم شہر انہیں ذبح کراڈالے۔ اوروہبانیہ میں تصریح ہے کہ اس صورت میں سزادینا اورکبوتروں کو ذبح کرڈالنا واجب ہے اور اس نے گزشتہ قید کا ذکرنہیں کیا شاید اس نے فقہائے کرام کی عادت پراعتمادکیاہے اور اگرکبوترپروری صرف دل بہلانے اور انس کے لئے ہوتو مباح ہےاھ (ت)

(۱؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۹)

صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اورصحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:دخلت امرأۃ النار فی ھرۃ ربطتھا فلم تطعمھا ولم تدعھا تاکل من خشاش الارض۲؎۔ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھا رکھاتھا، نہ اسے کھانادیانہ چھوڑاکہ زمین کے چوہے وغیرہ کھالیتی۔

(۲؎ صحیح البخاری کتاب بدؤالخلق باب خمس من الدواب فواسق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۶۷)

ابن حبان کی حدیث میں ہے :فھی اذا قبلت تنھشھا قبلھا واذا ادبرت تنھشھا۳؎۔وہ بلی دوزخ میں اس عورت پرمسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے۔

(۳؎ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان فصل فیما یتعلق بالدواب مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۸ /۴۵۵)
(مواردالظمآن باب صلٰوۃالکسوف حدیث ۵۹۵ و ۵۹۶ المطبعۃ السلفیہ ص۱۵۷)

ایک حدیث میں حکم ہے کہ جوجانور پالو دن میں ستربار سے دانہ پانی دکھاؤ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اورنیچے آناچاہے تو آنے دو۔

علماء فرماتے ہیں جانورپرظلم کافرذمی پرظلم سے سخت ترہے اورکافر ذمی پرمسلمان ظلم سے اشدکما فی الدرالمختار۴؎ وغیرہ (جیساکہ درمختاروغیرہ میں ہے۔ت)

(۴؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۹)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :الظلم ظلمٰت یوم القیامۃ ۱؎۔ظلم ظلمتیں ہوگاقیامت کے دن۔

(۱؎ صحیح بخاری ابواب المظالم والقصاص باب الظلم ظلمات یوم القٰیمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۳۱)

اوراللہ تعالٰی فرماتاہے:ان لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۲؎۔سن لو اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔

(۲ــہ القرآن الکریم ۷ /۴۴)

کتاپالناحرام ہے، جس گھرمیں کتاہو اس گھرمیں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ۔ رواہ احمد۳ــــہ والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی طلحۃ رضی االلّٰہ تعالٰی عنھما۔فرشتے نہیں آتے اس گھرمیں جس میں کتا یا تصویرہو۔ (امام بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے روایت کیاہے۔ت)

(۳ــہ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق ۱/ ۴۵۸ وکتاب المغازی ۲ /۵۷۰ وصحیح مسلم کتاب اللباس ۲ /۲۰۰)
(جامع الترمذی ابواب الاب ۲ /۱۰۳ وسنن النسائی ابواب الصید ۲ /۱۹۳)

اورفرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من اقتنی کلبا الا کلب ماشیۃ اوضاریا نقص من عملہ کل یوم قیراطان۔ رواہ احمد۴ــــہ والشیخان والترمذی والنسائی عن ابن عمر رضی االلّٰہ تعالٰی عنھما۔جوکتاپالے مگرگلی کاکتا یاشکاری، روز اس کی نیکیوں سے دوقیراط کم ہوں (ان قیراطوں کی مقداراللہ ورسول جانے جل جلالہ، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) (امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی سند کے ساتھ اس کو روایت کیاہے۔ت)

(۴ــہ صحیح البخاری کتاب الذبائح ۲ /۸۲۴ و صحیح مسلم کتاب المساقات ۲/ ۲۱)
(جامع الترمذی ابواب الصید ۱ /۱۸۰ و سنن النسائی ابواب الصید ۲ /۱۹۴)
(مسندامام احمدبن حنبل عن ابن عمر ۲ /۴، ۳۷۰، ۴۷، ۶۰)

توصرف دوقسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یادوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لئے شکار کی حاجت ہو، نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے، دوسرا وہ کتا جوگلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لئے پالاجائے اور حفاظت کی سچی حاجت ہو، ورنہ اگرمکان میں کچھ نہیں کہ چورلیں یامکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کااندیشہ نہیں، غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتاہو کہ حفاظت کابہانہ ہے اصل میں کتے کاشوق ہے وہاں جائزنہیں، آخرآس پاس کے گھروالے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگربے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تووہ بھی پالتے،

خلاصہ یہ کہ اللہتعالٰی کے حکم میں حیلہ نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۵۵ : ازبنگالہ ضلع جسرڈاکخانہ محمودپور موضع دہنوائل مرسلہ عزیزالرحمن ۲۰جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں، جانوروں کاخصی کرانا جیسے بیل، بکرا، مرغ وغیرہ جائزہے یانہیں؟ اگرجائزہے تو کس طرح پر؟ اور یہ طریقہ کہاں سے ہے اور کس نے جاری کیا؟

الجواب : جانوروں کے خصی کرنے سے اگرکوئی منفعت جائزہ مقصودہویاگوشت اچھاہونا جیسابیل، بکری وغیرہ میں مقصود ہوتاہے یاشرارت دفع کرنا جیساکہ گھوڑے وغیرہ میں قصد کیاجاتاہے جب تو جائزہے ورنہ حرام، صرف گھوڑے کے باب میں علماء ممانعت کی طرف گئے، مگرتحقیق یہ ہے کہ منفعت کے لئے ہوتو وہ بھی جائزہے البتہ آدمی کوخصی کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اوریہ طریقہ خصی کرنے کامشہور ومعروف اورزمانہ اسلام آنے سے پشترجاری ہے۔

فی الدرالمختار جازخصاء البھائم حتی الھرۃ واما خصاء الاٰدمی فحرام قیل والفرس وقیدوہ بالمنفعۃ و الافحرام ۱؎، درمختارمیں ہے کہ جانوروں کوخصی کرنا جائزہے یہاں تک کہ بِلّے کوخصی کرنابھی مباح اورجائزہے، جہاں تک انسان کاتعلق ہے اسے خصی کرنے کی اجازت ہرگزنہیں، مرد کوخصی کرنا حرام ہے، یہ بھی کہاگیا ہے کہ گھوڑے کوخصی کرنا حرام ہے، اور اس کے خصی کئے جانے کے جواز کوعلماء کرام نے اس کے فائدے کے ساتھ مشروط اورمقیدکیاہے ورنہ اس کوخصی کرنا حرام کہاہے۔

(۱؎ درمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۶)

فی ردالمحتار قولہ قیل الفرس ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لاباس بہ عند اصحابنا وذکرشیخ الاسلام انہ حرام ،قولہ وقیدوہ ای جواز خصاء البھائم بالمنفعۃ وھی ارادۃ سمنھا اومنعھا عن العض بخلاف بنی آدم فانہ یراد بہ المعاصی فیحرم، افادہ الاتقانی عن الطحاوی۱؎اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

فتاوٰی شامی میں مصنف کے قول قیل الفرس کے ذیل کیاہے کہ ہمارے اصحاب گھوڑے کو خصی کرنا جائزقراردیتے ہیں البتہ شیخ الاسلام نے بیان فرمایاکہ یہ حرام ہے۔ مصنف کاقول قیدوہ یعنی جانوروں کوخصی کرنے کاجواز کسی منفعت

سے مقیدہے مثلاً جانور کوموٹا اورطاقتوربنانایا یہ کہ وہ شوخی اورشرارت سے بازآجائے گا بخلاف بنی آدم کے کہ اس کے خصی ہونے یاکئے جانے سے کئی قسم کے گناہ جنم لیں گے۔ علامہ اتقانی نے امام طحاوی کے حوالے سے یہ حکمت پیش کی ہےاھ۔ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(۱ـہ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۹)

مسئلہ ۲۵۶: ۹ربیع الاول شریف :

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اڑانا اورپان اورمرغ بازی، بٹیر بازی، کنکیّابازی اور فروخت کرنا کنکیّا اوڈور اور مانجھا جائزہے یاناجائز؟ اوران لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : کبوترپالناجائزہے جبکہ دوسروں کے کبوترنہ پکڑے، اورکبوتراُڑاناکہ گھنٹوں ان کو اُترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یابٹیر کالڑانا حرام ہے۔ ان لوگوں سے ابتداء بسلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں، واجب نہیں۔ کنکیّا اڑانے میں وقت ، مال کاضائع کرناہوتاہے۔ یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کنکیّا ڈوربیچنا بھی منع ہے احتراز کریں تو ان سے بھی ابتداء بسلام نہ کی جائے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۵۷ : اگربلی یاکتا وغیرہ آدمیوں کی چیز کانقصان کرتے ہوں یاکاٹ کھاتے ہوں توان کامارڈالناجائزہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : کاٹتے ہوں تو درست ہے قتل ان کا۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۵۸ تا ۲۶۰ : ازشہرکہنہ ۱۲ رجب ۱۳۳۵ھ بارہ دری مسئولہ مصطفی علی خاں

جناب مولوی صاحب بعدادائے آداب کے گزارش یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں آدمی بھیجتاہوں مہربانی فرماکر سوالوں کاجواب عنایت فرمادیجئے:

(۱) کنکیا اگرآکرگھرپرگرجائے اورمعلوم نہ ہوکہ کس کی ہے لے لینے سے گناہ تونہیں؟

(۲) کنکیا اُڑاناگناہ ہے یانہیں؟

(۳) بلی تکلیف دیتی ہو تواس کوبستی میں چھڑوانا گناہ تونہیں ہے؟

الجواب :
(۱)کنکیا لُوٹناحرام، اورخودآکرگرجائے تو اسے پھاڑڈالے، اوراگرمعلوم نہ ہو کہ کس کی ہے توڈور کسی مسکین کودے دے کہ وہ کسی جائزکام میں صَرف کرلے، اورخودمسکین ہوتواپنے صرف میں لائے، پھرجب معلوم ہوکہ فلاں مسلم کی ہے اور وہ اس تصدق یا اس مسکین کے اپنے پرراضی نہ ہو تودینی آئے گی اور کنکیا کا معاوضہ بہرحال کچھ نہیں۔
(۲)کنکیا اڑانا منع ہے اورلڑانا گناہ۔
(۳) بلی اگرایذادیتی ہو تو اسے باہرچھوڑدینے میں حرج نہیں اورتیزچھُری سے ذبح بھی کرسکتے ہیں مگر چھڑوانا ایسی جگہ جائزنہیں جہاں سے وہ اپنے کسی رزق تک نہ پہنچ سکے۔ فقط۔

مسئلہ ۲۶۱ : ازمقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار   مرسلہ قاضی قاسم میاں
۱۱صفر۱۳۳۸ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تواریخ حبیب الٰہ ص ۹۲ میں بحوالہ مشکوٰۃ شریف بروایت حضرت ابوسعیدخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ نقل ہے کہ حضور اقدس سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک قصہ نوجوان انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کو ارشاد فرمایا کہ مکانوں میں ایک قسم کے سانپ ہوتے ہیں کہ عوامر کہلاتے ہیں جب سانپ مکان میں نمودارہو تو تودیکھتے ہی نہ مارڈالو کہ تین دن اسے کہہ دو کہ پھرنہ نکلیو ، پھراگر وہ دکھائی دے تو اسے مارڈالو۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس طرح کہہ کرکیا سانپ کوچھوڑدیاجائے یامارڈالناچاہئے؟ کیاجن بھی سانپ کی شکل نمودار ہوتے ہیں اور ان کی کچھ نشانی ہے یانہیں؟

الجواب : یہ حکم حدیث میں مدینہ طیبہ کے لئے تھا اورجگہ اس کی حاجت نہیںکماحققہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار (جیسا کہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس کی تحقیق کی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۶۲ : ازبریلی مدرسہ منظرالاسلام مسئولہ مولوی محمدافضل صاحب
۱۶صفر۱۳۳۸ھ
چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ بوزینہ رادرخانہ خودپرورش کردن مکروہ ہست یانہ؟

علمائے دین اس مسئلہ میں کیاارشاد فرماتے ہیں کہ بندر کو اپنے گھرمیں پالنا مکروہ اورناپسندیدہ کام ہے یانہیں۔(ت)

الجواب : بلے زیراکہ او ازفسقہ است واز وے جز ایذا نیاید واگربارے مسخرخواہد چنانکہ قلندران می کنند ایں خود حرامست کما فی الدرالمختار، وھو تعالٰی اعلم۔

ہاں بیشک(اس کاپالنامکروہ ہے) اس لئے کہ وہ فاسق جانوروں میں شمارہے۔ پس اس سے سوائے ایذارسانی اورکچھ نہیں ہوتا، اگرکبھی تابع کیاجائے جیساکہ قلندرلوگ (آزادمنش) کیاکرتے ہیں تویہ بھی حرام ہے جیسا کہ درمختارمیں مذکورہے۔وھوتعالٰی اعلم(ت)

مسئلہ ۲۶۳ : ازفریدپور مرسلہ جناب جدالحسین صاحب مورخہ ۲۲جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگرگائے یابھینس کابچہ مرجائے اور اس بچہ کے چمڑے کوسکھاکربصورت بچہ کے بناکر اورگائے کے سامنے رکھا، دودھ دوہنا جائزہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا۔

الجواب : جائزہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۶۴ : ازمیڑتاروڈ مارواڑ ریاست جودھپور مسئولہ عبدالقادر صاحب ۲۶جمادی الاولٰی

کیافرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین کہ چیونٹیوں کودانہ ڈالنا جائزہے یاناجائز؟ تحریرفرمائیں، ایک شخص ایک مولوی کے پاس گیا اور کہا کہ میں تنگ دست ہوں، مولانافرمانے لگے چیونٹیوں کودانہ ڈالاکرو۔ اس نے یہ فعل کیا، یہ ثواب ہے یانہیں؟

الجواب : جائز وکارثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :فی کل ذات کبدرطبۃ اجر رواہ الشیخان ۱؎ عن ابی ھریرۃ واحمد عن عبداللّٰہ بن عمرووکابن ماجۃ عن سراقۃ بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

ہرجاندار کی خدمت کرنے میں اجرہے، بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ سے اس کو روایت کیا، اور امام احمد نے عبداللہ بن عمرو سے اور ابن ماجہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اس کو روایت کیا۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب المظالم باب الدبارعلی الطریق قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۳۳۳)

(صحیح مسلم کتاب السلام باب فضل سقی البہائم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۷)

نام رکھنے کابیان

مسئلہ ۲۶۵ : ازکلکۃ دھرم تلا ۱۲۴ مرسلہ جناب محمدیونس صاحب ۸رجب ۱۳۲۷ھ

علمائے دین سے سوال ہے کہ اس شخص کاکیاحال ہے، بکرنے اپنی اولاد کے نام تین زبانوں میں رکھ چھوڑے ہیں عربی انگریزی ہندی، ایک لڑکے کامطیع الاسلام ہے، دوسرے کاپالس، لڑکی کا نام کنول دیوی، جواس سے کہاجاتا ہے توکہتاہے کہ زبان کافرق ہے مگربُرے نہیں۔بیّنوا توجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : یہ اس کافعل شیطانی شیطانی حرکت ہے۔ قال اللہ تعالٰی :یاایھاالذین اٰمنواادخلوا فی السلم کافۃ ولاتتبعواخطوات الشیطٰن انہ لکم عدومبین ۱؎۔اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طورپرداخل ہوجاؤ اورشیطان کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہاراکھلادشمن ہے۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۲ /۲۰۸)

طحطاوی علی الدرالمختار وابوالسعود الازہری علی الکنزمیں ہے :قسم یختص بالکفار کجرجس وپطرس ویوحنا، فھذا لایجوز للمسلمین التسمی بہ لما فیہ من المشابھۃ ۱؎۔واللہ تعالٰی اعلم۔

ناموں کی ایک قسم کفار سے مختص ہے جیسے جرجس، پطرس اوریوحنا وغیرہ لہٰذا اس نوع کے نام مسلمانوں کے لئے رکھنے جائزنہیں کیونکہ اس میں کفار سے مشابہت پائی جاتی ہے ۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

(۱؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الجہاد فصل فی الجزیہ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۲ /۴۷۲)

مسئلہ ۲۶۶ : ازنینی تال کاشی پور ڈاکٹراشتیاق علی بروزیک شنبہ ۱۸صفرالمظفر ۱۳۳۴ھ

بعض لوگ اپنے نام کے آگے صدیقی اوررضوی لکھاکرتے ہیں جیسے سعیداللہ صدیقی واشتیاق علی رضوی، تویہ لکھناجائزہے یانہیں؟ اگرلکھاجائے توکچھ گناہ ہے؟فقط۔

الجواب : اگرنسبت صحیح ہے جائز ورنہ حرام۔ واﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۶۷ : مرسلہ محمدفیاض الرحمن صاحب روڑ کی کیمپ ۲۲ربیع الآخر ۱۳۳۵ ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زیداپنے نام کے ساتھ اسرائیلی لکھتاہے جس طرح اورلوگ قریشی صدیقی چشتی وغیرہ لکھتے ہیں کیالفظ اسرائیلی ایک حنفی المذہب شخص کے لئے صرف نسبت ظاہرکرنے کوجائز ہوتا ہے؟ مناسب ہے کہ بنی اسرائیل کی کچھ تفصیل کردی جائے کیونکہ اکثرلوگ زید پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نسبت ایک حنفی المذہب کے لئے ناجائز ہے، جبکہ زید کچھ تھوڑی تفصیل یہ بیان کرتاہے کہ حضرت یعقوب کادوسرا اسم گرامی اسرائیل تھا جن کے خاندان میں ہم لوگ ہیں امید کہ حضور عالی تشریح اورتفصیل کے ساتھ جلدسے جلد بیان فرمائیں تاکہ اگرکوئی گناہ ہو تو فوراً اس نسبت وترک کردیاجائے۔

الجواب: اسرائیل سیدنایعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کانام مبارک ہے۔قال اﷲ تعالٰی: کل الطعام کان حلالبنی اسرائیل الاماحرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التورٰۃ ۲؎۔سب کھانے بنی اسرائیل کے لے حلال تھے مگر وہ چیزجواسرائیل (حضرت یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام) نے نزول تورات سے پہلے اپنی ذات پر حرام ٹھہرالی(اونٹ کاگوشت اوردودھ وغیرہ)۔(ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۳/ ۹۳)

زیداگرنسباً بنی اسرائیل سے ہے تو اس کا اپنے آپ کواسرائیلی کہنابجاہے اور اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں البتہ اب یہ لفظ مسلمانوں میں اجنبی ساہوگیا ہے لوگ اسرائیلی کومحمدی کے مقابل سمجھتے ہیں اور اجلہ اکابر کے کلام پاک میں یہ مقابلہ آیا ہے،

حضورسیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا :یا اسرائیل قف واسمع کلام المحمدی ۱؎۔ٹھہرجائیے اسے اسرائیلی! ذرامحمدی نسبت رکھنے والے (یعنی ایک مسلمان محمدی) کاکلام سن لیجئے(ت)

(۱ـــہ بہجۃ الاسرار عن قول الرجل ای شیئ اعملہ   مصطفی البابی مصر   ص۷۴)

نسبت نسب ومذہب دونوں اعتبارسے ہوتی ہے اور یہاں بحسب نسب یہ نسبت بہت کم مسموع، لہٰذاعوام مسلمین اسے سن کرچونکتے ہیں اوربلاضرورت ایسی بات پراقدام شرع مطہر کوپسندنہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :بشّروا ولاتنفّروا۲ـــہ۔ (لوگو!) خوشخبری سنایاکرو لہٰذا ایک دوسرے کو نفرت نہ دلایاکرو(ت)

(۲ـــہ صحیح البخاری   کتاب العلم   باب ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ یتحولہم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۱۶)

دوسری حدیث میں ہے :ایاک ومایسوء الاذن۳ـــہ۔اس سے بچو جوکانوں کوبری لگے (یعنی غیبت سے بچو)(ت)لہٰذاپنے نام کے ساتھ یہ نسبت لکھنی نامناسب وقابل ترک ہے مگرگناہ وحرام اب بھی نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۳ـــہ مسنداحمد بن حنبل   بقیہ حدیث ابی الغاویۃ   المکتب الاسلامی بیروت   ۴ /۷۶)

مسئلہ ۲۶۸ : از امرتسر کڑہ گرباسنگھ متصل مسجدکنجری والی دروازہ بھگتا نوالہ مرسلہ منشی نبی بخش ۲۳شعبان ۱۳۳۵ھ

حامی سنت، ماحی بدعت، مجددزماں جناب مولاناصاحب بفضل اولٰینا دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ بعد سلام مسنون الاسلام کے خداوندکریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آنجناب کاوجود مبارک واسطے گنہگاروں کی ہدایت کے، اوراشرار ودشمنان دین محمدصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مکروفریب کوملیامیٹ کرنے کے لئے پیداکیا۔ دعاہردم ہے کہ خداوندکریم تا زمانہ ابد الدہرآنجناب کوسلامت باکرامت رکھے۔ بعدازاں خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ بندے کانام نبی بخش ہے۔ چونکہ فرقہائے اشرار زمانہ خصوصاً گروہ وہابیہ میں یہ مرض ہے کہ مسلمانوں سے بات بات کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ ان کاسراسر نقصان ہی ہوتا ہے۔ بندے کانام توپہلے ہی وہابیوں کے جلانے کے لئے تھا لیکن بندے نے ان کو اور بھڑکاناچاہا یعنی اپنانام بجائے نبی بخش کے عبدالنبی کردیا۔ نام تبدیل کرنے سے پہلے بندے نے ازحد غورکرلیاجتناکہ ہوسکاکہ کہیں ان کی مخالفت میں اپنانقصان نہ ہو یعنی کئی مسلمانوں کانام عبدالمحمد، عبدالنبی، عبدالرسول لکھاہوادیکھالیکن وہ سب مولوی عالم ہیں اور بندہ محض بے علم ہے، اور سب سے بڑھ کرقولہ تعالٰی قل یاعبادی۱ـــہ الخپڑھ کربے فکرہوکر نام تبدیل کردیا جوکہ ایک عرصہ تک لکھتا رہا لیکن جناب شاہ صاحب جوکہ بندے کے دینیات کے استاد ہیں کسی شخص نے ان کی خدمت میں ذکرکیا کہ منشی نبی بخش جوخط

وہابیوں کولکھتاہے اس میں ان کوجلانے کے لئے اپناعبدالنبی لکھ دیتاہے۔ پھر اس شخص نے بندے کو آکر کہاکہ جناب شاہ صاحب فرماتے تھے کہ نبی بخش ازحد غلطی کرتاہے کیونکہ خداونکریم کابندہ بننا توآسان ہے لیکن جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کابندہ ہوجانا ازحد مشکل ہے بلکہ ایسا نام لکھنا آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بے ادبی کرناہے۔ اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جناب حضرت مولانا احمدرضاخان صاحب باوجود مجدد زماں ہونے کے اپنااسم مبارک عبدہ المذنب عبدالمصطفٰی لکھاکرتے ہیں جب سے بندہ نے اس شخص سے یہ بات سنی اسی وقت سے عبدالنبی نہیں لکھا کیونکہ جناب حضرت سیدشاہ صاحب ازحد فقیہ عالم فاضل تصوف میں کامل شریعت میں پکے ہیں بندے کو ان کافرمان ماننے میں ذرابھی عذرنہیں لیکن کہنے والادوسرا شخص ہے شاید اس نے سمجھنے میں غلطی کھائی ہو اور بندے میں باعث رعب شاہی کے اتنی جرأت نہیں کہ جناب شاہ صاحب سے دریافت کر سکے لہٰذا خدمت بابرکت میں مؤدبانہ ملتمس ہوں کہ جناب براہ بندہ نوازی ارشاد فرمادیں کہ بندہ اپنا نام عبدالنبی لکھ سکتاہے یانہیں؟ اور جوشخص پہلے اپنانام عبدالرسول، عبدالمحمد لکھتے ہیں وہ کیوں لکھتے ہیں؟ ایسے طور پر جواب تحریر فرمادیں کہ بندہ سمجھ سکے اورہدایت پائے اور جواپنانام بندہ عبدالنبی لکھ سکوں تو کس طرح لکھ سکتاہوں، کوئی بغیر تبدل یاکوئی لفظ زیادہ کرناپڑے گا یانہیں؟ امید ہے آنجناب جلدی جواب ارسال فرمائیں گے، والسلام

(۱؎ القرآن الکریم ۳۹/ ۵۳)

الجواب: ہرمسلمان پرلازم ہے کہ اپنے آپ کو حضوراقدس صلی اللہتعالٰی علیہ وسلم کامملوک جانے، تمام عالم ہی ان کے رب عزوجل کی عطا سے ان کی ملک ہے،

شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثناعشریہ میں توریت مقدس سے نقل فرماتے ہیں کہ رب عزوجل حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت فرماتاہے :ملک الارض و رقاب الامم۲؎۔احمدمالک ہیں تمام زمین اور مالک ہیں سب امتوں کی گردنوں کے۔

(۲؎ تحفہ اثناعشریہ باب ششم دربحث نبوت الخ سہیل اکیڈمی لاہور ص۱۶۹)

شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفامیں حدیث نقل کرتے ہیں امیرالمومنین عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صحابہ کرام کوجمع فرماکر اس مجمع کے سامنے خطبہ میں حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاذکرشریف کرکے فرمایا :کنت

عبدہ وخادمہ کالسیف المسلول بین دیہ ۱؂۔میں حضورکاعبدتھا بندہ تھاخادم تھا اورحضور کے سامنے تیغ برہنہ کی طرح تھا۔

(۱؂ المستدرک للحاکم کتاب العلم خطبہ عمربعدماولی علی الناس دارالفکر بیروت ۱ /۱۲۶)

امام طحاوی شرح معانی الآثار میں روایت فرماتے ہیں حضرت اعشی مازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمت اقدس میں حاضرہوکر عرض کی : یامالک الناس وديّان العرب۲؂۔اے تمام آدمیوں کے مالک اورعرب کے جزاوسزادینے والے۔

(۲؂ شرح معانی الآثار کتاب الکراھیۃ باب الشعر ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۴۱۰)

شفاء امام قاضی عیاض ومواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی میں ہے حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :من لم یرنفسہ فی ملک النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لم یذق حلاوۃ سنّتہ۲؂۔جواپنے آپ کونبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کامملوک نہ جانے اس نے ان کی سنت کامزہ نہ چکھا۔

(۳؂ المواہب اللدنیۃ المقصد السابع الرضی بماشرعہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۲۹۹ و ۳۰۰)

بالجملہ اس معنی پرتمام جہان ان کی ملک ان کابندہ ان کاعبد ہے یوں اپنالقب عبدالنبی، عبدالرسول، عبدالمصطفٰی رکھناعین سعادت ہے، اور اس سے اسلام وکفر کافرق روشن ہے کہ اللہ عزوجل کی عبدیت سے کسی کافرکوبھی استنکاف نہ ہوگا حتی کہ وہابیہ بھی بڑی خوشی سے اپنے آپ کو عبداللہ کہیں گے اگرچہ واقع میں شیخ نجدی کے بندے اورعبدالشیطان ہیں، مگرمصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کابندہ ہرگز اپنے آپ کونہ بتائیں گے، عبدالنبی اورعبدالشیطان دونوں عبداللہ ہیں، وہ عبدالنبی ہیں جن کوفرمایا :فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی۴؂۔ (اے نفس مطمئنہ) میرے بندوں میں شامل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا۔(ت)

(۴؂ القرآن الکریم ۸۹ /۲۹)

اور وہ عبدالشیطان ہیں جن کوفرمایا :یٰحسرۃ علی العباد مایأتیھم من رسول الاکانوا بہ یستھزؤن۱؂۔ہائے افسوس (نافرمان) بندوں پرکہ ان

کے پاس (خداکا) کوئی رسول نہیں آتامگر یہ اس کے ساتھ ہنسی ومذاق کرتے ہیں(ت)

(۱ـــالقرآن الکریم ۳۶ /۳۰)

مگر عبدالشیطان ہرگز عبدالنبی عبدالمصطفٰی نہیں ہوسکتا اور اسے معاذاللہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین سے کیاعلاقہ، نقل کرنے والے نے ضرور غلط نقل کیا یا غلط سمجھا، ہاں عبدبمعنی بندہ خاص یعنی مطیع وفرمانبردار ہونا ضرورردشوار ہے اوربایں معنی عبداللہ وعبدالنبی ایک ہے کہ :من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ۲ـــھ۔جوشخص رسول اللہ کی اطاعت کرتاہے اس نے درحقیقت اللہ تعالٰی کی اطاعت کی۔(ت)

(۲ــھ القرآن الکریم ۴ /۸۰)

اس معنی پراپنے آپ کو اس وصف عظیم سے یادکرنا ضرورتذکیہ نفس وخودسرائی ہے کہ بنص قرآن مجیدحرام ہے،قال اللہ تعالٰی "لاتزکوا انفسکم۳ـــھ، (اللہ تعالٰی نے فرمایا: "اپنے نفوس کوپاکیزہ بناؤ۔ت)

(۳ــھ القرآن الکریم ۵۳ /۳۲)

جولوگ اپنالقب مطیع النبی، مطیع الرسول رکھیں جاہل بیخرد ہیں یا قرآن عظیم کے دانستہ مخالف۔خودانہیں کا قول ان کی تکذیب کوبس ہے جومطیع النبی ومطیع الرسول ہوگاہرگز اپنے نفس کاتذکیہ نہ کرے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۷۹ : ازقادر گنج ضلع بیربھوم ملک بنگالہ مرسلہ سیدظہورالحسین حسینی قادری رزاقی ۲۲جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

عبدالمصطفٰی، عبدالرسول، عبدالنبی، غلام مصطفی، غلام رسول، غلام نبی، غلام محمد، غلام احمد،غلام پنجتن، عبدالعلی، عبدالحسین، غلام علی، غلام حسین، غلام دستگیر، غلام غوث، غلام محی الدین، غلام پیر، غلام مرشد، غلام مولٰی بخش، غلام بخش، پیربخش، نذرمصطفی، نذرپنجتن، نذرحسین، نذرعلی، نذرمحی الدین، نذرپیر خادم علی، خادم غوث، کنیزمصطفی، کنیزپنجتن، کنزمرتضٰی، کنزحسین، کنیزغوث، کنیزمرشد، کنیزفاطمہ وغیرہ اس طرح کانام رکھنا جائزہے یانہیں؟ اورجائز ہے توعلمائے متقدمین ومتاخرین میں اس طرح کانام کس کس کاہے اور اس کاجوازفقہ سے ثابت ہے یانہیں؟ اورا س کے جواز میں آپ کاکوئی رسالہ ہے یانہیں؟ اگر ہے تو اس کاکیانام اورکس قیمت پرملتاہے؟

الجواب : فقیرکے اس بارے میں تین رسالے ہیں جومیرے مجموعہ فتاوٰی میں ہیں۔ ایک دربارہ غلام مصطفی اور اس کاجواز دلائل سے ثابت کیاہے۔ دوسرا دربارہ عبدالمصطفٰی اور اس میں یہ تحقیق کیاہے کہ توصیفاً بلاشبہہ جائزاور اجلہ صحابہ سے ثابت کراہت کہ بعض متاخرین نے لکھی جانب تسمیہ راجع ہے۔ تیسرے میں اسمائے کثیرہ سے بحث ہے اور اس میں محمدبخش اور اس کے امثال کاجواز ثابت کیا ہے۔ یہ تینوں رسالے ابھی طبع نہ ہوئے۔ علامہ عابد سندی مدنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے طوالع الانور میں اور حاشیہ درمختار میں عبدالنبی و عبدالرسول کاجواز بہت احادیث سے ثابت کیاہے۔ علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ مفتی حنفیہ بمکہ مکرمہ کے فتاوٰی میں بھی اس کاجوازمصرح ہے۔ کنیز ونذر وخادم کے ساتھ نام رکھنے میں بھی حرج نہیں، زمانہ سلف میں رواج نہ ہونا مستلزم ممانعت نہیں دودوتین تین ناموں پرمشتمل نام رکھنا جیسے محمدعلی حسین اس کابھی رواج سلف کبھی نہ تھا سادے ایک لفظ کے نام ہوتے تھے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ ۲۷۰ تا ۲۷۲ : ازمرادآباد مرسلہ مولوی محمدعبدالباری صاحب ۷صفر۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) اگرکوئی شخص کسی سنی حنفی رضائی قادری کو لہبڑا کہے جوتصغیر لہبی کی ہے وہابی کاہے تو ایسے شخص کاشرع شریف کے موافق کیاحکم ہے حنفی رضاعی مذکوردرحقیقت ان الفاظ کامحل نہیں تویہ لفظ اسے کہنے والے پرعائد ہوں گے یانہیں؟ اگرنہ ہوں توکہاں جائیں گے؟

(۲) ایساشخص جو ایسے بے جا الزام سنی رضائی پرلگائے اور اس کااکل بھی حلال نہیں بلکہ کھلاہوا مشتبہ اورحرام ہے تواس قول فعل شرع کے احکام میں کہاں تک معتبرہوسکتاہے؟

(۳) یہی شخص کسی مسلمان سے بلاسخت کلامی ودشنام کے گفتگو نہیں کرتا اورکہتاہے مسجد کے لوٹوں میں جوپانی بچتاہے وہ قطعی ناپاک ہے یہاں تک کہ اس پانی کو دوسرے برتن وغیرہ میں ڈالو گے تو وہ برتن بھی نجس ہوجائے گا اور مسجد میں اس کے فرش یابوریے پرکبھی نماز نہیں پڑھتا اپنے خاص کپڑے پر جس پرچندہ اور کپڑے ہیں نمازپڑھتاہے اس قسم کے عادات نمازمیں کہاں تک ناجائزہیں؟

الجواب :

(۱) سنی مسلمان کولہبڑا کہنافسق ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :سباب المسلم فسوق ۱؎۔مسلمان کوبلاوجہ شرعی براکہنا فسق ہے۔ اللہ تعالٰی

فرماتاہے :ولاتنابزوا بالالقاب بئس لاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظّٰلمون١ ـــہ۔مسلمانو! آپس میں ایک دوسرے کو برے لقب سے یاد نہ کرو ایمان کے بعد فسق کیاہی برانام ہے اور جوتوبہ نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں۔

(١ـہ صحیح البخاری کتاب الایمان باب خوف المؤمن ان یحبط عملہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ١ /١٢)
(١ـہ القرآن الکریم ٤٩ /١١)

آیہ کریمہ بتارہی ہے کہ تم نے مثلاً سنی مسلمان کالقب لہبڑا رکھاتو وہ تمہارے کہنے سے لہبڑا نہ ہوجائے گا مگرتمہارانام بد گیا مومن سے فاسق ہوگیا کتنی بری تبدیلی ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی ظالم۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔
(٢) ایساشخص اگراکل حلال بھی کھاتاہو جب بھی اس کاقول فعل شرع میں معتبرنہیں نہ کہ جبکہ اکل حلال کبھی طرہ ہو۔ واﷲ تعالٰی اعلم

(٣) مسلمان سے سخت کلامی ودشنام کاحکم جواب اول میں گزرا مسجدکے لوٹوں کاپانی ناپاک بتانا باطل ہے اپنامصلّٰی خاس بنظراحتیاط رکھنے میں حرج نہیں بلکہ درمختارمیں اسے افضل بتایا، یہ جبکہ مسجد کی چٹائیوں کواپنی وہم پرستی سے ناپاک نہ جانے اور عام مسلمانوں کو کہ ان پرنمازپڑھتے ہیں خطا پر اپنے سے کم احتیاط وحقیرنہ سمجھے ورنہ وہی حقیر اورپنجہ شیطان کا اثیر ہے۔ والعیاذباﷲ تعالٰی اعلم

مسئلہ ٢٧٣ : ازبھاگلپور
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مولوی اشرف علی کامریدہے، نام اس کا معز الدین، اس نے معیذالدین کسی خط میں لکھا، اس پرایک شخص نے سمجھایا کہ اس طرح پرلکھنے سے معنی بدل جاتاہے اور نعوذباﷲ مسلمانوں کو ایسانام نہیں رکھناچاہئے کیونکہ اس وقت یہ معنی ہوتاہے کہ دین سے پناہ مانگنے والا، لیکن اس کمبخت نے نہ مانا او ریہ کہاکہ میں اپنے حضرت کے پاس برابر اسی املاسے خط لکھتاہوں لیکن حضرت نے کبھی نہ منع فرمایا اور نہ کوئی برائی اس میں بتائی۔ لہٰذا گزارش ہے کہ جو شخص اپنا نام معیذالدین بِالیابعدالعین وقبل الذال رکھے اور صحیح بتائے تو اس کے واسطے شرعاً کیاحکم ہے؟ اور لغت ومحاورہ سے اس کے کیامعنی ہیں؟ پس اس کو بصورت مسئلہ کے خدمت والامیں روانہ کرتاہوں۔

الجواب : علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کانام بنام جن میں تھانوی کانام ہے کافر ومرتد بتایا اور شفائے امام قاضی وبزازیہ ومجمع الانہر وغیرہ کے حوالے سے صراحۃً فرمایا :من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ١ ؎۔جوکوی ان کے کفر وعذاب میں شک کرے تو وہ کافرہے۔(ت)

(١ ؎ درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ١ /٣٥۶)

جو ان کے کفرمیں شک کرے وہ بھی کافرہے نہ کہ وہ جو انہیں مسلمان جانیں، نہ کہ وہ جو انہیں پیرومرشد جانیں، ایسوں کے اقوال وافعال سے کیاسوال۔ معیذالدین کے یہ معنی ہیں "دین کوپناہ دینے والا" اور اپنا نام ایساسخت رکھناسخت عظیم تزکیہ نفس وخودستائی ہے اور وہ حرام ہے۔قال تعالٰی لاتزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی٢ ؎۔اللہ تعالٰی نے فرمایا : (لوگو!) اپنی جانوں کی پاکیزگی نہ بتایاکرو اس لئے کہ اللہ تعالٰی اچھی طرح جانتاہے کہ کون پرہیزگارہے۔(ت)

(٢ ؎ القرآن الکریم ٥٣ /٣٢)

ردالمحتار میں ہے :العارف باللہ تعالٰی الشیخ سنان فی کتابہ تبیین المحارم ، اقام الطامۃ الکبرٰی علی المستمین بمثل ذٰلک وانہ من التزکیۃ المنھی عنہا فی القراٰن و من الکذب ٣ ؎ اھ واللہ تعالٰی اعلم۔عارب باللہ حضرت شیخ سنان نے اپنی کتاب تبیین المحارم میں اس طرح کے نام رکھنے والوں کے خلاف حجت قاہرہ قائم کی(اور فرمایا) یہ ایساتذکیہ اورجھوٹ ہے کہ قرآن مجید میں اس سے منع فرمایاگیاہے ۔ واللہ تعالٰی اعلم(ت)

(٣ ؎ ردالمحتار کتاب الحظرولاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ٥ /٢۶٩)

مسئلہ ٢٧۴ : ازلشکر گوالیار محلہ حیدرگنج مسئولہ حافظ نبی محمد ١٣محرم ١٣٣٩ھ

حضور سے کسی وقت میں ایک فتوٰی طلب کیاتھا جواب آگیا مگر اس کے ساتھ ہی میرے نام پر اعتراض فرمایاتھا کہ یہ نام رکھناحرام ہے، اور وجہ کوئی تحریرنہیں فرمائی تھی، ہمارے شہر کے مفتی مقبول حسین صاحب فرماتے ہیں کہ ناجائز نہیں، اس واسطے گزارش ہے کہ آپ اس جملہ کو بالتفصیل تحریرفرمادیجئے گا اور اس کے ساتھ ہی اسی ذیل میں نام بھی خاکسار کاتحریرفرمادیجئے تاکہ اس کو گزٹ کراکر عام لوگوں کومطلع کیاجائے مگر میرے نام میں محمدیا احمدضرورہوناچاہئے چونکہ میرانام بزرگوں نے نبی محمد رکھاہے اور اسی نام

سے پکاراجاتاہوں مگرحضور نے فرمایا ہے کہ تمہارانام ناجائزہے شریعت کیوں اس نام کوناجائز کر رہی ہے اس کاسبب حضورخلاصہ تحریرفرمائیں اورنام بھی دوسرا تجویزفرمائیں حضورہی جونام تجویزفرمائیں گے وہی مشتہرہوگا وہ یوں کیاجائے گا کہ نام میرا نبی محمدشریعت کے خلاف تھا سواب فلاں نام تجویز ہوا ہے۔

الجواب : اس مسمی پرمحمول ہوتاہے یہ زید ہے او وصف عنوان سے جوسمجھاجاتا ہے وہ بھی متضمن حمل ہے تو اس میں اپنے آپ کو نبی کہنا اورکہلوانا ہے اور یہ قطعاً حرام ہے، اور علم میں وضع جدیدکاعذر بارد ہے وضع اول ضرور ملحوظ رہتی ہے ولہٰذارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بُرے نام اور تزکیہ کے نام تبدیل فرمادئیے کیاکوئی گواراکرے گا کہ اپنا نام یا اپنے بچے کانام شیطان یاولدالشیطان رکھے حالانکہ وضع جدیدمیں تو خاص یہ ذات مقصود ہے جب اپنے آپ کو شیطان کہناگوارا نہیں کرتا نبی کہنا اورکہلوانا روا رکھتاہے اور یہ خیال کہ نیت دعوٰی نبوت کی نہ تھی سچ ہے جبھی تو حرام ہوا، ورنہ کفرہوتا، آپ اپنا نام نبیل احمد رکھئے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ ۲۷۵ : ازشہر ۲۸جمادی الاولٰی ۱۳۳۹ھ
کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیا عبدالنبی نام رکھناجائزہے کہ نہیں؟
الجواب : اپنے آپ کو عبدالنبی کہناجائز ہے مگرنام عبداللہ رکھاجائے ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ ۲۷۶ تا ۲۷۷ : مرسلہ مولوی عابدعلی صاحب سیتری ڈاک خانہ سیف اللہ گنج ضلع سلطان پور ۱۷ربیع الاول ۱۳۳۵ھ
(۱) احمدبخش، محمدبخش، نبی بخش، رسول بخش، حسین بخش، پیربخش، مداربخش، وغیرہ نام رکھنا از روئے احکام شریعت جائزہے یانہیں؟ اگرنہیں تو اس میں شرک ہے یاکیا؟ اور اگرکوئی شخص ایسے ناموں کے رکھنے کو منع کرے اور نام رکھنے والا منع کرنے والے کو مشرک بتائے اور وہابی ٹھہرائے اورناقابل امامت قراردے اور بالفاظ واضح یہ ثابت کرنا چاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب تک نہ بخشیں گے خدائے پاک نہ بخشے گا اور اس کے ثابت کرنے کے لئے آیات قرآنی غیرمتعلق کاحوالہ دے تو ایساشخص کسی خطاب کامرتکب ہوا یا نہیں اور کس خطاب کا؟ اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ نام رکھنے والا اپنے کوعالم کہتاہے اورمجمع عام میں ایسی تقریرکرتاہے۔

(۲) جوشخص اپناخطاب اپنی جسمانی وضع اپنا لباس اپناضروری دیگراسباب مثل ہندوؤں کے رکھے اورنماز کا بھی پابندنہ ہو ایساشخص عالم کہلائے گا

یامصداقمن تشبّہ بقوم فھو منھم۱؎۔ (جوکوئی کسی قوم سے مشابہت اختیارکرے تو وہ اسی میں شمارہےت) کاہوگا۔بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیےت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳)

الجواب

(۱) یہ نام شرعاً درست ہیں، ان میں معاذاللہ کسی طرح کوئی شرک نہیں، نہ شرع سے کہیں ممانعت ہے، بلکہ قرآن عظیم سے اس کاجواز ثابت ہے،

حضرت جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حضرت مریم سے کہا :انما انا رسول ربک لِاَھَبَ لَکِ غلاماً زکیّا ۱؎۔میں توتمہارے رب کابھیجاہوا ہوں اس لئے کہ میں تم کوایک ستھرا بیٹادوں ۔

(۱؎ القرآن الکریم ۱۹/ ۹)

قرآن عظیم سیدنا عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کوجبریل بخش بتا رہا ہے۔ پھربخش معنی عطا کے لئے متعین نہیں بمعنی حصہ وبہرہ بھی کثیرالاستعمال ہے۔ معہذا علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ اگرملحد کہےانبت الربیع البقل (بہارنے سبزہ اگایاـت) تو اس کے الحاد پر محمول ہے، اور اگرمسلم کہے تویقینا تجوز ہے اور اس کا اسلام ہی قرینہ بس ہےکما نص علیہ فی الفتاوٰی وغیرھا (جیساکہ فتاوٰی اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں میں اس کی صراحت کردی گئیـت) منع کرنے والا اگربربنائے اصول وہابیت منع کرتا ہے تو اس پرلزوم وہابیت بے جانہیں،من یغفرالذنوب الااللّٰہ۲؎ (سوائے اللہ تعالٰی کے کون گناہ معاف کرنے والاہےـت) اپنا ایمان ہے، اورولمن صبر وغفرفان ذٰلک لمن عزم الامور۳؎ (بے شک جس نے صبراختیار کیا اور معاف کیا توبیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیںـت) بھی ایمان ہے،وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللّٰہ غفوررحیم۴؎ (اوراگرتم معاف کرو اور درگزرکرو اوربخش دو، تو اللہ تعالٰی بخشنے والامہربان ہےـت) بھی ایمان ہے،واذا ماغضبوھم یغفرون۵؎ (اور جب وہ غصہ میں ہوجائیں تومعاف کردیتے ہیںـت) بھی ایمان ہے، اس قسم کے استدلال خارجیوں کی ایجادہیں کہ امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہ الکریم پرحکم کفرلگایا کہ انہوں نے غیرخدا کوحکم بنایاحالانکہ

اللہ عزوجل فرماتاہے ان الحکم الا اللہ ۶؎ (اللہ تعالٰی کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ت)

(۲؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۳۵) (۳؎ القرآن الکریم ۴۲/ ۴۳) (۴؎ القرآن الکریم ۶۴/ ۱۴)
(۵؎ القرآن الکریم ۴۲/ ۳۷) (۶؎ القرآن الکریم ۱۲/ ۴۰)

اورنہ دیکھا کہ وہی رب عزوجل فرماتاہے :فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ۱؎۔توپھرایک پنچ مرد کے خاندان میں سے، اور ایک پنچ عورت کے خاندان میں سے مقررکرو۔(ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۴/ ۳۵)

یہ مضمون کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بخشیں گے اللہ عزوجل نہ بخشے گا۔ اس قائل سے پہلے حضرت شیخ سعدی قدس سرہ، نے فرمایا :

؎ارحم الراحمین نہ بخشاید بے رضائے تویارسول اللہ ۲؎

(سب سے زیادہ رحم وکرم فرمانے والا(اللہ تعالٰی) نہ بخشے گا، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) جب تک آپ کی مرضی نہ ہوگی۔ت)

(۲؎)

حقوق العباد میں کہاجاتاہے کہ جب تک صاحب حق نہ بخشے اللہ عزوجل نہ بخشے گا، اس کے یہ معنی کسی کے وہم میں نہیں آسکتے کہ معاذاللہ اس کی مغفرت پر رب العزت قادرنہیں یامغفرت ذنوب میں کوئی اس کاشریک ہے، بندوں کامالک بھی وہی ہے اوربندوں کے حقوق کامالک بھی وہی ہے مگرصاحب حق کی دلداری کے لئے اس کی مغفرت اس کے بخشنے پرموقوف رکھی پھر وہ دلداری کہ اسے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی منظور ہے اس کی مقدارکاجاننا کس کامقدور ہے، صحیح بخاری میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں "ارٰی ربک یسارع فی ھواک"۳؎میں حضورکے رب کودیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتاہے۔

(۳ــہ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب باب قولہ من ترجی من تشاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۶)
(صحیح البخاری کتاب النکاح باب ھل للمرأ ۃ ان تہب نفسہا لاحد قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۶۶)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بناکربھیجے گئے اور مومنین پربالخصوص کمال مہربان ہیں رؤف رحیم ہیں ان کامشقت میں پڑنا ان پرگراں ہے ان کی بھلائیوں پرحریص ہیں جیسے کہ قرآن عظیم ناطق :لقدجاءکم رسول من انفسکم عزیزعلیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ۱ ؎ــہ۔بیشک تمہارے پاس تمہاری ہی جانوروں میں سے (ایک عظیم الشان) رسول تشریف لائے کہ تمہارا مشقت میں پڑنا انہیں ناگوارگزرتاہے، وہ تمہاری (اصلاح کی) بہت چاہت اورحرص رکھتے ہیں۔ اور مسلمانوں پربڑی شفقت اور رحم فرمانے والے ہیں(ت)

(۱ــہ القرآن الکریم ۹/ ۱۲۸)

تمام عاصیوں کی شفاعت کے لئے تو وہ مقررفرمائے گئےواستغفرلذنبک وللمؤمنین وللمؤمنات۲ــہ (اور اپنی شان کے خلاف امور کے لئے استغفار کیجئے(یعنی طلب بخشش کیجئے) اورمسلمان مردوں اورعورتوں کے لئے بھی۔ت) کیا وہ ان میں کسی کی بخشش نہ چاہیں گے، کیامسلمان کامشقت میں پڑنا ان پرگراں نہ ہوگا، یہ تونص آیت کے خلاف ہے، ضرور وہ کہ جس کا بخشناحضورنہ چاہیں گے وہ ہوگا جومسلمان نہیں، اورجو مسلمان نہیں اللہ اسے نہ بخشے گا، واللہ تعالٰی اعلم

(۲ــہ القرآن الکریم ۴۷/ ۱۹)

(۲) خطاب ولباس ووضع اسباب میں کفار سے مشابہت ممنوع ہے اور عالم ہوکر ایساکرے تو اورسخت معیوب ہے مگرفھومنھم۳ــہ (تووہ انہی میں سے ہے۔ت) اس کے لئے ہے جوکفار کے دینی شعار میں بالقصد معاذ اللہ اس کی پسندکے طور پرکی جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۳ــہ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳)

النوروالضیاء فی احکام بعض الاسماء(۱۳۲۰ھ)

(بعض ناموں کے احکام کے بارے میں
اُجالااورروشنی)

بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۲۷۸ : مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۶جمادی الاولٰی ۱۳۲۰ھ
علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ چہ مے فرمایندکہ بعض شخص اس طرح نام رکھتے ہیں، علی جان، نبی جان، محمدجان، محمدنبی، احمدنبی، نبی احمد، محمدیٰسین، محمدطٰہٰ، غفورالدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی۔ پس اس طرح کے نام رکھناجائز ہیں یانہیں؟ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوٰی میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے اس میں حق کیاہے؟ بیّنواتوجروا۔ شوکت علی فاروقی عفی عنہ

الجواب : محمدنبی، احمدنبی، نبی احمد صلی اﷲ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم پربے شماردرودیں، یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پرصادق اورحضورہی کوزیباہیں، افضل صلوات اﷲ واجل تسلیمات اﷲ علیہ وعلٰی آلہٖ۔ دوسرے کے یہ نام رکھناحرام ہیں کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونامسلم ورنہ خالص کفرہوتا۔ مگرصورت ادعاء ضرور ہے او وہ بھی
یقیناحرام ومحظور ہے۔

اور یہ زعم کہ اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے، نہ شرعا مسلم نہ عرفا مقبول۔ معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگرنظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے، احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے بکثرت اسماء جن کے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرمادئیے۔

جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ رضی اﷲ تعالٰی عنہا سے ہے :ان النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح ۱؎۔نبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کوبدل دیتے۔

(۱؎ جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی تغییر الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۷)

سنن ابی داؤد میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عاصی وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب و حباب وشہاب نام تبدیل فرمادئیے،قال ترکت اسانیدھا للاختصار۲ ؎ (امام ابوداؤد نے فرمایا میں نے اختصارکے لئے ان کی سندیں چھوڑیں۔ت)

(۲؎ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۱)

اصرم کا نام بدل کر زرعہ رکھارواہ عن اسامۃ۳ ؎ بن اخدری رضی اﷲ تعالٰی عنہ (اسے اسامہ بن اخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسے روایت کیا۔ت)

(۳؎سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۱)

عاصیہ کانام جمیلہ رکھارواہ مسلم۴ ؎ عن ابن عمررضی اﷲ تعالٰی عنھما (اسے مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۴؎ صحیح مسلم کتاب الادب باب تغییر الاسم القبیح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۰۸)

برہ کانام زینب رکھا اور فرمایا :لاتزکوا انفسکم اﷲ اعلم باھل البر منکم۔ رواہ مسلم ۵ ؎ عن زینب بنت ابی سلمۃ رضی اﷲ تعالٰی عنھما۔اپنی جانوں کوآپ اچھانہ بتاؤ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نیکوکار کون ہے۔(اسے مسلم نے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(۵؎صحیح مسلم کتاب الادب باب تغییر الاسم القبیح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۰۸)
(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۱)

برہ کے معنی تھے زن نیکوکار، اسے خودستائی بتاکرتبدیل فرمایا۔اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم :انکم تدعون یوم القیٰمۃ باسمائکم واسماء اٰباءکم فاحسنوا اسمائکم۔ رواہ احمد۱ ؎ وابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اﷲ تعالٰی عنہ بسندجیّد۔بے شک تم روزقیامت اپنے اور اپنے والدوں کے نام سے پکارے

جاؤگے تو اپنے اچھے نام رکھو۔ (اسے احمد اور ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسندجید روایت کیا۔ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۰)
(مسنداحمد بن حنبل عن ابی الدرداء المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۱۹۴)

اگراصلی معنی بالکل ساقط النظرہیں توفلاں نام اچھا فلاں براہونے کے کیامعنی، اور تبدیل کی کیاوجہ، اورخود ستائی کہاں، مسمی پردلالت کرنے میں سب یکساں ۔ معہذا انہیں لوگوں سے پوچھ دیکھئے کیا اپنی اولادکانام شیطان ملعون، رافضی خبیث، خوک(سور) وغیرہ رکھنا گوارا کریں گے؟ ہرگزنہیں توقطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے پھرکس منہ سے اپنے آپ اوراپن اولاد کو نبی کہتے اورکہلواتے ہیں، کیاکوئی مسلمان اپنایا اپنے بیٹے کارسول اللہ یاخاتم النبیین یاسیدالمرسلین نام رکھنا روارکھے گا؟ حاشاوکلا، پھر محمدنبی، احمدنبی، نبی احمدکیونکر رواہوگیا، یہاں تک کہ بعض خدا ناترسوں کانام نبی اللہ سنا ہے،ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم،کیا رسالت وختم نبوت کاادعاحرام ہے اور نری نبوت کاحلال، مسلمانوں کولازم ہے کہ ایسے ناموں کوتبدیل کردیں ؎

ہیچ پسند وخردجان فروز تاج شہی برسرک کفش دوز

(عقل، جان کوروشن ومنور کرنے والی اس بات کوکب گوارا کرتی ہے کہ شاہی تاج ایک معمولی کفش دوز (موچی) کے سرپرسجایاجائے۔ت)

عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویل ذلیل تخییل والے شدہ شدہ اللہ عزوجل یاالٰہ العالمین نام رکھنے لگیں کہ آخرعلم میں اصلی معنی توملحوظ نہیںوالعیاذباللہ رب العالمین (اللہ تعالٰی کی پناہ جوتمام جہانوں کاپروردگارہے۔ت) اور نہ بھی رکھیں تو اس نام رکھنے کاجوازتوانہیں خواہی نخواہی مانناہوگا، جوتقریر محمدنبی کے جواز میں گھڑیں گے بعینہٖ وہی اللہ عزوجل نام رکھنے کے جواز میں جاری ہوگی، اصلی معنی وہاں مرادنہیں تویہاں بھی نہیں وہ بے لحاظ معنی تبرکاکیوں نہ جائز ہوگا آخرنام الٰہی میں نام نبی سے زیادہ ہی برکت ہےولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بجزاللہ تعالٰی بلند مرتبہ بزرگ شان کی توفیق کے کسی میں نہیں۔ت) یونہی نبی جان نام رکھنا نامناسب ہے اگرجان ایک کلمہ جداگانہ بنظرمحبت زیادہ کیاہوا جانیں جیسا کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر ادعائے نبوت ہو اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جان نبی، تو یہ تزکیہ خودستائی میں برہ سے ہزاردرجے زائد ہو، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے

اسے پسند نہ فرمایا یہ کیونکرپسند ہوسکتاہے یہاں تبدیل میں کچھ بہت حرج بھی نہیں ایک "ہ" بڑھانے میں گناہ سے بچ جائے گا اور اچھاخاصہ جائزنام پائیے گا۔محمدنبیہ، احمدنبیہ، نبیہ احمد، نبیہ جان کہا اورلکھاکیجئے۔ نبیہ بمعنی بیدارہوشیار ہے۔ یونہی یٰسین وطٰہٰ نام رکھنا منع ہے کہ اس مائے الٰہیہ واسمائے مصطفی صلی ا اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں، کیاعجب کہ ان کے وہ معنی وں جوغیرخدا اور رسول میں صادق نہ آسکیں تو ان سے احتراز لازم، جس طرح نامعلوم المعنی رقیہ منترجائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک وضلال پر مشتمل ہو۔

امام ابوبکر ابن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں :روی اشھب عن مالک لایتسمی احد بیٰسن لانہ اسم اﷲ وھوکلام بدیع وذلک ان العبد یجوزلہ ان یسمی باسم الرب اذاکان فیہ معنی منہ کعالم وقادر وانما منع مالک من التسمیۃ بھٰذا الاسم لانہ الاسماء التی لایدری مامعناھا فربما کان ذٰلک معنی یتفرد بہ الرب تعالٰی فلاینبغی ان یقدم علیہ من لایعرف لمافیہ من الخطر فاقتضی النظرالمنع منہ ۱؎۔اشہب نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص بھی یٰس نام نہ رکھے کہ یہ اللہ تعالٰی کانام ہے اور یہ نادرکلام ہے، یہ اس لئے کہ بندے کے لئے جائز ہے کہ رب کے نام پراپنا نام رکھے جبکہ اس میں وہ معنی پایاجائے جیسے عالم، قادر وغیرہ، اورامام مالک نے یہ نام رکھنے سے اس لئے منع فرمایا کہ یہ ان اسماء سے ہے جن کے معنی معلوم نہیں، ہوسکتاہے اس کا وہ معنی ہوجو رب تعالٰی کے لئے خاص اور منفردہو، لہٰذا مناسب نہیں کہ یہ نام رکھاجائے جبکہ اس کے ممنوع معنٰی معلوم ہی نہ ہوں پس نظر اور احتیاط کاتقاضا یہی کہ نام رکھنے سے منع کیاجائے۔(ت)

(۱؎نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض، بحوالہ ابوبکر ابن العربی، فصل فی اسمائہٖ درالکفر بیروت ۲ /۳۹۰)

علامہ شہاب الدین احمدخفاجی حنفی مصری نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں :وھو کلام نفیس۲؎ (یہ ایک نفیس اورشاندارکلام ہے۔ت)

(۲؎ نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض، بحوالہ ابوبکر ابن العربی، فصل فی اسمائہٖ درالکفر بیروت ۲ /۳۹۰)

فقیرنے اس کے ہامش (حاشیہ) پرلکھا :قدکان ظھر لی المنع عنہ لعین ھذا المعنی لکن نظرا الٰی انہ اسم النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم، ولاندری معناہ فلعل لہ معنی لایصح فی غیرہ صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم۱؎ الخ ولعل ھذا اولی مماتقدم لان کونہ اسم النبی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اظھر واشھر فلایکون لہ معنی یتفرد بہ الرب عزوجل، واﷲ تعالٰی اعلم۔

بے شک مجھ پر اس معنی کی بعینہٖ ممانعت ظاہرہوگئی ہے لیکن اس حقیقت کوپیش نظر رکھتے ہوئے یہ نام نہ رکھے جانے کے حق میں ہوں کہ یہ حضورصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کانام مبارک ہے اور ہم اس کے معنی سے واقف نہیں، ہوسکتاہے اس کاکوئی ایسامعنی ہوجوحضورعلیہ الصلٰوۃ السلام کے لئے خاص ہو اور آپ کے سواکسی دوسرے کے لئے اس کا استعمال درست نہ ہو شاید یہ وجہ پہلی وج سے زیادہ مناسب ہے اس لئے اس لفظ کاحضوعلیہ السلام کے لئے بطور مقدس نام کے ہونا زیادہ ظاہر اورمشہورہے۔ لہٰذا اس کے لئے کوئی ایسامعنی نہیں کہ جس سے اللہ تعالٰی جلیل القدرمنفردہو لیکن (اس رازکو) اللہ تعالٰی ہی سب سے بہترجانتاہے۔(ت)

(۱؎ حاشیہ امام احمدرضاخاں علٰی نسیم الریاض)

بعینہٖ یہی حال اسم طٰہٰ کاہےوالبیان البیان والدلیل الدلیل (بیان وہی سابقہ ہے اوردلیل بھی وہی مرقوم ہے۔ت) لفظ پاک محمدان میں شامل کردینا ممانعت کی تلافی نہ کرے گا کہ یٰس وطٰہٰ اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگروہ معنی مخصوص بذات اقدس ہوئے تو محمدملانا ایساہوگا کہ کسی کانام رسول اللہ نہ رکھا محمدرسول اللہ رکھا، یہ کب حلال ہوسکتاہےوھذا کلہ ظاھر جدّا (اور یہ تمام خوب ظاہرہے۔ت)، یوں ہی غفورالدین بھی سخت قبیح وشنیع ہے، غفور کے معنی مٹانے والا، اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتاعیوب چھپاتا ہے، تو غفورالدین کے معنی ہوئے دین کامٹانے والا، یہ ایساہوا جیسے شیطان کانام رکھناجسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تبدیل فرمادیا، ہاں دین پوش تقیہ کوش یہ ایساہوا جیسے رافضی نام رکھنا۔

بہرحال شدید شناعت پرمشتمل ہے اس سے توعاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے تغییر فرمادیا کہ معاصی کاعرفاً اطلاق اعمال تک ہے اوردین پوشی کی بلاملت وعقائد پر،والعیاذباﷲ رب العالمین (اللہ تعالٰی کی پناہ جو تمام جہانوں کامالک اورپروردگارہے۔ت)

حدیث میں ہے :الفال موکل بالمنطق۱؎ (فال بولنے کے حوالے کی گئی۔ت)

(۱؎ الاسرار المرفوعۃ حدیث ۶۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص۱۶۵)

بعض برے ناموں کی تبدیل کایہی منشا تھاکماارشد الیہ غیرماحدیث (جیساکہ بہت سی احادیث نے اس کی رہنمائی فرمائی۔ت)

مولاناقاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں:الاسماء تنزل من السماء۲؎،نام آسمان سے اُترتے ہیں، یعنی غالباً اسم ومسمی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے،

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب الاسماء تحت حدیث ۴۷۸۱ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۳۵)

اہل تجربہ نے کہاہے: ع مزن فال بد کاورد حال بد (بری فال مت نکالواس لئے کہ وہ براحال لائے گی۔ت)

اللّٰھم احفظنا وارحمنا (یااللہ! ہماری حفاظت فرما اور ہم پر رحم کر۔ت)
فقیرنے بچشم خود ایسے قبیح ناموں کاسخت برا اثرپڑتے دیکھا ہے بھلے چنگے سنی صورت کوآخرعمرمیں دین پوش ناحق کوش ہوتے پایا ہے۔

نسأل اللّٰہ العفو والعافیۃ اللھم یاقوی یاقدیریارحمٰن یارحیم یاعزیز یا غفور صلی وسلم وبارک علٰی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ وثبتنا علی دینک الحق الذی ارتضیتہ لانبیائک و رسلک وملائکتک حتی نلقاک بہ وعافنا من البلاء والبلوی و الفتن ماظھر منھا وما بطن، وصل وسلم وبارک علٰی سیدنا محمد واٰلہ اجمعین وارحم عجزنا فاقتنا بھم یاارحم الراحمین اٰمین والصلٰوۃ والسلام علی الشفیع الکریم واٰلہ وصحبہ والحمدللّٰہ رب العٰلمین۔

ہم اللہ تعالٰی سے عفووعافیت کاسوال کرتے ہیں اے طاقت وزور والے، اے بے حد رحم فرمانے والے والے، اے ہمیشہ رحم کرنے والے، اے زبردست ذات(سب پرغالب)، اے (گناہوں کی) پردہ پوشی کرنے والے)، اور انہیں معاف فرمانے والے (مالک)، ہمارے آقاومولٰی حضرت محمدمصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم پردرود وسلام اوربرکات نازل فرما اور ان کی آل اولاد اور ساتھیوں پربھی، اور ہمیں اپنے دین حق پراستوار رکھ جودین تونے اپنے انبیائے کرام اور رسولان

عظام اورملائکہ کرام کے لئے پسندفرمایا تا آنکہ ہم اسی دین پر قائم رہتے ہوئے تیرے ساتھ جاملیں اور ہمیں ظاہرباطن (کھلے چھپے) فتنوں، مصیبتوں اور ابتلاؤں سے عافیت عطافرما اورہمارے آقا حضرت محمدکریم پررحمت وبرکت اورسلام نازل فرما، ان کی طفیل ہمارے عجز اورفاقہ میں ہماری حمات اورمدد فرما اے سب سے بڑے رحم کرنے والے، آمین، درودوسلام ہو شفیع کریم کی ذات اقدس پر اور ان کی تمام آل اولاد اورساتھیوں پر۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پرورد گار ہے، آمین۔(ت)

اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے کہ ایسے قبیح نام والے اپنے نام کے ساتھ حسب رواج نام پاک محمد ملاکر لکھتے، کہتے اور اسی کی اوروں سے طمع رکھتے ہیں، اگر کوئی خالی ان کانام اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے اور آدھانام لینا سمجھتے ہیں، حالانکہ ایسے برے معنے کے ساتھ اس نام پاک کاملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اسی کوالتفات وتنبہ عطافرماتے ہیں جسے ایمان وادب سے حصہ وافیہ بخشتے ہیں، واللہ الحمد، اسی بناء پر فقیرکبھی جائزنہیں رکھتاکہ کلب علی، کلب حسین، کلب حسن، غلام علی، غلام حسین،، غلام حسن، نثارحسین، فداحسین، قربان حسین، غلام جیلانی وامثال ذٰلک کے اسماء ک ساتھ نام پاک ملاکر کہاجائے،اللّٰھم ارزقنا حسن الادب ونجنا من مورثات الغضب، اٰمین (اے اللہ! ہمیں حسن ادب سے نواز اوراسباب غضب سے بچا۔آمین۔ت)

نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمّٰی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین، بدرالدین، نورالدین، فخرالدین، شمس الاسلام، بدرالاسلام وغیرذٰلک، سب کوعلماء اسلام نے سخت ناپسند رکھا اورمکروہ وممنوع رکھا، اکابردین قدست اسرارھم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں، یہ ان کے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیعاً انہیں ان لقبوں سے یادکیا، جیسے شمس الائمہ حلوائی، فخرالاسلام بزدوی، تاج الشریعۃ، صدرالشریعۃ، یونہی محی الحق والدین حضورپر نور سیدنا غوث اعظم، معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز، وارث النبی سلطان الہند حسن سنجری، شہاب الحق والدین عمرسہروردی، بہاؤالحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیارکاکی، شیخ الاسلام فریدالحق والدین مسعود، نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہی، محمدنصیرالحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین۔

حضور نورالنور سیدناغوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عن کالقب پاک خودروحانیت اسلام نے رکھاجس کی روایت معروف ومشہور اوربہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ وعلماء میں مذکور، حق سبحانہ، وتعالٰی فرماتاہے :فلاتزکوا انفسکم۱؎ (پس آپ اپنی جانوں کوستھرا نہ بتاؤ۔ت)۔

(۱؎ القرآن الکریم ۵۳/ ۳۲)

فصول عمادی میں ہے :لایسمیہ بما فیہ تزکیۃ۲؎۔کوئی اس نام کے ساتھ نام نہ رکھے جس میں تزکیہ کااظہارہو۔(ت)

(۲؎ ردالمحتار بحوالہ فصول العمادی کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۸)

ردالمحتار میں ہے :یؤخذ من قولہ ولابمافیہ تزکیۃ المنع عن نحو محی الدین وشمس الدین مع مافیہ من الکذب والف بعض المالکیۃ فی المنع منہ مؤلفا وصرح بہ القرطبی فی شرح الاسماء الحسنی وانشد بعضھم فقال ؎

اری الدین لیستحیی من اﷲ ان یری وھذا لہ فخر وذاک نصیر
فقد کثرت فی الدین القاب عصبۃ ھم مافی مراعی المنکرات حمیر
وانی اجل الدین عن عزہ بھم واعلم ان الذنب فیہ کبیر

ونقل عن الامام النووی انہ کان یکرہ من یلقبہ بمحی الدین ویقول لا اجعل من دعانی بہ فی حل ومال الٰی ذٰلک العارف باﷲ تعالٰی الشیخ سنان فی کتابہ تبیین المحارم واقام الطامۃ الکبرٰی علی المتسمین بمثل ذٰلک وانہ من التزکیۃ المنھی عنھا فی القراٰن ومن الکذب قال ونظیرہ مایقال للمدرسین بالترکی اٰفندی وسلطانم ونحوہ ثم قال فان قیل ھذہ مجازات صارت کالاعلام فخرجت عن التزکیۃ فالجواب ان ھذا یردہ مایشاھد من انہ اذا نودی باسمہ العلم وجد علی من ناداہ بہ فعلم ان التزکیۃ باقیۃ ۱؎ الخ۔

مصنف کے قول "لابمافیہ تزکیۃ" سے معلوم ہوتاہے ممانعت مثل محی الدین وشمس الدین نام رکھنے میں ہے، علاوہ اس کے اس میں جھوٹ بھی ہے، اور بعض مالکی علماء نے ایسے ناموں کے ممنوع ہونے میں ایک کتاب لکھی ہے، اورقرطبی نے اس کی تصریح شرح اسماء حسنٰی میں کی ہے،اور بعض نے اس بارہ میں کچھ اشعار لکھے ہیں، پس کہاہے :

میں دیکھتاہوں دین کو حیاکرتاہے اللہ تعالٰی سے جو دکھایاجائے حالانکہ یہ اس کے لئے فخر ہے اور یہ اس کے لیے نصیر یعنی مددگار ہے، تحقیق بہت ہوئے دین میں القاب اس کے مددگاروں کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جوبرائیوں کی رعایت میں گدھے ہیں او ر تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں نے ساتھ اس کی عزت میں کی ہے او رجان لے کہ اس میں ان کابڑاگناہ ہے۔

اورامام نووی سے نقل کیاہےکہ وہ محی الدین کے ساتھ اپنے ملقب ہونے کوناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص مجھے اس لقب سے پکارے گا میں اسے معاف نہیں کروں گا، اور اس کی طرف مائل ہوئے شیخ سنان عارف بااللہ اپنی کتاب تبیین المحارم میں، اور اس طرح کے نام رکھنے والوں کے خلاف حجت قاہرہ قائم کی اور فرمایا کہ تحقیق یہ وہ تزکیہ ہے جس سے قرآن مجید میں منع کیاگیا ہے اور جھوٹ سے ہے، اور کہا مثل اس کے وہ جوکہاجاتاہے واسطے مدرسین کے ترکی میں آفندی وسلطانم، اور اس کی مثل پھرکہا ہے پس اگرکہاجائے یہ مجازات ہیں جوناموں کی طرح ہوگئے ہیں پس تزکیہ سے نکل گئے توجواب یہ ہے کہ ہمارامشاہدہ اس بات کو رَد کرتاہے کیونکہ اگر ان اشخاص کو ان کے اسماء اعلام سے پکاراجائے تو پکارنے والے پر لوگ غصہ کریں گے، پس معلوم ہواکہ تزکیہ کے لئے باقی ہے الخ(ت)

(۱ــہ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۶۸۔۶۹)

سترہ نام کہ سائل پوچھے ان میں سے یہ دس ناجائزوممنوع ہیں باقی سات میں حرج نہیں، علی جان، محمدجان کاجوازتوظاہر کہ اصلی نام علی ومحمدہے اورجان بنظرمحبت زیادہ، اورحدیث سے ثابت کہ محبوبان خداانبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء کے اسمائے طیبہ پرنام رکھنا مستحب ہے جبکہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :تسمّوا باسماء الانبیاء۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد۲ــہ وابوداؤد والنسائی عن ابی وھب الجشمی ولہ تتمۃ والبخاری فی التاریخ ۱ــہ بلفظ سموا عن عبداللہ بن جرادرضی االلہ تعالٰی عنہ ولہ تتمۃ اخری۔

انبیاء کے ناموں پرنام رکھو (امام بخاری نے ادب المفرد میں، امام ابوداؤداورنسائی نے ابو وہب جشمی کے حوالے سے اسے روایت کیااور اس کے لئے تتمہ ہے، نیزامام بخاری نے تاریخ میں سَمُّوا کے لفظ سے حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سنت کے ساتھ اسے روایت کیا اور اس کے لئے دوسرا تتمہ ہے۔(ت)

(۲ــہ ادب المفرد باب احب الاسماء الی اللہ عزوجل حدیث ۸۱۳ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ص ۲۱۱)
(ابوداؤد کتاب الادب باب فی تغییرالاسماء آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۰)
(سنن النسائی کتاب الخیل باب مایستحب من شیۃ الخیل نورمحمدکتب خانہ کراچی ۲ /۱۲۲)
(۱ــہ التاریخ الکبیر للبخاری باب العین عبداللہ بن جراد حدیث ۶۳ دارالباز مکۃ المکرمۃ ۵ /۳۵)

اورمحمدواحمد ناموں کے فضائل میں تواحادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں : حدیث (۱) صحیحین ومسنداحمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت انس (۲) صحیحین وابن ماجہ میں حضرت جابر(۳) معجم کبیرطبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :سمّوا باسمی ولاتکنوا بکنیتی۲ــــہ۔میرے نام پرنام رکھو اورمیری کنیت نہ رکھو۔

(۲ــہ صحیح البخاری کتاب الادب باب من سمّٰی باسماء الانبیاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۹۱۵)
(صحیح مسلم کتاب الادب باب النہی عن التکنی بابی القاسم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۰۶)
(جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی کراھیۃ الجمع الخ امین کمپنی دہلی ۲ /۱۰۷)
(سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب الجمع بین اسم النبی وکنیۃ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۲۷۳)
(مسنداحمدبن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۱۷۰)
(المعجم الکبیر حدیث ۱۲۵۱۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ /۷۳)
(کنزالعمال بحوالہ طب عن ابن عباس حدیث ۴۵۲۱۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۴۲۱)

حدیث (۴) ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد عبداللہ بن بکیر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبا لی وتبرکاً باسمی کان ہو ومولودہ فی

الجنۃ۳؎۔جس کے لڑکاپیداہوا اور وہ میری محبت اورمیرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کانام محمدرکھے وہ اور اس کالڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

(۳؎ کنزالعمال بحوالہ الرافعی عن ابی امامہ حدیث ۴۵۲۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۴۲۲)

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں :ھذا امثل حدیث ورد فی ھذا الباب واسنادہ حسن۱؎۔جس قدرحدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہترہے اوراس کی سندحسن ہے۔

(۱؎ ردالمحتار بحوالہ السیوطی کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۶۸)

ونازعہ تلمیذہ الشامی بماردہ العلامۃ الزرقانی فراجعہ۔ان کے شامی شاگرد نے اس میں نزاع کیاکہ جس کو علامہ زرقانی نے رَد کیاتھا لہٰذا اس کی طرف رجوع کریں۔(ت)
حدیث (۵) حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں : روزقیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے : الٰہی ! ہم کس عمل پرجنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کانہ کیا۔

رب عزوجل فرمائے گا :ادخلا الجنۃ فانی اٰلیت علی نفسی ان لایدخل النار من اسمہ احمد ومحمد۲؎۔جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کانام احمد یا محمد ہودوزخ میں نہ جائے گا۔

(۲؎ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۸۸۳۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵ /۴۸۵)

یعنی جبکہ مومن ہو ارمومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کوکہتے ہیں جوسنی صحیح العقیدہ ہو،کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ (جیساکہ توضیح وغیرہ میں ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ت) ورنہ بدمذہبوں کے لئے توحدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کاکوئی عمل قبول نہیں، بد مذہب اگرچہ حجراسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیاجائے اوراپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظرنہ فرمائے اوراسے جہنّم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ وبیہقی ۳؎

وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیں،

(۳ـــہ کنزالعمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۱۲۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱ /۲۲۳)
(العلل المتناہیۃ باب ذم الخوارج حدیث ۲۶۱ و ۲۶۲ دارنشرالکتب الاسلامیہ لاہور ۱ /۱۶۳)

اور فقیر نے اپنے فتاوٰی میں متعدد جگہ لکھیں تو محمدعبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سیداحمدخان کی طرح کفار جن کامسلک کفرقطعی کہ کافرپر توجنت کی ہوا تک یقینا حرام ہے۔

حدیث (۶) ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :قال اﷲ تعالٰی عزوجل وعزتی وجلالی لاعذب احدا تسمی باسمک بالنار یامحمد۱ـــہرب عزوجل نے مجھ سے فرمایا اپنی عزت وجلال کی قسم جس کانام تمہارے نام پرہوگا اسے دوزخ کاعذاب نہ دوں گا۔

(۱ـــہ تذکرۃ الموضوعات لمحمدطاہر الفتنی باب فضل اسمہ واسم الانبیاء کتب خانہ مجیدیہ ملتان ص۸۹)

حدیث (۷) حافظ ابن بکیر امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ، حدیث (۸) دیلمی مسندالفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولٰی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ، حدیث (۹) ابن عدی کامل اور ابوسعد نقاش بسندصحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :ما اطعم طعام علی مائدۃ ولاجلس علیہا وفیہا اسمی الا قُدِّ سُوا کل یوم مرتین۲ـــہ۔جس دسترخوان پرلوگ بیٹھ کرکھاناکھائیں اوران میں کوئی محمد یااحمدنام کاہو وہ لوگ ہر روز دوبارمقدس کئے جائیں۔

(۲ـــہ الکامل لابن عدی ترجمہ احمدبن کنانہ شامی دارالفکربیروت ۱ /۱۷۲)

حاصل یہ جس گھر میں ان پاک ناموں کاکوئی شخص ہو دن میں دوبار ا مکان میں رحمت الٰہی کانزول ہو۔ لہٰذا حدیث امیرالمؤمنین کے لفظ یہ ہیں :مامن مائدۃ وضعت فحضر علیہا من اسمہ احمد ومحمد الا قدس اﷲ ذٰلک المنزل کل یوم مرتین۳ـــہ۔کوئی دسترخوان بچھایانہیں گیا کہ اس پر ایسا شخص تشریف لائے جس کانام احمد اور محمدہو (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) تو اللہ تعالٰی ہرروز دوبار

اس گھرکو تقدس بخشتا ہے یعنی مقدس کرتاہے (اورہر روز دوبار وہاں اس کی رحمتوں کانزول ہوتاہے۔مترجم)۔(ت)

(۳ــہ الفردوس بمأثور الخطاب عن علی ابن ابی طالب حدیث ۶۱۳۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴ /۴۳،۴۴)

حدیث (۱۰) ابن سعد طبقات میں عثمان عمری مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ماضر احدکم لوکان فی بیتہ محمد و محمدان و ثلٰثۃ ۱ــــہ۔تم میں کسی کاکیانقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمدیادومحمدیاتین محمدہوں۔

(۱ــہ کنزالعمال بحوالہ ابن سعد عن عثمان العمری مرسلاً حدیث ۴۵۲۰۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۴۱۹)

ولہٰذا فقیرغفراللہ تعالٰی نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کاعقیقے میں صرف محمدنام رکھا پھرنام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدامقرر کئے بحمداللہ تعالٰی فقیرکے پانچ محمد اب موجود ہیںسلمھم اللّٰہ تعالٰی وعافاھم والٰی مدارج الکمال رقاھم (اللہ تعالٰی ان سب کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اورانہیں مدارج کمال تک پہنچائے۔ت) اور پانچ سے زائد اپنی رہ گئےجعلھم اللّٰہ لنااجرا وذخرا وفرطا برحمتہ وبعزۃ اسم محمد عندہ اٰمین (اللہ تعالٰی اپنی رحمت کے صدقے اوراسم محمد کی اس عزت وتوقیر کے صدقے جو اس کی بارگاہ میں ہے ہمارے لئے اپنی رحمت اور ان کی ذات کوذریعہ اجر، ذخیرہ اورپیشرو بنادے،آمین۔ت)

حدیث (۱۱) ظرائفی وابن الجوزی امیرالمومنین مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ وفیھم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتھم الا لم یبارک لھم فیہ۲ــــہ۔جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمدنام کاہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لئے مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

(۲ــہ العلل المتناہیۃ باب فضل اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۲۶۷ دارنشرالکتب الاسلامیہ لاہور ۱ /۱۶۸)

حدیث (۱۲) طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسو ل اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :من ولد لہ ثلٰثۃ فلم یسم احدھم محمدا فقد جھل۳؎۔جس کے تین بیٹے پیداہوں اور وہ ان میں کسی کانام محمد نہ رکھے ضرورجاہل ہے ۔

(۳؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۰۷۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۷۱)

حدیث (۱۳) حاکم وخطیب تاریخ اوردیلمی مسندمیں امیرالمومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :اذا سمّیتم الولدمحمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس والاتقبحوا لہ وجھا۱؎۔جب لڑکے کانام محمدرکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ، اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو اس پربرائی کی دعا نہ کرو۔

(۱؎ تاریخ بغداد ترجمہ محمدبن اسمٰعیل العلوی ۱۰۸۲ دارلکتاب العربی بیروت ۳/ ۹۱)

حدیث (۱۴) بزارمسندمیں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :اذا سمیتم محمدا فلاتضربوہ ولاتحرموہ۲؎۔جب لڑکے کانا محمدرکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم رکھو۔

(۲؎ کشف الاستار عن زوائد البزار باب کرامۃ اسم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۱۹۸۸ بیروت ۲/ ۴۱۳)

حدیث (۱۵) فتاوٰی امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابوشعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے روایت کی :من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذَکرا فلیضع یدہ علی بطنھا ولیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانہ یکون ذَکرا۳؎۔جوچاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکاہو اسے چاہئے اپناہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کرکہے : اگر لڑکاہے تومیں نے اس کانام محمدرکھا۔ ان شاء اللہ العزیزلڑکاہی ہوگا۔

(۳؎ فتاوٰی امام شمس الدین سخاوی)

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :ماکان فی اھل بیت اسم محمدا لاکثرت برکتہ۴؎۔ ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشر والزرقانی فی

شرح المواھب۔جس گھروالوں میں کوئی محمدنام کاہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے(دسویں حدیث کے ذیل میں علامہ مناوی نے اس کو شرح تیسیر میں ذکرفرمایا اور اسی طرح علامہ زرقانی نے شرح مواہب للدنیہ میں ذکرکیاہے۔ت)

(۴ـــه التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ماضراحدکم الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲ /۳۵۲)

بہتریہ ہے کہ صرف محمد یا احمدنام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی اور ان کے امثال تمام نام جن میں اسمائے محبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام ہوں سب کاجواز بھی قطعاً بدیہی ہے۔ فقیرغفراللہ تعالٰی لہ، نے اپنے فتاوٰی میں ان ناموں پرایک فتوٰی قدرے مفصل لکھا اورقرآن وحدیث اورخودپیشوایان وہابیہ کے اقوال سے ان کاجوازثابت کیا،

اللہ عزوجل فرماتاہے :ویطوف علیھم غلمان لھم کانھم لؤلؤمکنون ۱ــــه۔ان کے غلام گشت کرتے ہوں گے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔

(۱ـــه القرآن الکریم ۵۲ /۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :لایقولن احدکم عبدی کلکم عبیداللّٰہ ولکن لیقل غلامی۲ــــه، ھذا مختصر۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ہرگز تم میں اب کوئی اپنے مملوک کویوں نہ کہے کہ میرابندہ تم سب خدا کے بندہ ہو ہاں یوں کہے کہ میراغلام۔(اسے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۲ـــه صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۸)

وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن وحدیث میں بھرے ہوتے ہیں خداورسول تک ان شرک دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں والعیاذباللہ رب العالمین (خدا کی پناہ جو تمام جہانوں کاپروردگار ہے۔ت)

مزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الٰہیہ جل وعلا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے اﷲ کاغلام نہ کہاجائے گا، غلام کے معنی حقیقی پسر ہیں، ولہٰذا عبید کوشفقۃً عربی میں غلام اردو میں چھوکراکہتے ہیں،

سیدی علامہ عارف باﷲ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیرحدیث فرماتے ہیں :ولٰکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتاتی مراعاۃ لجانب الادب فی حق اﷲ تعالٰی لانہ یقال عبداﷲ وامۃ اﷲ ولایقال غلام اﷲ وجاریۃ اﷲ ولافتی اﷲ ولافتاۃ اﷲ ۱؎ اھ باختصار۔مگروہ یوں کہے میراغلام، میری باندی، میراجوان،میری لونڈی۔ اﷲ تعالٰی کے معاملہ میں تقاضائے ادب کوملحوظ رکھاجائے کیونکہ اس کی نسبت سے یوں کہاجاتا ہے۔ اﷲ تعالٰی کابندہ، اﷲ کی بندی، اوریہ نہیں کہاجاتا کہ اﷲ تعالٰی کاغلام یااﷲ تعالٰی کی لونڈی اور فتٰی اور فتاۃ(جوان مرد، جوان عورت) کوبھی اﷲ تعالٰی کے نام کے ساتھ منسوب نہیں کیاجاتا ا ھ باختصار(ت)

(۱؎ الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الثالث والعشرون الخطاء ضدالصواب المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۲ /۲۷۹)

سبحان اﷲ! یہ عجیب شرک ہے جوخود حضرت عزت کے لئے روانہیں بلکہ اس کے غیرہی کے لئے خاص ہے مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خداکانام ذرا اعزاز وتکریم کی نگاہ سے آیا اور شرک نے منہ پھیلایا، پھرچاہے وہ بات خدا کے لئے خاص ہونا درکناخدا کے لئے جائزبلکہ متصور ہی نہ ہو، آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوانے تقویۃ الایمان میں قبرپرشامیانہ کھڑاکرنا مورچھل جھلنا شرک بتادیا، اور اسے صاف صاف ان باتوں میں جوخدانے اپنی تعظیم کے لئے خاص کی ہیں گنادیا یعنی اس کے معبود نے کہہ دیا ہے کہ میری ہی قبرپرشامیانہ کھڑاکرنا میری ہی تربت کومورچھل جھلناولاحول ولاقوۃ الاباﷲ العلی العظیم (اﷲ تعالٰی بزرگ وبرترشان والے کی توفیق کے بغیرگناہوں سے بچنے اورنیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں۔ت)آخرنہ سناکہ ان کے طائفہ غیرمقلدان کے اب نئے پیشوا صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی آنجہانی اپنے رسالہ کلمۃ الحق میں لکھ گئے ع

چوغلام آفتابم از آفتاب گویم ۲؎ (جب میں سورج کاغلام ہوں توپھرسب کچھ سورج ہی کے حوالہ سے کہوں گا۔ت)

(۲؎ رسالہ کلمۃ الحق لصدیق حسن خاں)

خداکی شان غلام محمد، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث تو معاذاﷲ شرک وحرام اورغلام آفتاب ہونایوں جائز وبے ملام، حالانکہ ترجمہ کیجئے توجیسا فارسی میں غلام آفتاب ویساہی عربی میں مشرکین عرب کا نام عبدشمس، ہندی میں کفار کانام سورج داس، زبانیں مختلف ہیں اورحاصل ایک،ولاحول ولاقوۃ الاباﷲ العلی العظیم (گناہوں سے بچنے اورنیکی کرنے کی طاقت سوائے اللہ تعالٰی بزرگ وبرتر بڑی شان والے کی توفیق کے کسی میں نہیں۔ت) ہدایت علی کاجواز بھی ویساہی ظاہر وباہر جس میں اصلاً عدم جواز کی بونہیں، وہابیہ خذلہم اللہ تعالٰی کے محبوبان خداکے نام سے جلتے ہیں آج تک ان کے کبراء نے بھی اس میں کلام نہ کیا البتہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاوٰی جلداول طبع اول صفحہ ۲۶۴ میں اس نام پر اعتراض دیکھاگیا اول کلام میں توصرف خلاف اولٰی ٹھہرایاتھا آخرمیں ناجائزوگناہ قراردے دیاحالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اس کاخلاصہ عبارت یہ ہے :

استفتاء

کسے نام خودہدایت علی می داشت بایہام اسمائے شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد شخصے برآں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک ست بین مبین اراء ۃ الطریق وایصال الی المطلوب و ہکذا لفظ علی بغیرالف ولام مشترک است بین اسمائے الٰہیہ وحضرت علی کرم اﷲ تعالٰی وجہہ۔ مجیب گفت دریں صورت تائید اثبات مدعائے من ست چہ ہرگاہ لفظ ہدایت وعلی مشترک شدبین معنیین پس چہاراحتمال مے شوند یکے ازاں ازہدایت معنی اول وازعلی اﷲ عزوجل شانہ،، دوم ازہدایت معنی ثانی زعلی جل جلالہ، سوم ازہدایت معنی اول وازعلی حضرت علی کرم اﷲ وجہہ، چہارم ازہدایت معنی ثانی وازعلی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی ازممانعت شرعیہ ہستند البتہ رابع خالی ازممنوعیت نیست چہ درجملہ اسمائے شرکیہ مفہوم مے شود پس ہراسم کہ دائر شودبین اسمائے شرکیہ وعدمہ احتراز ازاں لابدی ست بلکہ واجب واگرکسے براسم متنازع فیہ قیاس نمودہ برعبداﷲ شرک ثا بت کند یا یاعلی گفتن ممانعت نماید آیا قیاس اوصحیح ست یانہ؟ بیّنواتوجروا۔

ایک شخص کانام ہدایت علی تھا اس نے اسے شرکیہ نام خیال کرتے ہوئے اسے ہدایت العلی سے بدل دیا پھر اس پریہ اعتراض کیاگیا کہ لفظ "ہدایت" اِراء ۃالطریق (راستہ دکھانا) اورایصال الی المطلوب (مطلوب ومقصود تک پہنچادینا ہے) ان دومعنوں میں مشترک ہے اسی طرح لفظ "علی" بغیر الف لام اسمائے الٰہیہ سے

بھی ہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کانام بھی ہے یعنی خالق ومخلوق دونوں میں مشترک ہے۔ جواب دینے والے نے کہاکہ اس صورت میں میری سوچ کی تائید پائی جاتی ہے وہ اس طرح کہ جب لفظ ہدایت اورعلی دومعنوں میں مشترک ہوا تو چاراحتمال پیداہوگئے، (۱) ہدایت سے پہلامعنی اورعلی سے اللہ تعالٰی کی ذات مراد ہو۔ (۲) ہدایت سے دوسرا معنی اورعلی سے اللہ تعالٰی مراد ہو(۳) ہدایت سے پہلامعنی اورعلی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہوں(۴) ہدایت سے دوسرامعنی اور علی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہوں۔ پس تین اول الذکر احتمال شرعی ممانعت نہیں رکھتے، البتہ چوتھے احتمال میں ممانعت کا پہلو موجود ہے، پس تمام اسماء شرکیہ س یہی مفہوم ظاہرہوتا ہے لہٰذا جونام اسماء شرکیہ وغیرشرکیہ مشترکہ وغیرمشترکہ میں دائرہوتا ہو اس سے پرہیز لازمی اور واجب ہے، اگرکوئی شخص اسم مختلف فیہ پر قیاس کرتے ہوئے یاعلی کہنے کی ممانعت کرے تو اس کاقیاس درست متصورہوگا یا نہ؟ بیان فرماؤتاکہ اجروثواب پاؤ۔

الجواب : ھوالمصوب لفظ علی کہ ازاسمائے الٰہیہ ست الف لام برآں زائدمیشود برائے تعظیم چنانکہ درالفضل والنعمان وغیرہ برلفظ علی کہ ازاسمائے مرتضٰی ست لام داخل نمی شود بناءً علیہ ہدایت العلی اولٰی ست ازہدایت علی، چہ دراولٰی اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی مرتضٰی نیست، ودرصورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفط علی اشتباہ امر ممنوع موجودودراسامی ازہمچواسم کہ ایہام مضموم غیرمشروع سازداحتراز لازم بہ ہمیں سبب علماء ازتسمیہ بعبدالنبی وغیرہ منع ساختہ اند وامّا درعبداللّٰہ وغیرہ پس ایہام امرغیرمشروع نیست وہمچنیں دریاعلی ہرگاہ مقصود ندائے پروردگار باشد نزاعی نیست۔
حررہ ابوالحسنات عبدالحی ۱ــــہ

وہی ٹھیک بتانے والاہے، لفظ علی جوکہ اللہتعالٰی کے ناموں میں سے ہے اس کے ساتھ برائے تعظیم الف لام زائد ہوگا جیسے الفضل، النعمان وغیرہ اور لفظ علی جوبطور نام سیدناحضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے استعمال ہوتاہے اس کے ساتھ الف لام زائد نہیں ہوتا لہٰذا اس بناء پرنام ہدایت العلی بنسبت ہدایت علی کے زیادہ بہترہے اس ئے کہ اول الذکر میں ہدایت کی نسبت کا حضرت علی مرتضٰی کے ساتھ اشتباہ نہیں پایاجاتا اور دوسری صورت میں بوجہ استعمال لفظ ہدایت کے اشتراک کے سبب ایہام (مغالطہ) پیداہوتاہے اور لفظ علی میں اشتراک کی وجہ سے امرممنوع کا اشتباہ موجود ہے، پس اس سے پرہیزضروری ہے، یہ وجہ ہے کہ علمائے کرام عبدالنبی نام رکھنے سے منع کرتے ہیں لیکن عبداللہ وغیرہ میں ایہام

غیرمشروع نہیں، اسی طرح یاعلی میں اگر اللہ تعالٰی کوندا کرنا مقصودہو تو کوئی نزاع نہیں کوئی اختلاف نہیں۔ ابوالحسنات عبدالحی نے اسے تحریرکیا۔(ت)

(۱ـــہ مجموعہ فتاوٰی کتاب الحظروالاباحۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۴۱ و ۴۲)

اقول : (میں کہتاہوں۔ت) مگریہ جواب سخت عجب عجاب ہےیتساوٰی ھزلا بل یساوی ھزلا (جواب مذکورخوش طبعی کے برابرہے بلکہ ہنسی مذاق کے مساوی ہے۔ت) اولاً اس تمام کلام مختل النظام کامبنی ہی سرے سے پادر ہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ کہ مجرد احتمالیولوضعیفابعیدا (اگرچہ ضعیف اوربعیدہو۔ت) ایہام واحتمال میں زمین وآسمان کافرق ہے، ایہام میں تبادر درکا ہے ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے، نہ یہ کہ شکوک محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے۔

تلخیص میں ہے :الایھام ان یطلق لفظ لہ معنیان قریب وبعید ویراد بہ البعید ۱ـــہ۔ایہام یہ ہے کہ ایسالفظ بولاجائے جودومعانی رکھتاہوایک معنی قریب اوردوسرامعنی بعیدہو اور اس لفظ کوبول کرمعنی بعید مراد لیا جائے۔(ت)

(۱ـــہ تلخیص المتاح الفن الثالث مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی ص۱۰۵ و ۱۰۶)

علامہ سیدشریف قدسی سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں :الایھام ویقال لہ التخییل ایضا وھو ان یذکر لفظ لہ معنیان قریب وغریب فاذا سمعہ الانسان سبق الٰی فھمہ القریب و مراد المتکلم الغریب واکثر المتشابھات من ھذا الجنس ومنہ قولہ تعالٰی : والسمٰوٰت مطویات بیمینہ۲ـــہ۔ایہام تخییل بھی کہلاتاہے مرادیہ ہے کہ ایسا لفظ ذکرکیاجائے کہ اس کے دومعنی ہوں ایک قریب اوردوراغریب، جب کوئی بندہ اسے سنے تو اس کافہم معنی قریب کی طرف لپکے (یعنی وہی متبادر الی الفہم ہو) لیکن متکلم کی مراد معنی غریب ہو۔ زیادہ تر متشابہات اسی قسم سے ہوتے ہیں، اوراللہ تعالٰی کا ارشادکہ "اس دن سب آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں طومار کی طرح لپٹے ہوں گے" اسی قسم سے ہے۔(ت)

(۲ـــہ التعریفات لسیّد شریف علی الجرجانی باب الالف انتشارات ناصر خسروطہران ایران ص۱۸)

مجرد احتمال اگرموجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا، زیدآیا گیا اٹھا بیٹھا، عمرو نے کھایا پیاکہاسنا، مجیب صاحب نے سوال

دیکھاجواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیاریہ کی اسناد دو معنی کومحتمل۔ ایک یہ کہ زید وعمرو مجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کئے، دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے اول قطعاً شرک ہے لہٰذا ان اطلاقات سے احتراز لازم ہوجائے گا اور یہ بداہۃً قطعاً اجماعاً باطل ہے۔ فاضل مجیب نے بھی عمربھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور ان کی تصانیف میں ہزار درہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہوں گے، جانے دیجئے نماز میں وتعالٰی جدّک توشایدآپ بھی پڑھتے ہوں "جد" کے دوسرے مشہور ومعروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفرہیں، عجیب کہ اتنے بڑے کفرکا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا توبات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر وسبقت واقربیت درکارہے اور وہی ممنوع ہے نہ کہ مجرد احتمال، یہ فائدہ واجب الحفظ ہے کہ آج کل بہت جُہلا ایہام احتمال میں فرق نہ کرکے ورطہ غلط میں پڑتے ہیں۔

ثانیاً ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پرکیوں الزام رکھئے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے نام پاک علی کو اس سے سخت ترشنیع کہئے وہاں توچار احتمالوں سے ایک میں آپ کو شرک نظرآیا تھا، یہاں برابر کامعاملہ نصفانصف کاحصہ ہے۔ علی کے دومعنی ہیں علو ذاتی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو(بلندی بالذات یعنی ذاتی بلندی بغیر کسی سبب اور واسطہ کے صرف اس ہستی پاک ہی کے لئے ہے جو تمام اضافتوں اورنسبتوں سے مبرا اوربلند ہے۔ت) دوسرا اضافی کہ خلق کے لئے ہے اول کااثبات قطعاً شرک تو علی میں ایہام شرک ہدایت علی سے دوناٹھہرے گاولایقول بہ جاھل فضلا عن فاضل (کوئی جاہل بھی یہ نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ کوئی فاضل یہ کہے۔ت)

ثالثاً ایک علی ہی کیا جس قدر اسمائے مشترکہفی اللفظ میں الخالق والمخلوقہیں، جیسے رشید وحمیدوجمیل وجلیل وکریم وعلیم وحلیم ورحیم وغیرہا سب کا اطلاق عباد پر ویساہی ایہام شرک ہوگا جوہدایت علی کے ایہام سے دوچند رہے گا، حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دونام اپنے اسمائے حسنٰی سے عطا فرمایا اور حضور پرنور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمائے طیبہ میں توساٹھ سے زیادہ آئےکمافصلہ العلماء فی المواھب۱؎ وغیرھا (جیساکہ علماء کرام نے مواہب لدنیہ وغیرہ میں مفصل بیان دیاہے۔ت)

(۱؎ المواہب اللدنیۃ المقصدالثانی الفصل اول المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۱۵ تا ۲۱)

خودحضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا نا م پاک حاشر بتایا، صحابہ کرام وتابعین وائمہ دین میں کتنے اکابرکانام مالک تھا ان کے ایہام کوکہئے، درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائزہیں اورعباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لئے جائیں گے نہ وہ جو حضرت حق کے لئے ہیں۔

جاز التسمیۃ بعلی ورشید وغیرھما من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیرما یراد فی حق اللہ تعالٰی۔۱؎علی، رشید اور ان کے علاوہ دیگراسماء مشترکہ کے ساتھ کسی کا نام رکھناجائز ہے لہٰذا ہمارے حق میں وہ معنٰی مراد لیاجائے گا جواللہ تعالٰی کے حق میں مراد نہیں لیاجاتا۔(ت)

(۱؎ الدرالمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۵۲)

کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائزہیں کہ دوسرے معنی شرک کااحتمال باقی ہے،ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم (گناہوں سے محفوظ رہنے اورنیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں سوائے اللہ تعالٰی بزرگ وعظیم ذات کی توفیق کے۔ت)

رابعاً سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبداللہ میں شرک سے سوال کیاتھا حضرت مجیب نے اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگرجناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ عبدالحی میں دوجزوہیں اوردونوں کے دودومعنی، ایک عبدمقابل الٰہ، دوم مقابل آقا۔

قال اللہ تعالٰی وانکحوا الایامٰی منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم۲؎۔اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا : لوگو! تم میں سے جونکاح کے بغیر(یعنی غیرشادی شدہ) ہیں اورجوتمہارے صالح غلام اورلونڈیاں ہیں ان کے ساتھ نکاح کردو(ت)

(۲؎القرآن الکریم ۲۴/ ۳۲)

دیکھو حق سبحانہ، نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبدفرمایا،یوں ہی ایک حی اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ، ازلیہ، ابدیہ، واجبہ سے مشعر، اوردوسرا من وتُو، زید وعمروسب پر صادق، جس سے آیت کریمہ تخرجہ الحی من المیت۳؎ (اے اللہ تعالٰی! تو مردے سے زندہ نکالتاہے۔ت) وغیرہا مظہر،

(۳؎القرآن الکریم ۳ /۲۷)

اب اگر عبد بمعنی اول اورحی بمعنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پرشرک موجود، پھرعبدالحی ایہام شرک سے کیونکر محفوظ، اس سے بھی احتراز لازم تھا، بعینہ یہی تقریرحضرت بابرکت فاضل کامل صحیح لعقیدہ سنی مستقیم جناب مستطاب مولانا مولوی عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ کے اسم میں جاری ہوگی ملاحظہ ہو کہ یہ تشقیق وتدقیق کہاں تک پہنچینسأل اﷲ سلامۃ (ہم اللہ تعالٰی سے سلامتی کاسوال کرتے ہیں۔ت) فقیرکے نزدیک ظاہراً یہ پھڑکتی ہوئی برہان حضرت مجیب کوجناب سائل کے فیض سے پہنچی،سائل نے ذکرکی، مجیب نے بے غور کئے قبول کرلی ورنہ ان کاذہن شاید ایسی دلیل ذلیل علیل کلیل کی طرف ہرگزنہ جاتا جس سے خود ان کانام نامی بھی عادم الجواز ولازم الاحتراز قرارپاتا۔

خامساً یاعلی کوفرمایاجاتاہے کہ جب مقصود ندائے معبود تو نزاع مفقود، جی کیا وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود، اپناقصد نہ ہونا ایہام واحتمال کانافی کب ہوسکتاہے، ایہام تو کہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی موہم مراد متکلم نہ ہوں، تلخیص وتعریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے اور اگر قصد پرمدار واعتماد ہے تو ہدایت علی پرکیا ایراد ہے، وہاں کب معنی شرک مقصودومراد ہے۔
سادساً علی پرالف لام لاناکب ایسے عالمگیرشرک سے نجات دے گا، علماپرلازم نہ آتاسہی صفۃً پرتو قطعاً آسکتاہے اور وہ یقینا صفات مشترکہ سے ہے تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم، بلکہ سراجیہ وتاتارخانیہ ومنح الغفار وغیرہا سے توظاہرکہ العلی باللام نام رکھنا بھی رواہے،

ردالمحتارمیں ہے :فی التاترخانیۃ عن السراجیۃ التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اﷲ تعالٰی کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ الخ ومثلہ فی المنح عنھا وظاھرہ الجواز ولومعرفا بِاَل ۱؎۔

تتارخانیہ میں فتاوٰی سراجیہ سے نقل کیاگیاہے کہ ایسے نام رکھناجواللہ تعالٰی کی کتاب میں اللہ تعالٰی کی صفات کے طورپر پائے جاتے ہیں جیسے علیّ، کبیر، رشید اوربدیع وغیرہ جائزہے الخ، اوراسی طرح منح الغفار میں سراجیہ سے نقل کیاگیاہے پس بظاہر یہ جائزہے اگرچہ وہ ال سے معرفہ ہو۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۶۸)

سابعاً جب گفتگو احتمال پرچل رہی ہے تو معنیین ایصال الی المطلوب واراءۃ طریق میں تفرقہ باطل، ایصال وراءۃ دونوں دومعنی خلق وتسبّب پرمشتمل بمعنی خلق دونوں مختص بحضرت احدیت ہیں، کیاارائت بمعنی خلق رؤیت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبّب دونوں غیر کے لئے حاصل ہیں، کیاانبیاء سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتافطاح التفرقۃ وزاح الشقشقۃ (پس دونوں میں تفرقہ نابودہوگیا اور تذبذب زائل ہوگیا۔ت) ہاں یوں کہئے کہ ادھرعلی مشترک ادھر ہدایت خلق وتسبب دونوں میں مستعمل، یوں چاراحتمال ہوئے، مگراب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیرخدا کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی بمعنی محض تسبب حضرت عزت جل جلالہ، کی طرف نسبت نہیں پاسکتی ورنہ معاذاللہ اصل خالق ومعطی دوسراٹھہرے گا اور اللہ عزوجل صرف سبب وواسطہ ووسیلہ، اس کاپایہ شرک بھی اونچاجائے گا کہ وہاں توتسویہ تھا یہاں اللہ سبحانہ، پرتفضیل دیناقرارپائے گا، علی پرلام لاکر اول کاعلاج کرلیا اور اس دوم کاکہ اس سے بھی سخت ترہے علاج کدھرسے آئے گا اب ایک لام نیا گھڑکرہدایت پرداخل کیجئے کہ وہ معنی خلق میں متعین ہوجائے اوراحتمال تسبب اُٹھ کر ایہام شرک وبدتر از شرک راہ نہ پائے۔

ثامناً ایک ہدایت کیاجتنے افعال مشترکۃ الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کاسامنا ہوگاجیسے احسان وانعام،اذلال واکرام، تعلیم وافہام، تعذیب وایلام، عطا ومنع، اضرارونفع، قہر وقتل، نصب وعزل وغیرہا کہ مخلوق کی طرف نسبت کیجئے تومعنی خلق موہم شرک اور خالق کی طرف تومعنی تسبب مشعرکفر۔

بہرحال مفرکدھر، اگرکہئے خالق عزوجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلق مراد ہیں، ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے کہ معنی تسبب مقصود ہیں، ولہٰذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثالانبت الربیع البقل وحکم علی الدھر (بہار نے سبزہ اگایا اوردہرنے مجھ پر حکم کیا۔ت) میں قائل کاموحد ہونا ہی قرینہ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے اب بحمداللہ اس ایہام کی بنیاد ہی نہ رہی۔

تاسعاً آپ نے (باآنکہ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں اور خصوصاً آپ بہت جگہ صرف نہ واردہونے نہ منقول ہونے کوحجت ممانعت جانتے ہیں) حق سبحانہ، کانیانام مُصوّب ایجاد فرمایا ہرجواب کی ابتداء ھوالمصوّب(وہی درست راستہ بتانے والاہے۔ت) سے ہوتی ہے یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے، تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سرجھکانے کو، اورمثلاً جو سر جھکائے بیٹھاہو اسے مصوّب،

اوردونوں معنی حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر اسی کلمے میں ایہام تجسیم ہے اورتجسیم کفروضلال عظیم ہے۔

عاشراً جب مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ، کی طرف اضافت ہدایت کااشتباہ امرممنوع کا اشتباہ اورموجب لزوم احتراز ہے توبالقصد اس جناب ہدایت مآب کی طرف ضافت ہدایت کس درجہ سخت ممنوع ومعترض الاحتراز ہوگی، یہاں مولٰی علی کوہادی کہنا حرام ہوگیا حالانکہ یہ احادیث صریحہ واجماع جمیع ائمہ اہلسنت وجماعت کے خلاف ہے، شاید یہ عذرکیجئے کہ ہدایت بمعنی خلق کا اشتباہ موجب منع تھا اس معنی پر اضافت قصدیہ ضرور حرام بلکہ ضلال تام ہے، نہ بمعنی تسبب کہ جائز ومعمول اہل اسلام ہے، مگریہ وہی عذرمعمول ہے جس کارَد گزرچکا، کیاجب مولٰی علی کی طرف اضافت کا اصلاً قصد ہی نہ ہو اس وقت تو بوجہ اشتراک معنی مولٰی علی کی جانب ہدایت بمعنی خلق کی اضافت کا اشتباہ ہوتا ہے اور جب بالقصد خود حضرت مولٰی علی ہی کی طر اضافت مراد ہوتواب وہ اشتراک معنی جاتا رہتا اور اشتباہ راہ نہیں پاتا، اگرمانع اشتباہ مخلوق کااس معنی کے لئے صالح نہ ہوناہے توصورت عدم قصد میں کیوں مانع نہیں، اور اگرباوصف عدم صلوح اشتباہ قائم رہتاہے توصورت قصدمیں کیوں واقع نہیں۔

حادی عشر : نہ صرف امیرالمومنین علی بلکہ انبیائے کرام ورسل عظام وخود حضورپرنورسیدالانام علیہ وعلیہم افضل الصلٰوۃ والتسلیم کسی کی طرف اضافت ہدایت اصلاً روانہ رہے گی کہ بوجہ احتمال معنی دوم ایہام شرک ہے، اب مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کوہادی کہنا بھی حرام ہوگیا، اوریہ قرآن عظیم وصحاح احادیث واجماعِ امت بلکہ ضروریات دین کے خلاف ہے۔
ثانی عشر : خودجناب مجیب نے اپنے فتاوٰی جلدسوم ۸۶ میں اس لزوم احتراز کارَدِّصریح فرمادیا اورادعائے ایہام کافیصلہ بول دیا۔ فرماتے ہیں :

سوال: عبدالنبی یامانند آں نام نہادن درست است یانہ؟

سوال: عبدالنبی یا اس جیسا نام رکھنادرست ہے یانہیں؟

جواب: اگراعتقاد ایں معنی ست کہ ایں کس کہ عبدالنبی نام دارد بندہ نبی است عین شرک است واگرعبدبمعنی غلام مملوک ست آں ہم خلاف واقع است واگرمجازاً عبدبمعنی مطیع ومنقاد گرفتہ شود مضائقہ ندارد لیکن خلاف اولٰی ست، روی مسلم عن ابی ھریرۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ ان رسول االلہ صلی االلہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم قال لایقولن احدکم عبدی و آمتی کلکم عباد االلہ وکل نسائکم اماء االلہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتاتی انتھٰی١ ؎۔

جواب: اگریہ اعتقاد ہوکہ عبدالنبی نام والا شخص نبی کابندہ ہے توعین شرک ہے اور عبدبمعنی غلام مملوک مرادہو تو یہ خلاف واقع ہے اوراگرمجازاً عبدبمعنی مطیع لیاہوتومضائقہ نہیں ہے لیکن خلاف اولٰی ہے، امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضورعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے اشاد فرمایا : کوئی شخص ہرگزعبدی (میراعبد) اورآمتی (میری باندی) نہ کہے تم سب مرداللہتعالٰی کے بندے اور تمہاری تمام عورتیں اللہ تعالٰی کی باندیاں ہیں، لیکن اگرکہتاہو توغلامی (میراغلام)، جاریتی(میری خادمہ) فتائی (میراغلام)، فتاتی (میری لونڈی) کہے انہتی۔(ت)

(١؎ مجموعہ فتاوٰی   کتاب العقیقہ ومایتعلق بہا   وجہ نام عبدالنبی وغیرہ   مطبع یوسفی لکھنؤ ٣ /٨۴)

اقول : قطع نظر اس سے کہ یہ جواب بھی بوجوہ مخدوش ہے اولاً عبدوبندہ میں سوائے اختلاف زبان کے کوئی فرق نہیں ایک دوسرے کا پورا ترجمہ ہے، عبدہ وبندہ دونوں عربی وعجمی دونوں زبانوں میں الٰہ وخدا ومولٰی وآقا دونوں کے مقابل بولے جاتے ہیں توعبد بمعنی بندہ کومطلقاً عین شرک کہہ دینا ایساہی ہے کہ کوئی کہے کہ عین سے مراد عین ہے توغلط ہے اورچشمہ مقصود ہو توصحیح، حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں جب صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں خریدلیا اوربارگاہ رسالت میں حاضرہوئے حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا، اس پرصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا:

؎گفت ما دوبندگانِ کوئے تو   کردمش آزاد ہم برروئے تو ٢ ؎

(عرض کیاکہ ہم دونوں آپ کے کوچہ کے غلام ہیں، میں نے اس کو آپ کے رخ انور پر آزاد کردیا۔ت)

(٢؎ مثنوی المعنوی معاتبہ کردن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باصدیق اکبر حامداینڈ کمپنی لاہور دفترششم ص١١٧)

لاجرم جوتفصیل عبد میں ہے وہی بندہ میں۔
ثانیاً عبدبمعنی بندہ وبمعنی مملوک میں یہ تفرقہ کہ اول شرک اورثانی خلاف واقع ہے محض بے اصل وضائع ہے، مملوک بھی ملک ذاتی حقیقی وملک عطائی

مجازی دونوں کومشتمل اور اول میں قطعاً شرک حاصل اوربندہ بھی مقابل خدااورخواجہ دونوں مستعمل، اورثانی سے یقینا شرک زائل۔

ثالثاً آپ نے تو عبدبمعنی ملوک کوخلاف واقع یعنی کذب ٹھہراکر اس ارادے کوشرک سے اتارکر گناہ مانا مگر ائمہ دین واولیائے معتمدین وعلمائے مسندین قدس اللہ تعالٰی اسرارہم اجمعین اس اعتقاد کومکمل ایمان مانتے اور اس سے خالی کوحلاوت ایمان سے بے بہرہ جانتے ہیں، حضرت امام اجل عارف بااللہ سیدسہل بن عبدااللہ تستری رضی اللہ تعالٰی عنہ پھرامام اجل قاضی عیاض شفاشریف پھرامام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاًوتذکیراً پھرعلامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض پھر علامہ محمدبن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً وتفسیراً فرماتے ہیں :من لم یر ولایۃ الرسول علیہ فی جمیع احوالہ ولم یرنفسہ فی ملکہ لایذوق حلاوۃ سنتہ ۱؎۔جوہرحال میں نبی صلی اللہتعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کامملوک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

(۱؎ المواہب اللدنیۃ المقصد السابع الرضی بماشرعہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۲۹۹ و ۳۰۰)
(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد السابع الرضی بماشرعہ الفصل الاول دارالکتب العلمیۃ ۹ /۱۲۸)

رابعاً مولانا شاہ عبدالعزیزصاحب تحفہ اثناء عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالٰی زبورشریف میں فرماتاہے :یا احمد فاضت الرحمۃ علٰی شفتیک من اجل ذٰلک بٰارک علیک فتقلد السیف فان بھائک وحمدک الغالب (الٰی قولہ) الامم یخرون تحتک کتاب حق جاء االلہ بہ من الیمن والتقدیس من جبل فاران وامتلأت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ و ملک الارض ورقاب الامم۲؎۔اے احمد! تیرے لبوں پررحمت نے جوش مارا میں اسی لئے تجھے برکت دیتاہوں تو اپنی تلوار حمائل کرکہ تیری چمک اورتیری تعریف ہی غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی، سچی کتاب لایااللہ برکت وپاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے، بھرگئی زمین احمد کی حمداور اس کی پاکی بولنے سے، احمدمالک ہوا ساری زمین اورتمام امتوں کی گردنوں کا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم۔
کیازبور پاک کے ارشاد کوبھی معاذاللہ خلاف واقع کہاجائے گا۔

(۲؎ تحفہ اثناء عشریہ باب ششم دربحث نبوت الخ سہیل اکیڈمی لاہور ص۱۶۹)

خامساً امام احمد مسند میں بطریق ابی معشِر البراء ثنی صدقۃ بن طیلسۃ ثنی معن بن ثعلبۃ المازنی والحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ، اورعبداللہ بن احمد زوائدالمسندمیں بطریق عوف بن کھمس بن الحسن عن صدقۃ وطیلسۃ الخ، اورامام ابوجعفر طحطاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور نحو روایۃ احمدسنداً ومتناً اور ابن خیثمۃ وابن شاھین بھذا الطریق وبغیرہ اور بغوی وابن السکن وابن ابی عاصم بطریق الجنید بن امین بن ذروۃ بن نضلۃ بن بھصل الحرمازی عن ابیہ عن جدہ نضلۃ۔
حضرت اعشی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ یہ خدمت اقدس حضورپرنورصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کرحاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پرعرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی ع

یامالک النّاس و دیّان العرب۱؎

(اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزاو سزا دینے والے)

(۱؎ مسنداحمدبن حنبل مسندعبداللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۰۱)
(شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الشعر ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ۲ /۴۱۰)

حضرت اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کرشکایت رفع فرمادی، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایک شخص کامالک کہنا آپ کے گمان میں معاذاللہ کذب تھا تو تمام آدمیوں کامالک بتانا یامالک النّاس کہہ کر حضورکوندا کرنامعاذاللہ سنکھوں مہاسنکھوں کذب کا مجموعہ ہوگا، حالانکہ یہ حدیث جلیل شہادت دے رہی ہے کہ صحابی حضورکومالکِ تمام بشرکہا اور حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے مقبول ومقرررکھا۔

سادساً بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک ومملوک کے یہی معنی تھے کہ زیدعمروکو تانبے کے کچھ ٹکوں یاچاندی کے چند ٹکڑوں پرخریدے جبھی تو محمد رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مالکیت کوخلاف واقع فرمادیا حالانکہ یہ مالکیت سخت پوچ لچر، محض بے وقعت، بے قدرہے کہ جان درکنار گوشت پوست پربھی پوری نہیں، سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان وجسم سب کومحیط اورجن وبشر سب کوشامل ہے یعنی اولٰی بالتصرف ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کابھی اصلاً اختیارنہ ہو یہ مالکیت حقہ صادقہ محیط شاملہ تامہ کاملہ حضور پرنورمالک الناس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کوبخلافت کبرٰی اور حضرت کبریا

عزوعلا تمام جہاں پرحاصل ہے۔قال االلہ تعالٰی النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم۲؎نبی زیادہ والی ومالک ومختارہے، تمام اہل ایمان کاخود ان کی جانوں سے۔

(۲؎ القرآن الکریم ۳۳/ ۶)

وقال االلہ تعالٰی تبارک وتعالٰی ماکان لمؤمن ولامؤمنۃ اذا قضی االلہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص رسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا ۱؎۔االلہ و (االلہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا) نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کردیں االلہ اوراس کے رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا، اور جوحکم نہ مانے االلہ ورسول کاتو ہو صریح گمراہ ہوا۔

(۱؎ القرآن الکریم ۳۳/ ۳۶)

رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :انا اولٰی بالمؤمنین من انفسھم، رواہ احمد والبخاری۲؎ ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ۔میں زیادہ والی و مالک ومختارہوں تمام اہل ایمان کاخود ان کی جانوں سے(اسے بخاری، مسلم، نسائی اورابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی االلہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۲؎ صحیح البخاری کتاب الکفالۃ ۱/ ۳۰۸ و کتاب الفرائض ۲/ ۲۹۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)
(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ فصل فی خطبۃ الجمعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۵)
(صحیح مسلم کتاب الفرائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۶)
(سنن ابن ماجہ ابواب الصدقات باب من ترک دینا الخ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۱۷۶)
(مسندامام احمدبن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۳۵)

اگریہ معنی مالکیت جناب مجیب کے خیال میں ہوتے تو محمدرسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی مالکیت کوخلاف واقع نہ جانتے اور خود اپنی جان اورسارے جہان کو محمدرسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی مِلک مانتے اور اس سے زائد مرتبہ حق حقائق ہے جس کے سننے کو گوش شنواسمجھنے کو دل بینادرکار ہے۔وماواوتیتم من العلم الاقلیلا۳؎ وفوق کل ذی علم

علیم۴؂ ومایلقھا الاالذین صبروا ومایلقھا الا ذوحظ عظیم۵؂۔تمہیں صرف تھوڑاساعلم دیاگیاہے، ہرعلم والے پربڑے علم والاہے، نہیں پاتے اس کو مگرجولوگ صبروالے ہوں مگرعظیم حصہ۔(ت)

(۳؂ القرآن الکریم ۱۷/ ۸۵) (۴؂ القرآن الکریم ۱۲/ ۷۶) (۵؂ القرآن الکریم ۴۱/ ۳۵)

سابعاً حدیث صحیح مسلم محض بے محل مذکور ہوئی حدیث میں تعلیم تواضع ونفی تکبر اور آقاؤں کو ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کوعبد نہ کہو، نہ کہ غلام بھی اپنے کواپنے مولٰی کاعبد یادوسرے ان کوان کے عبیدنہ کہیں، یہ ہے قرآن کہ ہمارے غلاموں کوہماراعبد فرمارہاہے، آیت عنقریب گزری رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فی فرسہ صدقۃ رواہ احمد۱؂ والستۃ عن ابی ھریرۃ۔مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں(اسے احمد اوراصحاب ستہ نے ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(۱؂ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۱۶)
(سنن ابی داؤد کتا ب الزکوٰۃ باب صدقۃ الرقیق آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۲۵)
(سنن ابن ماجہ کتاب الزکوٰۃ ایچ ایم سعیدکمپنی کراچی ص۱۳۱)
(مسنداحمدبن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتبۃ الاسلامی بیروت ۲/ ۲۴۲)

فقہ کامحاورہ عامہ وائمہ صدراول سے آج تک مستمرہ ہے :اعتق عبدہ ودبرعبدہ (اس نے اپنے عبد کوآزاد، مدبربنایا۔ت) خود مولوی مجیب صاحب اپنے رسالہ نفع المفتی مسائل متعلقہ جمعہ میں فرماتے ہیں :ان اذن المولی عبدہ لہا یتخیر۲؂ (اگرمولٰی اپنے عبد کو اجازت دے تو اسے اختیارہوا۔ت) وہیں ہے :وللمولی منع عبدہ۳؂ (مولٰی کواختیارہے کہ عبد کوروک دے۔ت)

(۲؂ و ۳؂ نفع المفتی والسائل مسائل متعلقہ بالجمعۃ مطبع مجتبائی دہلی ص۱۰۵)

عجب ہے کہ زیدوعمروبلکہ کسی کافرمشرک کے غلام کو اس کاعبدکہنے پرحدیث وارد نہ ہو اور محمدرسول اللہ صلی اللہتعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں کوان کاعبد کہنے پرمعترض ہو، اور سنئے توسہی امام ابوحذیفہ اسحق بن بشر فتوح الشام اورحسن بن بشران اپنی فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ تابعین سے راوی کہ امیرالمومنین عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں

برسرمنبرفرمایا :قدکنت مع رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ۴؎۔میں حضورپُرنورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگارہ میں تھا تو میں حضورکاعبدتھا حضورکابندہ اورحضورکاخدمتی تھا۔

(۴؎ فتوح الشام لاسحق بن بشر)

نیز ابن بشران امالی اورابواحمددہقان جزء حدیثی اورابن عساکر تاریخ دمشق اور لالکائی کتاب السنہ میں افضل التابعین سیدنا سعیدبن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، جب امیرالمومنین حضرت عمررضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ ہوئے منبراطہر حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پرکھڑے ہوکر خطبہ فرمایا حمدودرودکے بعد فرمایا :ایھاالناس انّی قدعلمت انکم کنتم تونسون منّی شدّۃ وغلظۃ وذٰلک انی کنت مع رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم وکنت عبدہ، وخادمہ۱؎۔لوگو! میں جانتاہوں کہ تم مجھ میں سختی ودرشتی پاتے تھے اور اس کاسبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضورکابندہ اورحضورکاخدمت گزار تھا۔

(۱؎ مختصرتاریخ دمشق لابن عساکر ترجمہ عمربن الخطاب ۱۸۵ دارالفکر بیروت ۱۸ /۳۱۴)

اب توظاہر ہواکہ حدیث مسلم کو اس محل سے اصلاً تعلق نہیں، ذرا وہابی صاحب بھی اتناسن رکھیں کہ یہ حدیث نفیس جس میں امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے آپ کو عبدالنبی، عبدالرسول، عبدالمصطفٰی کہہ رہے ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا مجمع عام زیرمنبرحاضرہے، سب سنتے اورقبول کرتے ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی ازالۃ الخفا ابوحذیفہ وکتاب مستطاب الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ میں استناداً ذکرکی اور مقرررکھی، امیرالمومنین کوبجرم ترویح تراویح معاذاللہ گمراہ بدعتی لکھ دیا، یہاں عیاذاً باللہ مشرک کہہ دیجئے، اور آپ کے اصول مذہب نامذہب پرضرور کہنا پڑے گا مگرصاحبو! ذراسوچ سمجھ کرکہ شاہ ولی اللہ صاحب کادامن بھی اسی پتھر کے تلے دباہوا ہے

ع

یوں نظردوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم،خیر، بات دورپہنچی، لفظ عبد وبندہ کی تحقیق تام وتفصیل احکام فقیر کی کتاب مجیرمعظم شرح اکسیر اعظم میں ملاحظہ ہو۔

یہاں یہ گزارش کرنی ہے کہ مولوی مجیب صاحب کے اس فتوٰی نے ادعائے ایہام کاکام تمام کردیا، عبدالنبی میں جناب کے نزدیک تین احتمال تھے: ایک شرک، ایک کذب، ایک صحیح، توناجائزاحتمال جائزسے دُونے تھے، با ایں ہمہ اس کاحکم صرف خلاف اولٰی فرمایا جوممانعت وکراہت تحریمی درکنار کراہت تنزیہی کوبھی مستلزم نہیں، ہرمستحب کاخلاف ترک خلاف اولٰی ہے مگرمطلقاً تنزیہی نہیں۔

ردالمحتار میں بحرالرائق سے ہے :لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذ لابدلھا من دلیل خاص۲؂۔مستحب کوترک کرنے پرکراہت لازم نہیں کیونکہ کراہت کے لے دلیل چاہئے۔(ت)

(۲؂ ردالمحتار کتاب الطہارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱ /۸۴)

اسی میں تحریرالاصول سے ہے :خلاف اولٰی مالیس فیہ صیغۃ نھی کترک صلٰوۃ الضحٰی بخلاف مکروہ تنزیھا ۱؂۔خلاف اولٰی وہ ہے جس کے لئے نہی کاصیغہ استعمال نہ ہواہو جیسے چاشت کی نمازکاترک ہے بخلاف مکروہ تنزیہہ کے۔(ت)

(۱؂ ردالمحتار کتاب الطہارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱ /۸۴)

توہدایت علی جس میں چاراحتمالوں سے صرف ایک باطل ہے، یعنی جائزاحتمالات ناجائز سے تگنے ہیں یہ کس طرح خلاف اولٰی درکنار مکروہ تنزیہی سے بھی گزرکرلازم الاحتراز ہوگیا، اربعہ کے حساب سے تواسے خلاف اولٰی کانصف بھی نہ ہوناچاہئے تھا بلکہ ۴ /۳، یعنی مباح مساوی طرفین سے اگرسیربھردوری پرخلاف اولٰی کہاجائے توہدایت علی میں صرف ڈیڑھ پاؤ ہوگئی اس لئے ۳ /۲ ، ۴ /۱ مجہول پس ۴ /۱ ، ۳ /۲ ، ۸ /۲ خیریہ حساب تو ایک تطییب قلوب ناظرین تھا حق یہ کہ ہدایت علی میں اصلاً کوئی وجہ کراہت تنزیہی کی بھی نہیں، لزوم احتراز تو بڑی چیزہے، اورفی الواقع ہرادنٰی عقل والا بھی سمجھ سکتاہے کہ عبدالنبی سے ہدایت کونسبت ہی کیاہے، جب وہ صرف خلاف اولٰی ہے تو اسے خلاف اولٰی کہنابھی محض بے جاہے، کلام یہاں کثیرہے اور جس قدر مذکورہوا طالب حق کے لئے کافی۔واللّٰہ یقول الحق ویھدی السبیل، واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمدرضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰی صلی االلّٰہ تعالٰی علیہ وسلم
محمدی سنی حنفی قادری ١٣٠١ھ
عبدالمصطفٰی احمدرضاخاں
رسالہ
النوروالضیاء فی احکام وبعض الاسماء
ختم ہوا

خط وکتاب
بلا اجازت کسی کاخط روکنا، کھولنا، اورپڑھنا وغیرہ

مسئلہ ٢٧٩ :حافظ محمود حسین تلمیذ رشیداحمدگنگوہی ١١ربیع الآخرشریف ١٣١٢ھ

ایک لفافہ بند جس پرمکتوب الیہ کانام اس طرح درج تھا زوجہ مولوی محمدفخرالدین وغلام محی الدین کے پاس پہنچے، ڈاکیہ نے لاکرحاجی رمضان ملازم مولوی محمدفخرالدین کو دیا، حاجی موصوف مردناخوانده ہے اس لفافہ کوہمشیره زادمولوی محمدفخرالدین صاحب کے مکان پرلائے اور کہا کہ کس کے نام کا یہ خط ہے مولوی صاحب موصوف کے ہمشیره زاد نے جو اس پرلکھا تھا ان سے کہہ دیا اور ان کو واپس دے دیا، دوسرے وقت حاجی موصوف دوباره اس خط کو مولوی صاحب موصوف کے ہمشیره زاد کے مکان پرلائے اورچندصاحب باہرمکان میں بیٹھے تھے اس کالفافہ پڑھوایا، چونکہ مولوی محمد فخرالدین صاحب کی زوجہ جو احدالمکتوب الیہما تھیں وہ انتقال کرچکی تھیں اور دوسرامکتوب الیہ یعنی غلام محی الدین کا نام جوساتھ میں لکھاہواتھا وہ سمجھ میں نہیں آتاتھا کہ کون شخص ہے فی الجملہ مولوی صاحب کے دونوں ہمشیره زادے موجود تھے، ایک کی رائے ہوئی کہ خط کو واپس کردیاجائے دوسرے نے خیال کرکے کہ کاتب کاجونام اس پرلکھاہوا تھا وہ ایساتھا کہ اس کو تعلق زوجہ مولوی محمد فخرالدین صاحب یعنی اپنے ماموں صاحب کی زوجہ سے تھا او راب ان کاانتقال ہوا اس خیال سے کہ یہ ٹکٹ چسپاں لفافہ واپس کرنے میں شاید ضائع ہوجائے اورکوئی قصدکاتب یا مکتوب الیہا ضروری ہواہو اس کوچاک کرکے سرسری نگاہ سے اس کی ابتداء کو دیکھا جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ بیشک مولوی صاحب یعنی اپنے ماموں صاحب کی زوجہ کاہی یہ خط ہے اور چونکہ وہ امرجو ابتداء سے معلوم

ہوگیا اس خط کے پڑھنے سے متعلق مکتوب الیہا کے تہائی سے معلوم ہوا کہ ان لڑکیوں کے پیام کی نسبت اس میں لکھاہوا تھااس لئے بدون پورا پڑھے ہوئے خط کے اس کو لفافہ میں رکھ کے چاک شدہ بدون بند کئے ہوئے حاجی رمضان خاں جو اس خط کو لائے تھے ان کودے دیا اور کہہ دیا کہ حافظ غفورالدین صاحب یعنی برادرمکتوب الیہامرحومہ کودے دیں پس صورت حال یہ ہے اس کی نسبت یہ سوال ہے کہ خواہرزادہ مولوی صاحب نے لفافہ چاک کرکے اس کوسرسری گناہ سے دیکھ کے پھر اس کوجس شخص سے متعلق مضمون اس کا نظرآیا واپس بھیج دیا، ایساکرنے میں وہ عندالشرع گنہگار ہے یا موافق نیت اپنی کے عنداللہ وعندالشرع ماجور ہے اور زوج مکتوب الیہا کے ملک عرب میں ہیں وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ بیّنواتوجروا (بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : صورت مستفسرہ میں شخص مذکور گنہگار ومستحق وعیدہے، حدیث میں ہے حضورپرنورسیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من نظر فی کتاب اخیہ بغیر اذنہ فانما ینظر فی النار۔ رواہ ابوداؤد ۱؎ فی سننہ والحاکم وصححہ وابن منیع فی مسندہ والقضاعی وغیرھم فی حدیث عنا بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔جو اپنے بھائی کاخط بے اس کی اجازت کے دیکھے وہ بلاشبہہ آگ دیکھ رہاہے(امام ابوداؤد نے اس کو اپنی سنن میں روایت کیا اور محدث حاکم نے اس کی صحت تسلیم فرمائی اور ابن منیع نے اپنے مسند میں اور قضاعی وغیرہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے روایت کی۔ت)

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب الدعاء آفتاب عالم پریس لاہور ۱ /۲۰۹)

علماء فرماتے ہیں خط کاتب کی ملک ہے یہاں تک کہ اگروہ لکھے کہ اس پرجواب لکھ دے تو خود مکتوب الیہ کو اس میں تصرف جائزنہیں مالک کو واپس دینالازم، واپس نہ چاہے تو بحکم عرف مکتوب الیہ مالک ہوجائے گا۔

جوہرہ نیرہ ومنح الغفار شرح تنویرالابصار وحاشیہ طحطاوی علی الدرالمختار وغیرہا میں ہے :رجل کتب الٰی اٰخر کتابا وذکرفیہ اکتب الجواب علی ظھرہ لزمہ ردہ ولیس لہ التصرف فیہ والا ملکہ المکتوب الیہ عرفا ۱؎۔ایک آدمی نے کسی دوسرے آدمی کوخط لکھا اور اس میں یہ ذکرکیا کہ اسی قرطاس سوال کی پشت پر جواب لکھ دیں توا س خط کاواپس کرنا لازم ہوجاتاہے۔اور اس میں کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا، اوراگریہ صورت نہ ہوتو عرف اور رواج کے مطابق مکتوب الیہ یعنی جس کی طرف خط لکھاگیا وہ اس کامالک ہوگیا۔(ت)

(۱؎ تکملہ ردالمحتار فصل فی مسائل متفرقہ من الھبۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ /۳۵۱)
(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الہبۃ فصل فی مسائل متفرقہ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۳ /۴۰۹)

یہاں کہ خط مکتوب الیہ کے ہاتھ میں پہنچنے ہی نہ پایا بلاشبہہ ملک کاتب پرباقی رہا،فان التملیک لایتم قبل القبض حتی لومات احدھما قبل التسلیم بطل کما نص علی فی الدر وغیرہ من الاسفار الغر۲؎۔کیونکہ تملیک (کسی کومالک بنانا) قبضہ کرنے سے پہلے تام (مکمل) نہیں ہوتی اس لئے کہ سپردگی سے پہلے دونوں میں سے کوئی ایک اگرانتقال کرجائے تومعاملہ باطل ہوجاتاہے جیسا کہ درمختار وغیرہ بڑی کتب عربی میں اس کی تصریح فرمائی گئی ہے۔(ت)

(۲؎ درمختار کتاب الہبہ باب الرجوع فی الہبہ مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۱۶۱)

بے اس کے اذن کے لفافہ چاک کرناملِک غیر میں تصرف ناجائز ہواکہ شرعاً حرام ہے، حدیث وفقہ کاحکم تو یہ ہے، باقی رہے اس کے بیہودہ عذرات جن کی بنا پر وہ نہ صرف اپنی برأت بلکہ الٹا ماجوری کامتمنی ہے بدتر ازگناہ ہیں واپسی میں ضائع ہونے کا اندیشہ تھاتویہ کاتب تھا مکتوب الیہ تھاکون تھا رکھنا واپس کرنا اس سے کیامتعلق تھا اس کے پاس لفافہ پڑھنے کو آیاتھا پرھ کرلانے والے کودے دیتا جومطالبہ ہوتا اس کے ذمہ ہوتا اسے مداخلت بیجاکاکس نے حکم دیاتھا ایسی ہی خیراندیشی مدنظر تھی توخط محفوظ رہنے کی ہدایت کرکے کاتب کواطلاع دی ہوتی وہ جوکہتا اس پرعمل کیاجاتانہ یہ غضب وخیانت کہ ملک غیرچاک نامہ غیرمیں نظر بےباک یعنی زید نے ایک بکری عمروکہ ہدیۃً بھیجی، عمرو مرچکاتھا لانے والا بکرکے پاس لایایہاں جنگل میں شام ہوگئی واپس کرنے میں اندیشہ تلف تھا بکرنے بکری براہ خیراندیشی وہیں ذبح کرکے چھ لی، یہ خیال کہ شاید کوئی امرضروری مفیدکتاب یامکتوب الیہا ہویہ خیال نہ کیاکہ شاید کوئی امر رازکاہو جس پر اطلاع میں ان کی مضرت ہوپرائے مکان میں بے استیذان جانا شرع نے احتمال ضرر کے سبب حرام فرمایا اوراحتمال نفی کی بنا پراجازت نہ دی یہ خیالات سب مناقض شرح محض وسوسہ شیطانی تھے کہ معصیت پرباعث ہوئے سرسری نگاہ سے دیکھنا بھی دیکھنا ہے آخراس سے مضمون پراطلاع پائی تویہ کیاعذر ہو سکتاہے، جیسے کسی کے دروازہ میں سے جھانکے اور کہے ہم نے بغورتو نہیں دیکھا۔ اسی بنا پر حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حالت میں اس کی آنکھیں پھوڑدیں تو کچھ الزام نہیں۔

فی الصحیحین عن ابی ھریرۃ رضی االلہ تعالٰی عنہ قال قال رسول االلہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم : من اطلع فی بیت قوم بغیر اذنھم فقد حل لھم ان یفقأوا عینہ ۱؎۔

بخاری اورمسلم میں حضرت ابوہریرہ رضي اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی نے لوگوں کے گھروں میں بغیران کی اجازت کے جھانک کردیکھا تو بے شک ان گھروالوں کیلئے حلال ہے کہ اس کی آنکھ نکال دیں۔(ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الدیات باب من اطلع فی بیت قوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۲۰)
(صحیح مسلم کتاب الآداب باب تحریم النظر فی بیت غیرہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۱۲)

بلکہ دوسری حدیث میں حضورسیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :ایمارجل کشف سترا فادخل بصرہ من قبل ان یؤذن فقداتی حدا لایحل لہ ان یأتیہ ولوان رجلا فقأعینہ لھدرت۔ رواہ الامام احمد فی مسندہ۲؎ عن ابی ذر رضی االلہ تعالٰی عنہ۔جوشخص کوئی پردہ کھول کر قبل اجازت نگاہ کرے وہ ایسی ممنوع بات کامرتکب ہے جو اسے جائزنہ تھی اور اگرکوئی اس کی آنکھ پھوڑدے توقصاص نہیں۔(امام احمدنے اس کو اپنی مسندمیں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیاہے۔ت)

(۲؎ مسندامام احمدبن حنبل ترجمہ عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۱۸۱)

انصاف سے دیکھئے تولفافہ چاک کرکے خط پڑھنا بھی ایک قسم کاپردہ کھول کرنگاہ کرناہے اور فقط ابتدائی مضمون دیکھاپورانہ پڑھا یعنی دروازہ ہی میں سے جھانکا سارامکان کب نظرپڑا اور طرفہ یہ کہ چاک شدہ بے بند کئے واپس کیا، شاید اسے بھی ذلیل نیک نیتی ٹھہرادیاجاتا کہ فریب ہوتا توبند کردیاجاتا کیابند کرنے میں گناہ تھا جو اس سے بازرہنا وجہ برأت ہوا یعنی مکان غیرمیں بے اجازت قُفل توڑکرجائیے اورنیک نیتی کاثبوت یہ کہ ہم نے دروازہ کھلاہی چھوڑدیا، طرہ یہ کہ خط زید بنام عمروبکرنے دیکھا اور خالد کوبھیج دیا گویا خود مالک خط تھا کہ جوچاہاکیاجب سارا خط نہ دیکھاتھا توکیامعلوم شاید اس میں کوئی مضمون خالد کے خلاف ہی ہوتا اس کامطلع ہونا ان مسلمانوں کے ضررکاسبب ہوتا، غرض یہ سب

حرکات عقل وشرع دونوں کے خلاف تھیںولاحول ولاقوۃ الا باﷲ العلی العظیم،
واﷲ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (گناہوں سے کنارہ کش ہونے اوربھلائی کرنے کی قوت
کسی میں موجود نہیں بجزاﷲتعالٰی عظمت وشان والے کی توفیق کے۔اﷲ تعالٰی پاک
وبرتر اوربڑاعالم ہے۔ت)

مسئلہ ۲۸۰: ۱۰/صفر ۱۳۲۱ھ
خالد کو اس کے چچا نے ہدایت کی کہ باہمی نزاع کی بابت خط وکتابت مسدود رہنا
قرین مصلحت ہے اب اگرظن غالب کی بناپر بکر اپنے بھتیجے خالد کے خطوط
خود وصول کرکے اس کو نہ دے حالانکہ خالد تبری کرتا ہے کہ ہرگزمیرے کسی
خط میں اس ہدایت کاخلاف نہ کیاگیامگر بکرکو بوجہ مرتبہ بادر ہونے کے سبب
خالد کی یقین نہیں آیا ان وجوہ سے بکر معصیت کامرتکب قرارپائے گا یانہیں؟
نیزاگر ان میں بابت نزاع باہمی تذکرہ ہوتوکیا بکر کو امور متذکرہ بالا کا
اختیارحاصل ہے یانہیں؟

الجواب : بکرکواصلاً اختیارنہیں، نہ خالد کے خطوط روکنے کا، نہ دیکھنے کا، اور
وہ ضرورگنہگارہوگا، حدیث میں ارشاد ہواکہ جوبلاضرورت دوسرے کا خط
دیکھے وہ جہنم کی آگ دیکھتاہے ۱؂۔ اوربدگمانی دوسراگناہ ہے اورتجسس
تیسراگناہ۔اوریہ سوال کہ اگران میں خلاف ہدایت ہو تو امومذکورہ کا اختیار ہے
یانہیں محض بے معنی ہے بے دیکھے کیونکرمعلوم ہوگا کہ خلاف ہدایت ہے،
غرض یہ سب کارروائی خود خلاف ہدایت ہے۔ واﷲ تعالٰی اعلم

(۱؂ سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب الدعاء آفتاب عالم پریس لاہور ۱ /۲۰۹)

مسئلہ ۲۸۱ :ازملک گجرات ضلع احمدآباد شہرپیران پاٹن محلہ محمدی دارہ معرفت
سیدعبدالقادر صاحب رسیدہ اصغراحمدصاحب بنگالی پنجشنبہ ۱۶ شوال ۱۳۳۴ھ
حضرت شمس علماء الدین، اسوۃ الحکماء المحققین، اعنی مخدومنا ومکرمنا جناب
مولانا احمدرضاخان صاحب حفظہم الواہب من النوائب۔ بعد الف الف سلام معروض
اینکہ حضور والا کے ارشاد کے بعد جب مراجعت الی الکتب کیا فی الواقع جواب
لسان وعلی الفور واجب ہے، اورعلامہ مناوی نے تخیربین اللفظ والمراسلۃ (زبانی
جواب دینا اوربذریعہ خط جواب دونوں میں (مکتوب الیہ کو) اختیارہے۔ت) لکھاہے
مگرعلامہ شامی نے اسی کا بعد ہی خط کاجواب دینے کو واجب لکھاہےوھو لکن
فی الجامع الصغیر للسیوطی "ردجواب الکتاب حق کردالسلام"۲؂ (لیکن امام
سیوطی نے جامع صغیر میں فرمایا خط کاجواب دینابالکل سلام کے زبانی جواب

دینے کی طرح واجب ہے۔ت)اگر اس میں کوئی خلاف ہوتو اصلاح فرماکر مرہون منت فرمائیں فقط۔

(۲؎ جامع الصغیر حدیث ۴۴۴۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۷۲)

الجواب : مولانا المکرم ذی اللطف والکرم اکرمکم المولٰی تعالٰی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہمارے نزدیک جواب سلام علی الفور ہے تاخیرمیں اثم ہوگاحتی قالوا لو اخرالٰی آخرالکتاب کرہ (یہاں تک فرمایا کہ اگر اس نے جواب لکھنے تک سلام کے جواب میں تاخیرکی تومکروہ ہے۔ت) علامہ مناوی شافعی ہیں یوں ہی امام سیوطی ولہٰذا عبارت مذکورہ کے بعد مناوی میں ہے :وبہ قال جمع شافعیۃ منھم المتولی والنووی فی الاذکار زاد فی المجموع انہ یجب الرد فورا ۱؎۔شافعیوں کے ایک گروہ نے یہی فرمایا، ان میں سے متولی اورامام نووی ہیں، چنانچہ امام نووی نے الاذکار میں ذکرکیا اورالمجموع میں یہ اضافہ کیا کہ سلام کاجواب دیناواجب ہے۔(ت)

(۱؎ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ردجواب الکتاب الخ مکتبۃ الامام شافعی ریاض ۲ /۲۲)

اورحدیث کی سند بشدت ضعیف ہے، اوراس کارفع ثابت نہیں، ہاں جواب کتاب حتی الوسع ضروردیناچاہئے ولوبعد حین(اگرچہ کچھ عرصہ کے بعد ہو۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

سیاسیات

ممبری، ووٹ، الیکشن اورتنظیم سازی وغیرہ

مسئلہ ۲۸۲ : مسئولہ محمدباقرخاں صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر رائے بریلی

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ میں جو اندرحد میونسپلٹی ہے ایک شخص احمدنامی زبان کچہری وزبان انگریزی سے بخوبی واقف ہے اور شریف خاندان اورقابلیت انتظامی میں ماہر اورمعزز عہدوں پرممتاز رہا منجملہ دیگرمسلمان ممبروں کے ایک ممبرمیونسپل ہے اور بحیثیت ممبری قوم کے کام بھی نہایت دیانت وامانت سے کر رہاہے اب زمانہ ممبری احمد کا قریب الاختتام ہے لہٰذا احمدمذکورپھرامیدوار ممبری کاہے لیکن اس کے مقابلے میں ایک شخص معمولی حیثیت کاجو محض اردوجانتاہے عمرنامی امیدوار ممبری کھڑاہواہے اس شخص کوانتظامی قابلیت میں کچھ مَس نہیں ہے اور نہ کبھی اس کو ایساتجربہ ہواہے پس عمر نے اپنی کامیابی کی یہ تدبیر اس حیلہ سے سوچی ہے کہ اگر وہ ممبرمنتخب ہوگیا تومبلغ ڈیڑھ سوروپیہ واسطے کارِخیر کے دے گا یعنی

ایک آنہ فنڈ میں جو اس قصبہ میں ہے دے گاتاکہ سیکریٹری ودیگر حصہ ممبران ایک آنہ فنڈ کی کامیابی میں کوشش بلیغ کریں بس ایسی صورت میں مسلمانوں کو احمد کی معاونت کرنی چاہئے جونہایت بیدامغزی اوردیانت سے ممبری کے کام بخوبی انجام دے رہاہے یاعمر کی جوامور انتظامیہ کوانجام دینے کے قابل نہیں ہے۔بیّنواتوجروا(بیان فرمائیے اجرپائیے۔ت)

الجواب : ممبری کوئی شرعی بات نہیں مگریہ ضرورہے کہ اگرحالت وہ ہے جوسوال میں مذکورہے تواحمد کے مقابل عمرکے لئے کوشش عقل ونقل سے دور ہے جب وہ حسب بیان سائل ذی علم متدیّن نفع رساں مسلمین ہے تو اس پرایسے عاری کی ترجیح صرف ڈیڑھ سوروپیہ کے لالچ سے جہل مبین ہے،

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من استعمل رجلا علی عشرۃ وفیھم من ھوارضی اللہ منہ فقد خان اﷲ ورسولہ وجماعۃ المسلمین ۱؎۔واﷲ تعالٰی اعلم۔جس نے دس آدمیوں پرکسی کو افسرکیا اور ان میں وہ ہے جو اللہ کو اس سے زیادہ پسندہے تو اس نے اللہ ورسول اورمسلمانوں کی سب خیانت کی۔

(۱؎ المستدرک للحاکم کتاب الاحکام دارالفکر بیروت ۴ /۹۲)
(کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ترجمہ ۲۹۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۲۴۸)

مسئلہ ۲۸۳ : ازدھو راجی متصل ناریل مسجد مرسلہ احمدعلی چامڑیا ۳ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ملک کاٹھیاوارمیں تعلیم کی حالت بہت خراب ہونے کی وجہ سے مختلف شہروں کے مسلمانوں نے مل کر ایک رائے ہوکر ہرشہر کاایک ایک دودوشخص منتخب کرکے ۹۵ ممبروں کی کمیٹی مقام راجکوٹ قائم کی ہے جس کانام مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن رکھاہے، جس میں سنت جماعت ممبر ۹۴ اورایک خوجہ، اس ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کی طرف سے ہرسال کسی ایک بڑے شہر میں جلسہ عام مسلمانوں کامنعقد ہوتاہے جس میں ہرخاص وعام آسکتاہے اور جس میں مسلمانوں کی ترقی کے ریزولیشن پاس ہوتے ہیں اور اسٹیٹ اورگورنمنٹ کے پاس سے حق مانگے جاتے ہیں اور ہرشہرمیں مسلمانوں کی طرف سے جومدرسے جاری ہیں ان کے کورس ایک کرنے میں اوردینی اوردنیاوی تعلیم کی ترقی کرنے میں کوشش کی جاتی ہے فی الحال ایک انسپکٹر ایسوسی کی طرف سے مقرر ہے جوکہ ہرمدرسہ میں جاکر تعلیم کی جانچ کرتاہے اور ایک بورڈنگ بھی اس سال مسلمانوں کے واسطے ایسوسی ایشن نے تیارکی ہے اور ایسوسی ایشن کا تعلق ہندوستان میں کسی شہر سے نہیں ہے ان کے

سالانہ جلسے میں ہم اہلسنت وجماعت شریک ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسوسی ایشن کمیٹی کے ممبربھی ہوسکتے ہیں یانہیں؟ ہمارے ائمہ دین شرح تفصیل کے ساتھ بیان فرماکر احقرکو مشرف فرمادیں۔
نوٹ : ہمارے یہاں خوجہ آغاخان یاخارجی یاسیدنا کوکہتے ہیں۔ بیّنواتوجروا۔

الجواب : خوجہ کو اسلامی جلسہ کارکن بناناحرام اورمخالفت شارع علیہ الصلٰوۃ والسلام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالاودّواماعنتم قدبدت البغضاء من افواھم وماتخفی صدورھم اکبر قدبیّنالکم الاٰیات ان کنتم تعقلون ھٰانتم اولاء تحبونھم ولایحبونکم وتؤمنون بالکتٰب کلہ واذا لقوکم قالوا اٰمنّا واذا خلوا عضّوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللّٰہ علیم بذات الصدور ۱؎۔اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں گئی نہ کریں گے وہ جی سے چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو۔ بَیران کے مونہوں سے ظاہرہوچکا اور وہ جو ان کے سینوں میں دباہے اوربھی بڑاہے ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں کھول دیں اگرتم میں عقل ہے ارے یہ جو تم ہو تم تو ان سے محبت کرتے ہواور وہ تم سے محبت نہیں کرتے حالانکہ پورے قرآن پرایمان لائے اور جب تم سے ملتے ہیں توکہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں توتم پرانگلیاں چباتے ہیں جلن سے، اسے محبوب! تم ان سے فرمادو کہ مرجاؤ اپنی جلن میں، بیشک اللہ دلوں کی جانتاہے۔

(۱؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸۔۱۹)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :من وقرصاحب بدعۃ فقد اعان علٰی ھدم الاسلام۲؎۔جس نے بدمذہب کی توقیر کی بیشک اس نے دین اسلام ڈھادینے میں مدد دی۔

(۲؎ شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۶۱)

دوسری حدیث میں ہے :من لقیہ بالبشر فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم۳؎۔جوکسی بدمذہب سے بکشادہ پیشانی ملابیشک اس نے حقیرسمجھااس چیز کوجو محمدصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

(۳؎ مسند الشہاب باب من اھان صاحب بدعۃ الخ مطبوعہ بیروت ۱/ ۳۱۹)

(فتاوٰی حدیثیہ   کانت سبابۃ صلی علیہ اطول من الوسطٰی الخ   الطبعۃ الجمالیہ مصر ص۲۰۴)

فتاوی الحرمین میں یہ مضمون مفصل ہے جس پر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق مہریں کیں سنی بھائیوں کوچاہئے کہ اپنے دین کی قدرکریں اوربدمذہب کو رکنیت سے فوراً جداکردیں اللہ فرماچکاکہ وہ تمہاری بھلائی کبھی نہ چاہیں گے جہاں تک بن پڑے نقصان ہی پہنچائیں گے قرآن وحدیث کے مقابل یہ جاہلانہ خیال نہ کریں کہ ۹۴ سنیوں میں ایک بدمذہبی کیا اثرکرے گی، دیکھو چورانوے ۹۴ قطرے گلاب ہو اور ایک بوند پیشاب ڈال دو سب پیشاب ہوجائے گا، اہل مجلس ان احکام شرعیہ کا اتباع کریں اور مجلس کو خالص اہلسنت کی کرلیں اور اگر اپنی بیجاہٹ پرقائم رہیں توشرعی احکام سن چکے کہ وہ دین اسلام کے ڈھادینے پرمدد دیتے ہیں اورجوکچھ محمدصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پراُترا اس کی تحقیر کرتے ہیں تومسلمانوں پرلازم کہ انہیں اور ان کی مجلس کویک لخت چھوڑدیں لیقترفوا ماھم مقترفون ؎۱ (چاہئے کہ وہی کمائیں جوکچھ وہ کما رہے ہیں۔ت)

(؎۱ القرآن الکریم   ۶/ ۱۱۳)

کبھی اس میں شریک نہ ہوں۔قال اﷲ تعالٰی واماینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین؎۲۔اللہ تعالٰی نے ارشاف فرمایا : اگرتمہیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے توپھریاد آنے پرظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔(ت)

(؎۲ القرآن الکریم   ۶/ ۶۸)

اوراصلاً اس کی مدد نہ کریں،قال اﷲ تعالٰی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان؎۳۔ واﷲ تعالٰی اعلم۔اللہ تعالٰی نے فرمایا: (لوگو!) آپس میں گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیاکرو۔ واﷲ تعالٰی اعلم(ت)

(؎۳القرآن الکریم   ۵/ ۲)

مسئلہ ۲۸۴ : حافظ شمس الدین بیلپور محلہ درگاپرشاد ضلع پیلی بھیت
۲۵/صفر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان المعظم سلطنت روم خلفۃ المسلمین ہیں یا نہیں؟ موجودہ حالت میں مسلمانوں میں ان کی ہمدردی کرناچاہئے

یانہیں؟ اگراس وقت میں ہم کوئی ہمدردی نہ کریں توگنہگارتونہ ہوں گے۔بیّنواتوجروا۔

الجواب : سلاطین اسلام نہ صرف سلاطین اسلام کہ ہرجماعت اسلام نہ صرف جماعت کہ ہرفرد اسلام کی خیرخواہی ہرمسلمان پرلازم ہےلحدیث الدین النصح لکل ملسم ۱؎ (حدیث "دین ہرمسلمان کی خیرخواہی کانام ہے"کے مطابق۔ت)

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدین النصیحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۱۳)

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الدین النصیحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۵۵)

مگرہرفرض بقدرقدرت ہے اور ہرتکلیف بشرط استطاعتکمانطق بہ الکلام العزیز (جیسا کہ اس مسئلہ کوکلام عزیز نے بیان فرمایا۔ت) نامقدور بات پرابھارنا جوموجب ضرر مسلمین ہوخیرخواہی مسلمین نہیں بدخواہی ہے مثلاً دریامیں طوفان ہے کچھ لوگ ڈوب رہے ہیں جوکنارے پرہیں اور تیرنانہیں جانتے انہیں مجبورکرناکہ ان کے بچانے کے لئے طوفان میں کود پڑو ان کابچانا نہیں بلکہ ان کاڈبونا ہے۔ مشرکوں کی یہ کھلی چال ہے جس سے وہ مسلمانوں کوتباہ کرناچاہتے ہیں اورعقل کے اوندھے بصیرت کے اندھے انہیں اپناخیرخواہ سمجھ رہے ہیں حالانکہ قرآن کریم صاف فرماچکاہے کہ وہ تمہاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مصیبت میں پڑو، دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہوچکی ہے او روہ جو ان کے دلوں میں دبی ہے اوربڑی ہے ہم نے عاقلوں کے لئے نشانیاں صاف بیان فرمادیں۲؎۔ مولٰی تعالٰی کے اتنے صاف ارشاد پربھی آنکھیں نہیں کُھلتیں اوربدخواہوں کوخیرخواہ مانے ہوئے ہیں، مولٰی عزوجل ہدایت دے۔آمین! واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲؎ القرآن الکریم ۳ /۱۱۸)

نوٹ: جلد۲۴سیاسیات کے عنوان پرختم ہوئی۔جلد۲۵ان شاء اللہ کتاب المدانیات سے شروع ہوگی۔